منتظرتِ ہستم (سیزن ون)

از قلم نیہا امتیاز

NOVEL HUT

All rights are reserved by the author , you can't copy or steal any of the scenes written in this novel .

if you do so serious action will be taken .

JazakAllah

NOVEL HUT

انتساب

میں نے منتظرت ہستم ۲۰۲۳ میں لکھنا شروع کیاُ تھا اور تب میری عمر سولہ سال تھی۔ ۲۰۲۳ میں ہی یہ ناول فیس بک پر پبلش ہوا اور یہ میری زندگی کی لکھی گئی پہلی تحریر ہے جس میں یقیناً جھول ہیں۔۔اس ناول پر مجھے کریٹیسزم کا سامنا بھی کرنا پڑا تھا کہ یہ بہت بورنگ ہے جو کہ ابتدا میں واقعی ہے مگر یہ تحریر میں نے بہت دل سے لکھی ہے۔ شاید بہت مختلف اور خاص نہیں ہے مگر مجھے اپنی اس تحریر اور اس کے کرداروں سے عشق ہے۔

اُس گزرے ہوئے وقت کے نام، جس میں مجھے ان غلطیوں کی سزا ملی جو میری نہ تھی مگر میں نے بہت کچھ سیکھ لیا۔ لکھنا بھی۔۔

~نیہاء امتیاز

بچپن سے جو پریوں کی کہانی وہ سُنتی آئی تھی اور وہ کہانیاں سُن کر جو خوبصورت خواب اُس نے آنکھوں میں سجائے تھے،، اُس کی زندگی تو اُن خوابوں سے بلکُل ہی مُختلف سِمت میں چل رہی تھی۔۔اُسے لگ رہا تھا جیسے اُسکی خوبصورت کہانی کا اختیام بہت بھیانک طریقے سے ہوا تھا یا پھر ابھی اُس کی کہانی مُکمل نہیں ہوئی تھی۔۔۔کیا وہ شہزادی تھی بھی سہی جِس کو شہزادہ چاہیے تھا؟ نہیں،،، اگر وہ شہزادی ہوتی تو اُن کہانیوں کی طرح اُس کی زندگی بھی حسین ہوتی۔ جہاں شہزادہ آکر ہر مُشکِل سے بچا لیتا ہے،، اُس نے بھی اُس شہزادے کا انتظار کیا تھا مگر وہ نہ آیا۔ وہ اُسکی راہ دیکھتی رہی مگر بہت انتظار کے بعد بھی وہ نہیں آیا اور نہ ہی اُسے آنا تھا یا پھر شاید اُس کی کہانی کا شہزادہ یہی تھا جِس کہ نِکاح میں وہ زبردستی لِکھ دی گئی تھی۔۔۔

یوں جو تکتا ہے آسمان کو تو

کوئی رہتا ہے آسمان میں کیا؟

جون ایلیاء

☆☆☆☆☆

"میں معزرت خواہ ہوں اگر آپ کو میری بات بُری لگے مِس سکینہ لیکن بہتر ہوگا کہ آپ شوبِز سے ہٹ کر تھوڑا دھیان اپنی اولاد پر بھی دیں۔۔آپ تو جانتی ہی ہونگی کہ ایکٹریسز کے بچے کیسے اپنے ماں باپ سے دور ہو جاتے ہیں وقت نہ ملنے پر اور اُنہیں احساس بھی نہیں ہوتا اتنے سپائل ہوجاتے ہیں۔۔۔رائد آپ کی اِکلوتی اولاد ہے پلیز آپ اپنا وقت اُسے دیں۔۔ شاید آپ کا پیسہ، آپکی شہرت اُس کو اتنا خوش اور مطمئن نہ کرے جتنا آپ کا پیار اور توجہ کر سکتی ہے۔۔۔آپ سمجھ رہی ہیں نہ میری بات؟"

ٹیچر کہ منہ سے نِکلنے والی بات سُن کر چند لمحے سکینہ کو سمجھ ہی نہ آیا کہ وہ کیا کہے۔ کچھ دیر تک وہ خالی ذہن کے ساتھ انہیں دیکھتی چلی گئی پھر اُنکی بات سے اتفاق کرتی وہ رائد کو لیے گھر آگئی اور ابھی تک لفظ با لفظ یہ بات اُسکے ذہن میں

گھوم رہی تھی۔۔۔اُسکا دِل شوبِز چھوڑنے پر اصرار کر رہا تھا جبکہ دماغ نہیں مان رہا تھا کیونکہ اتنے سال اُسنے کام کیا تھا ظاہری طور پر آسان تھا مگر حقیقتاً مُشکل تھا۔۔۔۔

"آپ کب آئے۔۔۔؟"

سکینہ ابھی ابھی نہا کر واشروم سے باہر آئی تھی۔ وہ انہی سوچوں میں غرک شیشے کے سامنے کھڑی ہاتھوں پر موئسچرائزر لگا رہی تھی جب عادِل کمرے میں داخل ہوا تو وہ پلٹ کر اُس سے سوال کرنے لگی۔۔۔

"یہی کوئی پندرہ منٹ پہلے۔۔۔رائد کے پاس تھا۔"

عادِل بولتے ہوئے بیڈ کی طرف آیا موبائل اور کیز سائیڈ ٹیبل پر رکھتے وہ بیٹھا اور جوتے اُتارنے لگا۔ سکینہ نے صوفے پر پڑا گیلا ٹاول اُٹھایا اور بالکونی کی طرف بڑھ گئی۔ ٹاول باہر رکھتے وہ اندر آئی تو عادِل کو واشروم کی طرف بڑھتے ہوئے دیکھا۔۔۔

"کھانا کھائیں گے آپ۔۔۔؟"

سکینہ کے سوال پر عادِل نے گھڑی کی طرف دیکھا جہاں ساڑے دس بج رہے تھے وہ آفِس کے بعد گھر آیا تھا پھر تقریباً آٹھ بجے دوستوں کے ساتھ باہر چلا گیا تھا اور اُس کی واپسی اب ہوئی تھی۔۔

"بھوک نہیں لگ رہی۔ تُم نے نہیں کھایا کیا؟"

عادِل نے شرٹ کے بٹن کھولتے ہوئے جواب دیا اور ساتھ ہی سوال کر ڈالا۔۔

"رائد کو کِھلاتے ہوئے کھا لیا تھا میں نے۔۔ اچھا آپ چینج کریں میں چائے بنا کر لاتی ہوں۔۔۔"

وہ عادِل کے جوتے اُٹھا کر جگہ پر رکھتی ہوئی بولی ۔۔۔

"کِتنی دفعہ کہا ہے تُم سے جوتوں میں ہاتھ مت ڈالا کرو مگر مجال ہے جو ایک دفعہ بھی سُن لو۔۔۔"

عادِل سکینہ کی حرکت پر خفگی سے بولا تو وہ ہمیشہ کی طرح مُسکُرا کر اُسے دیکھنے لگی۔ وہ پلٹ کر واشروم چلا گیا تو سکینہ بھی چائے بنانے کے غرض سے کِچن کی طرف بڑھ گئی۔۔وہ چائے چولہے پر چڑھا کر رائد کے کمرے کی طرف

آگئی کیونکہ اُس کے سونے کا وقت ہوگیا تھا اور بغیر ڈانٹ سُنے وہ کہاں سوتا تھا۔۔۔وہ کمرے میں آئی تو اُس کی توقع کے مطابق وہ ٹی وی دیکھنے میں مصروف تھا۔۔ دروازہ کھُلنے کی آواز پر اُس نے ٹی وی سے نظر ہٹائی تو سکینہ کو دیکھ کر نچلہ ہونٹ دانتوں تلے دبایا سکینہ نے گھور کر اُس نواب کو دیکھا۔۔۔

"ٹائم کیا ہو رہا ہے رائد۔۔۔"

اُس کے سوال پر رائد نے گھڑی کی طرف دیکھا جہاں ساڑے دس سے اوُپر کا ٹائم ہو رہا تھا۔۔۔

"اِلیون ہونے میں فِفٹین منٹس ہیں۔۔۔ماما پکا میں ٹائم پر اُٹھ جاؤں گا پلیز پلیز بلکل تھوڑی سی مووی رہ گئی ہے پلیز فِفٹین منٹس اور دیں دیں۔۔۔"

رائد نے ٹائم بتایا اور اُٹھ بیٹھا۔ وہ جلدی سے معصوم بنتا ہوا سکینہ سے مزید پندرہ منٹ کی محلت مانگنے لگا۔۔ساڑے دس اُس کی ڈیڈ لائن ہوتی تھی۔ سکینہ چند لمحے اُسے دیکھتی رہی پھر گویا ہوئی

"آپ کے بابا کو چائے دے کر میں واپس آرہی ہوں اگر مُجھے جاگتے ہوئے نظر آئے تو ٹی وی کا سُوئچ اُتار کر لے جاؤں گی میں۔۔۔"

سکینہ اُسے وارن کرتی ہوئی بولی تو وہ جلدی جلدی سر ہِلانے لگا اور واپس لیٹ گیا۔۔۔

چائے دو کپس میں ڈال کر اُس نے جلدی سے کِچن صاف کیا اور ڈِش لیے کمرے میں آگئی اور آتے آتے ایک نظر رائد پر ڈالی جو سو رہا تھا یا شاید سونے کی کوشش کر رہا تھا۔۔۔

سکینہ کمرے میں آئی تو عادِل ٹی وی دیکھنے میں مصروف تھا۔ ڈِش ٹیبل پر رکھتی وہ اُس کے ساتھ براجمان ہوگئی تو عادِل نے ٹی وی بند کی اور اپنی خوبصورت بیوی کی طرف متوجہ ہوا جس پر سکینہ مُسکُرا دی۔ اُس کی کوشش ہمیشہ یہی ہوتی تھی کہ یہ وقت وہ سکینہ کو دے کیوں کہ وہ دونوں ہی مصروف ہوتے تھے اور اکثر ہی عادِل کو بزنس کے سلسلے میں ایک، دو اور کبھی اُس سے زیادہ دن کے لیے شہر سے باہر بھی جانا پڑتا تھا جبکہ سکینہ ایسا کوئی پرجیکٹ نہیں کرتی تھی جِس میں اُسے اپنے گھر سے دور جانا پڑے۔۔۔

"اتنی لیٹ کیوں نہائی ہو؟ سردی لگ گئی تو۔۔۔"

عادِل اُسکے لمبے گیلے بالوں پر ہاتھ پھیرتا ہوا بولا تو سکینہ اُس کے قریب ہوتی کندھے پر سر رکھ گئی۔۔

"نہیں لگتی مجھے سردی پانی گرم تھا اور بس اُلجھن ہورہی تھی مُجھے۔۔۔"

چائے کا کپ لبوں سے لگاتے ہوئے اُس نے جواب دیا تو عادِل سر ہلانے لگا۔

"رائد سو گیا کیا۔۔؟"

عادِل کے سوال پر اُسنے "ہمم" کرتے ہوئے جواب دیا تو عادِل نے سکینہ کی طرف دیکھا جو نہ جانے کیا سوچ رہی تھی۔۔۔

"کیا ہوا؟ کیا سوچ رہی ہے میری بیگم۔۔۔۔"

عادِل کے سوال پر سکینہ نے سر اُٹھا کر اُس کی طرف دیکھا۔۔۔

"کُچھ سوچ رہی تھی میں۔۔ لیکن سمجھ نہیں آرہا کیا کروں۔۔"

سکینہ بولتے ہوئے سیدھی ہوکر بیٹھی

"تو میری جان میں بھی وہی پوچھ رہا ہوں کیا سوچ رہی ہو۔۔۔"

اُسکا ہاتھ تھامتا ہوا وہ نرمی سے بولا

"آج رائد کے سکول گئی تھی میں۔۔۔ اُسکی ٹیچر نے بتایا کہ رائد کا دھیان پڑھائی پر بہت کم ہے اور وہ کافی روڈ بھی ہوگیا ہے کلاس میں بھی اُسکا دھیان ٹیچر کی طرف نہیں ہوتا۔۔ڈیلی واشروم کے بہانے سے وہ کلاس سے نِکل جاتا ہے اور دس، پندرہ منٹ بعد واپس آتا ہے۔۔۔ لیکن گھر میں تو وہ بلکل ٹھیک پڑھتا کے۔۔۔ صادِق (رائد کا ٹیوٹر) نے بھی مُجھے ایسی کوئی شِکایت نہیں کی۔۔۔"

سکینہ آج پیرنٹس ٹیچر میٹنگ میں گئی تھی جہاں رائد کی ٹیچر سے ہوئی بات وہ عادِل کو تفصیل سے بتانے لگی جو غور سے اُسکی بات سُن رہا تھا۔۔۔ سکینہ وقت نہ ہونے کی وجہ سے رائد کو خود نہیں پڑھاتی تھی تو اُس کے لیے صادِق کو رکھا گیا تھا جو خود گھر آکر اُس کو پڑھاتا تھا لیکن اِگزیمز اور صادِق کے نہ آنے کی صورت میں سکینہ بھی اکثر رائد کو پڑھایا کرتی تھی۔۔

"اگر گھر میں وہ تُم سے ٹھیک سے پڑھ لیتا ہے اور صادِق نے بھی جب کُچھ نہیں کہا تو سکول میں کیا مسلہ ہے ؟"

عادِل کنفیوژ ہوتا ہوا بولا۔۔۔

"یہی بات میں نے اُسکی کلاس ٹیچر نے کہی۔۔۔ لیکن پھر انہوں نے جو کہا اُس پر میں بہت زیادہ کنفیوژ ہوگئی ہوں۔۔۔"

سکینہ نے عادِل کو دیکھتے ہوئے کہا جو چائے کا آخری گھونٹ بھرتا کپ ڈِش میں رکھ رہا تھا۔۔۔

"ایسا کیا کہہ دیا اُس نے۔۔۔"

"وہ کہہ رہی تھی کہ رائد کو میری توجہ کی ضرورت ہے۔۔ اگر میں اُس کو گھر کی میڈز اور ٹیوٹرز کے حوالے کرتی رہی تو اُس کی نیچر دوسرے بچوں جیسی نہیں رہے گی اُسکی عادتیں اور مائنڈ سیٹ عجیب ہو جائے گا۔۔اور مجھے حیرت ہوئی یہ سُن کر کہ اُس کے سکول میں کوئی دوست نہیں ہیں۔۔وہ صرف ضرورت کے وقت کسی سے مختصر سی بات کر لیتا ہے ورنہ نہیں جبکہ اُسنے مُجھے خود کہا تھا کہ سکول میں اُسکے کافی زیادہ دوست ہیں اور آٹھ، نو سال کی عُمر میں اُسکا یہ رویہ مُجھے پریشان کر رہا ہے۔۔۔"

وہ عادِل کو پریشانی کی اصل وجہ بتانے لگی اسکے لہجے سے ہی واضح ہو رہا تھا کہ سکول میں ہوئی میٹنگ کے بعد سے وہ کتنی پریشان ہے۔۔۔۔

"کیا تمہیں ایسا لگتا ہے کہ تُم رائد پر صحیح سے توجہ نہیں دے رہی ہو؟"

عادِل کے سوال پر سکینہ خاموش ہو گئی۔۔۔

"سچ کہوں تو عادِل یہی حقیقت ہے کہ میں رائد پر دھیان نہیں دے رہی لیکن اِس بات کا احساس مجھے آج سکول میں ہوئی میٹنگ سے پہلے کبھی نہیں ہوا۔۔۔ صبح صبح مارننگ شو کے لیے چلے جانا اور پھر شوٹ پر چلے جانا۔۔۔شام سات بجے واپسی ہوتی ہے کہیں جا کر اور اُسکے بعد ساڑھے دس بجے وہ سو جاتا ہے صرف تین گھنٹے ہی ہوتے ہیں اور ہفتے یا اتوار کا دِن۔۔۔اُس میں کوئی نہ کوئی کال آجاتی ہے کام نِکل آتا ہے۔۔۔۔"

سکینہ نظریں جھُکائے اُسکے دونوں ہاتھوں میں موجود اپنے ہاتھ کو دیکھتی ہوئی بولی۔۔۔ذہن میں رائد کی کلاس ٹیچر کی کہی ہوئی بات گھوم رہی تھی،،،وہ پھر سے اُس بارے میں سوچنے لگی

"سکینہ۔۔۔کیا سوچ رہی ہو یار۔۔"

عادِل کی آواز اور ہِلانے پر وہ ہوش میں آئی تھی اور عادِل کی طرف دیکھا جو کُچھ بول کر خاموش ہو چُکا تھا لیکن سکینہ نے کب کُچھ سُنا تھا ؟

"کُچھ کہہ رہے تھے کیا؟ سوری میرا دھیان کہیں اور تھا۔۔"

اُسکی بات سُن کر عادِل غور سے سکینہ کو دیکھنے لگا۔۔وہ اُسکے اِس طرح دیکھنے پر بے اختیار ہنس دی۔۔۔

"ایسے تو مت دیکھیں اب۔۔۔"

وہ مُسکُرا کر بولتی ہوئی ڈِش پکڑتے ہوئے اُٹھی جب عادِل نے اُسکا ہاتھ پکڑ کر اُسے واپس بِٹھایا۔۔۔۔

"تمہیں اُس کی ٹیچر نے یا پھر کِسی اور نے اِن سب کہ علاوہ بھی کُچھ کہا ہے؟"

عادِل کہ سوال پر سکینہ خاموش ہوئی اور پھر گہرا سانس لے کے ساری بات عادِل کو بتا دی۔۔۔ساری بات سُن کر عادِل صوفے کی پشت سے ٹیک لگا کر بیٹھ گیا۔۔۔وہ کچھ سوچ رہا تھا سکینہ خاموشی سے اُس کو دیکھنے لگی۔۔۔

"پہلی بات تو یہ ہے کہ اُس کی ٹیچر کا کوئی حق نہیں بنتا کہ وہ اتنا کُچھ کہے۔۔وہ صرف یہ بھی کہہ سکتی تھی کہ آپ رائد پر توجہ دیں۔۔۔"

عادِل کو ناگوار گزرا تھا اُسکا وہ سب بولنا۔۔وہ ٹھیک بول رہی تھی یا غلط یہ بعد کی بات تھی۔۔۔

"اچھا آپ غصہ نہیں کریں۔۔ ٹھیک ہی تو کہہ رہی تھی وہ۔۔۔"

سکینہ نے عادِل کے گٹھنے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا تو وہ خاموش رہا۔۔۔

"جہاں تک بات توجہ کی ہے تو میں خود بزنس بڑھانے کے چکر میں اتنا بزی ہوگیا ہوں کہ اُس کے ساتھ وقت گزارتا ہی نہیں۔۔۔"

عادِل کی بات سُن کر سکینہ کو سمجھ ہی نہ آیا کہ وہ کیا کہے

"تم نے کچھ سوچا؟ مطلب اپنے کام کے حوالے سے۔۔۔"

عادِل نے سوال کیا تو سکینہ نے سر اثبات میں ہلایا۔

"عادِل۔۔۔ میرے لیے رائد سے بڑھ کر اور کُچھ بھی نہیں ہے میں اُس کی خوشی کے لیے سب کر سکتی ہوں۔۔۔ میں اپنی ایک اولاد کی نظر میں پہلے ہی بُری ہوں، میں نہیں چاہتی کہ رائد بھی مُجھ سے دور ہو جائے۔۔۔اور بات تو یہ بھی ہے کہ ابھی نہ سہی لیکن آنے والے وقت میں رائد کو میرے کام سے مسئلہ ہوا تو؟؟ میں سوچ رہی ہوں کہ شوبِز چھوڑ دوں۔۔۔جِتنا کام کیا ہے کافی ہے اور اللہ کا دیا سب کچھ ہے میرے پاس تو شوبز کی دُنیا سے باہر آنے میں مجھے کیا ہی نقصان ہوگا؟ ٹھیک کہہ رہی ہوں نا۔۔؟"

سکینہ اپنا فیصلہ عادِل کہ گوشہء گُزار کرتی ہوئی بولی جو غور سے اُسکی ساری بات سُن رہا تھا اور آخر میں وہ تصدیق کرنے لگی کہ کیا وہ سہی سوچ رہی تھی یا کوئی اور حل بھی نِکل سکتا تھا۔۔۔

"تُم وقعی یہ سب دِل سے بول رہی ہو نہ؟ میرا مطلب ہے کہ تمہیں اپنا کام کافی پسند سے اتنے سالوں سے تُم شوبز میں کام کر رہی ہو اور اب اچانک سب چھوڑ دینا۔۔سکینہ آر یو شیور آباؤٹ دِس؟ تمہارا ابھی ایک پروجیکٹ بھی تو چل رہا ہے نہ اور کانٹریکٹ بھی ختم نہیں ہوا۔۔"

عادِل کو کبھی بھی سکینہ کے کام سے مسئلہ نہیں رہا تھا حالانکہ شادی کے کچھ دِن بعد ہی سکینہ نے اُس سے پوچھا تھا کہ اگر اُس کو کوئی مسئلہ ہے تو وہ چھوڑ دے گی لیکن تب بھی عادِل نے کوئی اعتراض نہ اُٹھایا تھا نہ ہی اُن کہ محبت بھرے رشتے میں اِس پر کبھی کوئی بحث ہوئی تھی۔۔۔

"امم۔۔۔جو پروجیکٹ چل رہا ہے وہ بس کچھ عرصے بعد ختم ہونے والا ہے سوپ سیریل ہی ہے اور جہاں تک بات ہے کانٹریکٹ کی تو وہ بھی اِس ڈرامے کے بعد ختم ہونا ہی ہے میں تبھی کہہ رہی۔۔۔۔اگر نہ بھی ہوتا تو میں کسی نہ کسی طرح ختم کروا دیتی۔۔ہاں اِتنا عرصہ میں کام کرتی رہی ہوں تو تھوڑا

مُشکِل ہوگا لیکن ناممکن تو نہیں ہے نہ۔ میں شوٹس کرلوں گی یا ایڈز میں کام لیکن اُس سے زیادہ نہیں۔۔اپنی اولاد اور آپ کے لیے تو میں جان بھی قربان کر سکتی ہوں۔۔۔"

وہ آخِر میں مُسکُراتے ہوئے بولی اُس نے جو بھی کہا تھا بہت سوچ سمجھ کہ کہا تھا اور رائد کے معاملے میں وہ کوئی کمی نہیں رکھنا چاہتی تھی۔۔۔اُسے پہلے کبھی اِس بات کا اندازہ ہی نہ ہوا تھا کہ اُس کے بیٹے کو اُسکی توجہ کی سب سے زیادہ ضرورت ہے۔ اب اُسے احساس ہوا تھا تو وہ کیوں انجان بنتی؟ وہ اپنے شوہر اور رائد کے لیے کچھ بھی کر سکتی تھی۔اُسکی زندگی میں چند ہی تو رشتے بچے تھے۔۔وہ نہیں چاہتی تھی جیسے اُسکی پہلی اولاد اتنی چھوٹی سی عُمر میں اُس سے بدگُمان ہوگئی رائد بھی ہو جائے۔

"اگر ایسا کرنے سے تُم مطمئن اور رائد خوش ہے تو اِس سے بڑھ کر میرے لیے اور کیا ہوسکتا ہے؟"

عادِل نے مُسکُراتے ہوئے سکینہ کے پھول جیسے چہرے کو دیکھا جہاں اب پریشانی کی کوئی رمق نہ تھی۔ البتہ سکون ضرور تھا۔یہی سکون اور خوشی وہ ساری زندگی اُسے دینا چاہتا تھا

"اچھا اِدھر آؤ تم اب۔۔چھوڑو یہ برتن بعد میں اُٹھا لینا۔۔۔"

عادِل نے سکینہ کو کِچن میں جانے کے لیے پر تولتے ہوئے دیکھا تو کمر کے گرد بازو حائل کرتا وہ اُسے اپنے قریب کر گیا۔۔۔

☆☆☆☆☆

"ماما۔۔مُجھے آپ کے ساتھ رہنا ہے۔۔"

وہ معصوم سی بچی آنکھوں میں آنسو لیے اپنی ماں کے پاس آئی۔۔ اُس نے جب سے سُنا تھا کہ اب وہ ہمیشہ کے لیے اپنے ماموں کے ساتھ رہے گی تب سے ہی وہ روئے جا رہی تھی گھر کے سب افراد اُسے چُپ کروانے کی ہر ممکن کوشش کر چُکے تھے مگر وہ سات سالہ بچی اپنی ماں کے دور جانے کا سُنتے ہی خوف سے رونے لگ گئی اتنی چھوٹی سی جو کبھی ایک رات بھی ماں کے بغیر نہ سوئی ہو وہ کیسے ماں کے بغیر رہ سکتی ہے؟

"اِدھر آؤ یہاں بیٹھو۔۔۔"

سکینہ نے بولتے ہوئے اُس نازُک بچی کو اُٹھا کر گود میں بٹھایا جِس کی آنکھیں سوجی ہوئی اور نم تھی جبکہ ناک اور رخسار بھی سُرخ ہوگئے تھے بال بھی بِکھر گئے تھے۔ اتنی بڑی بھی نہیں تھی کہ اپنی ماں کی مُشکل سمجھتی یا اُس سے دور رہنے پر مان جاتی۔۔۔

"آپ کو پتا ہے ماما آپ سے بہت پیار کرتی ہیں اور اسی لیے ماما جہاں جارہی ہیں وہاں وہ آپ کو ساتھ لے کر نہیں جاسکتی کیونکہ وہاں اچھے لوگ نہیں رہتے۔۔۔وہ آپ کو کمرے میں بند کردیں گے آپ کو کھانے کے لیے بھی کُچھ نہیں دیں گے۔۔وہاں آپ کے دوست بھی نہیں ہوں گے(صوفے پر بیٹھے اپنے بھائی کے بچوں کی طرف اِشارہ کیا) اور جب آپ روئیں گی تو مُمانی جان آپ کے پاس نہیں آئیں گی چُپ نہیں کروائیں اور نہ ہی آپ باہر جاسکتی ہو نہ ہی سکول جاسکتی ہو۔"

وہ نہ جانے کون کون سی باتیں کر کہ بچی کو بہلنے لگی جو اُسکی باتیں سُن کر حیرت سے اُسے دیکھ رہی تھی کچھ باتیں تو اُس معصوم کو سمجھ ہی نہ آئی تھی جبکہ سامنے بیٹھے بچے بھی سکینہ کی باتیں سُن کر کبھی سکینہ کی طرف دیکھتے تو کبھی

دوسرے صوفے پر بیٹھی اپنی ماں کی طرف جِسکی نظریں سکینہ کی گود میں بیٹھی اُس بچی پر ٹِکی تھی۔۔کتنی سی عُمر میں اُس پر اتنا بڑا ظُلم ہو رہا تھا

"آپ سچ کہہ رہی ہیں۔۔؟"

وہ سارا رونا بھُلا کر اپنی ماں کو دیکھتے ہوئے پوچھنے لگی جو بامُشکل آنسو روکے ہوئے تھی۔۔

"ہاں میں سچ کہہ رہی ہوں۔۔اب بتاؤ وہاں کیسے رہو گی؟ نہ آپ کا کوئی دوست ہوگا وہاں اور نہ ہی وہ لوگ آپ کو مُجھ سے مِلنے دیں گے۔۔یہاں رہو گی تو کم ازکم ماموں مُمانی اور آپ کے فرینڈز تو آپ کے پاس ہونگے۔۔۔"

سکینہ مزید بولی وہ بس چاہتی تھی کہ کِسی طرح اُس کی بچی سمجھ جائے۔ صرف وہی جانتی تھی کہ کِتنی مُشکِل سے اُس نے خود کو اِس بات کے لیے راضی کیا تھا کہ وہ اُسے اپنے بھائی بھابھی کے پاس چھوڑ جائے اِس وقت اُسکا دِل کِتنا رو رہا تھا یہ بات صرف وہی جانتی تھی۔ کتنی ہی دیر سکینہ اور اُس کی بھابھی اُس معصوم کو سمجھاتے رہے وہ جب بات کو بلکل سمجھ گئی تو سکینہ اُسے کمرے میں لے آئی اُسے کھانا کھلایا اور لیٹا دیا کُچھ ہی دیر بعد وہ نیند کی وادیوں میں اُتر گئی۔ سکینہ کِتنی ہی دیر اُس کے پاس بیٹھی روتی رہی اُسکا چھوٹا سا نرم سا ہاتھ

اپنے ہاتھ میں دبائے معافیاں مانگتی رہی پھر عادِل کی کال آتے وہ ہمت جمع کرتی اپنی بچی بھائی بھابھی کے حوالے کرتی وہاں سے جا چُکی تھی۔ سارے راستے وہ روتی رہی تھی اور عادِل اُسے دلاسہ دیتا رہا مگر وہ سہی معنوں میں اپنا جِگر کا ٹکڑا چھوڑ آئی تھی۔۔۔

☆☆☆☆☆

سکینہ کے شوہر ریحان کا انتقال شادی کے آٹھ سال بعد ہی ہوگیا تھا۔ سکینہ ایک مشہور اداکار تھی ریحان کے انتقال کے بعد وہ شوبز سے تھوڑا دور ہوگئی اور اُس کی ساری توجہ کا مرکز اُس کی قُل کائنات اُسکی اولاد تھی جو شوہر کے انتقال کے وقت صرف چھ سال کی تھی۔۔عدنان اپنی جوان جہان بہن کو گھر لے آئے جو چھوٹی عُمر میں ہی بیوہ ہوگئی تھی۔ سکینہ کے پاس ریحان کی دی ہوئی ساری جائیداد تھی اور اپنا گھر بھی تھا مگر صبیحہ اور عدنان نے اُسے چھوٹی بچی کے ساتھ یوں اکیلے رہنے کی اجازت نہ دی۔۔

ٹھیک ایک سال بعد سکینہ کے لیے عادِل خٹک کا رشتہ آیا۔۔۔عادِل عدنان اور سکینہ کا یونیورسٹی فیلو تھا اور اسکی بیوی بھی اُس سے طلاق لے چُکی تھی عادِل کا اپنا بھی ایک بیٹا تھا جو سکینہ کی بیٹی سے چند ماہ ہی چھوٹا تھا۔۔ عدنان عادِل کو سالوں سے جانتا تھا اُس کو عادِل میں کبھی کوئی بُرائی نہ نظر آئی مگر سکینہ کو منانا اُن کے لیے بہت بڑا مسئلہ تھا کیونکہ اُس کے شوہر کے انتقال کو صرف سال ہی تو گزرا تھا مگر عدنان نہیں چاہتے تھے کہ وہ یوں اپنی زندگی برباد کردے۔بیشک اُن کے پاس سب کچھ تھا لیکن زندگی گُزارنے کے لیے ایک ہمسفر کی بھی ضرورت ہوتی ہے اور اُس بچی کی جو عُمر تھی اُسے بھی ایک باپ کی ضرورت تھی۔۔لاکھ جتن کرنے کے بعد سکینہ خاموشی سے نِکاح اور رُخصتی پر آمادہ ہوگئی اور اپنی ننھی سی جان کو لیے وہ کراچی سے لاہور آگئی لیکن یہاں آکر اپنی بیٹی کے حوالے سے انہیں مُشکِلات کا سمنا کرنا پڑا کیونکہ عادِل کے گھر کے اُوپر والے حصے میں شکیل، اُسکا کزن اکیلے رہتا تھا جِس کی آنکھوں سے سکینہ کی بیٹی کو دیکھ کر ٹپکتی ہوئی خباثت عادِل اور سکینہ دونوں سے ہی چھپی نہ تھی۔۔عادِل جب یہ گھر بنوا رہا تھا تو شکیل انگلینڈ سے آیا تھا اور اُس نے عادِل کو اچھی خاصی رقم دی تھی اور اوپر والے حصے میں رہنے کا کہا تھا تو اب عادِل

اُسے کُچھ نہیں کہہ سکتا تھا۔ وہ اکثر واپس انگلینڈ چلا جاتا مگر جب بھی وہ پاکستان میں ہوتا تو گھر کے اوپر والا حصہ اسی کے زیر استعمال ہوتا۔

تقریباً چھ ماہ بعد ہی سکینہ اپنی بیٹی کو لیے واپس آگئی اور اُسے اپنے بھائی بھابھی کے حوالے کرگئی کیونکہ وہ دِن بادِن شکیل سے مانوس ہوتی جارہی تھی اور وہ ہرگز اچھا انسان نہیں تھا اور اکثر ہی کمینگی کر جاتا تھا تو سکینہ کے پاس اِس کے سوا اور کوئی چارہ نہ تھا اُسے شوٹس پر جانا پڑتا تھا وہ کبھی جلدی آتی تو کبھی لیٹ گھر کی میڈ اُس بچی کو سنبھالتی مگر وہ بھی کتنا اور آخر کب تک کر سکتی تھی؟ وہ ننھی سی بچی اپنے ماموں کے گھر رہتے ہوئے جلد ہی ماں کو بھول گئی تھی لیکن سکینہ جب بھی اُس سے مِلنے جاتی وہ سکینہ کے پاس نہ جاتی اور کمرے میں جاکر چھُپ جاتی سکینہ کے کال کرنے پر بھی وہ اُسے بات نا کرتی۔۔سکینہ نے اُسے کئی مرتبہ سمجانے کی کوشش کی مگر وہ اُس سے مزید دور ہوتی چلی گئی۔۔عادِل سے شادی کے تین سال بعد ہی رائد کے لیے سکینہ نے ایکٹنگ چھوڑ دی وہ مکمل طور پر بھی شوبز سے دور نہ ہوئی تھی۔ کسی برینڈ کی پروموشن، ایڈز میں کام کرنا اکثر کوئی شوٹ کروا لینا یا انٹرویوز دے دینا وہ ابھی بھی یہ سب کرتی تھی کیونکہ

ایسے وہ مکمل طور پر بزی نہیں ہوتی تھی صرف چند گھنٹوں کے لیے کام اور باقی کا سارا وقت رائد اور عادِل کا ہوتا تھا۔

☆☆☆☆☆

"رمضان کا چند نظر آگیا۔۔رمضان کریم مُبارک ہو سب کو۔۔۔"

قِرت عدنان صاحب کے ساتھ بیٹھی نیوز دیکھ رہی تھی جب ہیڈ لائن پڑھتے ہی اُسکے چہرے پر مُسکُراہٹ پھیل گئی وہ مُسکرتے ہوئے اُٹھی اور اُونچی آواز میں سب کو بتانے لگی۔۔

عطیہ اور صبیحہ ڈائیننگ ٹیبل پر کھانا لگا رہی تھی جب قِرت کی آواز سُن کر مُسکُرا دی۔۔۔

"تمہیں بھی رمضان مبارک شہزادی۔۔۔۔"

عطیہ نے کہا تو قِرت کی مُسکُراہٹ مزید گہری ہو گئی۔۔۔وہ بہت زیادہ خوش تھی ہمیشہ کی طرح اُسے رمضان کا شدت سے انتظار تھا اور اُسکا انتظار ختم ہوا تھا۔

"یہ سب نمونے ابھی تک باہر بیٹھے ہیں کیا؟ جاؤ قِرت ذرا بُلا لاؤ انہیں کھانا لگ گیا ہے۔۔"

"جی پھوپھو۔۔" وہ صبیحہ کی بات سُن کر کِچن کے بیک ڈور سے ہی باہر صحن کی طرف آگئی جہاں وہ سب بہت عرصے بعد کافی دیر سے محفل لگائے بیٹھے تھے کیونکہ ہادی کچھ دِن کے لیے ہی آیا تھا اور کل اُسے واپس اسلام آباد چلے جانا تھا پھر دوبارا اُسکی واپسی عید سے ایک دن قبل ہونی تھی۔

"رمضان کا چاند نظر آگیا۔۔۔رمضان مُبارک۔ اللہ اِس رمضان کے صدقے تُم سب کو تھوڑی تھوڑی عقل دے دے۔۔"

اُسکی چہکتی ہوئی آواز پر سب نے اُسکی طرف دیکھا جِس کا چہرا کِھل رہا تھا اور پھر اُسکی دعا پر وہ سر نفی میں ہلا کر رہ گئے۔

"خیر مُبارک۔۔ اللہ آپ کو بھی تھوڑی عقل دے دے۔۔۔ویسے تھوڑی سی عقل کا آپ کیا ہی کریں گی؟"

عزہ نے اُسکی طرف دیکھتے ہوئے سوال کیا۔ اُسنے جوب دینے کے لیے منہ کھولا ہی تھا جب افہام بولا۔۔

"ہاں۔۔ تمہیں تو پورے نئے دِماغ کی ضرورت ہے۔۔۔"

اُسکی بات پر قِرت نے آنکھیں گھُمائی۔۔

"بِلکل ٹھیک کہہ رہے ہیں آپ۔۔یہ دماغ آپ کی فضول باتیں اور چُسیں سُن کر گھِس ہی گیا ہے۔۔"

اُسکی بات سُن کر وہ بے اختیار ہی ہنس دیا۔۔

"بھائی تو چُپ ہی رہا کر۔۔"

اُسکی عِزت افضائی پر ہادی نے اُسکے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔۔افہام کی مُسکُراہٹ سُکڑ گئی اور اب وہ ہادی کو گھور رہا تھا جو اُسکی گھوری کی بدلے میں دانت نِکالنے لگا۔

"لیکن تم پورا آدھا گھنٹا پہلے اندر گئی تھی چاند دیکھنے۔۔۔بڑی جلدی واپس آگئی ہو۔۔!"

انوشہ نے طنزیہ لہجے میں کہا جس پر وہ بھی دانت نِکال کر مُسکُرا دی۔۔

"میں آرہی تھی لیکن پھر ماما نے سلاد کاٹنے کے لیے دے دی اور وہ کام کرنے کہ بعد بابا کے ساتھ ہی بیٹھ گئی تو باہر آنا ذہن سے نِکل گیا۔۔"

"ہاں ہاں تُم بس صدا کی نِکمی اور بھُلکڑ ہی رہنا۔۔اندر جارہی تھی تو پانی پِلانے کا کہا تھا میں نے تمہیں۔۔"

ہادی نے منہ بنا کر کہا جِس پر قِرت نے آئیبرو اُچکا کر ہادی کو دیکھا

"اگر اتنی ہی پیاس سے جان نِکل رہی تھی تو جا کر خُود پی لیتے کِچن کا راستہ نہیں معلوم کیا۔۔۔اود کتنی دفع بولا ہے تُم سے بڑی ہوں ! تمیز کے دائرے میں رہ کر بات کیا کرو مُجھ سے۔۔۔"

وہ تڑخ کر بولی اور ہادی کے بدتمیزہ کرنے پر اُسے سُنائی بھی۔۔

"بلکل ٹھیک کہہ رہی ہے وہ۔۔۔"

ارمغان ہادی کا کان کھینچتا ہوا بولا

"ہاں ہاں میرے وقت سب کو یاد آجاتا ہے کون بڑا ہے اور کون چھوٹا۔۔خود جب وہ انوشہ آپی سے نام لے کر باتیں کرتی ہے تب چھوٹے بڑے کا لحاظ نہیں ہوتا؟ اور یَشل کو بھی کبھی کُچھ نہیں کہتے اِتنا مذاق چل رہا ہوتا اِن دونوں کا ہر کِسی سے۔۔"

ارمغان کے کان کھنچنے پر اب وہ لڑکیوں کی طرح دُکھرے سُنا رہا تھا ساتھ ہی اُن دونوں کی شکایت بھی لگائی تو انوشہ قہقہہ لگا کر ہنس پڑی

"ارے بھئی تو وہ نِشہ کی مرضی ہے نہ جب اُس کو کوئی مسئلہ نہیں قِرت اور یَشل سے مذاق کرنے میں تو میں کیا کہہ سکتا۔۔۔"

وہ کندھے اُچکا کر بولا تو ہادی نے منہ کھولے پہلے ارمغان پھر انوشہ اور پھر قِرت کی طرف دیکھا جو اُس کو زبان نِکال رہی تھی جبکہ افہام اور عزہ خاموش بیٹھے اس کا ڈرامہ دیکھ رہے تھے۔۔اِس سے پہلے کوئی کُچھ کہتا قِرت فوراً بولی۔۔

"ماما لوگ بُلا رہے ہیں سب کو کھانا لگ گیا ہے اندر آجاؤ اِس سے پہلے کہ ابا جی غُصہ ہو جائیں۔۔۔"

وہ بولتی ہوئی اندر کی طرف بڑھی۔۔۔

"ایک تو ابا جی کا غُصہ اور ہم سب معصوم لوگ۔۔۔"

ہادی واقعی معصوم بنتا ہوا بولا لیکن ساتھ ہی سر پر پڑنے والے تھپڑ پر اُسنے برا سا منہ بنایا

"کیا ہے بھائی آپ کو۔۔کیوں ظلم کرتے رہتے ہیں مُجھ پر۔۔۔"

وہ چِڑ کر ارمغان سے بولا۔۔۔۔

"تُو معصوم ہے؟ ایسا لگاؤں گا نہ۔۔"

ارمغانِ بولتے ہوئے اندر کی طرف بڑھ گیا جب کہ ہادی نے آسمان کی طرف دیکھا۔۔۔

"یا اللہ تُو دیکھ رہا نے نہ کِتنے ظالِم ہیں یہ لوگ۔۔مُجھ جیسے شریف انسان کو کیوں یہاں پیدا کردیا۔۔۔"

وہ اللہ سے شِکوہ کرتا ہوا بولا تو اندر جاتا ہوا ارمغان اور باہر کھڑے نفوس ہنسنے لگ گئے۔۔

"چل اب فِلم نہ لگا۔۔۔ تُجھ پر نہیں ظُلم تو ہم پر ہوا ہے جو تو یہاں پیدا ہوگیا اندر چل اب ورنہ میں نے بھی ایک لگا دینی ہے۔۔"

افہام کی بات سُن کر ہادی نے اُسکے کندھے پر ایک مُکہ جڑا اور اندر کی طرف بڑھ گیا تو وہ تینوں بھی مُسکُراتے ہوئے اُس کے پیچھے چل دیے۔۔۔افہام بیشک ہادی سے کافی سال بڑا تھا مگر اُن دونوں کی آپس میں بنتی تھی اور مذاق بھی اچھا خاصہ ہوتا تھا۔

☆★✯★☆

عدنان قریشی اور عطیہ کی تین اولادیں تھیں۔سب سے بڑا بیٹا ارمغان قریشی تئیس سال کا تھا اور بی ایس کامرس کے ساتویں سیمسٹر میں تھا۔اُس سے چھوٹی قِرت عدنان جو بیس سال کی تھی اور کالج میں ہی پچھلے دو سالوں سے آگے کی پڑھائی کر رہی تھی لیکن اب اُسکا اِرادہ یونیورسٹی میں ایڈمیشن لینے کا تھا۔ قِرت سے چھوٹا ہادی قریشی جو سیکنڈ ائیر میں تھا لیکن ہادی اپنے پسندیدہ کالج میں پڑھنے کی وجہ سے اسلام آباد کے ہاسٹل میں رہتا تھا

صبیحہ عدنان کی بہن اُس سے ڈیڑھ سال بڑی تھی اور اُنکی بھی تین ہی اولادیں تھیں۔۔سب سے بڑا بیٹا افہام خان چوبیس سال کا تھا اور بینک میں جاب کرتا تھا اُسے دو سال چھوٹی انوشہ خان جو تقریباً ارمغان کی ہم عُمر تھی اور بی ایس اکنامکس کر رہی تھی جبکہ عزہ خان سترہ سال کی تھی وہ فرسٹ ائیر کی سٹوڈنٹ اور گھر میں سب سے چھوٹی تھی۔

صبیحہ حیدرآباد رہا کرتی تھی مگر شادی کے تقریباً پندرہ سال بعد اُن کے شوہر اکرم خان نے دوسری شادی کرلی۔۔ صبیحہ اپنے بچوں کی خاطر خاموش رہی مگر پھر سوتن تو سوتن ہوتی ہے۔۔۔اکرم کی بیوی کا رویہ صبیحہ کے ساتھ بہت بُرا تھا وہ بس چاہتی تھی کہ صبیحہ اپنے بچوں کو لے کر یہاں سے چلی جائے سو اُس نے اکرم کو بھڑکانا شروع کردیا اور صبیحہ طلاق لیے اپنے بھائی کے در پر اگئی۔

عطیہ اچھی بیوی اور اچھی ماں ہونے کے ساتھ ساتھ ایک اچھی بھابھی بھی تھی۔ صبیحہ کے ساتھ اُس کی پہلے ہی بہت بنتی تھی لیکن وہ چاہتی تو صبیحہ کے گھر آنے پر مسائل پیدا کر سکتی تھی مگر انہوں نے ایسا کبھی نہ کیا۔ صبیحہ اُن کے لیے بہن سے بھی بڑھ کر تھی۔

عطیہ نے اپنے بچوں کے ساتھ ساتھ سکینہ کی بیٹی یَشل ریحان کی بھی پرورش کی تھی اور وہ اُن کے لیے بلکل قِرت کی طرح تھی مگر یَشل جب انیس سال کی ہوئی تو سب کے روکنے کے باوجود وہ اپنے باپ ریحان کے گھر آگئی تھی جِس پر سب ہی کافی ٹائم تک اُس سے ناراض رہے اور یہاں وہ اپنی نانو کی بہن کے ساتھ رہتی تھی جِن کو سب آبی بولتے تھے۔ آبی کو شروع سے ہی یَشل بہت عزیز تھی۔ جب یَشل پیدا ہوئی تھی تو سب سے پہلے انہی کے ہاتھوں میں آئی تھی۔ آبی کو جب یَشل کے ملازمہ کے ساتھ اپنے باپ کے گھر رہنے کی خبر ملی تو وہ دوڑی چلی آئیں جس پر ان کے بیٹے بہت خفا ہوئے تھے مگر آبی بزد تھیں۔۔جب آبی واپس ملتان چلی جاتی تھی تو وہ بھی کچھ دن کے لیے عدنان صاحب کے پاس رہنے آجاتی تھی۔ یَشل اکیس سال کی تھی اور ارمغان کے ساتھ ہی یونیورسٹی میں پڑھتی تھی۔ وہ بی ایس اکاؤنٹنگ ایڈ فائینانس کے چوتھے سیمسٹر میں تھی۔

☆☆☆☆☆

"اسلام و علیکم ۔۔۔" وہ نہیں جانتی تھی کہ آج اُسکے اندر یہ ہمت کہاں سے آئی تھی مگر اِس سے پہلے اُسکی یہ ہمت پھر ختم ہوجاتی اُسنے سکینہ کو کال مِلا دی اور انہوں نے دو بیلز کے بعد ہی کال اٹینڈ کرلی۔ پہلے تو انہیں یقین ہی نہ آیا کہ آج اُنکی بیٹی نے انہیں کال کی ہے۔ انہوں نے بے یقینی کی حالت میں کال اٹینڈ کرکہ فون کان سے لگایا۔۔۔

"و علیکم السلام۔۔ میری بچی۔۔"

اُنکی آواز سُنتے ہی وہ اُنکی بے یقینی کا اندازا لگا گئی۔۔ وہ اُنسے انکا حال پوچھنا چاہتی تھی مگر آواز حلق میں ہی اٹک کر رہی گئی۔۔

"کیسی ہے میری شہزادی؟" انہوں نے خاموشی محسوس کرتے خود ہی سوال کیا۔۔۔

NOVEL HUT

"میں ٹھیک ہوں۔۔"

دوبارہ سے خاموشی چھا گئی۔۔چند سیکنڈ بعد لائین پر پھر اُسکی آواز سُنائی دی۔۔

"آپ کیسی ہیں امی؟" اُسنے آنکھوں میں آئی نمی انگلیوں سے صاف کی۔ سکینہ کی آنکھوں سے بھی آنسو پلکوں کی باڑ توڑ کر باہر نِکلے تھے۔۔کتنے عرصے بعد وہ اس کے منہ سے اپنے لیے ماں کا لفظ سُن رہی تھی۔۔

"میری شہزادی نے اتنے عرصے بعد مُجھے کال کی ہے۔۔۔میری خوشی کی تو کوئی انتہا نہیں۔۔"

انکی آواز سے خوشی اور غم دونوں جھلک رہے تھے۔

یَشل کی آنکھوں میں رُکے ہوئے آنسو رُخساروں پر بہہ نِکلے تو اسنے منہ پر ہاتھ رکھ کر خود کو رونے سے روکا اور گہری سانس لی۔

"مجھے تو یقین نہیں آرہا کہ میری بیٹی نے مجھے یاد کیا ہے۔ ڈر لگ رہا کہیں یہ خواب نہ ہو۔۔"

NOVEL HUT

انکی آواز نم ہوئی تھی جِسے اُسنے اچھے سے محسوس کیا تھا۔۔دل میں درد کی لہر دوڑ گئی تھی۔۔۔

"یاد تو ہر وقت رہتی ہیں آپ مُجھے۔۔۔بس اپنی بیٹی کو سنگ دِل کر دیا آپ نے۔۔۔"

وہ دل میں آئی ہوئی بات کو زبان پر لانے سے خود کو نہ روک پائی۔۔۔اُسکی بات سُن کر سکینہ کے دل میں بھی تکلیف کی ایک ٹیس اُٹھی تھی اور اگلے ہی پل وہ رونے لگ گئی۔۔۔

"مُجھے معاف کردو۔۔میں مجبور ہوگئی تھی میں نے بہت غلط کیا تُم مجھے معاف کردو میری بچی مُجھے اور خود کو اس تکلیف سے نِکال دو اپنی ماں کو صرف ایک دفع معاف کردو بس میں تُم سے کبھی کُچھ نہ مانگوں گی۔ میرا وعدہ ہے تُم سے میں بے بس تھی ورنہ میں اپنے جِگر کا ٹُکڑا کبھی خود سے جُدا نہ کرتی کِتنے سال گُزر گئے تمہیں دیکھے ہوئے تُم سے مِلے ہوئے معاف کردو اپنی ماں کو۔۔۔"

وہ روتے ہوئے بولی تو اُسکا دِل کٹ کر رہ گیا وہ جو خود کو روک رہی تھی بِلک بِلک کر رونے لگ گئی۔۔اُس کی ماں اُس سے مسلسل معافی مانگ رہی تھی اُسے شرمندگی نے آن گھیرا۔

"مت کریں ایسے امی۔۔کیوں مُجھے میری ہی نظروں میں گِرا رہی ہیں مجھے کیوں گنہگار کر رہی ہیں اتنا آسان نہیں میرے لیے معاف کردینا"

وہ روتے ہوئے کہنے لگی۔۔اُسکا بس نہ چل رہا تھا کہ وہ اُڑ کر اپنی ماں کے پاس چلی جائے مگر وہ اُس گھر میں قدم رکھنے کے بارے میں سوچ بھی نہیں سکتی

تھی اور نہ ہی سوچنا چاھتی تھی اور اتنی جلدی تو وہ ہرگز سکینہ کو معاف نہ کرنے والی تھی۔۔نہ جانے کتنی ہی دیر وہ دونوں ماں بیٹی کال پر روتی رہیں

"آپ نے میرے ساتھ ایسا کیوں کیا؟ جانتی ہیں کبھی کبھار میرا دم گھٹنے لگا جاتا ہے اتنے سوال اتنی سوچیں ہوتی ہیں میرے ذہن میں اور پھر یہ خالی گھر کھانے کو دوڑتا ہے مجھے۔"

وہ بھرآئی ہوئی آواز میں بولی سکینہ خاموش ہوگئی۔۔

"تُم اکیلے کیوں رہ رہی ہو؟ عدنان بھائی کے ساتھ جاکر کیوں نہیں رہ رہی پہلے بھی تو وہیں رہتی تھی۔ کتنی دفع وہ سب تمہیں ساتھ چلنے کا بول چُکے ہیں کیوں بزِد ہو بھلا؟"

سکینہ نے جیسے ٹاپک بدلا۔ انکی بات سُن کر وہ خاموش ہوگئی۔۔انہیں کیا بتاتی کہ اُن سب کے درمیان اُسے سکینہ کی کمی کِس قدر محسوس ہوتی ہے اور جو کچھ گُزرے وقت میں اُس معصوم کے ساتھ ہوا تھا وہ چاہ کر بھی اُنکے بے حد پیار اور محبت کے بدلے اُنکو کچھ نہیں دے سکتی تھی۔ وہ نہیں چاہتی تھی کہ انکی بے لوث محبت وہ اس پر ضائع کرے تبھی جب وہ اکیلے رہنے کے قابل ہوئی تو اپنے باپ کے گھر لوٹ آئی جسکا اوپر والا پورشن کِرائے پر تھا۔ آبی کے

علاوہ ایک ملازمہ اور اُسکا شوہر بھی وہیں سرونٹ کوارٹرز میں ہوتے تھے۔ ملازمہ اُسکی کام میں مدد کرواتی تھی گھر کی صفائی وغیرہ بھی وہی کرتی تھی جبکہ اُس کا شوہر گارڈ تھا اور اکثر ہی یَشل کو یونیورسٹی سے پِک اینڈ ڈراپ بھی دے دیتا تھا۔۔

"کچھ کہتے ہیں کیا تمہیں بھائی بھابھی لوگ۔۔؟"

سکینہ بیگم نے اُسکے کئی لمحے خاموش رہنے پر خود ہی سوال کیا۔۔

"ایسی بات نہیں ہے۔ وہ سب تو حد سے زیادہ محبت اور پیار کرنے والے ہیں مگر بس اکیلے رہنا اچھا لگتا ہے مجھے۔ یونیورسٹی میں ارمغان اور کبھی کبھی قِرت ارمغان کے ساتھ آجاتی ہے تو اس سے بھی مُلاقات ہوجاتی ہے۔ نِشہ بھی اپنی یونیورسٹی سے آتی رہتی ہے تو سارا ٹائم ساتھ گُزر جاتا ہے اور ویک اینڈز پر بھی میں ماموں کی طرف چلی جاتی ہوں وہ زبردستی رہنے پر مجبور بھی کردیتے ہیں کبھی کبھار وہ لوگ آجاتے ہیں۔۔ سارا بچپن اُنکے ساتھ ہی تو گُزرا کے مزید اُن پر بوجھ نہیں بننا چاہتی میں۔۔۔"

اُسنے آخری بات ہلکی آواز میں کہی جس پر سکینہ بیگم نے گہرا سانس لیا۔۔۔ وہ چھوٹی عمر میں ہی کتنی بڑی ہوگئی تھی۔ اُنکی بیٹی کہ پاس سب تھا

صرف سگے ماں باپ کی شفقت اور اُنکا لمس نہیں تھا۔ ایک بار پھر اُنکی آنکھیں بھرنے لگی

" میری جان۔۔۔ جِن کو تُم چھوڑ کر آگئی ہو تھی اُنکو آج بھی انتظار ہے تمہارا کہ تُم سارا سامان اُٹھا کر واپس اُنکے پاس جاؤ گی۔۔"

"جانتی ہوں۔۔" سکینہ بیگم کی بات سُن کر وہ آہستگی سے بولی۔۔۔

"تو چلی جاؤ اُنکے پاس۔۔۔ وہ تمہرے اپنے ماموں ہیں جنہوں نے تمہیں باپ سے زیادہ پیار دیا ہے تمہارے سگے رشتے ہیں وہ۔ آج کے زمانے میں اُن جیسے لوگ نہیں ملتے جو سایہ بن کر ہمیشہ ساتھ کھڑے رہیں۔ اُن پر کبھی بوجھ نہیں بنو گی تُم۔۔"

وہ اُسے سمجانے والے انداز میں بولیں تو اُس نے گہرا سانس لیا اور آنسو روکے۔۔۔

"آپ میرے پاس نہیں آسکتی سب چھوڑ کے؟"

اُسنے سکینہ بیگم کی کہی ہوئی ہر بات کو جیسے نظر انداز کیا۔ دونوں طرف پھر خاموشی چھا گئی

"نہیں آئیں گی نہ آپ؟" خاموشی جب لمبی ہوئی تو وہ اُنکا جواب سمجھ گئی تبھی سنجیدگی سے سوال کرنے لگی۔۔

"کیسی باتیں کر رہی کو یَشل میں کیسے آسکتی ہوں سب کچھ کیسے چھوڑ دوں ؟"

وہ دوسری طرف حیران ہوئی تھی۔۔۔

"کیا مطلب سب کچھ کیسے چھوڑ دوں؟ بلکل ویسے ہی جیسے آپ مجھے چھوڑ کر گئی تھی ! تب تکلیف نہیں ہوئی تھی آپ کو کچھ مشکل نہیں لگا تھا تو اب کیوں لگ رہا؟"

یَشل کا لہجہ ایک لمحے میں سخت ہوا تھا

"یَشل۔۔سب چھوڑ نہیں آسکتی میں لیکن کچھ عرصے کے لیے آسکتی ہوں وہ بھی ایک شرط پر۔۔"

یَشل حیران ہو کر رہ گئی

"اوہ۔۔۔تو اب یہ دِن آگئے ہیں کے میرے پاس آنے سے پہلے شرائط رکھیں گی آپ ؟" یَشل نے طنز کیا

"ہاں۔۔اگر تم چاہتی ہو کہ میں تمہارے پاس آؤں تو تمہیں بھی میرے ساتھ یہاں آنا ہوگا ! میرے پاس رہنا ہوگا.بیشک ہمیشہ کے لیے نہ سہی لیکن جب جب میری یاد آئے تمہیں۔ میں جب بھی بُلاوں کچھ دن آجانا۔۔۔"

یہی وہ الفاظ تھے جو وہ نہیں سُننا چاہتی تھی مگر آسکی ماں نے شرط ہی یہ رکھی تھی اُسکی آنکھیں پھر بھر آئی تھیں۔۔۔

"امی۔۔آپ بھی جانتی ہیں میں ایسا مر کے بھی نہیں کروں گی۔۔ !"

وہ سرد لہجے میں بولی

"تمہیں ایسے کرنا ہوگا۔۔میں ماں ہوں تمھاری اپنی ماں کے گھر نہیں آؤ گی؟"

"ہنہہ۔۔آپ میرے لیے یہاں نہیں آسکتی ؟ اور آئیں گی بھی تو چند دِن کے لیے وہ بھی شرائط رکھ کے؟ آپ کے آنے کی ضرورت ہی کیا ہے؟ آپ کے بغیر زندگی کے بارہ سال گُزار لیے ہیں تو باقی کی زندگی بھی گُزار لوں گی۔۔"

بے دردی سے آنسو صاف کرتی یَشل کال کاٹ گئی اور وضو کرنے چلی گئی وہ کھُل کر اپنے رب کے سامنے رونا چاہتی تھی سکینہ سے بات کر کے اُسکا دِل مزید سخت ہوا تھا اور نئے سِرے سے دُکھ سے بھر گیا۔

☆☆☆☆☆

"اسلام و علیکم۔۔۔"

عزہ کالج سے ابھی ابھی آئی تھی گھر میں داخل ہوئی تو اُس کی نظر لاونج میں بیٹی صبیحہ پر گئی جو پالک کاٹنے کے ساتھ ساتھ ٹی وی دیکھ رہی تھی۔ صبیحہ نے سلام کا جواب دیا تو عِزہ اُسکا ماتھا چومتی اوپر جانے لگی۔۔۔

"عزہ۔۔۔قِرت نہیں آئی کیا ؟"

عطیہ کچن کے دروازے پر نمودار ہوئی اور قِرت کو نہ دیکھ کر سوال کیا تو سیڑھیاں چڑھتی عزہ رُک گئی

"مُمانی انہوں نے صبح بتایا تو تھا آپ کو کہ انکی ایکسٹرا کلاس ہے ایک گھنٹا لیٹ آئیں گی وہ۔۔۔میں نے ڈرائیور انکل سے کہہ دیا ہے وہ پِک کر لیں گے انہیں۔۔"

وہ سیڑھیاں چڑھ رہی تھی جب عطیہ کی بات سُن کر انہیں بتانے لگی۔۔

"اوففف میں نے اِس لڑکی کو منع بھی کیا تھا کہ ایکسٹرا کلاس لینے کی ضرورت نہیں۔ گرمی دیکھو اور اوپر سے روزہ بھی ہے۔۔۔"

عطیہ بیگم کمر پر ہاتھ رکھتی ہوئی بولی

"واپس آتے ہوئے میں نے بھی کہا تھا لیکن وہ کہہ رہی تھی کہ کلاس مِس نہیں کر سکتی ہیں عید کے بعد سے پیپرز ہیں۔۔۔ایک گھنٹے تک آجائیں گی۔۔۔"

عزہ انہیں بتاتی ہوئی کمرے میں آگئی۔ نجانے قرت کیسے ایکسٹرا کلاسز لیا کرتی تھی۔ اس سے تو ریگولر بھی نہیں لی جاتی تھیں آج کل۔۔کمرے میں آتے ہی تکیے کے نیچے سے اپنا موبائل فون نِکالا مگر اُسکی لو بیٹری دیکھ کر منہ بنایا۔ فون چارجنگ پر رکھتی وہ کپڑے اُٹھا کر فریش ہونے واشروم چلی گئی۔۔۔

وہ شیشے کے سامنے کھڑی اپنے کمر سے اُوپر تک آتے بال سلجھا کر پونی بنا رہی تھی جب چارجنگ پر پڑا فون چیخ اُٹھا۔۔سکیرن پر اپنی دوست آمنہ کا نام دیکھ کر اس نے فورا کال اٹینڈ کی۔

"سکون نہیں ہے تمہیں بھی آمنہ۔۔۔ابھی تو تم گھر پہنچی ہوگی سکون کا سانس لو بعد میں بھی کال کر سکتی تھی مجھے تُم۔۔۔"

عزہ اُسکے کچھ بھی بولنے سے پہلے ہی شروع ہوگئی

"فضول مت بولو تم۔۔۔میں نے کچھ بتانا تھا تمہیں۔۔۔"

وہ خوش تھی تبھی عزہ کی بات کو اگنور کیا ورنہ وہ کہاں پیچھے رہنے والوں میں سے تھی۔

" ایسا کون سا طوفان آگیا ہے؟؟"

عزہ ہلکا سا سر دباتی ہوئی بولی۔۔۔ اُسے صبح سے ہی سر میں درد تھا

"ائیی۔۔۔ گیس واٹ؟؟"

وہ ایکسائیٹڈ ہوتے ہوئے بولی۔ عزہ نے برا سا منہ بنایا

"آمنہ۔۔۔میرا سر بھی درد کر رہا اور نیند بھی آرہی اسی لیے تُم اپنی یہ فضول گوئی اور میرے وقت کا ضیاع بعد میں کرنا میں جارہی۔۔۔روزے میں دِماغ نہیں خراب کرو میرا۔۔۔"

عزہ بولتے ہوئے فون کاٹ گئی جبکہ آمنہ کی ساری ایکسائیٹمینٹ جھاگ کی طرح بیٹھ گئی۔۔آمنہ کا روزہ نہ ہوتا تو وہ ضرور اُسکو گالیوں سے نوازتی۔

آنے والے کئی دِن ایسے ہی گزر گئے۔رمضان کے باعث عزہ نے کالج جانا چھوڑ دیا تھا کیونکہ گرمی کی شدت میں اضافہ ہوگیا تھا اور عید کے بعد ایگزیمز کی وجہ سے کالج میں پڑھائی اتنی خاص نہ ہوتی تو وہ صرف اکیڈمی میں لیکچرز اٹینڈ کرتی۔۔۔

NOVEL HUT

☆☆☆☆☆

کبھی یہ دعویٰ کہ وہ میرا ہے فقت میرا

کبھی یہ ڈر کہ وہ مجھ سے جدا تو نہیں؟

کبھی یہ دعا کہ اُسے مِل جائے سارے جہاں کی خوشیاں

کبھی یہ خوف کہ خوش وہ میرے بنا تو نہیں؟

کبھی یہ تمنا کہ بس جاؤں اُس کی نگاہوں میں

کبھی یہ ڈر کہ اُسکی آنکھوں کو کسی نے دیکھا تو نہیں؟

کبھی یہ خواہش کہ زمانہ ہو منتظر اُس کا

کبھی یہ وہم کہ وہ کسی سے مِلا تو نہیں؟

کبھی یہ آرزو کہ جو مانگے مِل جائے اُسے

کبھی یہ وسوسے کہ اُس نے میرے سوا کچھ مانگا تو نہیں؟

NOVEL HUT

وہ کیفے سے تھوڑا دور درخت کے نیچے بیٹھی کانوں میں ہینڈ فری لگائے کُچھ سُنتے ہوئے آسمان پر پھیلے حسین بادل دیکھ رہی تھی آج موسم بہت خوش گوار تھا ہلکی ہلکی ہوا چل رہی تھی اور پھر کلاس کینسل ہوجانا اُس کے لیے غنیمت

تھا کیونکہ اُس نے اسائمنٹ مکمل نہیں کی تھی اور اُسکا روزہ بھی تھا۔۔۔اسائمنٹ یاد آتے ہی وہ جو سکون سے بیٹھی تھی سیدھی ہوئی۔۔۔

"فارغ ہی بیٹھی ہوں ارمغان بھی شاید لائبریری میں ہے۔کام ہی کر لیتی ہوں۔۔۔"

خود سے بڑبڑاہٹ کرتی وہ بیگ سے شیٹس اور نوٹس وغیرہ نِکالنے لگی۔۔۔

"اوففففف لیپ ٹاپ بھی نہیں ہے میرے پاس تو۔۔۔ارمغان کہاں رہ گیا ہے یار۔۔۔!!"

وہ چند لمحوں بعد چڑتی ہوئی ایک بار پھر خود سے بولی اور موبائل اُٹھا کر ارمغان کو کال کرنے لگی لیکن اُس نے کال کاٹ دی تبھی یَشل نے سر اُٹھا کر سامنے دیکھا تو وہ چلتا ہوا اِسی کی طرف آرہا تھا۔۔۔ارمغان نے مُسکُراتے ہوئے ہاتھ ہِلایا تو یَشل نے آنکھیں گھُمائی

"سوری سوری سوری۔۔۔یار میں لائبریری تھا دوست کے ساتھ کال کا پتا ہی نہیں لگا۔"

ارمغان اُسکے ساتھ بیگ رکھتا ہوا خود اُس کے سامنے آبیٹھا تو یَشل اُسکو سراسر اِگنور کرتی اپنے کام میں لگی رہی۔

"روزہ رکھ کے گانے سُن رہی شرم نہیں آتی۔۔۔"

ارمغان نے کھینچ کر ہینڈ فری اُس کے کان سے نِکالے۔ یَشل نے کھا جانے والی نظروں سے اُس کو گھورا۔۔۔

"میں گانے نہیں سُن رہی اور پورا ایک گھنٹا پہلے میسج کیا تھا میں نے اور آپ اب آرہے۔۔۔میں کب سے انتظار کر رہی کال بھی کی میں نے۔۔"

سادہ لہجے میں شکوہ کیا

"اچھا نا بابا سچ میں مُجھے پتا نہیں لگا میسج یا کال کا۔۔تمہیں پتا تو ہے لائبریری کی بیسمنٹ میں تھا سِگنلز کہاں آتے ہیں وہاں۔۔"

ارمغان اُسکی بات سُن کر اُسکو مناتا ہوا بولا تو وہ احسان کرنے والے انداز میں سرہلانے لگی۔۔۔

"اچھا کیا آپ اپنا لیپ ٹاپ دیں گے مُجھے کُچھ دیر؟میری ایک دو فائلز ہیں اُس میں کُچھ اِنفارمیشن چاہیے مُجھے۔۔۔"

یَشل کی بات سُن کر ارمغان نے بیگ کی زِپ کھولی۔۔

"میرا لیپ ٹاپ استعمال کرنے کے لیے کسی وجہ یا پھر پرمیشن کی ضرورت نہیں ہے تمہیں کِتنی دفعہ بتانا پڑے گا؟"

ارمغان لیپ ٹاپ اُسکی طرف بڑھاتا ہوا بولا جِسے یشل نے پکڑ کر اپنی گود میں رکھا اور ارمغان کی بات پر ہونٹوں پر مسکراہٹ بکھر گئی

"اور میں نے بھی آپ سے کِتنی دفعہ کہا ہے کہ مُجھے اچھا نہیں لگتا ہے بغیر اِجازت یا بغیر پوچھے آپ کی کوئی چیز استعمال کرنا۔۔۔"

وہ لیپ ٹاپ پر پاسورڈ لگاتی ہوئی بولی تو ارمغان بس اُسے گھور کر رہ گیا۔۔۔

"میری ہر چیز پر حق ہے تمہارا۔۔۔"

وہ چند لمحوں کی خاموشی کے بعد بولا تو ارمغان کی بات پر یَشل کے کی بورڈ پر چلتے ہاتھ رُکے تھے۔ وہ ہمیشہ ہی اُس کو ایسی کوئی بات کہہ دیتا تھا کے وہ کنفیوژ ہو کر رہ جاتی تھی تھی ابھی بھی وہ اپنی نظروں سے اُس کو گھبرانے پر مجبور کر گیا تھا۔۔۔

"بلاوجہ کی خوش فہمیوں میں رہنے کی ضرورت نہیں مجھے۔۔"

عام سا لہجا بھی ارمغان کی مسکراہٹ لے اُڑا

"خوش فہمیوں میں نہ سہی لیکن میرے دِل میں تو رہ ہی سکتی ہو نہ۔۔۔"

وہ اُسکے پری پیکر چہرے کو دیکھتا ہوا سنجیدگی سے بولا۔ یَشل نے لیپ ٹاپ کی سکرین سے نظر ہٹا کر ارمغان کو دیکھا اور پھر مسکرا دی۔

"کیا مطلب رہ سکتی ہو؟ میں رہتی ہوں۔۔!"

وہ ایک ایک لفظ پر زور دیتی جتانے والے انداز میں بولی۔ یَشل کے انداز پر ارمغان ہلکا سا ہنس دیا۔

"بیشک بیشک محترمہ ایسا ہی ہے۔۔۔" روشن آنکھیں مسکرا رہی تھی

"اچھا چُپ کرو اب مُجھے کام کرنے دو۔۔۔"

اِس سے پہلے ارمغان دوبارا کُچھ بولتا وہ اُس کو خاموش ہونے کا بولتی ہوئی ہلکا سا رُخ دوسری طرف کر کہ بیٹھ گئی۔۔۔جانتی تھی اب وہ وقفے وقفے سے اُس کو دیکھتا رہے گا۔۔یَشل کو یقین سا تھا کہ وہ اُس کو پسند کرتا ہے وہ اُس کی پرسنیلٹی سے بھی اچھی طرح واقِف تھی۔۔اُس کی عادت نہیں تھی فلرٹ

کرنے کی لیکن اُس نے ابھی تک محبت کا اعتراف بھی نہیں کیا تھا۔ شاید وہ سہی وقت کے انتظار میں تھا یا بات کوئی اور تھی یَشل نہیں جانتی تھی۔۔۔

تقریبا سب ہی یشل کے لیے ارمغان کی پسندیدگی کے بارے میں جانتے تھے حالانکہ وہ دوسروں کے سامنے اس طرح سے پیار جتاتا نہیں تھا مگر اس کی آنکھیں سب بولتی تھی۔ اور وہ جس طرح سے اسے ٹریٹ کرتا تھا، کوئی اندھا بھی سمجھ جائے کہ وہ جی جان سے اسے چاہتا ہے مگر یہ سب بھی صرف یک طرفہ نہ تھا۔ یشل کے دل میں بھی اگر کسی کے لیے خاص، محبت کا مقام تھا تو وہ صرف ارمغان قریشی کے لیے ہی تھا۔ وہ بس ظاہر نہیں کرتی تھی مگر سوائے خدا کے، کوئی نہیں جانتا تھا کہ وہ جب بھی دعا کے لیے ہاتھ اٹھاتی ہے تو اس شخص کو اپنا محرم مانگتی ہے۔

نجانے اسکی ان دعاوں پر خدا نے کن کہنا بھی تھا یا نہیں۔۔۔

"اچھا میری ہیلپ کی ضرورت تو نہیں۔۔۔"

ارمغان کی آواز پر وہ اپنے خیالات سے نِکلی اور سر جلدی سے نفی میں ہلایا اور کام کی طرف متوجہ ہوگئی۔۔۔

"گھر کب آؤ گی تُم۔۔۔" کافی دیر کی خاموشی کے بعد ارمغان نے پھر اُسے اپنی طرف متوجہ کیا۔۔۔

"ارے گھر سے یاد آیا۔۔۔آج جب میں کلاس اٹینڈ کر رہی تھی تو خالہ جانی کی کال آرہی تھی کال بیک کرنا ہی بھول گئی میں تو۔۔"

یَشل نے بولتے ہوئے اپنا موبائل اُٹھایا تو ارمغان اُس کے ہاتھ سے فون لیتا اپنے پوکٹ میں گھُسا گیا یَشل حیرت سے اُسے دیکھنے لگی۔۔۔۔

"کیا ہے آپ کو۔۔۔۔" یَشل نے منہ بنایا۔

"تمہیں کیا ہے؟ بعد میں بات کر لینا بلکہ بعد میں بھی کال پر بات کیوں کرنی؟ یونی سے واپسی پر گھر چل رہی ہو تُم بات ختم۔۔۔"

ارمغان حُکم دینے والے انداز میں بولا تو یَشل نے آنکھیں پھاڑ کے اُسے دیکھا۔۔۔

"آپ مُجھے حُکم دے رہے ہیں۔۔۔۔؟" یَشل اپنے اوپر انگلی رکھتے ہوئے بولی۔۔۔

"تو اِس میں کونسی نئی بات ہے۔۔۔" ارمغان کے سکون سے کہنے پر وہ اندر تک جل کر رہ گئی

"میں نہیں آسکتی۔۔ آبی کی طبیعت نہیں ٹھیک اتنی خاص۔۔"

"تو کیا ہوا؟ واپسی میں آبی کو بھی گھر سے پِک کر لیں گے۔۔"

ارمغان نے چٹکیوں میں حل نِکالا

"اوف او۔۔ ارمغان آپ کو پتا تو ہے وہ نہیں چلیں گی چھوڑو نہ پھر کبھی آؤں گی۔۔ ارے نِشہ۔۔۔ کیسی ہو خیریت آج تُم یہاں کیسے؟"

یَشل نے ارمغان کو جواب دیا تو اُسکی نظر اپنی طرف آتی نِشہ پر گئی تو پوچھنے لگی۔ وہ کافی دِن بعد اُسے دیکھ رہی تھی۔۔

"ہاں یار آج یونیورسٹی میں کوئی سیمینار تھا۔ فارچیونیٹلی صرف ایک ہی کلاس ہوئی باقی کلاسز کینسل ہوگئی تو میں دوست سے مِلنے یہاں آگئی۔۔ کیفٹیریا میں ہی بیٹھی تھی جب تم دونوں نظر آگئے۔۔۔"

انوشہ بولتی ہوئی اُن دونوں کے ساتھ ہی بیٹھ گئی۔۔۔

"شُکر ہے موسم اچھا ہوا۔۔ روزہ لگ رہا تھا یار۔۔"

نِشہ تھکے تھکے انداز میں اور درخت سے ٹیک لگائی

"نِشہ میری پیاری بہن پلیز مجھے تھوڑا کام کروا دو یہ ٹوپِک میں لِکھ دیا ہے۔۔یہ یہاں سے لِکھنا شروع کرو۔۔۔"

یَشل نے قریب پڑے نوٹس اُٹھا کر انوشہ کی جھولی میں رکھے تو وہ آنکھیں کھول کر یَشل کو گھورنے لگی جبکہ ارمغان کو تو آگ ہی لگ گئی۔۔۔

"تُم کتنی بدتمیز ہو۔۔جب میں نے پوچھا تھا تب تو تمہیں کسی ہیلپ کی ضرورت نہیں تھی اب کیوں بول رہی ہو اُس کو۔۔۔"

ارمغان جلے کٹے انداز میں بولا تو انوشہ ہنس دی اور یَشل نے آنکھیں سُکیڑ کر ارمغان کو دیکھا

"میری اور نِشہ کی ہینڈ رائیٹنگ ایک جیسی ہے۔۔آپ کی بہت چینج ہے نہ میم کو پتا لگ جائے گا۔۔"

"ہاں ہاں کرلو بہانے۔۔۔ خُدا واسطے کا بیر ہے تمہیں مُجھ سے ویسے بھی۔۔۔"

وہ چڑتا ہوا ہولا اِس پہلے یَشل جوابی کاروائی کرتی انوشہ کی آواز پر دونوں خاموش ہوگئے۔

"اچھا بس چونچیں لڑانے مت لگ جانا۔۔۔" نِشہ اُن دونوں کو ٹوکتے ہوئے اسائنمنٹ پر کام کرنے لگی۔۔۔

"تمہاری کِلاس نہیں ہے کیا ارمغان۔۔۔"

نِشہ نے مصروف سے انداز میں بولا تو یَشل نے بھی جھُکا سر اُٹھا کر ارمغان کی طرح دیکھا جو پہلے سے ہی اُسے دیکھ رہا تھا۔۔۔

"کلاس تو ہے میری لیکن دِل نہیں کر رہا اٹینڈ کرنے کا۔۔۔"

وہ یَشل سے نظر ہٹا کر یشل کا ہی فون یوز کرتا ہوا بولا تو یَشل نے بڑبڑاہٹ کی

NOVEL HUT

"نِکمہ۔۔۔" نِشہ اور ارمغان دونوں نے ایک ساتھ یَشل کی طرف دیکھا جو ایسے مصروف ہوگئی جیسے اُن دونوں کو جانتی بھی نہیں۔۔نِشہ نے ہنسی روکتے ہوئے ارمغان کو دیکھا جو اپنی جگہ سے اُٹھ چُکا تھا۔۔۔

"بچ جاؤ تُم مُجھ سے۔۔۔"

ارمغان ہاتھ میں پکڑی بُک اُس کے سر پر ماری اور اُس کی طرف پُشت کرتا وہاں سے چلا گیا۔۔۔

"اوففففف۔۔۔فون دیں مُجھے میرا۔۔"

یَشل سر پر ہاتھ رکھتی پیچھے سے چِلائی تھی جِس کو وہ مکمل طور پر نظر انداز کر چکا

"فون کیوں لے گیا تمہارا۔۔"

نِشہ نے کہا تو وہ گہرا سانس لے کر رہ گئی

"پتا نہیں کیا مسئلہ ہے انہیں میرے فون سے۔۔۔خالہ کو ہی کال کرنے لگی تھی میں تو لیکن کال ہی نہیں کرنے دی۔۔"

یَشل جلدی جلدی لکھتی ہوئی بولی

"ارے ہاں۔۔ صبح کہہ رہی تھی ماما کہ تمہیں کال کریں گی۔۔"

"ہمم۔۔کی تھی انہوں نے لیکن میں کلاس اٹینڈ کر رہی تھی۔۔"

وہ مصروف انداز میں بولی۔۔

نِشہ آدھا گھنٹا اُس کے پاس بیٹھی رہی پھر اپنی دوست کے بار بار بلانے پر وہ چلی گئی یَشل کی اسائمنٹ بھی مکمل ہوئی تو اپنے ڈِپارٹمنٹ میں گھس گئی کیونکہ موسم پہلے جیسا خوشگوار نہ رہا تھا۔۔۔

☆☆☆☆☆

"یَشل آپی کی ماما۔۔۔" وہ سب بچے لاونج میں بیٹھے تھے جب بارہ سالہ ہادی کی آواز پر یَشل نے ٹی وی کی طرف دیکھا جہاں سکینہ نِک سِک سی تیار بیٹھی ہنس ہنس کر کوئی انٹرویو دے رہی تھی۔۔۔ یَشل کے مسکراتے ہوئے ہونٹ سُکڑ گئے

"میری ماما نہیں ہیں وہ۔۔۔"

یَشل نے بغیر اُسکی طرف دیکھے کہا اور ساتھ بیٹھی نشہ کی طرف متوجہ ہوگئی۔۔وہ دونوں ہی فون پر کوئی گیم کھیل رہی تھی تو ہادی بھی خاموش ہوگیا لیکن عزہ اپنی جگہ سے اُٹھ گئی

"یہ دیکھو۔۔تمہاری ہی ماما ہیں وہ۔۔"

کچھ دیر بعد وہ نہ جانے کہاں سے وہ فوٹو فریم لے آئی تھی جِس میں یَشل کی دوسری سالگرہ پر سکینہ آسے گود میں بِٹھائے کیک کِھلا رہی تھی۔۔۔

"میں نے کہا نہ نہیں ہیں یہ میری ماما۔۔۔"

چودہ سالہ یَشل خود سے چار سال چھوٹی عِزہ پر چیختے ہوئے اُسکے ہاتھ میں پکڑا چھوٹا سا فریم جھٹک کر دور گِرا چکی تھی۔۔۔اُس کے چیخنے پر وہ بے اختیار ہی دو قدم پیچھے ہوئی تھی۔۔۔

"ارے یَشل۔۔کیا ہوگیا ہے یار۔۔۔"

افہام جلدی سے ان دونوں کی طرف آیا تھا اور یَشل کو نرمی سے مخاطب کیا تو وہ اُسکی طرف سنجیدگی سے دیکھنے لگی اور پھر لاونج سے نِکلتی اپنے کمرے میں چلی گئی۔۔ ارمغان اپنی کتاب چھوڑتا اُسکے پیچھے چلا گیا جبکہ افہام نے عِزہ کو پکڑ کر صوفے پر بٹھایا

"عزہ میری جان۔۔۔میری بات غور سے سنو۔۔"

افہام کے کہنے پر وہ اُسکی طرف دیکھنے لگی

"سکینہ خالہ یَشل سے کافی دور ہیں۔۔ جیسے ہماری ماما ہمارے پاس ہیں ویسے یَشل کی ماما اُس کے پاس نہیں ہیں۔ تو جب وہ اپنی ماما کو دیکھتی ہے اُسے دکھ ہوتا ہے اِسی لیے وہ غصہ کرتی ہے۔۔میں نے تم سے پہلے بھی کہا تھا کہ اُس سے ایسی کوئی بات مت کیا کرو اُسے بُرا لگے گا اور وہ تمہیں ڈانٹے گی۔۔۔"

افہام سب بچوں میں بڑا ہونے کے ساتھ ساتھ کافی سمجھدار بھی تھا وہ پہلے بھی عزہ کو سمجھا چُکا تھا مگر وہ چھوٹی اور نہ سمجھ تھی۔

"سوری بھائی۔۔۔میں بھول گئی تھی۔۔"

وہ اُداسی سے بولی تھی۔۔یقیناً یَشل کے غصہ کرنے پر وہ اُداس ہوگئی تھی ۔۔ افہام نے اُسے سینے سے لگا لیا اور ہادی کی طرف دیکھا

"ہادی۔۔ آئندہ کے بعد تُم بھی یَشل سے ایسی کوئی بات نہیں کرو گے۔۔"

"میں نے تو کچھ بھی نہیں کہا تھا۔۔۔"

ہادی معصومیت سے کندھے اُچکا کر بولا تو افہام نے اُسے آنکھیں دِکھائی۔

"یَشل۔۔تمہیں اُس پریوں غصہ نہیں کرنا چاہیے تھا۔تمہیں پتا تو ہے وہ ابھی چھوٹی ہے اسے اندازہ نہیں ہوگا کہ تُم اتنا غصہ کروگی یا تمہیں برا لگے گا۔۔"

ارمغان اُس کے پیچھے کمرے میں آیا اور اُسے صوفے پر براجمان دیکھ کر سامنے پڑی ٹیبل پر بیٹھ کر اُسے دیکھتا ہوا آرام سے بولا تو یَشل نے نم آنکھوں سے اُسے دیکھا مگر کہا کچھ نہیں۔۔

"اچھا نہ پلیز رونا نہیں اب۔۔۔اتنی بُری لگتی ہو نہ تُم روتے ہوئے ۔۔۔"

ارمغان اُس کا موڈ بہال کرنے کی غرض سے بولا لیکن اُس کے بولنے کی دیر تھی یَشل کے رکے ہوئے آنسو بہہ نِکلے

"یَشل یار۔۔۔" ارمغان یَشل کی طرف بڑھنے ہی لگا تھا جب نِشہ کی آواز پر رُک گیا اور دروازے کی طرف دیکھا وہ چلتی ہوئی یَشل کے پاس آئی اور اُسے ہگ کرلیا۔۔۔

"جاؤ ارمغان ماما کو بُلا لاؤ۔۔۔"

جب کچھ دیر تک وہ مسلسل روتی رہی تو انوشہ نے ارمغان کو مخاطب کیا جو لب بھینچ کر اُسے روتا ہوا دیکھ رہا تھا۔۔۔

"نہیں۔۔ نہیں رو رہی میں۔۔"

یَشل بولتی ہوئی نشہ سے دور ہوئی اور آنسو صاف کرنے لگی۔۔وہ دونوں ہی ہلکا سا مسکرا دیے۔

وہ بیڈ پر لیٹی ہوئی دیوار میں نسب ٹی وی کی بلینک سکرین کو گھورتے ہوئے کئی سال پیچھے کہیں جا پہنچی تھی جب آبی کی آواز پر ہوش میں آئی۔۔وہ دروازے پر کھڑی تھی۔۔۔

"سحری کرلو بچے۔۔دیر ہوجائے گی۔۔"

وہ بیڈ پر ڈِش رکھتے ہوئے بولی جِس میں گرم چائے کا کپ اور پراٹھا پڑا تھا

"ارے۔۔آپ کیوں بنا لائی میں اُٹھنے ہی لگی تھی۔۔" وہ بولتی ہوئی اُٹھ کر بیٹھ گئی۔

"تہجد پڑھنے کے بعد نیند ہی نہیں آئی تو بس سوچا آج اپنے ہاتھوں سے بنا کر کھِلاؤں تمہیں۔۔۔اور کب اُٹھنا تھا ؟ دیر ہوگئی ہے صرف بیس منٹ ہیں آزان میں۔۔"

آبی پیار سے اُسکے سر پر ہاتھ پھیرتی ہوئی بولی تو وہ مسکرا کر آگے ہوئی اور اُنکا ماتھا چوم لیا۔۔

☆☆☆☆☆

ارمغان اور افہام نے مغرب کی نماز ادا کی اور دوستوں سے ملنے کے بعد گھر کی طرف جا رہے تھے جب ارمغان کے کہنے پر افہام نے بائیک یَشل کے گھر کی طرف موڑ دی۔۔۔گارڈ نے ان دونوں کو دیکھتے ہی دروازہ کھول دیا۔۔۔۔

"اسلام و علیکم آبی۔۔کیسی ہیں آپ۔۔۔"

وہ دونوں ایک ساتھ سلام کرتے ہوئے اندر داخل ہوئے۔لاونج میں بیٹھی آبی کے چہرے پر تو اُن دونوں کو دیکھتے ہی چمک آگئی

"وعلیکم السلام میرے جِگر کے ٹُکڑے۔۔۔میں ٹھیک ہوں اور تُم دونوں کو دیکھ کر تو بلکل ٹھیک ہوگئی ہوں۔۔۔"

آبی نے اُن دونوں کا باری باری ماتھا چوما

"کہاں غائب ہوگئی ہیں ؟ گھر بھی نہیں آئی ہیں۔۔"

افہام نے سوال کیا جبکہ ارمغان کی نظریں تو اُس دُشمنِ جان کی تلاش میں تھی۔

"لو جی۔۔میں نے کہاں غائب ہونا۔ تُم دونوں بتاؤ اتنے دن بعد چہرا دِکھانے کی بھی کیا ضرورت تھی؟"

اُن کے لہجے میں شکوہ محسوس کرتے وہ دونوں مسکرا دیے

"میری تو یونیورسٹی چل رہی ہے اوپر سے رمضان بھی تو بس ٹائم نہیں ملتا۔۔۔"

ارمغان ٹیبل پر پڑے جگ سے گِلاس میں پانی ڈالتا ہوا بولا تو آبی کی نظریں افہام پر آگئی

"ایسے تو مت دیکھیں۔۔۔پتا تو ہے آپ کو جاب کی وجہ سے بلکل بھی ٹائم نہیں مِلتا۔۔"

"ہاں ہاں ہمیشہ یہی بہانا ہوتا ہے تمہارا۔۔۔"

آبی کی بات پر وہ اُن کے کندھے پر سر رکھ گیا

"آپ ہی بتائیں۔۔کیا کروں پھر"

"ہفتے اتوار پر تو آجایا کرو۔۔ارمغان بھی پہلے تو ہر دوسرے دِن آدھے گھنٹے کے لیے ہی سہی لیکن آجاتا تھا اور اب دس دِن بعد شکل دِکھائی ہے اِس نے۔۔۔ہادی کی تو شکل بھی بھول گئی ہوں اب میں۔بچارہ بچہ نا جانے کتنی مشکل سے ہاسٹل میں رہتا ہوگا۔۔"

آبی نے افہام سے کہا اور پھر ارمغان کی طرف دیکھا جس کی نظریں پھر اُس کی تلاش میں یہاں وہاں گھوم رہی تھی۔۔

"اچھا ٹھیک ہے آجایا کروں گا میں اور حکم کریں آپ۔۔"

افہام پیار سے آبی کو دیکھ کر بولا

"اور یہ کہ دوسری بچیوں کو بھی ساتھ لے آنا۔۔۔کمرے میں ہے وہ اپنے جسے ڈھونڈھ رہے ہو تُم۔۔۔"

آبی نے افہام سے کہا اور پھر ارمغان کے دِل میں آیا ہوا سوال سمجھ کر آخر میں اُسے بولیں تو وہ کِھل کر مُسکُرا دیا

"اوفف آبی۔۔۔بہت اچھی ہیں آپ۔۔"

ارمغان آبی کے گال کھینچ کر مکھن لگاتا ہوا بولا۔ وہ اُسکے کمرے کی طرف جانے ہی لگا تھا مگر اُس سے پہلے ہی یَشل آگئی۔۔۔

"اوہووو۔۔۔خیر ہو آپ دونوں کیسے راستہ بھٹک گئے؟"

وہ ارمغان سے تو روز مِل ہی لیتی تھی لیکن افہام کو بہت دِن بعد دیکھ رہی تھی تبھی ارمغان سے تھوڑا فاصلے پر بیٹھتے ہوئے اُس نے طنز کیا۔

"روز یونیورسٹی میں تمہاری شکل دیکھتا ہوں پھر یہاں آکر بھی تمہیں ہی دیکھنا پڑے گا۔۔بس یہی سوچ کر دِل خراب ہو جاتا ہے۔۔"

ارمغان اُسکے سراپے کو نظروں میں اُتارتا ہوا بولا۔ سادہ سے پیلے رنگ کے سوٹ میں کھلے بالوں کے ساتھ وہ حسین لگ رہی تھی جبکہ اُسکی بات پر افہام اور آبی ہنس دیے۔

"آبی۔۔دیکھ رہی ہیں نہ اِس بدتمیز اِنسان کو۔۔"

ارمغان کی بات اور نظریں دونوں ہی اُسے آگ لگا گئی تھی اس سے پہلے آبی کچھ بولتی وہ دوبارہ بولا

"آبی نے میرے چاند سے چہرے کو نہ صرف دیکھا ہے بلکہ دِل ہی دِل میں میری نظر بھی اُتاری ہے۔۔ایسا ہی ہے نہ آبی۔۔۔؟"

وہ بڑے کانفیڈنس سے بولا

"سدھر جاؤ ارمغان۔۔" آبی نے اُسکا کان کھینچا

"چاند نہیں البتہ چاند پر لگا گرہن ضرور ہیں آپ۔۔۔" یَشل نے ناک سے مکھی اُڑائی

"بلکل ٹھیک کہہ رہی ہو۔۔" افہام نے بھی اُس کی تائید کی

"بلکل بھی ٹھیک نہیں بول رہی۔ بس میری دن با دن بڑھتی ہوئی ہاٹنس سے جیلس ہورہی ہے۔۔"

وہ پر شوخ لہجے میں بولا تھا

"استغفرُللہ۔۔۔لگتا ہے آج کوئی شیشہ دیکھنا بھول گیا ہے۔۔"

یَشل نے بدمزہ ہوئی تو ارمغان نے اُسے آنکھیں دیکھائی

"تمہیں کیا پتا۔ اِسکی خوبصورتی تو سارے گھر کے شیشے توڑتی ہے۔۔"

افہام نے دور کھسکتے ہوئے مزاحیہ لہجے میں کہا تو آبی اور یَشل ہنس دی جبکہ ارمغان نے کشن کھینچ کر افہام کو مارا جو بروقت اُس نے کیچ کرلیا۔

"افہام بھائی۔۔۔چائے پیئیں گے کیا آپ؟"

کچھ دیر بعد یَشل کے کچن کے دروازے سے سر نِکالتے ہوئے اُس سے پوچھنے لگی

"یہ بھی کوئی پوچھنے والی بات ہے؟" افہام کی بات سُن کر وہ سر واپس اندر کر گئی۔ سب جانتے تھے وہ چائے کا شوقین تھا۔

"مجھ سے کیوں نہیں پوچھا اِس نے۔۔۔" ارمغان نے بڑبڑاہٹ کی اور کچن میں چلا گیا۔

"آبی۔۔فون کیوں نہیں پِک کرتی ہیں آپ؟ ماما کال کر رہی تھی آپ کو لیکن آپ نے کال ہی نہیں اُٹھائی۔۔بُلا رہی تھی اپ کو اتنے دن سے گھر نہیں آئی آپ۔۔۔"

افہام آبی کی ٹانگیں دباتا ہوا بولا۔۔

"میں نے دیکھی ہی نہیں ہے تمہاری ماں کی کال اور یہ فضول سا فون مجھ سے نہیں استعمال ہوتا بھئی۔۔اور مجھ بُوڑھی جان کو بُلا رہی؟ خود آجائے گی تو کچھ ہو جائے گا اُسے؟"

آبی کے تڑخ کر بولنے پر افہام گردن کھجا کر رہ گیا۔

"ارے میری پیاری سی آبی جان۔۔آپ کہاں بُوڑھی ہیں۔۔بال سفید ہونے کا مطلب یہ تھوڑی ہوتا اور آجکل تو فیشن ہے گرے بال رکھنے کا۔۔"

افہام اُنکو چھیڑتا ہوا بولا تو آبی ہنسی روک کر اُسے گھورنے لگی۔۔

"شرم نہیں آتی مجھے تنگ کرتے ہوئے۔۔"

آبی نے سر پر چپٹ رسید کی تو وہ ہنس کر رہ گیا۔

"اتنے ہی تنگ آگئے ہیں میری شکل دیکھ دیکھ کر تو یہاں کیوں آئے ہیں۔۔"

یَشل نے ارمغان کو کچن میں داخل ہوتے ہوئے دیکھا تو خفگی سے بولی۔۔

"اوہووو۔۔بُرا مان گئی۔۔؟" ارمغان مسکراہٹ دبا کر وہاں موجود چئیر پر بیٹھ گیا اور اس کی پشت پر بکھرے بال دیکھنے لگا۔

"جی نہیں۔۔۔" وہ تیلی جلا کر چولہے کو آگ لگاتی ہوئی بولی۔

"اچھا۔۔مجھ سے کیوں نہیں پوچھا تم نے چائے کا؟"

وہ اب خفگی سے پوچھ رہا تھا۔

"چائے پینی تھی کیا آپ کو؟" یَشل مصروف سے انداز میں بولی

"تو اور۔۔۔تمہارے ہاتھ کی بنی چائے پینے سے کون کافِر انکار کرے گا؟"

وہ نرمی سے بولتا ہوا چئیر سے اٹھا اور اُس سے کچھ فاصلے پر ہی سلیب سے ٹیک لگا کر اُسے دیکھنے لگا۔۔یہاں سے وہ اس کا چہرا واضح طور پر دیکھ سکتا تھا۔۔

یَشل نے سنجیدگی سے ارمغان کو دیکھا جو آبی کے سامنے اُس کو اچھا خاصہ تنگ کرنے کے بعد یہاں رومینٹک ہیرو بننے کی کوشش کر رہا تھا

"ہاں ہاں معلوم ہے بہت ہینڈسم ہوں ایسے مت دیکھو۔۔۔"

وہ اُسکے یوں اپنی طرف مسلسل دیکھنے پر بولتا ہوا کچن سے باہر چلا گیا۔
یشل نے چہرا موڑ کر اسکی پشت کو دیکھا۔ ہونٹوں پر مسکراہٹ نے ڈیرہ جما لیا۔۔

NOVEL HUT

"میں نے نیند طویل کرلی،

یار تُم خواب میں مِلا کرنا،

پہلے کہنا دوست ہیں ہم

پھر محبت میں مبتلا کرنا۔۔"

☆☆☆☆☆

رمضان کا مہینہ تو مانو پنکھ مار کر اُڑ گیا تھا عید میں صرف کچھ دن باقی تھے۔ آبی ہمیشہ کی طرح ملتان جانے کی تیاریاں کر رہی تھی اور یَشل اُن سے شدید ناراض تھی صبح سے ہی وہ وقفے وقفے سے روتے ہوئے انہیں جانے سے منع کر رہی تھی۔۔

"آبی پلیز نہ آپ عید کے بعد چلی جانا ہمیشہ عید پر مجھے چھوڑ کر چلی جاتی ہیں آپ۔۔۔"

یَشل آبی کے ساتھ صوفے پر بیٹھ گئی اور اُن کے کندھے پر سر رکھ کر بولی۔

"ویسے آبی آپ بھی کتنییی ظالم ہیں۔۔۔ کتنی منتیں کر رہیں ہیں صبح سے یَشل باجی اور آپ ہیں کہ سن ہی نہیں رہی اُنکی۔۔"

راشدہ افطار کے برتن سمیٹتے ہوئے بولی وہ صبح سے یَشل کو آبی کی منتیں کرتا دیکھ رہی تھی تو بولنے سے خود کو روک نہ سکی۔۔

"رشی۔۔فضول گوئی سے ذرا گُریز کیا کرو تُم جاؤ جا کر کِچن صاف کرو۔"

آبی کے سختی سے ٹوکنے پر راشدہ منہ بناتی کِچن چلی گئی۔۔آبی نے یَشل کی طرف دیکھا جو مظلوم سی شکل بنائے انہیں دیکھ رہی تھی

"یَشل میری بچی بات کو سمجھو۔۔۔میرے بچے مجھے بُلا رہے ہیں انہیں بھی تو میری ضرورت ہے نہ سارا سال تمہارے پاس ہی تو ہوتی ہوں اب تمہارے ماموں مجھے بُلا رہے ہیں کب سے اور میں مسلسل انہیں ٹال رہی تمہیں پتا بھی ہے۔۔"

آبی اُسے سمجھانے لگی تو وہ آنسو پی کر رہ گئی۔۔

"تم پریشان نہیں ہو اور جاؤ اپنا سامان باندھو ایک گھنٹے تک عدنان کی طرف جانا ہے ہم نے۔"

آبی کی بات سُن کر وہ خاموش سے اُٹھ گئی۔۔آج رات آبی نے عدنان صاحب کی طرف گزارنی تھی اور کل انہوں نے ملتان کے لیے نِکل جانا تھا تو اُن کے واپس آنے تک یَشل نے عدنان صاحب کی طرف رہنا تھا۔۔۔

☆☆☆☆☆

"سکینہ سے بات ہوئی ہے تمہاری ؟؟"

عدنان صاحب نے سامنے بیٹھی یَشل سے سوال کیا۔ آبی اور یَشل کچھ دیر پہلے ہی یہاں آئی تھی۔ راشدہ اور اُسکا شوہر بھی اپنے گاؤں کی طرف روانہ ہوگئے تھے تو گھر اب تقریباً پندرہ دن لاک رہنا تھا اور یَشل نے یہیں رہنا تھا۔۔

عدنان صاحب کے سوال پر چند لمحے یَشل چپ ہوگئی۔۔

"نہیں۔۔بہت دن پہلے ہوئی تھی بس پرسو اُنکی کال آتی رہی کافی دیر میں نے پِک نہیں کی۔۔۔"

وہ زمین کو گھورتے ہوئے بولی۔

"بات تو کر لیتی۔۔ یَشل وہ تمہاری ماں ہے۔۔۔"

"صبیحہ کی آواز پر یَشل نے انکی طرف دیکھا

"ماں وہ نہیں ہوتی جِس نےپیدا کر کہ دوسروں سے پاس پھینک دیا ہو۔۔ میری ماں تو آپ ہیں۔۔"

یَشل کی سرد لہجے میں کہی گئی بات پر ہال میں خاموشی چھا گئی تھی۔۔اُسکے الفاظ ہمیشہ کی طرح سخت تھے لیکن کوئی کچھ کہہ نہ سکا اور اُسکی آخر میں عطیہ کی طرف دیکھ کر کہی گئی بات پر عطیہ مدھم سا مسکرا دی

"یَشل۔۔۔سکینہ کی مجبوری سے واقف ہو تُم پھر ایسے کیوں کر رہی ہو۔۔"

عدنان صاحب دوبارہ بولے

"مجبور؟ ایک ہی گھر میں رہتے ہوئے وہ میری حفاظت نہیں کر سکتی تھی؟ ہنہہ"

یَشل نے ہنکار بھرا عدنان صاحب نے تاصف سے یَشل کو دیکھا۔ اتنی پتھر دِل کیسے بن گئی تھی وہ؟ اُن سب نے تو شروع سے ہی یَشل کے دِل میں سکینہ کی محبت ڈالنے کی کوشش کی تھی مگر وہ پھر بھی اُس سے دور ہو گئی اور پھر سکینہ کا ایکٹریس ہونا ایڈز میں کام کرنا اُسے سخت ناگوار گزرتا تھا۔ مذید اُسے کسی

نے کچھ نہ کہا وہ جانتے تھے بحث لمبی ہوجاتی یَشل نے رونے لگ جانا اور آخر میں جیت بھی اُسی کی ہونی۔ وہ ایسے پوئنٹس سامنے رکھتی تھی ایسے سوال کرلیتی تھی کہ سامنے والا لاجواب ہو جاتا تھا۔

☆☆☆☆☆

"ہادی۔۔۔تُم کب آئے؟؟ مجھے تو ابھی ابھی پتا لگا ہے کہ تُم آگئے ہو۔۔"

وہ عطیہ کے منہ سے ہادی کا ذکر سُنتے ہی اُس کے کمرے کی طرف آئی تھی جو الماری میں سر دیے ہوئے تھا۔ آواز پر دروازے کی طرف دیکھا۔

"ہاں میڈم اپنی دُنیا سے باہر آئیں تو پتا لگے نہ کہ کون آیا ہے اور کون گیا۔۔۔"

ہنوز الماری میں کچھ ڈھونڈتے ہوئے اُسنے طنز کا تیر چلایا تھا جس پر عِزہ نے عادتاً آنکھیں گھمائی۔

"اب تُم کوئی پی ایم پاکستان کی اولاد تو نہیں جس کے آنے کی خبر جنگل میں آگ کی طرح پھیلے۔۔"

عِزہ کی بات پر اُسنے الماری سے سر نکالا اور اُسے ایسے گھورا جیسے ابھی کچا چبا جائے گا

"بی بی۔۔کام بتاؤ کِس لیے آئی ہو۔۔"

وہ دو شرٹس الماری سے نِکل کر انہیں دیکھنے لگا

"ہاں۔۔۔تُم کہیں جا رہے ہو کیا۔۔؟؟" وہ اُسے شرٹس کا جائزہ لیتے دیکھ کر بولی

"ظاہر ہے۔۔۔اتنی اچھی اچھی شرٹس پہن کر سونے سے تو رہا میں۔۔"

اُسنے دونوں شرٹس دوبارا واپس رکھ دی۔ عِزہ نے دانت پیسے۔

"تُم اچھے تریقے سے بات کرو گے تو موت نہیں آئے گی۔۔" وہ جھنجھلا کر بولی۔

"اچھا جی میڈم صاحبہ۔۔بتائیں جی؟ کوئی کام تھا آپ کو آپ کا خادم حاظر ہے۔۔"

وہ احترام سے دونوں ہاتھ پیچھے باندھ کر پوری طرح اُسکی طرف متوجہ ہوا اور پوچھنے لگا۔ وہ اُسکے انداز پر بے اختیار ہی ہنس دی۔

"ایک منٹ۔۔۔تُم کالج نہیں گئی ؟ اور اگر نہیں گئی تو اتنی صبح کیوں اُٹھی ہو؟ کہیں جانا ہے کیا۔۔؟"

ہادی نے عزہ کی تیاری دیکھی پھر گھڑی کی طرف دیکھتے ہوئے کہا جہاں صبح کے نو بج رہے تھے۔

"ہمم۔۔ہاں مجھے کالج جانا تھا ڈرائیور کے ساتھ کچھ کام تھا۔۔ لیکن دونوں گاڑیاں گھر پر نہیں ایک افہام بھائی لے گئے ہیں اور ایک ماموں۔۔"

"تو یونی فارم کدھر ہے تمہارا۔۔؟"

وہ اُسے گُھٹنوں تک آتی شرٹ اور ٹراؤزر میں دیکھ کر پوچھنے لگا۔

"بتایا تو ہے کہ کام ہے۔۔پڑھائی کرنے نہیں جا رہی۔۔"

"تو اب تُم چاہتی ہو کہ میں تمہیں چھوڑ کر آؤں؟"

اُسکی بات سُن کر ہادی نے خود پر انگلی رکھتے ہوئے کہا

"تو ہاں نہ۔۔مجھے پریکٹیکل کاپی چیک کروانی ہے پلیز۔۔"

وہ منت کرنے والے انداز میں بولی تو ہادی کچھ سوچنے

"اچھا یہ شرٹ تھوڑی سی آئرن کردو۔۔"

وہ شرٹ اُسکی طرف اُچھال کر بولا جو اُس نے کیچ کرلی

"جو آئرن پڑی ہے وہ پہن لو نہ۔۔" عزہ نے منہ بنایا

"بھئی تُم سے کوئی کام تو نکلوانا ہی ہے نہ۔ اب مفت میں تھوڑی لے کر جاؤں گا۔۔"

وہ بول کر اُسکا جواب سُنے بغیر واشروم گھُس گیا عزہ شرٹ لے کر کمرے سے نِکل گئی

"دو گھنٹے الماری میں گھسے رہنے کے بعد یہی گندی سی شرٹ ملی تھی۔۔"

وہ بڑبڑاتی ہوئی کام کرنے لگی

"ویسے۔۔۔تُم اِس ٹائم کدھر جارہے تھے۔۔۔پرفیوم تو ایسے لگیا ہے جیسے ڈیٹ مارنے جارہے ہو۔۔"

عزہ بائیک پر اُس کے پیچھے سوار ہوئی تو پرفیوم کی تیز خوشبو نتھوں میں گھس گئی تبھی وہ ڈوپٹے سے ناک ڈھکتے ہوئے بولی

"میرا ایک دوست ہے اُس سے مِلنے جانا ہے۔۔رمضان میں روزہ رکھ کر میں ڈیٹ مارنے جاؤں گا؟؟ استغفرُللہ۔۔"

اُسنے بائیک سڑک پر ڈالی اور ایک ہاتھ سے کانوں کو چھُوا تو عزہ نے اُسکے سر کو چپیٹ ماری

"تمہیں پِک بھی کرنا ہے کیا۔۔؟"

کچھ دیر بعد کالج قریب آتا دیکھ کر ہادی نے دوبارہ سوال کیا

"دیکھتے ہیں۔۔شاید آمنہ کے ساتھ کیب میں آجاؤں اگر اُسکو کوئی پِک کرنے نہ آیا تو۔۔ ورنہ میں تمہیں واٹسیپ پر میسج کردوں گی کال پیکج تو نہیں میرے پاس۔۔"

ہادی نے بائیک کالج کے باہر روکی تو وہ بائیک سے اُتری

"غریب عورت۔۔۔بیلنس رکھ لیا کرو اپنے پاس ہر وقت سامنے والا بندا آنلائن نہیں ہوتا۔۔"

ہادی کی بات پر اُسنے آنکھیں گھُمائی

"میں بہت غریب ہوں پیسے نہیں میرے پاس بیلنس کروانے کے۔۔"

عزہ بولتی ہوئی گیٹ سے اندر چلی گئی تو ہادی ہنستا ہوا اپنے کام سے چلا گیا۔۔۔

☆☆☆☆☆

NOVEL HUT

" اچھا نہ یار۔۔ آئی ایم سوری۔۔۔بس بھی کرو کیا ہو گیا ہے۔۔"

عزہ کالج گراؤنڈ میں اپنے ساتھ بیٹھی آمنہ سے بولی جو صبح سے ہی منہ بنائے ہوئے تھی کیونکہ اُس دِن بھی عزہ نے اُسکی بات نہ سنی تھی اور بعد میں بھی میسج کرنے پر ریپلائی نہ دیا اور شہزادی اب بھی پورے بیس دِن بعد کالج آئی تھی۔۔۔

آمنہ اُس سے سخت ناراض تھی اورچہرا دوسری طرف موڑے بیٹھی عزہ کو اگنور کر رہی تھی۔۔

"اچھا نہ آئی ایم سو سوری۔۔مان جا نہ اِس سے زیادہ میں اور کچھ نہیں کہہ رہی اب روزے میں تمہاری منتیں تو ہرگز نہیں کروں گی میں۔۔۔"

عزہ کی بات سُن کر آمنہ نے حیرت سے اُس کی طرف دیکھا جو سوری بول کر احسانِ عظیم کر رہی تھی۔۔

"دفعہ ہی ہوجاؤ تم واحیات عورت۔۔"

آمنہ نے اُسے بازو پر تھپڑ مارا تو عزہ نے معصوم سی شکل بنائی۔۔۔

"اچھا بس نہ اب بتاؤ۔۔کیا ہوا تھا کون سی بات بتانی تھی۔۔"

عزہ اُسکے کندھے کے گرد بازو حائل کرتے ہوئے بولی تو کچھ سوچ کر آمنہ کہ چہرے پر گہری مسکراہٹ آگئی۔۔۔

"تمہیں پتا ہے۔۔یہ بیس دِن ہارون بھائی نے میرا دِماغ خراب کر کہ ہی رکھ دیا تھا کہ میں تُم سے بات کروں تُم سے بات کروں۔۔۔"

آمنہ سر پر ہاتھ مار کر بولی تو عزہ نے نہ سمجھی والے انداز میں اُسے دیکھا

"ہارون بھائی؟؟ہُو اِز ہی۔۔؟"

عزہ کو یاد نہ آیا تو سوال کیا

"ارے ہارون بھائی یار میرے بڑے بھائی۔۔وہ فیصل آباد ہاسٹل میں رہتے تھے۔ چھ سات ماہ پہلے واپس آگئے تھے اور اب اُنکا یونیورسٹی میں ایڈمیشن ہونا ہے۔۔"

آمنہ نے اُسے بتایا تو عزہ کو یاد آگیا۔۔ہارون آمنہ کا بھائی تھا اور سیکنڈ ائیر تک فیصل آباد میں تھا۔

"اچھا۔۔کیا ہے تمہارے ہارون بھائی کو۔۔؟"

عزہ کے سوال کر آمنہ کے ہونٹوں کو گہری مسکراہٹ نے چھوا۔۔۔

"جب سے ہارون بھائی آئے ہیں نہ کالج سے مجھے وہی پِک کرنے آتے ہیں اور انہوں نے کافی دفع تمہیں میرے ساتھ دیکھا۔۔پھر لاسٹ ٹائم جب ہم دونوں کالج آئے تھے اُس دِن انہوں نے مجھے کہا کہ تُم انہیں اچھی لگتی ہو۔۔"

آمنہ کی آنکھوں اور لہجے سے ہی خوشی ٹپک رہی تھی جبکہ عزہ کو تو شاک ہی لگا تھا وہ حیرت سے آنکھیں پھاڑے آمنہ کی مسکراہٹ دیکھ رہی تھی

"دیکھا۔۔لگ گیا نہ شاک؟ پہلے تو مجھے لگ رہا تھا وہ مزاق کر رہے لیکن اوففف میری توبہ جو انہوں نے میرا دماغ کھایا ہے اُس کے بعد سے کہ میں تمہاری ان سے بات کروا دوں لیکن میں انکو بغیر تمہاری اجزات کے تمہارا سوشل میڈیا یا پھر نمبر نہیں۔۔۔"

"آمنہ تُم پاگل تو نہیں ہو گئی ہو؟؟؟"

آمنہ اپنی ہی دھُن میں بولتی جارہی تھی جب عزہ اُس کی بات کاٹتے ہوئے اُٹھ کھڑی ہوئی۔۔

"تمہیں ان کو صاف صاف منع کردینا چاہیے تھا کہ مجھے اِن سب فضولیات میں کوئی انٹرسٹ نہیں۔۔اوففف میرے خدا۔۔"

عزہ کو آمنہ کی بات پر کافی غصہ آیا کہ اُسنے صاف صاف اِنکار کیوں نہیں کیا۔۔

"عزہ بیٹھو تو سہی۔۔" آمنہ سے بازو سے پکڑ کے اُسے بٹھا دیا

"یار غصہ نہیں کرو ہارون بھائی کو بہت اچھی لگتی ہو تم ایک دو دفع تم بات کروگی تو تمہیں برا نہیں لگے گا وہ بہت اچھے اور سوفٹ نیچر کے ہیں۔۔"

آمنہ کی بات پر عزہ نے چِڑ کر اُسے دیکھا

"جتنی مرضی سافٹ نیچر ہو ان کی مجھے کوئی دلچسپی نہیں اُن سے بات کرنے میں۔۔۔"

عزہ کی بات سُن کر آمنہ نے منہ کھولا ہی تھا جب وہ دوبارہ بولنے لگی

"بس چپ کر جاؤ آمنہ۔۔۔تمہیں پتا بھی ہے سب کچھ پھر بھی؟؟"

عزہ نے حیرت سے اُسے دیکھا جو سب جانتے ہوئے بھی اُسے کسی اور سے دوستی کا بول رہی تھی۔۔۔

"اچھا پلیز۔۔تم ناراض نہیں ہو آؤ کلاس میں چلیں تمہاری کاپی چیک کروانے۔۔"

آمنہ اُس کے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے بولی اور دونوں ہی کلاس میں چلی گئی باقی کا سارا ٹائم عزہ کا موڈ خاصہ خراب رہا تھا۔۔۔

☆☆☆☆☆

آخر کو عید کا دِن آگیا تھا۔ ساری رات جاگنے کے بعد لڑکیاں ابھی تک گدھے گھوڑے بیچ کر سو رہی تھی صبیحہ کے زبردستی اُٹھانے پر انوشہ نیند میں ڈوبی ہوئی آنکھیں کھول کر اُٹھی اور فریش ہونے چلی گئی۔۔ واپس آتے ہی اُسنے بیڈ پر بے سدھ پڑی یَشل کو آواز دی مگر وہ ویسے ہی پڑی رہی۔۔

"ایسے نہیں اُٹھے گی یہ لڑکی۔۔"

انوشہ بڑبڑاتی ہوئی اُسکے قریب آئی اور ٹیبل پر پڑے پانی کے گلاس میں سے تھوڑا سا پانی اُس کی گردن پر گرایا تو یَشل کی نیند میں خلل پیدا ہوا۔۔ انوشہ نے اپنی کاروائی جاری رکھی

"نِشہ کی بچی۔۔کیا بدتمیزی ہے یہ۔۔"

یَشل کو جب احساس ہوا تو اُس نے ہاتھ مار کر گلاس دور کیا جو گِرتے گِرتے بچا اور آنکھیں ملتی برا سا سے منہ بنا کر اُٹھ بیٹھی۔ اپنے گیلے کپڑے دیکھ کر اُسنے غصے میں نِشہ کو دیکھا۔ ایک تو اُس نے یَشل کو نیند سے اُٹھایا تھا وہ بھی

پانی گِرا کر اور اب وہ خود قہقہہ لگا رہی تھی۔ یَشل نے گھڑی کی طرف دیکھا جہاں دس بج رہے تھے وہ چھلانگ مار کر بیڈ سے اُتری

"کتنی واحیات ہو تُم۔۔بچ جاؤ مجھ سے۔۔"

یَشل نے اُسے اُنگلی دِکھائی اور اپنے کپڑے لیے واشروم میں گھس گئی جبکہ وہ ہنستی ہوئی کمرے سے نِکل کر قِرت اور عزہ کے مشترکہ کمرے کی طرف آگئی جہاں قِرت تو موجود نہ تھی البتہ عزہ بیڈ پر بیٹھی آنکھیں مسل رہی تھی۔وہ شاید ابھی ہی نیند سے بیدار ہوئی تھی

ٹھیک ڈیڑھ گھنٹے بعد وہ عزہ، قِرت اور نِشہ تیاری مکمل کر چکی تھی جبکہ یَشل بی بی کے بال تھے کہ بن ہی نہیں رہے تھے نہ ہی اُسکا میک اپ مکمل ہوا تھا۔۔ کچھ دیر اُسکا انتظار کرنے کے بعد نِشہ اور قِرت اُس پر لعنت بھیجتی کمرے سے نِکل آئی جبکہ عزہ باہر کھڑکی کے پاس کھڑی تصویریں کھینچنے میں مصرف تھی تبھی اُس کو سیڑھیاں چڑھ کر اوپر آتا ارمغان نظر آیا۔۔۔

"عید مبارک۔۔۔" عزہ نے ارمغان کو دیکھتے ہی کہا تھا۔

لائٹ براؤن کُرتا پجامہ پہنے بال نفاست سے سیٹ کیے نکھرا نکھرا وہ اُسے کافی ہینڈسم لگا تھا۔ اُسے دیکھتے ہی جیسے عزہ کی آنکھیں چمک اُٹھی

"خیر مُبارک۔۔ تمہیں بھی عید مبارک۔۔وہ یَشل کہاں ہے۔۔؟"

ارمغان کے سوال پر عزہ کو لگا جیسے وہ یَشل کو دیکھنے کے لیے اوپر آیا تھا اور دیکھا جاتا تو حقیقت بھی یہی تھی

"یَشل آپی کمرے میں ہیں اپنے۔۔"

عزہ کی بات سُن کر ارمغان گہری مسکراہٹ کے ساتھ اُس کے کمرے میں آیا تھا جبکہ عزہ کے مسکراتے ہونٹ سکڑ گئے تھے۔ اُس نے ہاتھ میں پکڑا فون بے دلی سے بند کیا۔۔ وہ اُس سے اپنی تعریف سُننا چاہ رہی تھی مگر ارمغان نے تو شاید اُس پر غور بھی نہ کیا تھا جو اُس کے ساتھ میچنگ کیے ہوئے تھی۔۔

"واسطوں پر حدود رکھنی تھیں

رابطوں کو بھی کم بڑھانا تھا

آپ سے دِل لگا کر یاد آیا

آپ سے دِل نہیں لگانا تھا"

☆☆☆☆☆

"ماما جان۔۔بہت بھوک لگی ہے مجھے۔۔۔"

عید ملنے کے بعد قِرت کچن میں آئی جہاں عطیہ کچھ کام کر رہی تھی۔۔

"ناشتہ تو میں بلکل نہیں بنا کر دے رہی عید کے دِن بھی سکون مت کرنے دینا۔۔فریج میں کیک پڑا ہوگا عدنان لائے تھے وہی کھا لو فلحال۔۔۔"

عطیہ مصروف انداز میں بولی وہ برتنوں کا نیا سیٹ نِکال کر اُسے صاف کر رہی تھی۔ عطیہ کی بات سُن کر قِرت نے منہ بنایا پھر کیک کا سُن کر خوشی سے فریج کی طرف آئی اور کیک نکالا

"افہام گھر نہیں کیا۔۔۔۔" اُسنے دل ہی دل میں خود سے سوال کیا اور کیک کا پیس پلیٹ میں رکھا تبھی اُسے باہر سے افہام کی آواز آئی جو سب سے عید مِل رہا تھا۔ قِرت نے کچن کے دروازے سے باہر جھانکا۔ ہلکا گرے رنگ کا کرتا

پہنے بالوں کو نفاست سے سیٹ کیے چہرے پر گہری مسکراہٹ سجائے وہ اُسے بہت اچھا لگا تھا لیکن عام دِنوں کی نسبت آج اُس نے گلاسز نہیں پہنے تھے

"کیا دیکھ رہی ہو۔۔باہر آکر کھا لو بلکہ کیک لے آؤ عزہ لوگوں کو بھی بھوک لگی ہوگی۔۔۔"

عطیہ قِرت کو بولتی ہوئی کچن سے جانے لگی

"ماما آپ یہ لے جائیں میں یہ کھا کر آتی ہوں۔۔"

عطیہ بیگم کی بات سُن کر اُسنے کیک انہیں تھمایا تو وہ باہر چلی گئی۔ قِرت چئیر کھینچ کر کچن میں ہی بیٹھ گئی اور خاموشی سے افہام کو دیکھنے لگی جو اب لاونج میں صوفے پر بیٹھ گیا تھا۔۔۔

افہام کو خود پر نظروں کی تپش محسوس ہوئی تو اُس نے یہاں وہاں دیکھا تبھی اُسکی نظر دور کچن میں بیٹھی قِرت پر گئی۔ افہام کے دیکھنے پر قِرت گڑبڑا گئی اور جلدی سے رُخ دوسری طرف کرلیا۔۔۔

"اوففف قِرت کی بچی۔۔شرم نہیں آرہی تمہیں اُسے یوں تاڑتے ہوئے۔۔۔لیکن وہ لگ بھی تو اتنا ہینڈسم رہا ہے۔۔۔"

اُسنے خود کو ڈپٹا اور کیک کا آخری ٹکڑا منہ میں رکھا۔ چئیر سے اُٹھی پلیٹ سنک میں رکھتی وہ پیچھے مڑی لیکن کچن کے دروازے سے ٹیک لگا کر کھڑے افہام کو دیکھ کر ایک پل کے لیے ڈر گئی

"اوف اووو۔۔۔ڈرا دیا اپنے مجھے۔۔"

قِرت کی بات پر اُسکی مسکراہٹ گہری ہوئی وہ خاموشی سے اُسے دیکھنے لگا۔ وہ باٹل گرین اور ہلکے بھورے رنگ کے کامبینشن کا سوٹ پہنے ہوئے تھی۔ بالوں کو کرل کر کہ ایک کندھے پر رکھا ہوا تھا اور ڈارک میک اپ میں وہ اُسے کافی خوبصورت لگی تھی۔۔۔خوبصورت تو وہ ویسے بھی تھی لیکن آج کافی مختلف لگ رہی تھی۔

NOVEL HUT

"مجھے بھیجا تھا دُنیا دیکھنے کو

میں ایک چہرا ہی تکتا رہ گیا"

~جون ایلیاء

"کیا ہوا۔۔ایسے کیوں کھڑے ہیں۔۔"

وہ جس انداز سے کھڑا سکون سے اُسکو دیکھ رہا تھا قِرت گڑبڑا گئی تھی

"اہمم۔۔میں نے سوچا کچن سے بیٹھ کر دیکھنے میں تمہیں مشکل ہو رہی ہوگی۔۔اسی لیے یہاں آگیا۔۔"

وہ جتنے اطمینان سے بولا تھا قِرت نے اتنی ہی آنکھیں پھاڑ کر اُسے دیکھا تھا اور اگلے ہی پل نظریں چُرا گئی۔

"جج۔۔جی نہیں میں تو۔۔میں آپ کو نہیں آپ کے ساتھ بیٹھے ہادی کو دیکھ رہی تھی۔۔کافی ہینڈسم لگ رہا ہے میرا بھائی۔۔"

وہ اٹکتے ہوئے جلدی سے جھوٹ بولنے لگی تو افہام نے ائیبرو اچکا کر اُسے دیکھا

NOVEL HUT

"چلو پھر اب مجھے دیکھ لو اگر جی بھر کے اپنے بھائی کا دیدار کرلیا ہے تم نے تو۔۔۔"

وہ مسکراہٹ دبا کر بولا تو قِرت نے کمر پر ہاتھ رکھ کے اُسے گھورا

"فضول باتیں نہیں کریں۔۔۔کوئی دلچسپی نہیں مجھے آپ کا دیدار کرنے میں،، آنکھیں جلنے لگ جاتی ہیں میری آپ کو زیادہ دیر دیکھتی ہوں تو۔"

قِرت بولتی ہوئی کچن سے جانے لگی تو افہام ہنس دیا

"یعنی تُم دیر تک دیکھتی ہو مجھے؟؟"

وہ گہری نظروں سے اسے دیکھتا چھیڑنے والے انداز میں بولا۔

"ہنہہ۔۔جی نہیں کوئی روم کے شہزادے تھوڑی ہیں آپ جو آپ کو دیکھ کر اپنا وقت ضائع کروں گی۔۔"

وہ سینے پر ہاتھ باندھ کر اُسے دیکھنے لگی۔ وہ ہلکا سا مسکرایا۔ ہاں وہی مسکراہٹ، خوبصورت مسکراہٹ جو اُسکی دھڑکن میں ارتعاش برپا کر دیتی تھی چند لمحے وہ اُسے دیکھتی رہی پھر باہر کی طرف بڑھی

"عید مبارک بولنے آیا تھا میں تو۔۔۔"

افہام معصومیت سے بولا تو اُسکے پاس سے گزر کر باہر جاتی قِرت نے رُک کہ اُسے دیکھا دونوں کی نظریں ملی تھی

"خیر مبارک۔۔عیدی بھی چاہیے مجھے۔۔"

وہ بولتی ہوئی لاونج میں ہادی سے ملنے لگی۔ افہام کی باتیں سُن کر اُس کے دِل کی دھڑکن تیز ہوگئی تھی۔ اُس کے سامنے وہ کتنی مشکل سے خود کو نارمل ظاہر کررہی تھی صرف وہی جانتی تھی۔۔

☆☆☆☆☆

وہ شیشے کے سامنے کھڑی خود پر پرفیو چھڑک رہی تھی جب دروازہ ناک ہوا

"اندر آجائیں۔۔۔" یَشل نے پرفیوم بند کرکہ ٹیبل پر رکھا اور اپنے سجے سنورے روپ پر نظر ڈالتے ہوئے دروازے کے باہر موجود شخص کو اندر آنے کی اجازت دی۔ شیشے میں ارمغان کا عکس دیکھ کر یَشل بے اختیار مسکرا کر پلٹی۔۔۔

"عید مبارک جناب۔۔۔" ارمغان اُسکے سراپے پر گہری نظر ڈالتا اُس سے تین قدم کے فاصلے پر آکر کھڑا ہوا۔ لیونڈر رنگ کے سوٹ میں کندھے سے

نیچے آتے بالوں کو سٹریٹ کیے خوبصورت سے میک اپ میں ارمغان کو اپنے دِل میں اترتی ہوئی محسوس ہوئی۔۔

"خیر مبارک۔ آپ کو بھی عید مبارک لیکن۔۔۔ معاف کیجیئے گا میں نے آپ کو پہچانا نہیں۔۔"

یَشل مسکراہٹ روک کر بولی تو ارمغان نے اُسے گھورا

"اچھے لگ رہے ہیں۔۔میں نے واقعی نہیں پہچانا۔۔"

یَشل دوبارا شیشے کی طرف پلٹی

"روز ہی اچھا لگتا ہوں بس کچھ لوگ غور نہیں کرتے۔۔"

وہ دو قدم کا فاصلہ مٹاتا یَشل کے ساتھ آکھڑا ہوا اور شیشے میں اپنے ساتھ اُسکا عکس دیکھنے لگا

"کتنے خوبصورت لگتے ہیں نہ ہم ساتھ کھڑے ہوکر۔۔۔"

ارمغان شیشے میں اُسکے چہرے کو تکتا ہوا بولا۔ یَشل کی خود کی یہی سوچ تھی مگر ارمغان کے منہ سے یہ بات سُن کر وہ جھنپ گئی اور گلاب چہرا لیے اُسے

دیکھنے لگی تو وہ اپنی ایک آنکھ دبا گیا۔۔۔ ارمغان نے پاکٹ سے ایک باکس نکال کر اُسکی طرف بڑھایا تو وہ پیچھے مڑی۔۔۔

"یہ کیا ہے۔۔۔"

"تمہارا عید کا تحفہ۔۔۔" ارمغان نے بولتے ہوئے وہ باکس کھولا اور اُس میں سے ایک نازک سا نیکلس نِکالا جس میں ایک سرخ رنگ کا چھوٹا سا ہیرا جگمگا رہا تھا۔۔۔ یَشل نے بے یقینی سے ارمغان کو دیکھا۔ اُسنے تو بلکل بھی ایکسپیکٹ نہ کیا تھا کہ وہ یوں عید پر اُسے تحفہ دے دے گا۔ وہ خوشی اور حیرت کی ملی جلی کیفیت میں ارمغان کے ہاتھ میں موجود نیکلس کو دیکھنے لگی

"کین آئے۔۔۔؟" یَشل اسکے ہاتھ سے نیکلیس لینے لگی تو ارمغان نے سوال کیا۔ وہ چند لمحے خاموش ہوگئی اور پھر اپنی پشت اُس کی طرف کی تو ارمغان نے وہ نیکلس اُسکی گردن کی زینت بنا دیا

"کوئی اتنا پیارا کیسے ہو سکتا ہے ؟

اور سارا کا سارا کیسے ہو سکتا ہے ؟"

ارمغان نے سرگوشی نما آواز میں شعر پڑھا تو یَشل کے دل نے ایک بیٹ مِس کی

"سب انتظار کر رہے ہونگے۔۔"

وہ بولتی ہوئی تیزی سے دھڑکتے دل کے ساتھ کمرے سے نِکلی اور نیچے آگئی۔

ارمغان مدھم مسکراہٹ کے ساتھ سر نفی میں ہلا گیا۔

یَشل سب سے عید ملی اور عیدی لی۔ شام کے وقت عدنان صاحب کے دور کے کزن نے آنا تھا کافی دیر کام کر کر کہ وہ تھک گئی تو کمرے میں آگئی۔ آبی سے وہ بات کر چکی تھی فون اُٹھایا تو سکینہ کی پانچ مسکالز دیکھ کر اُسکے تھکن زدہ چہرے پر اداسی چھا گئی بہت سوچنے کے بعد اُس نے کال بیک کی مگر دوسری طرف سے کال نہ اُٹھائی گئی تو اُس نے دوبارا کال کرنے کی توفیق نہ کی اور اپنی تصویریں دیکھنے لگی۔

☆☆☆☆☆

"یہ تمہارے منہ پر تیرہ کیوں بجے ہیں۔۔؟؟"

عزہ صحن میں بیٹھی تھی ہمیشہ کی طرح یہ عید بھی انتہائی بورنگ تھی۔ ہادی کی بات پر اُسنے ایک اچٹتی نگاہ اس پر ڈالی

"کچھ نہیں ہوا۔ تصویریں اچھی نہیں آرہی۔۔۔"

اب اُسے کیا بتاتی کہ وہ جِس کے لیے اتنا سج دھج کے تیار ہوئی تھی اُسنے تو شاید غور سے بھی اُسے نہ دیکھا تھا اور اُسکا محبت بھری نظروں سے یَشل کو دیکھنا عزہ کو کتنی آگ لگا گیا تھا

"مطلب شکل پر اتنا پینٹ لگانے کے بعد بھی اچھی تصاویریں نہیں آرہی؟ پلاسٹک سرجری کی ضرورت ہے پھر تو تمہیں لیکن اُسکے بعد بھی تمہارا اللہ ہی حافظ ہوگا۔۔"

وہ مزاحیہ انداز میں بولتا اُسے اچھا خاصہ سُلگا گیا

"بکواس بند کرکہ دفاع ہوجاؤ یہاں سے۔۔۔"

وہ بغیر کسی لحاظ کے بولی تھی

"شرم کرلو پورا ڈیڑھ سال بڑا ہوں تُم سے"

اس کی بات کا برا مانے بغیر اُسنے عِزہ کو شرم دلانے کی ناکام سی کوشش کی

"جی نہیں۔۔میں انتہائی بے شرم لڑکی ہوں۔"

وہ دانت پیس کر بولی۔ اُس کا دِل تو چاہ رہا تھا کہ سامنے کھڑے ہادی کو بھی ایسے ہی پیس دے جو بلاوجہ اُس کے حواسوں پر سوار ہورہا تھا

"تُم دونوں کبھی تو اپنی چپڑچپڑ بند کردیا کرو ہر وقت چونچیں لڑانا ضروری ہوتا ہے کیا!"

انوشہ اُن دونوں کے پاس آتی ہوئی بولی وہ شاید اُن دونوں کی بک بک سُن چکی تھی

"یہ ہی فضول میں فری ہو کر گرمی میں دماغ خراب کر رہا ہے۔۔"

عِزہ ہادی کی طرف اِشارہ کرتی بولی تو وہ ڈھٹائی سے مسکرا دیا

"میں تو مذاق کر رہا تھا اِس نے ہی تیوری چڑھا رکھی ہے۔۔"

وہ نشہ کو دیکھتا ہوا بولا۔

"ویسے ہادی غلط نہیں بول رہا۔ ایٹلیسٹ عید کے دِن تو بندہ موڈ ٹھیک رکھتا ہے۔۔"

انوشہ نے ہادی کے ساتھ والی کرسی سنبھالی۔

"اِس گھر کے لوگ موڈ ٹھیک رکھنے دیں تب نہ!"

وہ تنک کر بولی تو دونوں نے حیرت سے اُسے دیکھا

"اب کِس نے ایسا کیا اور کیوں کہہ دیا تمہیں؟"

ہادی نے کرسی کی باہنی پر کہنی جما کر مٹھی کنپٹی پر رکھی

"کسی کا کچھ نہ کہنا بھی کافی ہوتا ہے۔۔"

عِزہ کی بات پر ہادی اور نِشہ نے ایک دوسرے کو اور پھر عجیب نظروں سے اُس دُکھی آتما کو دیکھا۔ اُسکی شکل دیکھ کر ہادی نے بامُشکل ہنسی روکی۔

☆☆☆☆☆

"تُم مجھ سے مِلنے کیوں نہیں آئی ؟ گھر نہ آتی باہر ہی کہیں مِل لیتے۔۔"

آمنہ روٹھے ہوئے انداز میں کال پر عزہ سے بولی

"میں نے کہا تو تھا کوشش کروں گی لیکن یار۔۔۔ شکیل انکل نے آنا ہے ماما اور عدنان ماموں کے کزن تو میں نہیں آسکتی تھی۔۔ ہم کل مِل لیں گے کہیں۔۔"

"کیا مطلب ہے کہ 'کہیں' مِل لیں گے؟؟ گھر آرہی ہو تُم میرے کل۔۔"

آمنہ نے جیسے اُس پر حکم جاری کیا۔۔

"آمنہ۔۔ میں کبھی تمہارے گھر نہیں آئی عجیب لگ رہا مجھے تمہارے گھر آنے کا سوچ کر ہی۔۔ باہر مِلنے میں کیا بُرائی ہے؟"

عزہ واقعی کبھی اُس کے گھر نہیں گئی تھی ہلانکہ آمنہ چار سال سے اُس کی دوست تھی آمنہ کافی بار اُس کے گھر آئی تھی مگر وہ کبھی نہیں گئی تھی۔ اگر وہ آمنہ سے ملنے جاتی بھی تھی تو اُسکے گھر کے قریب ہی موجود پارک میں وہ دونوں مِل لیتی تھی آمنہ کے بہت فورس کرنے کے باوجود بھی اُسکے گھر نہ جاتی

"عزہ تم فکر نہیں کرو ہم آدم خور نہیں جو تمہیں کھا جائیں گے۔۔"

آمنہ سیریس لہجے میں بولی تو عزہ ہنس پڑی

"دانت نہیں نِکالو کل شرافت سے گھر آؤ میرے۔۔"

آمنہ نے بول کر فوں بند کردیا تو عزہ سوچ میں پڑ گئی کیونکہ اُسے صبیحہ نے سرسری سا بتایا تھا کہ کل شاید سکینہ آئے گی۔۔۔

☆☆☆☆☆

شام سات بجے قِرت کی آواز پر اُسکی نیند میں خلل پیدا ہوا آدھے گھنٹے کے لیے آنکھ لگ گئی تھی۔۔ وہ اُٹھی بالوں کو کنگی کی۔ مٹے مٹے میک اپ کو ٹچ اپ دیا اور قِرت کے ہمراہ کمرے سے نِکل آئی۔

وہ حال میں داخل ہوئی تو عدنان صاحب کے کزن شکیل صاحب اپنی فیملی کے ساتھ آگئے تھے وہ سب سے ملتی عزہ اور نِشہ کے درمیان جا بیٹھی۔

اُس کے بیٹھتے ہی عزہ نے اپنی جگہ تبدیل کی جو یَشل نے نہ سہی لیکن ارمغان نے اچھے سے نوٹ کیا تھا۔۔

شکیل اور مسسز شکیل کی ایک بیٹی جو قرت سے ایک سال پڑی تھی جبکہ دو بیٹے تھے ایک شادی شدہ اور دوسرا لگ بھگ تئیس سال کا تھا اور وہ اِس وقت اپنی نئی نویلی بہو کے ساتھ اُن کے گھر موجود تھے۔۔ کچھ دیر تک باتیں ہوتی رہی پھر لڑکیوں نے مِل کر کھانا لگایا تو وہ سب کھانے کی میز کی طرف آ گئے

قِرت عزہ کے ساتھ ہلکی آواز میں باتیں کرتی کھانا کھا رہی تھی جب خود پر نظروں محسوس ہوئی۔ سب سے پہلے اُس نے افہام کی طرف دیکھا جو کھانا کھاتا ہوا شکیل صاحب سے کچھ بات کر رہا تھا۔ افہام سے نظر سرکتی ہوئی شکیل صاحب کے بیٹے عبداللہ پر گئی جو کھانا کھاتے ہوئے اُسے دیکھ رہا تھا۔ پھر قِرت کے دیکھتے پر ہلکی سے سمائل پاس کی۔ قِرت اُس پر سے نظر ہٹا گئی اور خاموشی سے کھانا کھانے لگی مگر وہ وقفے وقفے سے اُسے گھور رہا تھا تو وہاں بیٹھ کر کھانا کھانا اُسکے لیے محال ہو رہا تھا۔

اُسکی آنکھوں میں خباثت نہیں تھی نہ ہی وہ بُری نظر سے اُسے دیکھ رہا تھا بلکہ اُسکی آنکھوں میں نرم تاثر تھا جیسے قِرت اُسے پہلی نظر میں ہی اچھی لگی ہو لیکن قِرت کو الجھن ہوئی تھی۔

☆☆☆☆☆

عید کا دوسرا دِن تھا۔ تھکن کی وجہ سے سب ہی رات جلدی سو گئے تھے اِس وقت صبح کے نو بج رہے تھے جب یَشل نیند سے بیدار ہوئی۔ آنکھیں مسلتی وہ اُٹھ بیٹھی۔ کھڑکیوں پر بھاری پڑدوں کے باعث کمرے میں ہلکی روشنی تھی۔ ٹائم دیکھ کر اُسنے دوبارا سونے کی کوشش کی کہ اُسے کونسا کہیں جانا تھا البتہ عطیہ نے اُسے بتایا تھا کہ آج بھی مہمانوں نے آنا ہے تو وہ دوبارا لیٹ گئی مگر نیند اُس پر غالب نہ آئی۔ وہ اُٹھی اور فریش ہونے واشروم چلی گئی فریش ہو کر وہ کمرے سے باہر آئی۔ آدھی سیڑھیاں اُتر کر نیچے جھانکنے لگی مگر باہر کوئی نہ تھا کچن کی لائٹ بھی اوف تھی۔ وہ اوپر آکر اپنے لیے چائے بنانے لگی۔ چائے کا پانی رکھا ہی تھا جب ارمغان کا میسج آیا۔

"میرے لیے بھی چائے بنا دینا۔۔"

میسج پڑھ کر اُسنے پلٹ کر پیچھے دیکھا۔ ارمغان کے کمرے کا آدھا دروازہ کھلا ہوا تھا یعنی وہ جاگ رہا تھا اور اُسے دیکھ چکا تھا۔ چائے رکھتے اُس نے فون اٹھایا اور آبی کا نمبر ڈائل کرنے لگی لیکن کال نہ اُٹھائی گئی۔

"اوففففف۔۔۔ کبھی بھی میرے کال پک نہیں کرتی نہ ہی آبی اور نہ ہی ماما"

بڑبڑاتی ہوئی فریج سے بریڈ نِکانے لگی۔ منہ سے نکلنے والے الفاظ پر ایک پل کے لیے ہاتھ رُکے تھے اور ایک سیکنڈ لگا تھا اُسکی آنکھوں کے آگے دھندہ چھا گئی۔ گہرا سانس لے کر اُسنے خود کو نارمل کیا تبھی عزہ کچن میں داخل ہوئی

"کیا کر رہی ہیں آپ۔۔۔"

عزہ نے سلیب پر بیٹھتے ہوئے پوچھا

"ناشتہ بنا رہی اپنے اور ارمغان کے لیے۔۔ تُم کچھ کھاؤ گی؟"

یَشل نے مصروف انداز میں کہا جبکہ ارمغان کا نام سُن کر عزہ کے ماتھے پر ایک دو بل نمودار ہوئے

"ارمغان؟؟ اتنی صبح اُن کو ناشتہ دینے کے لیے اُٹھی ہیں آپ؟"

عزہ چاہ کر بھی لہجہ نارمل نہ رکھ سکی۔

"بلکل ٹھیک کہہ رہی ہو عزہ اتنی صبح یَشل اسپیشلی میرے لیے اُٹھی ہے"

ارمغان کی آواز پر یَشل اور عزہ دونوں نے ہی دروازے کی طرف دیکھا تھا۔ ارمغان کی طنزیہ انداز میں کہی گئی بات پر عزہ کو ہلکی سی شرمندگی ہوئی جبکہ یَشل نے آنکھیں سُکیڑ کر اُسے دیکھا

"اتنے بھی اچھے نہیں ہو اب تُم کہ تمہارے لیے ناشتہ بناؤں میں۔۔"

وہ ارمغان کی خوش فہمی دور کرتی ہوئی بولی اور عزہ کی طرف دیکھا

"میری تو ویسے ہی آنکھ کھُل گئی تھی تو اپنے لیے چائے بنا رہی تھی پھر ارمغان نے کہا تو اُس کے لیے بھی بنا دی۔۔ تُم نے بتایا نہیں کچھ کھاؤ گی تو میں بنا دیتی۔۔"

یَشل نے سِرے سے ہی عزہ کے تاثرات نوٹ نہ کیے اور نارمل انداز میں بولی تو عزہ نے قریب پڑی بوتل میں سے پانی گلاس میں انڈیلا۔۔

"نہیں بس ایک ٹوسٹ کھاؤں گی میں۔۔"

وہ پانی کا گِلاس منہ سے لگاتی ہوئی بولی اور پانی کے ساتھ ساتھ اپنی جیلسی بھی پی کر رہ گئی۔۔۔

☆☆☆☆☆

وہ کمرے میں ہی بیٹھی تھی آبی سے بات کر کے کچھ دیر پہلے ہی کال بند کی تھی شیشے میں خود کو ایک نظر دیکھتی دروازے کی طرف بڑھی لیکن دروازہ کھول کر اندر آنے والی ہستی کو دیکھتے ہی جیسے اُسکے قدم زمین کے ساتھ چپک گئے۔ وہ حیرت سے اندر آتی سکینہ کو دیکھ رہی تھی جس کے چہرے پر مسکراہٹ تھی سکینہ آگے آتی اُسے اپنے سینے سے لگا گئی لیکن یَشل ہوش میں آتی اُسے سے دور ہوئی

"آپ یہاں کیا کر رہی ہیں۔۔"

"میں اپنی بچی سے ملنے آئی ہوں۔۔۔"

وہ اُسکا چہرا چھوتے ہوئے بولی تو وہ مزید پیچھے ہوئی

"اوہ۔۔۔تو یاد آگیا آپ کو کہ آپ کی ایک عدد بیٹی بھی ہے۔۔۔"

اُسنے طنز کا تیر چلایا تھا جو سکینہ کے دِل پر لگا تھا اور آنکھوں میں نمی پھیلا گیا تھا

"تمہیں کیسے بھول سکتی ہوں۔۔میرے جگر کا ٹکڑا ہو تُم تو۔۔"

وہ بھرائی ہوئی آواز میں بولی تو یَشل نے ہنکار بھرا اور بیڈ پر بیٹھ گئی

"واقعی اتنی عزیز ہوں میں آپ کو؟ اپنا جگر کا ٹکڑا خود سے جدا کرتے تکلیف نہیں ہوئی آپ کو؟ کیوں ہوگی بھلا؟ مجھے دور کر کہ بیٹا جو مِل گیا۔۔۔"

سکینہ کی آنکھوں میں آنسو دیکھ کر اُسکا دِل کٹ گیا تھا۔ اُسنے خود کو رونے سے روکا۔ وہ کمزور نہیں پڑنا چاہتی تھی۔ دنیا کے لیے نرم دِل رکھنے والی یَشل کے دل میں اپنی ماں کے لیے اتنی سختی تھی کوئی نہیں جانتا تھا۔ وہ خود کو سخت اور غلط الفاظ استعمال کرنے سے روکے ہوئے تھی۔

"ایسی بات نہیں ہے یَشل۔۔ میں مجبور تھی میں شوٹ پر ہوتے ہوئے تمہاری حفاظت نہیں کر سک۔۔"

یَشل نے سکینہ کی بات کاٹی

"حفاظت کی بات تو نہ ہی کریں آپ۔۔اپنی اِکلوتی بیٹی کے لیے ادا کری نہیں چھوڑ سکتی تھی آپ ؟ جانتی ہیں وہ شخص کِس طرح ہاتھ لگاتا تھا مجھے؟"

آخری بات بولتے ہوئے بہت کنٹرول کے باوجود آنکھوں سے آنسو نِکلا اور آواز اونچی ہوئی تھی وہ اُس وقت چھوٹی تھی مگر وہ دھندھلے سے لمحے یاد تھے اُسے ابھی بھی۔ اُس وقت تو وہ معصوم تھی مگر بڑھتی عمر کے ساتھ سب سمجھ آیا تھا اُسے۔دروازے سے اندر آتا شخص اُسکی بات سُن کر دروازے کے باہر ہی رُک گیا جبکہ سکینہ نے قرب سے آنکھیں بند کی تھی۔ وہ کیسے سُن سکتی تھی یہ سب

"آپ نے میرے لیے کِیا ہی کیا ہے؟ اپنی سگی اولاد کے لیے اپنا کام نہیں چھوڑ سکتی تھی آپ لیکن کسی اور کی اولاد کے لیے چھوڑ دیا کیونکہ اُسے آپ کی توجہ کی ضرورت تھی؟ ہنہہ۔۔اُس کے پاس تو باپ تھا میرے پاس کون تھا؟ آپ میرے ساتھ کیوں زیادتی کر گئی؟"

اُسکا لہجہ کتنا ٹوٹا ہوا تھا کتنا قرب تھا کوئی بھی بآسانی اُسکے درد اُس کی تکلیف کا اندازہ لگا سکتا تھا۔ سکینہ کا وجود اُس کی باتیں سُن کر پتھر ہی تو ہو گیا

تھا۔ وہ حقیقت ہی تو تھی جِس سے سکینہ بھاگتی آرہی تھی وہ تلخ حقیقت جو اُسکا سکون اُسکی نیند برباد کیے ہوئے تھی

دروازے کے باہر کھڑے شخص نے اُس کی آواز میں حد سے زیادہ تکلیف محسوس کی تھی اور ذہن میں صرف ایک سوال اُٹھا تھا

"آخر اُس لڑکی کی کیا غلطی تھی؟"

"یَشل۔۔مجھے معاف کردو میری بچی میں جانتی ہوں تمہارے ساتھ بہت غلط کیا ہے میں نے۔ تُم سے دور ہوکر ایک ایک رات عذاب میں گزاری ہے میں نے مجھے اِس مشکل سے نِکال دو اپنی ماں کے لیے دل صاف کردو۔۔۔"

سکینہ نے بے اختیار ہی اُس کے آگے ہاتھ جوڑے تھے جنہیں یَشل نے پکڑ لیا۔ وہ یَشل کو گنہگار بنا رہی تھی سکینہ کے رونے میں شدت آئی تھی جِسے محسوس کرتا وہ اندر داخل ہوا۔بیشک یَشل کی تکلیف زیادہ تھی مگر اپنی ماں کو روتا ہوا ہرگِز نہیں دیکھ سکتا تھا۔ آہٹ پر یَشل نے مڑکر دیکھا رائد کو کھڑا دیکھ کر چہرا دوسری طرف کیا آنسو صاف کرتی وہ اُٹھ کھڑی ہوئی

"دروازہ ناک کرنا نہیں سکھایا تمہیں کسی نے؟"

یَشل کو رائد کا بغیر ناک کیے منہ اُٹھا کر کمرے میں آجانا ناگوارہ گُزرا تھا۔ وہ تلخ ہوئی تھی۔ اپنی ماں سے نظر ہٹاتے اُسنے یَشل کی طرف دیکھا۔

سادہ رایل بلیو کلر کی لمبی کمیز پر بھاری کام دار دوپٹہ کندھے پر رکھا ہوا تھا۔ آدھے بال کیچر میں قید تھے چند لمبی لٹھیں چہرے کے آگے جھول رہی تھی سرخ ناک اور روئی ہوئی نم آنکھیں اور ماتھے پر دو بل۔۔

"واللہ کیا کشش تھی کہ مت پوچھیے صاحب
مجھ سے یہ دل لڑپڑا، مجھے یہ شخص چاہیے"

ہاں۔۔ یَشل ریحان اُسے خوبصورتی کا منہ بولتا ثبوت لگی تھی۔ اُسے تو لگتا تھا وہ صرف تصویروں میں پیاری لگتی ہے وہ بھی میک اپ کر کہ لیکن وہ غلط تھا کیونکہ وہ حقیقت میں تصویروں سے بھی زیادہ حسین تھی وہ ایک لمحہ اُسکے دِل و دماغ میں نسب ہوگیا تھا

"اب ایسے کیا آنکھیں پھاڑ کے دیکھ رہے ہو؟"

یَشل کو مزید غصہ آیا تھا۔ رائد ہوش میں آیا

"زیادہ اوور ہونے کی ضرورت نہیں ہے اتنی بھی خوبصورت نہیں تُم۔ تمہیں دیکھنے سے بہتر ہے میں اندھا ہوجاؤں"

وہ تڑخ کر بولتا ہوا سکینہ کی طرف بڑھا جبکہ یَشل نے رائد کے منہ سے ہوئی اپنی تزلیل پر مٹھیاں بھینچی

"میری بلا سے تُم ہوجاؤ اندھے کونسا دُنیا پر احسانِ عظیم کررہے تُم اپنی آنکھوں سے۔۔"

"چلو مان لیا میں احسان نہیں کر رہا لیکن تُم کر رہی ہو کیا؟ نہیں نہ! تو تم مرجاؤ کسی کو فرق بھی نہیں پڑے گا۔۔۔"

یَشل کی بات پر اُسے بھی غصہ آیا تھا اور اپنا غصہ ضبط کرنے کی اُس نے ذرا کوشش نہ کی تھی

"کیوں مرجاؤ میں؟ میری طرف سے تُم اور تمہارے جیسی دوسری چھ سات شکلیں بھی مرجائیں تو اچھا ہوگا اور مت بھولو کے اِس وقت تُم میرے کمرے میں میرے ماموں کے گھر میں موجود ہو تو اپنی فضول کی باتیں اپنے تک

رکھو اور تمیز کے دائرے میں رہو تمہارے جیسے جاہل کے منہ لگنا گوارا نہیں مجھے۔۔۔"

یَشل اچھے طریقے سے اُس کی طبیعت صاف کرتی کچھ کہنے کا موقع دیے بغیر کمرے سے واک آؤٹ کر گئی۔ رائد کا چہرا بے عزتی اور غصے کے احساس سے سُرخ ہوا۔ اُسنے سکینہ کی طرف دیکھا جو پہلے تو رو رہی تھی مگر اب اُسکے چہرے پر حیرت کے آثار تھے۔ وہ یَشل سے معافی مانگنے آئی تھی لیکن ایک پل میں یہ کیا ہو گیا تھا؟

"مجھے ایسے مت دیکھیں ماما۔۔ دیکھا نہیں آپ نے اُسے کتنی بدتمیزی کر کہ گئی ہے میرے ساتھ؟ ذرا تمیز نہیں اُسے بڑوں سے بات کرنے کی۔۔۔"

رائد بولتا ہوا سکینہ کے ساتھ بیٹھ گیا وہیں جہاں کچھ دیر پہلے یَشل بیٹھی ہوئی تھی۔

"بڑوں سے؟؟ بڑی ہے وہ تُم سے میں نے تُم سے کہا بھی تھا کہ کچھ مت کہنا اُسے تُم نے کیوں پنگا لیا۔۔"

سکینہ نے اپنے بیٹے کو گھورا جو یَشل سے بے عزت ہو کر اب سکون سے بیٹھا ہوا تھا

"مجھ سے بڑی ہے وہ ؟"

شاک ہی تو لگا تھا اُسے۔ وہ نارمل قد والی پتلی سی لڑکی اُسے نین نقش سے چھوٹی ہی لگتی تھی۔۔

"ہمم دو، تین ماہ کا فرق ہے۔۔"

سکینہ نے آنسو پونچھتے ہوئے کہا

"کیا فرق پڑتا ہے دو تین ماہ سے۔۔فضول لوگوں کی فضول باتوں پر غصہ نہیں کنٹرول ہوتا مجھ سے۔۔"

سکینہ نے گھور کر اُسے دیکھا اور کچھ بولنے ہی لگی تھی جب وہ دوبارا بولا

"ہاں ہاں مجھے پتا ہے کہ مجھے دروازہ ناک کرنا چاہیے تھا میں بچہ نہیں ہوں کہ منہ اُٹھا کر کہیں بھی گھس جاؤں اور یہ بھی جانتا ہوں کی بیٹی سے مِلنے پر پارٹی بدل چکی ہیں آپ۔۔۔"

رائد آنکھیں گھُما کر بولتا ہوا اُٹھا تو سکینہ نے اُسے کندھے پر تھپڑ مارا

"شرم کرو رائد۔۔۔"

"اچھا روئیں تو نہیں نہ آپ۔۔"

رائد نے سکینہ کو دوبارا رونے کی تیاری کرتے ہوئے دیکھا تو کندھے کے گرد بازو حائل کرتا سینے سے لگا گیا

☆☆☆☆☆

وہ کمرے سے نِکلتی سیدھا ارمغان کے کمرے کی طرف آئی تھی کمرے میں کوئی نہ تھا وہ صوفے پر بیٹھ گئی اور ارمغان کو کال کرنے لگی لیکن اس نے کال پک نہ کی گئی تبھی کمرے میں ہادی داخِل ہوا۔

"ارے۔۔یَشل کیا ہوا کیوں رو رہی ہو۔۔"

ہادی نے اُسکی نم آنکھیں دیکھتے سوال کیا تو یَشل نے نظریں چُرائی۔

"نہیں بس لینسز اُلجھن کر رہے ہیں یار وہی نکالنے کی کوشش کر رہی تھی۔۔بھائی کہاں ہے تمہارا۔۔۔"

وہ فورا اپنا لہجہ نارمل کرتی بات گھما گئی۔

"بھائی ؟ ارمغان بھائی۔۔وہ تو شاید کاسے گئے ہیں۔ تم نیچے تُم کیوں نہیں گئیں ؟ سکینہ پھپھو آئی ہیں مِلی اُن سے ؟"

ہادی کے سوال پر وہ خاموش ہوگئی

"نیچے ہی جارہی میں تُم فری ہو تو پلیز پانچ منٹ بعد مجھے دوست کے گھر چھوڑ آؤ۔۔"

یَشل بولتی ہوئی کمرے سے نِکل گئی پیچھے ہادی حیران سا اُسے جاتا دیکھنے لگا

"مفت کا ڈرائیور بن گیا ہوں میں تو۔۔اِس بہتر ہاسٹل میں ہی عید کرلیتا۔۔۔"

ہادی منہ بناتا بیڈ پر گِر گیا

☆☆☆☆☆

"پِک بھی کرنا ہے کیا تمہیں۔۔؟"

یَشل نے اُسے ایڈرس سمجھایا تو وہ اُس سے پوچھنے لگا

"پتا نہیں میں تمہیں میسج یا کال کر کہ بتا دوں گی یا پھر ارمغان سے کہہ دوں گی۔۔"

"ویسے۔۔ارمغان بھائی کے ساتھ کیوں نہیں آئی۔۔؟"

ہادی نے ایک نظر اُس پر ڈالتے ہوئے سوال کیا

"تمہارا بھائی سارے راستے میرا دماغ کھاتا رہتا امی کے بارے میں پوچھ پوچھ کے۔ تُم کیوں رو رہی ہو؟ پھپھو سے کیا بات ہوئی تمہاری؟ اور پھر لیکچر بھی دے دیتا۔۔"

اُس کی بات پر ہادی مسکرا دیا یعنی وہ واقعی رو رہی تھی اور اِس بات کا اقرار خود ہی اُس نے انجانے میں کیا تھا۔

"تو تم اتنی تنگ ہو میرے بھائی سے۔۔؟"

"ایسی ویسی۔۔"

وہ دونوں ہی ہنس دیے۔ ہادی نے گھر کے باہر گاڑی روکی تو وہ "اللہ حافظ" بولتی اندر چلی گئی۔

وہ نیچے جاکر سب سے ملی تو اُسے ارمغان نظر نہ آیا تھا۔ عدنان عطیہ اور صبیحہ کے منع کرنے کے باوجود وہ آگئی یہ کہہ کر کہ اُسکی سکینہ سے بات ہوگئی ہے اور ڈیڑھ گھنٹے تک وہ واپس آجائے گی۔ وہ بیرونی دروازے سے نِکل رہی تھی جب ارمغان اندر آرہا تھا اُس نے کہا بھی کہ وہ چھوڑ آتا کے لیکن یَشل نے انکار کیا اور ہادی کے ساتھ ہی آگئی۔

NOVEL HUT

☆☆☆☆☆

"کیا بات ہوئی تمہاری یَشل سے؟"

عدنان صاحب کے سوال پر سب نے اُن کی طرف دیکھا۔ حال میں اِس وقت سب بڑے موجود تھے اور عادِل بھی کچھ دیر پہلے ہی آیا تھا۔ وہ سب یہاں وہاں کی باتیں ہر رہے تھے جب عدنان نے سوال کیا

"کچھ خاص نہیں۔ ہمیشہ کی طرح اِس بار بھی میں اُس کا دِل صاف کرنے میں ناکام رہی ہوں۔۔"

سکینہ افسردہ ہوتی ہوئی بے بسی سے بولی

"میں نے پہلے ہی کہا تھا اُس کا دِل اتنی آسانی سے صاف نہیں ہوگا۔ وہ بہت مشکل وقت سے گزری ہے چھوٹی عمر سے ہی وہ تم سے بدگُمان ہے اب تم اچانک اُس کے پاس آکر اُس کو منانے لگ جاؤ اور وہ مان جائے؟ ایسا نہیں ہوتا سکینہ۔۔۔"

عادِل نے نرمی سے سکینہ کو بولا۔ وہ یہاں آنے سے پہلے بھی سکینہ کو سمجھا چُکا تھا کہ جتنا آسان وہ اِس چیز کو سمجھ رہی اتنی آسان نہیں ہے۔۔

"سکینہ۔ تُم یَشل سے تھوڑی بہت یہاں وہاں کی باتیں کیا کرو اُسے جاننے کی کوشش کرو اُسکا دِل اپنے لیے نرم کرو اُسے احساس دِلاؤ اپنی محبت کا آہستہ آہستہ اُسکا دِل خود ہی صاف ہونے لگے گا۔۔"

عطیہ نے بھی اپنی طرف سے سکینہ کو سمجھانے کی کوشش کی جس کے چہرے پر دکھ واضح تھا

"لیکن بھابھی۔۔ وہ اپنے رویے سے میرا دل چیر کے رکھ دیتی ہے ترس گئی ہوں میں اُسکا نرم لہجا سُننے کے لیے۔ ایک سیکنڈ بھی وہ مجھ سے نارمل ہوکر بات نہیں کرتی میں کیسے یہ سب برداشت کروں؟ چلو پہلے تو وہ بچی تھی مگر اب تو بڑی ہوگئی ہے ابھی تک اتنی بدگمان ہے۔۔"

"یہی تو بات ہے کہ پہلے وہ بچی تھی ذہن اُسکا بچوں والا تھا تو وہ تُم سے دور ہوگئی لیکن اب وہ مچیور ہوگئی اور اب وہ ہر چیز کو اپنی نظر سے دیکھ رہی۔ اور دیکھا جائے تو وہ اپنی جگہ بلکل ٹھیک ہے یَشل کو جب جب تمہاری ضرورت تھی تب تُم اُسے کے پاس نہیں تھی اور پھر اُس کے حصے کا پیار رائد کو دینا۔ یَشل کی جگہ کوئی بھی ہوتا تو اِس ناانصافی پر ایسا ہی رئیکٹ کرتا۔بیشک ہم سب اُسے

کے پاس تھے کسی چیز کی کمی نہ ہونے دی اُسے مگر سگے ماں باپ کے لمس کی بات الگ ہوتی ہے۔۔"

عدنان صاحب اپنی بہن کو دیکھتے ہوئے بولے تو سکینہ پھر سے ضبط کھو بیٹھی عادِل نے اُس کے گرد بازو حائل کیے اور آنسو صاف کرنے لگا

"پھپھو جان۔۔کیوں رو رو کر خود کر ہلکان کر رہی ہیں؟ اللہ نے چاہا تو انشاءاللہ وہ سمجھ جائے گی اور سب ٹھیک ہو جائے گا اُسے تھوڑا وقت دیں پلیز۔۔"

ارمغان ہال میں داخل ہوا اور سکینہ کو روتا دیکھ کر اُس کی دوسری جانب بیٹھ گیا اُسکا ہاتھ پکڑتے اُسے حوصلہ دینے لگا۔

"تُم سمجھانا اُسے۔۔تمہاری بات ضرور مانے گی۔۔"

سکینہ نے آہستگی سے بھرائی ہوئی آواز میں کہا تو ارمغان کھل کر مسکرایا

"فِکر مت کریں آپ یَشل تو پاگل ہے۔۔۔اچھا بھئی کتنا افسردہ ماحول ہوگیا ہے۔۔ اٹھیں باہر چلیں فوٹو شوٹ ہوجائے تھوڑا اتنے عرصے بعد آئی ہیں آپ ۔۔"

ارمغان بولتا ہوا جگہ سے اٹھا اور سکینہ کو بھی اٹھایا۔ وہ سب باہر صحن میں چلے آئے۔۔

"اللہ حافظ۔۔ زندگی رہی تو پھر ملاقات ہوگی۔۔"

وہ ارمغان، ہادی اور افہام سے بغلگیر ہوتا ہوا بولا۔ اُس کا جتنا بھی ٹائم یہاں گزرا وہ اُن تینوں کے ساتھ ہی گزرا تھا اور کافی اچھا گزرا تھا البتہ ارمغان کی انکھوں میں یَشل کے لیے پریشانی اُسے کافی کچھ سمجھا گئی تھی

"سکینہ آج رات رُک جاتی تو کیا ہوجاتا؟ اتنے عرصے بعد آئی ہو وہ بھی صرف تین چار گھنٹے کے لیے۔۔"

صبیحہ کے لہجے میں شکوہ محسوس کرتے سکینہ اور عادِل مسکرا دیے

"بلکل ٹھیک بول رہی ہیں ماما۔۔ کتنے زیادہ عرصے بعد آئی ہیں آپ وہ بھی صرف چند گھنٹوں کے لیے۔۔۔"

نِشہ نے بھی شکوہ کیا

"ہم ضرور رُکتے مگر عادِل کے بھائی کی طرف جانا ہے بہت اصرار کر رہے وہ اتنی دفع کال کر چکے ہیں کچھ دِن بعد اُنکی لنڈن کی فلائیٹ ہے۔۔اور دو دن بعد کراچی واپسی ہے ہماری بھی تو جانے سے پہلے میں ملنے آجاؤں گی۔۔"

سکینہ بولتی ہوئی سب سے ملی۔۔۔

"یَشل کا انتظار تھا مجھے تو لیکن شاید وہ تب تک گھر نہیں آئے گی جب تک میں یہاں ہوں۔۔۔"

سکینہ انگلیوں کے پوروں سے آنکھوں کے کونے صاف کرتی ہوئی بولی تو عدنان نے اپنی بہن کو سینے سے لگایا

"پریشان مت ہو سب ٹھیک ہو جائے گا۔۔"

وہ اُسکا سر تھپکتے ہوئے بولے تو سکینہ نے سرہلایا اور الوداعی کلمات ادا کرتی وہ روانہ ہوگئی

☆☆☆☆☆

صبیحہ کمرے میں آئی تو عزہ پہلے ہی اُن کے انتظار میں بیٹھی ہوئی تھی اُن کو دیکھتے بیڈ سے اُٹھ کھڑی ہوئی تو صبیحہ نے سوالیہ نظروں سے اُسے دیکھا اور خود جاکر صوفے پر بیٹھی

"ماما۔۔مجھے آمنہ کے گھر جانا ہے میں چلی جاؤں؟"

"اِس ٹائم جاؤ گی تو واپس کب آؤ گی؟ کل چلی جانا۔۔"

صبیحہ کی بات سن کر عزہ نے منہ بنایا

"ماما نہیں نہ آج ہی جانا ہے وہ پہلے ہی بہت زیادہ ناراض ہورہی مجھ سے مجھے پتا ہے کل کے دِن بھی آپ سب نے کسی کے گھر چلے جانا۔۔"

وہ بول ہی رہی تھی جب انوشہ کمرے میں داخل ہوئی

"کیا ہوا کِس کے گھر جانا ہے کل۔۔۔"

نِشہ صبیحہ کے ساتھ بیٹھی تو انہوں نے اُسے سینے سے لگایا

"یہ تو نہیں پتا لیکن آج مجھے آمنہ کے گھر ضرور جانا ہے اور ماما منع کر رہی ہیں۔۔"

عزہ نے نِشہ کو اپنی سائیڈ کرنے کی کوشش کی

"کیوں نہیں جانے دے رہی ہیں۔۔کونسا کہیں باہر مِلنا ہے گھر ہی جا رہی تو ٹھیک ہے نہ۔۔"

نِشہ نے ہمیشہ کی طرح اُسکا ساتھ دیا اور صبیحہ کے پاس سے اُٹھ کر بیڈ پر نیم دراز ہوئی

"ارے بھئی میں نے تو ویسے ہی بولا کہ کل چلی جانا۔۔ جاؤ بھئی جاؤ افہام سے کہہ دو چھوڑ آئے گا اور واپس کب تلک آؤ گی۔۔؟"

صبیحہ کی اجازت پر عزہ کھل کر مسکرا دی

"پہلے جانے تو دیں اتنی جلدی وہ مجھے آنے تو نہیں دے گی اور فکر مت کریں اُس کے گھر سے کہیں نہیں جاؤں گی میں"

عزہ بولتی ہوئی کمرے سے نِکل گئی۔ صبیحہ نے سر نفی میں ہلایا

"صرف بلاوجہ کی باتیں کرتی ہے یہ لڑکی۔۔"

"سیمسٹر کب ختم ہو رہا تمہارا۔۔"

صبیحہ کے سوال پر نشہ نے اُنکی طرف دیکھا

"دو تین ماہ ہیں ابھی۔۔کیوں کیا ہوا؟"

"ویسے ہی۔۔ایک دو رشتے ہیں نظر میں تمہارے لیے۔۔"

"کیاااااا" صبیحہ جتنے سکون سے بولی اُتنا ہی زور کا کرنٹ نِشہ کا لگا تھا وہ جھٹکا کھا کر اُٹھ بیٹھی۔

"امی؟؟ میرے رشتے کیوں دیکھ رہی ہیں آپ۔۔؟"

انوشہ صدمے سے بولی تو صبیحہ بیگم کے ماتھے پر بل آئے

"کیا مطلب ہے؟ میں رشتے نہیں دیکھ رہی رشتے خود آرہے اور ایسی کون سی انوکھی بات ہے؟ ہر لڑکی کے اِس عمر میں رشتے آتے ہیں کوئی بُرائی تو نہیں ہے اِس میں۔۔"

صبیحہ کی بات سن کر نشہ کا دِل چاہا اپنا ماتھا پیٹ لے

"آتے ہونگے لڑکیوں کے رشتے مگر فلحال مجھے کسی رشتے یا شادی میں دلچسپی نہیں۔۔"

"ارے تو میں کونسا کل تمہاری شادی کر رہی۔۔ہیں؟ ظاہر ہے رشتہ آئے گا جان پہچان ہوگی وہ لوگ پسند آگئے تو منگنی کی رسم ہوگی پھر تمہاری پڑھائی مکمل ہونے کے دو تین ماہ بعد سوچیں گے کچھ۔۔"

نشہ نے حیرت سے صبیحہ کو دیکھا۔ مطلب وہ ساری پلیننگ کیے ہوئے تھیں۔

"ماما ایسا کچھ نہیں ہو رہا۔۔نہ ابھی اور نہ ہی پڑھائی کے دو تین ماہ بعد بس مجھے مزید کچھ مت بولیے گا پہلے بھائی کی شادی تو کریں اور مجھے ماسٹرز کرنا ہے ملک سے باہر جانا ہے۔۔"

نِشہ نے انہیں اپنے اِرادے سے آگاہ کیا

"ہاں ہاں دونوں بہن بھائی ایک جیسے ہو۔نہ وہ مان رہا نہ تُم مان رہی پتا نہیں کیسی اولاد ہے میری کے ماں کی خواہش بھی عزیز نہیں۔بیٹی کا فرض جلدی ادا کر دینا چاہیے۔۔۔"

صبیحہ کی بات پر انوشہ نے بے بسی سے ماں کو دیکھا

"ارے بھئی میری عمر تھوڑی نہ نِکلی جارہی کہ آپ کو فرض ادا کرنا ہے وہ بھی جلد از جلد۔۔"

"فضول کی باتیں نہیں کرو نِشہ ! عمر نہیں نِکل رہی لیکن اچھے رشتے بار بار نہیں ملتے اور جو تمہاری عمر ہے بہترین سے بہترین رشتے ملیں گے ابھی تو بائیس کی ہو تم تیئس تک تو شادی کرنی ہے نہ تمہاری اور۔۔۔"

نِشہ نے اُنکی بات کاٹی

"اب یہ کونسی کتاب میں لکھا ہے کہ بعد میں اچھے رشتے نہیں آئیں گے ؟ فکر نہیں کریں آپ اماں ! جِس سے شادی کرنی ہوگی اُسے وقت پر ڈھونڈھ کر آپ کے سامنے لے آؤں گی۔۔"

انوشہ کی بات پر صبیحہ نے اُسے گھورا جو سنجیدہ تاثرات لیے انہیں دیکھ رہی تھی۔۔

"ایک منٹ۔۔۔کیا مطلب ہے ماسٹرز کرنے ملک سے باہر جانا کے؟ یہ کون سا نیا بھوت سوار ہوا ہے تمہارے سر پر؟"

صبیحہ نے ماتھے پر تیوری چڑھائی

"اِس میں اتنی انوکھی بات تو کوئی نہیں ہے امی۔ اب یہ مت بولیے گا کہ میں نے پہلے اِس بات کا ذکر کبھی نہیں کیا۔۔"

وہ جھنجھلائی تھی

"کب ذکر کیا ہے تُم نے پاکستان سے باہر جانے کا؟"

صبیحہ مکمل طور پر انجام بنتی ہوئی بولی

"امی۔۔۔۔" اُسے گہرا صدمہ لگا تھا۔ صبیحہ خاموش رہی

"میں آپ کو بتا رہی ہوں۔۔۔مجھے کوئی شادی وادی نہیں کرنی۔۔" وپ پھر اُٹھ کر کمرے سے نِکل گئی

"شرم نہیں آئے گی اِن دونوں بہن بھائی کو"

NOVEL HUT

☆☆☆☆☆

"یہ کیا ہے۔۔۔" اپنی طرف بڑھا ہوا لفافہ دیکھ کر قِرت نے سوال کیا۔

"تمہاری عیدی۔۔۔اِس میں اور کیا ہی ہو سکتا ہے؟؟"

انوشہ، قِرت، عِزہ اور افہام اِس وقت لاونج میں موجود تھے۔ ارمغان یَشل کو پک کرنے گیا تھا جبکہ ہادی گھر پر نہیں تھا۔ صبیحہ کمرے میں تھی۔ عدنان اور عطیہ کسی کے گھر گئے تھے

"ارے۔۔دوبارہ کیوں دے رہے ہو؟؟" انوشہ نے سوال کیا

"دوبارہ نہیں دے رہا۔۔کل دینا بھول گیا تھا۔۔"

"ہمم۔۔۔کل سب لوگ یاد تھے صرف مجھے بھول گئے تھے۔۔"

وہ خفیف سی اپنی طرف بڑھے لفافے کو دیکھ کے بولی جو ابھی تک اُسنے نہیں تھاما تھا۔

"ارے یار۔۔۔۔میں سوچ رہا تھا کچھ اور دوں گا۔۔لیکن قسم سے مجھے کچھ سمجھ نہیں آیا اسی لیے تمہیں ایسکٹرا پیسے دیے ہیں۔۔"

وہ اُسکی طرف جھکا اور سرگوشی کرتا ہوا بولا جو فاصلے پر بیٹھی نِشہ نے تو باخوبی سُنی اور مسکرا دی جبکہ تھوڑی دور عزہ نے اُنہیں گھورا۔ وہ اتنا قریب تھا قِرت نے تھوڑا گھبرا کر ہونٹ دانتوں تلے دبایا۔

"بھائی ! ! ۔۔۔۔کیا بولا آپ نے قِرت کو کان میں؟ آپ کو کسی نے بتایا نہیں کہ محفل میں ایسی حرکتیں نہیں کرتے۔۔"

عزہ کی بات پر تینوں نے اُسکی طرف دیکھا۔

"استغفرُللہ۔۔۔میں نے تو ہاتھ بھی نہیں لگایا اُسے۔۔"

افہام نے معنی خیزی سے بولتے ہوئے اُسکی گود میں لفافہ رکھا اور سکون سے صوفے پر بیٹھا۔ لاونج میں نشہ اور عِزہ کی ہنسی گونجی۔ قرت نے آنکھیں پھاڑ کر اُسے دیکھا پھر ہلکی سے شرمسار ہوئی۔

"بکواس کروا لو بس اِن سے۔"

وہ منہ میں بڑبڑاتی اُس پر سے نظر ہٹا گئی

"اوہو۔۔۔کوئی شرما رہا ہے" عزہ نے قِرت کے ایکسپریشنز انجوائے کیے

"شرمانے والی کوئی بات تھی کیا؟؟ ہنہہ تُم منہ بند ہی رکھا کرو اور تمہیں دوست کی طرف نہیں جانا تھا کیا؟؟"

قرت کے یاد دلوانے پر وہ صوفے سے چھلانگ مار کر اُٹھی

"بھائی اٹھیں اٹھیں بائیک سٹارٹ کریں جلدی میں فون لے کر آئی۔۔"

وہ بولتی ہوئی کمرے میں بھاگ گئی تو افہام بھی اُٹھ کر باہر چلا گیا۔ قِرت اُسکی پشت دیکھ کر مسکرائی

☆☆☆☆☆

"یَشل یہ کوئی طریقہ ہوتا ہے؟ تُم بے شک پھپھو سے بات نہ کرتی لیکن ایٹلیسٹ گھر پر تو رُک جاتی۔ مجھے بلکل بھی اچھا نہیں لگا تمہارا اپنی دوست کے گھر آجانا۔۔۔"

وہ یَشل کو پِک کرنے کے بعد اب سنجیدگی سے بولا رہا تھا۔

"اور مجھے بھی آپ کی بات اچھی نہیں لگ رہی۔۔۔"

وہ کھڑکی سے باہر نظریں جمائے بولی تھی

"یَشل خدا کا نام لو۔۔میں کوئی غلط بات نہیں کر رہا۔ تُم جانتی ہو انہیں کتنا دُکھ پہنچا ہوگا؟"

وہ ایک نظر اُس پر ڈال کر بولا

"اور جو دُکھ مجھے پہنچا اُسکا کیا؟"

وہ ارمغان کی طرف مڑی تھی۔ گاڑی میں خاموشی چھا گئی

"مجھے بتاؤ تمہارے اور اُن کے بیچ کیا بات ہوئی؟ بہت زیادہ دِل شکستہ لگ رہیں تھیں مجھے پھوپھو۔"

وہ چند لمحوں کی توقف کے بعد بولا

"کوئی بات نہیں ہوئی تھی میری اُن سے۔۔۔"

وہ بے تاثر لہجے میں بولی۔ نظریں دوبارہ کھڑکی سے باہر دوڑاتے مناظر پر ٹِکا لی تھی

"ممکن ہی نہیں ہے۔ تُم نے ضرور اُن سے کچھ تو کہا ہوگا تمہیں پتا ہے وہ رو رہی تھیں اور کافی دیر تک انہوں نے تمہارے واپس آنے کا انتظار بھی کیا لیکن تمہارا بے رحم دِل اور۔۔۔"

"اگر آپ نے اسی بارے میں بات کرنی ہے تو گاڑی روک دو میں خود چلی جاؤں گی۔۔"

وہ اُسکی باتوں سے عاجز آگئی تو غصے میں اُسکی بات کاٹ کر بولی۔ اگلے دو منٹ بعد ارمغان نے گاڑی سڑک کِنارے روکی۔ ایک پل کے لیے یَشل کو اُسکے گاڑی روکنے پر شاک لگا۔ اِس سے پہلے وہ دروازہ کھول کر باہر نکلتی ارمغان اُسکا ہاتھ پکڑ چکا تھا۔ وہ ہلکی روشنی میں نظر آنے والے اُسکے بھاری ہاتھ میں اپنا ہاتھ دیکھنے لگی۔

"میری جان۔۔ اتنا غصہ کیوں کر رہی ہو؟"

وہ نرمی سے بولا تو اسکے لہجے اور الفاظ پر یَشل کا دِل زور سے دھڑکا تھا۔ وہ اپنا ہونٹ چبانے لگی۔

"اتنا تو میں بھی جانتا ہوں کہ تُم اتنی سنگدل نہیں جتنا تُم خود کو ظاہر کر رہی ہو۔ اپنے ننھے سے دِل پر اتنا جبر کیوں ہر رہی ہو۔۔؟"

وہ اتنے نرم لہجے میں بولا کہ یَشل کو اپنا دِل پگھلتا محسوس ہونے لگا۔ وہ ہاتھ سے نظر ہٹاتی اُسے دیکھنے لگی۔

"اتنی معصوم سی تو ہو تُم۔۔۔بلاوجہ میں ہی خود کو اتنا سخت کرلیا ہے تُم نے وہ بھی صرف پھپھو کے لیے۔ آرام سے بیٹھ کر اُن سے بات کرنے کی کوشش تو کرو اگر تُم چاہو تو کیا ٹھیک نہیں ہوسکتا؟"

وہ ابھی بھی لہجے میں نرمی سموئے ہوئے تھا۔ یَشل بے اختیار ہوتی اُسے دیکھتی چلی گئی۔ کتنا اپنا اپنا تھا یہ شخص جس کے صرف چند سادہ سے جملے بھی اُسے گھنے درخت کی چھایا کی طرح ٹھنڈک بخش دیتے تھے۔ وہ ابھی بھی کچھ بول رہا تھا لیکن اب یَشل کو کچھ سنائی نہیں دے رہا تھا وہ اُسکے نقوش میں کھو سی گئی تھی۔ ارمغان نے نوٹ کیا وہ اُسے دیکھ تو رہی تھی مگر اُسے سُن نہیں رہی تھی۔ یَشل کا یوں ہونک بن کر دیکھنا ارمغان قُریشی کے دل میں ہلچل مچا گیا۔

"مجھے محسوس ہوتا ہے کہ مجھ سے

یقیناً ایک جسارت ہوگئی ہے

تمہیں کوئی شکایت تو نہ ہوگی؟

مجھے تُم سے محبت ہوگئی ہے"

خوبصورت آواز اور محبت سے چور لہجہ۔۔۔اُسے دل کانوں میں دھڑکتا سُنائی دیا تھا۔ وہ ہوش میں آتی اُس سے دور ہوئی تھی مگر کتنی دور ہوتی؟ قریب تو وہ تھا چند لمحوں بعد وہ گہری نظر اُس پر ڈالتا خود بھی دور ہوا اُسکا ہاتھ اپنی گرفت سے آزاد کرکہ گاڑی آگے بڑھائی۔

"ایسے ہی دیکھتی رہو گی یا کچھ بولو گی بھی؟"

وہ مسلسل اُسکی نظریں خود پر محسوس کرتا بولا تو وہ سٹپٹا گئی

"آپ کس واقعی محبت ہے۔۔؟"

حلق میں پھنسی آواز کو اُسنے بامشکل باہر نکالا۔ ارمغان نے مسکراہٹ دبائی

"کِس سے محبت ہے مجھے۔۔؟"

وہ انجان بنتا ہوا بولا

"ابھی آپ نے کہا کہ محبت ہو گئی ہے"

وہ بے اختیار ہی بولی تھی ارمغان نے گہری مسکراہٹ لیے اُسے دیکھا۔

"میں نے کہا کہ مجھے تُم سے محبت ہوگئی ہے۔۔"

وہ 'تُم' پر زور دے کر بولا۔۔ یَشل کو اپنا چہرہ تپتا ہوا محسوس ہوا دھڑکنوں میں بے اختیار ہی ارتعاش برپا ہوا تھا۔ اس نے اظہار کر دیا تھا؟ وہی اظہار جس کا اسے شدت سے انتظار تھا۔ یہ الفاظ اس کے منہ سے سننے کو کتنا تڑپی تھی وہ۔۔۔

وہ چند لمحے بے یقین سی اسے دیکھتی رہی پھر مکمل طور پر اپنا رُخ کھڑکی کی طرف کر گئی ارمغان ہنس دیا جس پر وہ بلاوجہ ہی شرمندہ ہوگئی۔

"لو جی۔۔۔ ہم جو بات کر رہے تھے وہ تو کہیں پیچھے ہی رہ گئی۔۔۔"

ارمغان چند لمحوں بعد یاد آنے پر ہلکے پھلکے انداز میں بولا

"چپ کر جاؤ کوئی بھی بات کرنے کی ضرورت نہیں۔۔"

یَشل کے ٹوکنے پر وہ نرم نگاہ اُس پر ڈالتا خاموش ہوگیا اور گھر کے باہر گاڑی روکی۔۔۔

"آپ نے ابھی کہیں جانا کے کیا۔۔؟"

گاڑی سے اُتر کر وہ کھڑکی پر جھکتی ہوئی بولی۔۔۔

"ابھی سے یاد کرنے لگ گئی تُم مجھے۔؟" چھیڑنے والا انداز

"اوففففف۔۔۔آپ سے تو بات کرنا ہی فضول ہے۔۔"

وہ چڑ کر کہتی ہوئی مڑی اور اندر چلی گئی۔ گیٹ سے اندر قدم رکھتے ہی ہونٹوں پر خوبصورت مسکراہٹ بکھری اور چہرا ٹمٹما اُٹھا۔

"اوہو۔۔لگتا ہے بہت اچھا ٹائم گزار کر آئی ہو۔۔۔"

اُسنے جیسے ہی ہال میں قدم رکھا تو نِشہ نے یَشل کو دیکھتے ہوئے کہا قِرت بھی متوجہ ہوئی

"ایسا تو کچھ نہیں۔۔" مسکراہٹ روکتی اُن دونوں کے ساتھ ہی بیٹھ گئی

"پھر یہ چہرا کیوں اتنا کھل رہا ہے تمہارا۔۔۔"

قِرت غور سے اُسکا چہرا دیکھتی ہوئی بولی۔۔۔

"واپسی پر ڈیٹ مار کر آئی ہو کیا؟" نِشہ نے جانچتی نظروں سے اُسے دیکھا وہ قہقہہ لگا گئی

"ہاں ہاں بلکل ایسا ہی ہے۔۔۔اتنی خوبصورت اور یادگار شام تھی اوففف۔۔"

یشل نے شرمانے کی ناکام ایکٹنگ کی۔ قرت اور نشہ دونوں ہی ہنس دی مگر شام تو واقعی یادگار تھی۔ وہ ارمغان کا کیا گیا اقرار کبھی نہیں بھولنے والی تھی۔ سوچ سوچ کر ہی اس کے رخسار گلابی ہو رہے تھے۔

"کون سی خوبصورت شام۔۔؟"

باہر جاتے عزہ کے قدم یَشل کی بات پر رُک گئے تو وہ سوال کرنے لگی

"ارمغان کے ساتھ ڈیٹ پر گئی تھی یہ۔۔"

نِشہ نے مزے لے کر بتایا

"کیا؟" عزہ کو شاک لگا۔۔۔

"عزہ آجاؤ بھئی کب سے انتظار کر رہا ہوں۔۔۔"

افہام بیرونی دروازے پر نمودار ہوا تو مختلف سوچوں میں ڈوبی عِزہ آمنہ کی طرف روانہ ہوگئی۔ دل ایک پل میں ہر چیز سے اچاٹ ہو گیا۔

☆☆☆☆☆

"تو کیا مطلب؟ وہ واقعی ارمغان کے ساتھ ڈیٹ مار کر آئی تھی۔۔؟"

آمنہ نے حیرت سے سوال کیا

"پتا نہیں یار۔۔۔اُسے پک کرنے تو اُرمغان ہی گئے تھے اور واپس بھی جلدی آگئے تھے مگر یار یَشل کے چہرے سے خوشی ٹپک رہی تھی۔۔۔دل جل رہا ہے میرا تب سے"

وہ شدید بیزار تھی

"عِزہ۔۔تُم کیوں ارمغان کے پیچھے پڑ گئی ہو؟ یار وہ شخص تُم میں سِرے سے ہی انٹرسٹڈ نہیں!"

آمنہ نے آرام سے سمجھانے کی کوشش کی

"آمنہ۔۔۔ میری واحد دوست ہو چاہ کر بھی میں تُم پر غصہ کر سکتی اور نہ ہی میں کرنا چاہتی ہوں اسی لیے خاموش رہو۔۔۔ میں نے کتنی بار کہا ہے تُم سے کہ یہ سب مجھے مت بولا کرو۔۔ میں اُسے چاہتی ہوں مجھے اور کسی چیز کی پرواہ نہیں۔۔ !"

وہ دو ٹوک لہجے میں بولی

دنیا میں وہ آخری مرد تو نہیں ہے۔۔۔"

اُسنے کمزور سی کوشش کی

"میرے لیے وہ پہلا۔۔ اور آخری مرد ہے۔ مجھے ارمغان قریشی کے علاوہ اور کوئی نہیں چاہیے مجھے صرف اُسکی طلب ہے۔۔۔"

آمنہ نے گہرا سانس لیا

"اچھا ٹھیک ہے چھوڑو سب باتیں آؤ میرے کمرے میں چلیں گرمی ہے یہاں۔۔۔"

آمنہ نے ہتھیار ڈالے اور اُسے لیے کمرے میں چلی گئی۔ دو گھنٹے ہی گزرے تھے جب صبیحہ کی کال آنے پر وہ واپسی کے لیے اُٹھ کھڑی ہوئی

"تھوڑی دیر اور رُک جاتی بیٹا۔۔۔"

آمنہ کی والدہ عافیہ نے محبت بھرے لہجے میں کہا

"ہاں۔۔۔ تھوڑی دیر بعد ہارون بھائی آجاتے تو اُن سے بھی مِل لیتی۔۔"

آمنہ نے اُسکے کان میں گھس کر سرگوشی کی تو عزہ نے کھا جانے والی نظروں سے اُسے گھورا

"آنٹی میں ضرور رُکتی لیکن دیر ہوگئی ہے۔۔امی پریشان ہونگی۔۔"

وہ معذرت خواہ انداز میں بولی

"کیوں پریشان ہونگی آنٹی تُم کون سا کسی غیر کے گھر ہو؟ مجھے اچھے سے جانتی تو ہیں وہ۔۔۔"

آمنہ نے منہ بسورا

"بیوقوف لڑکی۔۔۔ مائیں تو ایسی ہی ہوتی ہیں بات بات پر پریشان ہونے والی۔۔۔"

عافیہ کی بات پر عزہ مسکرائی۔

"یہ دیکھیں بھائی کی کال آرہی ہے وہ آگئے ہیں شاید۔۔میں چلتی ہوں۔۔"

سکرین پر افہام کا نام جگمگاتا دیکھ کر وہ آمنہ سے بغلگیر ہوئی

"دوبارہ ضرور چکر لگانا۔۔۔" عافیہ نے کہا تو وہ اچھے بچوں کی طرح سر ہلا گئی اور الوداعی کلمات ادا کرتی باہر نِکل گئی

"کہاں کھڑے ہیں بھائی؟" کال اٹینڈ کرتے اُسنے سوال کیا تھا۔

"گلی کے باہر کھڑا ہوں گاڑی اندر نہیں آسکی۔۔۔"

"ٹھیک ہے۔۔۔۔" اُسنے کال بند کی اور آگے بڑھی۔ گلی میں اندھیرا تھا اور فلیش لائٹ آن کرنے کا سوچ کر اُسنے فون انلاک کیا۔ اسکی نظر فون پر تھی وہ جب اُسکا ٹکراؤ کسی سے ہوا ہاتھ میں پکڑا فون زمین پر گِرا اور وہ خود بھی گرتے گرتے بچی۔

"آہہ شِٹ۔۔۔ائیم سوری۔۔"

نہ ہی سامنے والے شخص نے ہیرو کی طرح اُسے پکڑا تھا اور نہ ہی اُسکا دل زور سے دھڑکا تھا۔ بروقت وہ گرنے سے خود کو بچاتی اُسے سوری بول گئی اور جھک کر اپنا فون اُٹھایا۔ فون پرانے ماڈل کا نہ تھا جو پانچ ٹکڑوں میں بٹ جاتا مگر

فوں کی سکرین کو نقصان ضرور ہوا تھا۔ اندھیرے میں وہ سکرین دیکھنے کی کوشش کرنے لگی۔ سامنے والے شخص نے اپنے موبائل کو ٹارچ آن کی اور اُسکے فون کو دیکھا

"اوہ نو۔۔۔سوری آپ کا فون ٹوٹ گیا۔۔"

وہ اپنی وجیہہ بھاری آواز میں بولا تو عِزہ نے بے اختیار اُسکی طرف دیکھا لیکن ٹارچ آنکھوں میں چبھی تو وہ چہرے پر ہاتھ رکھ گئی۔ اُسنے فون نیچے کیا۔

"نہیں۔۔میں ہی اندھوں کی طرح چل رہی تھی۔۔"

وہ بڑبڑاہٹ کرتی جھک کر گھسے میں گھسا چھوٹا سا پتھر نکالنے لگی جو اسے بری طرح چب رہا تھا۔

"بیشک آپ تو اندھوں کی طرح چل رہی تھی لیکن۔۔۔"

عِزہ نے بے اختیار ہی نظر اُٹھا کے اُسے تقریباً گھورا تھا وہ چاہ کر بھی اُسکے چہرے کو غور سے دیکھ نہ سکی

"میرا مطلب۔۔۔آپ کا دھیان تو فون میں تھا لیکن میرے پاس تو آنکھیں تھی نہ ! اُسکے لیے سوری اور یہ پیسے رکھ لیں شاید سکرین پروٹیکٹر کے ساتھ ساتھ آرجنل سکرین کو بھی نقصان ہوا ہے۔۔۔"

وہ اُسکا نازک ہاتھ پکڑ کر اُس میں پیسے رکھتا ہوا یہ جا وہ جا۔۔۔وہ ہونک بنی چند لمحے تو ویسے ہی کھڑی رہی اُس شخص کو غائب ہونے میں ایک سیکنڈ لگا تھا وہ اندازہ نہ لگا سکی کہ وہ کدھر گیا

"ہنہہ؟ پیسے تو ایسے دے کر گیا ہے جیسے میں کوئی انتہائی غریب لڑکی ہوں اور استغفراللہ میرا ہاتھ پکڑنے کا کتنا اچھا بہانا ڈھونڈھا اُسنے۔۔بے شرم انسان۔۔خدا جانے انسان تھا بھی یا نہیں۔۔۔ملی سیکنڈ میں غائب ہوگیا۔۔"

اونچی آواز میں بڑبڑاہٹ کرتی وہ آگے نکل گئی۔ دیوار کی اوٹ میں کھڑے اُس شخص نے بامشکل اپنی ہنسی کو کنٹرول کیا اور مسکرا کر رہ گیا۔

"تو فائنلی عِزہ خان۔۔۔ٹکر ہوگئی تُم سے بھی"

وہ گہری مسکراہٹ کے ساتھ سوچتا ہوا گھر کی طرف بڑھا۔ اس اتفاقا ہویی ملاقات پر وہ اندر تک سرشار ہوا تھا۔

☆☆☆☆☆

کتنا حسین تھا وہ شخص۔ گندمی رنگت، بڑی بڑی ڈارک براؤن روشن آنکھیں۔ ماتھے پر بکھرے گھنے سیاہ بال جنہیں سیٹ کرنے کی توفیق وہ کبھی نہیں کرتا تھا۔ ہلکی سی داڑھی اور مونچھیں۔ وہ آسمان سے تو نہیں اُترا تھا مگر وہ اُسے ایسا ضرور محسوس کرواتا تھا جیسے وہ آسمان سے اُتری ہو۔ شاید پہلے اُسنے اُس شخص پر اتنا غور نہ کیا تھا۔ اُسکے ساتھ گھر واپس آنے کے بعد سے ہی یَشل کا دل بہت بیچین تھا۔ وہ تب سے لے کر اب تک اُسی کے بارے میں سوچ رہی تھی وہ اُسے پسند تو کرتی تھی مگر کس حد تک۔۔ وہ اِس بات سے انجان تھی

"اُسے واقعی مجھ سے محبت ہے کیا؟"

اُسنے خود سے سوال کیا تھا

"ہاں۔۔یہی تو کہا تھا اُس نے لیکن کیا وہ سیریس تھا؟ یا میرا موڈ بہال کر رہا تھا؟"

"یہ تو وہی بتا سکتا ہے لیکن تُم؟ کیا تمہیں محبت ہے اُس سے۔۔؟"

سوال بڑھتے جارہے تھے

"پتا نہیں مگر اُس شخص کی سوچ ہی اتنی خوبصورت ہے۔ اُسکے ساتھ کا احساس ہی اتنا سکون دے دیتا ہے۔۔"

وہ خود ہی سوال جواب کرتی سرشار ہوئی تھی۔

"اگر یہ محبت نہیں تو اور کیا ہے؟"

ایک اور سوال۔۔۔

"ہاں۔۔یہی محبت ہے۔۔"

وہ جھٹکا کھا کر بیڈ سے اُٹھی تھی۔اُسے گھبراہٹ ہوئی تھی نِشہ نے چونک کر اُسے دیکھا

"وہ۔۔مجھے الجھن ہورہی ہے میں ٹیرس میں جارہی ہوں۔۔"

وہ بولتی ہوئی کمرے سے نکل کر ٹیرس میں چلی گئی۔ دل ڈوب کر ابھرا تھا۔۔۔

☆☆☆☆☆

عید کو گزرے مہینا ہو چکا تھا۔ آبی ابھی تک طبیعت خرابی کی وجہ سے ملتان میں ہی تھیں۔ یَشل کا آج سیکنڈ لاسٹ پیپر تھا وہ ڈیپارٹمنٹ کے سامنے بینچ پر بیٹھی تھی کیونکہ ابھی پیپر شروع ہونے میں آدھا گھنٹا تھا جب ارمغان اُسکے پاس آیا اور مٹھی اُس کے سامنے کردی وہ ارمغان کی بند مُٹھی دیکھتے ہوئے سوال کرنے لگی۔

"اِس میں کیا ہے؟"

"تم ہاتھ آگے کرو نہ۔۔"

ارمغان کی بات سُن کر وہ کبھی مُٹھی کو دیکھتی تو کبھی ارمغان کو جو مُسکُرا رہا تھا۔۔۔ نہ جانے کیوں مگر اُسکا دل اچانک ہی زور سے دھڑکا تھا وہ اپنا ہاتھ

آگے کر گئی اور نظریں مُٹھی پر جما دی مگر اگلے ہی پل اُسکا دِل کیا کہ سامنے کھڑے ارمغان کو کُچھ کر دے۔

اُسکی مُٹھی میں چند سِکے تھے جنہیں اپنی ہتھیلی پر دیکھتے ہی یَشل کے چہرے کے تاثرات پل میں بدلے تھے اُسے اچانک ہی شرمندگی نے آن گھیرا ہونٹ ایک دوسرے میں پیوست ہوئے تھے اور نظریں ہتھیلی پر رکھے اُن سِکوں پر جم کر رہی گئی تھی۔ ارمغان جو ہنسی کنٹرول کرتے غور سے اُسکے تاثرات دیکھ رہا تھا، اُس کے فلک شگاف قہقہہ پر یَشل نے ارمغان کی طرف دیکھا جو اپنی طرف سے اُس کے ساتھ مذاق کر گیا تھا لیکن یَشل کا دِل حد درجہ اُداس ہوا تھا۔۔۔

"وہ واقعی اُسکا مزذق اُڑا رہا تھا یا ہمیشہ کی طرح عام سا مذاق کر رہا تھا؟"

وہ خاموشی سے ارمغان کو دیکھتے ہوئے سوچ رہی تھی۔۔پھر جلد ہی خود کو نارمل کیا اور اُس کے بازو پر ایک تھپڑ رسید کیا۔

"شرم تو نہ آئی آپ کو مُجھے سِکے دیتے ہوئے۔۔۔کم از کم بندا کینڈیز دے دیتا ہے۔۔اِتنے بدتمیز کیوں ہیں آخر آپ۔۔۔"

وہ منہ بناتی ہوئی ارمغان کو گھورنے لگی اُس کے چہرے پر چِڑ واضح طور پر نظر آرہی تھی ارمغان نے اُسکا گال کھینچا تو وہ اُسکا ہاتھ پرے کرتی سِکے واپس اُسکی ہتھیلی پر رکھ گئی اور دوسری طرف دیکھنے لگی۔۔۔

"ارے یار۔۔۔تمہیں بُرا لگا ؟ میں تو مذاق کر رہا تھا سچ میں میرا وہ مقصد نہیں تھا پاگل۔۔۔"

ارمغان نے کندھے سے پکڑ کہ اُسکا رُخ اپنی طرف کیا اور اُسکے روٹھے ہوئے چہرے کو دیکھتا ہوا بولا تو یَشل آنکھیں چھوٹی کر کے ارمغان کو دیکھنے لگی

"بچہ وچہ سمجھ رکھا ہے کہ ایسی باتیں دِل پر لے لوں گی ؟ ہنہہ بہت ہی نازُک دِل والی سمجھ لیا ہے آپ نے یَشل کو۔۔۔"

وہ بولتی ہوئی بینچ سے اُٹھ کر چلنے لگی تو ارمغان بھی اُٹھ کر اُس کے ساتھ ساتھ چلنے لگا

"اگر ایسی بات ہے تو یہ سِکے لے لو۔۔۔"

ارمغان کے لہجے میں یقین سا تھا کہ وہ نہیں لے گی۔۔۔اُس کی بات اور لہجے کے یقین پر یَشل کے چلتے قدم رُک گئے تھے۔۔۔چند لمحے وہ سامنے ہی

دیکھتی رہی پھر ارمغان کی طرف مُڑی اور اپنا ہاتھ آگے کردیا۔۔اب کی بار اُس کے چہرے پر واقعی سنجیدگی تھی جِس دیکھ کر ارمغان سوچ میں پڑ گیا کہ کیا وہ اُس کو بُرا فیل کروا رہا؟ اب یَشل کو خاموشی سے دیکھنے کی باری ارمغان کی تھی

"ایسے مت دیکھو نظر لگا دو گے۔۔۔"

یَشل مزاحیہ انداز میں بولتی ہوئی ہنستے ہوئے اُسکا ہاتھ پکڑتے اُس میں سے سِکے نِکال کر لے گئی اور جلدی سے رُخ ڈیپارٹمنٹ کی طرف کِیا۔۔چند قدم چلتے ہی مُسکُراہٹ اور مزاحیہ لہجہ ہوا میں کہیں اُڑ گیا اور چہرے پر سنجیدگی نے ڈیرہ جما لیا تھا۔

بات یہ نہیں تھی کہ ارمغان نے اُس کے ساتھ اِس طرح کا کوئی بھی مذاق پہلے کبھی نہ کیا تھا لیکن بس اِس دفع اُسے اُمید نہیں تھی کہ وہ مزاق کرے گا۔ ارمغان کو لے کر اپنی فیلنگز پر بھی وہ شیور ہوگئی تھی وہ شخص اب صرف اسکا بیسٹ فرینڈ یا کزن نہیں رہا تھا بلکہ وہ اس کی محبت تھا شاید اسی احساس کے تحت اُسے ایسا لگ رہا تھا کہ وہ واقعی اُسے کوئی چھوٹا مگر قیمتی تحفہ دے گا۔ ایسا بھی نہیں تھا کہ ارمغان نے یَشل کو کبھی کُچھ دِیا نہیں تھا۔۔بات اگر تحفوں کی جاتی تو وہ ہمیشہ ہی کوئی چیز پسند آنے پر اُس کے لیے لے آتا تھا۔۔۔انہی سب

خیالوں میں غرق وقفے وقفے سے سِکوں پر نظر ڈالتے وہ کِلاس میں آگئی اور آخری نشست سنبھال لی۔۔۔

☆☆☆☆☆

پیپر دینے کے بعد وہ اپنی کلاس فیلو ماریہ، جو اُس کی دوست بھی تھی، اُس کے ساتھ بیٹھی باتیں کر رہی تھی جب اپنی طرف آتے ارمغان کو دیکھا مگر ایسے نظر انداز کیا جیسے اُسے جانتی ہی نہ ہو۔

"یَشل۔۔تمہاری کوئی کلاس تو نہیں ہے؟ گھر چھوڑ دیتا ہوں اگر نہیں ہے تو بلکہ میرے گھر چلتے ہیں۔۔۔"

اُس نے یَشل کو مُخاطب کیا تو وہ اُس کی طرف دیکھنے لگی

"ہاں میری کلاس ہے۔۔آپ جائیں میں ڈرائیور کو بُلا لوں گی مُجھے دیر ہو جائے گی۔۔"

"اِس وقت کونسی کلاس ہے؟"

یَشل نے کہا تو ماریہ اُس کی بات پر حیران ہوتے ہوئے بولی۔ یَشل نے دانت پیستے ہوئے اُسے گھورا تو ارمغان نے بھی ماریہ کی طرف دیکھا۔

"یشل۔۔۔!" ارمغان کے پکارنے پر وہ سوالیہ نظروں سے اسے دیکھنے لگی۔

"اُٹھو یار کیا ہوا ہے پانچ بج گئے ہیں پہلے ہی۔۔۔"

ارمغان کے بولنے پر وہ سنجیدگی سے اُسے دیکھنے لگی

"ارمغان مجھے نہیں جانا آپ جا۔۔۔"

وہ بول ہی رہی تھی جب ارمغان نے اُس کو بازو سے پکڑ کے کھڑا کیا

"ایکسکیوز اَس پلیز۔۔۔"

ارمغان ماریہ کو دیکھ کر بولتا ہوا ویسے ہی اُسکا بازو پکڑتا پارکنگ میں لے آیا اور گاڑی کا دروازہ کھولا تو یَشل ایک ناراض نظر اُس پر ڈال کر گاڑی میں بیٹھ گئی۔۔۔

"مجھے گھر چھوڑ دیں۔۔" یشل نے بغیر اسکہ جانب دیکھے ہلکی آواز میں کہا۔

"اپنے گھر جا کر کیا کرو گی ؟ ویسے بھی آبی مُلتان گئی ہوئی ہیں خاموشی سے گھر چلو۔۔۔"

ارمغان کی بات سُن کر یَشل نے اُس کی طرف دیکھا جو ہر بار کی طرح گھر چلنے کا حکم چلا رہا تھا اُس پر۔۔۔ باقی سب کے ساتھ ساتھ اس کے واپس اپنے گھر جا کر رہنے پر ارمغان کو سب سے زیادہ اعتراض تھا کہ بھلا کیا ضرورت ہے جب آبی بھی ابھی تک ملتان ہیں مگر ایک ہی گھر میں اس کے ساتھ رہنا یشل کے لیے دشوار ہو رہا تھا۔ وہ دونوں پہلے بھی کلوز تھے مگر اس اقرار کے بعد سے وہ ارمغان کے اور زیادہ قریب ہو گئی تھی۔ جہاں اس کا ساتھ اچھا لگتا تھا وہیں وہ اس سے گھبرانے لگی تھی یہی وجہ تھی کہ وہ اس سے کترانے بھی لگی تھی۔۔۔

وہ کھڑکی سے باہر شام کے ڈھلتے سائے دیکھتے ان ہی سوچوں میں غرق تھی سو سفر خاموشی سے کٹا۔

"مجھے عشق میں ایسا کمال دے

جو میرے ہر روپ کو نِکھار دے

میں مگن رہوں تیری راہ میں

"مجھے ایسا کوئی مقام دے۔۔

☆☆☆☆☆

"کِس کو فون مِلا رہی ہیں؟"

رائد کی آواز پر سکینہ نے سر اُٹھا کر اُس کی طرف دیکھا جو ابھی ابھی باہر سے آیا تھا

NOVEL HUT

"میں۔۔ یَشل کو کال کر رہی تھی لیکن وہ اُٹھا نہیں رہی۔۔۔"

سکینہ فون بند کر کہ سائیڈ پر رکھتی ہوئی بولی

"ماما آپ تو ایسے بول رہی ہیں جیسے وہ ہمیشہ آپ کی کال پِک کر کہ آپ سے ڈھیروں باتیں کرتی ہے۔۔۔"

رائد سکینہ کی گود میں سر رکھتا ہوا بولا اور آنکھیں بند کر گیا۔۔ سکینہ نے جھُک کر اُسکا ماتھا چوما

"وہ نہیں اُٹھاتی مگر آبی کو دے دیتی ہے وہ ہی یَشل کا حال احوال بتا دیتی ہیں مگر کسی نے بھی کال پِک نہیں کی۔۔"

وہ اُسے بتا رہی تھی

"ماما چھوڑ دیں نہ جب وہ بات نہیں کرنا چاہتی۔۔ عجیب ایٹیٹیوڈ ہے اُس میں۔۔"

رائد آنکھیں کھول کر اپنی ماں کو دیکھنے لگا

"تُم چُپ کرو میری بچی میں کوئی ایٹیٹیوڈ نہیں۔۔۔"

سکینہ اُسکے گال پر ہلکی سی چپیٹ لگاتی ہوئی بولی تو رائد نے آنکھیں گھمائی۔ وہ ان کی بات سے ذرا بھی اتفاق نہیں کرتا تھا۔۔۔۔

"کل بات ہوئی تھی میری اُس سے۔۔۔میں نے دوبارا اُس کو یہاں آنے کا کہا تو ناراض ہوگئی۔۔۔"

سکینہ کی بات سُن کر رائد اُٹھ بیٹھا

"دیکھا۔۔ہے نہ اُس میں ایٹیٹیوڈ۔۔۔پچھلی بار بھی اپنے اُسے کہا تو کال کاٹ دی تھی اُسنے۔۔ اپنی ماں کے بُلانے پر بھی نہیں آرہی جیسے مِس یونیورس ہے۔۔اور عید والے دن کتنی بدتمیزی کی تھی اُس نے۔۔"

رائد کے بولنے کی دیر تھی سکینہ اُسکا کان کھینچنے لگی

"کتنی بار کہا ہے تُم سے فضول نہیں بولا کرو اُس کے بارے میں۔۔۔"

"ہاں ہاں۔۔اب اُس کی وجہ سے میرے کان کھینچ کھینچ کر بڑے کردیں آپ اور فضول کب بول رہا؟ کتنی پریشان رہتی ہیں آپ اُس کی وجہ سے مجھے نظر نہیں آتا کیا۔۔۔"

رائد کے کہنے پر سکینہ خاموش ہوگئی

"اچھا چھوڑو سب۔۔۔۔اتنی دیر سے کیوں آئے ہو میسج یا کال کرکہ بتایا بھی نہیں۔۔"

وہ عام طور پر تین چار بجے آجاتا تھا مگر ابھی چھ بجنے والے تھے۔ عادِل بزنس میٹنگ کی وجہ سے شہر سے باہر تھا اور ایسا جب بھی ہوتا تھا تو رائد صرف یونیورسٹی جاتا تھا اور باقی کا سارا دن وہ سکینہ کے نام کردیتا تھا

"سوری۔۔اصل میں میرا ایک دوست کل آوٹ اوف کنٹری چلا جائے گا تو بس اُس کے ساتھ تھا وقت کا پتا نہیں لگا۔۔۔"

رائد اُنکا ہاتھ پکڑتا ہوا بولا۔۔۔

"تمہیں پتا ہے نہ عادل بھی گھر میں نہیں ہیں۔۔یہ خالی گھر کھانے کو دوڑتا ہے مجھے وقت ہی نہیں گُزرتا۔۔۔"

اُنکی بات پر رائد خاموش ہوگیا۔۔

"اچھا نہ کل میں یونیورسٹی نہیں جاؤں گا اور ہم گھومنے جائیں گے۔۔"

"ہاں بچی ہوں نہ میں جسے گھُماؤ گے تُم،،بیٹھو تُم میں کھانا لے کر آتی ہوں۔۔"

سکینہ بولتی ہوئی کمرے سے باہر چلی گئی تو وہ مُسکُراتا ہوا اُنکی جگہ پر لیٹ گیا۔چند لمحوں بعد تھوڑا فاصلے پر پڑا سکینہ کا فون وائیبرٹ کرنے لگا۔ سکرین پر جگمگاتا نام دیکھ کر اُسکی آنکھیں چمکی

"اسلام و علیکم۔۔۔" دوسری طرف سے پتلی سی آواز آئی

"وعلیکم السلام۔۔کون بات کر رہا ہے؟"

سپیکر سے نکلنے والی بھاری آواز پر یَشل نے فون کان سے ہٹایا اور سکیرن دیکھنے لگی۔۔نمبر تو اُس نے سہی ڈائل کیا تھا

"میں۔۔میں یَشل بات کر رہی ہوں ماما سے بات کرنی تھی مجھے اُن کی کالز آرہی تھی۔۔"

اُسے سمجھ نہ آئی فون کی دوسری طرف موجود شخص عادِل تھا یا اُس کی ماما کا بیٹا

"کون یَشل؟ اپنی ماما سے بات کرنی ہے تو یہاں کیوں کال کی ہے اور ہم نے کوئی کال نہیں کی خود سے کچھ بھی بول رہی ہو۔۔"

رائد پہلے اُسے بتانے لگا کہ سکینہ کمرے میں نہیں ہے مگر پھر اُس سے عید والے دِن کا بدلہ لینے کا سوچ کر وہ اُسے غُصّہ دِلانے لگا جِس میں وہ کامیاب بھی ہوا۔

کون یَشل؟ہنہہ۔۔یہ میں آپ کو بتانا ضروری نہیں" سمجھتی۔۔اور ماما سے بات کرنی ہے تو انہی کے نمبر پر کال کروں گی نہ میں فون دو ماما کو۔۔۔"

رائد کی بات سُن کر اُسے اچھے طریقے سے اندازہ ہوگیا تھا کہ وہ عادِل تو ہرگِز نہیں ہے بلکہ یہ وہی نمونہ ہے جو اُسے زہر لگتا ہے۔ یَشل کی پہلے کبھی اُس سے کال پریوں بات نہیں ہوئی تھی اُس کو بے اختیار ہی وہ عید کا دِن یاد آیا۔ یَشل کا حلق کڑوا ہوا

"یہ تمہاری ماما کا نمبر نہیں ہے اچھے تریقے سے یہ بات ذہن نشین کرلو،، دوبارا کال مت کرنا۔۔۔ عجیب لوگ ہیں منہ اُٹھا کر فضول گوئی کرنے لگ جاتے ہیں۔۔"

رائد پھُپھو کی طرح اچھے سے آگ لگتا کال بند کرگیا تھا اور یَشل حیرت سے منہ کھولے بس اسکرین کو دیکھتی رہ گئی تھی۔۔ اُسے رائد پر شدید غصہ آرہا تھا وہ اُس کے سامنے ہوتا تو یقیناً ایک لگا دیتی،،

وہ گھر آئی اور بیگ سے فون نِکالا تو سکینہ کی دو مس کالز دیکھی تبھی وہ باہر صحن میں آگئی اور انہیں کال کرنے لگی مگر دوسری طرف موجود شخص اُسکے خراب موڈ کا بیڑا غرق کر چُکا تھا۔۔۔ اُس نے دوبارا کال کرنے کا سوچا تبھی کسی نے اُس کے ہاتھ سے موبائل فون کھینچ لیا۔۔۔

"کیا مسئلہ ہے آخر آپ کو میرے موبائل سے۔۔واپس کریں۔۔۔"

ارمغان کے ہاتھ میں فون دیکھ کر وہ غصے سے بولی۔۔۔ارمغان اُسے ڈھونڈتا ہوا باہر آیا تھا تو یَشل اُسے کال پر مصروف نظر آئی۔۔

"لے سکتی ہو تو لے لو۔۔۔"

ارمغان بولتا ہوا اندر چلا گیا یَشل دانت پیستی اُس کے پیچھے ہی اندر آگئی

"ارمغان کہاں جارہے ہو۔۔کھانا بھی نہیں کھایا تھا تُم نے۔۔۔قِرت جاؤ چائے بناؤ تُم۔۔"

عطیہ بیگم نے ارمغان کو سیڑھیاں چڑھتے دیکھا تو سوال کیا اور قِرت کو چائے بنانے کا کہا

"ماما بھوک نہیں ہے۔۔میں چینج کر کہ آتا ہوں۔۔"

ارمغان بولتا ہوا ایک نظر یَشل پر ڈالتا اوپر چلا گیا اور یَشل غصہ ضبط کرتی قِرت اور عزہ کے پاس کِچن میں آگئی۔۔

"ارے یار۔۔۔نِشہ کہاں ہے؟میں سمجھ رہی تھی کہ یونیورسٹی سے آکر سوگئی ہوگی لیکن ابھی تک نظر نہیں آئی۔۔"

یَشل نے فریج سے ٹھنڈا پانی نِکال کر پیتے ہوئے کہا

"نِشہ آپی کی ایک فرینڈ کی برتھڈے تھی آج۔۔۔گھر آئی تھی یونیورسٹی سے پھر ایک گھنٹے بعد چلی گئی۔۔۔"

عزہ پکوڑے فرائے کرتی ہوئی اُسے بتانے لگی تو اُس کی بات پر وہ سر ہلانے لگی۔۔

"یَشل۔۔جاؤ ذرا ارمغان بھائی کو بُلا لاؤ چائے بن گئی ہے اور تُم بھی آجاؤ۔۔"

کچھ دیر بعد یَشل کچن سے جانے ہی لگی تھی جب قِرت نے کہا۔

"خود چلی جاو۔۔" وہ بغیر مڑے بولی۔

"اوففف۔۔تم چلی جاؤ گی تو کیا ہو جائے گا؟ کام کر رہی ہوں میں نظر نہیں آرہا کیا۔۔۔"

قِرت کی بات پر وہ منہ بناتی ہوئی اُسے دیکھنے لگی

"میں چلی جاتی ہوں۔۔" عزہ نے فورا کہا۔

"رہنے دو بس میں جارہی ہوں۔۔۔" یشل نے اسے منع کیا اور سیڑھیوں کی جانب بڑھ گئی۔

"اب تُم کہاں جارہی ہو؟"

قِرت نے کچھ دیر بعد عزہ کو باہر جاتے دیکھا تو سوال کیا

"وہ۔۔۔مجھے دوست کو کال کرنی تھی،،پانچ منٹ میں آتی ہوں بس پکوڑے دیکھنا جل نہ جائیں۔۔"

عزہ جلدی سے بولتی ہوئی اوپر چلی گئی

"کام سے بھاگنا ہوتا ہے اِس لڑکی کو بھی۔۔۔"

قِرت نے سر نفی میں ہلایا۔۔۔

یَشل اوپر آئی تو کمرے میں کوئی نہ تھا یقیناً ارمغان واشروم میں تھا۔ وہ صوفے پر بیٹھ گئی چند لمحوں بعد دروازہ کھُلنے کی آواز پر کمرے سے باہر بھاگی اور دوبارہ واپس آئی ایسے جیسے ابھی ابھی کمرے میں آئی ہو مگر ارمغان کو شرٹ کے بغیر دیکھتے چہرا دوسری طرف کر گئی۔ ارمغان اُسکی حرکت پر مُسکُرایا

"خیریت۔۔۔ویسے تو اگنور کر رہی تھی اور اب پیچھے پیچھے ہی چلی آئی۔۔"

وہ الماری سے شرٹ نِکالتا ہوا وہ اُسے چھیڑتا ہوا بولا تو یَشل کمر پر ہاتھ رکھتی اُس کی طرف مُڑی جو شرٹ پہن چُکا تھا

"اتنا بھی خوش فہم نہیں ہونا چاہیے انسان کو۔۔نیچے آجائیں کھانا بھی نہیں کھایا آپ نے چائے بن گئی ہے۔۔۔"

وہ اُس کو آنکھیں دِکھاتی ہوئی بولی اور خوش فہمی دور کی۔۔

"ایک منٹ ایک منٹ۔۔تمہیں میری فِکر ہو رہی ؟"

ارمغان سینے پر بازو باندھ کر بولا تو یَشل نے آنکھیں گھمائی۔

"ابھی ابھی کہا میں نے کہ اتنی خوش فہمیاں نہیں پالنی چاہیے۔۔وقت نہیں ضائع کریں میرا اور نیچے آجائیں۔۔"

یَشل بولتے ساتھ ہی باہر جانے کے لیے مُڑی۔۔۔

"ارے۔۔۔ابھی تک ناراض ہو تم؟"

اُسکی آواز پر وہ رُکی اور مُسکُراتے ہوئے پلٹی تھی۔۔قدم قدم چلتی اُس کی طرف جانے لگی

"ہرگِز نہیں۔میں نے کیوں ناراض ہونا؟ میں تو صرف ڈارمے کر رہی آپ کی اٹینشن کے لیے۔۔"

وہ آنکھیں ٹپٹپا کر معصومیت سے بولتی ہوئی اُس کے کافی قریب آکھڑی ہوئی۔۔۔ارمغان کو اِس وقت اپنے قریب کھڑی وہ لڑکی بہت پیاری لگی تھی وہ خاموشی سے اُس کے چہرے کو دیکھنے لگا جِس کا دھیان اُن دونوں کے درمیان بچے تھوڑے سے فاصلے کی طرف بلکل بھی نہ تھا ورنہ وہ ضرور پیچھے ہوجاتی لیکن ارمغان کی گہری نظروں سے کنفیوز ہوتی وہ پل میں پیچھے ہوئی تھی اور اس کی اپنی طرف اُچھالی گئی معنی خیز مُسکُراہٹ پر وہ سٹپٹا کر رہ گئی

"فف۔۔۔فون کہاں ہے میرا۔۔۔"

وہ جلدی سے کمرے میں یہاں وہاں نظریں دوڑاتے ہوئے بولی۔پتا نہیں اُس شخص کو کیا مسئلہ تھا اُس کے فون سے جو ہمیشہ اُس سے لے لیتا تھا۔۔۔

"ڈھونڈھ لو۔۔۔پتا نہیں کہاں ہے یاد نہیں مُجھے۔۔۔"

وہ بولتا ہوا شیشے کے سامنے جا کھڑا ہوا اور بال برش کرنے لگا

"ارمغان۔۔!! کیا ہے آپ کو؟"

یَشل منہ بناتی ہوئی صوفے پر بیٹھ گئی اور جِس انداز میں اُس نے ارمغان کا نام لیا تھا وہ تو ہمیشہ کی طرح دِل ہار بیٹھا تھا۔۔۔

"ایک ہی تو دِل ہے کتنی بار جیتو گی میری جان؟"

ارمغان چلتا ہوا اُس کے سامنے آیا پھر ذرا سا جھکا اور پاکِٹ سے فون نِکال کر اُس کی طرف بڑھاتا ہوا بولا یَشل نے بے ساختہ اُسے دیکھا تھا۔۔۔۔ دِل کی دھڑکن اچانک تیز ہوئی تھی اور یہ بڑا سا کمرا اُسے پل میں چھوٹا لگنے لگا تھا۔۔۔

"کِتنے بے شرم ہو تم۔۔۔"

یَشل اپنی جھنپ مِٹاتی ہوئی بولی اور اسے کندھے پر ہاتھ رکھ کر پیچھے کیا پھر جلدی سے صوفے سے اُٹھی

"اچھا ابھی آپ آپ کر کے بات کر رہی تھی اور اب بدتمیزی؟ تین سال بڑا ہوں تُم سے عِزت کیا کرو میری۔۔۔"

ارمغان کی بات وہ آنکھیں سکیڑ کر اُسے دیکھنے لگی۔۔۔

"ہاں تو باتیں بھی ویسی کرو کہ اگلا بندہ عِزت کرے۔۔۔"

وہ بولتی ہوئی پھر سے باہر جانے کے لیے مُڑی۔۔۔۔

"کیا مطلب ہے تمہارا۔۔۔۔اِتنے پیار سے کہا تھا میں نے تو"

ارمغاں اُسکے پیچھے ہی کمرے سے باہر نِکلا۔۔۔اب کی بار ارمغان کی بات سُن کر یَشل مُسکُرا دی اور کوئی جواب نہ دیا مگر اُس کی مسکراہٹ ارمغان نے اچھے سے نوٹ کی تھی۔۔۔

"اچھا اب فون نہیں چاہیے کیا۔۔"

وہ دونوں سیڑھیاں اُتر رہے تھے جب ارمغان اپنے ہاتھ میں موجود اُس کا فون دیکھتا ہوا بولا تو یَشل نے اُسکے ہاتھ سے اپنا فون لے لیا۔۔

"اِس کو بند کر کہ سائیڈ کر دیا کرو جب گھر آؤ یا میرے ساتھ ہو تو۔۔اپنے گھر جا کر بھی کالز کر سکتی ہو تُم۔۔۔"

"جیسا آپ کا حُکم سر۔۔۔"

یَشل ہلکا سا سر خم کر کہ بولی تو وہ ہنس دیا اور دونوں ہال میں داخل ہو گئے جہاں سب چائے سے لطف اندوز ہوتے ہوئے باتیں کر رہے تھے۔ نِشہ بھی شاید ابھی ابھی آئی تھی

"ارے بھئی تُم دونوں کہاں رہ گئے تھے۔۔"

عطیہ بیگم کے سوال پر دونوں نے بے اختیار ہی ایک دوسرے کی طرف دیکھا تھا

"کہیں نہیں۔۔میں ارمغان کو بُلانے گئی تو وہ کِسی سے کال پر بات کر رہے تھے تو میں ٹیرس میں پودوں کو پانی دے رہی تھی۔۔۔"

اِس سے پہلے ارمغان کُچھ بولتا یَشل جلدی سے جھوٹ بولتی ہوئی چائے کا کپ اُٹھا گئی اور قِرت کے ساتھ بیٹھ گئی جبکہ ارمغان اسے دیکھ کر رہ گیا۔۔۔۔

"عزہ کہاں ہے۔۔چائے ٹھنڈی ہو رہی اُسکی۔۔"

صبیحہ کے کہنے کی دیر تھی جب عزہ اندر داخِل ہوئی

"دوست کی کال آگئی تھی۔۔۔"

وہ بولتی ہوئی صوفے پر بیٹھ گئی۔

"ہر وقت فضول قسم کی دوستوں سے گپے نہیں مارتی رہا کرو۔۔"

نِشہ نے لقما دیا تو عِزہ نے اُسے گھورا

"میری دوست سے بھی مسئلہ ہے کیا؟"

کوششوں کے باوجود وہ لہجہ نارمل نہ رکھ سکی

"عزہ۔۔کیا بدتمیزی ہے یہ؟ بڑی ہے وہ تُم سے۔۔۔"

نِشہ کے کچھ بولنے سے پہلے ہی صبیحہ نے عزہ کو ڈانٹا تو وہ غصہ پی کر رہ گئی

قِرت نے اُسے غور سے دیکھا۔پہلے تو وہ قِرت سے یہ بول کر گئی تھی کہ "اُسے کال کرنی ہے" اور اب وہ بول رہی تھی کہ "کال آگئی تھی" اوپر سے اُس کے خراب موڈ کا اچھے سے اندازہ ہو رہا تھا۔۔۔

"ویسے۔۔یہ غلطی سے آج یہاں کا رُخ کیسے کردیا؟ کہیں راستہ تو نہیں بھول گئی؟"

صبیحہ کے طنز پر وہ مُسکُرا دی جِس میں ناراضگی کا اثر بھی شامل تھا کیونکہ عید کے بعد جو سب کے منع کرنے کے باوجود وہ گئی تھی تو واپس ہی نہیں آئی تھی

"خالہ۔۔۔پیپرز ہو رہے ہیں سچ میں ٹائم ہی نہیں مِل رہا کُچھ بھی کرنے کا۔۔۔"

یَشل کی بات پر عطیہ نے اُسے گھورا

"تو بھئی تمہیں کون کہہ رہا تم وہاں رہو؟ کچھ دِن یہاں بھی رہ لو کیا ہوگیا ہے یَشل۔۔۔"

عطیہ شِکوہ کُن لہجے میں بولی تو وہ زبان دانتوں تلے دبا گئی۔۔۔

"نہیں امی۔۔یہ مت بولیں،،،یہاں رہنے کی بات کر لو تو خدا جانے کیا ہوجاتا ہے اسے جیسے ہم سب کھا جائیں گے اس کو۔۔"

قِرت یَشل سے تھوڑا دور کھِسکتے ہوئے بولی کہ کہیں ایک کھینچ کر لگا ہی نہ دے۔۔یَشل خونخوار نظروں سے اُس کو گھورنے لگی

"ارے ٹھیک ہے بہت خوددار ہو تم مُستقل یہاں مت رہو تُم مگر بندا کُچھ دِن کے لیے تو آہی جاتا ہے اور آبی بھی نہیں ہیں اب تو پھر بھی ملازمہ کے ساتھ اکیلے رہ رہی تُم۔۔۔"

انوشہ نے بھی کہا تو وہ اُس کے خوددار بولنے پر ناراض نظروں سے اُسے دیکھنے لگی۔۔

"اچھا بس آپ کُچھ مت کہنا اب۔۔"

یَشل نے ارمغان کو منہ کھولتے دیکھا تو ہاتھ اُٹھا کر اُسے بولنے سے روکا ارمغان نے اُسے آنکھیں دکھائیں۔ وہ جب بھی آتی تھی اُسے یہی سب سُننے کو مِلتا تھا حالانکہ وہ وقفے وقفے سے آتی تھی مگر اُن کے لیے وہ بھی بہت کم تھا۔۔۔

"اچھا ٹھیک ہے پھر میں یہیں پر ہوں لیکن مُجھے نوٹس اور دوسرا کُچھ سامان لینے گھر جانا پڑے گا کل لاسٹ پیپر ہے میرا۔۔۔"

یشل کی بات پر عزہ کے علاوہ سب کے چہروں پر مُسکُراہٹ ٹھہر گئی۔۔۔

"تو وہ کون سا بڑا مسئلہ ہے۔۔چائے پی لو کُچھ دیر بعد چلتے ہیں۔۔۔"

ارمغان کی بات پر وہ ایک نظر اُس پر ڈال کر سر ہلانے لگی۔۔۔

"السلام علیکم ۔۔۔کیا باتیں ہو رہی ہیں۔۔۔"

عدنان صاحب کی آواز پر سب نے اُن کی طرف دیکھا جو ابھی ابھی آفِس سے آئے تھے۔

"وعلیکم السلام۔۔۔۔"

سب نے ایک ساتھ جواب دیا

یَشل جلدی سے اپنی جگہ سے اُٹھتی ہوئی اُنکی طرف بڑھی

"ارے۔۔۔میری شہزادی آئی ہے اِتنے دِنوں بعد۔۔"

عدنان صاحب اُسے سینے سے لگاتے ہوئے بولے اور سر پر بوسہ دیا تو وہ مُسکُرا دی

"اتنے دِن کہاں ہوئے ہیں۔۔۔صرف پندرہ دِن ہی تو ہوئے ہیں یہاں سے گئے مجھے۔۔"

وہ بولتی ہوئی کیٹلی سے چائے کپ میں ڈالنے لگی۔۔

"صرف پندرہ دِن؟ بندہ دوسرے تیسرے دِن چکر لگا لیتا ہے بیٹا بلاوجہ میں اکیلے رہ رہی ہو۔۔۔جیتی رہو۔۔۔"

عدنان صاحب یَشل کے ہاتھ سے چائے لیتے ہوئے بولے اور اُسے دعا دی تو وہ واپس اپنی جگہ پر جا بیٹھی۔۔

"فِکر نہ کریں۔۔۔اگلے کُچھ دِن میں یہیں پر ہوں کل میرا لاسٹ پیپر ہے پھر یونیورسٹی دو مہینے کے لیے آف ہے۔۔"

"تو کیا دو مہینے یہیں پر رہیں گی آپ؟"

عزہ کی آواز پر یَشل اور باقی سب نے بھی اُس کی طرف دیکھا جِس کے چہرے سے ہی اندازہ ہو رہا تھا کہ اُس کا موڈ ابھی تک خاصہ خراب ہے۔ عزہ کی خود کی نظریں یَشل پر ٹکی تھی۔۔یَشل کو اُس کا سوال اور پھِر دیکھنے کا انداز دونوں ہی عجیب لگے تو وہ کُچھ بول نہ سکی۔۔۔

"کیوں ؟ اِس میں اتنی حیران ہونے والی یا سوال کرنے والی کون سی بات ہے؟یَشل کہ یہاں رہنے میں کوئی بُرائی ہے کیا"

اِس سے پہلے کوئی بھی کُچھ کہتا ارمغان کی آواز پر سب نے اُس کی طرف دیکھا۔۔۔جو چہرے پر سنجیدگی لیے عزہ کو دیکھ رہا تھا۔۔حال میں خاموشی چھا گئی

"نہیں حیران کب ہوئی میں تو بس کنفرم کر رہی تھی۔۔۔"

ارمغان کے لہجے میں چبھن محسوس کرتی وہ کندھے اُچکا کر بولی تو ارمغان نے اُسکے عجیب ایٹیٹیوڈ پر آنکھیں گھُمائی۔ خود پر یَشل کی نظریں محسوس کرتا اُس کی طرف دیکھنے لگا تو وہ اُس کو ایسے دیکھ رہی تھی جیسے کہہ رہی ہو

"بچے ہو بلکل ہی۔۔"

"نہیں آبی کچھ کچھ دِن تک آجائیں گی۔۔۔"

مطلب یہی تھا کہ وہ پھر واپس چلی جائے گی

"افہام گھر نہیں آیا کیا ابھی تک؟"

عدنان صاحب نے سوال کیا

"نہیں بابا۔۔وہ آج بائیک پر آفس گیا تھا اُس نے بائیک کا کُچھ کام کروانا تھا ابھی میکنک کے پاس ہی ہے اور بائیک کل یا پرسوں تک مِلے گی اُسے تو میں بھی بس اُس کو پِک کرنے کے لیے جانے لگا ہوں تھوڑی دیر بعد۔۔۔"

ارمغان خالی کپ ٹیبل پر رکھتا ہوا تفصیل سے بولا تو وہ سر ہلانے لگے۔۔۔

"اگر تُم جا ہی رہے ہو تو یَشل کو بھی لے جاؤ نہ وہ گھر سے جو سمان اُٹھانا ہوگا اُٹھا لے گی پھر افہام کو پِک کرتے ہوئے واپس آجانا دونوں۔۔۔"

انوشہ نے برتن سمیٹتے ہوئے کہا تو ارمغان نے یَشل کی طرف دیکھا جو جلدی جلدی سر اثبات میں ہِلانے لگی وہ بے اختیار ہی مُسکُرا دیا۔۔۔ اِس منظر کو دوسری چار آنکھوں نے بھی دیکھا تھا دو میں جلن جبکہ دو میں اُن دونوں کے لیے پیار تھا۔۔۔چند لمحوں بعد ارمغان نے یَشل کو مخاطب کیا

"میں گاڑی سٹارٹ کرتا ہوں آجاؤ۔۔۔"

ارمغان بولتا ہوا حال سے باہر نِکل گیا

"تم بھی ساتھ چلو نہ۔۔"

یَشل نے قِرت کا بازو ہِلاتے ہوئے ہلکی آواز میں کہا۔۔

"نہ بابا نہ۔۔۔تم ہی جاؤ میں چائے بنا کر ہی تھک گئی ہوں ابھی یہ برتن بھی دھونے مُجھے ورنہ ماما کِچن میں گھُس جائیں گی اور باتیں مُجھے سُنائے گی۔۔ تُم جاؤ نہ بھائی ویٹ کر رہے ہونگے ہم سب کل چلیں گے مووی دیکھنے"

قِرت نے اِنکار کیا اور کل کا پلان بتانا تو وہ منہ بنا کر رہ گئی

"جاؤ بیٹا۔۔ارمغان گاڑی میں انتظار کر رہا ہوگا"

عطیہ بیگم کے کہنے پر وہ سر ہلاتی ہوئی باہر کی طرف چلی گئی

"نِکل آؤ اِس فون سے۔۔۔"

صبیحہ بیگم نے عِزہ کو ٹوکا وہ بغیر کچھ کہے ہال سے ہی واک آوٹ کر گئی

"ناراض کر دیا نہ بچی کو۔۔۔"

عدنان صاحب نے اپنی بہن کو دیکھا

"میں نے کچھ غلط تو نہیں بولا جب سب لوگ ساتھ بیٹھے ہیں تو فون میں گھسے رہنے کی کیا ضرورت ہے"

"چھوڑ دیں نہ اُسکا موڈ خراب ہے کسی بات پر۔۔"

قِرت نِشہ کے سمیٹ کر رکھے ہوئے برتن اُٹھاتی ہوئی بولتی ہال سے نِکل گئی

☆☆☆☆☆

"تمہیں ڈر نہیں لگ رہا؟" وہ کمرے میں داخل ہوتا ہوا بولا

"ہیں؟ کِس بات کا ڈر؟" یَشل نے الماری میں گھسا سر باہر نِکالا۔

"تُم اِس وقت۔۔اکیلی ہو میرے ساتھ تو تمہیں ڈر لگنا چاہیے۔۔۔" یَشل نے قہقہہ لگایا

"ایک تُم ہی تو ہو جِس سے ڈر نہیں لگتا مجھے۔۔" وہ مسکرا کر بولی تھی

"اور کیوں نہیں لگتا تمہیں مجھ سے ڈر۔۔۔؟"

وہ قدم قدم چلتا اُسکی طرف جا رہا تھا

"کیونکہ تُم ارمغان قریشی ہو۔۔"سادہ سا جواب۔۔۔

وہ مسکرایا اور اُسکی پشت پر جا کھڑا ہوا

"آہہہہ۔۔۔ارمغان کے بچے ڈرا دیا تُم نے مجھے۔۔"

وہ جیسے ہی کپڑے نکال کر الماری کا دروازہ بند کرتی پیچھے مڑی تو ایک قدم کے فاصلے پر کھڑے ارمغان کو دیکھ کر اُسکا دِل حلق میں آگیا۔ وہ کب پیچھے آکر کھڑا ہوا یَشل کو احساس ہی نہیں ہوا۔ ارمغان نے دِل کھول کر قہقہہ لگایا

"ابھی تو تُم کہہ رہی تھی کہ تمہیں مجھ سے ڈر نہیں لگتا۔۔۔"

وہ سینے پر بازو باندھتا ہوا بولا

"تُم آسیب کی طرح نمودار ہوجاؤ گے تو ڈروں گی ہی نہ۔۔۔"

وہ اُسے گھور کر بولی۔ ارمغان گہری نظر اُس پر ڈالتا ایک قدم آگے بڑھا تھا۔ وہ پل میں پیچھے ہوتی الماری سے جا لگی تھی۔۔وہ مزید آگے ہوا تھا

"ارمغان۔۔۔"چہرے پر اُسکی سانسوں کی تپش محسوس کرتی یَشل نے گھبرا کر ارمغان کو پکارا تھا

"جی ارمغان کی جان۔۔۔"

اُسنے ایک انگلی سے اُسکا رخسار چھُوا۔ یَشل کو لگا اُسکا دل پسلیاں توڑ کر باہر آجائے گا۔ ارمغان غور سے اُسکے چہرے کے اُتار چڑھاؤ دیکھ رہا تھا۔ اُسکا دل میں شوخ سی خواہش اُبھری جِسے وہ دبا گیا۔۔

"میرا دِل کر رہا ہے کہ میں تمہیں۔۔۔"

وہ خمار آلود لہجے میں کچھ بولتے بولتے رُکا۔ یَشل نے پل میں ہوش سنبھالا

"لاحول ولاقوۃ الاباللہ۔۔۔پیچھے ہٹ جاؤ ارمغان قِریشی۔۔زیادہ رومینٹک ہونے کی ضرورت نہیں شرم کرلو تھوڑی۔۔"

وہ ہاتھ میں پکڑے کپڑے اُسکے مُنہ پر رکھ کر اُسے پیچھے دھکیلتی ہوئی بولی اور کپڑے بیڈ پر پھینکتی وہ واشروم گھس گئی۔ ارمغانِ کا لگایا قہقہہ اُسے واشروم میں سُنائی دیا

"اوففف۔۔۔پاگل کردے گا یہ شخص مجھے۔۔"

سینے پر ہاتھ رکھ کر اسنے بے ترتیب دھڑکنوں کو محسوس کیا۔۔۔

NOVEL HUT

☆

"پیچھے کیوں بیٹھ رہی ہو۔۔۔"

یَشل نے اپنا ضروری سامان اُٹھایا تو ارمغان نے گھر کو اچھے سے لاک کیا اور دونوں گاڑی کی طرف آئے پھر یَشل کو پچھلی سیٹ کا دروازہ کھولتے دیکھ کر اُسنے سوال کیا

"افہام بھائی کو پِک کرنا ہے نہ۔۔۔"

اُسنے یاد دہانی کروائی تو وہ "اوہ ہاں" کہتا ڈرائیونگ سیٹ سنبھال گیا

"اب تم یونیورسٹی میں میرے بغیر کیا کرو گی۔۔؟"

گاڑی سڑک پر ڈالتے اُسنے سوال کیا

"فائینلی آزادی مِل گئی مجھے۔۔۔ورنہ کسی کے ساتھ بیٹھنے کہاں دیتے ہیں آپ مجھے۔۔۔"

وہ ایسے بولی جیسے ارمغان کی گریجویشن نے اُسکے کندھوں سے بھاری بوجھ اُتار پھینکا تھا

"بہت زیادہ خوش نہیں ہورہی تم۔۔؟" یشل کی خوشی دیکھتے اُسنے دانت پیسے۔

"بلکل ایسی ہی بات ہے۔ اور میرا خوش ہونا بنتا بھی ہے اب روز یونیورسٹی میں آپ کی شکل نہیں دیکھنی پڑے گی۔۔۔"

وہ آگے ہوکر اُسکا چہرا دیکھتی ہوئی بولی۔۔۔ یَشل اُسے تپانے کے فُل موڈ میں تھی

"ہاں ہاں بیٹا۔۔ جب اکیلے بیٹھ کر اسائنمنٹ بناؤ گی۔ لیپ ٹاپ اور نوٹس کی ضرورت ہوگی تو یہی ارمغان قریشی تمہیں یاد آئے گا۔۔۔"

وہ اپنی خفت چھپاتا جتانے والے انداز میں بولا

"ہنہہ۔۔۔ جیسے میرے پاس خود کا لیپ ٹاپ ہی نہیں۔۔۔"

"تمہارے پاس ہر چیز ہوگی۔۔۔ سوائے ارمغان قُریشی کے اور۔۔۔"

وہ بات کاٹ گئی اور خود میں بڑبڑاہٹ کی

"ارمغان قُریشی نہ ہوگیا چلتی پھرتی آکسیجن ہوگیا۔۔۔"

"ضائع ہوجاؤ گی کسی دِن میرے ہاتھوں۔۔۔۔"

وہ دانتوں پر دانت جما کر بولا۔ یَشل دل کھول کر ہنس دی

☆☆☆☆☆

"بابا۔۔۔کہاں ہیں آپ؟"

شام کے ساڑھے چھ بج رہے تھے آج قِرت کی کالج میں پارٹی تھی اور وہ کب سے ڈرائیور کا انتظار کر رہی تھی مگر بیس منٹ گزر چکے تھے کالج تقریباً خالی ہو چکا تھا ڈرائیور ابھی بھی نہیں آیا تھا اوپر سے اندھیرا۔۔اُس کی سب دوستیں بھی جا چکی تھی۔۔

"میں تو دوست سے ملنے آیا ہوں بچے۔۔۔کیا ہوا خیریت؟"

عدنان صاحب اُسکے لہجے میں پریشانی محسوس کر چکے تھے

"بابا ڈرائیور انکل ابھی تک نہیں آئے اتنی دیر ہوگئی ہے میں پارٹی پر آئی تھی آج بھول گئے کیا آپ۔۔۔"

وہ کالج کے گیٹ کے اندر ہی کھڑی یہاں وہاں ٹہلتے ہوئے بولی۔

"ارے۔۔۔میرے تو ذہن سے نکل گیا اُس نے مجھے کہا تھا کہ وہ تمہیں پِک نہیں کر سکتا اُس کی بیوی کی طبیعت ٹھیک نہیں تھی۔۔ائی ایم سو سوری بچے۔۔۔"

عدنان صاحب کی بات سُن کر وہ پہلے سے زیادہ پریشان ہوگئی کیونکہ گارڈ اُسے پچھلے بیس منٹ میں تین بار کہہ چُکا تھا کہ جلدی جاؤ اُسے گیٹ لاک کرنا ہے اور پتا نہیں کیا کیا۔۔۔

"بابا میں آنلائن کیب بُک نہیں کروا سکتی اِس ٹائم نیٹ پیکج نہیں ہے میرے پاس۔۔پلیز کچھ کریں۔۔۔"

آج موسم بہت زیادہ ٹھنڈا تھا شاید بارش ہونی تھی ہر طرف ٹھنڈی ہواؤں کا راج تھا اور اِس سچویشن میں وہ پہلے کبھی نہ پڑی تھی تبھی وہ کافی گھبرا گئی تھی۔۔۔

"اچھا میں افہام یا ارمغان کو کال کرتا ہوں مجھے تو آپ کے کالج تک آنے میں دیر لگ جائے گی۔۔"

عدنان صاحب کی بات سُنتے اُس کی پریشانی تھوڑی کم ہوئی۔۔۔

"ہاں افہام۔۔۔بابا آپ چھوڑیں بس میں خود ہی افہام بھائی کو کال کردیتی۔۔"

وہ بول کر جلدی سے کال کاٹ گئی اور افہام کا نمبر ڈائل کیا۔ دوسری بیل پر ہی کال ریسیو کرلی گئی

"ہاں جی جناب؟ گھر نہیں پہنچی تُم ابھی تک۔۔۔"

کال اٹینڈ کرتے ہی افہام نے پوچھا وہ آدھا گھنٹا پہلے ہی آفس سے گھر آیا تھا تو عطیہ بیگم سے پتا لگا تھا کہ وہ راستے میں ہوگی لیکن ابھی تک نہ آنے پر وہ پوچھنے لگا۔۔

"نہیں وہ ڈرائیور لینے نہیں آیا،، تبھی میں نے آپ کو کال کی ہے پلیز پلیز مجھے لینے آجائیں سارا کالج خالی ہوگیا ہے مجھے ڈر لگ رہا ہے۔۔"

وہ یہاں وہاں دیکھتی ہوئی بولی۔۔ کالج کی خالی عمارت دیکھ کر ویسے ہی اُسے خوف آرہا تھا اور وہاں موجود گارڈ۔۔وہ بیشک بوڑھا تھا اور شریف بھی لیکن وہ اکیلی لڑکی تھی اِس وقت ڈر لگنا تو عام سی بات تھی۔۔۔

"تُم کالج کے گیٹ سے باہر مت نِکلنا میں ابھی آتا ہوں۔۔"

افہام بولتا ہوا جلدی سے اُٹھا گاڑی کی چابی اُٹھائی اور تیز سپیڈ میں اُس کے کالج کا رُخ کیا۔۔موسم چینج ہونے کے باعث اندھیرا بھی ہوگیا تھا اوپر سے قِرت کی آواز میں خوف واضح تھا وہ پریشان ہوگیا تھا۔۔۔

"بیٹا۔۔بہت دیر ہوگئی ہے مجھے گھر بھی جانا ہے مہربانی کرکہ باہر جاؤ میں گیٹ بند کروں وقت نہیں ہے میرے پاس ٹیکسی پکڑ لو۔۔۔"

گارڈ کے پانچویں دفع کہنے پر وہ چھوٹے چھوٹے قدم اُٹھاتی باہر آگئی اور گارڈ نے اندر جاکر دروازہ بند کرلیا۔۔روڈ پر صرف اِکا دُکا گاڑیاں ہی تھی۔ ٹھنڈی ہوائیں اُسے کانپنے پر مجبور کر گئی۔ وہ گیٹ کے ساتھ لگے دو بینچز میں سے ایک پر بیٹھ گئی۔ تبھی ایک بائیک اُس سے کچھ فاصلے پر آرُکا۔ قِرت نے آنکھ اُٹھانے کی بھی غلطی نہ کی۔

"ایکسکیوز می؟ کین آئی ہیلپ یو؟ کسی ٹیکسی کا انتظار کر رہی ہیں تو اِس ٹائم بلکل بھی نہیں مِل سکتی آئیں میں آپ کو لِفٹ دے دیتا ہوں۔۔"

وہ لڑکا قِرت کے قریب کھڑا ہوکر بولا تو اُسکی ٹانگیں خوف اور سردی سے کانپنے لگی

"نہ۔۔نو تھینکس۔۔۔"

وہ بولتی ہوئی دل ہی دل میں آیت الکرسی پڑھنے لگی

"ارے آجاؤ نہیں کھاؤں گا یقین رکھو۔۔"

وہ لڑکا بولتا ہوا اُس کی کلائی پکڑنے ہی لگا تھا جب اُس نے ہاتھ میں پکڑا کِلچ پوری قوت سے اُسکے سر پر مارا

"میں نے کہا نہ کہ نہیں چاہیے ہیلپ کمینے انسان۔۔۔گارڈ انکل"

قِرت اپنے کانپتے ہوئے وجود کے ساتھ بینچ سے اُٹھی لڑکے کو دھکا دیا اور گارڈ کو پُکارنے لگی۔۔ وہ لڑکا خونخوار نظروں سے قِرت کو گھورتا ہوا اُس کی کلائی پکڑ گیا تو قِرت دوبارا گارڈ کو بُلانے لگی۔ تبھی ایک گاڑی وہاں آکر رکی۔۔ سامنے کا منظر دیکھ کر افہام طوفان کی طرح گاڑی سے اُترا۔۔ لڑکے نے گاڑی رُکتے ہوئے دیکھی تو بائیک کی طرف بھاگا مگر افہام اُس کا کالر پیچھے سے دبوچ چکا تھا۔ افہام نے پوری طاقت سے اُس کی کمر میں کہنی ماری اور کھینچ کر بائیک سے اُتارا تو لڑکا بائیک سمیت زمین بوس ہوا۔ افہام مختلف گالیوں سے نوازتا اسکے منہ پر تھپڑ اور مکوں کی برسات کرنے لگا پھر اُس کی نظر کانپتے ہوئے قِرت کے وجود پر

گئی تو وہ اُس کی طرف آیا اُسکو بازو سے پکڑتا گاڑی میں بٹھایا اور خود ڈرائیونگ سیٹ سنبھال کر اُس روڈ سے نِکل آیا چند لمحوں بعد ایک سنسان سے راستے پر اُس نے گاڑی روکی اور قِرت کی طرف دیکھا جو سر جھکائے رونے میں مصروف تھی

"جب میں نے کہا تھا کہ باہر نہیں نِکلنا تو تم کیوں نِکلی۔۔۔"

وہ شدید غصے میں چِلایا تھا قِرت پہلے ہی خوفزدہ تھی افہام کے غصے پر اُس کی پشت گاڑی کے دروازے سے جا لگی اور رونے میں مزید شدت آگئی

"اگر میں وہاں بروقت نہ آتا تو اندازہ بھی ہے کیا ہوتا؟ سوچنا بھی نہیں چاہتا میں اِس سے آگے۔۔۔"

وہ بول کر اُسکے کانپتے وجود کو دیکھنے لگا۔ اسٹیرنگ ویل پر گرفت سخت ہوئی تھی اُس کا غصہ کم نہیں ہو رہا تھا

"میں۔۔میں نہیں نِکل رہی تھی۔ وہ۔۔گارڈ نے زبردستی کہا کے باہر جاؤ۔۔باہر جاؤ تو مجھے۔۔آنا پڑا۔۔۔"

وہ رونے کے درمیان سسکیاں لیتی ہوئی بولی اور منہ اوپر کرکہ افہام کی طرف دیکھا۔۔سٹریٹ لائٹ کے نیچے گاڑی کھڑی ہونے کے باعث وہ اُس آنسوؤں سے تِرچہرا اور اُس پر موجود خوف اچھے سے دیکھ سکتا تھا۔۔۔افہام نے گہرا سانس لے کر چشمہ اُتارا اور ڈیش بورڈ پر پھینکا

"اچھا ریلیکس ہو جاؤ کچھ بھی نہیں ہوا۔۔رونا بند کرو۔۔۔"

کچھ دیر بعد افہام نے نرمی سے بولا لیکن قِرت نے جیسے کچھ سُنا ہی نہیں۔۔ افہام نے اُسکے کانپتے ہاتھوں کو اپنے ہاتھوں میں لیا اور ہلکا ہلکا سہلا کر اُسے ریلیکس کرنے لگا جس میں وہ کامیاب بھی ہوا۔ اب وہ پہلے کی طرح کانپ نہیں رہی تھی اور گہرے سانس لے کر خود کو رونے سے روک بھی رہی تھی

"آپ۔۔آپ نے بلاوجہ مجھ پر۔۔غصہ کیا میں جان بوجھ کے نہیں۔۔نِکلی تھی۔۔"

رونے کی وجہ سے ابھی تک ہچکیاں بندھی ہوئی تھی وہ بغیر اُس کی طرف دیکھے شکایت کرنے لگی

"آئی ایم سوری۔۔لیکن قِرت یار میرا غصہ کرنا نہیں بنتا تھا کیا ؟ اگر میں دو منٹ لیٹ ہوجاتا تو؟ اور مجھے تم نے گارڈ والی بات بھی بعد میں بتائی۔۔"

وہ اُسے دیکھتا ہوا بولا جِس کا سر دوبارا جھک گیا تھا

"ہاں تو پہلے آپ نے مجھ سے پوچھا تھا کیا؟؟"

قِرت بھرائی ہوئی آواز میں بولی۔۔ وہ افہام کی طرف دیکھ بھی نہیں رہی تھی،، شاید ہاتھ پکڑنے کی وجہ سے

"اچھا ٹھیک ہے آئی ایم سوری۔۔۔میں نیکسٹ ٹائم ضرور پوچھوں گا لیکن انشاءاللہ ایسا کچھ دوبارا نہیں ہوگا،، کہیں بھی جانا ہو یا آنا ہو تو تُم مجھے یا ارمغان کو بتانا۔۔ڈرائیور کی کلاس تو میں لیتا ہوں۔۔"

افہام اُسکے ہاتھ پر دباؤ ڈالتا ہوا بولا تو قِرت نے ڈرائیور کے نہ آنے کی وجہ اور عدنان صاحب سے ہوئی بات اُسے بتا دی۔

"جو بھی ہو۔۔میں نے جو کہا ہے وہ سُن لو اور رونا نہیں ہے اب گھر میں سب پریشان ہو جائیں گے۔ بہتر یہی ہے یہ ساری بات ہم دونوں کے بیچ رہے۔۔"

افہام گاڑی سٹارٹ کرتا ہوا اُس سے بولا وہ نہیں چاہتا تھا کہ گھر والے پریشان ہو کر اُس سے تفصیل مانگنے بیٹھ جائیں۔ افہام کی بات سُن کر قِرت نے سر اثبات میں ہلایا۔۔۔وہ ٹِشو سے چہرا صاف کرنے لگی اور چُپکے سے ایک نظر افہام پر ڈالی جو ایک ہاتھ سے ڈرائیونگ کر رہا تھا اور دوسرے ہاتھ سے ابھی تک قِرت کے ہاتھ کو گرفت میں لیے ہوئے تھا وہ بے اختیار ہی آنے والی مسکراہٹ کو دبا گئی مگر دِل کا کیا کرتی جو زور سے دھڑکا تھا۔۔

"اگلی بار دوپٹے کے بغیر نہ دیکھوں میں تمہیں۔۔"

افہام نے گاڑی پورچ میں کھڑی کی تو قِرت دروازہ کھول کر باہر نِکلی اور افہام کی آواز اُسکے کانوں میں پڑی۔

قرت مڑ کر اسے دیکھ بھی نہ سکی۔ چہرا پل میں شرمندگی کے باعث سرخ ہوگیا۔ وہ اس وقت لمبی سی میکسی پہنے ہوئے تھی۔ اس ڈریس پر میچ کرتا اس کے پاس کوئی دوپٹہ نہ تھا اور صبح گھر سے نکلتے ہوئے لیٹ ہونے کی وجہ سے اس کے ذہن سے بلکل ہی نکل گیا تھا ورنہ وہ اوپر چادر اٹھا لیتی۔

افہام کا لہجہ سخت یا چبھتا ہوا نہیں تھا مگر قرت کا دل کیا زمیں پھٹے اور وہ اس میں سما جائے۔

☆☆☆☆☆

"چلیں آپ مجھے کچھ وقت دیں میں آپ کو بتا دوں گی۔۔۔جی جی ٹھیک ہے۔۔ اللہ حافظ"

"کِس سے بات کر رہی تھی۔۔"

عطیہ نے فون بند کیا تو لاونج میں داخل ہوتی صبیحہ نے اُن کے آخری جملے سُن کر پوچھا

"مسسز شکیل۔۔۔حاجرہ کی کال تھی۔۔"

"حاجرہ نے کیسے یاد کر لیا آج۔۔"

صبیحہ چائے کا کپ اُن کے سامنے رکھتی ہوئی بولی اور خود بھی صوفے پر براجمان ہو گئی

"کافی ضروری کام کے لیے کال کی تھی انہوں نے۔۔۔وہ اپنے بیٹے عبداللہ کے لیے قِرت کا ہاتھ مانگ رہی ہیں مجھے تو سمجھ ہی نہیں آرہا کچھ۔۔۔"

عطیہ حاجرہ کی بات سن کر واقعی تھوڑی الجھ گئی تھی اُن کے تو وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ وہ قِرت کا رشتہ مانگیں گی۔

"اس میں نہ سمجھنے والی کون سی بات ہے عطیہ۔۔قِرت ابھی چھوٹی ہے اُسے سکون سے پڑھنے دو۔۔۔"

"وہی کہا میں نے بھی باجی۔ لیکن وہ کہہ رہی ہیں کہ چھوٹی موٹی رسم کرنے میں برائی ہی کیا ہے گھر میں بات تہ ہوجاتی"

عطیہ کی بات پر صبیحہ چند لمحے خاموش ہوگئی

"ویسے چھوٹی سی رسم کرلینا بھی ٹھیک ہے اجکل تو لوگ عزہ جتنی لڑکیوں کی منگنیاں کردیتے ہیں۔۔لیکن قِرت سے نہیں پوچھو گی کیا۔۔۔"

صبیحہ چائے کا گھونٹ بھرتے ہوئے بولی

"ظاہر ہے قِرت سے تو پوچھوں گی اُسکی پسند نہ پسند تو ویسے بھی ضروری ہے فلحال میں اُسے اِس کشمکش میں ڈالنا ہی نہیں چاہتی ابھی ابھی تو اُسکے پیپرز

ہوئے ہیں بچی آرام تو کرے۔۔۔ اُسکی ابھی اتنی عُمر بھی تو نہیں کم از کم گریجویشن تو ہو ہی جائے۔۔"

عطیہ نے خیالات ظاہر کیے تو صبیحہ نے بھی اُسکی بات سے اتفاق کیا

"ارے رشتے سے یاد آیا۔۔ دیکھ رہی ہو افہام اور انوشہ کو۔ افہام سے تو اتنی دفع کہا ہے کوئی لڑکی پسند ہے تو بتا دو مگر مجال ہے جو وہ اپنی پسند ظاہر کرے اور نہ ہی میری پسند کی ہوئی لڑکیاں اچھی لگ رہی اُسے اور نِشہ بی بی کی تو شادی کے نام سے جان جارہی۔ ارے بھئی میرے بھی ارمان ہیں یقین کرو عطیہ اتنے اچھے اچھے گھرانوں کے رشتے ہیں اتنی پیاری بچیاں ہیں نظر میں مگر دونوں بہن بھائی ہیں کہ میری سُن ہی نہیں رہے۔۔۔"

صبیحہ افہام کے نخروں سے تو سہی معنوں میں بیزار ہوئی تھی خدا جانے کونسی روم کی شہزادی کا انتظار تھا اُسے۔ صبیحہ نے جس انداز میں بات کہی تھی عطیہ بے اختیار ہی مسکرا دی

"کیوں ٹینشن لے رہی ہیں جب نصیب ہوگا انشاءاللہ ہو جائیں گی شادیاں بھی۔ افہام ابھی شادی کے لیے تیار نہیں ہوگا جب اُس نے کرنی ہوئی تو خود ہی دیکھنا کیسے تنگ کرے گا چھوڑیں ابھی زندگی انجوائے کرنے دیں اُسے۔۔"

عطیہ کی بات پر صبیحہ بھی ہنس دی تبھی اندرونی دروازہ کھول کر قِرت اندر داخل ہوئی اور جلد بازی میں سیڑھیوں کی طرف بڑھی

"ارے قِرت اتنی دیر کیوں لگا دی تُم نے آنے میں۔۔۔"

عطیہ کی آواز پر قرت کے قدم رُک گئے

"وہ ماما ڈرائیور انکل نہیں آئے تھے تو میں نے افہام بھائی کو کال کردی ابھی ان ہی کے ساتھ آئی ہوں۔۔"

"اچھا جاؤ کپڑے چینج کرو کھانا کھا لو۔"

عطیہ کی بات پر وہ سر نفی میں ہلا گئی

"۔بھوک نہیں مجھے ابھی بہت تھکی ہوئی سونا ہے مجھے"

قرت بولتی ہوئی سیڑھیاں چڑھنے لگی

"ارے چائے تو پی لو۔۔"

صبیحہ نے پیچھے سے آواز دی جس پر وہ "موڈ نہیں" بول کر وہاں سے گُم ہوئی تھی

"توبہ ہے بھئی جس دن چائے نہ بناؤ تو اُس دِن چیختی پھریں گی کے چائے کیوں نہیں بنائی۔۔"

صبیحہ نے سر نفی میں ہلایا تو افہام اندر آیا۔۔۔

"مجھے دے دیں اُس کی چائے سر درد کر رہا۔۔۔"

افہام بولتا ہوا صوفے پر بیٹھا تو صبیحہ اُٹھ کر کچن چلی گئی۔

افہام نے دکھتے ہوئے سر کے ساتھ اوپر جاتی سیڑھیوں کی جانب دیکھا تھا۔

☆☆☆☆☆

NOVEL HUT

یشل آج کچھ دوستوں سے ملنے یونیورسٹی گئی تھی اور وہیں سے واپسی پر وہ نِشہ کو بھی پِک کر کہ اپنے ساتھ ہی لے آئی تھی۔۔۔

"یَشل کب سے فون بج رہا ہے تمہارا۔۔۔"

نِشہ نے لاونج سے ہانک لگائی۔ آبی بالوں میں تیل لگا کر اُسکی مالش کر رہی تھی جبکہ یَشل کچن میں نِشہ کی فرمائش پر پاستا بنا رہی تھی

"یار نِشہ میں نہیں جا سکتی پلیز تُم چیک کر لو۔۔۔"

اُسکی آواز پر آبی کے مالش کرتے ہاتھ رُک گئے تو وہ اُٹھی اور کمرے میں آگئی بیڈ پر پڑا فون اُٹھایا تو ان نون نمبر دیکھ کر اُسنے کال اٹینڈ کی فون کان سے لگایا اور اگلے کے بولنے کا انتظار کرنے لگی مگر دوسری طرف موجود شخص کی بات سُن کر اُسے شدید جھٹکا لگا تھا اور دوڑتی ہوئی باہر آئی

"یَشل۔۔۔ یَشل وہ۔۔ عادِل انکل کی کال تھی۔"

اُسکے چِلانے پر یَشل جلدی سے ہاتھ دھوتی باہر آئی

"کیا ہوگیا ہے نِشہ۔۔۔ سب ٹھیک ہے نہ کیا کہہ رہا تھا عادِل۔۔"

آبی کی آواز پر اُس نے اُنکی طرف دیکھا پھر ایک گہرا سانس لے کر خود کو پینک ہونے سے روکا

"آبی وہ سکینہ خالہ۔۔اُن کا چھوٹا سا ایکسیڈنٹ ہوگیا ہے وہ ہسپتال میں ہیں.."

"ایکسیڈنٹ۔۔۔؟"

یَشل پر چند سیکنڈ کے لیے سکتہ تاری ہوگیا وہ ہوا کی تیزی سے نِشہ کی طرف آئی اُسکے ہاتھ سے فون لیا اور عادِل کو کال بیک کی

"کیا ہوا ماما کو؟ وہ ٹھیک تو ہیں نہ؟"

عادِل کے کال پک کرتے ہی وہ جلدی سے بولی اُسکے چہرے سے ہوائیاں اڑ رہی تھی

"یَشل۔۔ٹینشن نہیں لو سکینہ کا ایکسیڈنٹ ہوا ہے وہ ہسپتال میں ایڈمٹ ہے تُم زیادہ پریشان مت ہو بچے اور۔۔آبی کے ساتھ لاہور آجاؤ۔۔"

اُنکی بات سُنتے یَشل نے جلدی سے کال کاٹی اور نشہ کی طرف مڑی

"نشہ۔۔ماموں کو کال کرو جلدی سے انہیں کہو کہ آبی اور میری لاہور کی ٹکٹس کنفرم کریں جلد از جلد مجھے ماما کے پاس جانا ہے۔۔۔"

اُسکی آواز کانپ رہی تھی اور آنسو لڑیوں کی صورت چہرے پر بہہ رہے تھے۔ اپنی بات مکمل کرتی وہ اپنے کمرے میں چلی گئی تاکہ آبی اور اپنا کچھ ضروری سامان اُٹھا سکے۔

☆☆☆☆☆

"ابو اتنی لمبی ڈرائیو ہے۔۔میں آپ کے ساتھ چلتا ہوں۔۔"

اِس وقت شام کے سات بج رہے تھے اور سب عدنان صاحب کے گھر ہال میں موجود تھے۔ اتنی ارجنٹ بیسز پر ٹکٹ نہ ملی تھی اور عدنان صاحب خود بھی لاہور جانا چاہتے تھے سو وہ خود گاڑی پر یَشل اور صبیحہ کے ساتھ لاہور کی طرف روانہ ہونے لگے تھے۔ آبی بھی جانا چاہتی تھی مگر اُنکی ناساز طبیعت ہرگِز انہیں اتنے لمبے سفر کی اجازت نہ دے رہی تھی۔ تبھی ارمغان نے اُنکے ساتھ جانے کا کہا

"نہیں ارمغان۔۔گھر پر تمہارا اور افہام کا ہونا ضروری ہے تُم لوگ ہماری فکر مت کرو بس گھر پر سب کا خیال رکھنا ڈرائیور بھی نہیں ہے اور ہاں۔۔۔شاید ہادی بھی کچھ دِن تک گھر کا چکر لگائے گا۔۔۔"

عدنان صاحب کی بات پر وہ کچھ سوچ کر سر ہلانے لگا

"ڈرائیور نہیں ہے؟ وہ کہاں گیا؟"

سوال نِشہ نے کیا تھا لیکن باقی سب کی آنکھوں میں بھی یہی سوال تھا۔۔

"نِکال دیا ہے اُسے۔ ہر دوسرے دِن چھٹی کر لیتا ہے۔ عِزہ اور قِرت کو کالج سے پِک کرنے میں مسئلہ ہوجاتا ہے۔پیسے پورے کام ادھورے۔۔ایسے تھوڑی ہوتا ہے"

جواب افہام نے دیا جس پر قِرت کو کچھ دن پہلے والا واقعہ یاد آگیا وہ افہام کو دیکھنے لگی مگر افہام نے سراسر اگنور کیا۔۔

"لیکن۔۔۔میرا کالج تو ختم ہی ہو گیا ہے مسئلہ اتنا زیادہ بھی نہیں تھا۔ اُسے تھوڑا سا ڈانٹ دینا کافی نہیں تھا کیا؟"

وہ دیکھ تو عدنان صاحب کو رہی تھی مگر افہام جانتا تھا کہ وہ اُسے سُنا رہی ہے

"تمہارا کالج ختم ہوگیا ہے تو کیا ہوا تُم نے یونیورسٹی میں ایڈمیشن نہیں لینا کیا؟"

وہ اُس سے سوال کر رہا تھا

"ابھی میرا ارادہ نہیں۔۔۔شاید بریک لے لوں۔۔"

وہ نہیں جانتی تھی اُسنے جھوٹ کیوں بولا۔ وہ اپنا بریک لینے والا اِرادہ تُرک کر چکی تھی اور مختلف یونیورسٹیز میں اپلائی بھی کر چکی تھی۔

"جاؤ نشہ۔۔ یَشل کو بُلا لاؤ نکلنا چاہیے اب۔۔"

صبیحہ کی آواز پر وہ اُٹھنے ہی لگی جب ارمغان کے اشارے پر واپس بیٹھ گئی

"میں بُلا لاتا ہوں اُسے کچھ بات بھی کرنی ہے۔۔"

وہ بولتا ہوا حال سے نِکل کر کمرے میں آگیا جہاں یَشل اور عِزہ تھی

"تُم باہر جا سکتی ہو۔۔۔؟"

کمرے میں آتے ہی ارمغان نے عِزہ سے کہا تو وہ دونوں ارمغان کو دیکھنے لگی۔۔عِزہ کو عجیب سے شرمندگی محسوس ہوی وہ خاموشی سے باہر نِکل گئی تو ارمغان یَشل کے سامنے بیٹھا جو شاید کچھ دیر پہلے رو رہی تھی

"میری کوشش تو یہی تھی کہ میں بھی ساتھ چلوں لیکن افہام اور میرا یہاں رُکنا ضروری ہے۔ تُم پلیز اپنا خیال رکھنا اور فِکر مت کرنا پھپھو کو کچھ نہیں ہوگا۔۔"

ارمغان نے یَشل کو دیکھتے ہوئے کہا تو وہ سر ہلانے لگی۔ آنکھیں پھر آنسوؤں سے بھر آئی اور خارہ پانی رخساروں پر بہہ نِکلا

"یَشل یار۔۔۔کیوں رو رہی ہو عادِل انکل نے کہا تو ہے کہ سکینہ پھپھو ٹھیک ہیں پھر کیوں رو رو کے خود کو ہلکان کر رہی ہو"

ارمغان نے بولتے ہوئے انگوٹھوں کے پوروں سے اُسکے آنسو صاف کیے۔ یَشل نے نظر اُٹھا کر اُسے دیکھا تھا جو آنکھوں میں پریشانی لیے اُسی کو دیکھ رہا تھا

"میرا دِل بہت گھبرا رہا ہے۔۔"

وہ پھر سے رونے کی تیاری کرنے لگی تو ارمغان نے گہرا سانس لیا اور اُسکے مزید قریب ہو کر بیٹھا تو وہ گھبرائی۔ ارمغان نے بے اختیار ہی اُسے اپنے سینے سے لگایا۔ آنسوؤں کے ساتھ ساتھ وہ سانس لینا بھی بھول گئی۔ ارمغان کی حرکت پر اُسکی دھڑکن تیز ہوئی تھی وہ شاید زندگی میں پہلی بار اُسکے اِس قدر قریب تھی

"یَشل میری جان اللہ پر بھروسہ رکھو پھپھو بلکل ٹھیک ہونگی اور خدا نخواستہ اگر انکی طبیعت ٹھیک نہ بھی ہوئی تو انشاءاللہ وہ ٹھیک ہو جائیں گی اور تم جا تو رہی ہو اُنکے پاس اُنکا خیال رکھنا نا۔۔"

وہ پیار سے ایک ہاتھ اسکے بالوں پر پھیر رہا تھا اور دوسرے ہاتھ میں موجود اسکے ہاتھ کی پشت انگوٹھے سے سہلا رہا تھا۔ یَشل کو ٹھنڈے پسینے آنے لگے جند لمحوں بعد وہ آہستگی سے اس سے دور ہوئی۔

"تُم بھی اپنا خیال رکھنا۔۔۔"

وہ اُسکی طرف دیکھے بغیر بولی۔ اُسکے نظریں چُرانے پر ارمغان مسکرا دیا

"واپس کب آؤ گی۔۔۔"

ٹشوپیپر اُسکی طرف بڑھاتے ہوئے ارمغان نے سوال کیا۔ وہ رخسار اور ناک صاف کرنے لگی

"پتا نہیں۔۔۔ ایک مہینے میں یونیورسٹی شروع ہونے والی ہے۔ انشاءاللہ جلدی آجاؤں گی اگر ماما کی طبیعت ٹھیک ہوئی تو۔۔"

"پکا پرومس؟ جلدی آؤ گی نہ۔۔"

ارمغان کے سوال پر وہ بے اختیار ہی ہلکا سا ہنس دی۔ اُسکا انداز ہی ایسا تھا

NOVEL HUT

"پکا والا پرومس آجاؤں گی میں۔۔"

وہ مسکرا کر بولی تو ارمغان نے اُسکا گال کھینچا۔

"اچھا چلو اُٹھو سب انتظار کر رہے ہیں تمہیں اب نکلنا چاہیے۔۔"

وہ دونوں اُٹھے اور کمرے سے نِکل گئے

"کیا دیکھ رہے ہو۔۔۔"

ارمغان کچھ محسوس ہونے پر رُک گیا اور پیچھے مڑ کر دیکھنے لگا جس پر یَشل نے سوال کیا

"نہیں کچھ نہیں۔۔لاؤ یہ مجھے دے دو"

اُسکے ہاتھ سے سامان لیتا وہ ہال میں آگیا

☆☆☆☆☆

NOVEL HUT

"اِس ٹائم کِس کو کال کر رہی ہو۔۔۔"

آج ہفتے کا دِن تھا اور افہام کا آف تھا۔وہ کچھ دیر پہلے اُٹھا تھا۔ اُس نے نِشہ کو صحن میں ٹہلتا ہوا دیکھا تو اُسی کی طرف چلا آیا اور سوال کرنے لگا۔ نشہ نے بے دلی سے فون بند کیا اور چئیر پر بیٹھ گئی

"یَشل کو کر رہی ہوں۔۔ابھی تک تو پہنچ گئے ہوں گے کال پِک نہیں کر رہی وہ"

"تو ماموں یا ماما کو کرلو۔۔"

افہام کی بات پر نِشہ نے اُسے یوں دیکھا جیسے اُس کے پاس دماغ نہ ہو

"تمہیں لگتا ہے میں نے نہیں کی ہوگی؟"

"آپ کہہ کر بات کیا کرو مجھ سے۔۔۔"

افہام نے اُسے گھورا تو وہ آنکھیں گھُما کر رہ گئی

"اچھا ٹینشن نہیں لو وہ کال دیکھیں گے تو خود ہی کر لیں گے۔ جاؤ مجھے چائے بنا دو۔۔"

افہام نے اُس پر آرڈر جاری کیا تو انوشہ ائیبرو اچکا کر اُسے دیکھنے لگی

"ہنہہ۔۔حکم نہیں دو زیادہ تھکی ہوئی ہوں میں جا کر خود بنا لو۔۔۔"

وہ بولتی ہوئی چئیر سے اُٹھی اور اندر چلی گئی۔

"آدھا دِن بھی نہیں گُزرا ابھی سے شہزادی تھک گئی ہے۔۔۔ہنہہ"

اُسنے ہنکار بھرا۔۔وہ جیسے ہی اندر آئی تو اُسکی نظر عِزہ پر گئی

"عزہ۔۔افہام کو چائے بنا دو۔۔۔"

انوشہ بولتی ہوئی عطیہ کے کمرے میں چلی گئی

"آپی۔۔دیکھ نہیں رہی آپ کہ میں کام کررہی ہوں،،پلیز خود بنا لیں یا پھر قِرت سے کہہ دیں۔۔"

عزہ نے مصروف انداز میں پیچھے سے ہانک لگائی جسے نشہ نے سراسر نظر انداز کیا

"عِزہ۔۔تُم بنا لو قِرت کی اپنی طبیعت نہیں ٹھیک سو رہی ہے شاید وہ۔ میرے لیے بھی ایک کپ بنا دو۔۔"

آبی کی بات پر کتابیں بند کرتی وہ اُٹھ کھڑی ہوئی اور کچن چلی گئی

☆☆☆☆☆

"کیا۔۔۔اور یہ بات مجھے آپ اب بتا رہے ہیں؟؟"

وہ ہسپتال کے کوریڈور میں موجود تھی سولہ گھنٹے کے سفر کے بعد وہ صبح تقریباً گیارہ بجے کراچی سے لاہور پہنچی تھی اور یہاں آتے ہی جو خبر اُسے ملی وہ اُسکے پیروں کے نیچے سے زمین کھینچ گئی تھی۔۔۔بے یقینی کی کیفیت میں اُس نے عادِل کو دیکھا

سکینہ کا ایکسیڈنٹ نہیں ہوا تھا۔ سکینہ اپنی ایک دوست کی طرف گئی تھی،،،ویسے ڈرائیور ساتھ ہوتا ہے لیکن اس بار وہ خود گئی تھی اور واپسی پر گن پوائنٹ پر اُسے لوٹ لیا گیا تھا اور گاڑی کی چابی نہ دینے پر اُسے پیٹ میں گولی لگی تھی۔ گلی میں لگے کیمرا میں سب ریکارڈ ہونے کے باعث پولیس نے ایک حملہ آور تک رسائی حاصل کرلی مگر دوسرا ابھی تک فرار تھا۔پیٹ میں گولی لگنے کی وجہ سے سکینہ کی کنڈیشن کافی کریٹیکل تھی اور وہ ائی سی یو میں تھی۔

"اور ماموں آپ۔۔آپ نے بھی نہیں بتایا مجھے ؟"

یَشل عدنان کی طرف مڑی جن کے چہرے پر سولہ گھنٹے کی مسلسل ڈرائیو کی وجہ سے تھکن واضح تھی

"یہاں بیٹھو۔۔۔"

صبیحہ نے اُسے کندھوں سے پکڑ کر بینچ پر بٹھایا تو وہ ڈھہ سی گئی۔

"عادِل بھائی کو ہم نے ہی منع کیا تھا تمہیں بتانے سے۔ حقیقت بتا کر تمہیں پریشان نہیں کرنا چاہتے تھے۔ اور تُم ہمت کرو کچھ نہیں ہوگا سکینہ کو وہ بلکل ٹھیک ہو جائے گی دعا کرو میری جان سب ٹھیک ہو جائے گا۔۔"

صبیحہ نے اسکے آنسو صاف کیے اور اُسے سینے سے لگایا تو اُسکی جمع کی ہوئی ساری ہمت ختم ہوگئی اور وہ کسی بچے کی طرح بلک بلک کر رونے لگی۔ اپنی بھانجی اور بہن کی اِس حالت پر اُسکی آنکھیں بھی نم ہوگئی۔۔یہ منظر دیکھ کر لفٹ سے نِکل کر اُنکی طرف آتے رائد کے قدم وہیں رُک گئے۔ پہلے تو اُسے سمجھ نہ آیا کہ صبیحہ کے سینے سے لگی وہ لڑکی کون ہے لیکن عدنان اور صبیحہ کو دیکھ کر وہ سمجھ گیا کہ وہ لڑکی کوئی اور نہیں بلکے یَشل ریحان ہے۔ اُس نے بے اختیار ہی نچلا لب دانتوں تلے دبایا۔ اکثر رات کو آنے والے اِس لڑکی کے خیال نے اُسے کتنا ستایا تھا شاید وہ جانتی بھی نہیں تھی۔

"رائد۔۔وہاں کیوں رُک گئے ہو۔۔۔؟"

عادِل کی آواز پر رائد ہوش میں آیا۔عدنان اور صبیحہ نے بھی اُسکی طرف دیکھا تو وہ جلدی سے اُنکی طرف آیا

"السلام و علیکم انکل، آنٹی۔۔۔کیسے ہیں آپ؟"

"ہم ٹھیک ہیں بیٹا تُم بتاؤ۔۔۔"

عدنان صاحب نے مدھم مسکراہٹ کے ساتھ اُسے دیکھا

"میں تو ٹھیک ہوں لیکن عدنان انکل آپ بلکل بھی ٹھیک نہیں لگ رہے مجھے۔ آپ کو ریسٹ کرنے کی ضرورت ہے اتنی لمبی ڈرائیو کے بعد ڈائریکٹ ہاسپٹل آگئے ہیں۔۔آپ کی طبیعت خراب ہو سکتی ہے۔۔"

رائد کی بات پر عدنان صاحب نے سر ہلکا سا انکار میں ہلایا

"ارے نہیں برخودار۔ میں بلکل ٹھیک ہوں بس معمولی سی تھکن ہے کوئی بڑا مسئلہ نہیں۔"

عدنان صاحب اُس کے کندھے کو ہلکا سا تھپکتے ہوئے بولے تو وہ فقط مسکرا دیا

"رائد ٹھیک بول رہا ہے عدنان۔ بلاوجہ میں اپنی طبیعت خراب کردو گے تو بہتر ہے ریسٹ کرلو میری ڈاکٹر سے بھی بات ہوگئی ہے۔ سکینہ کی کنڈیشن تھوڑی خراب ہے لیکن اُسکی کل ایک سرجری ہوگی اور انشاءاللہ سکینہ ٹھیک ہوجائے گی۔یہاں رکنے کا بھی تو کوئی فائدہ نہیں نہ۔۔"

عادِل کی بات پر سب پہلے سے زیادہ پریشان ہو گئے۔ عدنان صاحب بینچ پر یَشل کے ساتھ بیٹھ گئے اور اُسکے سر پر ہاتھ رکھا جو صبیحہ کے کندھے پر سر رکھ کر خود کو مزید رونے سے روک رہی تھی۔

سامنے والی بینچ پر بیٹھا وہ شخص مسلسل اُسی کو دیکھ رہا تھا۔ اُسکی آنکھیں آج بھی اُسی دِن کی طرح سرخ تھی، روپ سجا سنورا نہیں تھا۔چھوٹی سے چٹیا بکھری ہوئی تھی۔ بھورے رنگ کی چادر شانوں سے پھسل کر نیچے آگئی تھی اور رو رو کر اُسکی ہچکیاں بندھ گئی تھی۔ وہ چاہ کر بھی اُس پر سے نظر نہ ہٹا سکا۔

☆☆☆☆☆

نہ چاہتے ہوئے بھی صبیحہ اور عدنان کے ساتھ اُسے دوپہر میں ہسپتال سے گھر آنا پڑا۔ گھر آتے ہی سب سے پہلے اُسنے بیگ سے کپڑے نِکالے اور فریش ہونے چلی گئی۔ وہ واشروم سے باہر آئی تو بیڈ پر کھانے کی ٹرے اور چائے کا کپ رکھا تھا۔ پہلے والے کپڑے صوفے پر رکھتی وہ ٹرے کو تھوڑا سا سائیڈ کرتی بیڈ پر بیٹھ گئی اور کراؤن سے ٹیک لگا لی۔ بیٹھتے ہی اُسکی نیند سے بوجھل آنکھیں بند ہونے لگی۔ چند لمحے ہی گزرے تھے جب وہ اُٹھ بیٹھی اور چند نوالے زہر مارے۔ نیند کو بھگانے کی غرض سے چائے کو حلق میں انڈیلا۔ گھر والوں کا خیال آتے ہی اُسنے پرس اُٹھایا اور فون نِکال کر چیک کیا تو بیشمار کالز آئی ہوئی تھی۔ اُسنے سب سے پہلے ارمغان کو کال بیک کی جو پہلی بیل پر ہی ریسیو کرلی گئی۔

"ہیلو۔۔۔ شکر ہے تُم نے کال تو کی۔۔" یَشل کی کال دیکھتے ہی اُس نے خدا کا شکر ادا کیا۔

"آپ جانتے تھے کہ ماما کو گولی لگی ہے؟"

یَشل نے بغیر کسی تاثر کے سوال کیا تو وہ خاموش ہوگیا۔

"پھپھو تو ٹھیک ہیں نہ؟"

"میں جو آپ سے پوچھ رہی ہوں مجھے وہ بتائیں۔۔"

یَشل ارمغان کا سوال نظر انداز کرتی سپاٹ لہجے میں بولی

"یَشل۔۔ہاں میں جانتا تھا لیکن یار۔۔" وہ بول ہی رہا تھا جب یَشل نے اُسکی بات کاٹی

"لیکن کیا ارمغان؟آپ نے مجھے بتایا کیوں نہیں جانتے ہیں ماما کی حالت کتنی خراب ہے۔؟" وہ تیز لہجے میں بولی۔

"میں تمہیں پریشان نہیں کرنا چاہتا تھا بڑوں نے بھی منع کردیا تھا بتانے سے۔۔"

وہ معصوم بنتا ہوا آہستگی سے بولا

"تو کیا یہاں آنے کے بعد پریشان نہیں ہوں میں؟ میری ماں موت سے لڑ رہی تھی اور مجھ سے سب نے جھوٹ بولا کہ وہ ٹھیک ہیں۔۔!"

اُسکے لہجے میں شکوہ برقرار تھا۔آنسو پلکوں کی باڑ توڑ کر باہر نِکلا۔

"لیکن اب تو تُم پھپھو کے پاس ہو نہ۔۔ اور ہم پہلے بتا دیتے تو لاہور پہنچتے پہنچتے پریشانی سے آدھی ہوجاتی تُم۔۔"

دوسری طرف اُسکی بات سُن کر وہ خاموش رہی اور بہتے ہوئے آنسو صاف کیے۔

"اچھا بتاؤ پھپھو ٹھیک ہیں؟ اور تُم؟ کھانا کھایا تُم نے ؟"

یَشل کے جواب نہ دینے پر ارمغان نے دِل میں آئے سوال کیے

"ہاں میں ٹھیک ہوں ماما بھی ٹھیک ہو جائیں گی اور میرا سر درد کر رہا ہے۔ بعد میں بات کرتے ہم۔ مُمانی اور آبی کا خیال رکھنا اللہ حافظ۔۔"

اپنی بات مکمل کرتے ہی اُس نے کال کاٹ دی اور دوبارا بیڈ کراؤن سے ٹیک لگاتی آنکھیں بند کر گئی۔ ایک بار پھر اُس پر نیند تاری ہونے لگی۔ چائے کا کوئی اثر نہ ہوا تھا۔

وہ ارمغان سے مزید بات کرنا چاہتی تھی وہ جی بھر کر رونا چاہتی تھی لیکن وہ اُس سے تھوڑی ناراض تھی اور وہ ارمغان کو ہرگز پریشان نہیں کرنا چاہتی تھی۔ وہ جانتی تھی کہ ارمغان لاہور پہنچے میں ذرا دیر نہیں لگائے گا

"یَشل سے بات کر رہے تھے آپ۔۔ ؟"

قِرت کی بات پر وہ اثبات میں سر ہلانے لگا اور اُسکی طرف دیکھا جو ہاتھ میں کھانا پکڑے کھڑی تھی

"بھائی۔۔۔ سکینہ پھپھو ٹھیک ہیں؟ بات ہوئی ہے آپ کی بابا سے؟"

قرت نے کھانا اسکے سامنے پڑی ٹیبل پر رکھتے ہوئے سوال کیا اور ساتھ ہی بیٹھ گئی۔

"ہمم۔۔بابا سے بات ہوگئی ہے میری اور پھپھو کی طبیعت ٹھیک نہیں۔ پیٹ میں گولی لگنے کی وجہ سے اُنکا کافی زیادہ بلڈ لاس ہوا ہے اور کافی اندرونی نقصان بھی۔ کل سرجری ہے اُنکی تُم دعا کرو انشاللہ وہ ٹھیک ہو جائیں گی۔۔"

ارمغان اُسے تفصیلی جواب دیتا ہوا بولا تو قِرت افسردہ ہوگئی اور آنکھوں سے خارہ پانی نکلنے لگا جسے وہ ہتھیلی سے رگڑ گئی۔ ارمغان نے اُسکا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیا

"قِرت بچے پریشان نہیں ہو۔۔ اللہ نے چاہا تو سب ٹھیک ہو جائے گا۔ مجھے یہ بتاؤ کہ ماما نے اور باقی سب نے کھانا کھایا؟"

ارمغان اپنے سامنے پڑی کھانے کی ٹرے پر ایک نظر ڈالتا ہوا بولا

"ہاں میں ابھی ماما کو کھانا دے کر آئی ہوں آبی نے بھی کھا لیا ہے بس ابھی جا کر اُن کو دوائی دے دوں گی اور۔۔آبی بول رہی تھیں کہ وہ ملتان جانا چاہتی ہیں۔۔۔"

یاد آنے پر قرت نے ذکر کیا تو ارمغان نے ہلکا سا سر ہلایا

"ہاں بابا کہہ رہے تھے کہ اُنکی ٹکٹ کروا دو وہ خود چلی جائیں گی۔۔لیکن میں سوچ رہا تھا کہ اُنکے ساتھ چلا جاؤں اور چھوڑ کر واپس آجاؤں طبیعت بھی تو اُنکی کچھ خاص ٹھیک نہیں۔۔"

"یہ بھی ہے۔۔ویسے تو ہمیشہ آنا جانا وہ خود ہی کرتی ہیں لیکن جیسے آپ کو ٹھیک لگے۔۔۔اچھا آپ کھانا کھائیں ٹھنڈا ہو رہا ہے میں آپ کے لیے چائے رکھ دیتی۔۔۔"

NOVEL HUT

وہ بولتی ہوئی اُٹھ کر دروازے کی طرف چلی گئی

"نہیں چائے پینے کا دِل نہیں کر رہا۔۔گرمی ہے کافی۔۔"

وہ کھانے کی ٹرے کو اپنی طرف سرکاتا ہوا بول تو قِرت سر ہلاتی کمرے سے نکلنے لگی پھر ارمغان کی آواز پر رُکی

"ارے سنو۔۔۔"

"جی بھائی؟"

"لِسٹ میں تمہارا نام آگیا ہے۔۔۔"

وہ اُسے بتا رہا تھا قِرت کے ہونٹوں کو گہری مسکراہٹ نے چھوا

"جی بھائی۔۔۔اگلے ہفتے سے یونیورسٹی جوائن کرنی ہے۔۔"

اُسکی خوشی کا اندازہ ہورہا تھا۔۔۔وہ مسکرا دیا

"تُم واقعی ٹیکسی میں جاؤ گی؟ اب تو میں بھی فری ہوں تمہیں چھوڑ آؤں گا اور افہام نے بھی تو آفر ماری تھی۔۔۔"

"آپ فکر نہیں کریں بھائی میں چلی جاؤں گی ٹیکسی میں آپ کی کچھ ٹائم پہلے ہی تو یونیورسٹی ختم ہوئی ہے آپ انجوائے کریں پھر جاب بھی کرنی ہے۔۔۔"

وہ بولتی ہوئی کمرے سے نِکل گئی

ارمغان نے بے دلی سے سامنے پڑے کھانے کو دیکھا۔ یَشل کو گئے پورے چوبیس گھنٹے بھی نہیں ہوئے تھے اور اُسکی بیچینی آسمان پر تھی اوپر سے سکینہ کی ٹینشن۔ وہ بیزار سی شکل بناتا کھانا کھانے لگا۔

☆☆☆☆☆

ارمغان سے بات کرنے کے بعد اُسکی آنکھ کب لگی وہ نہیں جانتی تھی۔ لیکن جب اُسکی انکھ کھُلی تو چھ بج رہے تھے۔ وہ جلدی سے اُٹھی اور واشروم چلی گئی منہ پر پانی کے چھینٹے مار کر باہر آئی بالوں کو کلپ میں قید کیا دوپٹہ پہننے کے بعد موبائل اور اپنی پرس اُٹھاتی وہ کمرے سے نکل کر لاونج میں آئی۔ گھر میں ملازمہ کے سوا کوئی نہیں تھا۔

"وہ جِن کے ساتھ آپ آئی تھیں وہ پانچ بجے ہسپتال چلے گئے تھے۔۔۔"

ملازمہ نے اُسکو یہاں وہاں نظریں دوڑاتے ہوئے دیکھا تو اُسے بتانے لگی۔ یَشل نے اُس کی بات سُن کر سر ہلایا اور بیرونی دروازے کی طرف بڑھی مگر ملازمہ کی آواز پر رُک گئی

"ہسپتال جارہی ہیں کیا آپ؟؟" ملازمہ نے سوال کیا

"جی ہاں۔۔وہیں جارہی ہوں۔۔"

"کچھ کھا لیتیں۔۔دوپہر میں بھی کھانا نہیں کھایا تھا آپ نے اور آپ کی طبیعت بھی ٹھیک نہیں لگ رہی مجھے۔۔۔"

"مجھے کچھ نہیں کھانا آپ بس مجھے سر درد کی گولی دے دیں۔۔۔"

وہ سر میں دوڑتا ہوا درد محسوس کر کہ بولی

"آپ خالی پیٹ دوائی کھائیں گی؟؟" جاتے جاتے ملازمہ رُک گئی اور سوال کیا

"ہاں خیر ہے۔۔۔کچھ نہیں ہوتا۔"

وہ بولتی ہوئی صوفے پر بیٹھ گئی تو ملازمہ دوائی لینے چلی گئی

"آپ دس منٹ تک انتظار کر سکتی ہیں؟ وہ رائد صاحب کسی کام سے گئے ہیں انہوں نے واپسی پر ہسپتال ہی جانا تھا۔ میں اُن کو کال کردیتی تاکہ واپسی پر وہ آپ کو بھی ساتھ لے جائیں۔۔"

ملازمہ نے سہولت سے بولتے ہوئے پانی سے بھرا گلاس اور دوائی یَشل کے سامنے پڑی میز پر رکھ دی

"اُسکا احسان لینے سے بہتر ہے کہ میں پیدل چلی جاؤں۔۔"

وہ صرف سوچ سکی

"نہیں مجھے جلدی جانا ہے اُسکو زحمت دینے کی ضرورت نہیں اور ہو سکتا ہے وہ ابھی تک ہاسپٹل جا چکا ہو۔۔"

اُسنے دوائی کھائی اور پانی کا گلاس حلق میں اُنڈیل کر باہر آگئی۔ گارڈ سے اُسنے رکشہ کروانے کا بولا۔ اگلے بیس منٹ میں وہ ہاسپٹل میں انٹر ہو رہی تھی۔

وہ اپنے مطلوبہ فلور پر آئی اور لفٹ سے نکلنے ہی لگی تھی جب اُسکی نظر سامنے وارڈ کے باہر کھڑی دو ایکٹرسز پر گئی جو صبیحہ کے ساتھ محو گفتگو تھی۔ وہ ویسے ہی کھڑی رہی لفٹ بند ہو گئی اور اُسے آخری فلور پر لے گئی۔ اُسے سمجھ نہ

آیا وہ کیا کرے سو وہ باہر ہسپتال کے صحن میں آگئی۔ صحن کافی وسیع تھا۔ وہاں کافی لوگ موجود تھے اور کچھ مریض بھی چہل قدمی کر رہے تھے وہ خاموشی سے جاکر ایک بینچ پر بیٹھ گئی۔ کچھ ہی دیر گزری تھی جب کوئی اُسکے ساتھ آکر بیٹھا۔ اُسنے چہرا موڑ کر اُسکی طرف دیکھا۔

رائد خٹک۔۔ یَشل نے حیرت سے اُس شخص کو دیکھا جو ایسے بیٹھا تھا جیسے اُسکے ساتھ اور کوئی نہ ہو۔

"تُم واپس اوپر جا سکتی ہو۔۔وہ ایکٹرسز چلی گئی ہیں۔۔"

وہ بغیر اُسکی طرف دیکھے بولا۔ یَشل کو ایک لمحے کے لیے حیرت ہوئی۔

"تُم جب نیچے آئی تو میں نے تمہیں دیکھا تھا۔ پھر اوپر جاکر تمہارے واپس آنے کی وجہ معلوم ہوئی۔۔آئی مین مجھے ایسا لگا کہ شاید تُم اُس وجہ سے واپ۔۔۔"

رائد نے اپنا رُخ اُسکی طرف کیا۔ وہ ابھی بول ہی رہا تھا جب یَشل نے بات کاٹی۔

"ایسا کچھ نہیں ہے۔۔۔۔" یَشل نے جلدی سے اُسکی طرف دیکھتے ہوئے اُسکی بات کو رد کیا۔

"اور میرے پیچھے آنے کی ضرورت نہیں تھی۔۔۔" وہ اب اُس پر سے اپنی نظر ہٹا گئی۔

"ہیں؟؟؟" رائد نے آنکھیں چھوٹی کر کہ حیرت کا اظہار کیا

"اور تمہیں یہ غلط فہمی کیسے ہو گئی کے میں تمہارے پیچھے آیا ہوں؟"

وہ ایک ایک لفظ پر زور دیتا ہوا بولا

"تو یہاں سیر کرنے آئے ہو کیا؟"

وہ دور وہیل چیئر پر بیٹھی ایک نوجوان لڑکی کو دیکھتے ہوئے بولی جو شاید ضبط کی آخری حدود پر تھی۔ یَشل کو ایسا لگا۔

"ہاں بلکل۔۔۔ تُم بھی تو وہی کرنے آئی ہو نہ۔۔"

رائد نے آنکھیں گھمائی تو یَشل نے چہرے کا رُخ اُسکی طرف کیا

"تمہیں کِس نے کہا کہ میں سیر کرنے آئی ہوں؟؟ میں صرف ٹائم پاس کر رہی۔۔"

یَشل نے اُس فضول شخص کو دیکھا جو بلاوجہ ہی اُسکی حواسوں پر سوار ہورہا تھا۔

"مان لو نہ کہ تُم اُن کا سامنا نہیں کرنا چاہتی تھی۔ نہیں چاہتی تھی کہ وہ تُم سے کوئی بات کریں اور اُن کو پتا لگ جائے کہ تُم سکینہ عادِل کی سگی بیٹی اور میری سوتیلی بہن ہو۔۔"

وہ سامنے دیکھتا ہوا سنجیدگی سے بولا اُسکے لہجے میں اتنا یقین تھا کہ یَشل کو لگا جیسے ساتھ بیٹھا شخص اچھے طریقے سے اسکا دِل اور دِماغ پڑھ سکتا ہو۔

"وہ کوئی آدم خور نہیں تھے جِن کا سامنا کرنے سے میں ڈروں گی اور چھپتی پھروں گی۔ خود سے اندازے لگانا بند کرو اور فری ہونے کی ضرورت نہیں۔"

وہ اپنی بات مکمل کرکہ رُکی نہیں بلکہ اُٹھ کر اندر چلی گئی۔ رائد کی نظروں نے دور تک اُس مغرور اور خودسر لڑکی کا پیچھا کیا۔۔وہ اس سے مزید بات کرنا

چاہتا تھا اور وہ اسکا پیچھا کرتے ہی صحن تک آیا تھا لیکن یَشل کے تو مزاج ہی نہیں ملتے تھے۔

""فضول کا نکھرا۔ جیسے کسی محل کی شہزادی ہو ہنہہ۔۔۔ کبھی اُسکو اچھا بھی لگوں گا کیا میں ؟ یا ہمیشہ اسکی نظر میں ایک بدتمیز انسان رہوں گا؟ لیکن میں نے تو کوئی بدتمیزی نہیں کی اِس کے ساتھ۔ فضول میں اوور ہوتی رہتی ہے "

وہ منہ بناتا خود سے بڑبڑایا تھا۔ چند لمحوں بعد مغرب کی آواز کانوں میں پڑی تو وہ بھی اُٹھ کر پرئیر روم میں چلا گیا۔

☆☆☆☆☆

NOVEL HUT

رات کے دس بج رہے تھے جب سکینہ کو ہوش آیا تھا مگر فلحال اُس میں اتنی ہمت بھی نہ تھی کہ وہ کچھ بول سکے۔ رائد وارڈ میں داخل ہوا تو سب وہاں موجود تھے سکینہ کے بیڈ کے قریب ہی کرسی پر وہ بیٹھی تھی۔ پیلے رنگ کا دوپٹہ اسکارف کی طرح پہنا ہوا تھا اسکے چہرے معلوم ہورہا تھا کہ وہ ابھی ابھی رو کر

خاموش ہوئی ہے۔ وہ گہرا سانس لیتا سکینہ کی طرف بڑھا اور اسکا سوجا ہوا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیا۔ سکینہ بامُشکل مسکرائی۔ تکلیف اُسکے چہرے پر واضح تھی اور رنگ زرد ہوگیا تھا۔ اپنی ماں کو دیکھتے ہی اُسکی آنکھیں بھر آئی اور ایک آنسو ٹوٹ کر گرا۔ سکینہ نے آنکھوں کے اشارے سے اُسے تسلی دی کہ وہ ٹھیک ہے۔

☆☆☆☆☆

"دیکھیں عادِل صاحب۔۔سرجری کامیاب ہوگی یا نہیں میں اس بارے میں کچھ نہیں کہا جا سکتا. کبھی کبھار جن سرجریز کے کامیاب ہونے کا چانس ستر پرسنٹ ہوتا ہے وہ بھی فیل ہوجاتی ہیں اور اکثر ایسے معجزے بھی ہوتے ہیں کے پیشنٹس موت کو چھو کر بھی واپس آجاتے ہیں۔۔۔ مختصریہ کے زندگی اور موت تو اوپر والے کے ہاتھ میں ہے۔ ہم ڈاکٹرز اور سرجنز تو صرف اپنا بیسٹ دیتے ہیں کہ پیشنٹ کی جان بچ جائے۔ اور آپ کے پیشنٹ کی اندرونی حالت کتنی کریٹیکل ہے یہ تو او آر (آپریشن روم) میں جاکر ہی پتا لگے گا۔ لیکن اُمید ہے

کہ ہمیں کامیابی حاصل ہوجائے گی۔ اقبال خان بہت اچھے اور بہترین سرجن ہیں تو آپ زیادہ ٹینشن نہیں لیں اللہ نے چاہا تو وہ ٹھیک ہو جائیں گی۔ آپ ایک بار سوچ کر ان پیپرز پر سائین کردیں تاکہ ہم سرجری کی تیاری شروع کریں۔"

یہ وہ گفتگو تھی جو سکینہ کے ڈاکٹر، عادِل اور عدنان کے درمیان تین گھنٹے پہلے ہوئی تھی۔ عدنان عادِل اور رائد اِس وقت آپریشن روم کے باہر بیٹھے تھے۔ عدنان کے زہن میں ڈاکٹر کی کہی گئی بات گردش کر رہی تھی جب سے سکینہ او آر میں گئی تھی تب سے اُنکی جان سولی پر لٹکی تھی۔

"پریشان نہیں ہو۔ انشاءاللہ سکینہ ٹھیک ہو جائے گی۔۔"

عادِل نے اپنا ہاتھ عدنان کے کندھے پر رکھا۔ وہ خود بھی ڈاکٹر سے بات کرنے کے بعد اپنی عزیز جان بیوی کے لیے کافی پریشان تھا مگر وہ ہمت نہیں ہار سکتا تھا۔

NOVEL HUT

☆☆☆☆☆

"وعلیکم السلام۔۔ہاں ہم ٹھیک ہیں تُم کیسی ہو؟ اور بچے تو ٹھیک ہیں نہ؟"

یَشل نے سلام پھیر کر صبیحہ کی طرف دیکھا جس نے ابھی ابھی نماز مکمل کی تھی اور مسلسل آنے والی کال کو پِک کر کہ کسی سے بات کر رہی تھی۔ یَشل نے اُن پر سے نظر ہٹائی اور دعا کے لیے ہاتھ اُٹھائے

"یَشل تو نماز پڑھ رہی ہے۔۔۔ہاں میں اُسے کہہ دوں گی وہ بات کرلے گی۔۔"

صبیحہ نے یَشل کی طرف دیکھا جو چہرا دعا کے لیے اُٹھائے ہاتھوں میں چھپائے یقیناً رو رہی تھی

"باجی۔۔۔آبی بھی کل ملتان چلی جائیں گی تو میں سوچ رہی تھی کے لاہور آجاؤں کچھ دیر پہلے میری عدنان سے بات ہوئی ہے لیکن میری پریشانی کم ہی نہیں ہورہی اور یَشل سے بھی آج صبح بات ہوئی تھی میری بچی اتنا رو رہی تھی کتنی تکلیف میں ہوگی۔ ایک پل کے لیے بھی مجھے چین نہیں آرہا۔۔"

بولتے بولتے عطیہ کی آواز بھیگ گئی تو صبیحہ نے گہرا سانس لیا اور آنے والے آنسوؤں کو روکا

"عطیہ کیوں پریشان ہورہی ہو۔۔اور تُم یہاں آجاؤ گی تو بچے اکیلے ہو جائیں گے وہ بھی پریشان ہو جائیں گے۔ سکینہ کی خیریت کے لیے دعا کرو بس یہ سرجری خیر سے ہوجائے تو سب ٹھیک ہو جائے گا۔۔"

وہ سمجھ رہی تھی کہ یقیناً عطیہ پریشان ہوگی لیکن لاہور آنے سے اُسکی پریشانی میں کمی تو ہرگز نہیں آئے گی اور جوان بچوں کو اکیلا چھوڑ کر یہاں آنا بھی تو ٹھیک نہیں تھا۔

یَشل نے جائے نماز لپیٹا اور صبیحہ کے ساتھ آکر بیٹھی۔ صبیحہ نے اُسکے بھیگے رخسار صاف کیے اور اُسے سینے سے لگایا۔ عطیہ سے مزید چند باتیں کرکہ کال کاٹی اور یَشل کی طرف متوجہ ہوئی

"یَشل۔۔۔تم اپنا فون نہیں دیکھا کیا؟ عطیہ بتا رہی تھی کہ ارمغان تمہیں صبح سے کالز کر رہا اُس سے بات کرلو وہ پریشان ہوگا۔"

صبیحہ کی بات پر یَشل نے ہونٹ چبایا۔

"آپ بات کرلیں۔۔میرا دل نہیں کر رہا۔"

بولتے ہوئے وہ اُٹھ کر پرئیر روم سے باہر نکل گئی اور اپنا فون دیکھا تو کل سے ارمغان کی بیشمار کالز لگی ہوئی تھی۔ اُس نے باقی سب گھر والوں سے آج بات کی تھی سوائے ارمغان کے وہ اُس سے ناراض نہیں تھی مگر بس وہ فلحال اُس سے بات نہیں کرنا چاہتی تھی۔۔۔ صبیحہ بھی اُس کے پیچھے چلتی ہوئی او آر کے باہر آگئی جہاں رائد، عدنان اور عادل پہلے سے موجود تھے۔ وہ دونوں جا کر بینچ پر بیٹھ گئی۔ کچھ دیر بعد اُس نے اکتا کر رائد کو دیکھا جو مسلسل یہاں سے وہاں ٹہل رہا تھا اور یَشل کو اُسکے ایسا کرنے سے شدید اُلجھن ہو رہی تھی

خود پر نظروں کی تپش محسوس کر کہ اُسنے یہاں وہاں دیکھا تو نظر یَشل پر گئی جو اُسی کو گھور رہی تھی۔ دو سیکنڈ کے لیے اُسکے قدم رُکے تھے بس ایک لمحہ لگا تھا اُسے یَشل کے یوں گھورنے کی وجہ سمجھنے میں۔ وہ خاموشی سے جا کر اپنی جگہ پر بیٹھ گیا تو یَشل نے اُس پر سے اپنی نظر ہٹائی۔

وہ اتنا بُرا نہیں تھا مگر اُسے لگتا تھا کیونکہ وہ اُسکی ماں کو چھین گیا تھا۔ یَشل کے حصے کی محبت اور توجہ لے گیا تھا۔ اور نفرت کرنے کے لیے یہی وجہ کافی تھی

وہ سوچ ہی رہی تھی جب او آر کا دروازہ کھُلا اور سرجن اقبال باہر آئے۔ عادل رائد اور یَشل ایک سیکنڈ کی دیر کیے بغیر اپنی جگہ سے اُٹھ کر اُنکی طرف بڑھے

"مجھے سمجھ نہیں آرہا میں سچویشن کو لفظوں میں کیسے بیان کروں۔۔"

وہ الجھتے ہوئے بولے

"کیا مطلب ہے آپ کا؟ امی ٹھیک ہیں؟ سرجری تو ٹھیک سے ہوئی نہ؟"

رائد کے سوال پر سرجن نے گہرا سانس لیا

"دیکھیں۔۔میں یہ نہیں کہہ سکتا کہ سرجری فیل ہوگئی ہے۔ مگر اُتنی کامیابی بھی حاصل نہیں ہوئی جتنی ہمیں اُمید تھی۔ ہمیں سرجری کے دوران بھی کافی کمپلیکیشنز کا سامنا کرنا پڑا لیکن مجھے یقین ہے کہ اب پیشنٹ کی حالت پہلے سے بہتر ہوگی۔۔۔ لیکن وہ زیادہ عرصے تک ٹھیک نہیں رہے گی۔ انفارچونیٹلی پیشنٹ کی ایک کڈنی فیل ہوگئی ہے اور دو سرجریز کے بعد بھی جگر کی حالت میں کچھ خاص فرق نہیں آیا اور اگر۔۔۔"

"کیا مطلب ہے تمہارا؟؟ کہنا کیا چاہتے ہو تُم۔۔"

سرجن اقبال تفصیل دے ہی رہے تھے جب رائد نے چلاتے ہوئے اُسکی بات کاٹی۔۔وہ اتنی زور سے چیخا تھا کہ فاصلے پر کھڑی یَشل سہم گئی اور صبیحہ جلدی سے اُٹھ کر رائد کے پاس آئی

"رائد۔۔۔مجھے بات تو کرنے دو۔"

عادل رائد کو پیچھے کرتے دوبارہ سرجن کی طرف مڑے

"معذرت۔۔۔ آپ کچھ بتا رہے تھے۔۔"

"اگر آپ اپنے پیشنٹ کی حالت کو نظر میں رکھتے ہوئے اُنکی ایک اور سرجری کروائیں گے تو شاید اُسکا کروانا، نہ کروانا ایک برابر ہوگا۔ یعنی سرجری کا سکسیس ریٹ صرف دیس سے پینتیس پرسنٹ ہوگا اور ایسا بھی ہوسکتا ہے کہ پیشنٹ مے ڈائی انڈر اینستھیسیا۔

(patient may die under anesthesia)

سرجن اقبال کی بات اُن سب کی سانس رک گئی تھی۔ اُنکے جاتے ہی یَشل صبیحہ کے سینے سے لگ کر رو پڑی تو وہ بھی ضبط کھو بیٹھیں۔

"فضول کی بکواس کر رہا ہے بس۔ اگر ابھی تک ٹھیک ہیں تو آگے کیوں ٹھیک نہیں رہیں گی؟ یہ کون ہوتا ہے اِس بات کا فیصلہ کرنے والا؟ ضرور اُسنے سرجری میں کچھ غلط کیا ہوگا۔۔"

وہ غصے میں بول رہا تھا جب عدنان نے اُسے بازو سے پکڑ کر بینچ پر بٹھایا۔ ضبط کی کوشش میں اُن تینوں کی آنکھوں میں بھی سرخی گھل گئی تھی۔ اپنی جان سے بھی زیادہ عزیز بیوی کی کنڈیشن پر عادل کا دِل کٹ کر رہ گیا تھا۔

☆☆☆☆☆

"السلام و علیکم۔۔کیسے ہو؟" اُسکے کال اٹینڈ کرتے ہی وہ بولی تھی۔

"ارے واہ۔۔تو فائینلی یَشل ریحان کو یاد آگیا کہ اُن کی زندگی میں ایک ارمغان قریشی نامی شخص بھی ہے۔۔"

اُسکے لہجے میں کوئی شکوہ، گِلہ یا ناراضگی کچھ بھی نہیں تھا۔۔وہ ہلکا سا مسکائی۔

"ہمم میں دیکھ رہی تھی کِس کا نمبر ہے۔۔" وہ اُس کے شرارتی لہجے پر ہنس دیا۔ یشل سکینہ کی طبیعت کو لے کر اب بھی پریشان تھی مگر وہ ارمغان سے بات کرنا چاہتی تھی کیونکہ یہی وہ شخص تھا جس کی آواز سن کر ہی وہ بہتر محسوس کرنے لگتی تھی اور وہ بیشک اس بات کی کتنی ہی نفی کرے، اس نے ارمغان کو یاد کیا تھا اور بہت زیادہ کیا تھا۔ صبیحہ کے یہاں ہوتے ہوئے بھی اگر اسے کسی کی ضرورت تھی تو وہ ارمغان تھا۔

"تمہیں پتا ہے کِتنے دِن بعد بات ہو رہی ہے ہماری؟"

وہ "کتنے" پر زور دیتا ہوا بولا۔

"کتنے دِن بعد بات نہیں ہو رہی۔۔صرف تین دن بعد ہو رہی ہے۔"

یَشل نے اُسی انداز میں بولتے ہوئے جتایا۔

"صرف تین دِن؟؟ تمہارے لیے ہونگے یہ 'صرف تین دن' میرے لیے اچھا خاصہ لمبا عرصہ تھا۔۔۔"

وہ شروع سے ہر روز اُسے دیکھتا آیا تھا اُسے عادت تھی تو بھلا اُسکا وقت کیسے اتنی آسانی سے گزر جاتا۔

"لمبا عرصہ؟ حد ہے۔۔"

وہ ہنسی تو دوسری طرف وہ مسکرایا۔

"کتنی پیاری لگ رہی ہوگی تُم اِس وقت ہنستے ہوئے۔۔۔"

اُسکی ہنسی رُکی تھی۔ وہ خاموشی سے ہونٹ چبانے لگی

"روتے ہوئے بھی بہت پیاری لگتی ہوں میں۔"

خاموشی تھوڑی طویل ہوئی تو وہ شوخ لہجے میں بولی

"بیشک۔۔تُم ہر حال میں بہت حسین لگتی ہو لیکن جب تک تُم میرے ساتھ ہو میں تمہیں کبھی رونے نہیں دونگا۔۔"

وہ گھمبیر لہجے میں بولا وہ بے اختیار ہی اپنے مسکراتے ہونٹوں پر ہاتھ رکھ گئی

"مجھے یقین ہے تُم اِس وقت بلش کر رہی ہو۔۔" وہ شاید مسکرا رہا تھا

"اوففف ارمغان چپ کرجاؤ۔۔۔" وہ بامُشکل مسکراہٹ روکتی ہوئی بولی

"اوہ مائے گاڈ۔۔تُم واقعی بلش کر رہی ہو کیا؟ اوففف۔۔۔"

وہ کسی بچے کی طرح خوش ہوتا ہوا بولا تو یَشل قہقہہ لگا کر ہنس دی۔ شاید پچھلے پانچ دنوں میں وہ پہلی بار اِس طرح ہنسی تھی اور آنکھوں میں نمی صرف ہنسنے کے باعث آئی تھی۔

"تُم ٹھیک ہو؟ اگر کہو تو میں آجاتا ہوں۔۔"چند لمحوں بعد وہ پوچھنے لگا۔

"اور تُم یہاں آکر کیا کرو گے۔۔؟"

"اسی طرح تمہیں ہنساتا رہوں گا۔ تُم بہتر فیل کرو گی۔ "

وہ اپنا ہاتھ سر کے نیچے رکھتا ہوا لیٹ گیا

"تم ڈیلی کال کر کہ بھی مجھے بہتر فیل کروا سکتے۔۔۔"

"اوہ۔۔۔بول کون رہا ہے جِس نے پورے تین دن میں کی گئی پچاس کالز میں سے ایک کال بھی رسیو نہیں کی۔۔۔"

اُسنے شکوہ کیا وہ مسکرائی

میں نے میسج کیا تو تھا کہ "

"I'll call you back later

وہ اُسے یاد دلاتی ہوئی بولی

"ارے یار اتنا بڑا احسان کرنے کی کیا ضرورت تھی؟"

"ضرورت تھی نہ۔۔۔اگر میں مسج نہ کرتی تو تُم لاہور پہنچ جاتے۔"

وہ یقین سے بولی تھی

"بلکل۔۔۔میں واقعی ایسا کر بھی دیتا لیکن اب تو تُم ویسے بھی آؤ گی نہ؟"

وہ سیریس ہوا تھا

"دیکھتے ہیں۔۔ابھی کچھ کہہ نہیں سکتی انشاءاللہ ماما ٹھیک ہو جائیں بس پھر میں آجاؤں گی اور اُس کے بعد سے ڈیلی تُم مجھے یونیورسٹی کے لیے پِک اینڈ ڈراپ دو گے۔"

"جیسا آپ کا حکم میڈم۔۔میں نے تو پہلے بھی آفر ماری تھی تُم نے ہی منع کیا تھا۔"

وہ اُسے ہمیشہ ہی کہتا تھا اور اتنی بار کہہ چکا تھا کہ یَشل بُری طرح سے اکتا چکی تھی

"لیکن اب میں بول رہی نہ۔۔۔لیکن تم تو یونیورسٹی جاؤ گے ہی نہیں اب۔۔"

یَشل کو یاد آیا کہ ارمغان کا آخری سیمسٹر ختم ہوگیا تھا اور اب وہ بلکل فری تھا۔

"تو کیا ہوا؟ آپ بس حکم کریں روز صبح آپ کی خدمت میں حاضر ہو جائیں گے۔"

اُسکی بات یَشل کے ہونٹوں پر خوبصورت مسکراہٹ بکھیر گئی

"اب اتنی بھی ظالم نہیں کہ ڈیلی صبح صبح تمہیں اتنی زحمت دوں۔۔لیکن گھر تو تُم ہی ڈراپ کرو گے۔۔"

"برائے مہربانی تُم فیصلہ کرلو کہ 'آپ' بولنا ہے یا 'تُم' بولنا ہے۔۔۔کہیں ایسا نہ ہو 'تُم' سے 'تو' تک کا فاصلہ بھی تُم اسی طرح تہ کرلو۔۔"

یشل قہقہہ لگا کر ہنس دی۔ وہ یہی بات پہلے بھی کئی بار اُسے بول چکا تھا مگر یَشل بی بی بھی اتنی آسانی سے سدھرنے والی نہیں تھی

"بھئی میں تو ایسی ہی ہوں۔۔۔اگر آپ کچھ کر سکتے تو کرلیں اور میں کبھی بھی تو تڑاک والی لینگویج نہیں یوز کر سکتی کسی کے لیے بھی۔۔"

وہ جتانے والے انداز میں بولی

"تو یعنی تُم کبھی آپ اور کبھی تُم ہی بولی رہو گی؟"

"جی بلکل ایسا ہی ہے۔۔۔چاہے جو مرضی ہو جائے میری یہ عجیب عادت کبھی ٹھیک نہیں ہونے والی اسی لیے آپ کوشش بھی مت کرنا۔۔"

"میں نے کیوں کوشش کرنی کچھ بدلنے کی؟ تُم جیسی ہو مجھے ویسی ہی عزیز ہو اور تمہاری ہر اچھی، بُری، اور عجیب۔۔ہر طرح کی عادت مجھے پسند ہے۔"

وہ نرم لہجے میں اپنی رو میں بولتے بولتے اچانک رکا اور مسکرا کے بات مکمل کی تو یشل کی دھڑکن کچھ بے ترتیب ہوئی۔ وہ پہلے کھلے لفظوں میں یوں اس کے لیے اپنی پسند کا اظہار نہیں کرتا تھا مگر اب تو جیسے بس موقع کی تلاش ہوتی تھی۔

"تُم پھر سے بلش کر رہی ہو کیا؟" وہ جیسے اکسائیٹڈ ہوا تھا

"جی نہیں۔ اب ہر بات بھی بلش کرنے والی نہیں ہوتی اور میں ماما کے وارڈ میں جارہی تو بعد میں بات کرتی ہوں ٹھیک ہے۔۔؟"

وہ گلابی چہرا اور مسکراتی آنکھوں کے ساتھ لفٹ میں قدم رکھ کر بٹن دباتی ہوئی بولی وہ ہنس دیا

"ہمم ٹھیک ہے اپنا اور سکینہ پھپھو کا خیال رکھنا۔۔پریشان بھی مت ہونا اورہاں۔۔کھانا بھی ضرور ٹائم سے کھا لینا۔۔"

وہ اُسے نصیحتیں کرتا ہوا بولا تو وہ مسکرائی

"ٹھیک ہے سر۔۔۔آپ بھی اپنا خیال رکھیں اللہ حافظ۔"

فون بند کرتی وہ پرس میں رکھ گئی۔۔کاش وہ اُسے بتا سکتی کہ وہ شخص کیسے صرف پانچ منٹ میں ہی اسکی ساری پریشانی دور بھگا دیتا تھا مگر شرم و حیا، جھجھک آڑے آجاتی تھی

یَشل کی کال بند ہوئی تو اُسنے قِرت کے کمرے کا رُخ کیا۔ وہ کمرے میں آیا تو وہاں کوئی نہ تھا واشروم کا بند دروازہ دیکھ کر وہ وہیں صوفے پر بیٹھ گیا۔ کچھ دیر بعد

واشروم کا دروازہ کھُلا لیکن نکلنے والی قِرت نہیں عِزہ تھی۔ ارمغان کو اچانک کمرے میں دیکھ کر وہ سٹپٹا گئی

"آپ۔۔" ارمغان کو خود بھی عجیب کیفیت نے اپنے گھیرے میں لیا۔

"اوہ سوری۔۔۔مجھے لگا کہ۔۔" وہ بول ہی رہا تھا جب عزہ نے عام لہجے میں بات کاٹی

"ارے کوئی بات نہیں۔۔میں تو آپ کو دیکھ کر ڈر گئی۔۔"

ہلکے پھلکے لہجے میں بول کر اُسنے ارمغان کی شرمندگی دور کرنا چاہی۔ وہ بیڈ کی طرف بڑھی اور دوپٹہ اُٹھا کر کندھوں پر پھیلایا۔۔

"آپ کو کوئی کام تھا کیا۔۔۔" وہ بیڈ پر اُس کے سامنے براجمان ہوگئی۔

"ہاں میں قِرت کو ڈھونڈتا ہوا آیا تھا۔۔۔" وہ اُسے دیکھتا ہوا بولا

"خیر تُم بتاؤ۔۔ کیسی جاری تمہاری چھٹیاں؟ پورا ہوگیا تمہارا بھی فرسٹ ائیر۔۔۔"

"کافی بورنگ ٹائم گزر رہا بیزاری ہونے لگی ہے سوچ رہی تھی سیکنڈ ائیر کی ایک دو کتاب لے آؤں بعد میں آسانی بھی رہے گی۔۔۔"

اُسے نہیں یاد تھا آخری بار اُسکی اِس طرح ارمغان سے اکیلے بیٹھ کر کب بات ہوئی تھی

"وہ بھی کوئی اتنا بڑا مسئلہ نہیں جب تک تُم خود سیریس ہو کر پڑھو۔۔یہاں وہاں کی چیزوں پر تھوڑا کم دھیان دینا۔۔"

اُسکی بات پر وہ خفیف ہو کر اُسے دیکھنے لگی

"اور آپ ایسے سیریس ہو کر بات کرنا۔۔۔بلکل بھی ہضم نہیں ہوتا مجھے۔۔"

اُسکی بات پر وہ ہلکا سا ہنس دیا۔ وہ تو ہمیشہ ہی اس کے ساتھ ایسے بات کرتا تھا۔ اس کی گھر میں سب کے ساتھ ہی زیادہ بنتی تھی مگر عزہ کے ساتھ وہ بہت زیادہ فرینک نہیں تھا شاید اس لیے کہ وہ چھوٹی تھی اور ایک ہی گھر میں رہتے ہوئے بھی دونوں کے بیچ کوئی خاص انڈر سٹینڈنگ نہ تھی۔

"لگتا ہے قِرت سے کوئی خاص بات کرنی تھی۔"

وہ گفتگو طویل کرنے کے غرض سے بولی تو وہ جو اٹھنے کا سوچ ہی رہا تھا اس کے سوال پر سر ہلانے لگا

"ہاں ویسے ہی بس۔۔۔"

"ارمغان۔۔۔آپ کی بھی تو گریجویشن ہوگئی ہے نہ۔ اب تو اچھی سی ٹریٹ دینا بنتی ہے۔"

"میری گریجویشن تو پُرانی بھی ہوگئی اب۔۔۔" وہ عادتا ہلکا سا ہنسا

"اتنی بھی پُرانی نہیں ہوئی۔۔۔" اُسنے منہ بسورا۔

"اچھا بھئی ٹھیک ہے۔۔۔ٹریٹ بھی دے دونگا اور کچھ؟"

وہ فورا ہی مان گیا کیونکہ اسے عزہ کے ساتھ یوں کمرے میں بیٹھ کر بلاوجہ کی گفتگو کرنا عجیب لگ رہا تھا۔ اسے تو ویسے بھی قرت سے بات کرنا تھی۔ اسے سر نفی میں ہلاتا دیکھ کر ارمغان کمرے سے نکل گیا جبکہ عِزہ کی تو باچھیں ہی کھل گئی۔

NOVEL HUT

☆☆☆☆☆

آہستہ آہستہ سکینہ پہلے سے تھوڑی بہتر ہو رہی تھی اُسے کل ہی بھرپور اصرار کرنے کے بعد ڈاکٹر سے اجازت ملنے پر ہسپتال سے گھر لایا گیا تھا اور ایک

فُل ٹائم نرس کا بھی انتظام کیا گیا تھا۔ سکینہ چل پھر نہیں سکتی تھی اور پہلے سے زیادہ کمزور ہوگئی تھی۔

"اپنا خیال رکھیئے گا میں کوشش کروں گا لاسٹ کلاس کی اٹینڈنس لگوا کے گھر آجاؤں۔۔"

وہ سکینہ کا ماتھا چوم کر بولا

"ناشتہ کیا ہے تُم نے؟" سکینہ نے سوال کیا

"جی ہاں میں ناشتہ کرچکا ہوں۔۔۔اب میں نکلتا ہوں دیر ہورہی ہے اللہ حافظ۔"

رائد بولتا ہوا کمرے سے نکل گیا۔ باہر آیا تو وہ ہاتھ میں سوپ کا باؤل لیے کچن سے نِکل رہی تھی۔

" گُڈ مارننگ سٹیپ سسٹر۔۔۔"

رائد نے خوشگوار لہجے میں اُسے مخاطب کیا۔ کھلا پجامہ اور شرٹ پہنے کندھے سے نیچے تک آتے آدھے بال کیچر میں قید تھے جبکہ دوپٹہ سر سے ڈھلک گیا تھا۔ وہ شاید کچھ دیر پہلے ہی اُٹھی تھی۔

"میرے ساتھ فری ہونے کی ضرورت نہیں اپنے کام سے کام رکھو اور پلیز جب تک میں یہاں ہوں ایسے پریٹنڈ کرو جیسے ہمارے درمیان کوئی رشتہ نہ ہو۔"

وہ ایک نگاہ غلط اس پر ڈال کر جانے لگی۔ اسے رائد کا اس طرح سے مخاطب کرنا ایک آنکھ نہ بھایا تھا۔

"رشتہ تو ہے۔۔۔وہ بھی بہت مزے کا۔ بلکل ہالی-ووڈ فلوں والا۔۔۔"

وہ مزے سے کہتا ہوا اُسے آگ لگا کر غائب ہوگیا۔ سوپ کی طرح اُسکے کانوں سے بھی دھوویں نکلنے لگے۔ وہ اُس پر لعنت بھیجتی سکینہ کے کمرے میں چلی گئی

"اب کیسا فیل کر رہی ہیں آپ؟"

گرم سوپ کا پیالہ سائیڈ ٹیبل پر رکھ کر وہ سکینہ کے ساتھ بیٹھی۔

"میری پیاری سی بیٹی سارا دِن تو میری خدمت میں گزار دیتی ہے پھر تو ظاہر ہے میں پہلے سے بہتر ہوں۔۔"

سکینہ کی بات پر یَشل ہلکا سا مسکرائی اور سوپ اُٹھا کر اُسکو تھوڑا ٹھنڈا کرنے لگی۔

"عادِل آفس چلے گئے؟"

سکینہ نے سوال کیا

"ہاں جی۔۔۔ وہ رائد سے دس پندرہ منٹ پہلے ہی نکلے تھے وہ اور اب جلدی جلدی ٹھیک ہو جائیں آپ عادِل انکل آپ کی ٹینشن میں کمزور ہو گئے ہیں۔۔"

یَشل کی بات پر وہ دونوں ہی ہنس دیں

"ارے ہاں۔۔۔ صبح فجر کے بعد ماموں اور صبیحہ خالہ کراچی پہنچ گئے تھے۔"

وہ اُٹھ کر بیٹھنے میں سکینہ کی مدد کرتی ہوئی اُسے بتانے لگی

"چلو اچھی بات ہے یہ تو خیر خیریت سے پہنچ گئے۔۔"

وہ دونوں کل ہی واپسی کے سفر پر روانہ ہوئے تھے

"اور تُم؟ تمہاری یونیورسٹی نہیں ہے کیا؟ آبی سے بھی کل بات ہوئی میری تو وہ تمہارا پوچھ رہی تھیں۔۔۔"

"ہاں آبی سے بھی بات نہیں ہوئی تین چار دن سے۔۔۔وہ تو ملتان واپس بھی چلی گئی ہیں۔۔۔"

وہ سوپ کو پھونک مارتی ہوئی بولی تو سکینہ نے سر اثبات میں ہلایا۔۔۔

"جہاں تک بات کے یونیورسٹی کی تو میرا نیا سیمسٹر ابھی سٹارٹ نہیں ہوا ہے اور ہو بھی جائے تو وہ کوئی بڑا مسئلہ نہیں ہے۔ ضرورت پڑنے پر میں سیمسٹر فریز بھی کروا سکتی۔"

اُس نے سوپ سے بھارا ہوا چمچ سکینہ کی طرف بڑھایا

"لو جی۔۔۔اب ایسا بھی کچھ نہیں ہوا مجھے کے تُم سیمسٹر فریز کروا کہ اپنا وقت ضائع کرو۔ دیکھو بلکل ٹھیک ہوں میں اور نرس ہے تو سہی رائد بھی ہے عادل بھی تو اتنا خیال رکھتے ہیں۔۔"

سکینہ اُسکے ہاتھوں سے بدذائقہ سوپ پیتے ہوئے بولی۔ یہ حادصہ ہونے سے پہلے تک سکینہ چاہتی تھی کہ یشل اس کے پاس آجائے مگر اب سکینہ ایسا نہیں چاہتی تھی۔ وہ چاہتی تھی یشل واپس چلی جائے۔بیشک بعد میں آجائے مگر

نجانے کس خیال کے تحت اسے یشل کا صبیحہ اور عدنان کے بغیر یہاں رکنا ٹھیک نہیں لگ رہا تھا۔

"جی ہاں میں جانتی ہوں کہ آپ ٹھیک ہیں اور میرے جانے کے بعد آپ کا خیال رکھنے والے بہت لوگ ہیں لیکن میں تو نہیں ہوں نہ۔۔! "

یشل کی بات پر سکینہ تھکے تھکے انداز میں اسے دیکھ کر رہ گئی۔ جتنے دکھ وہ یشل کو دے چکی تھی اور اس کے باوجود یشل کی محبت پر اس کی آنکھوں میں نمی اترنے لگی۔

"تمہیں کچھ کہنے کا فائدہ ویسے بھی نہیں۔ شروع سے ہی ضدی ہو۔۔"

گہرا سانس لے کر سکینہ نے بحث سے پہلے ہی ہار مان لی تو وہ ہنس دی۔ سیمسٹر فریز کروانا ہے یا نہیں یہ بات سکینہ کی کنڈیشن پر ڈپینڈ کرتی تھی۔ مگر اُسے یہ بات معلوم نہیں تھی کہ شاید نہیں یقیناً اُسکا سیمسٹر فریز ہونا تھا اور اُسکی وجہ سکینہ کی طبیعت نہیں بلکہ کچھ اور ہوگی۔

☆☆☆☆☆

وہ کِچن میں بیٹھی سیب کاٹ رہی تھی جب عزہ آئی اور اُسے دیکھ کر وہیں بیٹھ گئی۔

"کیا ہوا۔۔؟" قِرت نے مسلسل عزہ کی نظریں خود پر محسوس کی تو ایک نظر اُسے دیکھ کر سوال کیا پھر اپنے کام میں مصروف ہو گئی۔

"تُم۔۔۔ تمہیں افہام بھائی اچھے لگتے ہیں۔"

وہ پلیٹ سے سیب کا ٹُکڑا اُٹھا کر کھاتی ہوئی بولی تو قِرت کے سیب کاٹتے ہاتھ رُک گئے اور دِھڑکن تیز ہوئی تھی چہرے پر گھبراہٹ نظر آنے لگی کیونکہ یہ راز تو اُس نے کبھی کسی کو بتایا ہی نہیں تھا صرف وہ اور اُس کا رب جانتا تھا پھر یہ کیا۔۔۔

"دِماغ چل گیا ہے کیا تمہارا۔۔" وہ پل میں خود کو نارمل کرتی ہوئی بولی۔۔

"نہیں بھئی میرے دِماغ کو تو کُچھ نہیں ہوا لیکن یہ تمہاری رنگت کیوں اُڑ رہی ہے۔۔۔"

عزہ نے بولتے ہوئے قِرت کا چہرا پکڑ کے اپنی طرف کیا تو وہ اُسے آنکھیں دِکھانے لگی

"اوففففف۔۔۔چھوڑو مُجھے اور تمہیں یہ بات کِس نے بتائی۔۔۔"

قِرت نے اپنے چہرے سے اُسکا ہاتھ ہٹایا اور دِل میں آیا سوال کرنے لگی۔ بھلا اُسے کیا معلوم تھا کہ یہی سوال اُسے پھنسا دے گا

"مجھے کِس نے بتائی؟ اوہ۔۔۔یعنی میرا اندازہ غلط نہیں۔۔تُم واقعی افہام بھائی میں انٹرسٹڈ ہو۔"

عزہ نے کہنی ٹیبل پر ٹِکائی اور ہاتھ کی مُٹھی بنا کر ٹھوڑی کے نیچے رکھتی ہوئی بولی۔ نظریں ابھی ابھی قِرت پر تھی جِس کے ایکسپریشنز کو وہ بھرپور انجوائے کر رہی تھی۔اب تو قِرت بُری طرح پھنس چُکی تھی۔۔۔

"تُم سچ میں پاگل ہوگئی ہو۔ میں نے ایسا کُچھ نہیں کہا۔"

قِرت جلدی سے بولتے ہوئے چئیر سے اُٹھی۔ وہ بس اِس کِچن سے نِلکنا چاہتی تھی۔۔۔

"لیکن تُم نے اِس بات سے اِنکار بھی تو نہیں کیا ابھی تک اور بیٹھو یہاں واپس۔۔۔"

عزہ کی بات پر قِرت نے خونخوار نظروں سے اُسے دیکھا۔۔۔

"تُم نہ۔۔بچ جاؤ مجھ سے اور چھوڑو مجھے ماما کو سیب دینے جانا ہے بے عزت کردیں گی وہ مجھے۔۔"

قِرت عزہ کو چھُری دکھاتے ہوئے بولی اور بازو چھُڑوا کر سِنک پر رُک کے ہاتھ دھونے لگی

"اگر ایسی بات ہے تو ٹھیک ہے پھر۔۔۔میں افہام بھائی سے ہی پوچھ لیتی۔۔۔"

عزہ سکون سے کندھے اُچکا کر بولی اور چئیر سے اُٹھی کر کِچن سے نِلکنے لگی۔ جانتی تھی یہ والا تیر نشانے پر لگے گا۔

"عزہ۔۔۔عزہ نہیں اوففف خدایا۔۔۔کیا مسئلہ ہے آخر تمہارے ساتھ۔۔۔"

قِرت نے جلدی سے عزہ کی بازو پکڑ کر اُسے پیچھے کھینچا کچن کا دروازہ بند کیا اور تنگ آکر اُسے دیکھنے لگی جو سکون سے بازو باندھے کھڑی تھی۔۔۔

"خبردار۔۔خبردار اگر تُم نے افہام سے کُچھ بھی کہا تو۔۔"

قِرت اُسے اُنگلی دِکھا کر بولی۔

"اوہو۔۔افہام؟" عزہ نے اُسکے بھائی نہ بولنے کی طرف اِشارہ کیا۔۔قِرت گڑبڑائی اور اُسے گھور کر واپس چئیر پر بیٹھی۔۔

"تُم اُن سے کُچھ نہیں پوچھو گی۔۔ سمجھ آگئی تمہیں؟"

عزہ اُسکے سامنے آکر بیٹھی تو قِرت نے تنبیہہ کیا وہ سر ہلانے لگی۔۔۔

"تو مطلب۔۔افہام بھائی کو کچھ نہیں پتا۔ تُم پاگل ہو تُم نے اُنکو کیوں نہیں بتایا۔۔"

عزہ نے پہلے تو سکون سے کہا پھر اُس بیوقوف کو گھورنے لگی

"اِس میں پاگل والی کیا بات ہے بھلا؟ میں بس نہیں بتا سکتی میرے اندر ہمت نہیں ہے اور اگر انہوں نے ریجیکٹ کردیا تو؟ میری اپنی نظروں میں انسلٹ ہو جائے گی اور پھر میں ایک ہی گھر میں اُن کے ساتھ کیسے رہوں گی؟"

قِرت کی ساری بات سُن کر عزہ نے گہرا سانس لیا

"قِرت یار۔۔۔یہ سب تو تب کی بات ہے نہ جب وہ تمہیں ریجیکٹ کریں گے لیکن اگر انہوں نے ریجیکٹ نہ کیا تو؟ اور تمہارے اِس ڈر کے چکر میں انہیں کوئی لڑکی پسند آگئی تو۔۔"

عزہ اُسے سمجھانے لگی

"کیا پتا انہیں پہلے سے ہی کوئی لڑکی پسند ہو۔۔۔"

وہ اُداسی سے ہلکی آواز میں بولی جِس پر عزہ کو کرنٹ لگا۔۔۔

"کیا کیا؟ دوبارا بولنا۔۔افہام بھائی کو لڑکی پسند؟ یہ تمہیں کِس نے۔۔"

عزہ بول ہی رہی تھی جب عطیہ بیگم کِچن میں داخِل ہوئی

"کِچن کا دروازہ کیوں بند ہے اور تُم نے کب سے دو سیب نہیں کاٹے؟"

عطیہ قِرت کو گھورنے لگی تو اُس نے جلدی سے پلیٹ اُٹھا کر اُنکی طرف بڑھائی۔ وہ پلیٹ پکڑتی باہر نِکل گئی تو قِرت بھی اُنکے پیچھے ہی چلتی ہوئی لاونج میں آگئی۔۔

"قِرت بتاؤ نہ۔۔تمہیں افہام بھائی نے خود کہی ہے یہ بات؟"

عطیہ باہر صحن میں چلی گئی تو عزہ نے دوبارا سوال کیا۔قِرت نے سر نفی میں ہلایا۔۔

"نہیں لیکن وہ اُس دِن ارمغان بھائی افہام سے کہہ رہے تھے کہ اُن کو اب لڑکی ڈھونڈھ کر شادی کر لینی چاہیے تو انہوں نے کہا کہ لڑکی نظر میں ہے اُن کی لیکن کنفرم نہیں اُن کو کہ وہ لڑکی مانے گی یا نہیں۔۔ریجیکٹ بھی کر سکتی انہیں۔"

قِرت نے ساری بات اُسے بتا دی اور آخر میں اُس کی اواز بھر آئی۔ وہ رونے کے لیے تیار بیٹھی تھی۔۔

"قِرت یار۔۔اگر ایسی کوئی بات ہے تو بھائی واقعی پاگل ہیں۔لیکن انہیں بھی کیا معلوم کے اتنی پیاری سی لڑکی خاموشی سے اُن کی محبت میں گرفتار ہو گئی ہے۔ قسم سے اگر انہیں بھنک بھی پڑ گئی نہ وہ ضرور تمہاری محبت کو ایکسپٹ کر لیں گے۔۔اور تُم دعا کرو وہ لڑکی انہیں ریجیکٹ کر دے یا پھر۔۔۔کیا پتا وہ تمہاری ہی بات کر رہے ہوں؟"

عزہ اُسکے ہاتھ پر ہاتھ رکھتی ہوئی بولی تو وہ نم آنکھوں سے اُسے دیکھنے لگی

"ہو بھی سکتا ہے لیکن یار نہیں۔۔انہوں نے کبھی صاف لفظوں میں کچھ بولا ہی نہیں نہ ہی کبھی ایسا فیل کروایا۔ اور تمہیں پتا ہے اتنے دِن ہوگئے ہیں انہوں نے مجھ سے ٹھیک سے بات نہیں کی۔۔"

ایک آنسو پلکوں کی باڑ توڑ کر باہر نِکلا۔۔۔

"ارے ارے میری جان۔۔رونا نہیں پاگل ہو کیا؟ اچھا میں بھائی سے بات کروں گی مطلب میں اُن سے پوچھوں گی کہ اُن کو کون پسند ہے۔۔لیکن مُجھے نہیں لگتا کہ ایسی کوئی بات ہو سکتی ہے مطلب ماما نے بھی بہت بار بھائی سے پوچھا ہے وہ ہمیشہ یہی کہتے ہیں کہ انکو فلحال کِسی میں انٹرسٹ نہیں۔۔"

عزہ نے اُسکو ہلکا سا ہگ کیا اور بہتا ہوا آنسو صاف کیا۔قِرت نے گہرے سانس لے کر خود کو مزید رونے سے روکا۔۔

"اور تُم سے بات نہ کرنے والی بات تو میں نے بھی نوٹ کی ہے۔۔۔کوئی لڑائی ہوئی کیا تُم دونوں کی؟"

عزہ نے کسی انویسٹیگیٹر کی طرح سوال کیا

"نہیں یار پتا نہیں کیا مسئلہ ہے تمہارے بھائی کو۔۔۔"

قِرت نے بیزار ہو کر کہا

"اچھا تو تُم بھائی سے جا کر پوچھو انہیں کیا مسئلہ ہے دیکھنا وہ ضرور بتا دیں گے دو تین بار پوچھنے پر۔۔"

"وہ بھی دیکھ لیتے لیکن تُم افہام کو کُچھ نہیں بتاؤ گی کہ میں ان میں انٹرسٹڈ ہوں یا ایسا کُچھ بھی۔۔۔"

قِرت اُسے انگلی دکھا کر بولی تو وہ اثبات میں سر ہِلا گئی۔۔

"بہت یسینی ہو تم۔۔بتایا کیوں نہیں مجھے؟"

عزہ نے دانت پیستے ہوئے اُسکی بازو پر چونٹی کاٹی

"اوففف بدتمیز عورت۔۔۔" قِرت نے بازو سہلاتے ہوئے اُسے گھورا پھر مزید بولی

"ویسے ہی بس میں نے سوچا تم میرے بارے میں پتا نہیں کیا سوچو گی۔"

اُسکی بات پر عزہ نے آنکھیں چھوٹی کر کہ اُسے دیکھا

"میں کیوں کچھ اُلٹا سیدھا سوچوں گی؟ مجھے تو بہت خوشی ہوری تمہاری فیلنگز جان کر۔۔"

وہ قِرت کو ہگ کرتی ہوئی بولی تو قِرت اُداسی سے مُسکرا دی۔ اسے حقیقتا خوشی ہوئی تھی۔ بھلا اس سے اچھی بات اور کیا ہو سکتی تھی؟ قرت اس کے بھائی میں دلچسپتی رکھتی اور وہ قرت کے بھائی میں۔۔۔یقینا وقت آنے پر قرت اس کو سپورٹ کرے گی یہ سوچ ہی اسے خوشی دے رہی تھی۔

"اچھا چلو اُٹھو چائے پینے کا دِل کر رہا میرا۔ افہام بھائی کہہ رہے تھے کہ وہ بھی جلدی آئیں گے اُن کے لیے بھی اچھی سی چائے بناؤ جا کر ویسے بھی تمہارے ہاتھ کی چائے پسند ہے انہیں۔۔"

عزہ نے چھیڑنے والے انداز میں اُسے کہا تو قِرت مسکراہٹ روک کر اُسے گھورنے لگی

"اِس گھر میں میرا کام صرف چائے بنانا رہ گیا ہے۔۔"

وہ بولتی ہوئی اُٹھ کر لاونج سے باہر نِکل گئی۔ وہ جیسے ہی باہر آئی اُسے افہام کی پُشت نظر آئی جو اپنے کمرے میں داخل ہو چُکا تھا اور اب وہاں کوئی نہیں تھا۔ قرت کے قدموں کے ساتھ ساتھ سانس بھی رک گیا۔

"انہوں نے سب سُن لیا کیا؟" دِل میں سوال آیا

"اتنی اچھی قِسمت کہاں اب میری۔۔۔"

وہ بڑبڑاتی ہوئی کچن چلی گئی۔۔اب اُسے کیا معلوم وہی تو قِسمت کی دھنی ہے۔۔۔

☆☆☆☆☆

NOVEL HUT

"چائے پئیں گے آپ؟" کمرے کے دروازے سے ہلکا سا سر اندر کرکہ اُسنے افہام سے سوال کیا وہ خاموش رہا۔۔ اپنے اگنور ہونے پر وہ یقیناً ہرٹ ہوئی مگر ویسے ہی کھڑی اُسکے جواب کا انتظار کرنے لگی۔

"جب چائے بنا چکی ہو تو یہ سوال کیسا؟"

کچھ دیر کی خاموشی کے بعد وہ بغیر دیکھے بولا تھا قرت منہ بناتی اندر آئی

"آپ کے لیے نہیں بنائی ویسے ہی تھوڑی زیادہ بن گئی تھی۔"

سائیڈ ٹیبل پر چائے رکھ کر اُسنے افہام کو دیکھا جو فون میں ایسے گھسا ہوا تھا جیسے اُس سے زیادہ ضروری کام اور کوئی نہ ہو۔ وہ اُسے دیکھنے لگی۔

"افہام۔۔۔"چند لمحوں بعد وہ بولی تھی مگر وہ ہنوز فون میں مصروف رہا

"کیوں کھڑی ہو؟"چائے کا کپ اُٹھا کر اسنے لبوں سے لگایا

"ناراض ہیں کیا آپ مجھ سے۔۔؟"

اُسنے ہمت کر کہ اُس سے سوال کیا۔۔ پچھلے دو منٹ میں ایک بار بھی اُس شخص نے نگاہِ غلط اُس پر نہ ڈالی تھی

"تمہیں کِس نے کہا۔۔۔۔؟" افہام سیدھا ہو کر بیٹھا

"مجھے ایسا فیل ہوا۔۔۔"وہ انگلیاں مروڑتی ہوئی بولی

"اوہ؟؟ آپ فیل بھی کرتی ہیں۔۔۔؟"

وہ مکمل طور پر اُسکی طرف متوجہ ہوا اور مصنوئی حیرت سے بولا۔ اس کے طنز پر وہ جھلا گئی۔

"افہام یار۔۔۔۔اب میں نے کیا کردیا ہے۔۔؟"

وہ بیڈ پر بیٹھتی ہوئی اُکتائے ہوئی لہجے میں بولی تو افہام سنجیدگی سے اُسے دیکھنے لگا۔ اسے اچانک ہی احساس ہوا کہ قرت نے عرصہ پہلے اسے بھائی بولنا چھوڑ دیا جس کا سہی سے نوٹس وہ اب لے رہا تھا۔

"پہلے بھئیا اور اب سئیاں۔۔؟" اس نے یہ جملہ کئی بار سوشل میڈیا پر سنا تھا۔ اب جب دماغ میں ابھرتو اس نے بےاختیار خود پر لعنت بھیجی اور سر جھٹکا۔

"بتائیں نہ کیا ہوا ہے؟ بات ہی نہیں کرتے آپ سہی سے مجھ سے اگر بتائیں گے نہیں تو مجھے کیسے پتا لگے گا؟"

اُسکے لہجے میں جھنجھلاہٹ کی رمق تھی

"بہت جلدی احساس نہیں ہو گیا تمہیں میری ناراضگی کا؟"

وہ گھور کر بولا

"جو پوچھا ہے وہ بتائیں۔۔۔" اُسنے افہام کی گھوری کو نظر انداز کیا

"پہلے تو تُم مجھے یہ بتاؤ کہ مجھ سے اتنی پڑدہ داری کب سے کرنے لگ گئی تُم؟"

قِرت نے نہ سمجھی میں اُسے دیکھا

"میں نے کونسا پڑدہ کیا ہے۔۔۔" وہ اُسکی بات کا یہی مطلب سمجھی تھی

"تُم نے مجھے بتایا کیوں نہیں کہ تمہارا ایڈمیشن ہوگیا ہے یونیورسٹی میں۔ جس دن ماموں اور امی لاہور گئے اُس دِن تُم نے صاف صاف لفظوں میں کہا تھا کہ تمہیں بریک چاہیئے اور پھر جب میں نے ماموں سے کہا کہ میں تمہیں یونیوورسٹی پِک اینڈ ڈراپ دے دونگا تو تُم نے کیوں منع کیا۔۔۔"

اُسنے غصے میں بولتے ہوئے ہاتھ میں پکڑا فون بیڈ پر پٹخا۔ قِرت نے زبان دانتوں تلے دبائی اُسنے تو سوچا ہی نہیں تھا کہ وہ اِس بات پر ناراض ہوسکتا ہے۔ قِرت کا ایڈمیشن کچھ ٹائم پہلے ہی قریبی یونیورسٹی میں ہوگیا تھا۔ اُسے دو ہی دِن ہوئے تھے یونیورسٹی جاتے۔ افہام نے عدنان سے کہہ دیا تھا کہ وہ قِرت کو پِک

اینڈ ڈراپ دے دے گا لیکن جب یہ بات عدنان نے قِرت سے کہی تو اُسنے سہولت سے انکار کردیا اور ٹیکسی لگوانے کا کہہ دیا

"وہ جھوٹ تو میں نے۔۔غلطی سے بول دیا تھا اور آپ آفِس جاتے ہیں آپ کو مشکل ہوگی میری وجہ سے۔۔۔"

وہ منمناتی ہوئی بولی

"آخر ایسا کون سا بزنس کرتا ہوں میں کہ مجھے پریشانی ہوگی؟"

اُسنے دانت کچکچائے تھے

"بزنس نہیں کرتے لیکن پھر بھی جانے سے پہلے مجھے یونی ڈراپ کریں گے پھر کلاسز ختم ہونگی تو بینک سے نِکل کر پِک کریں گے پھر گھر ڈراپ کریں گے پھر واپس بینک جائیں گے۔بیشک یونیورسٹی راستے میں پڑتی ہے لیکن پھر بھی بلاوجہ کی تکلیف ہے یہ!"

وہ قِرت کی بات پر اچھا خاصہ جھنجھلایا

"فضول کے بہانے نہیں بناؤ۔تُم میرے ساتھ نہیں آنا چاہتی بات اِتنی سی ہے۔"

اُسکی بات پر وہ گڑبڑا گئی

"نہیں ایسا کچھ نہیں ہے۔۔"

"تو پھر کیسا ہے ؟" اُسکے سوال پر وہ خاموش رہی

"کیسے بتاؤں کے گزرتے وقت کے ساتھ عام سی کشش محبت کا روپ اختیار کر رہی ہے۔"

وہ اُسکے سنجیدہ چہرے کو دیکھتے ہوئے سوچ رہی تھی۔ کاش وہ اپنی سوچ کو لفظوں کا روپ دے سکتی۔ قِرت کے یوں بے اختیار ہو کر دیکھنے پر چند لمحوں کے لیے وہ بھی اُس کے سحر میں جکڑ گیا مگر قِرت بروقت ہوش میں آئی۔

"ہاں ایسا ہی ہے میں آپ کے ساتھ نہیں آنا چاہتی۔۔"

وہ جان بوجھ کر اُسے مزید زچ کرنے لگی

"تو پھر یہاں کیا کرنے آئی ہو؟"

اچانک لہجہ پتھریلا ہوا تو قِرت نے تھوڑی بے یقینی سے اُسکے پل میں بدلتے روپ کو دیکھا۔ اس نے غصے سے مٹھی بھینچی اور اُٹھ کر کمرے کے کھلے دروازے کی طرف چل دی

"میں صرف بات کلئیر کرنے آئی تھی۔۔"

بغیر کسی تاثر کے بول کر نکلنے ہی لگی تھی مگر اگلے پی پل اُسے اپنا دِل حلق میں محسوس ہوا تھا

"اگر عِزہ نہ کہتی تو تُم نے کون سا یہ بات 'کلئیر' کرنے آجانا تھا۔"

وہ اُسکی پشت دیکھ کر لفظ پر زور دیتا ہوا بولا اور دوبارا بیڈ کراؤن سے ٹیک لگا کر لیٹ گیا۔ وہ ویسے ہی اضطراب کی کیفیت میں ڈور ناب پر ہاتھ رکھے کھڑی رہی

"تُم اپنا گھبرایا ہوا چہرا میری طرف کرکہ بھی کھڑی ہو سکتی ہو۔ ایٹلیسٹ مجھے بوریت نہیں ہوگی۔"

افہام کی سنجیدہ سی آواز اُسکے کانوں سے ٹکرائی۔ قرت کا دل کیا کہ بغیر ایک قدم بھی اٹھائے وہ کسی طرح وہاں سے غائب ہوجائے۔ مزید ایک سیکنڈ ضائع کئیے بغیر وہ کمرے سے نکل گئی۔

"وہ خواب تھا؟ یا حقیقت؟"

ادھ کھلے دروازے کو دیکھتے ہوئے اُس نے خود سے سوال کیا تھا۔

☆☆☆☆☆

"انہوں نے سب سُن لیا کیا؟نہیں نہیں نہیں یہ کیسے ہو سکتا ہے یا میرے اللہ۔۔۔"

وہ جب سے افہام کے کمرے سے نِکل کر اپنے کمرے میں آئی تھی تب سے ہی یہاں سے وہاں چکر کاٹتی وہ مسلسل خود سے باتیں کر رہی تھی۔ دِل ابھی تک زور و شور سے دھڑک رہا تھا اور جان جسم سے جاتی ہوئی محسوس ہو رہی تھی

"اوففف میرے خدا آج کہ دِن ہی انہیں بینک سے جلدی آنا تھا؟"

وہ بری طرح جھنجھلا کر بیڈ کر بیٹھی

"مگر تُم تو چاہتی تھی نہ کہ افہام کو پتا لگ جائے۔"

دِل کے کسی کونے سے سوال اُٹھا تھا

"مگر مجھے کیا پتا تھا کہ انہیں واقعی ہی پتا لگ جائے گا میری فیلنگز کے بارے میں اور وہ بھی اِس طرح؟ اوف وہ کیا سوچ رہے ہونگے میرے بارے

میں۔۔۔تُم بھی اول نمبر کی بیوقوف ہو بھلا لاونج بھی کوئی جگہ ہے ایسی باتیں کرنے کی؟ساری غلطی اُس واحیات عِزہ کی ہے۔ بھلا وہ کون سا وقت اور جگہ تھی وہ سوال پوچھنے کی؟ اِس سے بہتر تو انہیں کبھی عِلم ہی نہ ہوتا۔۔"

اُسے اب اپنی بیوقوفی پر غصہ آرہا تھا ساتھ ہی ساتھ اُس نے عِزہ کو بھی کوس ڈالا۔ وہ مسلسل اُونچی آواز میں بڑبڑا رہی تھی اُسکا دِل چاہا کے اپنا سر پیٹ لے

"کِس کو عِلم نہ ہوتا۔۔؟" صبیحہ کی آواز پر وہ تقریباً کرنٹ کھا کر بیڈ سے اُٹھی

"کک۔۔کچھ نہیں وہ بس۔۔" وہ اُسکی کی اچانک آمد پر تھوڑی گھبرائی

"مجھے لگا تم کال پر بات کر رہی ہو لیکن تمہارے ہاتھ میں تو فون ہی نہیں۔۔۔"

صبیحہ نے دھلے ہوئے کپڑوں کو صوفے پر رکھتے ہوئے کہا

"نہیں وہ۔۔میں بور ہو رہی تھی تو خود سے بات کر رہی تھی۔۔"

وہ خجل سی ہوئی۔ صبیحہ نے قِرت کو ایسے دیکھا جیسے اُسکی ذہنی حالت پر شعبہ ہو

"یہ دھلے ہوئے کپڑے تمہارے اور عِزہ کہ ہیں۔ شاید ایک دو سوٹ نشہ کا بھی ہو لیکن بہرحال اپنے اپنے کپڑے الگ کر دینا۔۔"

وہ صوفے پر پڑے کپڑوں کی طرف اشارہ کرتی کمرے سے نکل گئیں

"اوفف اتنے زیادہ کپڑے ہیں۔۔۔" اس نے کپڑوں کا ڈھیر دیکھتے بڑبڑاہٹ کی۔

"نِشہ بھی پتا نہیں کدھر ہے۔۔" وہ ابھی سوچ ہی رہی تھی جب واشروم کا دروازہ کھُلا اور گیلے بال ٹاول سے رگڑتی وہ واشروم سے باہر نکلی۔ نِشہ کو دیکھتے ہی قِرت کا اوپر کا سانس اوپر اور نیچے کا نیچے رہ گیا

"تت۔۔۔ تُم واشروم میں کیا کر رہی تھی؟"

آواز حلق میں پھنستی ہوئی محسوس ہوئی تھی

"ہیں؟ کیا مطلب واشروم میں کیا کر رہی تھی؟ دیکھ نہیں رہی نہانے گئی تھی۔۔"

قِرت کے بے تکے سوال پر نِشہ نے عجیب نظروں سے اُسے دیکھا اور اپنے گیلے بالوں کی طرف اشارہ کیا۔ وہ جب سے کمرے میں آئی تھی پانی گرنے

کی یا ایسی کوئی بھی آواز اُسکی سماعتوں سے تو نہ ٹکرائی تھی۔ تو کیا مطلب؟ نِشہ ابھی تک کی گئی اُسکی ساری بکواس سُن چکی تھی؟ وہ سوچ رہی تھی۔۔

"تمہاری شکل کیوں ایسے ہوگئی ہے جیسے کوئی جِن بھوت دیکھ لیا ہو۔"

نِشہ نے گیلا ٹاول بیڈ پر پھینکتے ہوئے کہا اور شیشے کے سامنے جاکر کھڑی ہوگئی۔

"ہاں تو۔۔تُم ہی اچانک چُڑیل کی طرح نمودار ہوئی ہو۔۔۔"

وہ لہجہ نارمل کرتی ہوئی بیڈ پر بیٹھی۔ وہ چاہ کر بھی اندازہ نہ لگا سکی کہ نشہ نے کچھ سُنا تھا یا نہیں۔۔دماغ سن ہونے لگی۔

"لو جی۔۔۔تُم ایسے بول رہی ہو جیسے میں نے تمہارے چوری پکڑ لی ہو۔"

اُسکا لہجہ عام سا تھا لیکن قِرت کو حلق میں کانٹے اُگتے ہوئے محسوس ہوئے۔

"تُم۔۔اِس واشروم میں کیوں گئی تھی؟ میرا مطلب اپنے کمرے کے واشروم میں کیوں نہیں گئی۔۔"

دل میں آیا ہوا سوال کیا

"میرے واشروم کی لائٹ خراب ہوگئی تھی اِس لیے۔۔۔"

وہ چہرے پر کچھ لگا رہی تھی

"اچھا سنو۔۔یہ کپڑے رکھ کے گئی ہیں پھپھو لپیٹ دینا میں تھکی ہوئی ہوں میرا دِل نہیں کر رہا۔۔"

وہ صوفے پر پڑے کپڑوں کی طرف اِشارہ کرتی ہوئی بولی

"ہاں ہاں پورا پاکستان تُم ہی تو سنبھال رہی ہو۔۔"

نِشہ نے طنز کیا تو قرت نے اُسے گھورا

"اوففف آج یونیورسٹی میں ٹف دِن گزرا ہے میں تھک گئی ہوں نہ۔۔"

"میں نہیں کر رہی بھئی تمہارے اور عِزہ کے کپڑے ہیں اپنا کام خود کرو۔۔"

وہ گیلے بالوں میں برش کرتی ہوئی بولی۔ قِرت زچ ہوتی کمرے سے واک آؤٹ کر گئی۔ اُسکے جانے کے بعد نا جانے کتنی دیر نِشہ ویسے ہی کھڑی گہری سوچ میں گُم رہی۔

☆☆☆☆☆

"ہیلو اسلام و علیکم امی۔۔۔جی میں آمنہ کے گھر آگئی ہوں آپ فِکر نہیں کریں دو تین گھنٹے تک میں گھر آجاؤں گی۔۔ ٹھیک ہے اللہ حافظ۔"

عِزہ کا فرسٹ ائیر مکمل ہوگیا تھا اور اب اُسکی چھٹیاں تھی۔ شام کے چار بج رہے تھے جب وہ آمنہ کے مسلسل منتیں کرنے پر اُسکے گھر پہنچی اور صبیحہ کی "اسکے گھر پہنچتے ہی مجھے کال کرنا" والی نصیحت یاد کرتے اُسے اطلاع دی اور ٹھنڈا پانی حلق میں اُنڈیلا۔

"یہ تمہارا کزن ہے نہ؟" آمنہ فیس بک کی ایک آئی ڈی اُسکے سامنے کرتی ہوئی بولی۔ وہ جو سکون سے دونوں پاؤں اوپر کرکہ صوفے پر بیٹھی تھی سکرین پر جگمگاتا بڑا بڑا "ہادی قُریشی سینٹ یو آفرینڈ ریکویسٹ" دیکھ کر جھٹ سے سیدھی ہوئی اور آگے ہوتے اسکے ہاتھ سے فون جھپٹا

"اِدھر دکھاؤ۔۔۔ہائے اللہ کتنا گھنا میسنا ہے یہ!"

وہ آئی ڈی کھول کر دیکھتی ہوئی بولی وہ واقعی گھنا میسنا ہادی قُریشی ہی تھا۔۔۔

"آنے دو ذرا آنے دو۔۔۔کالج ختم ہوتے ہی ناردرن ایریاز کی سیر پر نکل گیا ہے واپس تو آنے دو اِسکے کارنامہ بہت نظروں کے سامنے آرہے اجکل۔۔اچھے سے سیر کرواؤں گی میں اِس کو۔۔"

وہ پہلے بھی انسٹاگرام اور فیسبُک پر لڑکیوں کی پکچرائز کے نیچے اُس کے کچھ کمینٹس دیکھ چکی تھی اور وہ اُسکی سوشل میڈیا والی چند ایک دوستوں کو بھی ریکویسٹ بھیج چکا تھا۔ وہ اُسکی پول کھولنے کا فُل اِرادہ کیے ہوئے تھی۔ اُسکے ریکشن اور انداز پر آمنہ بے اختیار ہی ہنس دی اور اُسکے ہاتھ سے اپنا فون لیا۔۔۔

"ہمم۔۔۔۔کزن تو اچھا خاصہ ہینڈسم ہے تمہارا۔۔"

وہ فیس بک پر اپلوڈ اُسکی کچھ تصویریں دیکھتی ہوئی بولی

"ہاں۔۔۔بس دور دور سے ہی پیارا ہے۔ ویسے تو میٹر شاٹ کرنے میں ایک سیکنڈ کی بھی دیر نہیں کرتا۔۔"

وہ تفکر سے کہتی ہوئی سنیکس کی پلیٹ اُٹھا گئی

"گھر میں تو رہتا نہیں وہ تمہارے ساتھ پھر بھی تُم اُسکے پیچھے ہاتھ دھو کر کیوں پڑی ہو۔۔۔"

اُسنے فون بند کیا اور سنگل صوفے سے اٹھ کر اُسکے ساتھ آبیٹھی۔۔۔

"ہنہہ۔۔۔جب بھی آتا ہے دماغ خراب ہی کر کہ رکھ دیتا ہے وہ بھی بلاوجہ میں۔ خدا واسطے کا بیر ہے اُسے مجھ سے۔۔"

"اُسے بیر ہو یا نہ ہو۔۔ لیکن تمہیں ہر دوسرے بندے سے خدا واسطے کا بیر ہوجاتا ہے اتنا مجھے پتا ہے۔ میں تو سوچتی ہوں ہماری دوستی پتا نہیں کیسے ہوگئی ہے۔"

وہ اپنی بات پر خود ہی ہنس دی تو عِزہ نے اُسے گھور کر دیکھا۔ کالج میں اسکی کسی سے نہیں بنتی تھی۔

"جی نہیں اگر ہادی سے میری لڑائی ہوتی بھی ہے تو میری اچھی خاصی بنتی بھی ہے اُس سے لیکن بس اکثر بہت فضول بکواس کرتا ہے۔۔۔"

مزے سے بتاتی وہ آخر میں بدمزہ ہوئی تو آمنہ ہنس دی۔۔۔

"ویسے تمہاری ہر کسی سے تھوڑی بہت بنتی ہے سوائے "یَشل ریحان" کے۔۔"

وہ یَشل کے نام پر خاصہ زور دے کر بولی اور غور سے اُسکے چہرے کے تاثرات دیکھے۔ عِزہ نے منہ بنایا

"اُسکی تو بات ہی مت کرو۔۔۔لاہور میں ہوتے ہوئے بھی اچھا خاصہ موڈ خراب کر کہ رکھ دیا ہے اُس نے میرا۔۔"

وہ ارمغان کی بات یاد کر کہ کڑہتی ہوئی بولی

"کیوں بھئی؟ اب اُس حسین لڑکی نے کیا کر دیا؟"

آمنہ کے حسین لڑکی کہنے پر وہ اُسکی طرف مڑ کر گھورنے لگی

"حسین لڑکی۔۔۔؟" عِزہ نے ائیبرو اچکائی

"ارے یار۔۔۔میں تو خدا کی تخلیق کی تعریف کر رہی۔۔۔"

وہ سادگی سے بولی۔۔

"پیاری تو وہ واقعی ہے۔۔اتنی اچھی لگتی تھی نہ وہ مجھے لیکن اوفف جب سے ارمغان اور اُسکا ٹاکہ فِکس ہوا ہے نہ وہ میرے دِل سے اُترنے لگی ہے۔۔۔"

اُسنے گہری سانس ہوا کے حوالے کی۔۔

"ویسے عِزہ۔۔تمہیں یقین ہے کہ اُن دونوں کا چکر ہے؟"

"نہیں۔۔لیکن لگتا تو یہی ہے۔"

اُسکے ذہن کی سکرین پر یَشل اور ارمغان کا ایک ساتھ ہنسنا مسکرانا گھومنے لگا

"تمہیں میں کیا ہی بولوں عِزہ۔۔۔بلاوجہ ہی تُم نے دل میں نفرت پال رکھی ہے اُس بیچاری کے لیے۔ اب اُسے الہام تو نہیں ہوا نہ کہ ارمغان کے عشق میں تمہارا پور پور ڈوبا ہوا ہے"

وہ تاسف سے بولی تو عزہ نے سر جھٹکا۔ تھی تو حقیقت لیکن اُسے کیا۔۔۔وہ خود بھی نہیں جانتی تھی مگر یشل اس کے دل سے اترنے نہیں لگی

تھی۔ وہ بس اس سے حسد کرنے لگی تھی کیونکہ جس انسان کی تمنا اس نے کی تھی وہ یشل ریحان کا تھا۔

"باہر موسم کتنا خوبصورت ہوگیا ہے۔۔۔"

وہ اُڑتے ہوئے پڑدے اور کھڑکی سے نظر آنے والے حسین بادل دیکھتی ہوئی بولی

"چلو اُٹھو پھر باہر چلیں۔۔۔"

آمنہ صوفے سے اُٹھی اور اسکی بھی بازو پکر کر اُٹھانا چاہا

"کدھر باہر۔۔۔۔" وہ اپنی جگہ سے اُٹھی اورپیروں میں جوتا پہنے لگی

"پارک چلتے ہیں اور کہاں جائیں گے۔۔۔"

اُن دونوں نے پہلے عافیہ سے اجازت لی اور باہر چلی گئی۔ گلی سے نکلتے ہی روڈ کے اُس پار پارک تھا۔

"اِسے تو چھوڑ آتی۔۔۔میرے گھر میں کوئی چور نہیں رہتے۔۔"

عِزہ کے شولڈر پر لٹکتا سلِنگ بیگ دیکھ کر آمنہ بولی تو عِزہ نے وہی بیگ پکڑ کر اُسکے سر پر مارا

"جب بھی کرنا بکواس ہی کرنا۔۔۔وہ تو میں نے ویسے ہی اُٹھا لیا تھا۔"

وہ دونوں ایک بینچ پر جا کر بیٹھ گئی تیز چلتی ہوا سے عزہ کے لمبے بال اُڑتے اُسکے منہ پر لگ رہے تھے جنہیں وہ ایک ہاتھ سے پکڑے ہوئے تھی پھر خیال آنے پر چھوٹے سے بیگ سے کلپ نکال کر بالوں کو قید کیا۔

"دیکھا۔۔اِس کام آتا ہے یہ بیگ اسی لیے ہر جگہ ساتھ لے کر گھومتی ہوں۔"

وہ جتانے والے انداز میں بولی تو آمنہ نے آنکھیں گھمائی

"تو کِس نے کہا ہے حسین زلفیں کھول کر آؤ۔۔۔ایوین کوئی جِن وِن اسیر ہو جائے گا تمہارا۔۔۔"

وہ اُسے ڈرانے والے انداز میں بولی

"اوہ اچھا؟ اور اپنے بارے میں کیا خیال ہے بڑی اماں؟"

"میرے تو بال ہی چھوٹے سے ہیں۔۔"

وہ اپنے کاندھے تک آتے سیدھے سلکی بالوں کو ہاتھ لگاتی ہوئی بولی۔۔۔

"دیکھاؤ کیا کچھ ہے تمہارے بریف کیس میں۔۔"

وہ بالوں کو کان کے پیچھے اڑاستی ہوئی بولی اور اُسکا چھوٹا سا بیگ کھولا۔۔ اندر ہاتھ ڈالتے ہی اُسنے سب سے پہلے چھوٹی سی ڈائیری باہر نِکالی۔۔۔

"ادھر واپس کرو یہ۔۔۔" عِزہ نے اُسکے ہاتھ سے ڈائیری لینا چاہی۔۔

"اوہ۔۔کارون کا خزانہ فائینلی میرے ہاتھ لگ ہی گیا۔"

وہ ڈائیری دور کرتی بینچ سے اُٹھ کر عِزہ سے دور ہوئی۔ لوگوں کا خیال کرتی عزہ دانت پیس کر رہ گئی۔ آمنہ یہاں سے وہاں چکر کاٹتی اُسکی ڈائیری پڑھنے لگی۔ ڈائیری چھوٹی چھوٹی تحریریں، غزلین، بے شمار شعر و شاعری سے بھری پڑی تھی۔

NOVEL HUT

"اوففف کتنی بکواس لکھ رکھی ہے تُم نے اِس میں۔۔۔"

کچھ دیر بعد ہی وہ واپس بینچ کر بیٹھ گئی اور ڈائیری اپنے ساتھ ہی رکھ لی۔۔

"یہ واپس کرو مجھے۔۔۔کارون کے خزانے سے کچھ کم اہمیت نہیں رکھتی یہ میرے لیے۔"

اُسنے ساتھ بڑھا کر آمنہ کے دائیں طرف پڑی ڈائری کو اُٹھانا چاہا

"چپ کرو۔۔۔اور تُم نے مجھے بتایا نہیں کیوں لاہور میں بیٹھی یَشل نے تمہارا موڈ خراب کردیا۔۔۔"

آمنہ نے ڈائری تک پہنچنے والا ہاتھ پیچھے کیا اور یاد آنے پر کہا

"اوف۔۔ہمارے درمیان صرف یَشل ہی رہ گئی ہے کیا بات کرنے کے لیے۔۔"

وہ تھوڑی خفیف ہوئی

"جی ہاں۔۔بات تُم نے ہی شروع کی تھی اب بتاؤ نہ مجھے۔۔"

آمنہ نے تجسس سے پُر انداز میں پوچھا

"یار ارمغان کی گریجویشن ہوگئی ہے تو میں نے ویسے ہی اُسے کہا تھا کہ ٹریٹ دے ہمیں اور وہ مان بھی گیا تھا۔ پھر کل دوبارا ذکر چھِڑا تو وہ کہنے لگا " یَشل کا انتظار کرلیتے ہیں وہ آئے گی تو اچھی سی ٹریٹ دوں گا" اوففففف میری تو دعا ہے کہ وہ واپس ہی نہ آئے۔۔۔"

وہ سخت اُکتائے ہوئے لہجے میں بولی

"اب یہ تو ممکن ہی نہیں کہ وہ لاہور میں ٹِک جائے۔۔۔ واپس تو اُس نے ویسے بھی آنا ہی ہے۔"

آمنہ اُسکے عِلم میں اضافہ کرتی ہوئی بولی۔۔۔

"اوہ مائی گاڈ۔۔اتنی بڑی انفاریشن کیسے ملی تمہیں؟"

عِزہ نے حیران ہونے کی بھرپور ایکٹنگ کی

"عِزہ۔۔۔بچ جاؤ کہیں ایسا نہ ہو کہ میں یہیں تمہاری قبر کھود دوں!" اُسنے دانت پیسے

"ہاہے ظالم سماج (اُسنے دہائی دی) پہلے شادی تو ہوجائے میری پھر جو کرنا ہوگا کرلینا۔۔۔"

"بہت شوق ہورہا ہے شادی کا۔۔۔" آمنہ اُسے کندھا مارتی ہوئی بولی

"اور نہیں تو کیا۔۔۔ہائے کتنی حسین لگوں گی میں ارمغان کی دلہن بن کر۔۔۔"

وہ آنکھیں بند کرکہ خود کو دلہن کے روپ میں تصور کرنے لگی اور ٹھنڈی سی ہوا اُسکے وجود کو سکون پہنچا گئی۔

"ہارون بھائی کی دلہن بن کر زیادہ خوبصورت لگو گی۔۔"

کان میں ہونے والی سرگوشی پر اُسنے پٹ سے آنکھیں کھول کر آمنہ کو خونخوار نظروں سے گھورا

"وہ جو قبر تُم نے یہاں کھودنی تھی نہ میری۔۔۔خدا کی قسم میں تمہیں ہی اُس میں دفن کردوں گی اگر مزید فضول بکواس کی تو۔۔۔"

وہ بھڑک اُٹھی تو آمنہ نے جلدی سے کان پکڑے

"سوری سوری سوری۔۔۔شرم نہیں آرہی اکلوتی دوست پر غصہ کرتے ہوئے۔۔۔"

وہ نچلا ہونٹ باہر نکال کر رونے کی ایکٹنگ کرتی ہوئی بولی

"لعنت ہو۔۔واحیات۔۔"

عِزہ نے مسکراہٹ روکی تو آمنہ نے بھی قہقہہ لگایا۔ آدھا گھنٹہ مزید یہاں وہاں کی ہانکنے کے بعد اندھیرا ہونے لگا تو وہ گھر چلی گئی اور تقریباً آٹھ بجے عِزہ کی گھر واپسی ہوئی تھی

☆☆☆☆☆

آج چوتھا دِن تھا وہ افہام سے کتراتی پھر رہی تھی۔ اگر وہ کہیں نظر آجاتا تو وہ دم دبا کے بھاگ جاتی۔ ہمیشہ کی طرح وہ روز رات اُسکے لیے چائے تو بناتی لیکن پچھلے تین دنوں سے چائے کمرے میں لے کر جانا عزہ کی ڈیوٹی بن گئی تھی۔ جبکہ قِرت کے مقابلے افہام بلکل نارمل تھا۔ اُسکا رویہ بات کرنے کا انداز لہجہ پہلے جیسا ہی تھا۔ لیکن قِرت باجی اُس سے بات ہی کب کر رہی تھی؟ وہ کچھ بول دیتا تو دیکھے بغیر مختصر سا جواب دیتی پھر یہ جا وہ جا۔ افہام نے اُسکا کترانا اچھے سے محسوس کیا تھا لیکن اُس نے کچھ نہیں کہا تھا نہ ہی اُسے تنگ کرنے کی کوشش کی تھی وہ نہیں چاہتا تھا کہ قِرت کسی بھی طرح ان-کمفرٹیبل فیل کروائے لیکن افہام سے بھاگتے آج اُسے چوتھا دِن بھی مکمل ہوگیا تھا اور اب وہ عاجز آرہا تھا اور پھر آج بھی قِرت کی جگہ عِزہ کو چائے لاتا دیکھ کر وہ اندر تک سُلگ کر رہ گیا

"یہ چائے تُم نے بنائی ہے۔۔؟"

عِزہ نے چائے کا کپ سائیڈ ٹیبل پر رکھا اور واپس جانے کے لیے مڑی تو لیپ ٹاپ سے نظر ہٹائے بغیر اُسنے سوال کیا۔ عِزہ نے گہرا سانس لیا اور اُسکی طرف پلٹی

"افہام بھائی۔۔۔آج چوتھا دِن ہے رات کی چائے میں لے کر آرہی ہوں اور چوتھی دفعہ ہی آپ نے مجھ سے یہ سوال کیا ہے اور میں پچھلی تین راتوں میں تین دفعہ بتا چکی ہوں کہ شام اور رات کی چائے قِرت ہی بناتی ہے۔۔"

وہ افہام کے ڈیلی کے سوال سے اچھی زچ ہوئی

"اِس میں اتنی بگڑنے والی کیا بات ہے؟ جتنا پوچھوں صرف اُتنا بتایا کرو!"

اُسنے غصے سے عزہ کو گھورا

"اچھا نہ۔۔غصہ کیوں کر رہے ہیں۔۔" وہ منمنائی۔

اُسے کہاں عادت تھی افہام کی ڈانٹ یا غصے کی۔

"قِرت نے ہی بنائی ہے چائے۔۔۔"

"تو اُسکے اپنے پاؤں ٹوٹ گئے ہیں جو تُم دینے آئی ہو۔۔"

اُسے دانت پیسے وہ ابھی بھی غصے میں تھا۔ عزہ نے دل ہی دل میں قرت کو مختلف گالیوں سے نوازا

"مجھے کیا پتا بھائی۔۔۔اُسنے کہا کہ 'عِزہ میں تھک گئی ہوں یہ چائے اپنے بھائی کو دے آؤ' اور پھر اوپر چلی گئی۔"

وہ یکسر انجان بنتی سادگی سے بولی۔

"ہنہہ۔۔۔کچن سے تھوڑا فاصلے پر کمرے میں چائے دینے سے اُسے کچھ ہورہا تھا اور سیڑھیاں چڑھ کر کمرے میں جاتے ٹائم ساری تھکن اُڑن چھو ہوگئی۔۔"

اُس نے اپنے آپ میں بڑبڑاہٹ کی جو عزہ کے کانوں نے بخوبی سُنی تھی اور اُمڈ کر آنے والی ہنسی کو بامُشکل روکا

"اہمم۔۔۔اور کچھ چاہیے کیا آپ کو؟"

وہ معصومیت کے ریکارڈ توڑتی سوال کررہی تھی

"نہیں تُم جاؤ اور خبردار کوئی بات تمہارے ساتھ ساتھ اِس کمرے سے باہر گئی اور قِرت کے کانوں میں پڑی تو!"

افہام سختی سے باور کرواتا ہوا بولا تو وہ ہاتھوں کے اِشارے سے ہونٹوں کی مصنوئی زِپ بند کرتی اچھے بچوں کی طرح کمرے سے باہر نکلی لیکن کمرے کا دروازہ بند کرتے ہی جیسے اُسے پنکھ لگ گئے۔ ہوا کے گھوڑے پر سوار ہوتی وہ کمرے میں جا پہنچی اور قِرت کو دیکھا جو سکون سے ایک ہاتھ میں گرم چائے کا کپ پکڑے دوسرے ہاتھ میں پکڑی کسی کتاب کا ملاحظہ فرما رہی تھی

"تُم انسانوں کی طرح بھی آسکتی ہو افلاطون بننے کی ضرورت نہیں تھی۔۔۔"

عِزہ کے والہانہ انداز میں کمرے میں آنے پر قِرت ایک نظر اس پر ڈال کر بولی اور دوبارہ کتاب پڑھنے میں مصروف ہوگئی۔ عزہ تن فن کرتی اُسکے سر پر آن پہنچی

"دِل تو کر رہا یہ گرم چائے کا کپ میں تمہارے سر کر اُنڈیل دوں۔۔"

عِزہ نے اُسکے ہاتھ سے بُک کھینچ کر سائیڈ پر پٹخی۔ دِل تو اُسکا یہی کر رہا تھا کہ قِرت کے دوسرے ہاتھ میں موجود کپ کے ساتھ بھی یہی کرے لیکن بعد میں لِتر اُسی کو پڑنے تھے۔

"عِزہ ڈفر۔۔۔میں پڑھ رہی تھی۔۔"

اُسنے صدمے اور غصے کے ملے جلے تاثرات سے عِزہ کو دیکھا

"چپ کر جاؤ اِس سے پہلے میں تمہاری ساری پڑھائیاں یہیں نِکال دوں۔۔"

وہ ہاتھ سے اُسکو خاموش ہونے کا اِشارہ کرتی اُسکے سامنے بیٹھی تو قِرت نے چائے کا کپ سائیڈ پر رکھا اور اُسکی طرف متوجہ ہوئی

"ہوا کیا ہے بھئی کچھ بتاؤ گی بھی یا تیور ہی دکھاتی رہو گی !"

وہ جانچتی نظروں سے اُسکی دیکھ رہی تھی

"تُم افہام بھائی کو چائے دینے خود جاؤ گی کل سے !"

وہ دو ٹوک لہجے میں بولی

"ہرگِز نہیں۔۔۔میں نہیں جاؤں گی۔" وہ بھی صاف صاف انکاری ہوئی

"میں تمہارے ہشر کردوں گی۔۔" اُسنے دانت پر دانت جمائے

"ارے بھئی۔۔۔ہوا کیا ہے یہ نزلہ مجھ پر کیوں گِر رہا؟"

قرت کے سوال پر عزہ نے اسے ی تک ساری بات اسکے گوشہ گزار کردی

"اب اتنا بھی غصہ نہیں کیا انہوں نے جتنا تُم مجھ پر کر رہی ہو۔۔"

منمنا کر کہتے اُسنے چائے کا کپ ہونٹوں سے لگایا۔ عِزہ نے گہرا سانس لیا

"جو بھی ہے قِرت۔۔کل سے تُم خود جاؤ گی چائے لے کر۔ بلاوجہ میں بھائی کا بی پی شوٹ نہیں کرو !"

"اچھا۔۔تو اصل غصہ تمہیں اِس بات پر آرہا ہے کہ تمہارے شہزادے بھائ کا بی پی نہ شوٹ ہوجائے۔ اور وہ نوابزادہ تو ایسے ظاہر کر رہا جیسے اُسنے کچھ سُنا ہی نہیں ابھی تک بات کرنے کی کوشش نہیں کی اُس نے مجھ سے۔۔"

قرت اُسکے تلملانے کی اصل وجہ بھانپ کر بولی اور ساتھ ہی شکوہ بھی کر ڈالا۔

NOVEL HUT

"نہیں یار۔۔۔لیکن تُم بھی تو دیکھو آخر کب تک بھاگو گی؟ ساری زندگی اُن کے سامنے نہیں جاؤ گی کیا؟ اور کیا مطلب انہوں نے کچھ نہیں کہا؟ تُم دو منٹ اُنکے سامنے ٹِکو گی تو وہ بات کریں گے نہ ! تُم تو چوہے کی طرح بِل میں چھپتی پھر رہی ہو ہلانکہ اُنکا رویہ بلکل نارمل ہے۔۔۔"

اُسنے قِرت کو سمجھانے کی کوشش کی

"یہی تو مسئلہ ہے کہ وہ بلکل نارمل ہیں۔ اگر انہوں نے کچھ سُنا ہے تو بول کیوں نہیں رہے اور اگر میں اُن کے سامنے نہیں ٹِک رہی تو کیا ہوا انہوں نے بات کرنی ہوتی تو وہ کمرے میں آسکتے تھے۔۔۔"

قِرت کی اپنی ہی منطق تھی جس پر عزہ نے ماتھا پیٹا۔

"میں بہت تھک گئی ہوں مزید سمجھانے کی ہمت نہیں مجھ میں اللہ ہی حافظ ہے اب تمہارا۔۔"

وہ بولتی ہوئی اُٹھی اور بیڈ کی طرف آئی لیکن وہاں پڑا وہی سلنگ بیگ دیکھ کر اُسکے زہن میں جھماکا ہوا۔ اُسنے جھٹکے سے بیگ اُٹھایا اور اُس میں ہاتھ ڈالا لیکن اسے جِس چیز کی تلاش تھی وہ وہاں نہیں تھی۔

"مرجاؤ تُم آمنہ۔۔۔" وہ غصے سے چلائی تو قِرت نے بے اختیار ہی اُسے دیکھا

☆☆☆☆☆

وہ اگلے دِن اُسی وقت بہت منتوں کے بعد اجازت ملنے پر واپس آئی تھی۔ آتے ہی وہ آمنہ کے گھر گئی اور اُسے ڈھیر ساری سُنائی تو آمنہ ڈائیری ڈھونڈنے اُسکے ساتھ پارک آگئی اور وہ ڈائیری وہیں تھی۔ اُسی طرح پڑی تھی جیسے اُس بینچ پر پچھلے چوبیس گھنٹوں میں کوئی بیٹھا ہی نہ ہو۔

"ارے۔۔۔یہ صبح نہیں تھی یار میں آئی تھی ڈھونڈنے۔۔"

عِزہ حیرت میں ڈوب کر بولی

"تُم صبح آئی تھی یہاں ؟" آمنہ کو ڈبل حیرت ہوئی۔۔۔

"ہاں میں امی سے بہانہ کرکہ آئی تھی کہ کالج میں کچھ ضروری کام ہے ٹیچر نے بلایا ہے۔۔"

"تمہارا دماغ خراب ہے؟ تمہیں اندازہ بھی ہے صبح کے ٹائم یہ پارک کتنا خالی ہوتا ہے خدا نخواستہ کچھ ہوجاتا تو۔۔۔"

آمنہ نے بری طرح اُسے ڈپٹا اور ساتھ ہی ایک تھپڑ کندھے پر جڑ دیا۔۔

"اللہ معاف کرے فضول نہیں بولو۔۔ صحیح سلامت تو کھڑی ہوں تمہارے سامنے اور تُم مجھے یہ بتاؤ کے۔۔۔"

وہ بولتے بولتے رُکی اور آہستہ سے اُسکے قریب کھسکی

"تم لوگوں کا محلہ۔۔ہانٹڈ ہے کیا؟"

عزہ کو بینچ پر اچانک نمودار ہونے والی ڈائیری دیکھ کر عید کا وہ دِن یاد آیا تھا جب گلی میں اُس عجیب مخلوق سے ٹکرائ تھی۔ آمنہ نے عِزہ کو ایسے دیکھا جیسے اُسے بلکل بھی اِس بات کی توقعہ نہ ہو۔۔

"تُم سچ میں پاگل ہوگئ ہو۔۔۔" آمنہ کو واقعی اُسکی ذہنی حالت پر شعبہ ہوا

"بکواس مت کرو۔۔میں سچ کہہ رہی صبح یہ ڈائری یہاں نہیں تھی۔۔۔۔"

"تو اب کہاں سے آگئی؟" آمنہ نے زچ ہوکر اُسے گھورا

"مجھے کیا پتا کہاں سے آئی۔۔میں تو صبح پورے آدھے گھنٹے تک ڈھونڈتی رہی ہوں۔"

وہ بینچ پر پڑی ڈائری اُٹھاتی ہوئی بولی

"شکر کرو کہ مِل تو گئی نہ۔ سانس تو تمہارا ایسے نِکل رہا تھا جیسے واقعی ہی کارون کا خزانہ چھپا ہو اِس میں۔"

دونوں نے پارک کے بیرون راستے کی طرف چھوٹے قدم اُٹھانا شروع کیے۔ سردیوں کی آمد ہوئی تھی موسم آج بھی خوشگوار تھا

"کارون کا خزانہ نہیں مگر میرے بیشمار راز تو ہیں نہ اِس میں۔۔۔"

وہ بیگ کھول کر ڈائری اُس میں رکھتی ہوئی بولی

"فکر نہیں کرو تمہارے گھر والوں کو الہام نہیں ہونا تھا کہ بی بی عِزہ کی قیمتی ڈائری آمنہ کے گھر کے قریبی پارک میں رہ گئی تو اُسے اُٹھا کر اُسکی چھان بین کرلینی چاہیے۔۔۔"

آمنہ نے جل کر کہا

"کوئی سینس ہے اِس بات کی؟" عِزہ نے اُسکی بے تکی بات پر اُسے دیکھا

"تمہارے اتنے پریشان ہونے کی بھی کوئی سینس نہیں تھی یار۔ صبح سے سانس حلق میں اٹکا ہوا تھا تمہارا ! تمہارے میسجز دیکھ دیکھ کر قسم سے پاگل ہوگئی تھی میں۔۔"

وہ چڑتی ہوئی بولی تو عِزہ ہمس دی۔۔۔

"گھر چل رہی ہو نہ؟" آمنہ نے اُڑتے بالوں کو ہاتھ سے سنبھالتے ہوئے سوال کیا

"نہیں یار۔۔ امی سے یہی کہا تھا کہ تمہیں کتاب چاہیے ایک آدھے گھنٹے تک آجاؤں گی۔"

"چھٹیوں میں کتاب میرے کِس کام کی؟ انہوں نے پوچھا نہیں؟"

وہ تھوڑی حیران ہوئی

"مطلب۔۔۔تمہاری کزن کو کتاب چاہیے تھی۔۔"

"اوففف عِزہ کتنی جھوٹی ہوتی جارہی ہو تُم۔۔۔ وہ ہم ٹی وی پر کون سا ڈرامہ لگتا تھا اقراء عزیز کا؟ ہاں۔۔ "جھوٹی" ڈرامہ۔ وہ کردار بلکل تُم پر فِکس ہوتا ہے۔۔۔"

وہ عِزہ کی حرکت پر اچھی خاصی عاجز ہوکر اُسے لتاڑنے لگی

"کتنی کمینی ہو تُم آمنہ۔۔۔" وہ کچا چبا جانے والے انداز میں بولی۔۔

"اچھا واقعی گھر نہیں چلوگی۔۔۔" پارک سے باہر قدم رکھتے آمنہ نے پوچھا

"نہیں یار پھر کبھی روز روز اچھا نہیں لگتا۔۔امی انتظار کر رہی ہونگی میں چلتی ہوں۔"

بولتی ہوئی وہ اُس سے بغلگیر ہوئی

"اچھا یہ سامنے چوک پر ہی تمہیں رکشہ یا ٹیکسی مِل جائے گی۔ تمہارے گھر تک صرف سو ڈیڑھ سو کا کرایہ لگتا ہے زیادہ پیسے مت دینا۔۔۔"

اُسکی بات پر عِزہ ہنس کر اپنے راستے چل دی تو وہ عِزہ کے ٹیکسی میں سوار ہونے تک وہیں کھڑی رہی اور پھر اپنے گھر چل دی۔

☆☆☆☆☆☆

سردیوں کی شروعات ہو چُکی تھی۔ کل رات بادل خوب برسے تھے اور آج صبح سے ہی موسم میں خنکی تھی۔ وہ دس بجے اُٹھی تھی ایک گھنٹا سکینہ کے پاس بیٹھنے کے بعد وہ اپنے لیے کافی بنا کر لان میں آگئی تھی۔ ہلکی سی سنہری دھوپ ہر جگہ بکھری بھلی لگ رہی تھی۔ ایسے میں کافی کے سِپ لیتی یَشل ارمغان کو یاد کر رہی تھی۔ صبح سے ہی وہ شخص اُسے یاد آرہا تھا بلکہ وہ اُسے بھولی ہی کب

تھی؟ پچھلے پندرہ دنوں میں اگر اُسے کسی کی کمی محسوس ہوئی تھی تو وہ صرف ارمغان ہی تھا۔ اُسکی خوبصورت یاد پر یَشل کا دل اُداس سا ہوا تھا۔

" گُڈ مارننگ سٹیپ سسٹر۔۔۔"

آواز پر اُسنے چونک کر پیچھے دیکھا تھا۔ رائد کی شکل دیکھ کر وہ بدمزہ ہوئی

"لگتا آج جلدی اٹھ گئی ہو۔۔۔" وہ خوشگوار لہجے میں بولتا اُسکے سامنے آکر بیٹھا۔ آنکھوں میں ابھی بھی نیند کا ہلکا سا خمار تھا یقیناً وہ کچھ دیر پہلے ہی نیند سے بیدار ہوا تھا۔۔۔

"گیارہ بجے کون سی جلدی ہوتی ہے؟ اور کتنی بار بولا ہے 'سٹیپ سسٹر' والی فضول گوئی میرے ساتھ نہیں کیا کرو۔۔۔"

کافی کی کڑواہٹ پل میں لہجے میں گھُل گئی تھی۔ وہ اُسکے چڑنے پر کھُل کر مسکرایا

"حکم کرو۔۔۔ کچھ اور بول لیتا ہوں۔۔۔" وہ تعبیدار بنتا ہوا بولا

"مجھے کچھ بھی بُلانے کی ضرورت نہیں۔ مخاطب ہی مت کرو تُم مجھے !"

تو تڑخ کر کہتی جانے کے لیے اُٹھی

"اچھا سنو تو۔۔۔اچھی سی کافی بنا دو مجھے بھی۔۔"

وہ انگڑائی لیتا ہوا بولا

"کیوں بھئی؟ گھر کے ملازم چھُٹیوں پر چلے گئے کیا جو تُم اُس پر حُکم جھاڑ رہے؟"

یَشل کے کچھ کہنے سے پہلے عادل وہاں آیا تھا جسے دیکھتے ہی رائد تیر کی طرح سیدھا ہوا اور یَشل بھی واپس بیٹھ گئی

"ابو آپ۔۔۔آفس نہیں گئے آج؟"

لہجے میں شوخی نہیں تھی۔ یَشل نے ایک سیکنڈ میں اُسکے سنجیدہ ہونے پر آنکھیں گھُمائی

"اگر آفس گیا ہوتا تو تمہارے سامنے نہ بیٹھا ہوتا اِس وقت۔۔۔"

عادِل کی بات پر وہ خجل ہوا۔۔۔

"اور جو پوچھا ہے وہ بتاؤ۔۔وہ بچی یہاں تمہارے کام کرنے آئی ہے؟"

عادل نے اُسے گھورا

"اوہو ابو۔۔۔اُسنے اپنے لیے کافی خود ہی بنائی تھی جس کی خوشبو ہی اتنی مزے کی تھی تو میں نے سوچا یَشل کے ہاتھ کی کافی بھی پی لی جائے۔۔۔" وہ تھوڑا گڑبڑایا

"کافی تو تُم بھی اچھی بنا لیتے ہو۔۔کچن کا راستہ بھی تمہیں معلوم ہے۔" عادل لفظوں پر زور دے کر بولا۔ یَشل انکی گفتگو سے محضوظ ہو رہی تھی۔

"اب میں کافی بناتا ہوا اچھا لگوں گا؟"

"ہاں۔۔۔اولاد بھی امریکہ کے صدر کی ہے نہ جو کچن میں کام نہیں کر سکتے۔"

اگر عادل وہاں نہ ہوتا تو وہ اپنی سوچ کو رائد پر ضرور آشنا کرتی

"بیٹا جی۔۔کافی بنانے کے لیے کہا ہے۔۔۔میزائل بنانے کے لیے نہیں۔"

عادِل نے اُسے لتاڑا تو وہ خفیف سا ہو کر عادل کو دیکھنے لگا۔ یَشل کی دبی دبی ہنسی کانوں میں پڑی تو وہ اندر ہی اندر کڑھ کر رہ گیا

"چھوڑیں اِسے انکل۔۔۔میں بنا کر لاتی ہوں لیکن پھر تعریف بھی کرنی پڑے گی۔"

وہ مسکرا کر بولتی اُٹھ کھڑی ہوئی

"ہمم۔۔۔اب تو ہر حال میں کرنی ہی پرے گی۔"

عادل کی بات پر یَشل ہنس دی۔

"اتنی خوبصورت ہنسی بھی کسی کی ہو سکتی ہے کیا؟"

رائد نے اُسکے دھوپ میں چمکتے چہرے کو دیکھا تھا۔ وہ پشت اسکی جانب کرتی اندر کی جانب بڑھی اور رائد کی نظروں نے دور تک اس کا پیچھا کیا۔ اس کے ہونٹوں پر ٹھہرنے والی مسکراہٹ عادل سے چھپی نہ تھی۔

کچھ دیر بعد وہ کافی سے بھرے دو کپ لیے واپس ائی

"شکریہ بیٹا۔۔۔"

عادل نے اسکے ہاتھ سے کپ لیا اور سر پر ہلکا سا ہاتھ رکھا۔۔۔

"یہ لو۔۔اُمید ہے تمہیں پسند آئے گی"

اُسنے رائد کے سامنے کپ رکھا تو وہ اُسے دیکھنے لگا

"کھڑی کیوں ہو؟بیٹھ جاؤ نہ۔۔" رائد نے کرسی کی طرف اشارہ کیا

"ارے نہیں۔۔۔آپ دونوں جلدی سے کافی پی کر مجھے بتائیں کے کیسی بنی ہے تاکہ میں واپس جاؤں مجھے کچھ کام کرنا ہے۔۔۔"

وہ اتنے میٹھے لہجے میں مسکراہٹ لیے بولی کہ رائد تو حیرت سے اُسے دیکھنے لگا

"لگتا ہے مرچیں چبانا بھول گئی ہے۔۔۔" وہ بس سوچ کر رہ گیا اور کافی کا گرم کپ اُٹھایا

"ارے واہ بھئی زبردست۔۔تُم تو بلکل اپنی ماں پر گئی ہو وہ بھی کافی اچھی کافی بناتی ہے اور رائد نے بھی اُسی سے سیکھی ہے۔"

عادِل نے دِل سے تعریف کی اور ساتھ ہی اُسکے علم میں اظافہ کیا تو وہ مسکرائی۔

"شکریہ انکل۔۔۔" اُسنے عادتاً سر کو ہلکا سا خم کیا۔

اب اُسکی نظر رائد پر تھی جسے محسوس کرکہ اُسنے کافی کا سپ لیا۔ لیکن حلق میں اُتارتے ہی اُسے لگا کہ اُسنے سستہ زہر پی لیا ہو۔ یَشل دلچسپ نظروں سے اُسکے چہرے کے تاثرات دیکھ رہی تھی

"کیا ہوا؟ اچھی نہیں لگی کیا؟" سادگی سے پُر انداز۔

رائد نے خونخوار نظروں سے یَشل کو گھورا۔ اُسے ایسا لگ رہا تھا جیسے یَشل نے تھوڑے سے دودھ میں بھر بھر کے چینی اور کافی مِلا دی ہے اُسے لونگ کا ذائقہ بھی آرہا تھا۔ اتنے واحیات تریقے سے بھی کافی بنائی جا سکتی ہے اُسنے کبھی سوچا نہیں تھا۔ اُسکا دل کر رہا تھا یہ کافی سے بھرا کپ وہ یَشل کے سر پر اُنڈیل دے۔۔۔

NOVEL HUT

"جواب دو بھئی۔۔۔۔" عادل کی آواز پر وہ سوچوں سے باہر نِکلا

"بہت اچھی ہے۔۔۔آئی ایم امپریسڈ۔۔" وہ دانت پیس کر بولا

"بس۔۔۔آپ کو امپریس ہی تو کرنا چاہتی تھی میں۔۔۔"

وہ آنکھیں ٹپٹپا کر اِس قدر معصومیت اور پیار سے بولی کہ عادِل نے چونک کر یَشل کو دیکھا۔۔

"مم۔۔۔میں چلتی ہوں۔۔

" اُسے پل میں احساس ہوا کہ اتنا میٹھا لہجہ بھی نہیں اپنانا چاہیے تھا۔۔

☆☆☆☆☆

"ہیلو سٹیپ سسٹر۔۔۔واپس جارہی ہو کیا؟"

دوپہر کا ایک بج رہا تھا کل یشل کی فلائیٹ تھی سو وہ ڈریسنگ ٹیبل پر پڑا اپنا سامان اٹھا کر بیگ میں ڈال رہی تھی جب وہ بھاری آواز اور شوخ لہجہ اسکی سماعتوں سے ٹکرایا۔ آنکھیں بند کرکہ گہرا سانس لیتی وہ اسکی طرف مڑی۔ وہ دروازے کے فریم سے ٹیک لگا کر سکون سے کھڑا مسکرا رہا تھا۔ یقیناً وہ زہریلی کافی کا بدلہ لینے یہاں موجود تھا۔

"تمہارا مسئلہ کیا ہے آخر؟ میں تمہارے گھر میں رہ رہی اسکا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ جب بھی تمہارا دل کرے گا تم منہ اٹھا کر میرے کمرے میں گھسے چلے آؤ گے۔۔"

وہ سُلگ کر بولی تھی۔ اسے ویسے رائد کی ہر حرکت ہی بری لگتی تھی مگر اس حرکت سے تو نفرت تھی۔

"اوف اتنا غصہ؟ لگتا ہے دل پر جبر کرکہ جارہی ہو۔۔"

وہ ابھی بھی پرسکون تھا ہونٹ ویسے ہی مسکرا رہے تھے

"ہنہہ۔۔۔دل پر جبر کیا کرنا؟ وہ بیچارہ تو رائد خٹک جیسے فضول انسان کی شکل دیکھ دیکھ کر ویسے ہی جل گیا ہے!"

وہ دانت پیس کر بولتی ہوئی الماری سے کپڑے نکالنے لگی

رائد نے قہقہہ لگایا اُسے یقیناً لطف آرہا تھا

"تم صرف جیلس ہو مجھ سے۔۔۔"

نجانے وہ کس لحاظ سے ایسا کہہ رہا تھا مگر یشل کے دل کو کچھ ہوا تھا۔ اسے احساس ہوا کہ ہاں وہ اس سے جیلس تھی۔۔۔کیوں نہ ہوتی؟ جس لمس کو وہ ساری زندگی روتی رہی، اس لمس کو رائد محسوس کرتا رہا۔

اسے خاموش پا کر وہ اندر جانے لگا۔

"کوئی ضرورت نہیں ہے اپنا تشریف کا ٹوکرا لے کر یہاں آنے کی وہیں کھڑے رہو۔"

وہ دوسرا قدم لیتا یشل اُسے سختی سے ٹوک چکی تھی

"روک سکتی ہو تو روک لو۔۔"

وہ ڈھٹائی سے بولتا ڈھپ کر کہ صوفے پر بیٹھ گیا۔ یَشل کا چہرا مارے غصے کے سرخ ہوا۔ وہ مٹھیاں بھینچ کر اُس کی ڈھٹائی دیکھنے لگی۔ اب وہ اس کا صبر آزما رہا تھا۔

"اب اتنی گندی شکل بھی نہیں میری کہ تُم یوں غصے سے مجھے گھورنے لگ جاؤ۔۔۔"

وہ اُسے مزید تپاتا ہوا بولا

"مسئلہ کیا ہے آخر تمہارا۔۔؟" وہ زچ ہوتی بے بسی اور غصے سے چِلائی تھی۔پتا نہیں کتنے پیسے ملتے تھے اُس واحیات شخص کو اسکا دماغ خراب کرنے کے

"اتنا بُرا کیوں لگتا ہوں میں تمہیں۔۔۔؟"

وہ پُر سوچ نگاہوں سے اُسکے غصے سے سرخ ہوتے چہرے کو دیکھ رہا تھا۔ یَشل نے ہنکار بھرا۔

"جِس نے بھی بتایا ہے غلط بتایا ہے۔ کیونکہ تُم مجھے بُرے نہیں زہر لگتے ہو۔۔"

وہ اُسکی تصحیح کرتی ہوئی بولی چند لمحے وہ خاموش ہوگیا۔ یشل اپنا سامان بند کرنے لگی۔

"کوئی خاص وجہ۔۔۔؟" وہ اُسکی پشت کو دیکھتے ہوئے پوچھا رہا تھا۔ لہجے میں اب وہ شوخی نہ تھی۔

"کوئی ایک وجہ ہو تو بتاؤں۔۔ لیکن تمہارے ساتھ بیٹھ کر تمہاری ہی بُرائیاں کرنے کا فالتو وقت نہیں میرے پاس۔۔۔"

وہ مصروف انداز میں بغیر دیکھے بولی

"یَشل میں بہت اچھا لڑکا ہوں یار۔۔اتنی پیاری شکل ہے میری اور اتنی ہاٹ باڈی بھی ہے۔ لڑکیاں مرتی ہیں مجھ پر۔۔"

وہ اپنے منہ میاں مٹھو بنتا دوستانہ لہجے میں بولا تو یَشل استہزائیہ انداز میں ہنسی

"جو تُم پر مرتی ہیں وہ واقعی مرجائیں تو دھرتی کا بوجھ کم ہوگا ہی ہوگا لیکن ساتھ ہی ساتھ اندھے لوگوں میں بھی خاصی کمی آجائے گی۔"

یَشل کی بات پر رائد اندر تک کڑھ کر رہ گیا

"بتایا نہیں تُم نے مجھے۔۔کیوں بُرا لگتا ہوں میں تمہیں؟"

وہ دوبارہ سنجیدہ ہوا تو یَشل رُخ اُسکی طرف کرتی بیڈ پر بیٹھی۔ رائد دونوں کہنیاں گھٹنوں پر رکھ کر انگلیاں آپس میں پھنسائے تھوڑا جھُک کر بیٹھا ہوا تھا۔ یَشل نے گہرا سانس لیا شاید وہ سہی لفظ تلاش کر رہی تھی۔

"کتنی عُمر تھی تمہاری جب۔۔(وہ ایک پل کو رُکی) جب تمہاری ماما ڈائیورس لے کر گئی تھی؟"

"چھ سال۔۔" وہ سپاٹ لہجے میں بولا

"میں ساڑھے چھ سال کی تھی جب بابا کا انتقال ہوا۔ ٹھیک ایک سال بعد امی کی شادی عادِل انکل سے ہوئی اور اُنکی شادی کے چھ ماہ بعد یعنی میری آٹھویں سالگرہ کے فورا بعد امی مجھے ماموں کے گھر واپس چھوڑ آئی۔ تقریباً ڈیڑھ سال کے عرصے میں باپ کے ساتھ ساتھ ماں کا سایہ بھی میرے سر سے چھین لیا گیا تھا۔۔۔"

وہ اُسکی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے اُسے بتا رہی تھی۔ وہ اچھے سے اُسکی آنکھوں میں ظاہر ہونے والی تکلیف دیکھ سکتا تھا۔

"مجھے تپتی دھوپ میں چھوڑ کر۔۔۔امی تُم پر سایہ فگن ہوئی تھیں۔"

باوجود ضبط آواز اُونچی اور آنکھیں نم ہوئی تھی۔ اُسنے گہرا سانس کے کر جیسے خود کو رونے سے روکا۔ رائد نے لب کاٹے

"مُمانی جان کے اتنے پیار اتنی توجہ کے باوجود میں اُنکو کبھی "امی" نہیں بول سکی، اور جِس کو "امی" بولا انہوں نے ماں جیسا پیار دیا ہی نہیں۔ میرے

حصے کی ساری توجہ، ساری محبت اُس شخص کے حصے میں آئی جو اُنکی سگی اولاد بھی نہیں تھا۔۔۔"

وہ بات کرتے کرتے ٹھہر گئی

"اور مجھے لاہور واپس چھوڑ کر آنے کی وجہ تو تُم جانتے ہی ہوگے۔ اس محل جیسے گھر میں رہتے ہوئے بھی میں محفوظ نہیں تھی۔ وہ تمہارے دور کے چچا، عادل انکل کے کزن سے میری حفاظت نہیں کر سکتی تھیں کیونکہ اُنکا "شوٹ" مجھ سے زیادہ ضروری تھا۔۔۔"

آنسوؤں کا گولا حلق میں اٹک گیا تھا۔ شکیل کے ذکر پر رائد جبڑے بھینچ کر رہ گیا

"لیکن۔۔۔کیونکہ 'رائد خٹک' کو توجہ کی ضرورت تھی تو مجھے لاہور چھوڑنے کے ٹھیک تین سال بعد انہوں نے ڈراموں میں کام کرنا بھی چھوڑ دیا۔"

وہ ہلکا سا ہنسی جیسے اپنا ہی مذاق اُڑا رہی ہو

"اُس وقت تو میں بچی تھی لیکن گزرتے وقت نے جب مجھ پر حقیقت آشنا کی تو میں چاہ کر بھی خود کو بدگمان ہونے سے نہ روک سکی۔ اور اب تُم جتنی مرضی کوشش کرلو رائد مجھے نہیں لگتا کہ تُم مجھے کبھی اچھے لگ سکتے ہو۔۔۔!"

آخری جملہ پھنکارتے ہوئے ادا کیا گیا تھا۔ بات مکمل کرتی وہ رُکی نہیں بلکہ ایک نفرت بھری نظر اُس پر ڈالتی کمرے سے نکلتی چلی گئی۔۔ وہ اپنے لفظوں سے رائد کو ساکت کر گئی تھی۔ کتنی ہی دیر وہ بت بنا وہاں بیٹھا اُسکی باتوں کے بارے میں سوچتا رہا۔

رائد نے کبھی یشل کا برا نہیں چاہا تھا اور جو نفرت رائد کے لیے اس کے دل میں تھی وہ تو اس نے خود پیدا کی تھی کیونکہ سکینہ نے جو قربانیاں یشل کے لیے نہ دی اور رائد کے لیے دی، اس میں رائد کا تو کوئی ہاتھ نہ تھا وہ بھی تو یشل کی طرح بچہ ہی تھی۔

NOVEL HUT

مگر شاید جو نفرت یشل کے دل میں تھی وہ اپنی ماں کے سامنے ظاہر نہیں کر سکتی تھی۔ وہ تبھی اسے نشانہ بنا رہی تھی۔

کمرے سے نکل کر یشل کو سمجھ ہی نہ آیا وہ کہاں جائے سو اپنے آنسو صاف کرتی وہ سکینہ کے کمرے میں آگئی۔ اس کے پاس موجود نرس نے یشل کو بتایا کہ وہ دوائیوں کے زیر اثر ہے اور کچھ دیر پہلے ہی سوئی ہے۔ نرس وہاں سے نکلتی گیسٹ روم میں چلی گئی کیونکہ جب تک وہ سکینہ کی دیکھ بھال کر رہی تھی وہ یہیں قیام پزیر تھی۔ اس کا گھر سکینہ کے گھر سے بہت دور تھا سو عادل نے سہولت کے لیے اسے وہ کمرہ دے دیا تھا۔

یشل سکینہ اس کے کمرے میں رکھے صوفے پر بیٹھ گئی اور اپنی سوئی ہوئی ماں کو دیکھنے لگی۔ اس کی آنکھوں سے پھر آنسو رواں ہوئے۔

وہ نہیں جانتی تھی کہ اُسنے رائد کو اتنا تفصیلی جواب کیوں دیا لیکن جو بھی تھا۔ دل کا غبار نکالنے کے بعد اب وہ تھوڑا بہتر محسوس کر رہی تھی اسے اپنا دل ہلکا محسوس ہو رہا تھا اور آنکھ سے نکلنے والا ہر آنسو اُسے تکلیف نہیں سکون دے رہا تھا۔۔۔

☆☆☆☆☆

"کیا کر رہی ہو تُم؟" انوشہ نے کچن کے شیلف پر بکھرا سامان دیکھ کر سوال کیا تو وہ پیچھے مڑی۔

"براونیز بیک کر رہی ہوں۔۔۔" مصروف سا انداز۔۔۔

"ہیں؟ اور یہ کس خوشی میں؟"

وہ اُسکی طرف آئی اور پلیٹ میں پڑا چاکلیٹ کا ٹکڑا منہ میں رکھا

"ویسے ہی۔۔۔"

"تُم اور کچن میں؟ وہ بھی ویسے ہی؟ میں مان ہی نہیں سکتی۔۔۔۔"

وہ سر نفی میں ہلاتی ہوئی بولی تو میدا اور کوکو پاؤڈر چھانتے اُسکے ہاتھ رُکے وہ نشہ کو گھورنے لگی

"آنکھیں نہیں دکھاؤ زیادہ۔۔۔" نشہ نے ڈبل گھورا تھا اور دوبارہ چاکلیٹ کا ٹکرا اُٹھایا

"نِشہ آپی مجھے تنگ نہیں کریں جا کر اپنی چاکلیٹ منگوائیں۔۔۔"

اُسنے چاکلیٹ کی پلیٹ اُٹھا کر دوسری طرف رکھی

"چاکلیٹ بھی دنیا کے دوسرے کونے سے آئی ہے نہ۔۔"

وہ بڑبڑا کر سلیب پر چڑھ کے بیٹھی۔ اُسکی پر سوچ نظریں عِزہ پر تھیں۔۔۔

"ایسے مت دیکھیں آپی۔۔مجھے ہنسی آرہی ہے۔۔"

اس کی نظریں خود پر محسوس کرتے وہ بولی تھی۔

"میں کچھ سوچ رہی ہوں۔۔پتا نہیں پوچھنا چاہیے یا نہیں۔"

وہ تھوڑے سیریس لہجے میں بولی تو انڈوں میں پاوڈر مکسچر ڈالتے ہوئے عزہ نے ایک نظر نِشہ کو دیکھا جیسے اندازہ لگانا چاہ رہی ہو کہ وہ کیا کہنا چاہتی ہے۔۔۔

"ایسا کونسا مشکل سوال ہے جو اتنا سوچنا پڑ رہا۔۔۔"

اب وہ سب اجزاء کو مِکس کر رہی تھی

"سوال میرے لیے نہیں تمہارے لیے مشکل ہو سکتا۔۔۔"

نِشہ کے انداز پر عِزہ کے ہاتھ رُکے۔ اُسنے چونک کر نِشہ کو دیکھا۔ کہیں نہ کہیں دل میں تجسس کے ساتھ ڈر پیدا ہوا۔

"اب سوال کریں گی یا مجھے کیوریس (curious) چھوڑ دیں گی۔۔"

وہ خود کو پر سکون ظاہر کرتی دوبارہ کام کرنے لگی لیکن نِشہ کے سوال پر وہ گھبرا کر رہ گئی اُسے سمجھ ہی نہ آیا کہ وہ کِس طرح ریکٹ کرے۔

"قِرت اور افہام کے درمیان کیا چل رہا۔۔۔؟"

"مجھے نہیں پتا۔۔آپ سے کِس نے کہا؟" اُسنے تھوک نگلی اور با مشکل بولی

"کسی نے کہا تو نہیں۔۔اُس دِن قِرت کی باتیں سُن لی تھی میں نے۔۔"

"باتیں ؟ کونسی ؟"

عِزہ کو حیرت ہوئی کیونکہ جس دن قرت اور عزہ کی افہام کے بارے میں بات ہوئی اُس دن انوشہ گھر نہیں تھی اُسے اچھے سے یاد تھا

"شاید افہام نے تمہاری اور قِرت کی کچھ باتیں سُن لی تھی اور قِرت کو کچھ کہا بھی تھا تو وہ خود سے باتیں کر رہی تھی کمرے میں بیٹھی۔ مجھے سہی سے پتا نہیں۔۔اسی لیے جو پوچھا ہے شرافت سے اُسکا جواب دو۔"

آخری جملہ بولتے وہ سنجیدہ ہوئی اور عزہ کو گھورا تاکہ وہ کوئی بھی چلاکی نہ کرے اور ساری بات اُسے بتا دے

"لعنت ہے۔۔۔" اُسنے دل میں قرت کو گالیوں سے نوازا

"نشہ آپی۔۔قِرت نے مجھ پر بھروسہ کر کہ مجھے اپنا راز بتایا ہے۔ میں اُسکا بھروسہ نہیں توڑ سکتی اُسکی بات یہاں سے وہاں کرکہ۔۔۔"

وہ واقعی ایسا نہیں کرنا چاہتی تھی دوستی اور راز رکھنے کے معاملے میں وہ بہت پکی تھی۔ اُسکی بات سُن کر انوشہ کو اپنا اندازہ ٹھیک لگنے لگا

"عزہ تُم ایسے بول رہی ہو جیسے میں اُسکی دشمن ہوں۔ اگر میں پوچھ رہی ہوں تو یقیناً اُسکی بھی کوئی وجہ ہے میں اُسکا بُرا نہیں چاہتی۔۔۔"

نِشہ سلیب سے اُتر کر عزہ کے ساتھ کھڑی ہوئی تو عِزہ پوری طرح اُسکی طرف مڑی اور آنکھیں چھوٹی کرکہ نشہ کو دیکھا

"کیا مطلب ہے آپ کا کہ آپ اُسکا بُرا نہیں چاہتی؟"

عزہ ایک ہاتھ شیلف پر رکھا اور اسکی بات کا مقصد جاننا چاہا۔

"کچھ نہیں ویسے ہی بولا ہے میں نے۔۔"

اُسنے سلیب سے ٹیک لگائی۔ عزہ نے گہرا سانس لیا

"تو آپ قِرت سے پوچھ لیں نا۔۔۔"

اُسنے باؤل اُٹھایا اور براؤنی بیٹر کو بیکنگ پین میں اُنڈیلنا شروع کیا

"مجھے کوئی مسئلہ نہیں پوچھنے میں لیکن بس۔۔۔میں نہیں چاہتی کے وہ ان ایزی فیل کرے یا اُسے میرا پوچھنا بُرا لگے اور اُسنے مجھے بتانا ہوتا تو وہ خود بتا دیتی۔۔"

اُسے انجان رکھا گیا یہ بات کہیں نہ کہیں نِشہ کو بُری لگی تھی

"اسنے مجھے اپنی مرضی سے نہیں بتایا تھا۔ بلکہ میں نے اُس سے تفتیش کی تھی بلکل اسی طرح جیسے ابھی آپ مجھ سے کر رہی ہیں۔۔"

اسنے پین کو اوون میں رکھا پھر ٹمپریچر اور ٹائم سیٹ کرنے لگی۔۔۔

"میں نے شروع میں کہا تو سہی کہ مجھے اتنا ٹھیک سے نہیں پتا۔۔۔۔"

نِشہ نے کندھے اُچکائے اور چئیر پر بیٹھی تو عزہ نے بھی اُسکے سامنے والی نشست سنبھالی۔۔

"جب ٹھیک سے نہیں پتا تو خود سے اندازے مت لگائیں نا۔۔"

اُسے جیسے نِشہ کی بات اچھی نہیں لگی تو نِشہ نے اُسے گھورا

"تُم سے جو میں پوچھ رہی وہ تُم بتاؤ گی یا نہیں۔۔۔"

وہ ساری باتیں سائڈ کرتی ہوئی بولی

"آپ کریں گی کیا جان کر؟ بھائی کی کوئی گرل فرینڈ ہے کیا؟"

عزہ تھوڑی آگے کو ہو کر رازدانہ انداز میں پوچھنے لگی۔ چند لمحے نِشہ خاموش ہوگئی پھر اُسکے کندھے پر تھپڑ مارا

"کتنی فضول بکواس کرتی ہو۔۔ اگر اتنا تجسس ہورہا اسکی گرلفرینڈ کا تو جاکر اُسی سے پوچھو۔۔"

نِشہ کی بات پر عزہ منہ بناتی پیچھے ہوئی

"اچھا جو بھی ہے۔۔مجھے اس بات کی گیرنٹی چاہیے کہ آپ ایٹلیسٹ جاکر قِرت کے سر پر اپنے سوالوں کی گولہ باری نہیں کریں گی۔۔۔"

عزہ نے نشہ کو دیکھتے ہوئے یقین دھانی چاہی کہیں وہ ایسے ہی موت کے فرشتے کی طرح جاکر اُسکے سر پر نہ کھڑی ہوجائے۔

"تو مطلب میرا اندازہ ٹھیک تھا۔۔۔قرت افہام میں انٹرسٹڈ ہے۔"

سکون سے بولتے ہوئے اسنے کرسی کی پشت سے ٹیک لگائی۔ اسے عزہ سے مزید کچھ پوچھنا ہی نہ پڑا اسکی باتوں میں سے جواب مل گیا تھا۔

"اوفف آپی جائیں جائیں جاکر مسجد میں علان کردیں۔۔۔آرام سے نہیں بول سکتی ہیں آپ؟ اور میں نے ابھی کنفرم نہیں کیا کہ آپکا اندازہ ٹھیک ہے یا غلط۔۔۔"

NOVEL HUT

عزہ نے اپنا ماتھا پیٹا تھا نشہ آنکھیں گھماتی اُٹھ کھڑی ہوئی

"سب تمہاری کنفریشن کی ضرورت نہیں کیونکہ مجھے یقین ہے کہ میرا اندازہ سو فیصد درست ہے۔۔۔"

وہ بولتی ہوئی دروازے کی طرف جانے لگی۔

"میں دوبارہ کہہ رہی انویسٹیگیشن کرنے مت چلی جائیے گا اُسکے پاس۔۔۔"

انوشہ کو کچن سے نکلتا دیکھ کر وہ دوبارہ بولی تو پیچھے مڑے بغیر نشہ بائے بائے کرتی کچن سے چلی گئی

"یا اللہ۔۔۔قرت کیوں اتنی بیوقوفیاں کرتی ہو تُم۔۔"

عزہ نے سر ہاتھوں میں گرایا۔

☆☆☆☆☆

NOVEL HUT

"پلیز پلیز پلیز یار آج آخری بار چلی جاؤ۔۔۔" اسنے عزہ کی منت کی۔

"ہرگز نہیں۔۔بھائی کی گرج برس کا نشانہ بلکل نہیں بننا چاہتی میں ۔۔"

اُسنے ہاتھ اوپر کیے تھے۔

"ٹھیک ہے پھر۔۔۔میں یہ یہیں رکھ رہی آگے تمہاری مرضی۔"

چائے اُسکے سامنے رکھتی اور لاونج سے نکل گئی ناچار عزہ کو ہی افہام کا سامنا کرنا پڑا۔۔۔

آج بھی قِرت کی جگہ عزہ کو چائے لاتا دیکھ کر افہام کا صبر جواب دے گیا۔ عزہ نے چائے کا کپ سائیڈ پر رکھا اور افہام کو دیکھنے لگی جیسے کسی کچھ کہنا چاہتی ہو یا کسی چیز کا انتظار ہو

"کیوں کھڑی ہو گئی ہو۔۔؟" افہام نے آئیبرو اچکائی

"پوچھیں گے نہیں آپ ؟" اُسے جیسے یقین نہ آیا

"کیا پوچھوں؟" افہام کی آنکھوں میں سوالیہ نشان تھے

"یہی کہ یہ چائے تُم نے بنائی ہے؟ قرت کیوں نہیں دینے آئی؟ قرت کدھر ہے؟"

NOVEL HUT

سادگی سے افہام کی نقل کرتی وہ جلتی پر تیل کا کام کر گئی۔۔۔

"عزہ۔۔۔میں نہیں چاہتا کہ میں تُم پر غصہ کروں اور تُم کمرے میں جا کر ندیاں بہانے لگ جاؤ اسی لیے اپنا رستہ ناپو۔۔۔"

وہ کلس کر بولتا چائے کا کپ اٹھا گیا عزہ نے اسکی باتوں پر منہ بنایا

"کیا ہے آپ کو بھائی اگر اُس پر غصہ آرہا تو جا کر اُسے سُنائیں نہ شاید وہ بھی انتظارِ یار فرما رہی ہو مجھے مت ڈانٹیں۔"

یقیناً عزہ نے افہام کی باتوں کو دل پر لیا تھا تبھی وہ جذباتی ہو گئی اور اُسے احساس بھی نہ ہوا وہ کیا بول رہی ہے۔ اپنی بات مکمل کرتی عزہ تن فن کرتی کمرے سے نکل گئی

"انتظارِ یار۔۔۔؟" اُسنے بڑبڑاہٹ کی اور کچھ سوچتا بیڈ سے اُٹھ کر کمرے سے نکل گیا

وہ اُسے ڈھونڈتا سب سے پہلے اُسکے کمرے میں گیا جہاں گھپ اندھیرا تھا اور وہاں کوئی نہ تھا پھر اُسنے بالکونی کا رُخ کیا افہام کی توقعہ کے مطابق وہ وہیں جھولے پر بیٹھی چائے سے لطف اندوز ہو رہی تھی۔ وہ بغیر کسی لحاظ کے آیا اور بازو سے پکڑ کے کھڑا کیا۔ قِرت تو اِس افتادے کے لیے تیار ہی نہ تھی چائے چھلک کر اُسکے کپڑوں اور ہاتھ پر جا گری۔

"کیا ہوا۔۔۔؟" اُسے جلدی سے گھبرا کر سوال کیا۔ ہاتھ پر کچھ جلن ہوئی تھی۔

"کیا ہوا؟یہ تُم مجھ سے پوچھ رہی ہو۔۔" وہ دانت کچکچا کر غصے سے بولا تھا

"مم۔۔میں نے کیا کِیا ہے؟" وہ تھوک نگلتی با مشکل بولی۔

"ہر چیز میں بتاؤں تمہیں کچھ نہیں پتا؟"

وہ پھاڑ کھانے والے انداز میں بولتا بازو پر گرفت سخت کرتے اپنی طرف کھینچا تھا۔ وہ خاموش رہی اور چہرا تھوڑا پیچھے کیا

"کِس سے بھاگتی پھر رہی ہو تُم؟ میں کوئی آدم خور ہوں؟

بھوکا شیر ہوں جو تمہیں کچا چبا جاؤں گا؟"

قرت نے ہونٹوں پر زبان پھیرتی اسے دور دور تک یاد نہیں پڑتا تھا کہ آخری بار افہام نے اس پر اتنا غصہ کب کیا تھا۔ شاید دو سال پہلے یونیورسٹی ختم ہونے کے بعد۔ تب تو وہ واقعی بھوکا شیر بنا گھومتا تھا کسی کے کچھ بھی بولنے پر اُسے ایسے گھورتا تھا جیسے آنکھوں سے کھا جائے گا اور آج تک قِرت اُس غصے کی وجہ نہ جان سکی تھی لیکن بہرحال۔۔افہام کو اِس وقت غصے میں دیکھ کر وہ خوفزدہ ضرور ہوئی تھی

"ہاتھ تو چھوڑیں میرا۔۔" وہ ہمت کرتی ہوئی بولی چائے تھوڑی گرم تھی ہاتھ پر جلن محسوس ہورہی تھی۔ افہام نے اُسکی کلائی چھوڑی تو وہ جلدی سے پیچھے ہوئی اور نظریں تو مانو زمین کی خوبصورتی کو سراہنے لگیں

"اب بتاؤ کیا مسئلہ ہے تمہارے ساتھ؟"

وہ گہرا سانس لے کر بولا لہجے میں ابھی بھی تھورا غصے کا انثر شامل تھا

"میں نے کب کہا کوئی مسئلہ ہے۔۔۔اور میں تو نہیں چھپ رہی۔۔" وہ منمنائی تھی

"تو یہ کون سا نیا ڈراما ہے عزہ کو چائے دے کر بھیجنے کا؟"

اُسنے سینے پر بازو باندھے۔

"ڈراما کون سا۔۔۔بہن ہے آپ کی اُسکا دل کر رہا تھا تو بس۔۔"

وہ ویسے ہی زمین کو گھورتی ہوئی بولی

"اوہ واو۔۔۔بہن محترمہ کو پچھلے دو تین سالوں میں تو کبھی خیال نہیں آیا مجھے چائے دینے کا۔۔"

اُسکے طنزیہ انداز پر قِرت نے ہونٹ چبائے۔۔

"ہاں تو میں کیا کر سکتی اگر اُسے خیال نہیں آیا۔۔"

وہ ہنوز اسی پوزیشن میں کھڑی تھی افہام نے گہرا سانس لے کر جیسے غصہ کم کرنا چاہا

"قِرت میں پہلی اور آخری مرتبہ بول رہا ہوں۔ اگر خود چائے دینے آؤ تو ٹھیک ہے ورنہ آج کے بعد میرے لیے چائے بنانے کی قطعاً ضرورت نہیں ہے۔۔"

وہ اُسے سختی سے باور کرواتا جانے کے لیے مڑا

"اگر عِزہ چائے دینے آگئی تو اتنا ریکٹ کیوں کر رہے آپ؟ بہن ہے یار وہ آپ کی اِس میں بُرائی ہی کیا ہے۔۔"

اُسکی پشت دیکھتے ہوئے وہ آنسو پیتی ہوئی بولی۔ بالکونی کی دہلیز پار کرتے افہام کے قدم رُکے۔ وہ پیچھے مڑا۔

"بُرائی تو کوئی نہیں لیکن اگر بہن کی بھابھی چائے دینے آجائے تو اچھائی ضرور ہوجائے گی۔۔۔"

وہ جتنی سنجیدگی سے لفظوں پر زور دے کر بولا اُتنی ہی آنکھیں پھاڑ کر قِرت نے اُسے دیکھا تھا۔۔

"ہاں تو جا کر۔۔۔بھابھی لائیں عزہ کی میں کیوں چائے دیتی پھروں آپ کو۔۔۔"

قرت اسکی بات کا مقصد جان کر بھی انجان بنتی دوسری طرف مڑی۔ افہام نے مسکراہٹ روک کر اُسکی پشت کو دیکھا

"بھابھی ڈھونڈ تو لی ہے لیکن وہ بلاوجہ میں ڈرتی بہت ہے۔۔"

وہ سکون سے اُسکے ساتھ آکر کھڑا ہوا تو قِرت نے بے اختیار ہی اُس کی طرف دیکھا۔ وہ پہلے ہی اُسکی طرف دیکھ رہا تھا۔ نظریں ملی تھی اور قِرت کی دھڑک میں اشتعال پربا ہوا تھا۔۔

"اگر محبت کرتی ہو تو کترانا کیسا؟"

وہ اُس پر سے نظر ہٹا کر بولا۔ قِرت کا دل کیا کے زمین پھٹے اور وہ اس میں سما جائے۔

کتنے سکون سے اُسنے وہ بات کہی تھی جسِے تسلیم کرنے میں اُسے خود اچھا خاصہ وقت لگا تھا اور اسنے تو خواب کے خواب میں بھی نہیں سوچا تھا کہ افہام پر اسکی محبت کا انکشاف کچھ اس طرح ہوگا اور وہ روبرو اُسے ایسا کچھ بول بھی دے گا۔۔وہ بےیقین سی ہوتی اندھیرے میں نظر آنے والے صحن کو دیکھنے لگی۔۔افہام نے کندھے سے پکڑ کر اُسے اپنی طرف موڑا

"قرت کیا ہے یار۔۔۔" وہ نرمی سے بولا لیکن قرت کی آنکھ سے قطرہ ٹپکتا زمین کر جا گرا۔۔یکلخت کئی آنسو آنکھوں سے نکلے تو افہام سٹپٹا گیا

"قِرت۔۔۔ارے پاگل لڑکی رو کیوں رہی ہو؟" افہام کے سوال پر مزید رونے میں روانی آئی

"بیٹھو یہاں۔۔۔ادھر میری طرف دیکھو۔۔"

افہام نے اُسے واپس جھولے پر بٹھایا اور چہرا اُوپر کرنا چاہا۔قِرت نے اُسکا ہاتھ پرے کیا

"میری وجہ سے رو رہی ہو؟مجھے اندازہ نہیں تھا کہ تُم ہرٹ ہو جاؤ گی آئی سویر۔۔"

وہ پنجوں کے پل زمین پر بیٹھا اور اُسکا چہرا دیکھنے کی کوشش کی۔ قِرت نے آنسو صاف کیے۔

"واقعی میری وجہ سے رو ہی ہو؟"

اُسے رخسار رگڑتے دیکھ کر افہام نے دوبارہ سوال کیا۔ قِرت نے خاموشی سے سر نفی میں ہلایا۔

"تو کیوں رو رہی ہو۔۔۔" افہام نے اُسکا چائے گرنے کے باعث سرخ ہوتا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا

"نہیں رو رہی میں۔۔" وہ سوں سوں کرتی ہوئی بولی تو افہام کو اُس پر ٹوٹ کر پیار آیا اُسنے ہاتھ بڑھا کر اسکی نم آنکھوں کو چھوا وہ بے اختیار ہی آنکھیں بند کر گئی

NOVEL HUT

"ائی ایم سوری۔۔ لیکن مجھے غصہ آگیا تھا۔"

وہ آہستہ آواز میں بولا قرت کے دھڑکنوں میں شور پیدا ہوا

"مم۔۔اُس وجہ سے نہیں رو رہی۔۔"

"تو کیا تُم اس وجہ سے رو رہی ہو کہ مجھے تمہاری فیلنگز کے بارے میں پتا لگ گیا ؟"

وہ جھولے پر اسکے ساتھ بیٹھا۔ خاموش رہی۔

"ارے سچ میں؟ اچھی بات نہیں ہے یہ؟ کبھی نا کبھی تو مجھے پتا لگنا ہی تھا نہ۔۔۔"

وہ اپنے ہاتھوں میں اسکا ہاتھ دباتا ہوا بولا۔ قرت کی دھڑکن بے ترتیب ہو رہی تھی۔

"آپ غلط سمجھ رہے تھے۔۔۔"

ناجانے کیا سوچ کر وہ بھرائی ہوئی آواز میں بولی افہام نے گہری نظر سے اسکا چہرا دیکھا

NOVEL HUT

"ایسا بھی ہو سکتا ہے۔ آنکھوں دیکھا بھی جھوٹ ہو سکتا ہے اور میں نے تو صرف سُنا ہے بلکل جھوٹ ہو سکتا ہے۔"

عام سے لہجے میں بولتے ہوئے قرت کا ہاتھ چھوڑا

"جھوٹ نہیں ہے یہ۔۔۔" وہ جھٹکے سے اسکے پہلو سے اُٹھ کر اُسکے سامنے کھڑی

ہوئی۔۔۔

"بلکل ٹھیک سُنا ہے آپ نے جو بھی سُنا ہے میں کب انکار کر رہی؟"

وہ جزباتی انداز میں بولی

"لیکن ابھی تو تم نے کہا کہ میں غلط سمجھ۔۔"

"آپ کچھ غلط نہیں کہہ رہے میں غلط کہہ رہی تھی۔۔"

وہ جھٹ سے اُسکی بات کاٹ گئی تھی۔ افہام مسکراہٹ روکتا اُٹھ کھڑا ہوا

"ہمم۔۔یعنی قرت عدنان کو واقعی مجھ سے محبت ہے۔۔"

وہ سینے پر بازو باندھے مدھم مسکراہٹ کے ساتھ بولا قرت نظریں جھکا گئی

"خود پر اتنا بھی یقین نہیں ہے کیا؟"

وہ آہستگی سے بولی تو افہام ہنس دیا اور اسکو دونوں بازو سے پکڑ کر اپنے قریب کھڑا کیا

"ادھر دیکھو۔۔۔"

"جی نہیں۔۔چھوڑیں مجھے۔۔"

وہ اپنا بازہ چھڑوانے کی کوشش کرتی ہوئی بولی تو افہام نے اُسکو چھوڑ دیا۔ ایک پل میں وہ بالکونی سے نکلی تھی۔

"چائے دینے تو آؤ گی نہ اب؟" پیچھے پیچھے چلتے اُسنے پوچھا تھا۔

"ہرگز نہیں۔۔" وہ بولتی ہوئی کمرے میں گھسی

"ہاتھ پر کچھ لگا لینا۔۔۔"

دروازہ بند کرتے وقت افہام کی آواز کانوں میں پڑی تھی۔ وہ دروازے سے ٹیک لگا کر کھڑی ہوگئی۔ دھڑکنیں اُتھل پُتھل ہورہی تھیں ہونٹوں پر گہری مسکراہٹ تھی۔ آنکھیں بلاوجہ ہی نم ہونے لگی

"کیا انہیں بھی مجھ سے محبت ہے؟"

خود سے سوال کرتی وہ بیڈ پر بیٹھی لیکن کیا فرق پڑتا تھا؟ وہ افہام سے محبت کرتی تھی اور یہ بات افہام جانتا تھا۔ صاف لفظوں میں نہ سہی لیکن وہ اُسکی محبت تو قبول بھی کر چکا تھا. عورت کے لیے تو یہ بھی بہت ہوتا ہے۔

وہ سوچ کر پُرسکون ہوئی۔

☆☆☆☆☆

"میڈم صاحبہ واس آنے کا ارادہ ہے بھی کہ نہیں؟ تُم تو وہیں کی ہو کر رہ گئی ہو نہ کوئی کال نہ کوئی میسج۔۔۔"

NOVEL HUT

قِرت شکوہ کناں لہجے میں بولی

"بلکل بلکل ایسا ہی ہے۔یہاں آکر تو میں واقعی سب کچھ بھول گئی ہوں اور واپس آنے کا ارادہ تو بلکل بھی نہیں ہے۔۔"

لہجہ سنجیدہ تھا لیکن آنکھوں میں شرارت ناچ رہی تھی

"خیر تو ہے نہ یَشل؟مجھے تو کوئی دوسرا چکر لگ رہا اتنی چہک بھی رہی ہو۔۔۔"

وہ جانچنے والے انداز میں بولی

"قرت کہیں ایسا نہ ہو میں فون سے نکل کر تمہارا منہ توڑ دوں۔۔۔"

قرت کی بات کا مطلب سمجھتے یَشل نے دانت کچکچائے

"اب یہ تو ناممکن سی بات ہے فلحال تو میری جان تُم مجھے صرف دور سے دیکھ سکتی ہو۔۔"

قرت نے چہرا فون کے قریب کیا اور مسکراتے ہوئے یَشل کو اچھے سے اپنا چہرہ دِکھایا۔۔اُسکا دل کیا کہ یہیں سے قرت کو کچا چبا جائے

"شاٹاپ ہوجاؤ تُم۔۔۔مجھے یہ بتاؤ تمہارے بھائی نے کھانا کھایا ہے ؟"

خیال آنے پر اُسنے سوال کیا

"اگر نہیں کھایا ہوگا تو اُڑ کر یہاں آجاؤ گی کیا۔۔؟" وہ تمسخرانہ انداز میں بولی

"کاش۔۔۔اگر ایسا ہوتا تو کوئی خواہش باقی نہ رہتی۔۔۔"

اُسنے ٹھنڈی آہ بھری

"ہمم بہت زیادہ خواہشات ہیں میرے بھائی کو لے کر تمہارے دل میں۔۔۔"

قرت نے مسکراہٹ دبا کر اُسے چھیڑا

"بکواس نہیں کرو۔۔میں اُڑنے کی بات کر رہی تھی"

یَشل نے آنکھیں دکھائی تو وہ ہنس دی

"اچھا زیادہ دانت نہیں نکالو اب اور جو پوچھا ہے وہ بتاؤ۔۔"

اُسنے پوچھا لیکن قرت کا کوئی ارادہ نہیں تھا بتانے کا

"اگر اتنی فکر ہو رہی تو خود پوچھ لینا نہ۔۔۔"

NOVEL HUT

"بلکل بھی نہیں۔۔بلاوجہ میں ہی سر پر چڑھ جائے گا۔۔"

"اتنا اچھا بھائی تو ہے میرا۔ اگر سر پر چڑھ بھی جائے تو کیا ہوا۔۔"

قرت خفیف ہوئی تھی

"اب اتنا بھی اچھا بھائی نہیں ہے تمہارا جتنا تُم اُسے سمجھتی ہو۔۔۔"

یَشل نے 'اتنا' لفظ پر زور دیا۔

"تُم سے زیادہ جانتی ہوں میں اُسے۔ گھر میں تو اتنا مہذب بنا گھومتا ہے جیسے بڑا ہی کوئی شریف، تمیزدار، سمجھدار انسان ہے۔ لیکن اتنا کوئی شوخ ہے نہ تمہارا بھائی افہام سے پوچھ لینا۔۔۔"

یَشل نے کھُل کر ارمغان کی شان میں قصیدے پڑھے۔ قِرت کو اپنے بھائی کی یہ تعریف کچھ خاص پسند نہ آئی اور افہام کے نام پر تو وہ جھنپ ہی گئی۔۔۔

"مجھے تو ایسے نہیں لگتے ارمغان بھائی۔۔۔"

"تمہیں اِس لیے نہیں لگتا کیونکہ اسکا اصل روپ میرے سامنے ہی نکلتا ہے۔۔۔"

NOVEL HUT

دماغ کی سکرین پر کچھ باتیں گھوم گئی تھی۔

"ساری باتوں کا کنکلیوژن یہی ہوا کہ ساری شوخیاں آپ کے لیے ہی ہیں جناب۔۔۔"

ارمغان کی آواز پر تو یَشل اُچھل پڑی۔ قِرت نے مسکرا کر ارمغان کو دیکھا جو ابھی ابھی فریش سا نہا کر واشروم سے باہر آیا تھا اور شیشے کے سامنے کھڑا بال ٹاول سے رگڑ رہا تھا پھر ٹاول بیڈ پر پھینکتا وہ قِرت کی طرف آیا

"لعنت ہو تُم پہ قِرت۔۔۔" یَشل پھاڑ کھانے والے انداز میں بولی تو قرت نے ہنستے ہوئے فون ارمغان کے حوالے کیا

گیلے بال ماتھے پر بکھرے ہوئے تھے نکھرا نکھرا سا وہ یَشل کو بہت پیارا لگا تھا

"میں آپ سے کھانے کا پوچھنے آئی تھی تو آپ کا فون بج رہا تھا۔۔یَشل کی کال دیکھ کر میں نے اٹینڈ کرلی۔۔۔"

ارمغان صوفے پر بیٹھ گیا

"اچھا کِیا۔۔۔اور کھانا نہیں کھاؤں گا میں۔۔"

وہ قرت کو دیکھ کر بولا تو قرت سر ہلاتی کمرے سے نکل گئی۔ ارمغان نے آنکھیں چھوٹی کرکہ یَشل کو دیکھا

"ہاں جی؟ کیا بول رہی تھی تُم؟ آجکل میری کچھ زیادہ ہی تعریف نہیں کرنے لگ گئی تُم؟"

لہجہ طنزیہ تھا۔ یَشل با مشکل مسکرائی

"ظاہر ہے یہ تو فرض ہے نہ میرا۔۔ اگر میں نے بھی تعریف کرنا چھوڑ دی تو احساسِ کمتری کا شکار ہو جائیں گے آپ۔۔"

وہ جیسے جتا رہی تھی۔ ارمغان نے اُسکے انداز پر مسکراہٹ دبائی

"جی نہیں۔۔ تمہیں کیا پتا لڑکیاں جان وارتی ہیں مجھ پر۔۔"

وہ بالوں میں ہاتھ پھیر کر بولا۔ اُسکے جملے پر یَشل کچھ بدمزہ ہوئی

"تمہارے اندر کہاں سے روحِ رائد گھُس آئی ہے۔۔۔"

"کیا مطلب؟" وہ نہ سمجھی سے بولا

"کچھ نہیں۔۔ تُم جاؤ نا انہی کے پاس بیٹھو جو تُم پر جان وارتی ہیں۔۔"

وہ جل کر بولی تو ارمغان نے لطف اُٹھایا

"اب اُسکے ساتھ بیٹھنے کے لیے لاہور جانا پڑے گا۔ اتنا سفر کرکہ میں چلا تو جاؤں لیکن وہ مصروفِ زمانہ ہمیں اپنا قیمتی وقت کہاں دیں گی۔۔۔"

ارمغان نے فون سامنے پڑی ٹیبل پر پڑے گلدان کے ساتھ رکھا پھر فہمائشی انداز میں انگڑائی لیتا ہوا بولا

"توبہ توبہ۔۔ خود رات کے بارہ بجے بھی دوستوں سے فُرصت نہیں۔ خود بھی تو آوارہ گردی ہی کرتے رہتے جب سے یونیورسٹی ختم ہوئی ہے اور باتیں مجھے سُنا رہے۔۔۔"

یَشل نے باقاعدہ کانوں کو ہاتھ لگایا

"اور کیا بولا تھا تُم نے۔۔میں جان وارتی ہوں؟"

جملہ یاد کرتی یَشل تمسخرانہ انداز میں ہنسی

"ہاں تو اِس میں جھوٹ ہی کیا ہے؟" وہ پُر اعتماد تھا

"جھوٹ ہی کیا ہے؟ میں پوچھتی ہوں سچ ہی کیا ہے؟ یہ پورا کا پورا ہی جھوٹ ہے آپ پر جان وارنے سے بہتر ہے بلی کے بچے کو بچانے کے چکر میں ٹرک کے نیچے آجاؤں۔۔۔"

یَشل نے ارمغان کی ساری غلط فہمیوں کو ہوا میں اُڑایا

"بہت فضول قِسم کی باتیں کرتی ہو تُم یشل۔۔۔ٹرک کے نیچے آجاؤں (نقل اُتاری گئی) واپس آؤ تُم ذرا سارے حساب کتاب برابر کروں گا۔۔۔"

ارمغان نے سُلگ کر کہا تو وہ کھلکھلائی

"اچھا یہ بتاؤ کہ واپس کب آرہی ہو تُم۔۔۔"

ارمغان نے بازو صوفے کی باہنی پر رکھی اور ہاتھ کی مٹھی بنا کر کنپٹی ٹکائی

"کل واپسی ہے میری انشاءاللہ۔ امی کی طبعیت پہلے سے کافی بہتر ہے لیکن میرا دِل نہیں کر رہا اُنہیں چھوڑنے کا۔ کاش میں اُن کو اپنے ساتھ لا سکتی۔۔"

وہ افسردہ لہجے میں بولی۔ فون پکڑتے پکڑتے بازو تھک گئی تو سائڈ سے ایک کشن اُٹھا کر اپنے سامنے رکھا اور اسکے ساتھ فون سیٹ کرکہ بیڈ کراؤن سے ٹیک لگائی۔۔اس کی فلائٹ پرسو کنفرم ہوئی تھی مگر اس نے آج ہی سب کو اپنی واپسی کا بتایا تھا۔

"لیکن تُم اُن کو اپنے ساتھ تو نہیں لا سکتی نہ۔ اُنکی صحت اس چیز کی اجازت نہیں دیتی۔ رائد اور عادل انکل بھی نہیں آنے دیں گے۔۔۔"

ارمغان کی بات کر یَشل نے سر ہلایا

"خیر تُم نے کھانا کیوں نہیں کھایا؟" اُسنے یاد آنے پر سوال کیا

"بس دیکھ لو۔۔۔ تمہاری یاد میں بھوک ہڑتال کرلی ہے۔"

وہ سادگی سے بولا تو یَشل مسکرائی

"لیکن مجھے تو کہیں سے بھی کمزور نہیں لگ رہے تُم۔۔"

وہ بغور اُسکا چہرا دیکھتی ہوئی بولی

"لیکن تُم ہوگئی ہو۔۔۔" ارمغان نے اُسکا کمزور چہرا اور کالر بونز کو آچھے سے نوٹ کیا تھا۔ حقیقت بھی یہی تھی کہ سکینہ کا خیال رکھنے کے چکر میں اسنے اپنے کھانے پینے کا خیال کرنا چھوڑ دیا تھا۔

"ڈائیٹنگ پر ہوں میں اور مجھے یہاں کھانا کچھ خاص پسند نہیں مطلب اچھا ہے لیکن۔۔۔"

وہ ابھی بول ہی رہی تھی جب آواز پر رُک گئی۔ یَشل کمرے میں آنے والے کو دیکھ نہیں سکتی تھی لیکن آواز وہ پہچان گئی تھی۔ عزہ کی آواز۔۔

"ارمغان کیا کر رہے آپ؟" وہ کمرے کا دروازہ کھولے اندر داخل ہوئی

اُسکا پہلے تو رات کے اِس پہر دروازہ ناک نہ کرنا اور پھر ارمغان کو بھائی نہ بولنا دونوں نے اچھے سے نوٹ کیا تھا۔ ارمغان نے پچھلے کچھ دنوں میں بھی اِس چیز کا نوٹِس لیا تھا لیکن وہ نظر انداز کر گیا۔ یشل کی مسکراہٹ دھیمی پڑ گئی

"کچھ نہیں کر رہا میں۔۔۔کیوں کیا ہوا؟"

وہ سیدھا ہو کر بیٹھتا سنجیدگی سے بولا

"ہوا تو کچھ نہیں۔۔میں نے آپ کے لیے براؤنیز بنائی تھی آپ کو پسند ہیں نہ۔۔وہی لائی ہوں قِرت نے بتایا کے آپ نے کھانا کھانے سے بھی انکار کردیا۔۔۔"

اسکے انداز ہر جہاں ارمغان کو جھٹکا لگا وہیں یَشل ان-کمفرٹیبل ہوئی۔ عزہ نے پلیٹ کو ٹیبل پر رکھا شاید اُسنے گلدان کے ساتھ پڑا فون نہیں دیکھا تھا یا پھر وہ دیکھ کر بھی اندیکھا کر گئی تھی۔ اسکے لہجے پر یَشل کا چہرا سپاٹ ہوا

"اوہ اچھا۔۔ تھینک یو عِزہ اتنی محنت کی تُم نے بلاوجہ۔۔۔"

وہ ہلکی مسکراہٹ کے ساتھ بولا

"جب کوئی چیز پیار سے بنائی جائے تو محنت نہیں لگتی۔۔۔"

ہونٹوں کے ساتھ ساتھ آنکھیں بھی مسکرا رہی تھی۔ اسکے انداز پر ارمغان چاہ کر بھی اپنی مسکراہٹ برقرار نہ رکھ سکا اور خاموشی سے اُسے دیکھنے لگا تو وہ کمرے سے نکل گئی۔ ارمغان کی نظر اب پلیٹ میں پڑی براؤنیز پر تھی۔ یہ سب اُسے کافی عجیب لگا تھا۔ اُسنے لب بھینچے۔۔

"کافی کچھ بدل گیا ہے دو ہفتوں میں۔۔۔"

لمبی ہوتی خاموشی کو یَشل کی آواز نے توڑا۔ ارمغان نے موبائل کی طرف دیکھا جہاں یَشل کے ہونٹوں پر مسکراہٹ تھی۔ طنزیہ مسکراہٹ۔۔

"ایسا تو کچھ نہیں ہے۔۔ تمہیں پتا ہے نہ اُسکی چھٹیاں چل رہی تو کچھ نہ کچھ ٹرائے کرتی رہتی ہے۔۔"

وہ اُسے بتا رہا تھا۔۔۔یا پھر شاید خود کو

عزہ کا بے دھڑک روم میں آنا اور ایسے بیہیو کرنا جیسے وہ دونوں بہت زیادہ کلوز ہوں یَشل کو کچھ ناگوارہ گزرا تھا اور یقیناً وہ ہرٹ ہوئی تھی اتنا اُسے اندازہ تھا۔

"جی بلکل۔۔۔آپ کے لیے کافی محبت سے ٹرائے کر رہی تھی وہ"

وہ ایک ایک لفظ پر زور دے کر بولی تو ارمغان مسکرا دیا۔۔

"تو تُم جیلس ہو رہی ہو؟؟"

"میری جُتی نوں وی پرواہ نی۔۔۔" اسکی بات پر ارمغان نے قہقہہ لگایا

"تو وہاں رہ رہ کر تُم نے پنجابی سیکھ لی ہے؟"

وہ صوفے سے ٹیک لگاتا دوبارہ ریلیکس ہو کر بیٹھا

"ہاں فارغ رہ رہ کر مجھ سے سیکھی ہے اِس نے۔۔۔"

اور یہ عزہ کا بھائی "رائد خٹک" دونوں کے کرتوت ایک جیسے تھے۔ یَشل نے فون سے نظر ہٹا کر سامنے دیکھا۔

وہ اندر آچکا تھا۔ ارمغان کی مسکراہٹ آہستہ سے غائب ہوئی۔

"فضول نہیں ہانکا کرو تُم۔۔کیا ہے اب؟"

ارمغان کا لحاظ کرتی وہ بامشکل لہجا ٹھیک رکھتی ہوئی بولی۔ کتنا ڈھیٹ تھا وہ صبح ہونے والی بحث کے بعد دوبارا اُسکے سامنے موجود تھا

"میں بور ہو رہا تھا اسی لیے آیا ہوں۔۔"

وہ بولتا ہوا نواب کی طرح صوفے پر بیٹھا۔۔۔ ارمغان کا سکون برباد ہوا۔ دوپہر کے دو نہیں رات کے بارہ بج رہے تھے اور وہ اُسکے کمرے میں موجود تھا۔ دوپہر کے دو بھی بجیں تو رائد کا یَشل کے کمرے میں آنا مناسب نہیں تھا لیکن یہ بات رائد خٹک کی سوچ میں دور دور تک نہیں آتی تھی۔

یَشل نے گہرا سانس لیا۔۔

"ارمغان میں کرتی ہوں بات۔۔"

اُسنے موبائل اُٹھا کر کال کاٹی اور موبائل بیڈ پر پٹخ کر اُٹھ کھڑی ہوئی۔
دوسری طرف ارمغان ویسے ہی بیٹھا موبائل کی سکرین کو دیکھتا رہ گیا۔ اس کا سکون برباد ہوا۔۔

"تمہاری کھوپڑی میں دماغ ہے بھی کہ نہیں؟ صبح والی ساری بکواس بھُلائے تُم یہاں آگئے ہو۔۔تمہارے اندر واقعی کوئی تمیز اور تہذیب نہیں ورنہ رات کے اس وقت اپنی شکل لے کر یہاں نہ آتے۔۔"

وہ بدلحاظ ہوئی تھی۔ اس وقت وہ کس طرح کی لینگویئج یوز کر رہی تھی اسے کوئی پرواہ نہ تھی کیونکہ پنگا رائد خٹک نے لیا تھا۔ رائد صوفے سے اُٹھا۔۔

"لیکن تُم بھی تو رات کے اِس وقت لڑکے سے ہی بات کر رہی تھی۔۔ویڈیو کال پر۔۔بند کمرے میں۔۔۔"

رائد کے ذو معنی لہجے اور بات پر ایَشل کچھ سیکنڈ اور بے یقینی سے اُسے دیکھنے لگی۔ اُسنے اپنے ہاتھ کو روکنے کی قطعاً کوشش نہ کی اور اگلے ہی پل وہ اسکے منہ پر چانٹا مارا۔

"اپنی بکواس بند کرو۔۔۔" وہ چیخی تھی

"انتہائی گھٹیا انسان ہو تُم۔۔اپنی واحیات سوچ اور شکل لے کر دفع ہو جاؤ یہاں سے۔۔۔"

لہجا پہلے سے زیادہ سخت اور آواز اونچی تھی۔

"یَشل میرا وہ مطلب۔۔۔"

"ائی سیڈ گیٹ آوٹ آف ہئیر۔۔۔"

رائد نے ایک قدم آگے بڑھا کر کچھ بولنا چاہا جب وہ بات کاٹ چکی۔ اس نے پھنکارتے ہوئے انگلی سے دروازے کی طرف اشارہ کیا۔۔۔رائد چند لمحے لب اور مٹھی بھینچے اُسے دیکھتا رہا۔ خجالت اور تھپڑ پڑنے سے چہرا سرخ ہوا گیا تھا۔ وہ لمبے لمبے ڈگ بھرتا باہر نکل گیا۔۔۔

یَشل بیڈ پر بیٹھی۔۔ اس آنکھیں لبلبہ گئی۔ وہ شخص اتنا گھٹیا بھی ہوسکتا تھا؟ اور اُسکو اتنی بکواس کرنے کا حق دیا کِس نے تھا؟

رائد صبح ہونے والی بدمزگی ختم کرنے دوستی کا ہاتھ بڑھانے آیا بس وقت غلط تھا اور اُسکے الفاظ بھی لیکن آدھی رات کے وقت یَشل کا ارمغان سے وڈیو کال پر بات کرنا اُسے آگ ہی لگا گیا تھا۔ جتنا وہ چاہتا تھا کہ یَشل اُسکے قریب ہوجائے اتنی ہی لڑائیاں اُن دونوں کے درمیان ہورہی تھی اور یَشل مزید اُس سے چِڑتی جارہی تھی۔

یَشل کے یہاں رہتے ہوئے اتنا اندازہ تو ہوگیا تھا کہ وہ اور ارمغان ایک دوسرے میں انٹرسٹڈ ہیں اور اسکا راستہ تو بلکل بھی صاف نہیں بلکے یَشل ریحان کو اپنانے کے لیے اُسے اچھی خاصی جنگ لڑنی تھی جو کہ بلکل بھی آسان نہیں تھا اور وہ کسی طرح یہ جنگ لڑے بغیر یَشل کو اپنانا چاہتا تھا۔۔اور منہ پر پڑنے والا یہ تھپڑ تو ویسے بھی اسے ساری زندگی نہیں بھولنا تھا

اُسکا دماغ تیزی سے کام کرنے لگا۔

☆☆☆☆☆

"بی بی جی۔۔بی بی جی اُٹھیں سکینہ میڈم کی طبیعت خراب ہوگئی ہے انہیں لے کر ہسپتال جانا ہے۔۔"

ملازمہ کی آواز پر وہ ہڑبڑا کر نیند سے اٹھی تھی پھر اُسکی بات سن کر وہ جلدی سے بیڈ سے اُتری پاؤں میں چپل اڑاسی دوپٹہ اُٹھایا اور گرتی پڑتی سکینہ کے کمرے میں آئی جہاں نرس اُسے کوئی انجیکشن لگا رہی تھی رائد اور عادِل اُسکے

ہاتھ پاؤں مسل رہے تھے۔ یَشل کا دل ڈوبنے لگا وہ سکینہ کی طرف لپکی جسکا وجود بے ہوش تھا۔ گرمی تو نہیں تھی لیکن وجود پسینے سے شرابور تھا۔

مشکل سے ایک گھنٹا ہی تو ہوا تھا جب وہ فجر کی نماز پڑھنے کے بعد سکینہ کے پاس گئی تھی اسے دوائی کھلائی پھر اُسکے سونے کے بعد وہ واپس کمرے میں آئی تھی۔ اچانک اُسے کیا ہوگیا تھا۔

ایمبولینس آئی تو سکینہ کو ہسپتال لے جایا گیا۔

☆☆☆☆☆

"پیشنٹ کو ہارٹ اٹیک ہوا ہے۔۔۔"

ڈاکٹر کی بات سنتے عادل کا دل ڈوب گیا۔ گھر میں سکینہ کی طبیعت بگڑنے پر یہی بات اسے نرس نے کہی تھی۔

"میں نے آپ سے پہلے بھی کہا تھا کہ پیشنت کا خاص خیال رکھنے کی ضرورت ہے اسے ہاسپٹل میں ہی رہنے دیں۔۔"

ڈاکٹر کہہ رہے تھے اور عادل کا سر جھک گیا۔

"کیا آپ کے گھر میں کچھ ہوا ہے۔۔؟"

سوال پر عادل نے ڈاکٹر کی جانب دیکھا اور چند لمحے دیکھتا رہا پھر سر نفی میں ہلایا۔

"مسٹر عادل۔۔مجھے لگتا ہے آپ کچھ چھپا رہے ہیں۔پیشنٹ کو اٹیک آنا معمولی بات نہیں ہے۔۔۔"

ڈاکٹر کی بات سنتے اس نے ایک مرتبہ پھر سر نفی میں ہلایا۔

"ایسا کچھ نہیں ہوا الحمداللہ ہمارے گھر سب ٹھیک ہے۔۔۔"

انہوں نے ڈاکٹر کو یقین دلایا تو وہ سانس لے کر رہ گئے۔

"ڈاکٹر صاحب۔۔۔ہارٹ اٹیک کے علاوہ اس کی ریکوری کیسی جا رہی؟ وہ پہلے سے بہتر ہے نا؟"

"ہو سکتا ہے سکینہ نے اپنی بیماری کا بہت زیادہ سٹریس لیا ہے یا خودفزہ ہو گئیں ہیں تبھی انہیں یہ اٹیک ہوا ہے۔۔اس کے علاوہ۔۔۔سکینہ کی طبیعت بگڑ جانا کوئی انہونی بات نہیں ہے عادِل۔ میں نے پہلے ہی کہا تھا سکینہ کی طبیعت بہتر

ہے لیکن اسکی کوئی گیرنٹی نہیں کہ وہ کب تک ٹھیک رہے گی۔ سکینہ کی کڈنیز نے کام کرنا چھوڑ دیا۔ انکی باڈی میں بلڈ کی بہت زیادہ کمی ہے۔ ہم نے انہیں ایڈمٹ کردیا ہے اگر آپ کہیں تو انکی سرجری یا ٹرانسپلانٹ کیا جاسکتا ہے لیکن یہ ایک بہت بڑا رسک ہے۔ انہیں بہترین ٹریٹمنٹ دیا جارہا لیکن آپ خود کو ہر طرح کی سچویشن کے لیے تیار رکھیں۔۔۔"

ڈاکٹر کی پوری بات سُن کر عادل سکتے میں آگیا تھا ضبط کے باوجود اسکی آنکھیں بھر آئی۔ وہ ڈاکٹر کے کمرے سے باہر نکلا اور مرے قدموں سے آئی سی یو کے دروازے تک پہنچا۔ آنسوؤں سے بھری آنکھوں سے اُسنے سکینہ کا مختلف تاروں اور پائپس میں جکڑا وجود دیکھا۔

"کک۔۔کیا کہہ رہے تھے ڈاکٹر؟"

رندھی ہوئی آواز میں یَشل نے عادل سے سوال کیا تو عادل نے پلٹ کر رائد اور یَشل کو دیکھا جو سوالیہ نظروں سے اسے دیکھ رہے تھے

"ہو جائے گی ٹھیک۔۔دعا کرو تُم لوگ۔۔"

اُسکے اندر ذرہ بھی ہمت نہ تھی ڈاکٹر کی کہی ہوئی بات ان دونوں کو بتانے کی۔ نہ جانے وہ خود کو تسلی دے رہا تھا یا اُن دونوں کو۔ یَشل کی آنکھ بھر آئی اور رخسار بھیگ گیا۔ کندھے پر بھاری ہاتھ محسوس کرتے اُسنے رائد کو دیکھا جو آنکھوں ہی آنکھوں میں اسے تسلی دے رہا تھا۔ وہ چھوٹے چھوٹے قدم اُٹھاتی اُس سے دور ہوئی اور جاکر بینچ پر بیٹھ گئی۔ بھاری ہاتھ کا لمس ابھی تک کندھے پر محسوس ہورہا تھا۔

☆☆☆☆

#منتظرت_ہستم

#نیہا_امتیاز

#قِسط_نمبر_13

🚫 Don't copy paste without my permission 🚫

وہ جیسے ہی یونیورسٹی کے گیٹ سے باہر نکلی اُسکی نظر روڈ کے پار کھڑے افہام پر گئی جسے دیکھتے ہی اُسکی تھکن زدہ چہرے پر مسکراہٹ پھیل گئی۔۔۔

السلام و علیکم۔۔آپ یہاں؟" اُسے خوشگوار سی حیرت ہوئی۔

"وعلیکم السلام۔۔ارے تُم نے پہچان لیا مجھے؟ مجھے لگا تھا تعرُف کروانا پڑے گا۔۔۔"

افہام کی منصوئی حیرت پر وہ ہنسی اور فرنٹ سیٹ کا دروازہ کھول کر گاڑی کے اندر بیٹھی

"اب اتنی بھی انی نہیں مچی کہ میں پہچاننے سے ہی انکاری ہو جاؤں۔۔۔"

افہام ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا تو قِرت اُسے دیکھ کر بولی

"ہاں ہاں پچھلے تین دِن سے جو تُم شرماتی پھر رہی ہو وہ سب دیکھ رہا ہوں میں۔۔۔"

افہام نے گاڑی سٹارٹ کرتے ہوئے اُس پر چُوٹ کی تو قِرت دوبارہ بلش کر گئی۔ خیر اب قِرت نے پچھلے تین دِنوں میں ایسا بھی کچھ نہیں کیا تھا بس چائے افہام کو دینا تو دور کی بات بنانا بھی چھوڑ دی تھی اور کچھ بزی رہنے لگی تھی۔

"جی نہیں ایسا بھی کچھ نہیں ہوا ہمارے بیچ کہ میں شرمانے لگ جاؤں۔۔"

قِرت نے وہ رات جب اس نے اظہار کیا تھا، یاد کرکہ مسکراہٹ روکی

"تو یعنی تُم چاہتی ہو کہ میں ایسا کچھ کروں۔۔"

وہ شرارت سے ذو معنی لہجے میں بولا تو قرت کا سارا خون چہرے پر سمٹ آیا۔۔

"شرم کریں (کندھے پر تھپڑ مارا) فلحال ایسی کوئی واحیات خواہش نہیں میری۔۔"

وہ تڑخ کر بولی تو افہام نے قہقہہ روکا

"فلحال نہیں ہے۔۔ مطلب فیوچر میں تو ہوگی نہ؟"

قِرت نے باقائدہ چہرے پر ایک ہاتھ رکھ کر چہرا چھپایا۔۔اسے پچھتاوا ہورہا تھا کہ اُسنے وہ بات بولی ہی کیوں

"یا اللہ اتنی شرم۔۔۔؟" وہ ہنس رہا تھا قِرت ساری شرم حیا بھاڑ میں جھونکتی اُسے گھورنے لگی۔

"بہت فارغ وقت تھا آپ کے پاس جو مجھے پک کرنے آگئے؟"

اُسنے موضوع بدلنا چاہا

"بلکل ایسا ہی ہے تُم بس حکم کرو میں تمہارے لیے ہر وقت فارغ ہوں۔۔۔"

وہ یوٹرن سے گاڑی موڑتا ہوا بولا

"میرے لیے نہیں ویسے بھی آپ فارِغ ہی ہوتے ہیں۔۔"

وہ آنکھیں گھُما کر بولی لیکن اُسکی بات سراسر غلط تھی سو افہام نے اُسے گھور کر دیکھا

"ٹائیم نہیں دیکھا تُم نے ؟ پانچ بجنے والے ہیں اور یہی ٹائم ہوتا میری واپسی کا۔ عزہ کو کال کی تھی میں نے اسی نے بتایا کہ تُم ابھی تک یونیورسٹی ہو تو میں پک کرنے آگیا۔۔۔"

وہ اُسے بتا رہا تھا قِرت نے آہستہ سے سر ہلایا

"تھوڑی کم تیار ہو کر یونیورسٹی جایا کرو۔۔۔"

کچھ دیر گاڑی میں خاموشی رہی پھر قِرت کے کانوں میں اُسکی آواز پڑی تو اُسنے اپنا رُخ اُسکی طرف کیا

"کیوں؟ آپ کو مسئلہ ہے میرے تیار ہونے سے۔۔؟"

"فضول مت بولو جو کہا ہے اُس بات پر عمل کرو۔۔۔"

افہام خود بھی چہرا اُسکی طرف کرکہ غصے سے بولا۔ البتہ اس کا غصہ مصنوئی تھا جس کا احساس قرت کو نہ ہوا۔ قِرت چند سیکنڈ خاموشی سے اسے دیکھتی رہی پھر چہرا دوبارہ دوسری طرف کرلیا۔ افہام نے ہوا کے زور سے اُڑتی اُسکی زلفوں کو دیکھا

"فلحال تمہیں کچھ چیزوں کا خیال رکھا ہوگا جب تک تُم میری نہیں ہو جاتی۔۔"

اس کی خاموشی پر اپنی مسکراہٹ چھپاتا وہ سنجیدگی سے بولا۔اس کے جملے پر قِرت کا دل زور سے دھڑکا تھا

"بعد میں جتنا مرضی سنگھار کرنا۔۔"

وہ مزید بولا تو قِرت دوبارہ اسکی طرف مڑی

"یقین نہیں آپ کو مجھ پر۔۔۔؟"

ذہن میں آنے والا پہلا سوال اور خیال تھا۔ لہجا تھوڑا بجھا ہوا تھا۔

"تُم پر خود سے زیادہ یقین ہے۔۔ لیکن لوگوں پر نہیں ہے۔ وہ نہیں جانتے کہ تم افہام خان کی ہو۔۔۔جب تم میرے نام سے منسوب ہو جاؤ گی سب کو معلوم ہوجائے گا تو مجھے کسی چیز کی فکر نہیں رہے گی۔۔۔"

اُسنے گاڑی کو بریک لگائی اور قرت کی طرف دیکھا۔ افہام کی بات پر اُس کا چہرا گلابی ہوا اور ہونٹ مسکراہٹ میں ڈھل گئے اُسنے افہام سے نظر ہٹا کر ونڈ سکرین کے پار دیکھا تو احساس ہوا گاڑی گھر کے باہر کھڑی تھی۔۔

"اور۔۔۔یہ فکر کب ختم ہورہی پھر؟"

قِرت نے ہمت کرتے سوال کیا تو وہ اُسکا سوال سمجھ کر بےاختیار مسکرا دیا

"بہت جلد۔۔ انشاءاللہ۔۔" گارڈ نے گیٹ کھولا اور اس نے گاڑی پورچ میں کھڑی کی پھر افہام نےپیار سے اُسے دیکھا تو وہ گہری مسکراہٹ لیے گاڑی سے نکلی اور اندر چلی گئی افہام نے بھی گاڑی سے اتر کر اندر کی طرف قدم بڑھائے

بالکونی میں کھڑی انوشہ جو خود بھی کچھ دیر پہلے یونیورسٹی سے آئی تھی اور بخوبی یہ منظر دیکھا تھا۔۔۔

NOVEL HUT

☆☆☆☆☆

"السلام و علیکم کیسی ہو بیٹا؟"

عدنان صاحب کی آواز پر اسکی آنکھوں میں نمی اُمڈ آئی اور وہ بلک بلک کر رو دی۔ فون سپیکر پر تھا۔ اسکے رونے پر افہام اور ارمغان اپنی اپنی جگہ سٹپٹا گئے۔

"یَشل؟ تُم ٹھیک ہو نہ پھوپھو تو ٹھیک ہیں؟"

ارمغان نے جلدی سے عدنان صاحب کے ہاتھ سے فون لیا تھا۔ عدنان صاحب خاموش رہے کیونکہ انکی بات عادل سے ہو چکی تھی اور وہ سکینہ کی حالت سے واقف تھے۔

یَشل کے رونے میں مزید روانی آئی۔

"یَشل میری بچی حمت کرو سکینہ ٹھیک ہو جائے گی پریشان نہیں ہو دعا کرو بیٹا۔۔۔"

NOVEL HUT

عدنان صاحب کے اپنے حلق میں آنسوؤں کا گولا پھنسا تھا لیکن فلحال یَشل کو تسلی کی ضرورت تھی

"ماما۔۔ماما ٹھیک نہیں۔۔ہیں۔۔"

وہ بامُشکل رونے کے درمیان بول پائی تھی۔ عدنان صاحب کی آنکھوں میں نمی اُترنے لگی اور ارمغان اسکی آواز میں تکلیف محسوس کرتا بیچین ہونے لگا۔

"وہ ہوش میں۔۔۔نہیں آئی ہیں صبح سے۔۔ہمیں ماما سے۔۔ملنے بھی نہیں دے رہے۔۔۔"

وہ ہچکیاں لے رہی تھی۔۔

"تم ٹینشن نہیں لو یَشل اللہ نے چاہا تو خالہ کو ہوش آجائے گا تُم رونا بند کرو پلیز۔۔۔"

اب کی بار افہام بولا تھا وہ ویسے ہی روتی رہی تو عدنان صاحب نے اسے تسلی دی پھر وہ کال کاٹ گئی۔

"بابا ہمیں لاہور چلنا چاہیے۔۔۔" ارمغان نے عدنان صاحب کی طرف دیکھا

"ٹھیک کہہ رہا ہے ارمغان۔۔خالہ کی طبیعت بہت خراب ہے اور یَشل تو بلکل اکیلی ہے اسے ہماری ضرورت ہے۔۔"

افہام نے بھی اسکی بات سے اتفاق کیا۔ عدنان صاحب نے آنکھوں میں آئی نمی صاف کی۔

"بتایا نہیں میں نے تُم لوگوں کو۔۔ لیکن ٹکٹس کروا لی ہیں میں نے۔ میں چاہ کر بھی وہاں نہیں جا سکتا آفس میں کچھ مسائل چل رہے۔ اسی لیے صبیحہ باجی اور عطیہ دونوں جائیں گی مجھے دو تین دن کے بعد آفس سے لیو ملے گی تو میں بھی چلا جاؤں گا۔۔۔"

"کون کہاں جارہا ہے۔۔۔" نِشہ کمرے میں داخل ہوئی

"لاہور جارہی ہیں ماما اور ممانی۔ سکینہ خالہ کی حالت کریٹیکل ہے۔۔"

"یا اللہ۔۔۔" افہام کی بات پر اُسے جھٹکا لگا تھا۔

وہ جانتی تھا سکینہ ہسپتال میں ہے لیکن اُسکی حالت اتنی کریٹیکل تھی کہ انہیں وہاں جانا پڑ رہا تھا اسے علم نہ تھا۔

"آپ تینوں میں سے کوئی نہیں جارہا ؟" وہ انکے ساتھ ہی بیٹھ گئی

"بابا۔۔۔میں جانا چاہتا ہوں وہ بہت اکیلی ہوگی۔"

ارمغان عدنان صاحب کو منت کرنے والے انداز میں بولا

"ارمغان تمہیں بھیجنے کا مسئلہ صرف یہ ہے کہ بعد میں میں بھی آجاؤں گا۔ گھر کی ساری زمہ داری افہام پر آجائے گی۔۔"

عدنان صاحب اُسے سمجھاتے ہوئے بولے۔ افہام کچھ بولنے ہی لگا تھا جب ارمغان دوبارہ بولا

"ابو پلیز۔۔ میں یَشل کے لیے بہت زیادہ پریشان ہوں آپ تو سمجھیں مجھے۔ وہ اتنی تکلیف میں ہے میرا یہاں رہنا بہت مشکل ہے۔۔"

وہ کوئی ضدی سا پیار میں ڈوبا بچہ لگ رہا جس پر افسردہ ماحول میں میں نِشہ سمیت افہام اور عدنان صاحب بھی ذرا سا ہلکا سا مسکرا دیے۔ ارمغان بیشک اس سے رائد والی بات پر ناراض تھا مگر اسے یَشل پر یقین تھا اور اس مشکل وقت میں وہ اس کے ساتھ رہنا چاہتا تھا۔

"ماموں آپ پریشان نہیں ہوں۔۔ہادی بھی تو آج رات واپس آنے والا ہے اور وہ اب اتنا بھی بچہ نہیں رہا گھر پر ہی ہوگا۔ میں بھی کوشش کروں گا کام سے جلدی آجاؤں۔ لڑکیوں کا خیال ہم رکھ لیں گے۔۔"

افہام کی بات پر وہ سر ہلا گئے تو ارمغان نے تشکرانہ نظروں سے افہام کو دیکھا۔۔

"میں دیکھتا ہوں اب دعا کرو کہ ٹکٹ مل جائے۔۔"

عدنان صاحب بولتے ہوئے اپنی جگہ سے اٹھے اور اسکا کندھا تھپکتے باہر نکل گئے۔۔۔

"پہلے صرف شک تھا لیکن اب یقین ہورہا ہے مجھے کہ ارمغان تم گوڈے گوڈے یشل کے عشق میں ڈوبے ہوئے ہو۔۔"

نِشہ نے ارمغان کو چھیڑنے والے انداز میں کہا تو وہ اسے گھورنے لگا جبکہ افہام مبہم سا مسکرا دیا۔

NOVEL HUT

☆☆☆☆☆

"گورے گورے مکھڑے

بی ماہ لو

چاند کے ٹکڑے

بی ماہ لو

کالی کالی زلفیں

بی ماہ لو

نیلی نیلی آنکھیں

بی ماہ لو۔۔"

وہ بل چباتا گنگناتا ہوا گھر میں داخل ہوا رات کے دس بج رہے تھے۔ ایک گھنٹا پہلے ہی اُسکی آسلام آباد سے کراچی کی فلائیٹ لینڈ ہوئی تھی اور وہ ارمغان کے ساتھ گھر آیا تھا

اُسکے پیچھے ہی گارڈ سامان لیے اندر داخل ہوا۔

عزہ جو لاونج میں بیٹھی ٹی وی دیکھ رہی تھی اُسنے ہادی کو دیکھا جو گرنے کے سے انداز میں صوفے پر لیٹ چکا تھا۔ وہ اُٹھ کر کھڑی ہوئی۔۔

"گورے گورے مکھڑے؟چاند کے ٹکڑے؟کالی زلفیں؟ اچھا !"

عزہ نے دانت پیس کر کشن اُٹھایا اور اُسکی دھنائی شروع کی۔

"صبر کرو تُم آنے دو ماموں کو تمہاری کالی زلفیں نہ کٹوائی تو میرا نام بدل کر پھپھے کٹنی رکھ دینا۔۔"

وہ مسلسل اُسکے منہ پر کشن مارتی ہوئی بول رہی تھی۔ ہادی نے اپنا دفاع کرنے کی کوشش کی لیکن کامیاب نہ ہوا کیونکہ عزہ اُسے اُٹھنے یا بولنے کا موقع دیے بغیر اُس کی دھلائی کر رہی تھی

"عزہ پاگل تو نہیں ہوگئی ہو بیوقوف عورت پیچھے ہٹو یار۔۔"

ہادی نے اٹھنے کی کوشش کی پھر عزہ کو پیچھے کی طرف دھکا دیتا دور ہو کر کھڑا ہوا

"ہادی تمہارا دماغ ٹھیک ہے؟ یا جہاں گھومنے گئے تھے وہیں چھوڑ آئے ہو۔۔"

عزہ کا پاؤں مڑا تھا اور بروقت اندر آتے ارمغان نے اُسے کندھوں سے پکڑا تھا ورنہ عزہ کو پیچھے پڑی ٹیبل سے اچھی خاصی چوٹ آجاتی۔

ارمغان کے غصے پر جہاں ہادی کی مسکراہٹ غائب ہوئی وہیں عزہ کا دل الگ ہی لہ پر دھڑکنے لگا۔

"بیٹھو یہاں۔۔۔" اُسکے پاوں میں یقیناً درد تھا۔

ارمغان نے کندھوں سے پکڑ کر عزہ کو صوفے پر بٹھایا۔ وہ اپنا تیزی سے دھڑکتا دل بامشکل سنبھالتی صوفے پر بیٹھی

"بھائی میں نے کچھ نہیں کیا۔۔میں جیسے ہی اندر آیا اِسنے بلاوجہ ہی مجھ کشنز سے حملہ کردیا۔ پوچھیں تو سہی نوابزادی کے ساتھ مسئلہ کیا ہے ؟"

ہادی نے انگلی سے عزہ کی طرف اشارہ کیا

"تم زخمی ہوگئے کشن لگنے سے ؟ اتنے نازک ہو؟ کشن تھا یا بندوق؟"

ارمغان کو اسکی بات پر غصہ آیا جبکہ ہادی کو عزہ پر غصہ آیا جو چہرا جھکائے ایسے بیٹھی تھی جیسے واقعی ہی پاؤں ٹوٹ گیا ہو۔۔۔

"لیکن بھائی۔۔ اگر مذاق کر رہی تو برداشت کرے نہ !"

"کیا برادشت کرے ہاں؟ میں نہ پکڑتا تو ٹیبل لگ جاتی اُسکی کمر میں۔۔"

ہادی کی ڈھٹائی پر ارمغان کے غصے کو ہوا ملی۔

"ٹیبل لگی تو نہیں نا لیڈی ڈیانا کو۔۔! ڈرامے ہیں اس کے۔ جب تک مجھے زلیل نہ کروا دے سکون نہیں آتا اسے!"

وہ رُکا نہیں بلکے غصے سے لمبے لمبے ڈگ بھرتا اوپر چلا گیا۔ عزہ نے ایک نظر اوپر جاتے ہادی اور پھر ارمغان کو دیکھا جو اب پنجوں کے بل اُسکے پاؤں کے پاس بیٹھا تھا۔ ارمغان نے ہاتھ پڑھا کر اُسکا پاؤں پکڑنا چاہا تو وہ پیچھے کر گئی۔

"ارے دِکھاؤ تو سہی یار۔۔۔۔"

اسنے بولتے ہوئے اسکا پاؤں پکڑا جو بظاہر تو ٹھیک نظر آرہا تھا۔ عزہ کا دل شور کرنے لگا اور ہتھیلیاں بھیگ گئی

"درد ہو رہا ہے؟" اسنے پاؤں تھوڑا دباتے ہوئے عزہ کو دیکھا جس کے چہرے پر درد کے آثار ظاہر ہوئے

"زیادہ درد ہے تو ڈاکٹر کے پاس چلتے ہیں۔۔۔"

ارمغان اُٹھ کر کھڑا ہوا تو عزہ نے سر نفی میں ہلایا۔۔

"نہیں نہیں۔۔میں اس پر کچھ لگا کر پٹی باندھ دونگی یہ کل تک ٹھیک ہو جائے گا۔"

وہ چہرا اوپر کرکہ ارمغان کو دیکھ رہی تھی جِس نے عزہ کی بات پر کچھ سوچ کر سر ہلا دیا۔ عزہ اُٹھنے لگی جب ارمغان نے اُسکے کندھے پر زور دے کر اُسے واپس بٹھایا پھر قرت کو آواز تھی۔۔

"قرت اور نِشہ کام کر رہی تھی کچھ۔۔۔آپ چھوڑ دیں میں یہیں بیٹھ جاتی ہوں۔۔"

وہ معصومیت کی ساری حدود پار کرتی ہوئی بولی تو ارمغان نے سر ہلا دیا۔۔

"کیوں لڑ رہے تھے تُم دونوں؟"

ارمغان کے سوال پر عزہ نے اُسکی طرف دیکھا اور سوچنے لگی کہ بتانا چاہیے بھی یا نہیں

"بہت بدتمیز ہوگیا ہے۔ میری دوستوں کے ڈی ایمز میں گھس کر عجیب و غریب شعر و شاعری کر رہا اور آمنہ کو بھی اُسنے پہلے ریکویسٹ بھیجی پھر ایک شعر بھیجا تھا کہ۔۔۔کیا تھا وہ۔۔۔" وہ سوچنے لگی "ہاں۔۔اسے کہتا ہے دل

کرتا کے تمہارے بہت قریب آؤں اور تمہارے آنکھ میں اُنگلی بار کر بھاگ جاؤں" جب آمنہ نے مجھے سکرین شاٹ بھیجا تو میں اتنی شرمندہ ہوگئی مطلب میری ہی دوستیں ملی ہیں اسے اپنی ٹھرک جھاڑنے کے لیے۔۔"

عِزہ کی بات سُن کر ارمغان کو ہنسی آگئی جسے اُسنے بامشکل کنٹرول کیا۔ ہادی واپس اپنا فون لینے آیا تھا لیکن یہاں تو عزہ بی بی اُسکا بھانڈا پھوڑ چکی تھی

"استغفرُللہ۔۔شرم تو بلکل نہیں آرہی ہوگی مجھ پر الزام لگاتے ہوئے کتنی پھپھے کٹنی ہو تُم یہی نام ہونا چاہیے تمہارا۔۔۔"

ہادی اپنے دفاع کے چکر میں اُسے جھوٹا ثابت کرنے لگا عزہ نے منہ کھولے اُسے دیکھا۔

"ہادی یہ کیا بولتے جارہے ہو۔۔تمیز سے بات کرو۔" ارمغان نے اُسے گھورا

"میں ٹھیک بول رہا ہوں۔۔بولیں اِسے کہ دکھائے ثبوت ہے اِس کے پاس؟ کس بناء پر یہ الزامات لگا رہی مجھ پر۔۔"

بولتے ہوئے ہادی کو تھوڑا ڈر بھی لگا تھا کہیں واقعی ہی وہ ثبوت اُسکے منہ پر نا مار دے۔ حقیقت تو تھی کہ اُسنے عزہ کی دوستوں کو تنگ کیا تھا لیکن وہ سب کرنے کا مقصد صرف عزہ کو زچ کرنا تھا جِس میں وہ کامیاب بھی ہوا۔۔۔

"ہاں کیوں نہیں۔۔وہ فون اُٹھا کر دیں میرا میں دکھاتی ہوں۔"

عِزہ نے ارمغان سے کہتے ہوئے فون کی طرف اشارہ کیا تو ہادی کا رنگ اُڑا۔

"چپ کر جاؤ تُم دونوں۔۔۔ انڈیا پاکستان کی جنگ نہیں لڑنے لگ جایا کرو۔۔ عزہ تُم اپنی دوستوں سے کہو کہ تُم اِس کھوتے کو نہیں جانتی سو وہ اِسے شرافت سے بلاک کردیں۔۔۔اور تُم۔۔"

ارمغان عزہ کو بول کر ہادی کی طرف مڑا جو خود کو کھوتا بُلائے جانے پر ارمغان کو پھاڑ کھانے والے انداز میں گھور رہا تھا۔

"میں پہلی اور آخری بار بول رہا ہوں انسانوں والی حرکتیں کرو اِس سے پہلے میں ابو سے تمہاری چھترول کرواؤں۔۔"

ارمغان کے انگلی دکھا کر بولنے پر ہادی نے سلیوٹ کیا۔ عِزہ ہلکا سا ہنس دی جبکہ ارمغان نے اسے گھورا پھر خود بھی مسکرا دیا

"بھائی آپ بلاوجہ میں مجھے بول رہے ہیں خود ہر وقت آپ یَشل کے ساتھ لگے ہوتے مطلب وہ ٹھیک ہے لیکن میں کچھ کروں تو۔۔۔ائیییی چھوڑیں میرا کان۔۔۔"

ہادی ارمغان کو مسکراتا دیکھ کر منہ بناتا ہوا صوفے پر بیٹھنے لگا جب اُسکی بات سُن کر ارمغان نے اسکا کان پکڑ کر پوری قوت سے مروڑا تو وہ درد سے بلبلا اُٹھا

"زیادہ بکواس نہیں کرنے لگئے تُم۔۔۔"

ارمغان نے ویسے ہی اسکا کان پکڑے کہا جبکہ یَشل کا نام سُن کر عزہ کا دل جل کر رہ گیا

"جھوٹ تو نہیں بولا۔۔۔"

وہ آہستگی سے بولا۔ ارمغان نے ہادی کا دوسرا کان بھی اپنی گرفت میں لیا تو وہ چِلا اُٹھا۔ ہادی کی چیخیں سُن کر عطیہ کمرے سے باہر آئی

"کیا ہوگیا ہے بھئی کون سی قیامت آگئی ہے۔۔۔"

لیکن پھر اُنکی نظر ہادی اور ارمغان پر گئی تو وہ ان دونوں کی طرف آئی

"ارمغان چھوڑو اُسے۔۔"

عطیہ نے اُسکے بازو پر تھپڑ مارا تو وہ پیچھے ہوا۔ ہادی نے پھرتی سے کشن اُٹھا کر اُسکے منہ پر مارا۔

"امی دیکھ رہی ہیں اِس گھر میں اس طرح سے ویلکم ہوا ہے میرا۔۔ مطلب اتنے عرصے بعد واپس آیا ہوں میں تھوڑا سا تو پروٹوکول دیں۔۔۔"

ہادی منہ بنا کر بولا تو عطیہ اُسکے ساتھ بیٹھی

"پروٹوکول والی شکل بھی ہونی چاہیے۔۔۔"

ارمغان خود بھی عزہ سے کچھ فاصلے پر بیٹھا تو عزہ نے مسکراہٹ دبائی۔۔ ارمغان کی تو سوچ بھی اُسے سکون دیتی تھی۔

"اچھی بھلی شکل ہے میرے بچے کی۔۔۔"

عطیہ نے بولتے ہوئے اُسکا ماتھا چوما تو ہادی کھل کر مسکرا دیا

"ارے ہادی آگئے تُم۔۔۔کیسے ہوپیپر کیسے ہوئے تمہارے۔۔"

صبیحہ کی آواز پر سب اُسکی طرف متوجہ ہوئے۔ وہ بھی وہیں آکر بیٹھ گئیں۔۔

"اچھے ہوگئے پھپھو اب تو آرام کروں گا میں۔۔۔"ہادی نے انگڑائی لی۔

"یونیورسٹی میں ایڈمیشن لینے کا ارادہ ہے یا صرف آرام ہی کرنا ہے۔۔"

"وہ بھی لے لوں گا۔پہلے ارادہ یہی تھا کہ باقی کی پڑھائی بھی اسلام آباد میں کروں گا لیکن ہاسٹل میں رہ رہ کر آدھا ہوگیا ہوں۔۔"

"اور نہیں تو کیا۔۔کتنا وزن تھا ماشاءاللہ تمہارا جب یہاں سے گئے تھے اور اب تو دیکھو کتنے کمزور ہوگئے ہو۔۔۔"

صبیحہ کی بات پر وہ مسکرا دیا انہیں کیا بتاتا کمزور نہیں ہوا اسے سمارٹ ہونا کہتے ہیں۔

"ارے عطیہ۔۔مسسز شکیل کی کال آئی تھی وہ ملنا چاہ رہیں تھی میں نے تو منع کردیا کہ سکینہ ہسپتال میں ہے کل ہمیں لاہور کے لیے نکلنا ہے۔۔"

صبیحہ یہی بتانے آئی تھی لیکن ہادی کو دیکھ کر ذہن سے ہی نکل گیا

"سکینہ خالہ کی طبیعت تو ٹھیک تھی نہ؟ یَشل بھی واپس آرہی تھی۔۔ کیا ہوا انہیں اچانک۔۔؟"

ہادی نے پریشان ہوتے ہوئے سوال کیا

"ہاں سکینہ کی طبیعت آج صبح کچھ خراب ہوگئی دوبارا ہسپتال میں ایڈمٹ ہوگئی ہے اسی لئیے یَشل نہیں آسکی۔ اللہ خیر کرے بس میرا تو دل حول رہا ہے۔۔۔"

عطیہ کی بات سن کر ماحول پر افسردگی چھا گئی

"پریشان مت ہو انشاء اللہ ٹھیک ہو جائے گی دعا کرو۔۔"

صبیحہ نے کہا تو کچھ دیر خاموشی چھا گئی جسے اب تک خاموش بیٹھی عزہ نے توڑا

"آپ کچھ دن پہلے بھی تو حاجرہ آنٹی سے بات کررہی تھی۔۔کیوں ملنا ہے انہیں مطلب کیوں آنا چاہ رہی ہیں؟"

"کیا مطلب کیوں آنا چاہ رہی ہیں؟ ایسے ہی نہیں مل سکتی؟"

صبیحہ نے جھڑکنے والے انداز میں کہا تھا عزہ کا ہاتھ ماتھے پر گیا۔ خاموش ہی رہنا چاہیے تھا۔

☆☆☆☆☆

"آپ کے پیشنٹ کو ہوش آگیا ہے ہم آدھے گھنٹے تک انہیں وارڈ میں شفٹ کردیں گے پھر آپ اُن سے مل سکتے ہیں۔ لیکن پیشنٹ سے کوئی ایسی ویسی بات مت کیجیے گا کہ ابھی انکی حالت اتنی ٹھیک نہیں۔۔"

رات کے تیسرا پہر تھا جب نرس کی بات نے ان تینوں کی زندگیوں میں جیسے نئی روح پھونک دی۔ یَشل کی آنکھوں سے تشکر کے آنسو نکلے اور وہ شکرانے کے نفل ادا کرنے پرئیر روم چلی گئی۔ عادل نے رائد کو سینے سے لگایا۔

وہ جیسے ہی پرئیر روم سے باہر نکلی تو رائد کو راہداری میں ٹہلتے پایا۔ وہ اس پر نظر ڈال کر وہاں سے گزرنے لگی

"یہ میں تمہارے لیے لایا ہوں۔ تم نے کل سے کچھ نہیں کھایا۔۔۔"

رائد نے ہاتھ میں پکڑے سینڈوچ اسکی طرف بڑھائے

"بھوک نہیں۔۔مجھے ماما سے ملنا ہے۔۔"

وہ اسکے ہاتھ میں پکڑے سینڈوچ پر اچٹتی نگاہ ڈالتی ہوئی بولی

"ماما کو ابھی وارڈ میں شفٹ نہیں کیا۔۔۔کھا لو یہ تمہاری طبیعت خراب ہو جائے گی۔"

اسکے لہجے میں فکرمندی محسوس کرتے یَشل نے اسے دیکھا جو پچھلے دنوں کی نسبت کافی تھکا ہوا لگا تھا۔ آنکھوں کے ڈیلے سوج گئے تھے اور آنکھیں سرخ ہورہی تھی۔ یَشل کو کچھ گھنٹے پہلے کا وقت یاد آیا جب اسنے کھڑکی سے رائد کو روتے ہوئے دیکھا تھا۔ وہ خدا کے سامنے گڑگڑا رہا تھا۔

یَشل نے ایک طپرا سانس بھرا اور خاموشی سے اسکے ہاتھ میں پکڑے سینڈوچ لیے پھر بغیر کچھ کہے وہاں سے چلی گئی۔ رائد بھی اسکے پیچھے ہو لیا۔

"آپ کو اندازہ بھی ہے کتنا پریشان کردیتی ہیں آپ ہم سب کو؟"

یشل نے سکینہ کا ڈرپ لگا سوجا ہوا ہاتھ اپنی گرفت میں لیتے خفگی سے کہا۔۔

"تمہیں اپنے پاس روکنے کا کوئی تو جواز ہونا چاہیے نہ۔۔"

وہ نقاہت زدہ آواز میں بولیں تو یَشل کی آنکھیں دھندھلانے لگیں۔

"دیکھیں امی۔۔چوبیس گھنٹے بھی پورے نہیں ہوئے آپ کی ٹینشن میں دس کِلو وزن گر گیا ہے اِس کا۔۔"

رائد صوفے سے اُٹھ کر ان دونوں کے پاس آتا ہوا بولا۔ یَشل نے نظر اٹھا کر بھی اسے نہ دیکھا جبکہ عادل اور سکینہ مسکرا دیے۔

"یَشل۔۔گھر جا کر تھوڑا آرام کر لو بیٹا۔۔"

عادِل کی بات پر اسنے چہرا موڑ کر پہلے عادل کو دیکھا پر سکینہ کو دیکھنے لگی

"فجر کے بعد چلی جاؤں گی۔۔۔"

☆☆☆☆☆

"امی۔۔۔میں ایک لڑکی کو پسند کرتا ہوں اور اس سے شادی کرنا چاہتا ہوں۔۔۔"

رائد نے سکینہ کی بیٹھنے میں مدد کرتے ہوئے بتایا تو سکینہ کو خوشگوار حیرت نے آن گھیرا۔

"ارے۔۔۔ میرے شہزادے بیٹے کو اسکی شہزادی مل گئی کیا۔۔؟"

وہ پیار سے اسکے چہرے پر ہاتھ پھیر کر بولی

"جی ہاں اور وہ صرف میری نہیں بلکہ آپ کی بھی شہزادی ہے۔۔"

اسنے نرمی سے سکینہ کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا

"یعنی میں اسے جانتی ہوں؟" رائد نے سر اثبات میں ہلایا

"بتاؤ پھر؟ کون ہے وہ لڑکی؟"

وہ مسکرا کر بولی تو رائد چند لمحے خاموشی سے انہیں دیکھتا رہا۔۔

"امی۔۔شاید آپ کو حیرت ہوگی۔۔یقین نہیں آئے گا۔ آپ نے کبھی اس بارے میں سوچا بھی نہیں ہوگا لیکن میں نے تب ہی سوچ لیا تھا جب میں

عید کے دِن اُس سے ملا تھا اور اسکے بعد کتنی ہی راتیں میں نے اسکی یاد میں جاگ کر گزار دیں۔ میں اسے بہت کم وقت میں بہت زیادہ چاہنے لگ گیا ہوں میں نے کبھی ظاہر نہیں کیا لیکن امی وہ میرے دل میں رہتی ہے۔۔۔"

وہ سکینہ کے سامنے اپنا دل کھول کر رکھ رہا تھا۔ وہ غور سے اسے سُن رہی تھی اسنے پچھلے سالوں میں اسے کبھی ایسی باتیں کرتے نہیں سنا تھا۔ سکینہ سمجھ نہ سکی وہ کِس کی بات کر رہا تھا

"وہ جب سے یہاں آئی ہے میں خود کو بہت بے بس محسوس کرنے لگا ہوں۔ امی میں یَشل سے محبت کرتا ہوں میں اس سے نکاح کرنا چاہتا ہوں۔۔۔"

سکینہ یَشل کے نام پر ساکت ہوئی تھی۔ اُسنے بے یقینی سے رائد کو دیکھا تھا وہ مزید کچھ بول رہا تھا لیکن سکینہ کا ذہن ان دو جملوں پر اٹک گیا تھا

"میں یَشل سے محبت کرتا ہوں میں اس سے نکاح کرنا چاہتا ہوں"

یَشل کے لاہور آنے کے بعد کتنی بار اسے خیال آیا تھا کہ رائد اسے پسند کرنے لگ جائے گا۔ رائد کا اسے تنگ کرنا غصہ دلانا اسے بہت کچھ سوچنے پر

مجبور کر دیتا تھا لیکن سکینہ نے تو ہمیشہ اپنے خیالات کی نفی کی تھی مگر پھر بھی وہ چاہتی تھی کہ یشل زیادہ عرصہ یہاں نہ رہے۔ پہلے وہ کسی کے نام سے ممصوب ہوجائے پھر وہ اسے بلا لے گی مگر ایسے نہیں۔۔

اسے ہمیشہ سے یاد تھی عطیہ کی وہ بات

"سکینہ کچھ بھی ہو جائے۔ یَشل ہمیشہ میری بیٹی بن کر میرے پاس ہی رہے گی اسکی پڑھائی مکمل ہوتے ہی میں اس کے نام کے ساتھ ارمغان کا نام جوڑ دوں گی۔۔"

اور ارمغان کی آنکھوں میں یَشل کے لیے محبت کا ٹھاٹھیں مارتا سمندر، یَشل کی آنکھوں میں جلتے وہ ارمغان کے نام کے دیے۔۔

وہ کیسے ان سب کی خواہشات پر رائد کے نام کی مہر لگا سکتی تھی؟ وہ کیسے اپنی بیٹی کے ساتھ اس بار بھی زیادتی کر سکتی تھی؟

"امی آپ سن رہی ہیں نہ؟"

رائد نے سکینہ کو کھویا ہوا پایا تو اسکا ہاتھ ہلایا۔ وہ اپنے خیالات سے باہر نکلی

"وہ نہیں مانے گی۔۔۔"

وہ اس سے زیادہ کچھ بول نہ سکی۔کمرے میں خاموشی چھا گئی

"آپ اسے منائیں گی نہ۔۔پلیز امی میں اسے خود سے دور نہیں کر سکتا میں آپ سے کچھ نہیں مونگوں گا پلیز اسے منا لیں میری خوشی کی خاطر امی پلیز۔۔"

وہ انکے ہاتھ پر زور دیتا منت کر رہا تھا پھر وہ اپنا سر انکے ہاتھ پر رکھ گیا

سکینہ نے اپنا دوسرا ہاتھ اسکے بالوں میں پھیرا تو جیسے رائد کو امید سی ملی۔۔۔

وہ ہسپتال کے بیڈ پر چت لیٹی کچھ دو دن پہلے کی گئی رائد کی اس خواہش کے بارے میں سوچ رہی تھی جب فجر کی نماز ادا کر کہ گھر جانے سے پہلے یَشل سکینہ کے پاس آئی تھی۔

"کیا سوچ رہی ہیں؟" یَشل نے جھک کر انکا ماتھا چوما

"سوچ رہی ہوں۔۔۔پتا نہیں تمہیں اپنے گھر کا ہوتے دیکھ سکوں گی بھی یا نہیں۔"

وہ کمزور سے لہجے میں بدقت مسکرائی تو یَشل کے چہرے پر سنجیدگی در آئی

"امی۔۔ آپ بیمار ہیں تو اسکا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ آپ ایسی باتیں کریں۔۔ انشاءاللہ آپ بلکل ٹھیک ہو جائیں گی اور اپنے ہاتھوں سے مجھے رخصت کریں گی۔۔"

وہ آخر میں شرارت سے بولتی ہوئی انکے پاس بیٹھی

"میرے ہاتھوں میں تو جان نہیں رہی تمہیں رخصت کرنے کی۔۔ شاید ہی میں اس بستر سے ہی اٹھ سکوں۔۔"

وہ بولی تو لہجہ رندھا ہوا تھا۔ یَشل کی آنکھیں نم ہو گئیں

"میں نے بہت دعائیں کی ہیں اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی دعاؤں کو رد نہیں کرتا۔ آپ ٹھیک ہو جائیں گی۔۔"

وہ یقین سے بولی تھی۔

"میری جان۔۔ ہر چیز کا وقت مقرر ہے اور موت سے کون بھاگ سکتا ہے؟"

"امی۔۔۔" یَشل نے قرب سے اسے پکارا تھا مگر سکینہ نے بات جاری رکھی۔

"ہر دعا قبول نہیں ہوتی۔ میرا اللہ آخرت میں تمہیں اُن دعاؤں کا اجر ضرورت دے گا۔۔۔ لیکن موت تو آنی ہے شاید آنے والے منٹ میں میری سانس رُک جائے۔۔۔"

"امی چپ کر جائیں۔۔ نہیں کریں ایسی باتیں۔۔" وہ رو پڑی تھی۔۔۔

"یشل۔۔۔ میں نہیں جانتی کب میں اس دنیا سے چلی جاؤں گی۔ لیکن میرے اندر جینے کی سکت نہیں بچی۔۔"

سکینہ کی آنکھوں سے آنسو نکلنے لگے۔ یَشل نے تکلیف سے اسے دیکھا تھا۔ آنکھوں میں منت تھی کہ وہ خاموش ہو جائے۔ روتے ہوئے وہ سکینہ کے کندھے پر جھک گئی

"میری ایک بات مان لو۔۔۔"

کمرے میں اسکی سسکیاں گونج رہی تھیں جب سکینہ کی آواز پر اسنے چہرا اوپر کرکہ اسے دیکھا۔۔۔

"رائد سے۔۔۔ نکاح کرلو۔۔۔" حلق میں پھنسی آواز بامشکل نکلی تھی۔ یَشل کے آنسو رُک گئے اور آنکھوں میں بے یقینی اُتر آئی

"امی۔۔۔یہ کیا کہہ رہی ہیں آپ۔۔"

اسے اپنی آواز کھائی سے آتی ہوئی محسوس ہوئی تھی۔ اُسے لگا تھا جیسے اُس پر آسمان آگِرا ہو

"میں تُم سے اور کچھ نہیں مانگوں گی۔۔۔بس میری یہ خواہش مان لو۔۔"

سکینہ کی آنکھوں سے آنسو نکلنے لگے

آپ کو اندازہ بھی ہے آپ کیا کہہ رہی ہیں۔۔" وہ اپنی جگہ سے اٹھی تھی۔۔

"کہہ دیں کہ آپ مذاق کر رہی ہیں۔۔پلیز امی۔۔" اسکی آواز دوبارہ رندھ گئی تھی

"میں جانتی ہوں کہ یہ تمہارے لیے بہت مُشکِل ہے مگر یقین رکھو اگر تُم نے میری بات نہ مانی تو تمہاری مُشکِلات حد سے زیادہ بڑھ جائیں گی۔۔۔ تمہیں اپنی زندگی بچانے کے لیے یہ کرنا ہوگا۔۔ میں تُم سے کبھی کُچھ نہیں مانگوں گی شاید زندگی مجھے دوبارہ محلت ہی نہ دے۔ صرف میری آخری بات مان لو میرا مان رکھ لو۔۔۔"

آنکھوں سے آنسو مسلسل بہہ رہے تھے اور آواز میں واضح کپکپاہٹ تھی۔۔اُنکی بات سُن کر اُس نے بے اختیار اپنا ہاتھ اُنکے ہاتھ سے نِکالا تھا اور دو قدم پیچھے ہوئی تھی۔۔۔

"مُجھے یقین نہیں آرہا امی کہ آپ مُجھے یہ سب کہہ رہی ہیں۔۔۔"

وہ ایک دم چِلائی تھی کہ اُسکا اپنا وجود بھی ہِل کر رہ گیا تھا۔۔ نرس بھاگ کہ اندر آئی تھی اور اُن دونوں وجودوں کہ دیکھا تھا۔ ایک کی آنکھوں میں بے یقینی، ٹوٹا ہوا مان اور نہ جانے کیا کیا تھا جب کہ دوسرے وجود کی آنکھوں میں صرف مِنت تھی۔۔۔

اُس نے ایک نِگاہ دو قدم دور کھڑی نرس پر ڈالی اور دروازے کی طرف بڑھ گئی۔ اِس سے پہلے وہ دروازہ کھول کر وارڈ سے باہر قدم رکھتی سکینہ کے منہ سے نکلنے والے الفاظ جیسے اُس کے قدم جکڑ گئے۔ اُسکا وجود پتھر کا ہوگیا تھا

"اپنی مرتی ہوئی ماں کی آخری خواہش سمجھ کر مان لو۔۔۔پہلی بار کُچھ مانگ رہی ہوں اِنکار مت کرو۔۔"

وہ بُری طرح روتے ہوئے بولیں تھیں نرس جلدی سے اُنکی طرف گئی تھی سائیڈ ٹیبل پر پڑا پانی کا گِلاس اُٹھایا اور زبردستی انہیں دو گھونٹ پانی پِلایا۔۔ سکینہ کی طبیعت بِگڑنے لگی تو نرس نے جلدی سے انہیں سکون کا انجیکشن لگایا اور میڈیسن کِھلائی۔۔

"کیا آپ جانتی نہیں ہیں کہ آپ کی والدہ کی طبیعت ٹھیک نہیں؟ آپ کی کوئی بھی بات انہیں شدید زہنی دباؤ میں ڈال سکتی ہے اور آپ اُنکے ساتھ لڑ رہی ہیں۔۔ اگر انہیں کُچھ ہوگیا آپ کی وجہ سے تو۔۔؟"

نرس اُس کی طرف آئی تھی جو پتھر بنی ابھی تک وہیں کھڑی تھی۔۔۔نرس کی غصے میں کہی گئی بات سُن کر اُس نے گردن موڑی اور اُس کی طرف دیکھا۔ اُس پر سے نِگاہ ہٹاتے اُس نے بیڈ پر لیٹی اپنی بیمار ماں کی طرف دیکھا جو لگنے والے انجیکشن کے باعث غنودگی میں جارہی تھی

"تو اب ایسی باتیں کر کے بلیک میل کریں گی آپ مُجھے۔۔۔"

وہ وارڈ سے نکلی اور لفٹ میں جانے کے بجائے سیڑھیوں کی طرف قدم بڑھائے آنکھیں مسلسل بہہ رہی تھیں دماغ سن تھا۔ وہ نہیں جانتی تھی عادل

اور رائد کہاں تھے ہسپتال سے نکل کر اسے کہاں جانا تھا وہ بس کہیں دور بہت دور جانا چاہتی تھی اُسکا دِل بُری طرح ٹوٹ گیا تھا۔۔

☆☆☆☆☆

ہسپتال سے نکلی ملگجے اندھیرے کی پرواہ کیے بغیر وہ سڑکیں پار کرتی کہاں جارہی تھی اسے خود بھی معلوم نہیں تھا۔بیس منٹ بعد وہ ایک پارک کے پاس آکر رُکی اور وہاں جاکر بیٹھ گئی۔ سورج چاروں طرف روشنی پھیلا رہا تھا ہر طرف ٹھنڈی ہواؤں کا راج تھا لیکن یشل کے سن ہوتے دماغ اور سائیں سائیں ہوتے وجود کو کسی چیز کی پرواہ نہ تھی۔۔ وہ کافی دیر تک وہیں بیٹھ کر روتی رہی اپنی ماں سے ایسی خواہش کی امید اسے ہرگز نہ تھی۔ مسلسل اسکا فون بج رہا تھا سکرین پر جگمگاتا ارمغان دیکھ کر اسکے رونے میں روانی آنے لگی۔ ارمغان کی مسلسل کی جانے والی پانچ کالز کے بعد اسے نِشہ کی کال آنے لگی جسے وہ اٹینڈ کرگئی۔۔

"السلام علیکم۔۔۔" وہ بامشکل خود کو رونے سے روک پائی

"یَشل۔۔۔تُم رو رہی ہو؟" نِشہ پل میں اندازہ لگا گئی۔

یَشل کے رُکے آنسو پھر سے بہہ نکلے اسکا بس نہیں چل رہا تھا وہ اڑ کر اس کے پاس چلی جائے اور چھپ جائے۔

"کیا ہوا ہے میری جان مجھے پریشان کر رہی ہو۔۔۔"

اسکی بات پر یَشل نے آنسو رگڑے

"تم میرے پاس آجاؤ۔۔۔" وہ گھٹی ہوئی آواز میں بولی

"خالہ ٹھیک ہیں نہ؟ یَشل تم ٹھیک ہو؟ بتاؤ تو میری جان نکل رہی ہے۔۔۔"

یَشل کی حالت پر نِشہ کی آنکھوں میں آنسو اُمڈ آئے تھے

"ٹھیک ہیں ماما۔۔ تم پلیز یہاں آجاؤ میں بہت اکیلی ہوں مجھے تمہاری ضرورت ہے میرا دم گھٹ رہا ہے یہاں نشہ میرے پاس آجاؤ۔۔۔"

اسکی ہچکیاں بندھ گئی تھی۔ نِشہ کی آنکھ میں اٹکا انسو باہر نکلا۔ اسنے ہونٹوں پر زبان پھیری

"میں آج ہی ماما کے ساتھ آجاؤں گی۔۔تم پلیز رونا بند کرو۔۔"

اسکی بات پر یَشل کو جیسے کچھ تسلی ہوئی اسنے انسو صاف کیے

"تم ہاسپٹل ہو؟ ماما آئی تھیں کچھ دیر پہلے وہ بتا رہی تھیں کے خالہ کو ہوش آگیا ہے۔۔۔"

نِشہ کی بات پر یَشل چند لمحے خاموش رہی۔ کیا بتاتی کہ ماں کا ہوش میں آنا نئی زندگی ملنے جیسا تھا لیکن اسکی خواہش سکون برباد کرنے جیسی

"سوئی نہیں تُم؟" اسنے موضوع بدلا

"میں کیا۔۔کوئی بھی نہیں سویا تھا۔ عادل انکل کی کال آئی تو کچھ سکون ہوا ہے۔۔"

یَشل خاموش رہی پھر اسے ضرور آنے کا کہتی فون کاٹ گئی

نِشہ نے سامنے بیٹھے ارمغان کی طرف دیکھا جس کے چہرے سے اندازہ لگانا مشکل تھا وہ کیا سوچ رہا ہے

"پریشان نہیں ہو۔۔تم جارہے ہو نہ اسکے پاس وہ ٹھیک ہو جائے گی۔"

نِشہ کی آواز پر ارمغان نے اسکی طرف دیکھا۔۔

"نِشہ تم چلی جاؤ اس کے پاس۔ اسکو شاید مجھ سے زیادہ تمہاری ضرورت ہے شاید وہ میرے ساتھ اتنی ایزی نہ رہے جتنی تمہارے ساتھ ہو۔۔"

وہ کچھ سوچ کر بولا تو نِشہ نے کچھ حیرت سے اسے دیکھا

"ارمغان تم کل سے اسکی پریشانی میں گھلے جارہے ہو اور اب مجھے کہہ رہے کہ میں جاؤں؟ تمہیں اور مجھے۔۔ہم دونوں کو اچھے سے پتا ہے کہ جب تک تم لاہور نہیں جاؤ گے تمہیں سکون نہیں آئے گا۔۔۔"

"نِشہ میرا نہیں یشل کا پُرسکون ہونا زیادہ ضروری ہے۔۔۔تم ایک لڑکی ہو اسکے بہت زیادہ کلوز ہو وہ تمہارے ساتھ زیادہ ایزی رہے گی۔۔۔"

وہ اسے سمجھانے والے انداز میں بولا تو نِشہ نے گہرا سانس لے کر صوفے کی پشت سے ٹیک لگائی۔

☆☆☆☆☆

نِشہ کی کال بند کرکہ اسے بہت مشکل سے رکشہ مِلا جِس میں گھر جاتے ہوئے بھی اسے خوف آرہا تھا کیونکہ سڑکوں پر اِکا دکا گاڑیاں ہی تھی۔ جب تک اسنے گھر کا دروازہ نہ دیکھا تب تک وہ آیت الکرسی کا ورد کرتی رہی۔ گھر آتے ہی اسنے کپڑے بدلے وضو کیا اور جائے نماز پر کھڑی ہوگئی۔ اسکی آخری امید خدا ہی تھا۔ نفل پڑھنے کے بعد وہ کافی دیر خاموش آنسو بہاتے دعا کرتی رہی پھر جائے نماز لپیٹتی جیسے ہی اُٹھی اور پیچھے کی طرف پلٹی تو وہاں بیٹھے رائد کو دیکھ کر ٹھٹھک گئی

"کیا کر رہے ہو تُم یہاں۔۔۔؟"

یَشل کو اُسکا وہاں بغیر ناک کیے آنا اور سکون سے بیٹھ جانا بہت ناگوارہ گُزرا تھا اور پھر سکینہ کی خواہش۔۔ اسکا بس نہیں چل رہا تھا وہ رائد کو آگ لگا دے۔ وہ اپنا غصہ ضبط کرتی ہوئی بولی تو وہ مُسکُراتے ہوئے اپنی جگہ سے اُٹھا اور اُس کے مُقابل آکھڑا ہوا تو یَشل دو قدم پیچھے ہٹی۔۔۔

"سُنا ہے کہ نِکاح سے انکار کردیا ہے تُم نے۔۔۔ڈئیر سٹیپ سسٹر۔۔۔"

وہ سرتاپیر اُسکا جائزہ لیتا ہوا بولا اور پھر نظر آنکھوں پر ٹکی تھی جو اُسکے رونے کا ثبوت دے رہی تھیں۔۔۔

"تو؟ میرے پاس اِنکار کرنے کا پورا پورا حق ہے اور میں نے اپنے جائز حق کا استعمال کیا ہے تمہیں اتنی آگ کیوں لگ رہی۔۔؟"

یَشل ہاتھ میں پکڑے ہوئے جائے نماز کو لپیٹتی اُسے سُلگا گئی اگلے ہی پل رائد آگے ہوتا اُسکا جبڑا بھینچ گیا تھا۔۔۔

"آگ تو میں تمہاری زندگی میں لگاؤں گا اگر تُم نے نِکاح نہ کیا تو۔۔تمہارا وہ ہشر کروں گا کہ ساری زندگی کسی کو اپنی یہ شکل دِکھانے کہ قابل نہیں رہو گی۔۔"

وہ غراتے ہوئے بولا تھا یَشل نے خود کو چھڑوانے کی ہر ممکن کوشش کی مگر ناکام رہی۔ اُس نے دوسرے ہاتھ سے اُسکی کلائی مروڑتے اُسے مزید قریب کیا تو یَشل کراہ کر رہ گئی۔۔

"میں تمہیں لاسٹ وارننگ دے رہا ہوں یَشل۔۔نِکاح کی تیاری کرو ورنہ ساری زندگی سڑکوں پر بھیک مانگتی رہ جاؤ گی اور تمہیں اتنا تھکا دوں گا کہ مرنے کی

دُعائیں کرو گی اور تمہارے سگے رشتے بھی تمہیں پہچاننے سے انکار کردیں گے۔ اگر اپنی غزت عزیز ہے تو جیسا کہا گیا ہے ویسا کرو۔۔ سمجھی تُم۔۔"

وہ قہر برساتی نظروں سے اُسے دیکھتے ہوئے بولا تھا جو ابھی بھی اُسکے لہجے اور اُس کی بات پر خوفزدہ نہ ہوئی تھی بلکے اُسے ایسے گھور رہی تھی جیسے وہ کوئی پاگل ہو۔وہ اُسے پیچھے کی طرف دکھا دیتا کمرے سے نِکل گیا۔ یَشل کو اپنی کلائی اور جبڑا ٹوٹتا ہوا محسوس ہوا تھا۔۔بیڈ کے پاس کھڑی کتنی ہی دیر وہ اُس دروازے کو دیکھتی رہی جہاں سے ابھی وہ باہر گیا تھا۔۔۔ضبط کے باوجود اُسکی آنکھیں برسنے لگی اور پھر پورا وجود آنسوؤں میں ڈھل گیا۔

کیسا عجیب تھا یہ شخص۔ کچھ دیر پہلے تک اسکو خدا کے سامنے روتا دیکھ کر اسکی آنکھوں میں اپنے لیے فکر دیکھ کر اسے لگا تھا کہ وہ شخص اتنا برا بھی نہیں لیکن اسے غلط ہی لگا تھا۔ جو دل تھوڑا سا اسکی طرف سے صاف ہوا تھا وہ دوبارہ نفرت سے بھر گیا تھا۔ وہ اتنا اوچھا پن دکھائے گا اس نے کبھی نہیں سوچا تھا۔

☆☆☆☆☆

دوپہر کے بارہ بج رہے تھے جب وہ لاونج میں داخل ہوئی۔ نِشہ، عطیہ اور صبیحہ لاہور کے لیے نکل چکے تھے ہادی ٹی وی دیکھنے کے ساتھ ساتھ ناشتہ کر رہا تھا عزہ خاموشی سے جاکر صوفے پر بیٹھی تو ہادی نے ایک نظر اسے دیکھا پھر دوبارہ ٹی وی پر نظریں ٹکائے ناشتہ کرنے لگا۔

عزہ آہستہ سے آگے کو ہوئی۔ چائے کے کپ کے ساتھ پڑا ریموٹ اٹھایا اور چینل بدلہ۔ اچٹتی سی نگاہ ہادی پر ڈالی وہ خاموشی سے ناشتا کر رہا تھا عزہ کو شدید حیرت ہوئی۔ ہادی قریشی خاموش تھا؟؟

وہ ٹھیک دو منٹ بعد خالی پلیٹ اور چنگیری اٹھاتا لاؤنج سے نکل گیا۔ عِزہ بے نظر ٹی وی پر ٹکا دی۔ ٹھیک دو منٹ بعد وہ ہاتھ دھو کر واپس آیا اور ٹیبل پر پڑا کپ اٹھا کر دوبارا جانے لگا لیکن عزہ کی آواز پر قدم رکے

"اوئے۔۔۔ہادی۔۔۔" ہادی پیچھے مڑا اور آئی برو اچکائی

"تم۔۔۔ناراض ہو کیا تم مجھ سے؟" وہ تھوڑی اٹکی

"تمہیں کس نے کہا ؟" وہ سنجیدہ تھا اور وہ کم ہی سنجیدہ ہوتا تھا۔

"تمہاری شکل، میرا مطلب تمہاری خاموشی نے کہا ہے اور کون کہے گا۔۔"

وہ منہ بناتی ہوئی بولی

"یہ چائے اگر تمہارے اوپر گری تو تم بھی ایسے ہی خاموش ہو جاؤ گی۔۔"

ہادی نے اسے گھورا

"یعنی تُمہارے اوپر بھی چائے گری ہے؟" وہ سادگی سے بولی

"عِزہ میرے ساتھ فری ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔۔!"

"رکو تو سہی۔۔" وہ مڑنے لگا جب عزہ چھلانگ لگا کر اُٹھی اور جلدی سے اُسکے سامنے آکر کھڑی ہوئی۔ پاؤں میں درد کی ٹیس اٹھی تھی۔

NOVEL HUT

"کل والی بات پر ناراض ہو کیا۔۔؟"

"ایسا کیا ہوا تھا کل؟" وہ انجان بنا

"ڈرامہ نہیں کرو اب۔۔۔"

عزہ نے اس کے بازو پر تھپڑ مارا تو وہ غصے سے اسے دیکھنے لگا

"یار۔۔پلیز نہ آئی ایم سوری لیکن تمہاری حرکتیں بھی تو اتنی عجیب ہیں میں اتنی شرمندہ ہوئی ہوں تمہاری وجہ سے اور پھر ارمغان بھائی نے کون سا تمہیں کچھ کہہ دیا۔۔"

وہ اسکو بازو سے پکڑ کر کھینچتی ہوئی واپس صوفے تک لائی اور خود بھی فاصلے پر بیٹھ گئی۔

"ارمغان بھائی نے کچھ نہیں کہا لیکن انکے سامنے وہ سب بولنے کی کوئی تُک نہیں بنتی تھی عِزہ۔ تم آرام سے مجھ سے بھی بات کر سکتی تھی تمہاری وجہ سے صرف تمہاری وجہ سے میرے آتے ہی وہ مجھے ڈانٹنے لگ گئے۔"

وہ ابھی بھی خفا تھا۔ عزہ نے ہونٹ دانتوں میں دبایا۔۔

"اچھا نہ آئیندہ ایسا کچھ بھی نہیں کروں گی لیکن اگر تُم انسانوں کی طرح سوشل میڈیا یوز کرو گے تو۔۔"

وہ پہلے آرام سے بولی پھر اسے انگلی دکھا کر تنبیہہ کیا

"اب تُم مجھے سکھاؤ گی سوشل میڈیا یوز کرنا؟"

ہادی نے آئی برو اچکائی

"ظاہر ہے۔۔نئے بچوں کو سکھانا تو پڑا ہے۔۔" وہ مزے سے بولتی صوفے سے ٹیک لگا گئی

"یہ کچرے کا ڈبا میرے ہاتھوں ٹوٹ جائے گا۔۔" وہ سلگ اُٹھا

"کونسا کچرے کا ڈبا؟" وہ نہ سمجھی سے بولی

"شکل تمہاری۔۔۔"

ہادی بولتا ہوا لاونج سے نکل گیا پیچھے عزہ بڑبڑا کر رہ گئی۔

☆☆☆☆☆

NOVEL HUT

"یَشل۔۔۔" وہ دور سے ہی پکارتی ہوئی اسکے قریب آئی تھی۔ یَشل نشہ کو دیکھتے ہی اٹھ کھڑی ہوئی اور اس کے سینے سے لگ گئی۔ نِشہ کے پیچھے ہی عطیہ اور صبیحہ بھی تھی۔ وہ خود پر ضبط کرتی ان سے ملی۔

"مظبوط بنو لڑکی۔۔۔روتے نہیں ہیں۔۔"

اسکی آنکھوں میں نمی دیکھتے صبیحہ نے کہا اور اسکا ماتھا چوما۔ کل سے وہ جتنا رو چکی تھی اسکی آنکھوں کے پپوٹے اتنے سوج گئے تھے کہ دور سے دیکھنے والا بھی بھانپ جاتا وہ بہت زیادہ روتی رہی ہے۔

"ارمغان۔۔۔وہ نہیں آیا کیا؟ قِرت کا میسج آیا تھا کہ وہ بھی آرہا ہے۔۔۔"

صبیحہ اور عطیہ، سکینہ سے ملنے وارڈ میں گئی تو یَشل نے نشہ سے سوال کیا

"تم اس کا انتظار کر رہی تھی؟"

نِشہ نے شرارت سے کہا۔ جواب دینا تو دور کی بات۔۔وہ مسکرا بھی نہ سکی۔ اسے لگا تھا ارمغان آئے گا تو وہ اسے سب بتا دے گی۔ وہ سب ٹھیک کردے گا مگر نشہ سے یہ کہنا کہ وہ اس کے پاس آجائے، یشل کی زندگی کی سب سے بڑی غلطی تھی۔

"ارمغان کو لگا کہ تمہیں میری زیادہ ضرورت ہے، اور پھر جو صبح تم نے کال پر اتنا کہا کہ آجاؤ میرے پاس۔۔اسی لیے میں آگئی اسکی جگہ۔ اینڈ ٹائم پر ٹکٹ ملنا بھی مشکل تھا۔ اور تم اسکا انتظار مت کرو کیونکہ وہ خود پہلے سے تمہارا انتظار میں ہے۔۔"

نِشہ نے اسکا ہاتھ پکڑا اور دونوں بینچ پر بیٹھ گئی۔ وہ اسے تفصیل سے بتا رہی تھی۔ اسکی آخری بات پر یَشل کی آنکھیں پھر سے بھرنے لگی۔ وہ کیوں نہ کرتا اس کا انتظار۔۔۔یشل نے اس سے وعدہ کیا تھا کہ وہ جلدی واپس آئے گی۔۔۔

"جواب نہیں دو گی کوئی؟" نِشہ کو اسکی خاموشی کچھ عجیب لگی۔

"امی چاہتی ہیں میں رائد سے نکاح کرلوں۔۔۔"

وہ اسکے دونوں ہاتھوں کے درمیان اپنے ہاتھوں کو دیکھ رہی تھی۔ آواز بھر آئی تھی۔ نِشہ نے بے یقینی سے اسے دیکھا وہ اچانک ہنس دی تو یَشل نے چونک کر اسکی طرف دیکھا

"یہ مذاق تم میرے ساتھ کال پر بھی کر سکتی تھی یہاں بلانے کی ضرورت نہیں تھی۔۔۔"

مزاحیہ انداز۔۔۔کاش یہ واقعی ہی مذاق ہوتا

"ماما کی خواہش ہے کہ میں رائد سے نکاح کرلوں۔۔جب تمہاری کال آئی تو میں کسی پارک میں بیٹھی تھی۔ میرے رونے کی وجہ بھی وہی تھی۔"

اسنے انوشہ کو یقین دلانے کے لیے ایسا ویسا کچھ نہیں کہا۔ بس اسے تفصیل سے ساری بات بتائی اور پھر نشہ کو لگا جیسے تپتا ہوا سورج اسکے سر پر آکھڑا ہوا ہو۔ کافی دیر تک تو وہ بے یقینی کی حالت میں ہونک بنی بیٹھی رہی اور پھر اٹھ کر وارڈ میں چلی گئی۔

"کیسی طبعیت ہے آپ کی۔۔۔؟" وہ آگے کو ہوئی اور انکا تپتا ہوا ماتھا چوما

"ٹھیک ہوں۔۔ تُم کیسی ہو میری جان؟" نِشہ کو دیکھ کر سکینہ کو کافی خوشی ہوئی تھی۔

وہ خاموشی سے سٹریچر سے کچھ فاصلے پر پڑے صوفے پر بیٹھی۔ جواب نہ دینے پر صبیحہ نے اسے گھورا

"یہی سوال یَشل سے بھی کرلیں۔۔۔کافی تکلیف میں ہے وہ آپ کی وجہ سے۔"

وہ کچھ عجیب سے انداز میں بولی تو تینوں عورتوں نے چونک کر اسکی طرف دیکھا

"ماں ہسپتال کے بستر پر ہو تو کِس کو تکلیف نہیں ہوتی؟"

صبیحہ کی بات پر وہ ہلکی سی مسکا دی

"وہ تکلیف تو بجا ہے لیکن۔۔۔دوسروں کی کچھ عجیب خواہشات روح کو بھی نہ صرف تکلیف دیتی ہیں بلکہ چھلنی کر دیتی ہیں۔۔۔"

وہ دلچسپ سی نظر سکینہ پر ڈال کر بولی۔ اسکی بات کا مطلب سمجھتے وہ نظریں چُرا گئی۔۔

"بھئی تم یہ فلاسفانہ باتیں نہیں کرو۔۔۔کون سی خواہشات؟"

عطیہ کو جیسے اسکی بات سِرے سے ہی سمجھ نہ آئی

"یہ تو خالہ ہی بتائیں گی کہ میں کون سی خواہشات ہی بات کر رہی۔۔۔"

وہ صوفے سے ٹیک لگا گئی تو دونوں عورتیں سکینہ کی طرف متوجہ ہوئیں۔ وہ تو تب سے یہی سوچ رہی تھی انہیں کیسے بتائے گی کہ وہ کیا چاہتی ہے۔

"کیا بات ہے سکینہ ؟ کس بارے میں بات کر رہی نِشہ ؟"

صبیحہ کے سوال پر سکینہ کے گلے میں گلٹی ڈوب کر اُبھری تھی۔ وہ خاوش رہی۔

"خالہ جان۔۔۔ کیوں کر رہی ہیں ایسا؟ آپ سے اس چیز کی توقعہ تو کبھی نہیں تھی۔ آپ جانتی ہیں آپ کی خواہش سے نہ صرف دو لوگوں کی زندگی خراب ہوگی بلکہ ہم سب کی بھی ویران ہو جائے گی۔۔ ہم سب نے ہمیشہ صرف یَشل کے ساتھ ارمغان کا ہی سوچا ہے۔ آپ کیسے ان دونوں کے درمیان رائد کو لا سکتی ہیں؟"

اسکی آنکھوں میں نمی اُتر رہی تھی۔ عطیہ اور صبیحہ تو نہ سمجھی میں کبھی نشہ کو دیکھتی تو کبھی سکینہ کو جو کسی مجرم کی طرح خاموش تھی۔

"رائد بیچ میں؟ ارے بھئی کیا بات ہے کچھ بتاؤ گی کھل کر؟"

صبیحہ پہیلی جیسی باتوں پھر جھلا گئی۔ یَشل اندر آئی تو سب نے اسکی طرف دیکھا۔

"خالہ چاہتی ہیں کہ یَشل عادل انکل کی بہو بن جائے۔ ان کے بیٹے سے نکاح کر کے!"

وہ اسکا لہجہ سخت سا تھا۔ ان دونوں نے بے یقینی کی کیفیت میں سکینہ کو دیکھا جس کی بھری ہوئی آنکھیں بہنے لگی تھی۔

"سکینہ۔۔۔یہ کیا کہہ رہی ہے نِشہ؟"

عطیہ نے بے یقینی سے اسے دیکھا۔ وہ یقین کر بھی کیسے سکتی تھی؟جبکہ صبیحہ کبھی سٹریچر پر لیٹی سکینہ کو دیکھتی تو کبھی یَشل کو جِس کے قدم دروازے سے کچھ فاصلے پر ہی رک گئے تھے۔ چہرا سپاٹ تھا جو نِشہ کی بات کی تصدیق کر رہا تھا اور آنکھیں۔۔۔وہ اتنا رو چکی تھی کہ آنسو اب خشک ہو گئے تھے

"ٹھیک کہہ رہی ہے نِشہ۔۔" سکینہ ان سے نظریں چراتی صرف اتنا ہی بول سکی

"سکینہ۔۔۔کیا ہو گیا ہے تمہیں تم۔۔۔تم ایسے کیسے اپنی بے وجہ سی خواہش کا اظہار کر سکتی ہو؟"

صبیحہ نے بہت مشکل سے لہجہ نارمل رکھا اسے اپنی بہن پر حیرت ہی تو ہوئی تھی جو ہسپتال کے بستر پر لیٹی بہکی باتیں کر رہی تھی۔ سکینہ کے کچھ بولنے سے پہلے ہی عادل اندر داخل ہوا تو سب نے ہی اسکی طرف دیکھا۔ سکینہ جو کچھ بولنے لگی تھی وہ خاموش ہو گئی عادل کو عجیب سے ماحول کا احساس ہوا اسنے سب کو باری باری دیکھا جیسے سمجھنا چاہ رہا ہو کہ یہاں کیا بات ہو رہی تھی لیکن صبیحہ کے اچانک مخاطب کرنے پر عادل کو اسکے سوالوں کے جواب ملے۔۔۔

"عادل بھائی یہ سب کیا ہورہا ہے؟ سکینہ سے پوچھا ہے آپ نے کہ وہ کیسی عجیب باتیں کر رہی ہے؟"

صبیحہ کی بات سمجھتے عادل نے گہرا سانس لیا

"صبیحہ بہن معاف کیجئے گا۔۔پتا نہیں اچانک کیا ہوگیا ہے اسے۔ میں ہر طرح سے سمجھا چکا ہوں مگر مجال ہے جو سکینہ نے بات کو سمجھنے کی کوشش کی ہو بچوں کی طرح ضد کر رہی ہے۔ آپ ہی اب کریں کچھ۔۔یہ ساری زندگی کا معاملہ ہے۔۔"

عادل واقعی اسے بہت سمجھا چکا تھا جب سے اسے ہوش آیا تھا ان دونوں کے درمیان صرف اسی ٹاپک پر بات ہوئی تھی بلکہ بات بھی کیا ہوئی تھی؟ عادل اسے سمجھاتا رہا تھا، وہ خاموشی سے سنتی رہی تھی لیکن اپنے فیصلے سے ایک انچ بھی نہ ہلی تھی اور عادل تو حیران پریشان رہ گیا تھا اس کی بیوی نے کبھی اتنے بچکانہ فیصلے نہ لیے تھے اور اتنی ضد؟

"عطیہ۔۔مجھے معاف کردو میں نے تمہیں امید دلائی تھی، یقین دلایا تھا لیکن موت کو اتنے قریب کھڑے دیکھ کر میں خود غرض ہوگئی ہوں۔۔۔"

"سکینہ۔۔۔کیسی باتیں کر رہی ہو۔۔"

عادل نے اسے بری طرح سے ٹوک دیا باقی افراد کا دل بھی اسکی بات پر کچھ عجیب سا ہوا

"میں جانے سے پہلے۔۔یَشل اور رائد کو ساتھ دیکھنا چاہتی ہوں۔"

یَشل نے آنکھیں بند کرلی۔ اپنے ساتھ رائد کا نام بھی کتنا تکلیف دیتا تھا۔

"سکینہ۔۔۔میرے دونوں بچے ٹوٹ جائیں گے۔"

عطیہ نے اسکا ہاتھ تھامتے جیسے دونوں بچوں کو بکھرنے سے بچانا چاہا۔ اسنے یَشل کو پالا تھا اور ارمغان اسکی سگی اولاد تھا وہ دونوں کے احساسات سے واقف تھی وہ کیسے ان دونوں کی زندگی یوں خراب ہونے دیتی؟

"سب ٹھیک ہو جائے گا وقت کے ساتھ۔۔۔"

سکینہ بول عطیہ کو رہی تھی لیکن شاید وہ تسلی اسنے خود کو دی تھی

"خالہ وقت کے ساتھ ہر چیز ٹھیک بھی نہیں ہوتی کچھ چیزیں مزید خراب ہوجاتی ہیں۔۔اور آپ کے اس فیصلے سے کچھ خراب نہیں ہو رہا بلکہ برباد ہو رہا ہے۔۔!"

نِشہ کے لہجے میں بے بسی تھی۔ صبیحہ نے اشارے سے اسے خاموش رہنے کو کہا۔ یَشل دو قدم اٹھاتی کھڑکی کے پاس آگئی آنکھ سے نکلتے آنسو کو اسنے بری طرح سے رگڑا اسے سب سے زیادہ ڈر ارمغان کے ٹوٹ جانے کا، بکھر جانے کا ہی تھا۔ اس شخص کو کس قدر تکلیف سے گزرنا پڑے گا صرف اور صرف یَشل اور سکینہ کی وجہ سے۔ وہ تو غلطی سے بھی ارمغان کا دل دکھانے سے ڈرتی تھی اور اب شاید سکینہ کے احمقانہ فیصلے کی وجہ سے ارمغان کے دل کے ساتھ ساتھ وہ خود بھی ٹوٹ جائے گا۔ پیچھے بیٹھے افراد کے درمیان کافی دیر تک رائد اور یَشل زیرِ بحث رہے پھر سکینہ کی طبیعت کا خیال کرتے وہ سب وارڈ سے نکل آئے۔

"رائد کے کہاں؟" نِشہ نے آہستگی سے یَشل سے سوال کیا۔۔۔

"پتا نہیں کہاں ہے۔۔نماز پڑھنے گیا تھا گھنٹا ہوگیا ہے واپس ہی نہیں آیا۔۔"

وہ اسکے نام پر بیزار ہوتی ہوئی بولی تو نِشہ نے سر ہلایا

"میرے خیال سے آپ لوگ گھر چلے جائیں تھوڑا آرام کرلیں کچھ گھنٹوں تک آجائیے گا۔"

عادل نے وارڈ سے نکلتے ہی کہا

"تم تینوں چلی جاؤ فلحال میں یہیں ہوں میری ضرورت پڑ سکتی یہاں۔۔۔"

صبیحہ نے عطیہ، یَشل اور نشہ کو مخاطب کیا۔سردی اچانک ہی بڑھ گئی تھی یَشل کو ویسے بھی اس لان کے لباس میں رہ رہ کر سردی کا احساس ہورہا تھا اسے گھر جانا تھا تو وہ رضامند ہوگئی اور وہ تینوں گھر چلی آئی۔ فریش ہونے کے بعد اسنے کپڑے بدلے اور ملازمہ اور کچھ کھانے کا کہہ کر وہ نشہ اور عطیہ کی طرف چلی آئی جو دونوں اسی کے بارے میں بات کر رہی تھی۔ یَشل عطیہ کے پاس جا کر بیٹھ گئی اور خاموشی سے عطیہ کو دیکھنے لگی جِس کی آنکھوں میں شکوہ تھا، شکایت ناراضگی سب کچھ تھا جبکہ یَشل کی آنکھوں میں بے بسی نے ڈیرہ جمائے رکھا تھا۔ وہ چند لمحے یونہی عطیہ کو دیکھتی رہی پھر بچوں کی طرح اس کے سینے سے لگ کر رو دی عطیہ اور نشہ کی آنکھوں سے بھی آنسو گرنے لگے۔

"بس کرو میری بچی رونا بند کرو رو رو کر کیا حالت بنا دی ہے تم نے اپنی۔۔۔"

عطیہ نے ایک ہاتھ سے اپنے آنسو صاف کیے اور دوسرے سے اسکے بالوں میں ہاتھ پھیرتے اسے تسلی دی۔

رائد نامے پر وہ دونوں ہی یَشل سے گفتگو کرنا چاہتی تھی مگر انکی ہر بات کے جواب میں یَشل خاموش ہی رہی۔

☆☆☆☆☆

وہ کھڑکی کے پاس چئیر پر گھٹنوں کے بل کھڑی تھی۔ منڈیر پر دونوں کہنیاں ٹکائی ہوئی تھی اور ہاتھوں کا پیالہ بنائے اس میں چہرا گرائے جیسے کسی کا انتظار کر رہی تھی تبھی گارڈنے مین گیٹ کھولا اور ایک گاڑی اندر داخل ہوئی

"بابا آگئے۔۔۔" وہ چہک کر کہتی کوئی چیئر سے اتری اور اپنی ماں کو دیکھا جو شیشے کے سامنے کھڑی کانوں میں چھوٹے چھوٹے جھمکے پہن رہی تھی پھر بھاگتی ہوئی کمرے سے نکلی۔۔

یَشل نے خود پر ایک نظر ڈالی اور ہاتھوں سے بال سیٹ کرتی خود بھی کمرے سے باہر نکلی وہ جب تک نیچے آئی تو اسکے بابا اسے بانہوں میں اٹھائے اندر آچکے تھے۔۔۔

"السلام و علیکم۔۔۔"

"وعلیکم السلام۔۔۔ لگتا ہے آج کوئی خاص دن ہے۔۔۔"

وہ اسکی تیاری دیکھ کر مسکرایا تو یَشل نے ایک ہاتھ کمر پر رکھا اور آنکھیں چھوٹی کرکہ اسے دیکھا۔

NOVEL HUT

"میں روز ہی آپ کے لیے تیار ہوتی ہوں۔۔"

وہ ہلکا سا ہنس دیا۔ بچی کا رخسار چوم کر اسے نیچے اتارا اور دونوں ہاتھ اسکے گرد حائل کیے۔

"مگر مجھے تم روز ہر دن سے الگ۔۔اور پہلے سے زیادہ خوبصورت لگتی ہو۔۔"

وہ بلش کرتی اسکی گردن کے گرد بازوؤں کا ہار بنا گئی

"اور مجھے ایسا لگتا ہے آپ دن با دن بوڑھے ہوتے جا رہے ہیں۔۔"

وہ کافی سیریس ہو کر بولی لیکن آنکھوں میں شرارت واضح تھی۔ اسنے آئیبرو اچکا کر اپنی بیوی کو دیکھا

"ہمم۔۔۔لگتا ہے عمران ہاشمی بننا پڑے گا ویسے بھی ہماری بےبی گرل کو بھی بےبی بردر کی ضرورت ہے۔۔"

وہ پر شوخ لہجے میں بولتے اسے مزید قریب کیا اور ایک نظر صوفے پر بیٹھی اس بچی کی طرف دیکھا جو گود میں گڈا اٹھائے اسکی اماں بنی بیٹھی تھی۔ یَشل کا چہرا اسکی بات پر گلابی ہو گیا وہ جھٹ سے اسکی گردن کے گرد بندھے بازو ہٹا گئی

"لیکن مجھے ایسا لگتا ہے کہ آپ کو شرم کی ضرورت ہے۔۔۔چھوڑیں مجھے اور فریش ہو جائیں جا کر۔۔"

وہ اپنی شرم مٹاتی اپنا آپ چھڑوانے لگی لیکن سامنے والے کا ارادہ نہیں تھا۔ اسنے ایک ہاتھ اسکی کمر سے ہٹا کر گردن پر رکھا اور قریب کرتے اسکے چہرے پر جھک گیا۔۔۔

وہ دور سے وہ منظر دیکھ رہی تھی۔ وہ گھر تھوڑا نیا تھا۔ اس شخص کی پشت اسکی طرف تھی۔ اس شخص کے قریب کھڑی لڑکی تو وہی تھی لیکن وہ کون تھا؟ وہ بچی کون تھی؟

وہ انہیں دیکھنا چاہتی تھی وہ کچھ دھندھلا سا منظر تھا۔ اسنے آنکھیں میچ کر کھولی۔ اب وہ دونوں بچی کے ہمراہ کمرے میں جا رہے تھے۔ اسنے اس شخص کو دیکھنا چاہا اور آنکھیں مسلی لیکن پھر آنکھیں کھولتے ہی تیز روشنی آنکھوں سے ٹکرائی تو اسکی آنکھیں چندھیا گئی وہ دوبارہ آنکھیں بند کر گئی۔ بند آنکھوں پر پڑنے والی دھوپ جیسے آنکھیں کھولنے کی اجازت نہ دے رہی تھی۔ وہ رخ بدل گئی اور آنکھیں کھولیں۔ سامنے دیوار تھی جس پر کچھ پینٹنگز لگی تھی اور فاصلے پر واشروم کا دروازہ۔ اسکا دماغ بیدار ہونے لگا۔

وہ خواب دیکھ رہی تھی۔۔ایک خوبصورت خواب۔۔۔ لیکن یہ کیسا خواب تھا؟ وہ اٹھ کر بیٹھی اور ذہن پر زور دینے لگی۔ خواب کا ایک ایک لمحہ اسکے دماغ میں چلنے لگا تو نیند جیسے بھک سے اُڑی۔۔۔واشروم کا دروازہ کھلا اور نشہ باہر آئی

"میرا ارادہ تمہیں اٹھانے کا ہی تھا شکر ہے تم خود اٹھ گئی۔ فریش ہو جاؤ ہمیں ہسپتال جانا ہے پچھلے دو گھنٹوں سے تم سو رہی ہو۔۔"

انوشہ بولتی ہوئی شیشے کے سامنے کھڑی ہوئی اپنا جھوڑا کھولا اور کمر تک آتے بالوں کو کنگی کرنے لگی۔ یَشل ویسے ہی گم سم خاموشی سے بیٹھی رہی

وہ لڑکی یقیناً میں تھی مگر وہ دونوں کون تھے؟

وہ ایسے کئی سوالوں کے جواب ڈھونڈھنے میں مصروف تھی جب نِشہ نے دوبارہ اسے پکارا

"تم بھی نیند سے اٹھتے ہی بس زون آوٹ ہوجایا کرو۔۔۔ارے بھئی جاؤ نہ اور آبی سے بات کرو بہت شکایت ہے اُن کو تم سے۔۔"

نِشہ کی بات پر اسنے گہرا سانس لیا۔ اسکی آبی سے کئی بار بات ہوئی تھی مگر بہت مختصر سی اسکا ارادہ تھا انہیں کال کر کہ لمبی گفتگو کا مگر سکینہ کی پریشانی میں ذہن سے نکل گیا۔ بکھرے بالوں کا ہاتھ سے ٹھیک کرتی وہ واشروم چلی گئی۔ نظر باتھ ٹب پر گئی تو وہ خود کو روک نہ سکی نیم گرم پانی سے ٹب کو بھرا اور اس میں بیٹھ گئی۔ پانی میں ڈوبا آدھا وجود سکون میں تھا مگر ذہن۔۔جس کو پُرسکون کرنا چاہتی تھی وہ نہیں تھا۔

سنورنا، بچی، مرد، خوبصورت گھر، چھوٹی موٹی خستاخیاں وہ چھوٹا سا خواب اپنے آپ میں سب کچھ لئیے ہوئے تھا ہر سوال اور اس کا جواب بھی۔ پھر وہ کیوں الجھ رہی تھی؟ آدھا گھنٹا وہ اس ٹب میں بیٹھی رہی اور اس آدھے گھنٹے میں اس خواب کے علاوہ کوئی خیال اسے چھو کر بھی نہیں گزرا تھا۔۔

NOVEL HUT

☆☆☆☆☆

"کیا وہ میرا شوہر تھا؟"

وہ آبی سے بات کر رہی تھی رائد والی بات نشہ پہلے ہی انہیں بتا چکی تھی جس پر آبی نے اسے کافی لیکچر بھی دیا کہ اسے پریشان ہونے کی ضرورت نہیں۔ اس کے بعد وہ سارا خواب سوائے چند باتوں کے انہیں بتا چکی تھی اور اب یَشل کو انتظار تھا کہ آبی اسے خواب کی تعبیر بتائیں

"ہاں۔۔نہ صرف شوہر وہ بیٹی بھی تمہاری تھی۔۔"

ان کی بات پر یَشل کے پیٹ گد گدی سی ہوئی

"لیکن۔۔مجھے ایسا خواب پہلے کبھی نہیں آیا اور کتنا عجیب سا خواب تھا میری تو شادی ہوئی بھی نہیں اور اس میں ایک بچی بھی تھی۔۔"

یَشل شاید ہی کبھی کسی خواب کی وجہ سے اس قدر الجھی ہو بلکہ اسے تو خواب یاد بھی نہیں رہتے تھے اور اس کے خواب ہوتے بھی ایسے ہی تھے جِس کا نہ تو سر ہوتا تھا نہ ہی پیر لیکن یہ خواب اسے اچھی طرح سے یاد تھا نہ صرف یاد تھا بلکہ بلا کی طرح ذہن میں چپک ہی گیا تھا۔

"یَشل تمہیں نہیں لگتا کہ تمہارے خواب کا تعلق سکینہ کی خواہش سے ہے؟"

آبی کچھ دیر کی خاموشی کے بعد بولی تو یَشل الجھی اور انکی بات پر غور کیا اور اسکے ذہن میں ایک جھماکا ہوا

"آبی۔۔۔اس بات کا کیا مطلب ہے؟"

وہ جیسے تصدیق کرنا چاہ رہی ہے تھی کہ جو وہ سمجھ رہی کہا آبی وہی بولنا چاہ رہی ہیں؟

"مطلب وہی جو تم سمجھ رہی ہو۔۔۔"یَشل خاموش ہوگئی

'کیا وہ۔۔۔وہ خواب والا شخص رائد تھا؟"

وہ ذہن میں آنے والا یہ سوال زبان پر نہیں لانا چاہتی تھی مگر وہ ایسا نہ کرتی تو یقیناً وہ الجھی رہتی۔

"دیکھو میری جان۔۔تم چاہتی ہو میں تمہیں خواب کا مطلب بتاؤں۔ میری عمر زیادہ ہے، میں نے دنیا دیکھی ہے میرا تجربہ ہے مگر اس بات کا یہ مطلب تو نہیں کہ میں خوابوں کی تعبیر کر سکتی ہوں۔ لیکن پھر بھی۔۔۔جو خواب تم بتا رہی، جِس خوبصورتی سے بتا رہی اور پھر جو حالات چل

رہے۔۔مجھے ایسا لگتا ہے یہ خدا کی طرف سے دیا گیا ایک اشارہ ہے کہ تم خوش رہو گی آنے والی زندگی میں۔۔"

یَشل کا دل چاہا وہ کال کاٹ دے۔ آبی کی ٹھہرے ہوئے لہجے میں کہی گئی باتیں جیسے اسکے دماغ پر ہتھوڑے مار رہی تھی وہ اسے نئی الجھن میں دھکیل رہی تھیں۔ آبی اسے وہ سب بول رہی تھی جو نہ تو وہ سوچنا چاہتی تھی نہ ہی سننا چاہتی تھی۔

"میں جانتی ہوں تمہیں میری باتیں بہت بری لگ رہی ہونگی لیکن میری بچی میں صرف تمہیں تمہارے سوالوں کے جواب دے رہی تمہاری الجھنیں ختم کر رہی اور تمہارے لیے آسانی پیدا کرنے کی کوشش کر رہی تمہارے خواب پر اپنے خیالات ظاہر کر رہی۔ کیا تمہیں ایسا نہیں لگا کہ وہ خدا کی طرف سے بھیجا گیا کوئی پیغام ہے؟"

وہ خاموش تھی بلکل خاموش وہ انکو جواب بھی نہ دے سکی۔۔ ہر شخص اسے نئی الجھنوں میں ڈال رہا تھا۔ ساتھ تو سب تھے مگر سب کی اپنی ہی باتیں تھی ایسے میں اسکا دماغ ماؤف ہو رہا تھا۔۔۔

☆☆☆☆☆

رات کے دو بج رہے تھے۔ وہ سونے کی ہر کوشش کر چکی تھی لیکن نیند آنکھوں سے کوسوں دور تھی۔ وہ بیزار ہوتی ہوئی بیڈ سے اٹھی۔ الماری کھول کر اس میں سے اپنا کالج بیگ نکالا اور اس میں رکھی ڈائیری نکالی۔ ایک نظر سوئی ہوئی قرت پر ڈال کر کمرے سے نکلی اور بالکونی میں آگئی۔ اُس نے لائیٹ جلائی۔ کمرے کی نسبت باہر تھوڑی ٹھنڈک تھی۔ وہ بادلوں میں نظر آتے چاند کو دیکھتی جھولے پر بیٹھ گئی۔ ڈائیری کھولی اور لکھنے کا ارادہ ترک کرتی اپنا لکھا پڑھنے لگی۔

NOVEL HUT

"ڈراموں اور فلموں میں دکھانے والی خوبصورت لو سٹوریز دیکھ کر میرے دل میں بھی خواہش ہوتی تھی کہ مجھے بھی محبت ہو اور میری کہانی کا اختتام بھی خوبصورتی سے ہو۔ لیکن میں جانتی نہیں تھی کہ محبت کسے کہتے ہیں۔ اور جب میں نے محبت کا مطلب سمجھا تو میں نے خود کو تمہاری محبت میں گرفتار پایا۔

میرا کبھی ارادہ نہیں تھا اس قدر تم سے پیار کرنے کا لیکن یہ ہمارے بس میں تو نہیں ہوتی نہ۔

کب کس کے نام سے دل دھڑکنے لگ جائے۔۔یہ سب تو خدا کی کرنی ہوتی ہے۔ میں نہیں جانتی تھی محبت کا احساس کیسا ہوتا ہے۔ جب میں نے وہ محسوس کیا تو مجھے وہ دنیا کا سب سے خوبصورت احساس لگا۔ لیکن بعد میں میرے دل میں ڈر بیٹھ گیا کہ تم مجھے نہیں ملو گے۔ میں نے خود کو روکنا چاہا لیکن میں نے خود کو مکمل طور پر تمہاری محبت میں دھنسا ہوا پایا۔

میں بے اختیار ہی خدا سے ہر دعا میں تمہیں مانگنے لگی۔ ساری ساری رات جاگ کر تمہیں سوچا۔ جب بھی بارش ہوئی، جب بھی کریسنٹ مون دیکھا، جب جب مجھے لگا کہ مجھے دعا کرنی چاہیے اور میری دعا قبول ہوگی تو میں نے صرف یہی دعا کی کہ مجھے تم مل جاؤ اور مجھے لگتا تھا کہ جتنے دل سے میں تمہیں مانگتی ہوں تُم مجھے مل بھی جاؤ گے۔

لیکن اب۔۔اب مجھے ایسا نہیں لگتا۔ تمہیں یَشل کے ساتھ دیکھ کر میرا دل جلتا ہے ارمغان۔ تمہیں وہ کیوں نظر آتی ہے؟ تم میرا وجود کیوں نظر انداز کر دیتے ہو؟ میں تو ڈر جاتی ہوں اقرار نہیں کر پاتی لیکن تمہیں کیوں نہیں سمجھ آتا

میرا پیار؟ میرے پاس ہر چیز ہے ارمغان سوائے تمہارے۔ لیکن مجھے کچھ نہیں چاہیے مجھے صرف تُم چاہیے ہو اور کسی بھی چیز کی ضرورت نہیں لیکن تُم۔۔صرف تُم۔۔"

وہ بھیگی آنکھوں سے پڑھتی جارہی تھی۔ آنکھوں سے آنسو ٹوٹ کر کاغذ پر گرے۔ اسکی لکھی تحریر ختم ہوئی لیکن اُسکے نیچے لکھے وہ جملے دیکھ کر عزہ کا سانس رُک گیا۔

"سُنا نہیں ہے تُم نے؟ اگر سب کچھ مل جائے گا زندگی میں تو تمنا کِس کی کرو گے؟ بائے داوے۔۔ موبائل کی سکرین ٹھیک کروالی تُم نے؟ پیسے کم تو نہیں تھے نہ؟"

اسکا دل بھی رُک گیا تھا۔۔یہ کیا تھا؟ اُسنے تو بہت دن بعد ڈائیری کھولی تھی اور یہ سب اُسنے تو ہرگز نہیں لکھا تھا۔۔۔

وہ سوچ رہی تھی جب دماغ میں ایک جھماکا سا ہوا

پارک میں ڈائری کا رہ جانا تو عام سی بات تھی لیکن صبح ڈائری کا وہاں نہ ہونا اور شام میں اسی بینچ پر موجود ہونا عام بات تو ہرگز نہیں تھی۔ اور موبائل ٹھیک کروانا؟ کیا یہ وہی شخص تھا جس سے وہ اُس دِن ٹکرائی تھی؟

عِزہ کا دل ڈوب کر اُبھرا

"وہ میرا پیچھا کر رہا ہے؟ اُسنے میری ڈائری پڑھی؟"

اُس نے خود سے سوال کیا پھر اُٹھ کھڑی ہوئی۔ آگے پیچھے اوپر نیچے ہر جگہ وہ کچھ دیکھنے لگی۔ دل میں خوف پیدا ہوا تھا کہ کہیں وہ آسیب کی طرح یہاں بھی نہ موجود ہو۔ وہاں کوئی نہ تھا تسلی کرتی وہ واپس بیٹھ گئی۔ اب چہرے پر خوف کی جگہ غصہ تھا۔۔

"کمینہ لچا لفنگا واحیات انسان مجھے کہیں نظر آجائے پیسے منہ پر نا مارے تو میرا نام بھی عِزہ خان نہیں۔۔۔"

وہ بڑبڑائی اور پین اُٹھا کر کچھ لکھنے لگی

"خیرات میں دے دی تمہاری دولت۔۔"

اُسنے پین کو واپس ڈائری میں پٹخا اور ڈائری بند کردی۔۔۔

☆☆☆☆☆

سکینہ کی طبیعت صبح ایک بار پھر بگڑ گئی تھی اسے کڈنی ٹرانسپلانٹ کی بہت ضرورت تھی مگر رسک بہت زیادہ تھا۔ یَشل کو جب پتا لگا تو اسکی جان پر بن آئی اور فوری طور پر اس نے ایک فیصلہ کیا۔

"یَشل دماغ تو نہیں خراب ہوگیا تمہارا؟ کل تک تم نے رونے ڈالے ہوئے تھے کہ تمہیں اس سے نکاح نہیں کرنا تمہیں اس سے نفرت ہے اور اب تم۔۔۔تم کیوں کر رہی ہو یہ سب۔۔۔؟"

وہ دونوں اس وقت ہسپتال کے صحن میں تھی یَشل بینچ پر بیٹھی تھی جبکہ نشہ اسکے سامنے کھڑی اسے مسلسل ڈانٹ رہی تھی سکینہ کی طبیعت بگڑنے کے ٹھیک ایک گھنٹے بعد اس نے نکاح کے لیے رضامندی کا اظہار کیا تھا سب ہی اپنی جگہ حیران رہ گئے تھے عطیہ نے آنکھوں میں ڈھیرو شکوے لیے دیکھا تھا مگر

کہا کچھ نہیں۔ نشہ کا تو دل کر رہا تھا کہ ایک رکھ کر یَشل کے منہ پر لگا دے ۔ نشہ کے مقابلے یَشل خاموش تھی ہامی بھرنے کے بعد سے ہی۔۔گہری چپ !

ابھی بھی نشہ اسے ڈانٹ رہی تھی مگر خدا جانے وہ سن بھی رہی تھی یا نہیں۔ اس کو زون آؤٹ ہوتا دیکھ کر نِشہ بینچ پر بیٹھی

"ارمغان محبت کرتا ہے تم سے۔۔۔" وہ بے بسی سے اسکا ہاتھ پکڑ کر بولی تو یَشل نے چونک کر اسے دیکھا

"مجھ سے؟ کون؟" اسنے نشہ کی ساری باتیں آدھی ادھوری ہی سنی تھی اس بات کا اندازہ نشہ کو ہوگیا۔

"ارمغان۔۔۔یَشل اسے تو اندازہ بھی نہیں کہ تم پر کیا قیامت ٹوٹ رہی اوریہاں کیا ہورہا ہے۔ تمہیں پتا ہے نہ اگر تم اسے بتاؤ گی تو وہ سب چھوڑ کر یہاں آجائے گا دیکھنا وہ تمہیں اپنے پیچھے چھپا لے گا یَشل پلیز اس سے بات کرلو بار بار وہ تمہارا پوچھ رہا تمہیں کتنی کالز کر چکا ہے وہ۔۔۔"

وہ اسے التجا کر رہی۔ یَشل خاموشی سے اسے دیکھنے لگی۔ اسکا دل رکنے لگا تھا اسے الجھن ہورہی تھی وہ رونا چاہتی تھی مگر آنسو تھے کہ نکل ہی نہیں رہے تھے آواز غائب ہوگئی تھی۔۔۔

"وہ ٹھیک ہو جائے گا۔۔۔" وہ بولی تو آواز بہت ہلکی تھی۔

نشہ سمجھ نہ سکی وہ خود کو بول رہی یا نشہ کو بتا رہی تھی۔

"وہ سنبھال جائے گا نشہ۔۔۔ لیکن اگر ماما کو کچھ ہوا تو ساری زندگی میں خود س نظریں نہیں ملا پاؤں گی کہ میں ان کی خواہش بھی پوری نہ کر سکی۔ میرا ضمیر مجھے زندہ نہیں رہنے دے گا نِشہ۔۔۔"

اسکا لہجا کسی بھی احساس سے عاری ویران سا تھا۔ وہ بھی تو بے بس تھی مجبور تھی تکلیف میں تھی۔۔۔ نِشہ نے گہرا سانس لیا

"یَشل یَشل۔۔یہ خالہ کی خواہش نہیں ہے یار۔۔۔"

وہ جھنجھلائی تو یَشل نے بے اختیار اسے دیکھا

"کیا مطلب؟" وہ الجھی

"تم سمجھو نہ۔۔یہ اس ذلیل رائد کا کیا دھرا ہے ! اتنی سمپل بات تمہارے دماغ میں کیوں نہیں گھس رہی؟"

وہ زچ ہوئی تو یَشل نے آنکھیں بند کرکہ گہرا سانس لیا۔ وہ نِشہ کی باتوں سے اب تنگ آرہی تھی۔

"یقیناً رائد نے ہی خالہ سے کہا ہوگا کہ وہ تم سے نکاح کرنا چاہتا ہے۔ یَشل تم بیس سے زیادہ دن سے یہاں رہ رہی اس کے گھر میں۔ ساتھ رہتے ہوئے تمہارے جیسی لڑکی کو کوئی کیسے نظر انداز کرے گا؟ اور رائد تو شکل سے ہی شیطان لگتا ہے۔۔۔دیکھا نہیں ہے تم نے جب سے نکاح والی بات ہوئی ہے وہ ایسے غائب ہوا ہے جیسے گدھے کے سر سے سینگ۔ اپنی ماں کو ہسپتال میں چھوڑ کر کون جاتا ہے؟ چوبیس سے زیادہ گھنٹے ہوئے ہیں مجھے یہاں آئے اور اس سارے ٹائم میں صرف کچھ دیر پہلے ہی وہ مجھے نظر آیا ہے۔۔۔تم مانو نہ مانو ضرور کچھ گڑبڑ ہے۔۔"

نِشہ نے ہر طرح کا خدشہ ظاہر کیا اور یَشل کو کنوینس کرنے کی کوشش کی۔ وہ نجانے کون سی کڑی کہاں جوڑ رہی تھی شاید اسے خود بھی اندازہ نہیں تھا۔ نشہ

اتنی بدتمیز بھی نہیں تھی کہ رائد کو شیطان بولتی مگر جو سب کچھ ہو رہا تھا اسے واقعی رائد ہی سارے فساد کی جڑ اس لگ رہا تھا۔

نشہ کی باتوں میں دم تو تھا مگر یَشل بچی نہیں تھی کہ ان باتوں کے بارے میں نہ سوچتی۔ ساری رات جاگ کر وہ دماغ گھِساتی رہی تھی اور اس ساری صورتحال کو ہر زاویے سے دیکھ چکی تھی یہی وجہ تھی کہ صبح سکینہ کی طبیعت خراب ہونے پر اس نے جھٹ سے فیصلہ کر لیا تھا۔

"نشہ تمہاری باتیں اپنی جگہ بلکل ٹھیک ہیں۔۔مگر ماما ہم سے زیادہ سمجھدار ہیں۔ وہ رائد کی کسی بھی فضول بکواس کو اپنی آخری خواہش تو ہرگِز نہیں بنائیں گی۔"

وہ اسے سمجھا رہی تھی جب نشہ بول اٹھی۔

"ہو سکتا ہے کہ اس نے بلیک میل کیا ہو۔۔۔" ایک اور خدشہ

"اوف انوشہ۔۔۔اب رائد اتنا بھی برا نہیں کہ اپنی ہی ماں کو بلیک میل کرنے لگ جائے۔۔۔"

"تم ابھی سے اس کی سائڈ لے رہی ہو۔۔۔" وہ خفا ہوئی

"استغفرُللہ۔۔۔" یَشل نے اسکے ہاتھ پر اپنا ہاتھ مار کر گھورا تو وہ اسے دیکھ کر رہ گئی۔

"یَشل آج کل بلیک میلنگ بہت عام ہے یار۔ لوگ سگے ماں باپ کو بھی بلیک میل کردیتے ہیں یہ تو پھر سکینہ خالہ اور رائد ہیں۔ اسنے کچھ الٹا سیدھا بول دیا ہوگا اور سکینہ خالہ ڈر گئی ہونگی کیونکہ مرد اگر ضد پر آجائے تو وہ کچھ بھی کر سکتا ہے یَشل۔۔۔"

نِشہ اسے مزید بلیک میلنگ کے لیولز پر لیکچر دیتی مگر عدنان کی کڑک آواز پر ان دونوں کو کرنٹ لگا۔ شاید وہ کچھ دیر پہلے پی لاہور پہنچے تھے۔

"نِشہ تمہارا دماغ ٹھیک ہے؟ اندازہ بھی ہے کس قدر بے تکی اور فضول باتیں کر رہی ہو۔۔!"

NOVEL HUT

عدنان نے بہت عرصے بعد اس قدر غصہ کیا تھا کہ ان کا چہرا سرخ ہورہا تھا۔ یقیناً انہیں نشہ سے ان باتوں کی امید نہیں تھی۔ نِشہ شرمندہ ہوئی اور گردن جھکا دی عدنان کے اتنی سختی سے جھڑکنے پر آنکھوں میں کچھ نمی آئی تھی۔ وہ پیچھے سے گھوم کر ان دونوں کے سامنے آئے تو نِشہ اُٹھی۔

"آئی ایم سوری ماموں لیکن میں غلط بات بھی نہیں کر رہی یہ سب وہی باتیں ہیں جنکی پاسبلیٹی ہے اور یَشل کا فیصلہ سراسر غلط ہے۔۔"

نِشہ ابھی بھی خاموش نہیں ہوئی یَشل نے حیرت سے اسکی طرف دیکھا۔ عدنان نے ہاتھ اٹھا کر اسے مزید بولنے سے روکا۔

"یَشل کا فیصلہ ٹھیک ہے یا غلط یہ ہم سے بہتر یَشل جانتی ہے اور مجھے ایسا لگتا ہے کہ یَشل کا فیصلہ بالکل ٹھیک ہے۔ وہ اپنی ماں کی خواہش پوری کرنا چاہتی ہے اور اس میں کوئی برائی نہیں۔۔تم اگر یَشل کی جگہ ہوتی تو تم کیا کرتی۔۔۔؟"

اب کی بار نِشہ خاموش ہوگئی چند لمحوں کے لیے اسنے خود کو یَشل کی جگہ پر تصور کیا اور اسکی بے بسی کو محسوس کرتی ہو ہونٹ چبانے لگی لیکن وہ ہمت نہیں ہار سکتی تھی اسے ارمغان اور یَشل کو اس دلدل میں نہیں ڈالنا تھا۔۔۔صبیحہ کبھی ایسی خواہش کا اظہار نہ کرتی اس سوچ نے جیسے اسے ہمت دی۔۔

عدنان صاحب یَشل کے ساتھ بینچ پر بیٹھے تو نِشہ ان دونوں کے سامنے پنجوں کے بل بیٹھی

"ماموں پلیز ایک بار ارمغان کے بارے میں سوچ لیں۔۔۔"

اسکی آنکھوں میں التجا تھی اسنے اپنا ہاتھ عدنان صاحب کے گھٹنے پر رکھا تو عدنان صاحب نے گہرا سانس لیا اور گھٹنے پر پڑے اسکے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھا۔

"انوشہ۔۔۔ ارمغان اپنے بارے میں سوچ لے گا وہ بچہ نہیں ہے اسے معاملے کی سنگینی سمجھنی چاہیے۔۔۔ہر بار وہ نہیں ہوتا جیسا ہم چاہتے ہیں میں جانتا ہوں تم ان دونوں سے بہت پیار کرتی ہو مگر وہ خدا ستر ماؤں سے بھی زیادہ پیار کرنے والا ہے۔۔اس نے ضرور دونوں کے حق میں کچھ بہتر لکھا ہوگا۔۔۔"

عدنان صاحب اب نرمی سے نشہ کو سمجھا رہے تھے جس کی آنکھوں میں نمی چمکنے لگی تھی۔ سب جانتے تھے کہ نشہ ان دونوں کے معملے میں کتنی حساس ہے۔ صرف ان دونوں کے لیے بلکہ سب کے لیے وہ ایسی ہی تھی اور ان کے لیے کچھ بھی کر سکتی ہے۔

یَشل نے گہرا سانس لیتے امڈنے والے آنسوؤں کو روکا۔ کاش وہ انہیں بتا سکتی کہ وہ فیصلہ کرنے کے بعد سے کس قدر تکلیف میں ہے۔ اسے پل پل دل کی دھڑکن رکتی ہوئی محسوس ہورہی تھی۔ اس کا دل کر رہا تھا وہ چیخے، چِلائے، کہیں

بہت دور بھاگ جائے وہ آبی کے پاس چلی جائے یا خود کو کچھ کرلے بس اِن سب سے بچ جائے لیکن ایسا نہیں ہوسکتا تھا۔ اسے اپنا آپ اُس دن وہیل چیئر پر بیٹھی اس لڑکی جیسا لگا تھا۔ یَشل کی ٹانگیں مفلوج نہیں تھی مگر وہ ویسا ہی محسوس کر رہی تھی جیسے اسکے ہاتھ پاؤں کٹ گئے ہوں۔ اکثر زندگی ایسے موڑ پر کھڑا کردیتی ہے کہ نہ آگے کھائی ہوتی ہے نہ ہی پیچھے کنواں لیکن دور دور تک صرف ویرانیاں ہوتی ہیں۔ راستے تو بہت ہوتے ہیں مگر لُوپ کی طرح وہ وہیں لا کھڑا کردیتے ہیں جہاں سے آپ بھاگنا چاہتے ہیں۔ شاید یَشل ریحان کی زندگی میں بھی وہی وقت چل رہا تھا۔ اب اسے صرف معجزے کا انتظار تھا اور ہر بار معجزے نہیں ہوا کرتے۔

NOVEL HUT

☆☆☆☆☆

عادِل سکینہ کی کڈنی ٹرانسپلانٹ سرجری کے لیے رضامند ہوگیا تھا کیونکہ یہ بہت ضروری تھا لیکن اب سب کی جان سولی پر آکر لٹک گئی تھی۔ سکینہ

سرجری میں جانے سے پہلے یَشل اور رائد کا نکاح کرنا چاہتی تھی لیکن رائد کا ایک ہی گردان تھا۔

"ماما کا ٹرانسپلانٹ ہوجائے۔۔۔میں اس کے بعد نکاح کروں گا۔۔"

عادل نے اسے سب کے سامنے اچھا خاصہ جھڑک بھی دیا تھا اس بات پر لیکن پھر بھی وہ اپنی بات پڑ اڑا رہا۔ نشہ کا تو بس نہیں چل رہا تھا ورنہ اسکے دماغ کا ٹرانسپلانٹ کردیتی۔۔

"اگر میں سہی سلامت نہ رہوں۔۔۔تو فیصلہ مت بدلنا۔۔۔"

کچھ ہی دیر میں اسکی سرجری سٹارٹ ہونی تھی اور وہ ایسی باتیں کرکہ یَشل کو حد سے زیادہ پریشان کررہی تھی۔۔

"سکینہ کیوں بچی کو ڈرا رہی ہو۔۔ انشاءاللہ تم جیسے جارہی ہو اس سے بہتر حالت میں واپس آؤ گی۔۔ تمہیں یشل اور رائد کے لیے ایسا کرنا ہوگا۔۔"

عطیہ نے آخری بات کس دل سے بول تھی یہ بات صرف وہی جانتی تھی۔ یَشل اسے بہت زیادہ رو رو کر بغیر ایک لفظ بھی کہے منا چکی تھی مگر ارمغان کو ابھی تک کسی چیز کا بھی علم نہیں تھا۔

ارمغان کیا۔۔قِرت، عزہ، ہادی اور افہام چاروں میں سے کسی کو معلوم نہیں تھا۔۔۔

"آپ کو واپس آنا ہوگا ماما۔۔میرے لیے۔۔"

وہ بھری ہوئی آنکھوں سے بس اتنا ہی کہہ سکی تھی۔

☆☆☆☆☆

"قرت پلیز آکر مجھے تھوڑا سا کام کروا دو تاکہ میں بھی پھر جا کر اپنی حالت ٹھیک کروں۔۔"

وہ کچن سے نکل کر لاونج میں آئی جہاں قرت مغرب کی نماز پڑھنے کے بعد قرآن پاک پڑھ رہی تھی۔ سکینہ کی سرجری مغرب سے پہلے سٹارٹ ہوگئی تھی اور اسکے بعد سے وہ پریشان تھی۔

"میں بس آتی ہوں چانچ منٹ میں۔۔۔"

قِرت نے بغیر دیکھے کہا تو عزہ واپس کچن میں چلی گئی۔

"بریانی بنا رہی ہو کیا؟ یہ اتنا اہتمام کس کے لیے کِیا جارہا؟"

ہادی ابھی ابھی گھر آیا تھا اور پانی پینے کے غرض سے سیدھا کچن میں آیا تبھی بکھرا ہوا کچن اور عزہ کو کام کرتا دیکھ کر اسے مخاطب کِیا۔ سلاد کاٹتی عزہ نے مڑ کر اسے دیکھا

"یہ تم کدھر سارا دن آوارہ گردی کرتے پھر رہے ہو؟"

وہ واقعی ہی آوارہ ہوگیا تھا۔ افہام جب تک آفس ہوتا وہ گھر پر ہی رہتا لیکن جیسے ہی افہام گھر کے اندر قدم رکھتا، ہادی گھر سے باہر قدم رکھتا اور پھر بہت دیر سے واپس آتا اور اگر جلدی بھی آجاتا تو رات کا کھانا کھانے کے بعد دوبارہ چلا جاتا۔ ارمغان بھی آج کل جاب کی تلاش میں انٹرویو دے رہا تھا اور کیونکہ ہادی کی چھٹیاں چل رہی تھی تو کوئی اسے کچھ نہ کہتا لیکن وہ عزہ تھی۔۔ہادی کو ٹوکنا تو اسکا فرض تھا۔

"ظاہر ہے بھئی۔۔نائین ٹو فائیو تمہاری نگرانی کرتا تو ہوں اُس کے بعد بھی نہ جاؤں؟"

وہ پانی پینے کے بعد عزہ سے کچھ فاصلے پر ہی سلیب پر چڑھ کر بیٹھا

"توبہ توبہ جھوٹے انسان۔۔۔تین بجے تک تو تم گدھے گھوڑے بیچ کر سوئے رہتے ہو۔۔۔"

عِزہ نے اپنا کام چھوڑ کر باقاعدہ کانوں کو ہاتھ لگایا

"گھر پر تو ہوتا ہوں نہ۔۔۔"

"بڑا احسان کرتے ہو ہم پر۔۔۔" کچن میں داخل ہوتی قرت نے لقما دیا

"میری پیاری بہن آپ حکم کریں۔۔ ابھی احسان کردیتے۔۔"

ہادی قرت کی پشت دیکھ کر مسکراتے ہوئے بولا۔ وہ سنک میں پڑے برتن دھونے کے ارادے سے وہ تہبند باندھ رہی تھی۔

"مجھے لاہور چھوڑ کر آجاؤ۔۔۔پھپھو اور یَشل کے پاس جانا ہے مجھے۔۔"

وہ بغیر پلٹے بولی تو عِزہ نے اسکی طرف دیکھا جبکہ ہادی کچھ بول نہ سکا۔ وہ دو دِنوں سے ایسے ہی پریشان تھی اور کافی خاموش بھی ہوگئی تھی۔

"قِرت ٹینشن نہیں لو نہ۔۔۔ٹھیک ہو جائیں گی سکینہ خالہ۔"

عِزہ نے پچھلے دو دنوں میں بیس دفع کہی گئی بات کو ایک بار پھر دوہرایا تو قِرت خاموش رہی۔

"تم نے بتایا نہیں یہ سب کیوں بنا رہی تم؟"

کچھ دیر بعد ہادی نے ٹانگیں جھلاتے ہوئے سوال کِیا

"آمنہ آرہی ہے آج۔۔" کچھ دِن سے آمنہ بار بار اسے مِلنے کا کہہ رہی تھی تبھی آج عزہ نے رات کے کھانے پر اسے گھر بلایا تھا۔ قرت کے ہوتے ہوئے بریانی کی کوئی ٹینشن نہ تھی اسے بس سلاد کاٹنے کے بعد وہ کسٹرڈ بنانے کا ارادہ رکھتی تھی۔

گھر میں اتنا پریشان ماحول ہوتے ہوئے اُسے یہ سب کرنا عجیب لگ رہا تھا لیکن آمنہ بہت ٹائم کے بعد اس کے گھر آرہی تھی تو صبیحہ نے اسے خاص تائید کی تھی کہ قِرت کے ساتھ مل کر کچھ اچھا سا بنائے۔

"اوئے ہوئے۔۔۔میری جان آرہی ہے۔۔"

آمنہ کا نام سن کر ہادی ایک دم ہی خوش ہوا تو عِزہ کے ساتھ ساتھ قرت نے بھی اسے خونخوار نظروں سے گھورا۔

"ہادی اگر تم نے آمنہ سے پنگا لیا تو بھول جاؤ آج رات کھانا مِلے گا تمہیں۔۔"

قِرت نے سخت لہجے میں ہادی سے کہا۔ یقیناً عِزہ اسے ہادی کے کارنامے بتا چکی تھی۔

"میں کھانا کھانے کے بعد پنگا لے لوں گا۔۔۔"ہادی نے کندھے اُچکائے

"اور میں تمہاری آنکھیں نکال دونگی۔۔۔"

عزہ نے ہاتھ میں پکڑی چھری اس کے چہرے کے قریب کی تو ہادی نے پہلے چھری کی نوک کو دیکھا اور پھر عزہ کے چہرے کو جو اسے گھور رہی تھی۔

"اچھا ٹھیک ہے کچھ نہیں کروں گا اِسے تو نیچے کرو نہ۔۔۔"

ہادی نے چہرا پیچھے کیا تو عزہ نے چھری نیچے کی اور دوبارہ اپنا کام کرنے لگی۔

"ویسے تمہاری دوست ہے تو بہت پیاری۔ پروفائل پکچر دیکھی تھی میں نے اسکی۔۔۔"

وہ چند لمحوں بعد عزہ کی طرف جھکتا ہوا سرگوشی نما انداز میں بولا

"تو مجھے کیوں بتا رہے ہو۔۔۔؟" وہ ویسے ہی کام کرتی رہی

"تاکہ تم جل کر راکھ ہو جاؤ۔۔۔"

وہ دانت پیس کر بولتا شیلف سے اترا اور کچن سے نکل گیا

"انتہائی واحیات انسان ہو تم ہادی۔۔۔۔"

وہ ہادی کی پشت کو گھور کر بولی تو قرت نے کچھ عجیب نظروں سے اسے دیکھا۔

☆☆☆☆☆

NOVEL HUT

"نِشہ سب ٹھیک ہے نہ؟ یَشل مجھ سے بات کیوں نہیں کر رہی مسئلہ کیا ہے اسے؟"

وہ اسے اتنی زیادہ کالز کر چکا تھا اور یَشل نے ایک میسج کرنے کی توفیق بھی نہ کی تھی ارمغان کو اب غصہ آنے لگا تھا۔

"ہاں۔۔۔ہاں ارمغان سب ٹھیک ہے۔ یَشل خالہ کی وجہ سے بہت پریشان ہے تمہیں پتا تو ہے وہ کسی سے بات نہیں کرتی جب ٹینشن میں ہوتی ہے۔۔۔"

نِشہ اسے سچ بتانے کی غلطی ہرگز نہیں کر سکتی تھی وہ قیامت کھڑی کردیتا جس کا شاید کوئی فائدہ بھی نہ ہوتا اور گھر والوں سے اسکی بے عزتی الگ ہوتی۔ عدنان صاحب پہلے ہی اس سے خفا تھے۔

"پریشانی میں وہ دوسروں سے بات نہیں کرتی لیکن مجھ سے کرتی ہے۔۔۔تم بتاؤ مجھے کچھ ہوا ہے کیا؟"

ارمغان کو ایک پل کے لیے بھی سکون نہیں آرہا تھا اور آتا بھی کیسے زندگی میں ایسا پہلی بار ہوا تھا کہ اتنے دن یشل نے اسے کال تو دور کی بات میسج تک کرنا بھی ضروری نہیں سمجھا تھا۔۔

"ارمغان کیا ہوگیا ہے تمہیں یار میں کہہ تو رہی ہوں سب ٹھیک ہے جب تمہیں میری بات پر یقین ہی نہیں تو مجھ سے پوچھ ہی کیوں رہے ہو! مجھے بھیجا ہی کیوں یہاں جب یَشل کی پریشانی میں آدھے ہوئے جارہے تھے تو خود آجاتے نہ اگر وہ تم سے بات نہیں کر رہی تو میں کیا کر سکتی ہوں؟ میں نے کہا تھا اسے

بات کرلے تم سے۔ اگر اس نے نہیں کی تو اس میں میری کوئی غلطی نہیں۔ بار بار مجھ سے مت پوچھو ماموں کو کال کرلو۔۔۔"

نِشہ جیسے ارمغان پر پھٹ پڑی اسے جو سارا غصہ یَشل اور باقی سب پر آرہا تھا وہ اسنے ارمغان پر نکال دیا اور اچھی خاصی سنا کر بغیر اسکی سنے کال بند کردی جبکہ ارمغان تو ہکا بکا رہ گیا۔ اسے سمجھ ہی نہ آیا اسنے ایسا بھی کیا کردیا کہ نِشہ نے اتنا غصہ کیا

"پاگل ہوگئی ہے تمہاری بہن۔۔۔"

افہام کو کمرے میں آتا دیکھ کر اسنے فون بیڈ پر پٹخا اور غصے سے کہا تو اندر آتا افہام رک گیا

"عزہ؟ نِشہ؟ یَشل؟ کون سی بہن۔۔"

اگر کوئی اور وقت ہوتا تو ارمغان قرت کا نام نہ لینے والی بات اچھے سے نوٹ کرتا مگر اس وقت اسکی پریشانی اور غصہ عروج پر تھا۔۔

"انوشہ ! ! فصول باتیں کیئے جارہی یہاں پریشانی سے میری جان نکلی جارہی اور وہ یَشل کو مجھ سے بات کرنے کے لیے فورس تک نہیں کر رہی۔۔۔"

ارمغان غصے میں افہام کو دیکھتا ہوا بولا تو اسنے گہرا سانس لیا

"میرے بھائی تو مجھے بس اتنا بتا کہ تجھے پریشانی کس بات کی ہے؟ یار اگر وہ تجھ سے بات نہیں کررہی تو اس میں اتنا غصہ کرنے جیسا کچھ بھی نہیں وہ خالہ کی وجہ سے پریشان ہے تو سمجھ کیوں نہیں رہا؟ تجھے پتا ہے نہ آج خالہ کی کڈنی ٹرانسپلانٹ سرجری ہے۔ اب وہ اس حالت میں ہوگی کہ تیرے ساتھ بیٹھ کر گپے لڑائے؟"

افہام ہلکے لہجے میں اسکے پاس آکر اسے سمجھانے لگا تو ارمغان جھنجھلا گیا

"تو وہ مجھے ایک میسج تو کر ہی سکتی ہے نہ مجھے تو ایسا لگ رہا اسنے فون ہی پھینک دیا ہے اس طرح سے اسنے مجھے اگنور کیا ہے اور آبی بتا رہی تھی کہ اسکی بات آبی سے ہوئی ہے پھر مجھ سے کیوں نہیں کررہی وہ؟"

اس دفع افہام کچھ بول نہ سکا کیونکہ یَشل کا صرف ارمغان کو اگنور کرنا واقعی عجیب بات تھی اور ارمغان کا ایسے رئیکٹ کرنا بلکل بجا تھا۔۔

"اچھا یہ تو یَشل ہی بتا سکتی نہ کہ وہ کیوں اگنور کر رہی۔۔تو دعا کر خالہ سکینہ کی سرجری ٹھیک سے ہو جائے پھر دیکھنا وہ تجھ سے بات کرلے گی۔۔۔"

افہام نے اسکا کندھا تھپکتے ہوئے کہا

"واپس آجائے یہ ایک بار مجھ سے برا کوئی نہیں ہوگا اس کے لیے۔۔۔"

وہ دانت پیس کر بولتا کمرے سے باہر نکل گیا۔ افہام نے بس گہرا سانس لیا۔ خدا جانے اسنے واپس آنا بھی تھا یا نہیں۔

NOVEL HUT

☆☆☆☆☆

"تمہاری ڈائیری پر ایسا لکھا تھا؟"

آمنہ کچھ دیر پہلے ہی اسکے گھر آئی تھی اور عزہ نے اسے اسے ی تک ساری بات بتائی تو آمنہ حیرت میں ڈوبتی ہوئی بولی

"ہاں رُکو میں ڈائیری لے کر آتی ہوں۔۔۔"

وہ بول کر اٹھنے ہی لگی تھی جب قرت لاونج میں داخل ہوئی۔ اسے دیکھتے ہی آمنہ اپنی جگہ سے اٹھی

"السلام و علیکم۔۔کیسی ہیں آپ؟" آمنہ ہمیشہ کی طرح خوشی سے قرت کے بغلگیر ہوئی

"و علیکم السلام میں ٹھیک ہوں، تم کیسی ہو؟"

وہ دونوں کے سامنے والے صوفے پر براجمان ہوئی

"ہمیشہ کی طرح۔۔حسین۔۔" آمنہ نے ایک ادا سے اپنے کاندھوں سے تھوڑے نیچے آتے بالوں کو جھٹکا تو عزہ اور قِرت دونوں ہی مسکرا دی کیونکہ وہ جانتی تھی آمنہ کا یہی جواب ہوگا۔

"استغفرُللہ بھئی استغفرُللہ۔۔پتا نہیں لوگوں کو اتنی غلط فہمیاں کیوں ہیں۔۔"

لاونج میں داخل ہوتا ہادی یقیناً اسکی بات سن چکا تھا تبھی دونوں کانوں کو ہاتھ لگاتا ہوا بولا۔ عزہ نے آنکھیں بند کرکہ گہری سانس لی۔ وہ بھول گئی تھی کو وہ ہادی قُریشی تھا۔ عزہ کو زچ کرنے کے تو پیسے ملتے تھے اسے جبکہ آمنہ نے دلچسپی سے اسے دیکھا۔

وہ کئی بار عزہ کے گھر آئی تھی مگر ہادی ہاسٹل میں ہوتا تھا جس کی وجہ سے ان دونوں کا سامنا کبھی نہیں ہوا تھا لیکن کئی بار ہادی کو سوشل میڈیا پر نہ صرف دیکھا تھا بلکہ اچھا خاصہ سٹاک بھی کیا تھا۔

"کیسی ہو کیوٹی پائی۔۔۔؟"

وہ ڈھٹائی سے آمنہ کے سامنے والے صوفے پر قرت کے ساتھ سکون سے بیٹھا اور دل مول لینے والی خوبصورت مسکراہٹ کے ساتھ اسے مخاطب کیا۔ وہ مسکرایا تو دائیں گال پر ہلکا سا گڑھا اُبھرا، اسکی آنکھیں بھی چمک رہی تھی۔ اپنے سامنے بیٹھے ہادی کو دیکھ کر آمنہ کی دھڑک تیز ہوئی۔

"ہادی۔۔۔شرافت سے اپنے کمرے میں جاؤ اِس سے پہلے میں ارمغان بھائی کو کال کروں۔۔"

قِرت نے اسکا کان پکڑ کر مروڑ ڈالا اور ساتھ ہی دھمکی بھی دی۔ آمنہ بے اختیار ہی مسکرا دی

"پرائی لڑکی کے سامنے کیوں میری عزت میں اضافہ کر رہی کان تو چھوڑ دو۔۔۔"

ہادی آہستہ آواز میں قرت سے بولا تو ترس کھاتے اسنے کان چھوڑا۔ ہادی نے سر خم کرکہ اسکا شکریہ ادا کیا پھر دوبارہ آمنہ کی طرف مڑا جو ابھی بھی اسی کو دیکھ رہی تھی۔

بتایا نہیں تم نے۔۔ کیسی ہو؟ ارے یاد آیا تم تو میک اپ کرکہ تھوڑی سی حسین ہو۔۔۔"

ہادی نے سوال دوہرایا اور پھر خود ہی جواب بھی دیا۔ آمنہ برا ماننے کے بجائے بے اختیار ہی ہنس دی کیونکہ ہادی کی آنکھوں میں شرارت واضح تھی جبکہ اسکی اس قدر فضول بات پر قرت اور عزہ کا شرمنگی ہوئی۔

"آمنہ تم چھوڑو اسے آؤ ہم اوپر چلیں۔۔۔"

عزہ جانتی تھی وہ منہ بند نہیں کرے گا تو اٹھنے لگی لیکن وہ دوبارہ بولنے لگا

"ارے یار عزہ تم ایسے بول رہی ہو جیسے وہ اینجلینا جولی کی اولاد ہے۔۔اسے میری باتوں کا بلکل بھی برا نہیں لگا۔۔۔ایسا ہی ہے نہ؟"

ہادی نے پہلے عزہ سے کہا پھر آمنہ کو دیکھتے ہوئے تصدیق چاہی وہ مسکراتے ہوئے سر اثبات میں ہلا گئی عزہ اسے گھورتی ہوئی ویسے ہی بیٹھی رہی۔ افہام اور ارمغان دونوں کچھ دیر پہلے ہی گھر سے باہر گئے تھے یہی وجہ تھی کہ ہادی کے اتنے پر نکلے ہوئے تھے ورنہ ان دونوں کے گھر پر ہوتے ہوئے وہ لاؤنج کے آس بھی نہ بھٹکتا۔

"آمنہ تم اس کی باتوں کو بلکل بھی سیرئیس مت لینا اِسکی نیچر ہی ایسی ہے۔۔"

قِرت آمنہ کو مخاطب کرتی اپنی جگہ سے اٹھی اور لاونج سے نکلنے لگی پھر جاتے جاتے دوبارہ مُڑی۔۔

"اورہاں۔۔یہ ان میسجز کے لیے تمہیں سوری بھی بولنا چاہتا ہے۔۔۔"

قرت دل جالنے والی مسکراہٹ ہادی کی طرف اچھالتی باہر چلی گئی۔ عزہ کے ہونٹوں پر بھی مسکراہٹ آئی۔ ہادی نے دانت پیستے ہوئے آمنہ کی طرف دیکھا جو منتظر نگاہوں سے اس کو دیکھ رہی تھی۔

"اہم۔۔میرا ارادہ تھا تو نہیں معافی مانگنے کا لیکن اب قِرت نے تم سے کہا ہے تو ایسے اچھا بھی نہیں لگتا نہ۔۔۔"

وہ زبردستی مسکریا پھر بات جاری رکھتے ہوئے دوبارہ بولا۔

"میں ان پیارے پیارے میسجز کے لیے دل سے معزرت خواہ ہوں۔۔۔"

ہادی نے اپنے دل کے مقام پر ہاتھ رکھتے ہوئے بڑے ہی مؤدبانہ انداز میں معافی مانگی تو آمنہ کی مسکراہٹ گہری ہوتی چلی گئی جبکہ اس کی نوٹنکی پر عزہ نے آنکھیں گھمائی۔۔ہادی معافی مانگ رہا تھا؟

"لیکن اسکا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ اب میں میسجز کرنا چھوڑ دوں گا۔۔۔"

وہ صوفے سے اٹھا اور چل کر آمنہ کے سامنے آکھڑا ہوا۔ عزہ نے آنکھیں گھمائی جیسے جانتی ہو کہ وہ کوئی بکواس ضرور کرے گا۔۔۔

"اور یہ خوبصورتی لائیو دیکھنے کے بعد تو نہ صرف میں میسج کروں گا بلکہ ریپلائے کا انتظار بھی کروں گا۔۔۔بیوٹیفل لیڈی۔۔۔"

وہ دونوں ہاتھ جیب میں ڈال کر تھوڑا سا آگے کو جھکا تو آمنہ کی دھڑکن بے ترتیب ہوئی۔ ہادی نے مسکراتے ہوئے گہری نظر آمنہ پر ڈالی اور لاونج سے نکل گیا۔ اسکے جاتے ہی آمنہ کا ہاتھ بے اختیار اپنے سینے پر گیا تھا۔۔

"ہادی ٹھرکی انسان تھوڑی شرم خیرد لو کسی سے !"

عزہ نے ہادی کو لاونج سے نکلتا دیکھ کر پیچھے سے ہانک لگائی جسے سن کر اس نے قہقہہ لگایا۔

"میں نے کہا بھی اسے کہ اپنی بکواس بند رکھنا !"

بولتے ہوئے اُس نے آمنہ کی طرف دیکھا جو عجیب سی کیفیت کا شکار تھی۔

"سوری یار۔۔تم اس کی باتوں پر دھیان مت دو۔ اِس کا انٹر جب سے پورا ہوا ہے تب سے ہی دماغ ہل گیا ہے اس کا۔۔۔"

عزہ کو یہی لگا کہ آمنہ نے اسکی باتوں کا برا منایا ہے کیونکہ وہ ایسی ہی لڑکی تھی تبھی وہ اسے متوجہ کرتی ہوئی معذرت خواہ انداز میں بولی تو آمنہ خود کو نارمل کرتی عزہ کو گھورنے لگی۔

"ہمارے نیچ سوری کدھر سے آگیا بی بی ؟؟ مجھے پتا ہے وہ مذاق کر رہا تھا۔۔۔"

"ہاں لیکن وہ تمہیں میسج ضرور کرے گا تم ہمیشہ کی طرح اگنور کرنا۔۔"

عزہ کی بات پر آمنہ نے محض سر ہلایا۔۔۔

☆☆☆☆☆

NOVEL HUT

سکینہ کی کڈنی ٹرانسپلانٹ سرجری کو مکمل ہوئے اڑتالیس گھنٹے ہو گئے تھے۔ سرجری کامیاب تو رہی تھی مگر اب سب سے بڑا مسئلہ کشمیر سکینہ کا ہوش میں نہ آنا تھا۔ ڈاکٹر کا ایسا کہنا تھا کہ سکینہ کو دو سے تین دن تک ہوش آجائے گا لیکن

اگر پھر بھی ہوش نہ آیا تو مسئلہ ہوسکتا تھا اور یہ بھی ممکن تھا کہ وہ اس بے ہوشی کی حالت میں ہی اس فانی دنیا سے کوچ کرجائے۔

فجر کے بعد کا وقت تھا۔ جتنے دن وہ اس گھر میں رہی تھی اتنے دن روزانہ وہ فجر کی نماز کے بعد لان میں آکر بیٹھ جاتی اور ہر طرف پھیلتی ہوئی روشنی دیکھتی۔ ابھرتے ہوئے سورج کو دیکھ کر اسے اچھا لگتا تھا۔ جیسے ہر طرف روشنی پھیلاتا یہ سورج اسکی زندگی میں بھی اپنی کرن سے روشنی بھر دے گا۔

"پریشان مت ہو یَشل۔۔ماما ٹھیک ہو جائیں گی۔۔"

نکاح سے انکار کرنے پر دھمکیاں دینے کے بعد وہ آج اس سے مخاطب ہوا تھا۔ پچھلے کچھ دنوں میں وہ اس کے سامنے آنے سے بھی کافی گریز کر رہا تھا۔

"یَشل میں تم سے بات کر رہا ہوں۔۔"

یَشل کے کوئی جواب نہ دینے پر وہ دوبارہ بولتا ہوا اسکے سامنے والی کرسی پر براجمان ہوا۔ یَشل نے غیر مرئی نکتے سے نظر ہٹا کر رائد کو دیکھا۔ آنکھیں نم تھی مگر کسی بھی احساس سے عاری۔ وہ خاموشی سے سپاٹ چہرا لئیے رائد کو دیکھنے لگی تو رائد نے ایسے نظریں چرائی جیسے دل کا چور پکڑا گیا ہو۔

"ہینڈسم ہوگیا ہوں کیا۔۔۔؟"

کچھ دیر کی خاموشی کے بعد اسنے مسکراتے ہوئے یَشل سے سوال کیا جو ویسے ہی اسے دیکھ کم گھور زیادہ رہی تھی۔

(بہت زیادہ۔۔۔)

طنزیہ انداز میں سوچا لیکن کچھ کہا نہیں۔۔

"چلو دیکھ لو لیکن نظر مت لگانا۔۔"

وہ یَشل کی خاموشی پر عجیب کیفیت کا شکار ہوا۔ وہ اس سے بات کرنا چاہتا تھا لیکن اس نے جیسے چپ کا روزہ رکھا تھا۔

(نظر تو تم نے لگا ہی دی ہے وہ بھی میری زندگی کو۔۔۔)

وہ ابھی بھی خاموش رہی تو رائد سنجیدہ ہوتا سیدھا ہوکر بیٹھا.

"یَشل۔۔۔آئی ایم سوری۔۔"

اسکے سوری پر یَشل کی آنکھوں میں سوالیہ نشان آئے۔۔۔

"تمہیں امی کی بلاوجہ کی خواہش کو پورا کرنے کے لیے اپنی زندگی برباد کرنی پڑ رہی۔ مطلب تمہارے لیے تو برباد ہی ہوئی نہ کیونکہ تم نے یہ سب نہیں سوچا ہوگا۔ یقیناً تمہارا مائنڈ سیٹ کچھ اور ہوگا۔ کچھ خواب ہونگے، خواہشات ہونگی۔ ہوسکتا ہے کہ تم کسی اور میں انٹرسٹ رکھتی ہو لیکن۔۔۔"

وہ بولتے رُک گیا۔ اس دن ارمغان سے وڈیو کال والی بات پر اتنی بکواس اور پھر نکاح والا شوشہ۔۔ اس کا کمرے میں آکر وہ بدتمیزی کرنا اور اب یہ سب بولنا۔۔۔یشل کا دماغ بری طرح الجھا۔

اگر اس نے یہی سب کہنا تھا تو نکاح سے انکار کرنے پر وہ اتنا بھڑکا کیوں تھا؟ اسے سوال نہیں کرنا پڑا کیونکہ رائد خود ہی بولنے لگا

"وہ جو بدتمیزی کی تھی میں نے اس کے لیے آئی اپولوجائیز۔۔۔۔مجھے جب پتا لگا کہ تم نے ماما کی خواہش پر انکار کردیا ہے تو مجھے بہت غصہ آگیا کیونکہ تم بھی جانتی ہو ماما کی کیا حالت ہے۔۔ایسے میں اگر وہ مجھے چاند توڑ کر لانے کا بھی کہہ دیں تو میں ہر ممکن کوشش کروں گا۔ اور جب میں نے سنا تم نے انکار کر دیا ہے۔۔نہ صرف انکار بلکہ بدتمیزی بھی کی ہے تو مجھے غصہ آگیا۔۔"

وہ اب اسے وضاحت دے رہا تھا اور یشل خاموش بیٹھی اس کی فضول گوئی رہی تھی۔

"دیکھو یشل۔۔۔زندگی ہماری مرضی سے تو نہیں چل سکتی نہ۔ خدا آزمائشوں میں ڈالتا ہے امتحان لیتا ہے۔ سکول، کالج اور یونیورسٹی والے امتحانوں کی طرح ہمیں زندگی کے امتحانات میں بھی کامیاب ہونا ہوتا ہے پھر ہی آسانی آتی ہے۔"

رائد کی زبان سے نکلنے والی ان باتوں پر رائد کے دل نے اسے ملامت کیا۔ ایک گہرا سانس لے کر اسنے بات جاری کی۔

"یقیناً تم سوچ رہی ہوگی کہ تمہارے ساتھ یہ سب کیوں ہورہا ہے؟ جو بھی ہورہا ہے غلط ہو رہا ہے اور یہ نہیں ہونا چاہیے۔ لیکن وہ کیا ہے نہ یَشل۔۔۔زندگی سیدھی سڑک نہیں ہے جہاں ہر چیز ٹھیک اور فلو میں چلتی رہے۔ زندگی کی سڑک کو خود ٹھیک کرنا پڑتا ہے۔ ہر چیز کو اچھے سے مینج کر کہ، خدا کے فیصلوں کے آگے سر جھکا کہ۔۔۔"

رائد خود بھی نہیں جانتا تھا کہ اسکے اندر سے یہ گہری موٹیویشنل سپیچ کہاں سے اور کیسے نکل رہی تھی۔

یَشل نے بغیر کوئی تاثر دیئے خاموشی سے اسکی ساری بات سنی تھی۔ وہ شخص واقعی اسکی سمجھ سے بالا تھا۔ کبھی الزام تراشی کرتا، کبھی جلاد بن جاتا، تپتی دھوپ بن جاتا پھر خود ہی بادل بن کر چھاؤں دینے کی کوشش کرتا۔ وہ خاموش ہوگیا تو یَشل چند لمحے اسے دیکھتی رہی۔ اس سے پہلے وہ دوبارہ کچھ بولتا اور یَشل کا دل اسکی طرف سے ایک فیصد بھی صاف ہوتا وہ بغیر کچھ کہے، بغیر کوئی تاثر دیئے وہاں سے ایسے اٹھی تھی جیسے اس نے رائد کی کہی ہوئی بات نہ سنی ہو۔

رائد نے گہری سانس بھرتے ہوئے اسے دور جاتے دیکھا تھا۔جب جب اس نے یَشل سے بات کرنا چاہی تھی، ہر بار ہی وہ اُس سے اِسی طرح دور جاتی تھی۔

لیکن وہ بس یَشل کا دل صاف کرنا چاہتا تھا۔ ان دونوں کے درمیان جو رشتہ جڑنے جارہا تھا اس کے لیے یَشل کے دل میں آئی دھند کو صاف کرنا بہت ضروری تھا۔ وہ نہیں چاہتا تھا کہ رائد کو لے کر کچھ بھی غلط سوچے۔ اسے ڈر تھا یَشل کے ساتھ شادی کامیاب نہ ہونے کا یا پھر شاید کسی اور چیز کا۔

☆☆☆☆☆

"لیکن رائد نے کہا تھا کہ ماما ٹھیک ہو جائیں نکاح اس کے بعد ہوگا۔۔۔"

"سکینہ خالہ کو تین دن سے ہوش نہیں آیا یشل اسی لیے یہی فیصلہ ہوا ہے کہ آج یا کل میں ہی تم دونوں کا نکاح کردیا جائے۔۔۔"

نِشہ کی بات سن کر یَشل نے سر ہاتھوں میں تھام لیا۔ صبح کے نو بج رہے تھے ساری رات جاگنے کے بعد فجر کی نماز ادا کر کہ وہ بامُشکل سوئی تھی اور نِشہ نے اسے اٹھاتے ہوئے نیا دھماکہ کیا تھا۔

"یا میرے اللہ۔۔۔آجائے گا امی کو ہوش تو کرلیں گے نہ! کہیں بھاگ رہی ہوں کیا میں؟"

یَشل اچھی خاصی چِڑ گئی تھی تبھی نِشہ بیزار ہوتی غصے سے بولی۔

"یَشل۔۔۔نکاح آج ہو یا کل کیا فرق پڑتا ہے تم نے جب نکاح کے لیے ہامی بھر لی ہے تو اب کیا مسئلہ ہے؟"

نِشہ کو اسکی چِڑ ایک آنکھ نہ بھائی تھی۔ یَشل خاموش رہی کتنی ہی بار اسے یہ خیال آیا کہ ہوسکتا ہے سکینہ جب ٹھیک ہو جائے تو اپنا فیصلہ بدل دے لیکن یشل ریحان کے ستارے گردش میں تھے۔۔

"مجھے نہیں کرنا۔۔۔" بے اختیار ہی آنکھوں میں نمی اتری تھی۔

"تمہارا دماغ تو نہیں خراب یَشل؟ تم خود پاگل ہو یا ہم سب کر رہی؟"

نِشہ غصے میں اسکی طرف آئی اور اسکے سامنے بیٹھی تو یَشل نے نم آنکھوں سے اسکی طرف دیکھا۔ خارا پانی بہنے کو بیتاب تھا۔

"تم کیا ہر روز ایک نیا شوشہ چھوڑ دیتی ہو؟ پہلے تمہیں اس سے نفرت تھی پھر تم نکاح کے لیے مان گئی اور اب انکار؟ تمہیں خود کو پتا ہے کہ کرنا کیا ہے؟ اگر ماموں کو بھنک پڑ گئی نہ کہ تم انکی لاڈلی بہن کی خواہش کو رد کر رہی تو دماغ درست کردیں گے وہ تمہارا بلکل اسی طرح جیسے میرا کِیا تھا ! اگر اتنی ہی کنفیوزڈ تھی تم تو وقت مانگ لیتی نہ سوچ سمجھ کر فیصلہ کرتی۔۔ اب تم سکینہ خالہ کو ہاں کر چکی ہو بھول جاؤ کہ تم ان کی بیہوشی کی حالت میں انکار کرکہ اس نکاح سے بچ سکتی ہو !"

نِشہ نے غصے میں اسکو سو سلواتیں سنائی تو یشل کے رُکے ہوئے آنسو بہہ نکلے۔۔

"سوری یشل میں غصہ نہیں کرنا چاہتی تھی۔۔۔لیکن تم بھی تو دیکھ۔۔۔"

یشل کے رونے پر نِشہ کو جلد ہی احساس ہوا کہ اس کی پوزیشن جانتے ہوئے بھی وہ بلاوجہ ہی اس پر غصہ کر گئی ہے تو معذرت کرتی اس کے قریب ہونے لگی لیکن یَشل کمفرٹر دور پھینکتی بیڈ سے اتری اور واشروم میں بند ہوگئی۔۔۔

"یا اللہ میں کدھر جاؤں۔۔۔" نشہ نے اپنا ماتھا پیٹا تھا۔۔۔

NOVEL HUT

☆☆☆☆☆

آمنہ اور عزہ کا تو جیسے معمول ہی بن گیا تھا ہر دوسرے دن ایک دوسرے کے گھر چکر لگانا۔ سکینہ کی سرجری والے دن آمنہ اسکے گھر آئی تھی اور آج وہ

صبح کے وقت اسکی طرف گئی تھی۔ اس وقت دوپہر کے دو بج رہے تھے عزہ نے ہادی کا کال کی کہ وہ اسے پک کرنے آجائے جس پر اسنے بتایا کہ وہ یہاں قریب ہی آیا ہوا پانچ منٹ میں آجائے گا اور عزہ بی بی بیوقوفانہ حرکتیں کرتی آمنہ کے گھر سے نکل آئی۔ آج تو موسم بھی پچھلے دنوں جیسا خوشگوار نہ تھا بلکہ لگ ہی نہیں رہا تھا کہ سردیوں کی شروعات ہوئی ہے۔ سورج عزہ کے سر پر کھڑا اسے اچھی خاصی آنکھیں دکھا رہا تھا تبھی اسنے ہادی کا نمبر ڈائل کیا۔۔

"کہاں رہ گئے ہو ہادی؟ اتنی گرمی میں لُڑک جانا میں نے۔۔۔"

"جلدی کرو پلیز۔۔۔ جہنم کو بھی تمہاری یاد آرہی ہوگی۔۔"

ہادی کی بات پر وہ چڑ گئی

"بکواس بند کرو اور ادھر مرو۔۔۔ انتظار کر رہی میں کب سے اگر آنے میں وقت تھا تو باہر آنے کے لیے کیوں کہا!"

اسکے چیخنے پر ہادی نے فون کان سے دور کیا۔۔۔

"جھوٹی استغفرُللہ استغفرُللہ۔۔۔میں نے یہ نہیں کہا تھا کہ پھولن دیوی بن کر میرا انتظار کرو میں نے صرف یہ بتایا تھا کہ۔۔۔اوفف لعنت بھیجو آرہا ہوں میں!"

ہادی نے کال کاٹی تو عزہ نے منہ بناتے ہوئے فون بیگ میں رکھا پھر نہ جانے کس خیال کہ تحت گلی سے نکل کر سامنے پارک میں جا بیٹھی۔۔۔اسے پارکس میں بیٹھنا سخت نہ پسند تھا مگر یہ جگہ بلاوجہ ہی اسے اچھی لگتی تھی۔ عجیب سا سکون تھا یہاں جو اسے گھیرے رکھتا۔ پارک میں اس وقت سکولز کی چھٹی کی وجہ سے کافی لوگ اور بچے موجود تھے جو یہاں وہاں بھاگ دوڑ کر رہے تھے اور وہ بڑے انہماک سے انہیں دیکھ رہی تھی

"السلام و علیکم۔۔۔" بھاری آواز پر اس نے دوسری طرف دیکھا۔

پیلے رنگ کی ٹی پہنے وہ کوئی بیس بائیس سالہ خوش شکل نوجوان تھا۔ بال نفاست سے سیٹ تھے چہرے پر نرم تاثر تھا۔

"وعلیکم السلام۔۔۔" اس نے بے حد آہستہ آواز میں جواب دیتے اس پر سے نظر ہٹائی۔

"کیا میں یہاں بیٹھ جاؤں۔۔؟"

اس نے بینچ کے دوسرے کونے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا تو اس نے آنکھیں چھوٹی کرکہ اسے دیکھا۔۔۔

"پارک میں یہ آخری جگہ بچی ہے بیٹھنے کے لیے؟"

اسے سنجیدگی سے اسے دیکھا جو شکل سے تو کافی تمیز دار لگتا تھا لیکن اب اسے ایک فلرٹ لگنے لگا تھا۔

"جی ہاں ایسا ہی ہے۔۔۔" وہ بڑے احترام سے جواب دیتا بیٹھنے ہی لگا تھا جب وہ بولی

"آپ ادھر بیٹھ جائیں جاکر۔۔۔"

اس نے خود کو بدلحاظ ہونے سے روکتے ہوئے ایک بینچ کی طرف اشارہ کیا جہاں ایک بوڑھے انکل چھوٹی بچی کے ساتھ بیٹھے تھے۔۔۔

"لیکن میں یہیں بیٹھنا چاہتا ہوں۔۔۔" وہ اچھا خاصہ بدتمیز اور ڈھیٹ تھا۔۔۔

"لیکن میں آپ کے ساتھ نہیں بیٹھنا چاہتی۔۔۔" عزہ نے دانت پیسے۔۔۔

"آپ کو یہ خلط فہمی کیوں ہوئی کہ میں آپ کے ساتھ بیٹھنا چاہتا ہوں؟ میں تو اس بینچ پر بیٹھنا چاہتا ہوں۔۔۔"

وہ اپنی بات سے اسے اچھا خاصہ سُلگا گیا اور بینچ کے دوسری سائیڈ پر بیٹھا۔ وہ حیرت سے منہ کھولے اس بدتمیز انسان کو دیکھ رہی تھی جو بغیر کسی کا لحاظ کیئے بغیر کسی ڈر کہ اسے چھیڑ رہا تھا۔۔

"مرو تم یہیں پر۔۔! " وہ غصے سے کہتی اپنی جگہ سے اٹھی

"آپ کا نام۔۔۔عزہ خان ہے نہ؟"

وہ پانچ قدم ہی چلی تھی جب اس نے پیچھے سے اسے مخاطب کیا تھا۔ چند لوگوں نے اسکی اونچی آواز پر ان دونوں کو دیکھا تھا جن کو سراسر اگنور کرتا وہ اس کو سوالیہ نظروں سے دیکھ رہا تھا۔۔وہ رک گئی اور حیرت سے آنکھیں پھاڑے اس کی طرف پلٹی۔۔

"آپ سے۔۔۔کِس نے کہا؟"

وہ بامشکل بول پائی تھی۔ حیرت میں ڈوبی آواز سن کر وہ مسکرایا اور اٹھ کر اسکی طرف آیا۔

"اچھا لگا تم سے مل کر۔۔امید ہے دوبارہ ملاقات ہوگی۔۔"

وہ "آپ" سے "تم" کا سفر تہ کرتا مسکرا کو بولا تو عِزہ کو اس شخص سے بے اختیار خوف اور گھبراہٹ نے اپنے گھیرے میں لیا۔ اسکا دل ڈوب کر ابھرا تھا۔ اسکے چہرے پر ایک مسکراتی گہری نظر ڈالتا وہ اسے اطراف سے ہوتا ہوا بیرونی راستے کی طرف بڑھ گیا جبکہ وہ وہیں شاک کی کیفیت میں کھڑی تھی۔ اسکی زندگی میں پہلی بار ایسا ہوا تھا کہ یوں کسی لڑکے سے اس نے بات کی ہو اور بری طرح سے الجھ گئی ہو۔ وہ کافی دیر ویسے ہی کھڑی رہتی اگر اسے ہادی کی کال نہ آتی۔

"گلی میں آگیا ہوں میں۔۔کہاں مر گئی ہو اب تم۔۔۔؟"

اگر وہ الجھن کا شکار نہ ہوتی تو اس کے جملے پر اچھی خاصی سنا دیتی

"وہیں کھڑے رہو آرہی ہوں۔۔۔"

وہ بولتی ہوئی اس شخص کے پیچھے ہی جانے لگی جو پارک سے نکل کر سائڈ پر کھڑی اپنی بائیک سٹارٹ کر رہا تھا۔ عزہ کو پارک سے نکلتا دیکھ کر ہادی خود ہی اسکی طرف آیا لیکن بائیک سٹارٹ کرکہ جانے والے شخص کو دیکھ کر وہ ٹھٹھک گیا۔

☆☆☆☆☆

کیسے زندگیاں مرتے ہوئے انسان کی آخری خواہش کی بھینٹ چڑھ جاتی ہیں۔ وہی ٹپیکل نکاح کی خواہش۔

یَشل کے ساتھ بھی یہی ہوا تھا۔ اسکی خواہشات اور خواب بھی سکینہ کی آخری خواہش کے آگے دم توڑ گئے۔

اگر اُسے معلوم ہوتا کہ یہاں آکر اُسکی زندگی مکمل طور پر پلٹ جائے گی تو وہ کبھی اِس دہلیز پر قدم ہی نہ رکھتی وہ کبھی یہاں کا رُخ ہی نہ کرتی۔۔وہ دُنیا کہ کِسی کونے میں جاکر چھُپ جاتی مگر یہاں آنے کے بارے میں بھی نہ سوچتی۔ مگر یہ ساری سوچیں اپنی ماں کا خیال آتے ہی دم توڑ جاتی تھی۔۔۔وقعی اُس کی ماں

نے اُس سے زندگی میں پہلی بار کُچھ مانگا تھا۔۔وہ کیسے اِنکار کرتی؟ وہ کیسے اپنی ہی نظروں میں گِر جاتی؟کیا وہ اپنی ماں کی برستی آنکھیں بھول جاتی؟ وہ ساری زندگی اِس احساس کے ساتھ کیسے گُزارتی کہ وہ اپنی ماں کی خواہش پوری نہ کر سکی۔

پورا وجود احساس ندامت میں تھا اس کا دل رو رہا تھا وہ ایک شخص کو آس دلائے، امیدیں دلائے، بےپناہ وعدے کئیے یہاں کسی اور کا نام اپنے نام سے جوڑنے لگی تھی۔ اس کے دل میں کئی بار یہ خیال آیا کہ وہ بھاگ جائے۔۔ ادویات کا استعمال کرکہ خود کو کچھ کرلے لیکن اسکے ہاتھ پاوں جیسے کٹ گئے تھے۔ نِشہ نے صبیحہ کے کہنے پر خود پر بامُشکل ضبط کرتے اسے تھوڑا سا تیار کردیا تھا لیکن اسکی آنکھوں سے بہتے آنسو اُن حسین آنکھوں میں لگا کاجل پھیلا گئے تھے۔

"اٹھو۔۔مولوی صاحب آگئے ہیں۔تیار تو ہو ہی گئی ہو زندگی برباد کرنے کے لیے اب آخری سیڑھی بھی پار کرلو اور گر جاؤ کنویں میں۔۔۔"

نشہ کے تلخ جملوں پر اسنے آنکھوں میں نمی لئیے اس کی طرف دیکھا تھا۔

"بعد میں رو لینا ابھی باہر چلو عصر کی اذان ہوگئی ہے سب انتظار کررہے ہونگے۔۔۔"

انوشہ اپنی آنکھوں میں امڈنے والی نمی چھپانے کے چکر میں اس سے نظریں چراتی ہوئی بولی اور اسے کھڑا کیا۔

اسنے سادہ سا ہاف وائیٹ رنگ کا جوڑا پہن رکھا تھا جس پر ہلکا سا کام ہوا تھا اور سرخ بھاری دوپٹہ کندھے اور سر پر سیٹ تھا۔ اصل چڑ تو یہ خوبصورت دوپٹہ دیکھ کر اسے ہوئی تھی جو صبیحہ نے منگوایا تھا یا خود بازار سے لائی تھی۔ بہرحال جو بھی تھا یَشل کا دل کر رہا تھا اس دوپٹے کو آگ لگا دے۔ میک اپ برائے نام ہی تھا۔ نِشہ کے ہمراہ وہ کمرے سے باہر نکلی اور ہال کی طرف بڑھی۔

اٹھانے والا ہر قدم بھاری ہوتا جا رہا تھا وہ سہی معنوں میں اپنے پیروں پر کلہاڑی مار رہی تھی اور زندگی میں عزاب کو دعوت دے رہی تھی۔

وہ جیسے ہی ہال میں داخل ہوئی عطیہ اسکی طرف آئی اور اسکا ہاتھ پکڑ کر اسے صوفے پر بٹھایا۔ یَشل اور عطیہ کے درمیان کوئی بات نہ ہوئی تھی۔ نہ اسنے کوئی شکایت یَشل سے کی تھی نہ غصہ کیا تھا۔ اسکی آنکھوں میں یَشل نے اپنے لیے اتنی ہی محبت دیکھی تھی جتنی وہ پہلے دیکھتی آئی تھی۔ لیکن یہ بھی حقیقت تھی کہ عطیہ دل ہی دل میں بہت پریشان اور دکھی تھی۔ وہ رائد کے بارے میں نہیں جانتی تھی مگر ارمغان اور یَشل کے بارے میں اسے معلوم تھا اس وقت

یَشل کی دلی حالت کیا ہوگی اسے اندازہ تھا اور ارمغان کو جب سب کچھ معلوم ہوگا تو وہ کیسا رد عمل دے گا وہ یہ بھی جانتی تھی مگر وہ کچھ نہیں کر سکتی تھی۔

اسنے یشل کو صبیحہ کے ساتھ صوفے پر بٹھایا اور خود بھی اسکے دائیں جانب بیٹھ گئی جبکہ نِشہ اسکے پیچھے جا کھڑی ہوئی چند لمحے ہی گزرے تھے جب رائد ہال میں داخل ہوا۔

چوڑا سینہ، صاف شفاف رنگت، سفید شلوار قمیض میں کندھوں پر براؤن شال پھیلائے چہرے پر سنجیدہ تاثرات کے ساتھ بھرپور وجاہت سے چلتا ہوا وہ روم کا شہزادہ ہی تو لگ رہا تھا لیکن وہ شہزادہ لگے یا ہیرے موتی کا بن کر آجائے یَشل ریحان کے دِل میں وہ کبھی جگہ نہیں بنا سکتا تھا۔

"تیار تو ایسے ہوا ہے جیسے بڑے ہی خوشگوار ماحول میں نکاح ہو رہا۔۔۔"

نِشہ نے اسکی تیاری دیکھ کر کڑھتے ہوئے دل میں سوچا اور اسے یَشل کے سامنے والے صوفے پر براجمان ہوتا دیکھ کر مٹھی بھینچی۔ اسکا بس چلتا وہ رائد کا منہ نوچ لیتی۔ نہ جانے کیوں سارے فساد کی جڑ یہی شخص لگ رہا تھا اسے۔

رائد نے یَشل کو دیکھا تو وہ اسکی سانس رک گئی تھی۔ وہ سادہ سے میک اپ میں بھی غضب ڈھا رہی تھی۔ عید کے بعد وہ آج اسے سجا سنورا دیکھ رہا تھا۔ وہی سوجی آنکھیں اور ہلکی سی سرخ ہوتی ناک۔ بس عید والے دن کی طرح چہرے پر وہ چمک نہیں تھی۔ وہ آج بھی گلاب کا پھول لگ رہی تھی مگر مرجھایا ہوا اور رائد نے اس پھول کو دوبارہ تازہ کرنا تھا اسکی مہک کو واپس لانا تھا۔

نکاح میں صرف قریبی چند لوگ ہی شامل تھے جبکہ ہسپتال میں سکینہ کے پاس رائد کی چچی موجود تھی جو کچھ دو دن پہلے ہی لندن سے یہاں پہنچی تھی۔

"مولوی صاحب نکاح شروع کریں۔۔۔"

عدنان صاحب نے رائد کے ساتھ بیٹھے مولوی صاحب کو مخاطب کیا تو انہوں نے نکاح پڑھنا شروع کیا۔

"یَشل ریحان ولد ریحان احمد آپ کا نکاح رائد خٹک ولد عادل خٹک سے سکہ رائج الوقت پندرہ لاکھ روپے تہ پایا ہے۔ کیا آپ کو یہ نکاح قبول ہے؟"

دھڑکن آہستہ ہوگئی۔ ایک بار پھر اسکا دل کیا تھا کہ وہ بھاگ جائے وہ اپنا آپ خدا کے حوالے کرتی اس گھر سے چلی جائے لیکن پورا وجود مفلوج ہوگیا تھا۔

"قبول۔۔۔ہے۔۔۔" تھوک نگلتے وہ اتنی آہستہ بولی تھی کہ مولوی صاحب تک بھی بامشکل آواز گئی تھی۔ رائد کی دھڑکن تیز ہوگئی تھی۔ انہوں نے دوبارہ اپنا جملہ دوہرایا اور پھر تیسری بار بھی۔۔۔

"یَشل ریحان ولد ریحان احمد آپ کا نکاح رائد خٹک ولد عادل خٹک سے سکہ رائج الوقت پندرہ لاکھ روپے تہ کیا گیا ہے۔ کیا آپ کو یہ نکاح قبول ہے؟"

خارے پانی سے دھندھلائی آنکھوں کے سامنے اندھیرا آرہا تھا۔ اسے اپنا وجود برا لگ رہا تھا وہ بے وفائی کر رہی تھی۔ ارمغان سے، خود سے بھی۔

"قب۔۔۔قبول ہے۔"

اسنے آنکھیں بند کرلی تھی موتی کا قطرہ رخسار پر پھسلنے لگا۔ آخری سیڑھی پار کرلی تھی۔ وہ واقعی گہرے کونیں میں گر گئی تھی۔ گہری سانس لینے کی کوشش کی گئی لیکن اسے سانس نہیں آرہا تھا۔ اگر اسکے چہرے پر گھونگھٹ ہوتا تو وہ

ضرور رو دیتی مگر وہ اس وقت نہیں رو سکتی تھی۔ اس کے سامنے نہیں جو بغور اسکا چہرا دیکھ رہا تھا اور اسکی حالت بھی سمجھ رہا تھا۔

"سب ٹھیک ہو جائے گا۔۔۔میں اپنی محبت سے اسے ٹھیک کردوں گا۔۔"

اسنے دل ہی دل میں جیسے خود کو تسلی دی تھی۔ عدنان صاحب نے یَشل کے سامنے نکاح نامہ رکھا تو صبیحہ نے یَشل کا ہاتھ پکڑتے اسے ہلایا۔ اسنے نکاح نامے کو ایسے دیکھا جیسے وہ نکاح نامہ نہیں بلکہ ڈیتھ نوٹ ہو۔ عدنان صاحب کے ہاتھ سے اس نے بڑھا ہوا پین پکڑا اور بے جان ہاتھوں سے نکاح نامے پر دستخط کرنے لگی تبھی نِشہ کے ہاتھ میں پکڑا فون اچانک بجنے لگا تو سب نے اسکی طرف دیکھا جس کی نظر فوں پر جگمگاتے قرت کے نام پر تھی۔ کل سے وہ سب اسے بے شمار کالز کر چکے تھے اور وہ بس ان کو ایک میسج کردیتی تھی کہ ابھی مصروف ہے بعد میں بات کرے گی۔ لیکن اس بار اس کا دل کیا وہ کال اٹھا لے اور انہیں بتا دے کہ یہاں کیا ہورہا تھا۔

"کس کی کال ہے؟" عدنان صاحب ہی آواز پر اسنے سکرین سے نظر ہٹا کر ان کی طرف دیکھا۔۔

"قرت کی۔۔۔" اسنے کال کاٹ دی۔ جانتی تھی عدنان صاحب بھی یہی کرنے کے کو کہیں گے۔ فون کی آواز بند ہوئی یَشل نے نکاح نامے پر دستخط کیئے تو مولوی صاحب نے رائد کو نکاح پڑھانا شروع کیا۔

"رائد خٹک والد عادل خٹک آپ کا نکاح یشل ریحان والد ریحان احمد کے ساتھ سکہ رائج الوقت پندرہ لاکھ کیا جاتا ہے کیا آپ کو یہ نکاح قبول ہے؟"

یَشل اسکی نظریں خود پر ٹکی محسوس کر سکتی تھی پھر اسکی آواز یَشل کے کانوں سے ٹکرائی تھی۔

"قبول ہے۔۔۔" وہ تیز دھڑکتے دل کے ساتھ بولا تھا۔

دوسری بار اور پھر تیسری بار بھی۔۔ وہ اسے مل گئی تھی۔ بغیر مانگے بغیر دعائیں کیئے وہ اسکی ہوگئی تھی اسے لگا جیسے ساری دنیا اسکی ہوگئی ہو۔ اسے لگ رہا تھا جیسے وہ سکون کے دریا میں ڈوب گیا ہو۔۔۔

"بیٹا یہاں سائن کرو۔۔۔" رائد کے سائن کرنے کے سب نے دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے اور پر مبارک باد کا شور گونج اٹھا۔۔۔۔

رائد کس قدر مطمئن تھا یہ اس کے چہرے سے جھلک رہا تھا۔ جس گہری مسکراہٹ کے ساتھ وہ وہاں موجود مردو سے بغلگیر ہورہا تھا اور یَشل حیران تھی۔ اسے اچانک ہی نشہ کی تمام باتیں اچانک ٹھیک لگنے لگی۔۔

رائد جیسے ہی عادل کی طرف بڑھا تو اسنے اسکے سینے سے لگانے میں پہل نہیں کی تھی۔ یہ چیز کسی نوٹ کی تھی یا نہیں مگر نِشہ نے کی تھی۔ عادل ویسے بھی رائد سے کچھ کھچا کھچا تھا اگر اس چیز کو ان سب نے محسوس کیا بھی تھا تو کسی نے کچھ کہا نہ تھا۔

رائد نے اس دن بات کرنے کے بعد یَشل کا دوبارہ مخاطب نہیں کیا تھا۔ وہ بلاوجہ اسکے سامنے بھی نہیں آتا تھا۔ کل ہی یَشل دعا کر رہی تھی کہ وہ نکاح میں آنے کے بعد بھی ایسا انجان بنا رہے لیکن یہ تو ناممکن سی بات تھی۔ اس کے تو وہم و گمان میں بھی نہیں تھا وہ شخص کیا کچھ کرنے والا تھا۔

صبیحہ نے مٹھائی اٹھائی اور یشل کی طرف بڑھائی تو وہ غیر محسوس انداز میں چہرا تھوڑا دور کرگئی جس صبیحہ نے نہ کوئی رد عمل دیا نہ دوبارہ مٹھائی کھلانے کی کوشش کی۔ وہ جانتی تھی یَشل کچھ ایسا ہی کرے گی۔

"ہمیشہ خوش رہو۔ خدا تمہیں اپنے حفظ و امان میں رکھے اور تمہارے نصیب اچھے کرے۔۔۔"

ایسی ہی کچھ دعائیں اسنے عطیہ اور صبیحہ کی طرف سے سنی تھی۔ وہ نہیں جانتی تھی اسے نِشہ، عطیہ اور صبیحہ میں سے مبارک باد کس نے دی تھی۔ اگر دی بھی تھی تو شکر کررہی تھی کہ اس نے نہیں سنی تھی، وہ سننا بھی نہیں چاہتی تھی۔

"تم بہت خوش رہو گی۔ انشاللہ۔۔"

نِشہ کہ آواز پریشل نے اسے ایسی نظروں سے دیکھا جیسے کہہ رہی ہو "واقعی میں اب خوش رہ سکتی ہوں؟" نشہ نظریں چرا گئی۔ عدنان نے فلوقت اسے کچھ نہیں کہا تھا۔ وہ تمام مردوں کے ہمراہ وہاں سے جا چکے تھے۔

NOVEL HUT

"میں روم میں جانا چاہتی ہوں۔۔۔"

اسنے صبح سے خود اٹھ کر پانی تک نہیں پیا تھا۔ مگر اسکا پور پور تھکن میں ڈوبا ہوا تھا۔ وہاں انکے پڑوس کی ایک عورت اپنی بیٹی کے ساتھ بھی موجود تھی جو اب اسکی طرف آرہی تھی۔

"بہت بہت مبارک ہو۔ ماشاءاللہ چاند سورج کی جوڑی ہیں رائد اور یَشل ۔ میری نظروں کے سامنے پلا بڑا ہے بہت اچھا بچا ہے خدا تم دونوں کو اپنے سائے میں رکھے۔۔"

وہ اس کے ساتھ بیٹھ گئی تھیں اسکی گود میں پانچ ہزار کا نوٹ رکھتے اپنی بیٹی سے تصویر نکالنے کا کہا تو یَشل نے التجائی نظروں سے عطیہ کی طرف دیکھا جنہوں نے آنکھوں ہی آنکھوں میں اسے تسلی دی تو بدقت مسکراتے اس نے ان دونوں کے ساتھ تصاویر نکلوائی۔

"برائے مہربانی ان تصویروں کو کہیں پوسٹ مت کیجئیے گا۔ یہ ایک بہت پرائیویٹ تقریب تھی امید ہے دوسروں تک اس کے بارے میں افواہیں نہیں جائیں گی۔۔۔"

نِشہ جتنا نارمل کر سکتی تھی اتنے نارمل لہجے میں اس نے تصوریں نکالنے والی اس لڑکی کو مخاطب کیا تو وہ اسکی باتوں پر کچھ کہہ نہ سکی۔ انوشہ نے یَشل کا ہاتھ تھاما اور کمرے میں لے آئی اور واپس باہر نکل گئی۔

کمرے میں آتے آنسوؤں کا ایک ریلا تھا جو اس کی آنکھوں سے بہہ نکلا تھا۔ اس نے دوپٹہ سر سے نوچ کر دور پھینکا تھا اور بیڈ پر بیٹھتے وہ بلک بلک کر

رونے لگی۔ چند دن میں وہ آسمان سے زمین پر آگری تھی۔ ناجانے کیسی آزمائش تھی جو ختم نہیں ہوئی تھی بلکہ زندگی بھر کے لیے اسکا مقدر بن گئی تھی۔

بچپن سے جو پریوں کی کہانی وہ سُنتی آئی تھی اور وہ کہانیاں سُن کر جو خوبصورت خواب اُس نے آنکھوں میں سجائے تھے، اُس کی زندگی تو اُن خوابوں سے بلکُل ہی مُختلف سِمت میں چل رہی تھی۔۔اُسے لگ رہا تھا جیسے اُسکی خوبصورت کہانی کا اختیام بہت بھیانک طریقے سے ہوا تھا یا پھر ابھی اُس کی کہانی مُکمل نہیں ہوئی تھی۔۔۔کیا وہ شہزادی تھی بھی سہی جِس کو شہزادہ چاہیے تھا؟ نہیں۔۔اگر وہ شہزادی ہوتی تو اُن کہانیوں کی طرح اُس کی زندگی بھی حسین ہوتی۔ جہاں شہزادہ آکر ہر مُشکِل سے بچا لیتا ہے۔ اُس نے بھی اُس شہزادے کا انتظار کیا تھا مگر وہ نہ آیا وہ اُسکی راہ دیکھتی رہی مگر بہت انتظار کے بعد بھی وہ نہیں آیا اور نہ ہی اُسے آنا تھا یا پھر شاید اُس کی کہانی کا شہزادہ یہ تھا جِس کہ نِکاح میں وہ زبردستی لِکھ دی گئی تھی۔۔۔

زبردستی؟ ہاں۔۔۔ اپنی ماں کی طرف سے ہی گئی یہ زبردستی اور قسمت کی زیادتی ہی تو تھی۔ جسے زندگی بھر اس نے جھیلنا تھا۔

☆☆☆☆☆

رات بارہ بجے کا وقت تھا جب اسے ارمغان کا میسج ریسو ہوا۔

"عزہ قِرت سو رہی ہے کیا۔۔۔؟"

عزہ نے قِرت کو دیکھا جو کچھ دیر پہلے ہی نیند کی وادیوں میں ڈوبی تھی پھر میسج ٹائپ کرنے لگی۔

"سو گئی ہے۔۔۔۔کیا ہوا خیریت؟"

پانچ منٹ تک ریپلائی نہ آیا تو وہ کمرے سے نکل آئی اور ارمغان کے کمرے کی طرف بڑھی۔ دروازہ ناک کیئے بغیر ہی وہ اندر داخل ہوئی تو ارمغان ٹانگیں لٹکائے لیٹا ہوا تھا۔ آہٹ پر بھی اس کے وجود میں حرکت نہیں ہوئی تھی۔ وہ آہستہ سے اسکی طرف بڑھی جس کی آنکھیں بند تھی فون سینے پر پڑا تھا۔ وہ شاید سو گیا تھا۔

"ارمغان۔۔۔۔ارمغان۔۔"

پہلے اسنے آہستگی سے ارمغان کو پکارا مگر پھر اسنے اپنا ہاتھ اسکے کندھے پر رکھ کر اسے ہلایا تو اسنے نیند کے خمار سے سرخ ہوتی آنکھیں کھولی۔ ارمغان کو چند لمحے کچھ سمجھ نہ آیا۔۔وہ نا سمجھی اسے دیکھے گیا۔ دونوں کی نظریں ملی تھی اور وہ دیوانی تو اسکی آنکھوں میں جیسے کھو گئی۔

"ارے۔۔عِزہ تم ہو۔۔" اسکا ذہن بیدار ہوا تو وہ سیدھا ہو کر بیٹھا۔

"آپ کوئی اور سمجھ رہے تھے۔۔؟"

ہلکی مسکراہٹ لیے وہ اسکے چہرے کو دیکھ رہی تھی۔

"ہاں۔۔۔۔" وہ ہلکا سا ہنسا تو عزہ کی مسکراہٹ سمٹ گئی۔ اسنے تو ویسے ہی بول دیا تھا مگر ارمغان نے اسے واقعی کوئی اور ہی سمجھا تھا۔۔۔لیکن اسنے یَشل کے خیال کو ذہن پر حاوی نہ ہونے دیا اور قرت کا سوچ کر کچھ پُرسکون ہوئی۔۔

"آپ کی طبیعت ٹھیک نہیں کیا؟"

اُسنے آگے کو ہو کر اسکا ماتھا چھوا تو وہ چند لمحے کچھ بول نہ سکا پھر سر نفی میں ہلایا۔

"نہیں سر میں درد ہے اور کچھ نہیں۔۔"

اسنے مسکرانے کی کوشش کی۔ عزہ کا رویہ دن با دن اسے عجیب لگنے لگا تھا۔ وہ سمجھ نہ پا رہا تھا وہ اچانک اسکے کلوز کیوں ہونا چاہ رہی شاید وہ غلط تھا لیکن اسکے رویے سے اس نے یہی اخذ کیا تھا۔

"اوہ۔۔۔زیادہ سر درد ہونے پر آپ کو تو نیند بھی نہیں آتی ٹھیک سے۔ میں پیناڈول لے کر آتی۔۔"

وہ بولتی ہوئی پلٹ گئی۔ وہ واپس سیدھا ہو کر لیٹ گیا تھا۔ اس کا سر پھٹ رہا تھا ایسے میں وہ اسکی باتوں یا رویہ پر غور و فکر ہرگز نہیں کرنا چاہتا تھا چند لمحے ہی گزرے تھے جب وہ پیناڈول لئیے کمرے میں واپس آئی۔

"اسکی ضرورت نہیں تھی عزہ۔۔۔" وہ اس کے ہاتھ میں دودھ کا گلاس دیکھ کر بولا۔

عِزہ کے قریب آنے تک وہ دوبارہ اٹھ کر بیٹھ گیا تھا۔

"اسی کی ضرورت تھی۔۔۔یقیناً آپ نے کھانا بھی نہیں کھایا ہوگا۔"

ارمغان کے اسکے ہاتھ سے پیناڈول لے کر منہ میں رکھی اور دودھ کے گھونٹ بھرنے لگا۔

"بہت زیادہ لاپرواہی کرنے لگے ہیں آپ ویسے گھر آنے کا بھی کوئی ایک وقت نہیں کھانا بھی ٹھیک سے نہیں کھاتے۔۔۔مانا کہ آپ کی جاب شروع ہوئی ہے مگر اتنی بھی کیا مصروفیات۔۔۔"

وہ اسے دودھ پیتا دیکھتے ہوئے مسلسل بولتی ہوئی اسکے سامنے ہی براجمان ہوگئی تو ارمغان خالی گلاس سائڈ ٹیبل کر رکھتے ہلکا سا مسکرایا اور پھر اسے دیکھنے لگا۔۔ وہ اسے کیوں دیکھ رہا تھا عزہ نہیں جانتی تھی مگر وہ گڑبڑانے لگی تھی۔

"تم فکر مت کرو اس کام کے لیے ایک قرت کافی ہے۔۔"

وہ ہلکا سا ہنسا۔ اسے لگا وہ اٹھ کر چلی جائے گی مگر ایسا نہیں ہوا۔

"تم سوئی کیوں نہیں۔۔۔؟"

"ویسے ہی نیند نہیں آرہی تھی۔۔۔۔" اسنے مسکرانے کی کوشش کی۔

نیند اسے واقعی نہیں آرہی تھی۔ دو دن پہلے پارک میں ملنے والے اس شخص نے عجیب سے انداز میں اسے بیچین کیا تھا۔ وہ بس سمجھنے سے قاصر تھی کہ وہ جو مرضی تھا اسکی بلا سے مگر وہ اسے کیسے جانتا تھا؟

"ویسے۔۔۔قرت کا کیوں پوچھ رہے تھے آپ؟"

"یہی۔۔۔سر درد تھا تو اسی لیے اگر وہ جاگ رہی ہوتی تو سر دبا دیتی۔۔"

"میں دبا دیتی ہوں ایسے آپ کو سکون نہیں آئے گا۔۔۔"

وہ جھٹ سے بولی تو ارمغان اسے خاموشی سے دیکھنے لگا۔

"لیٹ جائیں نہ۔۔قرت ہمشیہ آپ کا سر دباتی ہے عادت ہوگی آپ کو۔۔۔"

بڑھتا ہوا سر درد ہی تھا کہ وہ انکار نہ کر سکا تھا اور خاموشی سے ٹانگیں سیدھی کرتا لیٹ گیا تھا۔ وہ تھوڑی قریب ہوتی اپنا ہاتھ اسکے ماتھے پر رکھ گئی تو وہ آنکھیں بند کر گیا۔ وہ خاموشی سے اسکا سر دبانے لگی مگر ارمغان کا ذہن پر سکون نہ ہوا۔

"زیادہ سر درد ہونے پر آپ کو تو نیند بھی نہیں آتی ٹھیک سے۔۔۔"

"عادت ہوگی آپ کو۔۔۔"

عزہ کے الفاظ کانوں میں گونجے تھے۔۔۔

ارمغان ہر کسی کو اپنے مرض، اپنے مسائل، اپنی تکلیف یا ایسی کوئی بات نہیں بتاتا تھا اور عزہ کو تو بلکل نہیں۔ نہ جانے کیوں ان دونوں کے درمیان تکلف کی ایک دیوار حائل رہی تھی۔ ایک وہ تھا جو ایک گھر میں رہتے ہوئے بھی اس کے بارے میں زیادہ کچھ نہیں جانتا تھا اور ایک عزہ تھی جو اس کے بارے میں ہر وہ بات جانتی تھی جو ارمغان نے کبھی اسے بتائی نہ تھی اور اس بات کا احساس وہ پچھلے کچھ دنوں میں کئی بار اسے دلا چکی تھی۔ وہ تو یہی سمجھتا آیا تھا کہ اگر کوئی اس کو گہرائی تک جانتا ہے تو وہ صرف یَشل ہے اور اس کا اندازہ ٹھیک بھی تھا کیونکہ عزہ صرف چند ایک چیزوں میں اسے پسند نا پسند تک ہی جانتی تھی لیکن یَشل اور بھی بہت کچھ جانتی تھی جو ارمغان نے اسے بھی تفصیل سے نہیں بتایا تھا۔ حقیقت تو یہ تھی کہ ان دونوں نے کہیں سکون سے بیٹھ کر ایک دوسرے کو جاننے کی کوشش کی ہی نہیں تھی وہ بس جان گئے تھے۔ پسند نا پسند سے بہت آگے۔

وہ عزہ کا سوچتے ہوئے یَشل تک آپہنچا تھا۔ اور یہ کوئی نئی بات نہیں تھی۔ جب سے وہ گئی تھی اسکی سوچ کہیں سے بھی شروع ہو وہ ختم یشل پر ہی ہوتی تھی۔ انٹرویوز دیتے وقت کتنی بار اسکے منہ سے یَشل کا نام پھسل گیا تھا۔ کئی دفع اسنے عزہ اور قرت کو یَشل کہہ کر مخاطب کیا تھا۔ فون بجنے پر وہ اس کی طرف ایسے لپکتا تھا جیسے یشل کی کال ہو۔ اسکے فون کی ڈائل لسٹ یَشل کے نام سے بھری پڑی تھی۔ ہفتہ ہونے کو آیا تھا اگر یَشل کی طرف سے کچھ موصول ہوا تھا تو وہ ایک مختصر سا ٹیکسٹ تھا۔

"وقت ملتے ہی تفصیل سے بات کروں گی امی کے لیے دعا کرنا۔۔"

ناجانے وہ کون سا وقت تھا جو اسے مل ہی نہیں رہا تھا۔ اسے نہیں یاد پڑتا تھا کہ کبھی اتنے دنوں تک ان کے درمیان کوئی رابطہ نہ ہوا ہو۔ اچانک ہی جیسے اسکی زندگی رک گئی تھی۔

NOVEL HUT

سردیاں رخست ہونے کو تھی۔ بہت منتوں کے بعد آخر کار آج اس نے ارمغان کو باہر ناشتہ کرنے کے لیے لے جانے پر منا ہی لیا تھا۔ ایک ریسٹورنٹ کے اوپن ایرئیا میں وہ دونوں آمنے سامنے بیٹھے تھے۔

"ارمغان۔۔۔کیا آپ مجھے کبھی بھول سکتے ہیں؟"

وہ گرم چائے کا سپ لیتی سوال کر رہی تھی۔

"ارمغان قریشی کی یاداشت ختم ہوجائے تو بھی وہ تمہیں نہیں بھول سکتا۔۔"

یَشل کے ہونٹوں پر مسکراہٹ کے ننھے پھول بکھر گئے۔۔

"لیکن تم بھول سکتی ہو۔۔۔۔"

وہ اپنے سامنے پڑا انڈا پراٹھا کھا رہا تھا۔یہ اسکا ناشتہ نہیں تھا کیونکہ وہ اپنا ختم کر چکا تھا اور یہ یَشل کا تھا جو پیٹ بھر جانے پر وہ زبردستی اسے کھانے کے لیے دی چک تھی۔

"میں بھول سکتی ہوں؟"

وہ کچھ شاک میں بولی تھی اسے ارمغان کی طرف سے اس بات کی امید نہیں تھی۔۔۔ارمغان نے سر اثبات میں ہلایا تو وہ آگے کو ہوئی اور بازو پر ایک تھپڑ رسید کیا

"لوگ دیکھ رہے ہیں کچھ تو خیال کرو۔۔۔۔"

ارمغان نے اسے گھورا تو وہ واپس بیٹھی۔۔

"ہاں تو آپ بھی خیال کریں کچھ۔۔۔بلاوجہ میں الزامات لگا رہے اور غلط باتیں کر رہے۔۔۔"

وہ خفیف ہوئی تھی

"استغفرُللہ اسے الزام لگانا کہتے ہیں؟"

"تو اور؟ آپ سے کس نے کہا میں بھول جاؤں گی؟"

وہ واقعی اسکی بات پر خفا ہوئی تھی۔

"کوئی نئی بات تو نہیں۔۔۔جب تم مصروف ہوجاتی ہو، جب آبی کے ساتھ ملتان جاتی ہو، جب کچھ دن ہماری ملاقات نہیں ہوتی، جب تمہارے ایگزیزم ہوتے ہیں اور جب تم بیمار ہوتی ہو۔۔"

یَشل نے آنکھیں گھمائی کیونکہ اسکی باتیں بے تکی لگی تھی۔ ایک دن رابطہ نہ کرنے کو اگر وہ بھول جانا کہہ رہا تھا تو وہ غلط تھا۔

"یہ کچھ زیادہ نہیں ہورہا؟"

"تو کیا تمہیں اندازہ نہیں میں کتنا پوزیسو ہوں تمہارے لیے؟ جان نکلنے لگتی ہے میری تم زیادہ وقت دور رہو تو۔۔۔"

یشل بے اختیار ہی بلش کرتی چہرا جھکا گئی تھی۔ ارمغان نے گہری نظروں سے اسے دیکھا تھا جو شرم مٹانے کی کوشش میں ویسے ہی چہرا جھکائے چائے پی رہی تھی۔ وہ سٹرانگ تھی مگر بہت زیادہ بولڈ نہیں تھی ارمغان کے لیے تو بلکل نہیں تھی۔ وہ کبھی کبھی ایسے ہی شرماتی گھبراتی رہتی تھی تو کبھی اس پر چڑھائی کرنے لگتی۔

"ایسے مت دیکھیں۔۔۔" وہ اسکے دیکھنے پر اب اسے گھور رہی تھی۔

"ہاں دیکھنے سے بھی کیا فرق پڑے گا۔ اتنا بولنے کے بعد بھی کرتی تو تم وہی ہو جس پر مجھے غصہ آتا ہے۔۔۔"

NOVEL HUT

وہ دوبارہ ناشتہ کرنے لگا تھا

"اوف او۔۔۔ اچھا نہ آئی پرومس آئیندہ کے بعد چاہے جو بھی ہو جائے میں زیادہ دیر رابطہ ختم نہیں کروں گی۔۔"

وہ ہمشیہ ایسے وعدے کرتی رہتی تھی اسنے اس کے بعد سے یہ وعدہ نبھایا بھی تھا لیکن اب شاید اسے ایسا کوئی وعدہ یاد نہیں تھا اگر ہوتا تو وہ اسے ضرور بات کرتی اسے تکلیف نہ پہنچاتی اسے پریشان نہ کرتی۔

پچھلے آدھے گھنٹے سے وہ اسکا سر دبا رہی تھی۔ جانتی تھی وہ سو گیا ہے مگر اسے اچھا لگ رہا تھا اسے قریب رہنا اسکی خدمت کرنا۔ وہ تو ہمیشہ سے اسے سکون دینا چاہتی تھی اگر وہ اس وقت سکون میں نہیں بھی تھا تو وہ تھی۔۔۔ بہت پرسکون۔ وہ شخص اسکے لیے جنت کی ہوا جیسا تھا۔ جس کے مخاطب کرنے پر بھی وہ سرشار ہوجاتی تھی۔ ناجانے کیسا احساس تھا کہ وہ بے اختیار اس کی طرف جھکی تھی اور غور سے اسکا چہرا دیکھنے لگی۔

عام سی رنگت، ماتھے پر بکھرے بال، سیدھی کھڑی ناک، ہلکی موچھوں کے تلے عنابی ہونٹوں جو اس وقت بھینچے ہوئے تھے۔ وہ خوبصورت تھا، پرکشش تھا، وہ کسی کو بھی اپنی طرف کھینچ سکتا تھا۔ اسکے حلقہ احباب میں لڑکیاں تھی سب جانتے تھے مگر وہ دوستی میں بھی ایک لمٹ رکھتا۔ دوستانہ رویہ رکھتے ہوئے بھی وہ بہت زیادہ کسی کے ساتھ فرینک نہ ہوتا اور نہ ہونے دیتا تھا۔

یہ چیز اسے زیادہ پر کشش بناتی۔ یونیورسٹی میں ان کے دوستوں کے دوست بھی یَشل اور ارمغان کے بارے میں جانتے تھے۔ کئی لڑکیوں نے ان دونوں کے درمیان آنے کی کوشش بھی کی تھی مگر بری طرح ناکام ہوئی تھیں۔ یہ ساری باتیں قرت اسے مرچ مصالحے لگا کر بتاتی رہتی اور وہ صبر کا دامن تھامے سنتی رہتی تھی۔

یَشل کا سوچتے وہ بری طرح بدمزہ ہوتی پیچھے ہوئی پھر اپنی جگہ سے اٹھی۔

"خدا تمہیں میرے مقدر میں ہی لکھے گا۔ کیونکہ صرف وہی جانتا ہے کہ مجھے تم سے جس قدر محبت ہے اور کس حد تک میں تمہیں چاہتی ہوں۔ وہ کبھی مجھے تم سے دور نہیں کرے گا کیونکہ وہ اپنے بندے کا دل نہیں توڑتا۔"

ہاتھ بڑھا کر اسکے بالوں میں پھیرتے ہوئے وہ دل ہی دل میں اس سے مخاطب تھی۔ وہ چاہتی تھی جھک کر اسکا ماتھا چوم لے مگر اسنے ایسا نہیں کیا تھا۔ کمرے کے لائیٹ آف کرتی وہ باہر نکل گئی تھی۔

☆☆☆☆☆

رائد سے اسکی ملاقات نہیں ہوئی تھی۔ وہ نکاح کے بعد گھر سے نکلا تھا تو لوٹ کر نہیں آیا تھا۔ وہ کہاں تھا اور کیا کررہا تھا۔۔اس بات کی فکر عادل کو بھی نہ تھی۔ وہ نکاح کے دو گھنٹوں بعد ہسپتال چلی گئی تھی اور اس کے بعد سے وہ ہسپتال ہی تھی رات بھی اس نے وہیں گزاری تھی مگر آج صبح واپس آتے ہی اس نے آبی کی رٹ لگا لی تھی۔

"مجھے نہیں پتا آبی چاہیے مجھے۔۔!"

سکینہ کو ہوش نہیں آرہا تھا دل کا سارا غبار اب نکل رہا تھا وہ بچوں کی طرح روئے جارہی تھی اور ضد کررہی تھی۔

"ماموں کی بات ہوگئی ہے ان سے وہ آجائیں گی۔۔۔"

نِشہ نے کمرے میں داخل ہوتے اسے خوشی کی خبر سنا دی تھی یَشل کے آنسو تھم گئے۔

"کب آئیں گی۔۔۔؟" اس نے بے تابی سے سوال کیا

"انشاللہ کل تک یا آج رات تک۔۔۔تمہیں خدا کا واسطہ ہے رونا بند کرو!"

نِشہ نے آخر میں دانت پیسے تو یَشل نے ہچکیا لیتے ہوئے ناک اور آنکھیں صاف کی. عطیہ نے اسکا ہاتھ پکڑتے اسے کچھ حوصلہ دیا۔

"ماموں ناراض ہیں مجھ سے۔۔"

وہ سوں سوں کرتی معصومیت سے بولی تو تینوں نے اسے حیرت سے دیکھا۔

"میرے میاں؟ تم سے ناراض؟ بیٹا جاگ جاؤ نیند سے سورج مغرب سے نکل سکتا لیکن عدنان تم سے ناراض نہیں ہو سکتے۔۔"

عطیہ کی بات پر یَشل نے خفگی سے انہیں دیکھا۔ نِشہ اور صبیحہ مسکرا دیں۔

"تمہیں کس نے کہا عدنان تم سے ناراض ہے؟"

صبیحہ نے یَشل سے سوال کیا۔۔ تو وہ چند لمحے خاموش ہوگئی۔ کوئی ٹھوس بات نہیں تھی ایسی جو ثابت کرے وہ اس سے ناراض تھے۔۔۔۔بس

انہوں نے نکاح کے بعد اسے دعائیں دی تھی پھر کوئی بات کوئی تسلی کچھ سمجھانا وغیرا کچھ نہیں کیا تھا اور یہی چیز اسے بری لگ رہی تھی کہ اس نے انہیں ماموں نہیں باپ مانا اور باپ نے نکاح کے بعد بات ہی نہیں کی۔یہ بات شاید اتنی بڑی نہیں تھی مگر وہ بے حد دل گرفتہ تھی ہر چھوٹی چھوٹی بات بلاوجہ دو دن سے بہت زیادہ محسوس کر رہی تھی اور ان کا بتنگڑ بنائے جارہی تھی۔

"بے وقوفوں جیسی باتیں کیوں کررہی ہو تم کل سے ؟ ایسا کچھ نہیں ہے اگر ماموں کو پتا لگا نہ کہ تم ایسا سوچ رہی تو بھاگ کر یہاں آئیں گے اور تمہاری سوچ کو غلط ثابت کردیں گے۔۔"

"ہاں تو پتا لگنے دو انہیں جاؤ بتا دو تاکہ وہ مجھ سے بات کرلیں۔"

نِشہ کی بات سن کر وہ بیڈ پر لیٹتی ہوئی بولی تو نِشہ نے رونی شکل بنا کر اسے دیکھا۔

"چھوڑو تم میں خود کرلوں گی بات عدنان سے کہ ان کی پیاری بیٹی کیا سوچ رہی۔۔۔"

عطیہ اسکے سرہانے کے پاس بیٹھی اور بالوں میں ہاتھ پھیرنے لگی۔ اسنے چہرا اوپر کرکہ انہیں دیکھا۔

"آپ تو ناراض نہیں مجھ سے؟" پتا نہیں کیوں اس نے یہ سوال کیا تھا۔

"لو جی۔۔۔بھلا کوئی اپنی بیٹی سے ناراض ہوسکتا؟"

عطیہ نےپیار سے اسکی ٹھوڑی کو چھُوا۔

"لیکن آپ کا بیٹا ناراض ہوگا۔ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ہو جائے گا۔۔۔"

اسکی آنکھوں میں نئے سرے سے نمی اڈ آئی تھی ان تینوں میں سے اسے کوئی کچھ کہہ نہ سکا۔

"وہ۔۔۔وہ ٹوٹ جائے گا۔۔۔میں نے اس کے ساتھ۔۔۔غلط کیا ہے بہت غلط کیا ہے۔۔"

وہ گھٹی ہوئی آواز میں بولتی دوبارہ رونے لگی تھی۔

"تم نے کچھ نہیں کیا میری بچی۔۔یہ تو قسمت کے کھیل ہیں خدا نے تمہارا نصیب وہ نہیں لکھا جو ہم سب چاہتے تھے اور یقیناً اسی میں بہتری ہے۔"

صبیحہ نے اسکے کندھے پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا تو وہ سر نفی میں ہلانے لگی۔

"نہیں۔۔خدا نے یہ نصیب نہیں لکھا اگر اس نے یہ نصیب لکھنا ہوتا تو وہ کیوں مجھے اور ارمغان کو۔۔۔"

وہ بولتے بولتے رک گئی مگر تینوں اسکی بات سمجھ گئی تھی۔

"میری زندگی کے اس راستے کا چناؤ تو امی نے کیا ہے۔ انہوں نے کیوں کیا ایسا۔۔۔۔؟"

وہ دوبارہ اٹھ کر بیٹھ گئی تھی

"بتائیں مجھے وہ میرے ساتھ ایسے کیوں کرتی ہیں۔۔۔ میں۔۔میں تو ان کی ہی اولاد ہوں نہ وہ کیوں اپنے فیصلے سے مجھے تکلیف دے رہی ہیں؟ کیا میری تکلیف نہیں نظر آتی ان کو؟ صرف رائد کیوں عزیز ہے ان کو؟ وہ۔۔۔وہ میرے ساتھ اور۔۔ارمغان کے ساتھ زیادتی کر گئی ہیں اور آپ سب۔۔۔"

وہ بری طرح روتے ہوئے انکی آنکھوں میں بھی نمی کھینچ لائی تھی اور اب وہ ان تینوں کو باری باری دیکھ رہی تھی

"آپ سب نے بھی غلط کیا۔۔۔کیوں اس کو لاعلم رکھا مجھے۔۔مجھے کیوں منع کیا ماموں نے اس سے بات کرنے سے اگر۔۔۔اگر اسے بتاتے تو وہ آجاتا نہ آپ سب جانتے ہیں وہ۔۔۔وہ ضرور آتا۔۔"

وہ مزید کچھ کہہ نہ سکی اور منہ ہاتھوں میں چھپائے رونے لگی۔ ان سب کو سانپ سونگھ گیا تھا۔کہنے کو کچھ نہیں تھا کوئی لفظ کوئی جملہ ایسا نہیں تھا جو اسے تسلی دیتا اسکی تکلیف کم کرتا۔ نِشہ واشروم میں بند ہوگئی تھی۔ صبیحہ نے اسے خود میں سمیٹنے کی کوشش کی تھی اور عطیہ۔۔جو لاہور آنے کے بعد سے خود پر ضبط کر رہی تھی اس کا ضبط ٹوٹ گیا تھا۔آنسو تھے کہ نکلتے جارہے تھے اور کیوں نہ نکلتے۔جسے اسنے اپنی بیٹی سے بھی زیادہ پیار دیا تھا وہ تکلیف میں تھی اور بیٹے کی حالت کے بارے میں تو وہ سوچنا بھی نہیں چاہتی تھی۔

یَشل نہیں جانتی تھی محبت کیسی ہوتی ہے مگر بالغ ہونے کے بعد سے اسنے اگر کسی کو محبت سمجھا تھا تو وہ صرف ارمغان تھا۔پیار، محبت کے لفظ پر وہ واحد چہرا تھا جو اسکی آنکھوں کے سامنے آجاتا۔ اور جدائی کیا ہوتی ہے۔۔۔ پچھلے چند دنوں میں اسے جدائی کا مطلب محبت سے بھی زیادہ اچھے سے سمجھ آیا تھا۔ زندگی کی اس تلخ حقیقت نے منہ پر تمانچے دے مارے تھے۔

☆☆☆☆☆

"خیریت ہے؟ کب سے آتے جاتے دیکھ رہا ہوں بڑے گم سم سے ہو۔۔۔"

افہام نے ارمغان کے کندھے پر ہاتھ رکھا تو اسنے چونک کر اسے دیکھا افہام کے ساتھ ہادی بھی تھا جو سامنے والے صوفے پر اب تقریباً لیٹ چکا تھا۔

"نہیں۔۔ہاں بس ویسے ہی۔۔۔" اسنے مسکرانے کی کوشش کی تو افہام نے ائیبرو اچکائی اور اسکے ساتھ بیٹھا

"تو مطلب یاروں سے پردہ داری کرے گا اب یہ اجڑا چمن۔۔۔"

ہادی نے فون استعمال کرتے ہوئے لقما دینے والے اندازہ میں کہا تو افہام نے کشن کھینچ کر اسے مارا۔

"ہادی تو منہ بند رکھا کر کسی دن توڑ کر ہاتھ میں پکڑا دوں گا میں۔۔۔"

"بعد میں توڑ لیجیے گا پہلے کسی دنیا کی حور کو فلیٹ ہونے دیں مجھ پر۔۔۔"

ارمغان کی بات پر وہ جیب سے بل نکال کر منہ میں ڈالتا ہوا بولا۔

"ہاں تیرے پاس تو جیسے لڑکیوں کی کمی ہے نہ۔۔۔"

افہام نے ایسے بولا جیسے وہ اس پر کڑی نظر رکھے ہوئے تھا۔

"اس کو چھوڑ۔۔تُو تو واقعی لڑکیوں کے معاملے میں کنگال ہوا پڑا ہے۔۔۔"

ارمغان نے دماغ میں آنے والی تمام منفی سوچوں کو جھٹکا اور موڈ بحال کرتا ہوا افہام سے بولا۔

"ہاں تو اپنی مرضی سے کنگال ہوں اور ایسے ہی ٹھیک ہوں۔۔۔"

NOVEL HUT

افہام نے آخر میں ہاتھ کھڑے کیئے۔

"ہاں بس بس۔۔۔ ابھی تک اس پرانی محبوبہ کا غم لیے بیٹھا ہے جیسے ہمیں نہیں پتا۔۔۔"

ہادی نے تمسخرانہ انداز میں کہا تو ارمغان کا قہقہہ بے ساختا تھا۔اس سے پہلے افہام اپنی جگہ سے اٹھ کر اسکی دھنائی کرتا ارمغان نے اسکا بازو پکڑ کر کہا۔۔۔

"ارے یاد آیا۔۔۔کچھ دن پہلے دیکھا تھا میں نے اسے محسن کے ساتھ مال گیا تھا۔یہاں سے وہاں ، وہاں سے یہاں گھومتی پھر رہی تھی لڑکا تھا اسکے ساتھ تیرے جتنا ہی ہوگا۔۔۔"

"ہاں وہی منگیتر ہی ہوگا اس کا۔۔۔امیر ترین۔۔"

"برینڈڈ کچرا۔۔۔۔"ہادی نے لقمہ دیا تو افہام اور ارمغان بے اختیار ہنس دئیے۔۔

"اتنا کوئی فواد خان تھا تو نہیں جِس کے لیے تیرے جیسا بندا چھوڑ دیا۔۔۔"

ارمغان کو اسکے ساتھ گھومتا وہ شخص کچھ خاص پسند نہیں آیا تھا۔

"اس کے لیے تھوڑی چھوڑا تھا۔۔پیسا ہی پیسا۔۔تو مان نہ مان۔۔پیسے کے لیے چھوڑا تھا۔۔۔"

افہام کے کچھ بھی کہنے سے پہلے ہادی ایسے بولا جیسے ساری گفتگو اسی کے بارے میں ہورہی تھی۔

"ہاں اسی سے پوچھ لے گرلفرینڈ بھی تو اسی کی تھی نہ۔۔"

افہام نے جل بھن کر کہا

"بھئی ہم تو گرلفرینڈ، بیسٹ فرینڈ بنانے جیسے کام ہی نہیں کرتے۔۔۔ہمیں کوئی شوق نہیں افہام کی طرح دو سال محبوبہ کے بچھڑنے کا غم منانے کا۔۔"

ببل چبا کر بے نیازی سے بولتے ہوئے اسنے افہام کو لتاڑا۔ نہ تو ارمغان نے اسے روکا نہ ہی افہام خود رُکا اور اسکی تسلی بخش دھنائی کردی۔۔۔

"بکواس بند رکھ ذرا اپنی میں کون سی محبوبہ کا غم منا رہا تھا۔۔؟"

افہام بولتا ہوا دوبارہ صوفے پر بیٹھا تو ہادی کراہتا ہوا سیدھا ہوا۔ دھنائی ہونے پر ہادی کی چیخیں سن کر اندر آتی قرت افہام الفاظ سن کر باہر ہی رک گئی۔

"بس کر جا گھر میں کس کو نہیں پتا کہ ہیرو بن کر تو نے صبیحہ پھپھو سے ایک لڑکی کے گھر رشتہ لے جانے کی بات کی تھی اور باجی نے آپ کا کاٹ دیا تھا اور پھر تو اس کا غم مناتا رہا تھا اتنا عرصہ۔۔تھا کیا ابھی بھی اسی کے دکھ میں مبتلہ ہے۔۔ایڈا تو رومیو۔۔"

"بڑے لعنتی ہو تم۔۔۔! "ہادی کے بھانڈا پھوڑنے پر جہاں ارمغان کو استعجاب نے آن گھیرا وہیں افہام اندر تک سلگ اٹھا کیونکہ ارمغان اس بات سے واقف نہ تھا کہ اس نے صبیحہ سے بات کر رکھی تھی۔

"ایک منٹ۔۔۔۔تو نے رشتے کی بات کی تھی؟"

ارمغان نے تصدیق چاہی تو افہام نے جلی بھنی شکل بناتے ہوئے صوفے سے پشت سے ٹیک لگا لی۔

"اسی بی بی سی نیوز سے پوچھ لے۔۔۔بے غیرت۔۔"

افہام نے آخر میں بڑبڑاہٹ کی جو ہادی نے اچھے سے سنی تھی اور بالوں میں فخریہ انداز میں ہاتھ پھیرتا وہ اٹھ بیٹھا۔

"بلکل ٹھیک سنا ہے آپ نے۔۔۔ صبیحہ خالہ کے رشتہ لے جانے سے ٹھیک ایک دن پہلے باجی نے کہا کہ " تم بہت جلدی کر رہے ہو افہام جان۔۔میں اتنی جلدی شادی نہیں کرنا چاہتی ابھی تھوڑا سا ٹائم پاس کرلیتے ہیں نہ جب موٹی اسامی ہاتھ لگی تو بولوں گی استخارے میں سانپ آئے ہیں۔۔"

ہادی نے خود سے دس باتیں بنا کر فل عورتوں والی ایکٹنگ کرتے ہوئے کہا تو ارمغان نے فلک شگاف قہقہہ مارا۔ غصے اور خفت کے باوجود افہام خود بھی ہنس پڑا تو ہادی واپس صوفے پر لیٹ گیا۔ وہ تینوں ابھی بھی اسی بارے میں بات کررہے تھے مگر باہر کھڑی قرت جیسے سناٹے میں آگئی تھی۔یہ کیسی حقیقت تھی جس کی بھنک بھی سے نہ پڑی تھی۔ یقیناً یہ بات نشہ کو بھی معلوم ہوگی کیونکہ وہ افہام اور ارمغان کی نہ صرف بہن اور کزن بلکہ بہترین دوست بھی تھی اور صبیحہ نے رشتے کی بات کرنے جانا تھا تو یقیناً عطیہ اور عدنان بھی اس بات سے واقف ہونگے تو کیا صرف وہی تھی جو انجان رہی تھی؟

" ادھر کیوں چپک کر رہ گئی ہو تم۔۔"

عزہ کی آواز پر جہاں اسے ہوش آیا وہیں اندر بیٹھے تینوں نفوسوں نے ہال کے دروازے کی طرف دیکھا جہاں دائیں جانب چہرا موڑ کر عزہ کھڑی قرت سے مخاطب تھی جو ان تینوں کو نظر نہ آرہی تھی۔

"ہاں۔۔۔نہیں ویسے ہی میں کچھ باتیں سننے کی کوشش کررہی تھی مگر تم نے بھانڈا پھوڑ دیا۔۔کچھ سننے تو دیتی پہلے۔۔"

قرت نے خود کو پل میں نارمل کیا اور ہال میں داخل ہوتی ہوئی بولی افہام کو جیسے سانپ سونگھ گیا۔

"سننے کی کوشش کر رہی تھی۔۔کچھ سنا تو نہیں نہ؟"

ہادی کی بات پر قرت نے منہ بناتے ہوئے سر نفی میں ہلایا

"ہمشیہ کی طرح کام خراب کیا اس نے۔۔ہنہہ۔۔"

قرت نے عزہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا تو افہام الجھ گیا۔ اندازہ لگنا مشکل تھا کہ اس نے کچھ سنا ہے کا نہیں۔

"بات ہوئی تمہاری۔۔۔۔؟" قرت کے بیٹھنے پر ارمغان نے سوال کیا۔ یقیناً وہ یَشل کا پوچھ رہا تھا۔

قرت نے کچھ مایوسی سے سر انکار میں ہلایا اسکی بات صرف نِشہ سے ہوئی تھی وہ بھی بہت مختصر سی جس میں اس نے یَشل کی ضد اور آبی کے لاہور آنے کے بارے میں بتایا تھا۔

"اگر وہ اگنور کر رہی تو چھوڑ دیں نہ۔۔۔" عزہ نے کہا تو ان سب نے ہی اسکی طرف دیکھا۔

"اور تمہیں کس نے کہا وہ اگنور کر رہی؟"

ارمغان نے آنکھیں چھوٹی کرکہ سوال کیا تو عزہ نے ایسا تاثر دیا جیسے کہہ رہی ہو "جیسے ہمیں تو کچھ معلوم ہی نہیں" جبکہ افہام اور ہادی سمجھنے کی کوشش میں تھے کہ موضوع گفتگو کون ہے؟

"تو کیا نہیں کر رہی؟ ایک انسان جب آپ کی کالز نہ اٹھائے ریپلائے نہ دے اور اسکا فون بھی سہی سلامت ہو تو اس کا مطلب یہی ہوتا ہے کہ وہ اگنور کر رہا۔۔۔"

وہ سکون سے بولی تو ارمغان کو غصہ آیا جسے وہ دبا گیا۔

"وہ بھائی کو اگنور نہیں کرتی یقیناً وہ مصروف ہوگی اور جیسے تمہیں نہیں پتا خالہ کو ہوش نہیں آرہا۔۔۔"

"اگر اتنی مصروف ہے تو کھانا کھانا بھی چھوڑ دے۔۔پانچ منٹ کال پر بات کرنے میں کیا ہی جائے گا؟ اتنا بزی تو عمران خان بھی نہیں ہوتا ہوگا۔۔۔"

اسکے جلے کٹے انداز میں کہی گئی باتوں پر وہ سب حیران ہوئے تھے کیونکہ وہ کسی کے بارے میں ایسی باتیں نہیں کیا کرتی تھی اور یَشل کے لیے تو کبھی نہیں۔

"عزہ یہ تمہارا مسئلہ نہیں کہ وہ کھانا کھاتی ہے یا نہیں۔ کیا تم بھوکی رہ سکتی ہو؟ اور وہ میری کالز نہیں پک کر رہی تو یہ میرا مسئلہ ہے اسی لیے اس معاملے میں مت بولو۔۔۔"

ارمغان لہجے کو جتنا نارمل رکھ سکتا تھا اسنے اتنا نارمل رکھنے کی کوشش کی تھی مگر عزہ کو اسکی باتیں اور لہجہ کانٹے کی طرح چبھا تھا۔ چہرا خفت سے سرخ ہوگیا وہ بغیر اپنی جگہ سے ہلے غائب ہونا چاہتی تھی۔ ہال میں چند لمحے خاموشی چھا گئی جس کو افہام کی آواز نے توڑا۔

"تو اس لیے پریشان ہو تم؟ یا اللہ اس بچے کو عقل دے دے۔۔۔"

اسنے ہاتھ اٹھائے تو ارمغان نے چہرا موڑ کر اسے گھورا۔

"افہام ٹھیک بول رہے ہیں۔۔۔ آپ واقعی بچے ہوگئے ہیں یہ اتنی بڑی بات نہیں کہ آپ اس قدر ڈپریس ہوجائیں۔ یہ سب صرف اس لیے ہے کیونکہ اتنا ٹائم وہ کبھی دور نہیں رہی اور اتنی بڑی پریشانی پیدا نہیں ہوئی۔ آپ ٹینشن مت لیں ذہنی حالت کے لیے ٹھیک نہیں ہوتی۔۔"

قرت نے اپنا ہاتھ ارمغان کے کندھے پر رکھا۔ جہاں ہادی اور ارمغان اسکے پہلے جملے پر چونک گئے وہیں عزہ اور افہام نے اس کی عقل پر ماتم کیا۔ وہ کبھی بھی افہام کو صرف افہام نہیں کہا کرتی تھی۔ اسنے شروع سے اسکے نام کے ساتھ بھائی لگایا تھا تو ان سب اس کے منہ سے "افہام بھائی" سننے کی عادی تھے۔

"ایسے کیا۔۔۔دیکھ رہے ہو مجھے تم سب لوگ۔۔۔"

آٹھ آنکھیں خود پر گڑھی محسوس کرکہ وہ کچھ اٹکی۔

"کچھ نہیں۔۔۔ویسے ہی بس۔۔"

عزہ نے دانت پیستے ہوئے کہا تو قرت نے اسکی طرف دیکھا اور آنکھوں ہی آنکھوں میں پوچھنا چاہا جس پر وہ خونخوار نظروں سے اسے گھورتی رہ گئی۔

"قرت بہنا کھانا لگا دے۔۔بھوک لگ رہی۔۔"

"کہاں لکھا ہے کھانا بنانا اور لگانا ان دونوں کا کام ہے؟ تمہیں نہیں معلوم کھانا کیسے لگایا جاتا ہے؟"

ہادی نے قرت کو مخاطب کیا تو ارمغان سنجیدگی سے بولا۔ قرت نے شکایت نہیں کی تھی مگر کھانا وہی بناتی تھی اور عزہ اس کی ہیلپ کردیا کرتی تھی یہ بات وہ تینوں لڑکے جانتے تھے۔ مگر ادھر سے بھی پٹاخ سے جواب آیا تھا۔۔

"یہ بھی کسی کتاب میں نہیں لکھا کہ ارمغان قریشی اور افہام خان کھانا نہیں لگا سکتے۔۔۔"

NOVEL HUT

ہادی کی بات پر عزہ اور قرت نے خوب خط اٹھایا

"چل بے دکھی آتما۔۔کچن کی شکل دیکھنے میں کوئی برائی تو نہیں۔"

ہادی کی بات سن کر افہام ارمغان کو بھی اٹھنے کا اشارہ کرتا ہوا اپنی جگہ سے اٹھا اس کو ہال سے نکلتا دیکھ کر ناچار ہادی اور ارمغان ہو بھی اس کے پیچھے نکلنا پڑا۔

"میں جاتی ہوں۔۔۔ کبھی پانی تک تو ابالا نہیں کھانا لگائیں گے۔۔"

قرت سر نفی میں ہلاتی ہوئی اٹھی تو عزہ نے روک دیا

"تم بیٹھو میں جاتی ہوں۔۔۔" ارمغان کو سوری کہہ دینے کا یہ بہترین موقع تھا۔ وہ سوری ہرگز نہیں بولنا چاہتی تھی نہ ہی اپنی بات پر وہ نادر تھی مگر ارمغان کو خفا نہیں کر سکتی تھی۔

NOVEL HUT

☆☆☆☆☆

وہ کچی نیند میں تھی جب کسی نے اسکی پیشانی پر ہاتھ رکھا تھا۔ کسی کو بیڈ پر بیٹھتا محسوس کرکہ اسنے بھاری آنکھیں کھولی تو جلن کا احساس ہوا وہ دوبارہ بوجھل ہوتی آنکھیں بند کر گئی۔ وہ پیچھے مڑنا چاہتی تھی مگر ایسا محسوس ہو رہا تھا

جیسے کسی نے جسم سے ساری ہمت کو نچوڑ لیا ہو۔ اسے اپنا پورا وجود تپتا ہوا محسوس ہورہا تھا۔ ہاتھ کا بھاری لمس اب اسے بالوں پر محسوس ہورہا تھا۔ اتنا تو اسے اندازہ ہوگیا تھا کہ وہ بڑوں میں سے کوئی تھا۔ آبی یا شاید کوئی اور۔

ہمت کرتے اسنے کروٹ لی تو عدنان صاحب کو دیکھا۔ وجہ طبیعت خرابی تھی یا پھر نیند، مگر اس کی آنکھیں دوبارہ بند ہوگئی اور ذہن پر غنودگی چھانے لگی۔

اسکی دوبارہ آنکھ عصر کی اذان پر کھلی تھی اور بھوک کا احساس بھی تھا مگر ابھی بھی اٹھنے کی ہمت نہ ہو رہی تھی۔

"اٹھ گیا میرا شیر بچہ۔۔" یَشل کو کسمسا کر آنکھیں کھولتا دیکھ کر آبی نے کہا۔

اسنے دائیں طرف چہر موڑ کر نیم باز آنکھوں سے آبی کو دیکھا تو انہوں نے جھک کر اسکا ماتھا چوم لیا پھر بیڈ سے اتر کر قریب پڑی کرسی سنبھالی اور نماز کی نیت کرنے لگی۔

یَشل کا ذہن بیدار ہونے لگا۔ بدقت ہی سہی مگر اسنے اب آنکھیں ٹھیک سے کھول لی تھی۔ آنکھیں مسل کر اسنے وقت دیکھا تو اسے حیرت کا دھچکا لگا۔

وہ اتنے گھنٹے سوتی رہی تھی؟ اسے ابھی بھی نیند آرہی تھی۔ پچھلے دنوں کوئی ایک رات بھی نہ گزری تھی جب اسے سکون کی گہری نیند آئی ہو شاید یہی وجہ تھی کہ وہ اتنی دیر تک سوتی رہی تھی اوپر سے بخار بھی تھا۔

وہ آنکھیں بند کرکہ ویسے ہی لیٹی رہی تو ذہن میں سکینہ کا خیال آیا۔ سکینہ کو سوچتے ہوئے وہ کب ارمغان تک جا پہنچی اسے احساس بھی نہ ہوا۔

"کیوں اتنی زیادہ پریشان ہو کہ خود کو بیمار ہی کرلیا۔۔۔"

بھاری آواز پر اس نے پٹ سے آنکھیں کھولی تھی۔ وہ اسکے بے حد قریب بیٹھا اسکے ہاتھ کو اپنی گرفت میں لے کر آہستہ آہستہ مسل رہا تھا۔

بے یقینی سی بے یقینی تھی۔ ایک سحر تھا جس کی گرفت میں وہ خود کو جکڑا محسوس کر رہی تھی۔

NOVEL HUT

"ارمغان۔۔۔" اسنے بے خود ہوتے اسے پکارا تھا۔

سجدے میں جاتی آبی نے اس منہ سے نکلنے والا لفظ سنا تو دل تکلیف سے بھر گیا اور سجدے میں جاتے ہی خدا سے اسکے لیے دعا گو ہوئی۔

"تم آگئے ہو۔۔۔؟" اسے اپنی آنکھوں پر یقین نہیں آرہا تھا۔ اسے بغیر بلائے کتنی منتظر رہی تھی اسکی۔

"تم یاد کرو اور میں نہ آؤں ایسا ہوسکتا ہے؟"

وہ مسکرا رہا تھا ہمشیہ کی طرح یَشل کو دیکھ کر اسکی روشن آنکھیں بھی مسکرا رہی تھی۔ کتنی ہی دیر وہ بغیر آنکھیں جھپکائے اسے دیکھتی رہی جیسے ڈر ہو کہ آنکھیں بند کرکہ کھولے گی تو وہ وہاں نہیں ہوگا۔ یشل نے بے اختیار ہوتے ہاتھ آگے کیا اور اسے چھونا چاہا.

"یَشل۔۔۔۔" آبی کی آواز پر اسنے انکی طرف دیکھا پھر اسی سیکنڈ اسنے چہرے کا رُخ دوبارہ اس طرف کیا جہاں ارمغان تھا۔ اس کا ڈر سامنے آگیا تھا۔ وہ وہاں نہیں تھا۔ دور دور تک نہیں تھا۔۔۔

NOVEL HUT

"ارمغان۔۔۔ارمغان تم۔۔۔"

وہ یہاں وہاں اسکی تلاش میں نظریں دوڑاتی اٹھ بیٹھی جیسے یقین ہو کہ وہ اسے تنگ کرنے کی غرض سے کہیں چھپ گیا ہوگا۔

"کیا ہوا ہے یشل۔۔۔" آبی نماز کو ادھورا چھوڑ کر اسکے پاس آتی ہوئی بولی۔

انہیں یقین تھا وہ خواب دیکھ رہی تھی یا وہم ہوا ہوگا۔

"ارمغان آیا ہے کیا؟" وہ تصدیق چاہ رہی تھی۔

وہ چاہتی تھی آبی کہیں کہ "ہاں وہ آیا ہے۔۔" یَشل انکار نہیں سننا چاہتی تھی اس بار نہیں۔ مگر پچھلے کچھ دنوں سے سب ہورہا تھا۔ سوائے اس کے جیسے یَشل چاہتی تھی۔

"لیٹ جاؤ۔۔۔ تمہیں بخار ہے۔۔" وہ شاید اسے یہ کہنا چاہ رہی تھی کہ بخار تمہارے سر پر چڑھ گیا ہے اسی لیے تمہیں وہ نظر آرہا۔۔۔

"نہیں آپ مجھے بتائیں۔۔۔وہ نہیں آیا کیا؟ مگر میں نے ابھی اسے دیکھا۔۔"

یَشل کو حواس باختہ ہوتا دیکھ کر آبی نے آیت الکرسی پڑھ کر اسکے چہرے پر پھونک ماری اور اسے سینے سے لگایا۔

"میں آگئی ہوں مجھ سے تو مل نہیں رہی۔۔۔ناراض ہو جاؤں میں؟"

آبی نے شکوہ سا کیا تو وہ ان سے دور ہوتی معصومیت سے انہیں دیکھنے لگی۔

"سوری۔۔۔۔" معذرت خواہ لہجے میں بول کر اسنے انکی پیشانی اور پھر دونوں رخساروں کو چوم لیا۔

"بس بس۔۔۔اپنا بخار مجھے مت دے دینا۔۔"

آبی نے سنجیدگی سے کہا مگر لہجے میں کہیں شرارت کی رمق بھی تھی۔ یَشل ہلکا سا مسکرا دی۔

"اب لیٹ جاؤ میں نماز مکمل کرلوں۔۔"

وہ دور ہوگئی تو آبی چار فرضوں کی نیت کرکہ نماز مکمل کرنے لگی۔ یَشل چھت کو گھور رہی تھی۔ اسے اندازہ ہوگیا تھا جسے وہ ارمغان سمجھ رہی تھی وہ محض اس کا الیوژن تھا۔ وہ نم آنکھیں بند کرگئی۔

"کیوں اتنی زیادہ پریشان ہو کہ خود کو بیمار ہی کرلیا۔۔۔"

ایک بار پھر اسکی آواز کانوں میں گونجی تو رگوں میں سکون سرائیت کرگیا۔ بیشک وہ وہم تھا مگر وہ آواز۔۔۔۔اسکا چہرا۔۔۔

کتنے دنوں بعد وہ اسکی آواز سنی تھی۔ وہ خوبصورت آواز جسے روزانہ سننے کی عادت تھی۔ وہی روشن چہرا اور وہی خوبصورت دل دھڑکا دینے والی مسکراہٹ۔۔۔

"تم میرے لیے کیا کر سکتے ہو؟"

وہ دونوں لائبریری میں آمنے سامنے بیٹھے تھے جب یَشل آگے کو ہوئی اور سرگوشی نما آواز میں سوال کیا۔ اسائنمنٹ بناتے ارمغان نے سر اٹھا کر اسے دیکھا۔

"سب کچھ۔۔۔" وہ بھی آگے ہو کر اسی کے انداز میں بولا پھر دوبارہ پیچھے ہو کر اسائنمنٹ بنانے لگا۔

"سب کچھ میں کیا کیا آتا ہے؟"

"سب کچھ میں سب کچھ آتا ہے یَشل۔۔"

ارمغان کی بات کر یَشل منہ بناتی پیچھے ہوئی

"اوف۔۔ سیدھے جواب مت دینا۔۔۔"

ارمغان نے سر اٹھا اکر اسے دیکھا جو منہ بنائے بیٹھی تھی وہ بے اختیار ہی مسکرا کر نوٹس سمیٹتا اپنی جگہ سے اٹھا اور اسکے ساتھ آبیٹھا۔

"تمہارے لیے اگر مجھے زندگی بھی قربان کرنی پڑے

تو میں ایسا کرنے میں ایک سیکنڈ بھی نہیں لگاؤں گا۔۔"

اسکے کان کی طرف جھک کر سرگوشی کی تو یَشل کا دل بے اختیار دھڑکا اور چہرا کھل اٹھا۔۔۔اسکے مسکراتے چہرے پر ایک بھرپور نظر ڈال کر وہ سیدھا ہوا اور پھر اپنا کام کرنے لگا۔

"تو مطلب تم میرے لیے بینک بھی لوٹ سکتے ہو؟"

وہ اپنی جھنپ مٹاتی ہوئی بڑے وصوق سے بولی

"ہاں بلکل ملکہ عالیہ کیوں نہیں۔۔اتنا آسان کام ہے دو منٹ میں ہو جائے گا۔۔۔"

ارمغان احترام سے پر لہجے میں بولا تو یَشل نے آنے والی ہنسی کو بامُشکل روکا اور عادتاً اسکے بازو پر تھپڑ مارا

"اٹھیں اپنی جگہ پر جائیں آپ۔۔۔" وہ ایک بار پھر تم سے آپ پر آگئی تھی۔

"میں نہیں جارہا۔۔۔" وہ مزید اسکی طرف کھسک گیا تو یَشل نچلا ہونٹ باہر نکال کر اسے معصومیت سے دیکھنے لگی۔ ارمغان ایک آنکھ دبا کر دوبارہ کام کرنے لگا۔ کچھ دیر بعد اسکی کلاس تھی اور اسے یہ سبمٹ کروانی تھی ورنہ یشل کے ہوتے ہوئے وہ کوئی دوسرا کام کرتا؟ یہ غلطی سے بھی ممکن نہ تھا!

"یہ سوگئی ہے کیا۔۔۔؟" نِشہ کی آواز پر وہ ماضی سے باہر نکلی۔

"ابھی تو جاگ رہی تھی۔۔لگ گئی ہوگی آنکھ دوبارہ طبیعت ٹھیک نہیں اس کی۔۔ اٹھے تو کوئی کھانا اور دوائی وغیرہ کھائے۔۔"

آبی نے نماز مکمل کرکہ دعا مانگی پھر کرسی سے اٹھ کر بیڈ پر بیٹھ گئی تبھی یَشل نے آنکھیں کھول کر پہلے نشہ اور پھر آبی کو دیکھا۔

"اٹھ گئی تم۔۔۔پتا ہے ٹائم کیا ہورہا؟"

نِشہ بولتی ہوئی اسکے قدموں کے پاس ہی بیڈ پر بیٹھ گئی تو وہ بامشکل سیدھی ہوکر بیٹھی۔

"کیسی طبیعت ہے اب؟"

"ٹھیک ہوں میں۔۔۔"

"کوئی ٹھیک نہیں ہو تپ رہی ہو بخار میں۔۔۔"

آبی نے ہاتھ آگے کرکہ اسکا ماتھا چھوا۔۔

"آپ آگئی ہیں آبی۔۔۔بس اسی خوشی میں یہ دو گھنٹوں تک ٹھیک ہو جائے گی آخر کو اس کے ہر مرض کا علاج ہیں آپ۔۔"

نِشہ لہجے میں شرارت لیے بولی تو آبی مسکرا دی

"اٹھو اب۔۔۔ نسیم ابھی ناشتہ لاتی ہوگی فریش ہو جاؤ۔۔"

گھر میں کام کے لیے رکھی گئی میڈ کا بتاتے ہوئے نِشہ بیڈ سے اٹھی اور اسے بھی بازو سے پکڑا تو اپنی ٹانگوں پر پڑا بھاری کمبل دور کرتی ہو بیڈ سے اتر کر واشروم چلی گئی۔

"صبیحہ خالہ اور پھپھو کہاں ہیں؟"

آبی اسے اپنے ہاتھوں سے نوالے بنا بنا کر کھانا کھلا رہی تھی جب اسنے گم سم بیٹھی نشہ سے سوال کیا

"ہسپتال ہیں۔۔کھانا کھا لو پھر رائد کے چچا اور چچی سے مل لو پوچھ رہی تھیں وہ تمہارا جب تم سو رہی تھی۔۔کہہ رہی تھیں یَشل ملی ہی نہیں مجھ سے۔۔بول تو ایسے رہی تھی جیسے نکاح کی مبارک باد دیتے دیتے انکی زبان نہیں تھکی اور خود تو جیسے ملی ہیں نہ تم سے۔۔"

نِشہ نے تفصیل سے جواب دیتے ہوئے آخری جملے کچھ ناگواری سے بولے تو آبی نے اسے گھورا۔زعیمہ یعنی رائد کی چچی کل یَشل کے ہسپتال جانے سے پہلے اپنے گھر چلی گئی تھی۔نہ وہ دونوں ایک دوسرے سے ملی نہ ہی بات ہوئی اور ٹیلی فونک رابطے جیسا اتفاق بھی نہیں ہوا تھا۔

"میں مل لیتی ہوں کچھ دیر تک۔۔۔" اسنے پانی کا گلاس اٹھا کر منہ سے لگایا۔۔۔

"اچھا وہ۔۔کچھ بات کرنی تھی میں نے۔۔"

نشہ نے کہا تو یَشل سمیت آبی نے بھی اسکی طرف دیکھا تو وہ ہونٹ چبانے لگی۔کیسے بتاتی کہ ضعیمہ کاپیغام ہے رائد اس سے ملنا چاہتا ہے مگر اس کی یہ مشکل بھی آسان ہوگئی۔

"بولو بھی اب۔۔۔"چند لمحوں تک جب وہ کچھ نہ بولی تو یَشل نے سوال کیا تبھی دروازہ ناک ہوا اور دو سیکنڈ بعد زعیمہ اندر داخل ہوئی۔نشہ نے سکون کا سانس لیا۔

"السلام و علیکم۔۔۔"اسے دیکھتے ہی یَشل نے سلام کیا اور بیڈ سے اتری۔

"وعلیکم السلام۔۔کیسی ہوپیاری لڑکی؟"

زعیمہ اسے بغلگیر ہوئی پھر یشل کے پیچھے ہونے پر اسکے چہرے کو ہلکا سا چھوٹے ہوئے سوال کیا تو یَشل بدقت مسکرا کر بولی

"الحمدللہ آپ کیسی ہیں؟بیٹھیں نہ۔۔۔"

یَشل نے بولتے ہوئے ہاتھ سے بیڈ کی طرف اشارہ کیا اور اس کے ساتھ ہی بیڈ پر بیٹھ گئی۔ یقیناً وہ آبی سے مل چکی تھی۔

"کھانا کھایا جارہا تھا لگتا ہے میں نے ڈسٹرب کردیا۔۔۔"

وہ ہلکی مسکراہٹ کے ساتھ بولی تو یَشل نے سر نفی میں ہلایا۔

"ارے نہیں اچھا ہوا تم آگئی۔۔۔ورنہ اتنی خاموشی میں اس کو کھانا کھلاتے ہوئے مجھے ہی کچھ ہورہا تھا۔۔۔"

آبی کی بات پر ضعیمہ بے اختیار ہنس دی

"مطلب آبی سے نخرے اٹھوائے جارہے ہیں۔"

اسکی بات پر یَشل نے مسکراتے ہوئے سر اثبات میں ہلایا۔

"یہ تو آبی کے بغیر سانس بھی نہیں لیتی پتا نہیں اتنے دن اسنے یہاں کیسے گزار لیے۔۔"

نِشہ کی آواز پر چہرا موڑ کر ضعیمہ نے اسے دیکھا جو پیچھے صوفے پر بیٹھی تھی۔

"ظاہر ہے یہاں سکینہ تھی نہ اسکے پاس۔۔۔اور رائد بھی تو تھا۔۔"

ضعیمہ کا عام سا لہجہ ان تینوں کو کانٹے کی طرح چبھا تھا۔ یَشل کی مسکراہٹ یوں غائب ہوئی جیسے اسنے مسکرانا سیکھا ہی نہ ہو۔

"کچھ غلط کہہ دیا کیا میں نے؟"

ضعیمہ نے اسکی غائب ہوتی مسکراہٹ اور چہرے پر آنے والے عجیب سے تاثر کو غور سے دیکھا تھا

"ارے نہیں نہیں لیکن رائد کے ساتھ تو اسکی اتنی بنتی ہی نہیں بس اللہ دونوں بچوں کو خوش رکھے۔۔"

آبی نے ہلکی مسکراہٹ کے ساتھ بات کو سنبھالا اور نوالہ بنا کر یَشل کی طرف بڑھایا تو ضعیمہ ایک بار پھر ہنس دی۔۔۔

"ارے۔۔۔رائد کل ملنے آیا تھا مجھ سے جب میں ہسپتال سے گھر گئی تھی۔ ماشاءاللہ اتنا خوش تھا میرا بچہ مجھے لگا دونوں کی پسند اور رضا مندی سے ہوئی ہے۔۔"

ضعیمہ کی بات پر نوالہ چباتی یَشل اور نشہ دونوں کا حلق کڑوا ہوگیا۔

"جی۔۔رضا مندی تو دونوں کی تھی مگر یَشل کی پسند نہیں تھی اسنے صرف سکینہ خالہ کی خواہش کو پورا کیا ہے۔۔"

نشہ نے مسکرانے کی بھرپور کوشش کی تو آبی نے ایک بار پھر کڑی نظروں سے اسے گھورا۔ بلکل الٹے دماغ کی لڑکی تھی یہ۔ جبکہ ضعیمہ نے تعجب سے سر جھکا کر بیٹھی یَشل کو دیکھا۔ رائد نے تو اسے بتایا تھا کہ یشل بھی اس میں انٹرسٹ رکھتی تھی اسی لیے اس نے کوئی اعتراض نہیں کیا اور یہ بات سن کر ضعیمہ کو کافی خوشی ہوئی تھی۔ لیکن ابھی بھی یَشل سے مل کر یا اس بات کے بعد اسکی خوشی میں کمی نہ آئی تھی بلکہ یَشل سے مل کر اسے بہت اچھا لگا تھا۔

"تو یہ کوئی مسئلہ تھوڑی ہے۔۔۔پسند یا محبت جو بھی ہے اب تو اس کا سب کچھ رائد ہی ہے۔۔"

ضعیمہ نے یَشل کا ہاتھ پکڑ کر کہا تو آبی نے اسکی بات سے اکتفاء کرتے ہوئے سر اثبات میں ہلایا۔ نشہ نے کچھ چڑ کر آنکھیں گھمائی اور کمرے سے نکل گئی جبکہ یَشل کو ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے زبان کٹ گئی ہو۔

کچھ دیر یہاں وہاں کی باتیں ہوتی رہی پھر آبی نے اسے دوائی کھلائی اور برتن اٹھا کر باہر چلی گئی۔

"مجھے تم سے کچھ کہنا تھا۔۔۔آبی کے سامنے کہتے ہوئے تھوڑی جھجھک ہورہی تھی۔۔"

یَشل نے چونک کر ضعیمہ کو دیکھا

"رائد تم سے ملنا چاہتا ہے۔ تم دونوں کی پہلے بھی دوستی تھی مگر اب رشتہ بدل گیا ہے تبھی شاید وہ بھی کشمکش کا شکار تھا۔ کل اس نے ذکر کیا تھا تو میں نے سوچا آج تم سے بات کرلوں۔۔"

ضعیمہ کی بات پر یشل کچھ کہہ ہی نہ سکی۔۔۔اسکی دوستی وہ بھی رائد سے؟ کاش وہ اسے بول سکتی کہ دشمنوں سے کبھی دوستی نہیں کی جاتی۔ بھلا ایسا کہاں ہوتا ہے؟ معجزے ہی ہوتے ہونگے اور یشل کی زندگی میں تو معجزے دور دور تک کہیں نہیں تھے۔

"مجھ سے ملنا ہے؟" وہ بامشکل بول پائی تو ضعیمہ نے سر نفی میں ہلایا۔

"تم سے نہیں۔۔اپنی بیگم سے ملنا ہے اسے۔۔"

اس کے شرارت آمیزی سے بولنے پر وہ مسکرا بھی نہ سکی۔۔چند لمحوں بعد ضعیمہ نے اسے سر اثبات میں ہلاتے ہوئے دیکھا۔ ضعیمہ نے ایک بار پھر نرمی سے اسکا ہاتھ تھام لیا

"یَشل۔۔۔رائد بہت اچھا ہے تم چند دن میں اسے سمجھ جاؤ گی۔ وہ اتنا برا نہیں ہے۔ اتنا تو کیا تھوڑا سا بھی برا نہیں ہے۔ میں نہیں جانتی کہ تمہاری اس اداسی اور خاموشی کی وجہ کیا ہے۔ مگر میں یہی سمجھوں گی کہ تم سکینہ کی وجہ سے ایسی ہوگئی ہو کیونکہ رائد جیسے انسان کی ہمسفر کی آنکھوں میں ویرانی بڑی عجیب سی بات ہے۔ میں نے اپنی آنکھوں کے سامنے اسے بڑے ہوتے ہوئے دیکھا ہے۔ بڑی امی بولتا ہے وہ مجھے اسی بات سے اندازہ لگا لو کہ وہ میرے کتنا قریب ہوگا۔ وہ جس کو چاہے اپنے رنگ میں رنگ دیتا ہے۔ بہت مشکل سے لوگ اور چیزیں اس کے دل کو بھاتی ہیں اور میں حیران ہوں کہ جو شخص آج تک لڑکیوں سے دوستی میں بھی دلچسپی نہ رکھتا تھا وہ نکاح کے لیے مان گیا؟ میں اسے محبت کہوں گی۔ تمہاری جیسی پیاری بچی سے کون محبت کرنے سے خود کو روکے گا بھلا؟"

یَشل خاموشی سے رائد کی تعریفیں سن رہی تھی۔ یہ ساری باتیں اس کے لیے نئی نہیں تھی کیونکہ اسکے لاہور آنے کے بعد سکینہ یونہی باتوں باتوں میں اپنے لاڈلے بیٹے کی خوب تعریفیں کیا کرتی تھی۔

"میں تمہاری خاموشی کو رائد سے ملنے پر رضامندی سمجھوں گی۔۔"

وہ باہر چلی گئی تھی یَشل نے منہ سے ایک لفظ نہ نکالا تھا۔ وہ اسے کیا کہتی؟ ضعیمہ نے تو اپنی طرف سے اسکا دل صاف کرنے کی کوشش کی تھی۔

وہ کہنا چاہتی تھی بہت کچھ کہنا چاہتی تھی مگر صرف اس شخص سے جو اس سے ملنے کو بے تاب ہو رہا تھا۔

NOVEL HUT

☆☆☆☆☆

وہ بارہ بجے بیڈ پر آئی تھی اور اب رات کا ڈیڑھ بج رہا تھا۔ وہ کبھی دائیں جانب کروٹ لیتی تو کبھی بائیں جانب۔ کبھی سیدھی لیٹ جاتی، پھر دوبارہ

دائیں ، بائیں ہوجاتی۔ ہر تھوڑی دیر بعد موبائل میں دو تین اپس کھول کر دوبارہ بند کرتی اور سونے کی کوشش کرنے لگتی۔

لیپ ٹاپ پر ڈرامہ دیکھتی عزہ اسے نوٹ کر رہی تھی اور اب اسے قرت کے کروٹ لینے پر الجھن ہونے لگی تھی تبھی ڈرامہ روک کر اپنے بیڈ سے اتر کر اسکے بیڈ کی طرف آئی جو آنکھیں بند کئیے لیٹی تھی۔

"کیا مسئلہ ہے تمہارے ساتھ !" قرت جو سمجھ رہی تھی کہ عزہ کمرے سے باہر نکل گئی ہے اچانک اسکی آواز سن کر ڈر گئی اور منہ سے ہلکی سے چیخ نکلی۔

"خدا کا خوف کرو کچھ عزہ !" قرت کا تو معصوم دل ہی پھڑ پھڑانے لگ گیا تھا۔

"اب تم واقعی صنفِ نازک ہو تو میری کیا غلطی۔۔۔"

"ہاں تم پچھل پیری بن کر لوگوں کی جان نکال دو۔۔"

قرت نے کلس کر کہا تو عزہ نے سینے پر بازو باندھ کر اسے گھورا۔

"تم بیشک روٹھی ہوئی محبوبہ بند جاؤ اور میرے پچھل پیری بننے پر بھی اعتراض ہے؟"

"بکو مت سونے دو۔۔" قرت آنکھوں پر بازو رکھ گئی تو عزہ اسکا بازو کرے کرتے بیڈ پر بیٹھی۔

"ہاں ہاں نظر آرہا ہے جو پچھلے ایک گھنٹے سے تم سو رہی ہو!"

اسکی بات پر قرت چڑتی ہوئی اٹھ بیٹی

"کیا مسئلہ ہے عزہ۔۔۔" اسنے کچھ بیزاریت سے کہا

"تمہارے ساتھ کیا مسئلہ ہے؟ اتنی بے چینی کس بات کی ہے؟"

"تمہارا دماغ چل گیا ہے؟ تم میری بے چینی نہیں اپنا ڈرامہ دیکھو۔۔"

"تمہارے جیسی فلم کے اس کمرے میں ہوتے ہوئے کچھ اور نظر ہی نہیں آرہا اور تم۔۔۔ تم رو رہی ہو؟"

عزہ بولتے ہوئے اسکی آنکھوں میں اچانک آنے والی نمی کو دیکھ کر ٹھٹک گئی۔

"نہیں۔۔۔۔" یک لفظی جواب دیتے ہوئے وہ لیٹنے لگی تو عزہ نے بازو پکڑ کر اسکی کوشش ناکام بنائی۔

"ادھر دیکھو میری طرف۔۔اگر رو نہیں رہی تو آنکھوں میں آنسو کیوں ہیں؟"

عزہ نے چہرا ٹھوڑی سے پکڑ کر اوپر کیا تو قرت نے گہرا سانس لیا۔ اس نے کچھ بولنے کے لیے لب وا کیے ہی تھے جب عزہ دوبارہ بولی۔

"تمہاری افہام بھائی سے لڑائی ہوئی ہے کیا؟ میں نے دیکھا تھا کھانے وقت بھی تم پتا نہیں کہاں گم تھی افہام بھائی نے بات کی تو تم نے جواب بھی ٹھیک سے نہیں دیا۔۔۔"

"جب تمہارے بھائی کو پرواہ نہیں تو تمہیں کیوں ہے؟"

وہ چڑ گئی تھی

"واقعی بھائی سے لڑائی ہوئی ہے کیا؟"

رات کے اس پہر عزہ کو بے عزت ہونے کا شاید کچھ زیادہ شوق ہورہا تھا۔

"عزہ معاف کردو مجھے نہیں ہوئی تمہارے شہزادے بھائی سے لڑائی اگر یقین نہیں آرہا تھا تو جاکر افہام سے بھی تصدیق کرلو لڑائی کیا ہوگی جب بات ہی نہیں ہوئی میری ان سے !"

قرت کے غصیلے لہجے اور انداز پر عزہ ٹھٹک گئی۔ قرت نے سر تک چادر تانی اور لیٹ گئی تو وہ چند لمحے ویسے ہی بیٹھی اسے دیکھتی رہی پھر کندھے اچکاتی اپنے بستر پر آئی اور دوبارہ ڈرامہ دیکھنے میں مگن ہوگئی۔ چادر میں چھپی قرت نے بامشکل سسکیاں روکی۔

☆☆☆☆☆

NOVEL HUT

طبیعت کچھ بہتر ہوئی تو وہ لان میں چلی آئی رات کے گیارہ بج رہے تھے۔ چاروں طرف تھر تھرا دینے والی ہواؤں کا راج تھا مگر یہاں پرواہ کسے تھی۔ جو طبیعت کچھ بہتر ہوئی تھی وہ ایک بار پھر خراب کرنے کا ارادہ تھا۔

وہ ہلکی روشنی میں نظر آتے اپنے پیروں کو دیکھتے ہوئے یہاں سے وہاں ٹہل رہی تھی۔ سوچوں کا گردان رائد کے گرد تھا۔ اسے نِشہ نے بتایا تھا یشل کے صبح ہسپتال آنے کے بعد سے وہ ہسپتال ہی ہے اور شاید ابھی تک واپس نہ آیا تھا کل بھی وہ ضعیمہ کے گھر تھا اور آج صبح سے ہسپتال۔۔ یعنی وہ گھر نہ آیا تھا سو ملاقات بھی نہ ہوئی تھی۔ وہ گھر آئے نہ اُسے فرق پڑتا بھی نہ تھا۔ وہ تو شکر ہی کر رہی تھی کہ اسکی شکل نہیں دیکھی مگر شکر کرکہ بھی کیا ہی ہونا تھا گھر تو اس نے آنا ہی تھا اور اب وہ صرف اس کا دشمن نہیں رہا تھا اسکا شوہر بن چکا تھا جسکا یقیناً وہ حق بھی جتانے والا تھا۔ جو امپریشن اسنے یَشل پر چھوڑا تھا وہ اب تو اس سے کوئی بعید نہ تھا شوہر بن کر وہ اس کا جینا کیسے حرام کرنے والا تھا۔ زندگی پہلے ہی ہر طرح سے بکھری پڑی تھی اور اب یہ بھی نئی مصیبت بن کر نازل ہوگیا تھا۔

NOVEL HUT

"کیسی طبیعت ہے اب؟"

عدنان صاحب کی آواز پر وہ پلٹی تھی جو ہاتھ میں شال لیے چند قدم کے فاصلے پر تھے۔ یَشل کے پلٹنے پر انہوں نے شال اسکی طرف بڑھائی جسے یشل نے پکڑ لیا۔

"سردیاں آگئی ہیں اور تم ایسے ہی باہر گھوم رہی۔۔ پھر بخار چڑھانا ہے خود کو؟"

یَشل نے شال کو اپنے گرد لپیٹا تو اسکے ساتھ واک کرتے ہوئے بولے۔

"آپ کو پتا تو ہے سردیوں کی شروعات اور اختتام دونوں مجھے پسند ہیں۔۔مزہ آرہا تھا یوں واک کرتے ہوئے۔۔"

اسنے مسکرانے کی ناکام سی کوشش کی ورنہ اسکی آنکھیں ایک اور مہربان کے آنے پر نئے سرے سے بھرنے لگی تھی۔

"ڈاکٹر نے کیا کہا؟ ماما کو ہوش کب آئے گا؟"

رائد نامی بلا سے وہ پریشان تو تھی مگر سب سے بڑی پریشانی سکینہ کا ہوش میں نہ آنا تھا اس کی طرف سے یہ بیچینی بڑھتی چلی جارہی تھی۔ نکاح ہونا تھا وہ تو ہوگیا تھا اس پر غور وفکر کرنا یعنی وقت کا ضیاع اور خود کو ڈپریس کرنا۔

"تم دعا کرو اللہ نے چاہا تو سب ٹھیک ہو جائے گا۔ کہہ سکتے ہیں کہ وہ قوما میں ہے مگر ڈاکٹر نے کہا ہے انشاللہ جلد ہی ٹھیک ہو جائے گی۔۔۔"

ڈاکٹر نے انہیں سکینہ کو ہوش آنے کی کوئی امید نہ دلائی تھی مگر وہ یَشل کو یہ بات بتا کر نئی پریشانی اور اذیت میں نہیں دھکیل سکتے تھے۔

"انشاللہ۔۔۔آپ آئے تھے میرے پاس میں سو رہی تھی لیکن آپ کو دیکھا تھا۔۔"

یاد آنے پر اسنے ذکر کیا تو عدنان صاحب نے سر کو ہلکی سی جنبش دی

"ہاں کچھ ضروری باتیں کرنی تھی۔۔۔تم بھی اپنی ہی گائے ہو۔ کس نے کہا میں اپنی بیٹی سے ناراض ہوں؟"

عدنان صاحب نے بازو اسکے کندھوں کے گرد حائل کیا تو وہ کچھ خجل سی ہوگئی۔۔۔

"ہاں تو آپ بھی ایسے چلے گئے جیسے مجھ سے کوئی تعلق ہی نہیں۔۔"

یَشل شکوہ امیز لہجے میں بولی تو عدنان صاحب بے اختیار ہنس دیئے۔

"میں تمہیں وقت دے رہا تھا۔ تمہاری دو، دو مائیں اور پھر تمہاری سب سے بڑی حامی نشہ۔۔ان تینوں نے بھی بیٹھ کر تمہیں درس دینے تھے تو میں نے

سوچا بعد میں آرام سے بات کرلیں گے کہیں ہماری شہزادی تنگ آکر دروازہ ہی نہ بند کرلے۔۔"

یَشل بھی اس بار مسکراہٹ نہ روک سکی۔

"ارمغان سے کوئی بات ہوئی ہے تمہاری؟"

اچانک ہونے والے اس سوال پر یَشل کے قدم رک گئے۔ اس ہرگز توقعہ نہ تھی کہ وہ سیدھا سیدھا ارمغان کا ہی ذکر کریں گے۔ یشل کے ساتھ ساتھ عدنان صاحب بھی رکے۔

"بیٹھ کر بات کرلیتے آؤ۔۔"

عدنان صاحب وہاں پڑی کرسیوں کی طرف بڑھے تو دھک دھک ہوتے دل کے ساتھ یَشل بھی سامنے والی کرسی پر بیٹھ گئی۔

"نن۔۔۔نہیں میری بات نہیں ہوئی۔۔"

حلق میں آنسوؤں کا گولا پھس گیا تھا

"اچھی بات ہے۔۔۔" یَشل نے حیرت سے ان کی طرف دیکھا تھا۔ ان کے اتنے مختصر سے جملے پر یَشل کو ایسا لگنے لگا جیسے وہ شروع سے ان دونوں کو

ساتھ دیکھنا ہی نہیں چاہتے تھے۔پتا نہیں اسکی سوچ اس قدر منفی کیسے ہو گئی تھی۔

" بچے۔۔۔سب جانتے ہیں تم مجھے قرت سے بھی زیادہ عزیز ہو میں کبھی تمہارا برا نہیں چاہوں گا۔ میں تو کیا کوئی بھی نہیں چاہے گا۔۔ مگر کیا ہم حالات کو بدل سکتے ہیں؟ خدا کے فیصلوں کے آگے سر جھکانے کے سوا کوئی اوپشن نہیں ہے۔ نہ تمہارے اور نہ ہمارے پاس۔۔۔ اور بہتری بھی اسی میں ہے۔۔۔مسائل اور چینجز سب کی زندگیوں میں آتے ہیں۔ میری زندگی میں بھی ہیں، تمہاری زندگی میں بھی ہیں دوسروں کی زندگی بھی پرفیکٹ نہیں۔ اس دنیا میں کوئی بھی ایسا شخص نہیں جس کی زندگی تیر کی طرح سیدھی اور حلوہ بنانے جیسی آسان ہو۔ مشکلات آتی ہیں، انسان بیمار ہوتا ہے، کبھی زیادہ کبھی کم، کبھی کوئی مسئلہ کبھی کوئی۔"

وہ نرمی سے کہہ رہے تھے اوریشل خاموشی سے سن رہی تھی۔

"دنیا کے امیر ترین انسان کی زندگی بھی ایسی نہیں جس میں کوئی پریشانی نہ ہو۔ کسی بچے سے بھی پوچھو گی تو وہ کہے گا اس کو وہ کھلونا چاہیے اوریہ اس کی

زندگی میں سب سے بڑا مسئلہ ہے۔ پھر وہ تمہیں بتائے گا کہ اسکو ٹافیاں خریدنی ہیں اور اسے ماں پیسے نہیں دے رہی۔"

"یہ سب کے ساتھ ہوتا رہتا ہے۔ اچھا وقت آتا ہے برا وقت آتا ہے آزمائشیں آتی ہیں اور یہی زندگی کی حقیقت ہے۔ تم یہ مت سمجھو کہ خدا نے تمہاری دعائیں نہیں سنی تمہاری دعاؤں کو رد کردیا۔ ایسا نہیں ہے وہ سب کی سنتا ہے وہ ستر ماؤں سے زیادہ پیار کرتا ہے۔۔۔ بچے اس نے تمہیں مسترد نہیں کیا۔۔۔یہ اسی کی دی ہوئی آزمائشیں ہیں جن کا سامنا تم نے کرنا ہی کرنا ہے۔ خدا ہمارے لیے ایسے حالات پیدا کرتا ہے اور ہمیں ان حالات سے گزرنا پڑتا ہے اور پھر ہم پہلے سے زیادہ مضبوط ہوجاتے ہیں بہتر انسان بن جاتے ہیں جنہیں زندگی کے امتحانات میں کامیابی حاصل کرنا آتی ہے۔ جو ڈر کر بھاگتے نہیں بلکہ ڈٹ کر سامنا کرتے ہیں۔۔۔۔ آگے کنواں پیچھے کھائی نہیں ہے۔ راستہ ہے اور وہ تم نے تلاش کرنا ہے۔ سب ختم ہوگیا۔۔۔؟ نہیں ہوا۔۔۔!

اس چیز کا فیصلہ ہم نے نہیں خدا نے کرنا ہے۔ اختتام نہیں ابھی تو یہ نئی شروعات ہے بچے۔ زندگی حسین ہوتی نہیں ہے اسے حسین بنانا پڑتا ہے۔ جو بچ

بو گی پودہ اسی کا نکلے گا۔ بہتری بھی اسی کی زندگی میں ہوتی ہے جو خود بہتری چاہتا ہے۔۔ پھولوں کی سیج پر بیٹھے رہنے سے کس کو کیا ملتا ہے؟"

عدنان صاحب کو اب اسکا آنسوؤں سے ترچہرا نہیں نظر آرہا تھا۔ وہ سر جھکائے ہچکیاں لیتے رو رہی تھی۔

"میں مانتا ہوں یہ جو ہوا ہے نہیں ہونا چاہیے تھا مگر ہونی کو کون روک سکتا ہے۔ اس نئے رشتے کو تم نے ایکسپٹ کرنا ہے اور نبھانا بھی ہے۔ تمہیں ارمغان کو بھولنا ہوگا۔۔۔"

ان کے آخری جملے پر اس کے آنسو چند لمحوں کے لیے تھم گئے۔ آنکھوں میں حیرت اتر آئی اسنے چہرا اٹھا کر عدنان صاحب کو دیکھا جو اتنی آسانی سے ارمغان کو بھولنے کے لیے ایسے کہہ رہے تھے جیسے وہ انسان نہیں کوئی کھولنا ہو جو نیا مل گیا تو پرانا والا بھول جاو۔

"میں جانتا ہو یہ مشکل ہے مگر نا ممکن نہیں ہے۔۔ تم۔۔۔"

"یہ نا ممکن ہی ہے ماموں۔۔۔"

اسنے عدنان صاحب کی بات کاٹتے گھٹی آواز میں کہا تھا۔

"میں نے ساری زندگی صرف اس شخص کے خواب دیکھے ہیں اور اب اس کی جگہ میں کسی اور کو کیسے سے سکتی ہوں؟ وہ پہلی محبت ہے میری کیا اتنا آسان ہے اسے بھلانا؟ ہرگِز نہیں۔۔۔ اس کے بغیر سانس لینا بھی دشوار ہے۔ "

وہ کہنا چاہتی تھی اگر وہاں عدنان صاحب کی جگہ کوئی اور ہوتا تو وہ کہہ بھی دیتی مگر احترام کا یہ رشتہ ایسا تھا جہاں اس نے کبھی اس طرح کھل پر عدنان صاحب سے بات نہیں کی تھی۔ انکے سامنے اس طرح کھل کر اپنے جزبات زبان پر لانا مشکل تھا۔

"انسان چاہے تو کیا نہیں ہو سکتا؟ دل سے رائد کو قبول کرو ہر انسان کو سمجھوتہ کرنا پڑتا ہے کہیں نہ کہیں۔۔۔ تمہیں بھی کرنا ہے۔۔"

NOVEL HUT

وہ خاموش رہی تھی۔

"ارمغان کو میں سمجھا دوں گا وہ تمہیں پریشان نہیں کرے گا یا تمہاری مشکلات میں اضافے نہیں کرے گا۔۔۔"

"مگر اس کی زندگی میں تو مشکلات پیدا ہونگی نہ؟ میں نے وعدہ کیا تھا اس سے میں واپس آؤں گی۔۔"

وہ بامشکل بول پائی تو عدنان صاحب نے گہرا سانس لیا۔

"کچھ وعدے ٹوٹنے کے لیے ہی بنتے ہیں۔ میں سمجھا دوں گا اسے۔۔۔"

"کیا سمجھائیں گے آپ ماموں؟ یہ کہ جس سے وہ شادی کرنا چاہتا تھا وہ کسی اور کی بیوی بن گئی ہے؟ پتا ہے نہ آپ کو وہ واقعی یَشل کو چاہتا تھا اور گریجویشن ہوتے ہی اس نے آپ سے یَشل کو گھر لانے کی بات کی تھی؟ آپ کو اچھے سے پتا ہے کہ یَشل کے کراچی واپس آنے پر وہ نکاح کرنا چاہتا تھا۔۔"

نِشہ کی طرف سے ہونے والے اس انکشاف پر یَشل ششدر رہ گئی۔ وہ اسے ڈائیریکٹ بیوی بنانے کا ارادہ رکھتا تھا اور یَشل کو لگتا تھا اسکا دور دور تک کوئی ارادہ ہی نہیں۔

"نِشہ۔۔۔۔! " عدنان صاحب نے اسے خاموش ہونے کو کہا مگر وہ بھی ماہا ڈھیٹ تھی۔ اسنے کبھی بدتمیزی والا لہجہ نہیں اپنایا تھا مگر خاموش بھی نہیں ہوتی تھی۔

"ماموں پلیز۔۔۔مان جائیں کے زیادتی ہوئی ہے اور ہمیشہ ہوگی ! اس میں ہم سب کا ہاتھ ہے آپ کو ماننا ہوگا ! ہونی کو کوئی نہیں روک سکتا؟ آپ چاہتے تو کیوں نہیں روک سکتے تھے؟ اسکو بیٹی مانا ہے نہ آپ نے؟ پھر کیوں بیٹی کے لیے آواز نہیں اٹھائی؟ باپ کا حق کیوں نہیں ادا کیا؟ سکینہ خالہ نے تو کبھی اس کے لیے کچھ نہیں کیا پھر اتنا بڑا فیصلہ کیوں کرنے دیا انہیں؟"

یہ وہ سوال تھے جن کے جواب عدنان صاحب کے پاس نہیں تھے۔ یَشل کی نظریں نشہ پر تھیں جبکہ نشہ کی عدنان صاحب پر۔

نشہ اسکی زندگی کا اہم کردار تھی۔ جس طرح اس نے ہر حال، ہر مشکل وقت میں اس کا ساتھ دیا تھا جس طرح وہ اس کی آواز بنی تھی، خدا اور نشہ کا وہ جتنا شکر ادا کرتی کم تھا۔۔

عدنان صاحب چند لمحے خاموشی سے نِشہ کو دیکھتے رہے۔ وہ انہی کی اولادیں تھیں جنہیں انہوں نے خود لڑنا سکھایا تھا حق کے لیے آواز اٹھانا سکھایا تھا۔ نشہ نے انکے زیرِ سایہ پرورش پائی تھی اور وہ ان سب سے مختلف تھی۔ ان تمام بچوں پر انہوں نے ماموں نہیں باپ بن کر ہاتھ رکھا تھا۔ وہ سب بہترین پرورش کی مثال تھے مگر نِشہ وہ لڑکی تھی جو احترام اور تمیز کے دائرے

میں رہ کر اچھے اچھوں کو جواب دے جاتی تھی اور وہ کبھی غلط نہ ہوتی تھی۔ جتنا اسے سب کا پیار ملا تھا اس سے دگنا پیار وہ سب سے کرتی تھی اور کسی کے معاملے میں ناانصافی اسے برداشت نہ ہوتی۔

"اب کیا ہو سکتا ہے؟"

وہ صرف اتنا ہی کہہ سکے تھے کہنے کے لیے کچھ تھا بھی نہیں۔

"یہی تو افسوس ہے کہ اب کچھ نہیں ہو سکتا اور ایک بات ماموں۔۔۔ارمغان کو سمجھانے میں مجھ سے مدد کی امید مت رکھیے گا میں یہ نہیں کر سکوں گی۔۔۔"

عدنان صاحب نے دل گرفتگہ ہو کر نشہ کو دیکھا۔یہی تو ان کی امید تھی ارمغان کے حوالے سے۔۔ وہ کچھ تھکے ہوئے اعصاب کے ساتھ کرسی سے اٹھے اور یَشل کی طرف آئے جو آنسوؤں پر ضبط کرنا چاہ رہی تھی مگر نا ممکن تھا۔ انہوں نے اس کے سر پر ہاتھ دھرا۔

"انسان خطا کا پتلا ہے۔۔۔ہماری خطاؤں کو معاف کر دینا۔۔۔"

وہ چلے گئے مگر یَشل اور نشہ کافی دیر وہاں بیٹی رہیں۔

☆☆☆☆☆

"اوففف عزہ حد ہے۔۔تمہیں بہت شوق ہے جلتی پر تیل ڈالنے کا؟"

وہ ابھی ناشتے سے فارغ ہوئی تھی کہ عزہ کی کال آنے لگی کال پک کرنے پر عزہ نے اسے کل ارمغان والی بات بتا دی جسے سن کر آمنہ کو کوفت ہوئی۔

"یار بس میرے دل میں آیا تو بول دیا میں سوری بولنے گئی تو تھی مگر موقع ہی نہیں ملا بھائی تھے وہاں۔۔۔"

"ایسے کام ہی مت کیا کرو کہ سوری بولنا پڑے مطلب حد ہے۔۔تمہیں تو چاہیے تم اس کے ساتھ نرمی سے اس طرح بات کرو کہ اسکا دھیان یَشل کی طرف نہ جائے۔۔اوف عزہ دال گلانی ہے تو ویسے کرو جیسے یَشل کیا کرتی تھی اس کی کمی کو پورا کرو۔۔۔"

آمنہ سہی چلاک عورتوں کی طرح اسے ایسے مشورے دے رہی تھی جیسے سو سال کا تجربہ ہو۔

"اسکی کمی کو پورا کرنے سے کیا ہوگا؟ آنا تو اس نے واپس ہے ہی ! ! کون سا ہمیشہ ہمیشہ کے لیے چلی گئی ہے۔ اس کے واپس آنے پر سب کا ک ہوجانا ہے تو اتنے پاپڑ بیلنے کا فائدہ؟"

اسکے لہجے کی ناگواری چھپی نہ تھی۔ آمنہ نے گہرا سانس لیا ۔ ایک تو یہ لڑکی مدد اور مشورے مانگنے کے لیے کال کرتی تھی مگر اس کے آگے بولنا یعنی بھینس کے آگے بین بجانا۔

"عزہ کچھ سمجھداری سے کام لو۔۔چلو اگر سب ضائع گیا بھی تو کیا ہوگا؟ ابھی تک بھی تو ضائع ہی ہوا ہے تو تھوڑا اور سہی۔۔"

وہ آخری بات تھوڑی آہستگی سے بولی تو عزہ کا پارہ ہائی ہوگیا۔

"ہاں تم تو یہی چاہتی ہو اپنے شہزادے بھائی کے لیے جو مجھے پسند کر بیٹھی ہو ! "

عزہ نے کڑھتے ہوئے کہا تو آمنہ دوسری طرف ہنس دی

"ہاں یہ بات تو ہے مگر دو طرفہ تو کیا یہ یک طرفہ بھی نہیں ہے۔۔ بس میری خواہش ہے جس کی سنے گا کوئی نہیں۔۔

وہ آہ بھرتے ہوئے بولی تو عزہ نے آنکھیں گھمائی۔پہلی بار ذکر کرتے ہوئے تو اس نے کہا تھا کہ وہ ہارون کو پسند آئی ہے۔۔لگتا ہے نواب صاحب کا دل کسی اور پر آگیا۔۔عزہ نے سر جھٹکا۔

"بات یہاں سے وہاں مت کرو میری مدد کرو بہن۔۔"

وہ رونے والے انداز میں بولی تو آمنہ نے منہ بنایا

"عزہ کر تو رہی ہوں اتنا کچھ کہا ہے تمہارے چھوٹے دماغ میں کچھ گھس بھی تو نہیں رہا۔پلیز نہ دفع کرو سب میں ہارون بھائی کی پکچر بھیج دیتی تمہیں اچھے لگیں گے۔۔۔" وہ تھوڑے منت کرنے والے انداز میں بولی

"بکو مت آمنہ میں اس لیے کال نہیں کرتی کہ تم ارمغان کی جگہ اپنے بھائی کو لا کھڑا کرو آئیندہ کے بعد مجھ سے ایسی کوئی بات مت کرنا!"

وہ غصے سے بولتی کال کاٹ گئی تو آمنہ نے کچھ نادر ہوتے فون کی سکرین کو دیکھا جہاں کال ڈِس کنیکٹڈ لکھا آرہا تھا۔۔۔

"یار عزہ سوری میں تو مذاق کر رہی تھی اور میں مانتی یوں ایسی سیچویشن میں مجھے مذاق نہیں کرنا چاہیے تھا۔۔۔"

دوبارہ کال کرنے پر جب عزہ نے اٹینڈ نہ کی تو وہ میسج ٹائپ کرنے لگی۔ اس کو میسج سینڈ کرکہ وہ مختلف سوشل میڈیا ایپس دیکھنے لگی تبھی اسے نوٹیفیکیشن ریسو ہوا "ہادی قریشی وانٹس ٹو سینڈ یو آ میسج" اسنے جلدی سے نوٹیفیکیشن پر کلک کیا تو ہادی کی میسج ریکویسٹ میں پڑی چیٹ کھل گئی جہاں اس نے نیا میسج بھیجا تھا۔

"میری چاہتوں کا کچھ تو خیال کر۔۔۔

میں اداس ہوں مجھے کال کر۔۔۔"

آمنہ کے ہونٹوں پر خوبصورت مسکراہٹ بکھرتی چلی گئی تھی۔ ایسا نہیں تھا کہ کسی لڑکے کی طرف سے آنے والا یہ پہلا میسج تھا۔ اسے بہت میسجز آتے رہتے تھے یہاں تک کہ اس کے اپنے کزنز بھی اس سے فرینک ہونے کی کوشش کرتے رہتے مگر یہ وہ پہلا لڑکا تھا جو اسے بار بار اپنی طرف متوجہ کرتا تھا اور یہ اس کے میسجز آنے سے پہلے کی بات ہے کہ وہ اکثر ہی سجیشنز میں شو ہونے والی اس کی آئی ڈی کو کھول کر اوپر سے نیچے تک دیکھا کرتی تھی اور اب تو اس کی پوری وال آمنہ کو حفظ ہوگئی تھی۔ اسنے ہادی سے ہینڈسم لڑکے بھی دیکھے تھے مگر

ہادی میں کچھ تھا جو اسے دوسروں میں نظر نہ آتا۔ اسنے کچھ سوچ کر میسج ریکویسٹ اسیپٹ کی اور میسج ٹائپ کرنے لگی۔

"آپ پیکج کروا دیں۔۔۔" اسنے مختصر سا جملہ لکھ کر سینڈ کیا۔

"وائے ری قسمت عزہ کی دوست بھی اس جیسی غریب نکلی" کمرے میں آمنہ کا قہقہہ گونج اٹھا۔

"اتنی بھی غریب نہیں میں لیکن کال پیکجز نہیں کرواتی میں۔۔۔"

"تو مطلب میرے پیسے خرچ ہونے والے؟" وہ بلاوجہ ہی بلش کر گئی

"میں نے ایسا تو نہیں کہا کہ آپ کارون کا خزانہ خرچ کریں مجھ پر۔۔۔"

"ابھی تو کہا کہ آپ پیکج کروا دیں۔۔۔"

NOVEL HUT

آمنہ نے بے اختیار زبان دانتوں تلے دبائی

"وہ تو ویسے ہی کہا میں نے۔۔۔"

"آپ کارون کے خزانے کی بات کر رہی ہیں؟ حکم کریں بس جان بھی خرچ کر دیں گے۔۔"

اسنے آمنہ کے پہلے والے میسج پر دوبارہ ریپلائی دیا تو آمنہ پھر سے بلش کرتی ہلکا سا ہنس دی پھر جلدی سے دل کو ڈپٹا

"جی نہیں اس عنایت کی ضرورت نہیں۔۔۔"

"پھر کِس چیز کی ضرورت ہے وہ دے دیتے۔۔"

"میرے بھائی کے لیے عزہ دے دو۔۔۔" وہ شرارت سے میسج لکھتے لکھتے رکی اور جلدی سے ریمیوو کیا۔۔

"دعا دیں۔۔۔عاشقوں کی دعائیں قبول ہوجاتی ہیں۔"

"مانا کہ ہم تھوڑے عاشق مزاج ہیں مگر ایسا بھی عشق لاحق نہیں ہوا کہ دعائیں ہی قبول ہونے لگ جائیں۔۔"

چند لمحے وہ مسکراتے ہوئے چیٹ دیکھتی رہی

"ہو جائے گا عشق بھی لاحق۔۔۔۔"

آمنہ نے میسج بھیجتے ہی فون سائیڈ پر رکھ دیا۔ وہ اس سے مزید بات کرنا چاہتی تھی مگر نہیں۔۔۔خود پر کنٹرول رکھنا تھا۔ اس معاملے میں بے اختیار نہیں ہونا چاہتی تھی۔

"عشق تو بڑی آگے کی بات ہے۔۔مگر چھوٹی موٹی محبت تو شاید ہمیں بھی ہے۔۔"

لاک سکرین پر نظر آتے ہادی کے میسج کو دیکھ کر بلاوجہ ہی دل دھڑکا تھا۔ جیسے اس محبت کے پیچھے آمنہ کا عکس چھپا ہو شاید یہی حقیقت تھی یا پھر کچھ اور۔۔

☆☆☆☆☆

"تمہارا موڈ کیوں آف ہے؟" وہ گاڑی میں بیٹھی تو افہام نے سوال کیا

"کِس نے کہا میرا موڈ آف ہے؟"

بغیر دیکھتے جواب دیتے اسنے ہاتھ میں پکڑا فون انلاک کیا۔

"ہاں تو اور؟ صبح ناشتے پر بھی کچھ اکھڑی اکھڑی سی تھی تم۔۔میرے انڈے میں بھی اتنی زیادہ مرچیں ڈالی تھی اوف توبہ۔۔"

"تو رکھ لیں اپنے لیے خانساماں جو دن رات پروفیشنل شیف کی طرح پرفیکٹ کھانا دے آپ کو !"

وہ کچھ غصے کے عالم میں بولی تو افہام نے حیرت سے قرت کو دیکھا۔

"ارے۔۔میری پیاری سی جان کو غصہ بھی آتا ہے؟"

"نہیں بھئی ہمیں کیوں غصہ آئے گا وہ تو ہم پر حرام ہے ! اب گاڑی سٹارٹ کریں گھر لے کر چلنا ہے یا میں میٹرو سے چلی جاؤں؟"

افہام کے نرمی سے بولنے پر وہ طنزیہ ہوئی اور پھر گاڑی جب اپنی جگہ سے ایک انچ بھی نہ ہلی تو اسے یاددہانی کروائی کہ گھر بھی جانا ہے۔

افہام نے اسکی کیفیتِ مزاج کو پر غور کرتے مزید کچھ نہ کہا اور خاموشی سے گاڑی سٹارٹ کرتے آگے بڑھا دی کہیں واقعی ہی نہ گاڑی سے اتر کر وہ میٹرو یا ٹیکسی سے چلی جائے۔ وہ ایسی ہی تھی ایک تو اسے غصہ ذرا کم آتا تھا مگر جب آتا تھا تو سب کو اپنے غصے سے چوکنا کر دیتی تھی اور اس سے کوئی بعید نہ ہوتا۔ یہی وجہ تھی کہ جب وہ غصے میں ہوتی تو سب بحث میں پڑنے سے اجتناب کرتے سوائے عزہ کے۔

پورچ میں گاڑی رکی تو وہ بغیر اس کی طرف دیکھے گاڑی سے اتر کر اندر چلی گئی۔ افہام نے ونڈ سکرین سے اسکی پشت دیکھ کر گہرا سانس لیا اور خود بھی گاڑی سے اتر کر اندر کی طرف بڑھا۔

"عِزہ مجھے کھانا دے دو یار بہت بھوک لگی ہے بعد میں چینج کرلوں گا۔۔"

وہ ہال میں داخل ہوتا جان بوجھ کر قرت کے ساتھ صوفے پر بیٹھا تو قرت نے ایک نظر اسے دیکھا جو اونچی آواز میں عزہ کو کھانا لانے کا آرڈر دے رہا تھا۔ افہام دوپہر کا کھانا کم ہی کھاتا تھا کیونکہ وہ عزہ بناتی تھی گھر میں رکھی میڈ کی مدد سے اور افہام کو وہ کچھ خاص پسند نہ آتا۔

"بتاؤ نہ کیوں ناراض ہو؟" وہ اسکے مزید قریب کھسکا تو قرت نے کڑی نظروں سے اسے گھورا۔

NOVEL HUT

"دور ہٹیں اگر کسی نے دیکھ کیا تو لگ پتا جائے گا!"

"ارمغان نہیں ہے گھر پر۔۔۔کال آئی تھی مجھے اس کی۔۔"

"اس کا مطلب یہ نہیں کہ آپ بے شرمی پر اتر آئیں۔۔۔"

وہ بے نیازی سے بولا تو قرت نے ٹیڑھی آنکھوں سے اسے دیکھتے ہوئے کہا۔

"استغفرُللہ۔۔۔الزام تراشی کم کیا کرو تم میں نے تو ابھی کچھ کیا بھی نہیں۔۔" وہ کچھ خفا ہوا تھا قرت خاموشی سے اسے دیکھنے۔

"اتنے پیار سے دیکھو گی تو واقعی کچھ کردوں گا۔۔۔" وہ اسکے چہرے سے نظر ہٹا کر بولا۔ قرت کا دل تھوڑا سا پگھلا اور اسنے آنے والی مسکراہٹ کو روک کر اسے گھورا پھر اپنی جگہ سے اٹھ کر سیڑھیاں چڑھتی اوپر چلی گئی۔ کمرے میں آئی تو عزہ خواب خرگوش کے مزے لے رہی تھی۔ قرت نے اسے دیکھ کر گہرا سانس لیا۔ وہ پچھلے کچھ دنوں سے رات دیر تک ڈرامے دیکھتی رہتی۔ صبح دس تک اٹھ جاتی پھر دوپہر تین چار بجے دوبارہ سو جاتی تو مغرب سے پہلے قرت اسے اٹھا دیتی۔ قرت نے کپڑے بدلے اور فریش ہونے کے بعد کمرے سے نکل کر دوبارہ نیچے آئی۔ ہال میں جھانکا تو افہام ابھی بھی وہیں بیٹھا گہری سوچ میں تھا۔

"ہنہہ!! سوچ رہے ہونگے اس ڈائن کے بارے میں۔۔۔"

کچھ دیر پہلے تھوڑا کم ہونے والا غصہ دوبارہ آنے لگا۔ وہ غصہ دباتی کچن میں آئی اور برتن پٹخ پٹخ کر افہام کے لیے کھانا نکالنے لگی۔ باہر بیٹھے افہام نے آنکھیں کھول کر کچن کے دروازے کو اشتیاق سے دیکھا۔

قرت نے چولہا جلا کر اس پر توا رکھا اور فریج سے آٹا نکال کر روٹی بیلنے لگی۔ غصہ اتنا تھا کہ ہمیشہ گول روٹی بنانے والی قرت نے ٹیڑھی میڑھی روٹی کو ٹھیک کرنے کی کوشش نہ کی اور اسے توے پر ڈال دیا۔ آگ نکالتے توے نے روٹی کی ایک سائیڈ کو اچھا خاصہ جلا دیا جسے دیکھ کر قرت کے غصے میں اضافہ ہوا۔

"اسی روٹی کو کھائیں اب!" اسنے ایک سائیڈ سے جلی ہوئی روٹی کو چنگیری میں اتارا اور مائیکرو ویو سے سالن نکال کر باہر آئی۔ کھانا ٹیبل کر رکھ کر پھاڑ کھانے والی نظروں سے افہام کو گھورا اور پیر پٹختی دوبارہ اوپر چلی گئی۔ افہام تو چند لمحے ہل ہی نہ سکا

"اب اسکو کونسی مرچیں لگی ہیں۔۔۔۔"

اسنے اوپر جاتی قرت کو دیکھ کر سوچا پھر سر جھٹک کر کھانا کھانے لگا۔ جانتا تھا خود ہی بتا دے گی مگر اسے اندازہ نہیں تھا کہ وہ تب تک زبان سے ایک لفظ نہیں نکالے گی جب تک وہ بار بار اس سے پوچھے گا نہیں۔

☆☆☆☆☆

"مسٹر عادل میں نے آپ سے پہلے ہی کہا تھا کہ اگر نہیں دو تین دن میں ہوش نہ آیا تو ہم کچھ نہیں کر سکیں گے۔ ہفتہ ہونے کو آیا ہے پیشنٹ کی حالت میں بہتری نہیں آئی انہیں ٹریٹمنٹ دیا جارہا ہے مگر ہم آپ کو کوئی امید نہیں دلائیں گے۔۔ آپ خود کو ہر طرح کی سچویشن کے لیے تیار رکھیں۔۔۔"

یشل ہسپتال کے کیفے میں بیٹھی کچھ دیر پہلے عادل سے ہہی گئی ڈاکٹر کی باتیں یاد کر رہی تھی جب نا جانے وہ کہاں سے ٹپکا اور اسکے سامنے والی کرسی پر سکون سے بیٹھ کر اسے اسے دیکھنے لگا۔ آس پاس لوگوں کے خیال سے خاموش رہتی یشل کمال ضبط کا مظاہرہ کر رہی تھی مگر پھر رائد کی جسم کے آر پار ہوتی

نظروں سے اسکا ضبط جواب دے گیا وہ کچھ بولنے ہی لگی تھی جب رائد نے زبان کھولی۔

"میں نے سوچا نہیں تھا کہ اپنی تازہ تازہ بنی بیگم سے میری ملاقات ہسپتال کے کیفے میں ہوگی۔۔"

اسے افسوس ہورہا تھا۔

"شکر کرو ہسپتال کے کیفے میں ہورہی نا کہ کسی وارڈ میں پڑے سٹریچر پر!"

اسے کڑھ کر جواب دیا تو رائد نے قہقہہ لگایا۔

"اگر سٹریچر تک پہنچنے والی یَشل رائد خٹک ہوگی تو قبر میں پہنچنے کو بھی تیار ہو جائیں گے۔۔"

وہ نام پر خاصہ زور دے کر بولا جیسے جتا رہا ہو کہ وہ اب یَشل ریحان نہیں رہی۔ یَشل نے گود میں پڑی مٹھی بھینچی۔

"رائد میرا صبر مت آزماؤ میں یہاں سکون کے لیے آئی ہوں!"

"سکون تو اب صرف میری بانہوں میں ملے گا۔۔"

رائد کی بے حیائی پر یَشل کی آنکھیں پھیلی تھی۔ کیا بے حیا انسان تھا یہ ! اسنے دانت پیستے غصہ دبایا جبکہ رائد کے ہونٹوں پر مسکراہٹ تھی۔

"سکون کی بات تو تم کرو ہی مت۔۔۔زہر کی چلتی پھری بوتل کسی کو کیا سکون دے گی ! "

وہ بولتی ہوئی اپنی جگہ سے اٹھی اور جانے لگی

"ارے۔۔۔اس زہر کی بوتل کو چائے میں گھول کر پی جاؤ نہ۔۔"

رائد نے ٹیبل پر پڑے ڈسپوزیبل چائے کا کپ اٹھایا اور کرسی سے اٹھتا ہوا بولا تو یَشل اسکی لوگوں کی سامنے کی جانے والی بکواس پر اسکی طرف پلٹی۔ آس پاس کے لوگوں نے چہرے موڑ موڑ کر انہیں دیکھا۔

"رائد مجھے مجبور مت کرو کہ میں یہ چائے تمہارے اوپر انڈیل دوں ! "

یَشل نے شدید غصے کے عالم میں اسکی طرف آتے ہوئے کہا تو اسکی مسکراہٹ گہری ہوئی۔

"انڈیل دو۔۔۔" وہ ہلکا سا اسکی طرف جھک کر بولا۔ اگر اسے یَشل کے اگلے عمل کا اندازہ ہوتا تو وہ اس سے دس قدم دور ہوجاتا مگر دونوں کے درمیان

دو قدم کا فاصلہ تھا۔ یشل ایک قدم آگے آئی اسکے ہاتھ سے چائے کا کپ لیا۔ دو سیکنڈ بعد کپ میں پڑی آدھی چائے رائد کی آسمانی رنگ کی شرٹ کا رنگ بدل گئی تھی۔ کیفے میں آچانک پن ڈراپ سائلنس چھا گئی۔ یشل نے خالی ڈسپوزیبل کپ بھی اسکے سینے پر مارا اور لمبے لمبے ڈگ بھری کیفے سے نکل گئی۔ وہاں موجود تمام لوگوں کی نظریں رائد پر تھی جو ہونک بنا کھڑا تھا۔ شاک ہی تو تھا جو اسے لگا تھا۔ یشل کی طرف سے اس ردعمل کی امید اسے ہرگز نہ تھی اور اتنے لوگوں کے سامنے یہ شرمندگی۔

"یہ تو اس اداکارہ سکینہ کا بیٹا ہے۔۔اسی ہسپتال میں ایڈمٹ ہے نہ وہ۔۔۔یہ لڑکی پتا نہیں کون تھی۔"

کانوں میں پڑنے والی اس آواز پر اس کا دل کیا کہ زمین پھٹے اور وہ اس میں سما جائے۔ اسنے غصے سے مٹھی بھینچی اور جلدی جلدی قدم اٹھاتا بغیر کسی کی طرف دیکھے کیفے سے نکل کر پارکنگ کی طرف بڑھا۔

☆☆☆☆☆

"رائد کہاں ہے۔۔۔تم سے ملا؟"

وہ جیسے ہی وارڈ کے پاس پہنچی تو وہاں کھڑے عادل نے سوال کیا جسے سنتے ہی یَشل گڑبڑا گئی۔۔

"جج۔۔جی وہ۔۔پتا نہیں شاید گھر چلا گیا ہوگا۔۔"

اسے اندازہ تھا جو وہ رائد کے ساتھ کرکہ آئی تھی اسنے گھر ہی جانا تھا۔ وہ اپنا امیج تھوڑی خراب کر سکتا تھا۔

"عجیب جاہل انسان ہے یہ ہم دونوں اڑن کھٹولے پر واپس جائیں گے کیا!"

عادل ایک دم غصے سے بولتے جیب سے فون نکلنے لگے تو یَشل نے کچھ حیرت سے دیکھا۔ وہ پچھلے دنوں سے غصے میں اور چڑچڑے سے رہنے لگے تھے اور ان کا سارا غصہ رائد پر ہی نکلتا۔ یقیناً وہ سکینہ کی وجہ سے پریشانی میں ایسے ہوگئے تھے۔

"انکل ابھی کون سا ہم جا رہے ہیں وہ واپس آجائے گا۔۔"

وہ رائد کو نمبر ڈائل کرنے ہی لگے تھے جب یَشل نے کہا۔

"پہلی بات تو میں تمہارا انکل نہیں رہا اب اور بچے۔۔ ابھی نہیں تو کچھ دیر بعد ہی واپس تو جانا تھا نہ۔۔۔" وہ نرمی سے بولے اور فون نمبر ڈائل کیا جبکہ یشل انکی پہلی بات پر مسکرا دی پھر بولی

"ہاں آپ نے جانا تھا۔۔۔ میرا ارادہ ہسپتال رکنے کا ہے۔"

"نہیں نہیں۔۔۔ مجھے عدنان نے کہا ہے کہ تمہیں واپس لانا ہے ہسپتال میں رکنے کا فائدہ نہیں۔۔۔"

وہ ویسے ہی فون سے لگائے بولے تو یشل خاموش ہوگئی۔۔ رائد کے کال نہ پک کرنے پر وہ دوبارہ اسے کال کرنے لگے۔

"فون بھاڑ میں پھینک دیا ہے تم نے؟"

اسکے کال اٹینڈ کرتے ہی وہ اتنے غصے سے بولے کہ یَشل نے چونک کر انہیں دیکھا۔

"کہاں ہو تم۔۔؟" وہ دوسری طرف اسکی بات سن کر بولے

"ابھی کہ ابھی واپس آؤ۔۔۔"

"میں گھر پہنچنے والا ہوں اب !"

وہ کچھ کوفت زدہ ہوکر بولا اسکی آواز فون سے نکل کر یَشل کے کانوں میں بھی پڑی۔

"تمہیں سنائی نہیں دے رہا میں کیا کہہ رہا ہوں۔۔۔ !"

عادل غصے سے بولے تو یَشل نے انگلیاں چٹخائی۔ ایک تو اسے مردوں کے غصے سے بہت ڈر لگتا اوپر سے جو حرکت وہ رائد کے ساتھ کرکہ آئی تھی۔۔۔اس وقت تو بہت بہادری سے وہ کیفے سے نکل آئی مگر اب اسکی جان پر بن گئی تھی۔

عادل نے فون کاٹتے موبائل واپس پاکٹ میں ڈالا اور وہ دونوں کی وہاں رکھے بینچ پر بیٹھ گئے۔

"ماما کو ہوش کیوں نہیں آرہا؟ ماموں تو کہہ رہے تھے ماما ٹھیک ہو جائیں گی پھر۔۔۔کچھ دیر پہلے ڈاکٹر نے وہ سب کیوں کہا۔۔۔ایک رات میں کیا ہوگیا۔۔"

اسنے کافی دیر بعد سوال کیا۔ انجانا سا خوف تھا جو اسکے دل میں پیدا ہوگیا تھا اسی ڈر کے تحت وہ عادل سے پوچھنے لگی جیسے اسے معلوم ہوگا کہ آگے کیا ہونے والا ہے اور سکینہ کو ہوش کیوں نہیں آرہا.

"دعا کرو۔۔۔خدا نے چاہا تو ہوا جائے گی ٹھیک۔۔"

وہ افسردہ ہوتے ہوئے محض اتنا ہی بولے۔ اور کوئی تسلی بخش جملہ نہیں تھا جس سے وہ یَشل کو تسلی دیتے۔ یَشل کی آنکھیں لبلبہ گئی۔ تبھی اسے رائد آتا ہوا دکھائی دیا وہی داغدار شرٹ دیکھتے یشل نے ہونٹ چبایا اور اسکے چہرے کے سخت تاثرات۔۔۔

"یہ شرٹ کو کیا ہوا ہے تمہاری۔۔۔؟"

اسکے قریب آنے پر عادل نے اٹھتے ہوئے سوال کیا تو رائد نے پھاڑ کھانے والی نظروں سے بینچ پر بیٹھی یَشل کو دیکھا۔

"ایک اندھا ٹکرا گیا تھا۔۔۔یہی بدلنے گھر جارہا تھا۔۔"

پہلا جملہ یَشل اور دوسرا جملہ عادل کو دیکھ کر ادا کیا تو یَشل نے بے اختیار ہی غصے سے اسے دیکھا اور اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی۔

"چلیں اب گھر۔۔۔" عادل نے مڑ کر یشل کو دیکھا

"میں ایک بار ماما کو دیکھ آؤں۔۔۔"

وہ بولی ہوئی آئی سی یو کے اندر چلی گئی تو رائد اور عدنان دوبارہ بینچ پر بیٹھ گئے۔

☆☆☆☆☆

"کہا تھی تم اتنے دن سے؟ کال کیوں نہیں پک کی تمہیں اندازہ بھی ہے میں کتنا پریشان تھا لاپرواہی کی حد ہوتی ہے یشل!"

اسکی کال آتی دیکھ کر ارمغان نے ایک سیکنڈ کی بھی دیر کئیے بغیر کال اٹینڈ کی اور غصے میں شروع ہوگیا۔

"تمہیں ذرا احساس نہیں میرا میری جان نکلی جارہی تھی۔۔۔تم نے بلکل بھی یاد نہیں کیا نہ مجھے؟ ایک رات بھی سکون کی نیند نہیں آئی مجھے تم اتنی ظالم کیسے ہو سکتی ہو؟"

وہ ابھی بھی بول رہا تھا یہ جانے بغیر کے وہ دوسری طرف روئے جارہی تھیں

"کچھ بولو گی یا نہیں؟ تمہیں پتا بھی ہے میں نے تمہاری آواز کو کتنا مِس کیا؟ میں تو بھول گیا ہوں تمہاری آواز۔۔"

اسکا اچانک ہی گلا رندھ گیا جسے محسوس کرتے یشل کے دل میں درد کی ایک ٹیس اٹھی تھی۔

"کچھ بولو پلیز۔۔۔میں نے بہت مِس کیا ہے تمہیں۔۔"

اسکی آواز بھیگ گئی تھی یشل کے منہ سے بےاختیار ہی سسکی نکلی تو دوسری طرف ارمغان نے ہونٹ چبایا۔ وہ مرد تھا اور اس عورت کی یاد اور محبت نے اسے اس قدر کمزور کردیا تھا کہ وہ ہونے والے اس رابطے پر رو دینے کو تھا۔ آنکھیں چھپکتے اسنے آنسو روکنے چاہے۔ یَشل نے منہ پر ہاتھ رکھتے سسکی کو روکا تھا مگر آج یہ ممکن نہیں تھا۔

ہینڈ فری لگا کر دونوں ہاتھوں کو چہرے پر رکھے بیڈ پر لیٹی روئے جارہی تھی دوسری طرف وہ شخص اسکی سسکیاں سنتا اپنا ضبط آزما رہا تھا۔

"یَشل رونا بند کرو۔۔۔! !"

کافی دیر یَشل کے رونے پر اسکا ضبط جواب دے گیا اور غصے سے اسے خاموش ہونے کا کہنے لگا۔ یَشل کی رونے سے سرخ ہوتی بھیگی آنکھیں اور ناک اسے ہمیشہ خوبصورت لگتی تھی مگر آج اسکا یہ رونا اسے خوف میں بتلا کر رہا تھا مگر یشل خاموش نہ ہوئی اسکی بات سن کر وہ پہلے سے بھی زیادہ رونے لگی۔ ارمغان کا جی چاہا وہ دوڑ کر اسکے پاس چلا جائے اسکے آنسوؤں کو چن لیں اسے خود میں سمیٹ لے اور اسکی تکلیف کو نوچ کر دور پھینک دے۔

ارمغان نے صبر کا دامن تھامے رکھا کافی زیادہ رونے کے بعد یَشل کا دل کچھ ہلکا ہوا اور آنسو سوکھنے لگے تو اسکی سسکیاں رک گئی جس پر ارمغان نے سکون کا سانس ہوا میں خارج کیا۔

"تم واپس آرہی ہو نہ؟" اسکے خاموش ہوتے ہی سوال داغ تھا جسے سنتے یشل کو لگا وہ اسکے تازہ زخموں کو کرید رہا ہے۔ یَشل نے کال بند کردی بغیر کچھ کہے۔

ہفتے بعد دونوں کے درمیان ہونے والے اس رابطے میں نہ یَشل نے کچھ کہا تھا نہ ارمغان نے کچھ سنا تھا سوائے اسکی سسکیوں کے۔

"یشل۔۔۔ارمغان سے بات ہوئی تمہاری؟"

عطیہ نے کمرے میں داخل ہوتے ہوئے سوال کیا لیکن وہ چہرا موڑے ویسے ہی لیٹی رہی۔۔

"یشل۔۔۔تم رو رہی ہو کیا؟ ارے کیا ہوا؟"

عطیہ یَشل کی طرف آئی تو اسکا سسکتا وجود دیکھ کر اسکا رخ اپنی طرف کرنا چاہا مگر وہ مزید خود میں سمٹ گئی۔ عطیہ گہرا سانس لیتی بیڈ کی دوسری طرف آئی جس طرف رخ کئیے وہ رو رہی تھی۔

"یشل میری جان۔۔۔رات کے پہر نہیں روتے۔۔۔"

عطیہ نے اسکے چہرے پر آئے بال پیچھے کرتے نرمی سے کہا۔ اسکے رونے پر انہیں افسوس ہوا تھا۔ ناجانے کتنا عرصہ اس نے یونہی روتے رہنا تھا۔

"ارمغان کی کال آئی تھی مجھے۔ وہ کہہ رہا تھا یہاں آجائے گا اور تم جانتی ہو وہ ایسا واقعی کر دے گا اور تمہارے لیے مشکلات بڑھ جائیں گی۔۔"

عطیہ نے آرام سے کہتے ہوئے اسکے آنسو صاف کئیے تو یَشل کی بھیگی آنکھوں میں خفگی کا تاثر نمایا ہوا۔ وہ جانتی تھی عطیہ اسے کیا کہنے والی ہے۔

"اس سے ایک بار بات کرو۔۔۔رونا بلکل بھی نہیں ہے اسے تسلی دو کہ سب ٹھیک ہے اور تم سکینہ کی وجہ سے یوں رو رہی تھی۔ میں جانتی ہوں اسے جلد ہی پتا لگ جائے گا مگر ہمارے کراچی جانے کے بعد۔۔اور پھر تمہارے ماموں سب دیکھ لیں گے۔۔"

یَشل خاموشی سے انہیں دیکھتی رہ گئی تھی۔ کیسی مشکل تھی یہ کہ جو شخص اسکی ہر تکلیف سے واقف ہوتا تھا اس کے ساتھ "سب ٹھیک ہے" کا ڈرامہ کرنا تھا اب اسے۔

"اچھا ادھر آؤ کچھ نہیں ہوگا سب ٹھیک رہے گا۔۔۔"

عطیہ نے اسے قریب کیا اور اسکا ماتھا چوم کر متورآنکھیں صاف کرنے لگی۔

"نشہ بتا رہی تھی پرسو آپ لوگ واپس جا رہے ہیں؟"

وہ اداسی سے بولی تو عطیہ نے سر اثبات میں ہلایا۔۔

"یہاں اتنے دن رکنا ٹھیک نہیں۔۔ سکینہ کو اللہ صحت دے مگر عدنان کو اور ہم سب کو یہاں اس طرح رک جانا اچھا نہیں لگ رہا۔ سکینہ کے ٹھیک ہوتے ہی دوبارہ آجائیں گے۔۔"

عطیہ اسکے بکھرے بالوں کو سنورتی نرمی سے بولی تو وہ سر ہلکا سا اثبات میں ہلا گئی۔

"آبی بھی جائیں گی؟" اسکے سوال پر عطیہ سر اثبات میں ہلا گئی تو یَشل کا دل ڈوبنے لگا۔ اگر یہ سب چلے گئے تو وہ کیسے رہے گی یہاں؟

"بال نہیں کٹوائے نہ۔۔ اچھے لگ رہے بڑے رکھا کرو۔"

عطیہ نے اسکے درمیانی لمبائی کے بالوں کو دیکھتے ہوئے کہا۔ یشل کو بال سنبھالنا بلکل پسند نہ تھا وہ ہمیشہ بال کٹوا کر لمبائی کم کروا دیا کرتی تھی اسکے بال گھنے اور خوبصورت تھے۔ ارمغان بھی اسے بال کٹوانے سے منع کرتا تھا مگر یہ وہ واحد بات تھی جو وہ اسکی نہ مانتی تھی۔

"کٹوا لوں گی ماما ٹھیک ہو جائیں گی تو۔۔۔"

یَشل کی بات کر عطیہ نے کچھ خفا ہو کر اسے دیکھا۔

"آپ کو پتا تو ہے مجھے لمبے بال نہیں پسند۔۔۔"

وہ انکی آنکھوں میں خفگی دیکھ کر بولی۔

"ہاں کیونکہ تم لمبے بالوں میں سکینہ جیسی لگتی ہو۔۔۔"

آبے اندر داخل ہوتی ہوئی بولیں تو وہ بے اختیار ہلکا سا مسکرا دی۔

"ہسپتال گئی تھی نہ تم۔۔۔کیا کہا ڈاکٹر نے سکینہ ٹھیک کب تک ہوگی۔۔۔"

آبی کی بات پر ئیشل کے چہرے ہر افسردگی چھا گئی۔

"ڈاکٹر نے کوئی امید نہیں دلائی۔۔وہ کہتے ہیں آپ خود کو ہر طرح کے حالات کے لیے تیار رکھیں۔۔۔"

اسکو ایک بار پھر رونے کی تیاری کرتا دیکھ کر عطیہ کا ہاتھ ماتھے پر گیا۔ مگر وہ بھی کیا کرتی اسکے پاس رونے کے سوا بچا ہی کیا تھا۔ زندگی اچانک اس موڑ پر آکھڑی ہوئی تھی جس کا اسنے کبھی تصور نہ کیا تھا۔ زندگی میں صرف ایک آزمائش آئی تھی اور اوہ ماں سے دوری تھی مگر اب زندگی تو بچی ہی نہیں تھی صرف آزمائشیں ہی تھی۔

"میری دعائیں کیوں قبول نہیں ہوتی آبی؟ اللہ تعالیٰ سنتے کیوں نہیں؟ انہیں میرے آنسو نظر نہیں آتے۔۔میں نے اپنے لیے اللہ سے کچھ بھی نہیں مانگا میں نے صرف ماما کی صحت مانگی ہے اور میری یہ دعا بھی قبول نہیں ہو رہی۔۔ میں دعا مانگنا چھوڑ نہیں سکتی مگر مجھے اپنی دعائیں رد ہوتی ہوئی نظر آرہی ہیں۔۔"

اسکا لہجا مایوسی میں غوطے کھا رہا تھا۔ زندگی میں پہلے کبھی ان دونوں عورتوں سے اسے اتنا مایوس نہیں دیکھا تھا۔ ویران آنکھیں پھر سے برس رہی تھی۔

آبی گہرا سانس لیتی اسکے پاس بیٹھی اور اسکے آنسو نرمی سے صاف کئیے۔

"اتنی مایوسی؟ مایوسی کفر ہے۔۔۔خدا پر یقین رکھو دعائیں رد نہیں ہوتی۔ خدا تمہیں ان کا صلہ دے گا اور ضرور دے گا۔ کوئی دعا رائیگاں نہیں جاتی مگر ہر وہ دعا قبول نہیں ہوتی جو ہم چاہتے ہیں۔۔مگر دعائیں رد بھی نہیں ہوتی بیٹا۔ خدا ہماری ان دعاؤں کا صلہ ہمیں آخرت میں دیتا ہے جو دنیا میں قبول نہیں ہوتی مگر اسکا مطلب یہ نہیں کہ خدا تمہاری دعائیں سن بھی نہیں رہا۔ تم اللہ پر کامل یقین رکھو وہ جو ذات عرش پر بیٹھی ہے وہ بڑی قادر کے۔ دعاؤں میں اتنی طاقت ہے کہ وہ موت کے منہ سے واپس کھینچ لاتی ہیں۔ دعا مومن کا ہتھیار ہے۔ اس

ہتھیار سے تو تقدیریں بدل جاتی ہیں کسی کی صحت کیا چیز ہے۔ مانا کہ دنیا میں جو بھی آیا ہے اور آئے گا قیامت تک سب عارضی ہے ہر چیز نے لوٹ کر جانا ہی جانا ہے۔ خدا فرماتا ہے کہ دنیا ایک خوبصورت دھوکا ہے۔ آزمائشیں آتی ہیں اور آتی رہیں گی ہم زندگی اپنی مرضی سے نہیں چلا سکتے مگر ہمیں خدا کی رضا میں راضی ہونا ہے۔۔"

آبی بہت پیار سے بہترین لفظوں کا چناؤ کرتے اسے سمجھا رہی تھی کافی حد تک یَشل پُرسکون بھی ہوئی تھی تبھی دروازہ کھولتے رائد اندر داخل ہوا مگر وہاں بیٹھی عطیہ اور آبی کو دیکھ کر اسکے قدم رک گئے۔ جہاں پل میں اسے یہاں آنے کا فیصلہ غلط لگنے لگا وہیں یَشل نے ناگواری سے اسے دیکھا۔

"وہ میں۔۔۔" چھ آنکھیں خود پر محسوس کرکہ اسے سمجھ ہی نہ آیا وہ کیا کہے۔

NOVEL HUT

"ارے رائد۔۔۔ آؤ اندر آؤ وہاں کیوں کھڑے ہوگئے ہو۔۔"

آبی نے اسے دیکھا تو اپنے مخصوص انداز میں کہا جبکہ یَشل کو آبی کے اسے اندر بلانے پر کوفت ہوئی۔

(ہاں وہ بیوی ہے میری جب چاہوں اسکے کمرے میں جا سکتا ہوں۔۔۔)

رائد کی اس سوچ نے اسکی ہمت بڑھائی اور وہ اندر آگیا۔

"مجھے اندازہ نہیں تھا کہ آپ دونوں یہاں ہونگی۔۔۔"

اسے یہ اندازہ بھی نہیں ہوا کہ اسکی ذو معنی سی بات کا وہ دونوں عورتیں کتنا غلط مطلب لے سکتی تھی۔

"کوئی یہاں ہو یا نہ ہو۔۔ تمہیں میرے کمرے میں آنے کا کوئی حق نہیں۔۔۔"

یَشل نے غصہ ضبط کرتے ہوئے سنجیدگی سے کہا تو رائد کو لگا آبی اور عطیہ کے سامنے یَشل نے اسے تمانچہ دے مارا ہو۔

"یَشل۔۔۔شوہر ہے وہ تمہارا۔۔۔!"

آبی نے اسے سختی سے کہا تو وہ حیرت سے آبی کو دیکھنے لگی۔ اس جملے کی توقعہ اسے آبی سے تو ہرگز نہیں تھی۔

"ایسے مت دیکھو آبی کو۔۔۔یہاں تم غلط ہو۔۔"

عطیہ نے بھی کہا تو وہ عطیہ کو دیکھنے لگی۔ رائد خاموشی سے صوفے پر بیٹھ گیا۔

"تمہارے ساتھ ناانصافی ہوئی بھی ہے تو تم اس چیز کا غصہ دوسروں پر نہیں اتار سکتی۔ تمہیں اسکی عزت کرنی ہے اب۔ نہ صرف کمرے میں آنے پر بلکہ تمہاری ہر چیز پر اسکا حق ہے۔۔۔"

آبی کی بات پر رائد کے ہونٹوں پر مسکراہٹ آئی تھی جسے وہ بروقت چھپا گیا اور دل ہی دل میں آبی کو دعائیں دی جو اسے کچھ کام کی باتیں بتا رہی تھی۔

"میں اس چیز میں تمہاری طرف سے کوئی غلط بات نہیں دیکھنا چاہتی۔۔۔مجھے امید ہے تم خدا کی رضا میں راضی رہو گی اور مجھے مایوس نہیں کرو گی۔۔"

آبی نے اسکا ہاتھ پیار سے مسلا پھر چھوڑ کر اپنی جگہ سے اٹھ گئی عطیہ کو بھی چلنے کا اشارہ کیا اور ایک مسکراتی نظر رائد پر ڈالی

"خدا تم دونوں کو خوش رکھے۔۔۔"

وہ دونوں باہر چلی گئی تو رائد اپنی جگہ سے اٹھا اور یَشل کو دیکھا جس کا چہرا بےتاثر تھا۔ یَشل نے اسے دروازہ لاک ہونے کی آواز پر رائد کی طرف دیکھا۔

"کیا بدتمیزی ہے یہ۔۔۔!"

"کیا مطلب کیا بدتمیزی ہے؟ بدتمیزی تو تم نے کی ہے وہ بھی اتنے لوگوں کے سامنے!"

رائد نے دانت پیستے اسے یاد دلایا تو یَشل کو اپنا کارنامہ یاد آیا۔

"تو تمہیں کس نے کہا تھا مجھ سے پنگا لینے کو؟"

وہ اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی۔

"میں نے پنگا لیا تھا یا تم نے؟ ہمت کیسے ہوئی تمہاری میرے اوپر چائے گرانے کی۔ یہ دیکھو جالا کر رکھ دیا تم نے میری خوبصورت باڈی کو۔۔۔۔"

رائد نے بولتے ساتھ اپنی شرٹ کو ذرا سا اوپر کیا تو یَشل کی نظر اس کی باڈی پر گئی جسکا وہ حصہ کچھ سرخ تھا۔

"جلی تو نہیں ہے کل تک ٹھیک ہو جائے گی۔۔نیچے کرو اسے حد ہوتی ہے بےشرمی کی!"

یَشل کو اسکی حرکت حد سے زیادہ بری لگی۔ ناگواری سے بولتے وہ واشروم کی طرف جانے لگی جب رائد نے اسے بازو سے اپنی طرف کھینچا

"رائد کیا مسئلہ ہے تمہارے ساتھ۔۔۔" یشل نے بازو چھڑوانا چاہی۔

"تم ہو میرا مسئلہ۔۔۔(وہی فلمی ڈائیلاگ) اگر تم اپنا بیہیویئر ٹھیک کرلو گی تو سب ٹھیک رہے مگر تم ایسا کیوں کرو گی؟ تم تو یَشل ہو! تم چاہتی ہی نہیں ہمارے درمیان سب کچھ ٹھیک ہو جائے۔۔۔!"

"ہاں نہیں چاہتی میں ہمارے درمیان کچھ بھی ٹھیک ہونا اور اگر تمہیں لگتا ہے تم سب ٹھیک کر سکتے ہو تو یہ تمہاری بہت بڑی غلط فہمی ہے اسی لیے کوشش بھی مت کرنا۔۔"

اسنے انگلی اٹھا کر وارن کرنے والے انداز میں کہا تو رائد نے بے اختیار آگے ہوتے اسکی انگلی کو چوم لیا اور بس۔۔یہی وہ لمحہ تھا جہاں رائد نے نقش بدل گئے۔ وہ سن سی اپنے سامنے کھڑے ارمغان کو دیکھ رہی تھی جو خوبصورتی سے مسکرا رہا تھا۔ اسے وقت رکتا ہوا محسوس ہوا تھا۔

"لگتا ہے آج پھر ہینڈسم لگ رہا ہوں کیا؟"

وہ شرارت امیز لہجے میں بولا مگر یَشل ویسے ہی اسے دیکھتی کہیں کھو گئی تھی۔

"اگر اس طرح دیکھو گی کوئی الٹا سیدھا کام کردوں گا میں۔۔۔"

وہ اسکی بازو چھوڑ کر اسکے گرد حصار بنا گیا۔ وہ ابھی بھی خاموش اور مبہوت تھی۔ رائد غور سے اپنے حصار میں موجود بے حد قدیب کھڑی یَشل کا چہرا دیکھ رہا تھا جبکہ وہ ارمغان کو دیکھ رہی تھی۔

اسکے یوں دیکھنے پر رائد کے دل میں ننھی سی خواہش نے جنم لیا جسے وہ دبانا نہیں چاہتا تھا۔ وہ آگے ہوتا اسکے چہرے پر جھکا اور اسکا رخسار نرمی سے چوم لیا۔ وہ اسکے ہونٹوں کی طرف بڑھنے ہی لگا تھا جب رخسار پر اسکا لمس محسوس کرتے یَشل کا سکوت بری طرح سے ٹوٹا جیسے وہ کسی خواب سے جاگی ہو۔ وہ جھٹکا کھاتی اس سے دور ہوئی۔۔

"تم۔۔۔۔" اسنے پہلے اپنے رخسار کو انگلی سے چھوا پھر دوبارہ سے انگلی رائد کی طرف کرکہ کچھ کہنا چاہا مگر ماؤف ہوتے دماغ کے ساتھ زبان بھی کنگ ہوگئی تھی۔

اس سے پہلے رائد دوبارہ سے اسکی انگلی پر ہونٹ رکھتا وہ مٹھی بناتی ہاتھ نیچے کر گئی اور تیز قدم اٹھاتی واشروم کی طرف گئی۔ اندر جاتے ہی دروازہ اتنی زور سے بند کیا کہ کھڑکیاں بھی تھر تھرا اٹھی۔

گہری مسکراہٹ ہونٹوں پر لیئے وہ اسکے بیڈ پر گرنے والے انداز میں لیٹا۔

"دیکھتی جاؤ یَشل رئد خٹک۔۔ تمہیں تو میں اپنا بنا کر رہوں گا۔۔"

وہ کچھ دیر لیٹا اس کا انتظار کرتا رہا مگر جب وہ کافی دیر تک باہر نہ آئی وہ کمرے سے نکل آیا۔

☆☆☆☆☆

NOVEL HUT

مختلف جگہوں پر انٹرویو دینے کے بعد مشکل سے ہی سہی ارمغان کو جاب مل گئی تھی۔ وہ شکر گزار تھا کہ مزید دو تین دن وہ مصروف رہے گا اور یَشل واپس آجائے گی۔ آفس میں اتنا کام نہ ہوتا مگر پھر بھی اس کا دن گزر جاتا۔ وہ ابھی ابھی آفس سے آیا تھا اور آتے ہی فریش ہونے چلا گیا۔ وہ جیسے ہی فریش

ہوکر واشروم سے باہر آیا تو کمرے کے بیچ وبیچ عِزہ کو کھڑا دیکھ کر ٹھٹک کر رک گیا وہیں عزہ اسے شرٹ لیس دیکھ کر اپنی جگہ سے ہل نہ سکی۔

"کیا ہوا۔۔۔؟" وہ شیشے کے سامنے جاکر کھڑا ہوگیا اور ٹاول سے بال رگڑنے لگا پھر ٹاول صوفے پر پھینک کر الماری کی طرف بڑھا۔ عزہ کی طرف سے کوئی جواب نہ ملا تو اسنے پلٹ کر عزہ کو دیکھا جو اسے دیکھنے میں مصروف تھی۔

"وہ۔۔میں۔۔میں آپ سے بات کرنے آئی تھی کچھ۔۔۔"

اسکے دیکھنے پر وہ ہوش میں آتی کچھ گڑبڑا گئی۔

"بولو۔۔۔۔" وہ سنجیدہ تھا۔۔۔

یقیناً اس دن ہونے والی بدمزگی کی وجہ سے۔۔شرٹ پہن کر وہ اسکی طرف آیا تو وہ انگلیاں چٹخنے لگی۔ ارمغان نے گہرا سانس لیا اور بیڈ پر بیٹھ گیا اسے اندازہ ہوگیا تھا وہ کیوں آئی ہے۔۔سامنے کھڑی عزہ نے اسے دیکھا۔

ماتھے پر بکھرے بال اور نکھرا نکھرا سا وہ بہت پیارا لگ رہا تھا اور پھر سرخ ہوتی اسکی آنکھیں۔۔۔ساری رات وہ لاؤنج میں ٹی وی دیکھتا رہا تھا

ناجانے وہ ٹی وی دیکھ بھی رہا تھا یا نہیں مگر وہ سویا نہیں تھا اور صبح ہوتے ہی آفس۔۔

"وہ۔۔۔آپ ساری رات سوئے کیوں نہیں؟"

وہ بات کی شروعات کرتے ہوئے سوال کرنے لگی

"ویسے ہی۔۔۔نیند نہیں آرہی تھی۔۔۔"

اب اسے کیا بتاتا کون سی پریشانی اسکی نیند لے اڑی تھی۔

"اچھا۔۔۔آپ کھانا کھائیں گے؟" وہ جو صاف صاف معذرت کرنے کے لیے جملے ذہن نشین کرکہ آئی تھی اسکی ساری ہمت اڑن چھو ہوگئی۔

"نہیں نہیں آج آفس میں کھا لیا تھا بس آرام کروں گا۔۔۔"

اسکا لہجے میں پہلے کی طرح سنجیدگی نہیں تھی۔

"تم کچھ کہنے آئی تھی؟"

اسکی خاموشی پر ارمغان نے سوال کیا تو وہ سر اثبات میں ہلا گئی اور اس سے فاصلے پر بیٹھی تو ارمغان اسے دیکھنے لگا۔

"وہ میں۔۔۔امم۔۔" وہ لفظوں کو ترتیب نہیں دے پا رہی تھی۔

ارمغان خاموش رہا۔

"مجھے سوری کہنا تھا اس دن جو کہا میں نے اس کے لیے۔۔۔مجھے وہ سب نہیں کہنا چاہیے تھا۔۔"

وہ جلدی سے بولتی خاموشی ہوگئی تو ارمغان ویسے ہی اسے دیکھتا رہا۔

"میں شرمندہ ہوں۔۔۔" عزہ اسکی خاموشی پر مزید بولی

"اور کیا سننا چاہ رہے ہیں آپ؟"

ارمغان ابھی بھی خاموش رہا تو شرمندگی کے لبادے اتار کر وہ چڑتی ہوئی بولی۔ ارمغان نے اسے حیرت سے دیکھا اسکی اس حرکت پر ارمغان کو بے اختیار ہی یَشل یاد آئی تھی۔

"کوئی بات نہیں اکثر ہوجاتا ہے۔۔مجھے اچھا لگا کہ تمہیں اپنی غلطی کا احساس ہوا۔۔"

ارمغان کی بات پر عزہ کو اسکے دل نے ملامت کیا کیونکہ اسے اپنی غلطی کا کوئی احساس نہ تھا معذرت کرنے کی وجہ صرف ارمغان کا دل اپنی طرف سے صاف کرنا تھا۔

"اچھا آپ ابھی سونے لگے ہیں؟"

"ہاں رات کو سویا نہیں نیند آرہی۔۔۔۔" وہ جماہی روکتا ہوا بولا۔

"اوہ۔۔مجھے آمنہ کی طرف جانا تھا۔ بھائی آج آفس سے لیٹ آئیں گے اور ہادی کے تو نخرے نہیں ختم ہو رہے۔۔"

ہادی کا ذکر جلے کٹے انداز میں کیا گیا۔

"اچھا چھوڑنا ہی ہے نہ آجاؤ میں چھوڑ آتا۔۔قرت اور ہادی تو گھر ہی ہیں نہ؟"

NOVEL HUT

ارمغان بولتا ہوا بیڈ سے اٹھا۔

"ہاں ہادی اور قرت گھر پر ہیں لیکن آپ رہنے دیں بس آج نہیں جاتی۔۔آپ مجھے کل چھوڑ آئیے گا سو جائیں۔"

عزہ نے جلدی سے انکار کیا تو ارمغان نے آئیبرو اچکا کر اسے دیکھنے لگا۔

"پکا؟ میں واپس آکر بھی سو سکتا ہوں۔"

عزہ نے ایک بار پھر سر انکار میں ہلایا اب اسے کیا بتاتی آمنہ تو صرف بہانہ تھی ارمغان کے ساتھ باہر جانے کا۔

"چلو ٹھیک ہے لائیٹ آف کرکہ جانا۔۔۔"

عزہ سر ہلاتی لائیٹ بند کرکہ کمرے سے نکل گئی تو ارمغان بیڈ پر لیٹ گیا۔ آنکھوں میں نیند تھی مگر ذہن پر سکون نہ تھا۔ یَشل کو کال کرنے کے بعد سے جو تھوڑا سکون تھا وہ بھی اب ختم ہوگیا تھا۔

☆

NOVEL HUT

اگلے دن شام کو آفس سے آتے ہی وہ ارمغان کے ساتھ گھر سے نکل آئی تھی۔ گھر سے کچھ دور آتے ہی اسنے آمنہ کو کال کی جو حقیقت میں آمنہ کی طرف گئی ہی نہیں۔

"ہیلو آمنہ۔۔۔ہاں میں گھر سے نکل آئی ہوں۔۔"

ساتھ ہی ایک نظر ارمغان کو دیکھا جو خاموشی سے گاڑی چلا رہا تھا۔

"کیا مطلب کدھر جارہی ہو۔۔۔۔؟ تو تم نے مجھے بتانا تھا نہ۔۔"

ارمغان نے اسکی طرف دیکھا جو کال پر مصروف تھی۔

"حد ہے۔۔۔میں بس پہنچنے والی تھی بندہ پہلے بتا دیتا ہے۔"

وہ کچھ چڑ سی گئی تو ارمغان نے گاڑی کی رفتار کم کی

"اللہ حافظ۔۔۔" فون سلنگ بیگ میں واپس رکھتے اسنے ارمغان کی طرف دیکھا جو اسی کو دیکھ رہا تھا۔

"اسے اچانک کہیں جانا پڑ گیا ہے۔۔۔"

"اوہو۔۔۔پھر اب؟" اسنے گاڑی روک دی تھی۔۔۔

"پتا نہیں۔۔۔اوففف غصہ آرہا ہے مجھے گھر میں رہ رہ کر دماغ ویسے ہی خراب ہورہا اور یہ بھی۔۔"

اسے واقعی خالی گھر سے چڑ ہونے لگی تھی اوپر سے کرنے کو بھی کوئی کام نہ ہوتا۔یہاں سے وہاں اور وہاں یہاں دیکھ دیکھ کر وہ تنگ آگئی تھی۔

"اچھا آئیس کریم کھانے چلیں۔۔۔؟" وہ سوالیہ انداز میں پوچھنے لگا۔

عزہ کا تیر سیدھا نشانے پر لگا تھا اسنے تو سوچ رکھا تھا کہیں اور چلنے کا بھی خود کہنا پڑے گا مگر ارمغان نے کام آسان کردیا۔

"نہیں آئیس کریم کھانے کا موڈ نہیں۔۔کے ایف سی چلتے ہیں؟ اوفف دل ہی جل گیا میرا تو آپ نے کسی چیز کی بھی ٹریٹ نہ دی۔۔"

وہ منہ بنا کر بولی تو ارمغان ہنس دیا۔

"اچھا چلو آج تمہیں ٹریٹ دے دیتا۔۔۔"

صاف ظاہر تھا اسکا موڈ آج کچھ اچھا تھا کیونکہ اسے خبر ملی تھی کہ کل سب کی واپس ہے مگر وہ اس بات سے انجان تھا کہ جس کی واپسی کا انتظار اسے سب سے زیادہ تھا اسنے آنا ہی نہ تھا۔

☆☆☆☆☆

"گھر چلیں اب۔۔۔؟" وہ دونوں کے ایف سی میں آمنے سامنے بیٹھے تھے۔ فاسٹ فوڈ ختم کرنے کے بعد عزہ کو کولڈ رنک کا گلاس خالی کرتے دیکھ کر ارمغان نے سوال کیا۔

"ہاں چلیں۔۔۔۔" وہ اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی اور سلنگ بیگ کندھے پر رکھا تو ارمغان نے اسے ہاتھ سے آگے چلنے کا اشارہ کیا۔ وہ سمائل پاس کرتی دروازے کی طرف بڑھی تبھی اسے آمنہ اندر آتی دکھائی دی۔ عزہ کے قدم رک گئے وہ جلدی سے دوسری طرف مڑی تو پیچھے ارمغان اسکے رکنے پر خود بھی رک گیا۔

"کیا ہوا۔۔۔؟ چلو نہ۔۔"

عزہ کو سمجھ نہ آیا وہ کیا کرے دل ہی دل میں دعا کرتی وہ دوبارہ اس طرف مڑی تو گلاس ڈور دھکیل کر آمنہ اندر داخل ہوئی اور عزہ کو وہاں دیکھتے اسکے چہرے پر خوشگوار سا تاثر ابھرا۔

"ارے عزہ تم یہاں۔۔۔"

آمنہ مسکراہٹ لئیے عزہ کی طرف آئی جبکہ عزہ کوپیروں تلے زمین کھسکتی کوئی محسوس ہوئی۔ ارمغان نے کچھ حیرت سے آمنہ کو دیکھا۔ وہ اسے اچھے سے پہچانتا تھا۔

"ہہ۔۔۔ہاں میں۔۔۔ارمغان کے ساتھ آئی تھی۔"

اسے اپنے پورے جسم کا خون گرم ہوتا ہوا محسوس ہوا۔

"اچھا میری کالز اگنور کرکہ تم یہاں برگر کھانے آئی ہو؟"

وہ خفا لہجے میں بولی۔ عزہ نے واقعی ناراضگی کا اظہار کرتے اسکی کالز اور میسجز کو فل اگنور کیا تھا۔ اسکی بات پر تو عزہ کا رنگ فق ہوگیا اب تو بات سنبھال بھی نہ سکتی تھی۔

"ہاں۔۔نہیں بس وہ۔۔" اسنے مسکرانے کی کوشش کی ورنہ تو اسکا دل کر رہا تھا وہ یہاں سے غائب ہو جائے کسی طرح۔

"اچھا ابھی تو میں اپنی ایک کزن کے ساتھ آئی ہوئی ہوں اس لئیے چلتی ہوں۔۔۔کال اٹینڈ کرلینا اب تم میری کچھ بتانا ہے تمہیں۔۔"

وہ چلی گئی تو ارمغان بغیر کچھ کہے باہر کی جانب بڑھا۔

گاڑی میں بیٹھتے ہی اسنے اتنی زور سے دروازہ بند کیا کہ عزہ کا سانس حلق میں اٹک گیا۔ اس کا دل کر رہا تھا زمین پھٹے اور وہ اس میں سما جائے۔

"ارمغان میں۔۔۔۔"

"شاٹ اپ عزہ جسٹ شٹ اپ ! ! "

اسکی دھاڑ پر عزہ اپنی جگہ سے ہل بھی نہ سکی۔

"حد ہوتی ہے کسی چیز کی۔۔۔ میرے پاس الفاظ نہیں ہیں کہنے کو۔۔ کوئی شرمندگی ہے تمہیں؟"

وہ حیرت اور غصے میں ملے جلے تاثرات سے اسے دیکھ رہا تھا۔ اسے واقعی عزہ پر حیرت ہو رہی تھی۔ یقین نہیں آرہا تھا کہ ایک گھنٹا پہلے آمنہ کو ملائی جانے والی وہ کال مصنوئی تھی۔ عزہ نے غصے سے سرخ ہوتے ارمغان کو دیکھا۔ اچانک ہی اپنی اس سچویشن پر اسے رونا آیا تھا اور کنٹرول کرنے کی اسنے کوشش بھی نہ کی تھی چہرا جھکائے وہ رونے لگی۔ ارمغان نے ناگواری سے اسے دیکھا اور گاڑی سٹارٹ کی۔

گھر کے پورچ میں گاڑی کھڑا کرتا وہ بغیر اسکی طرف دیکھے نکلنے لگا جب نے جلدی سے اسکی بازو پکڑ لی

"ارمغان ایک بار سن لیں۔۔۔"

گہرا سانس لیتے اسنے غصہ دبایا اور گاڑی کا دروازہ واپس بند کرتا وہ اسکی طرف مڑا

"کچھ کہنے کے لیے بچا ہے؟"

اسنے اپنے بازو سے اسکا ہاتھ ہٹایا تو رکے ہوئے آنسو دوبارہ نکلنے لگے۔

"ارمغان پلیز آئی ایم سوری۔۔۔۔" وہ اس بار حقیقتاً نادان تھی۔

"وہاٹ سوری؟ تمہیں سوری کا مطلب بھی پتا ہے عزہ؟ مجھے حیرت ہو رہی ہے تمہاری شاندار ایکٹنگ اور اتنے صاف جھوٹ پر!"

اسے ایک بار پھر غصہ آنے لگا۔

"مم۔۔میں جھوٹ نہیں بولنا چاہتی تھی مگر۔۔۔مجھے کل ایسا لگا کہ آپ نے مجھے معاف نہیں کیا دل سے۔۔اسی لیے میں کچھ وقت گزار کر دوبارہ معافی مانگنا چاہتی تھی۔۔۔"

چھوٹ پکڑا جانے پر وہ ایک بار پھر سے جھوٹ کا سہارا لے رہی تھی۔

"اچھا۔۔۔اُس بات کے لیے تو میں نے تمہیں معاف کردیا تھا اب اِس جھوٹ کی معافی مانگنے کے لیے دوبارہ کون سا جھوٹ بولو گی؟"

عزہ کا دل کیا کہ وہ زمین میں گڑھ جائے۔ اتنی شرمندگی اسے زندگی کے سترہ سالوں میں کبھی نہ اٹھانی پڑی تھی۔

"میں نہیں بولنا چاہتی تھی جھوٹ۔۔میں آپ کے ساتھ ٹائم اسپینڈ کرنا چاہتی تھی بس۔۔"

"تو تم یہ بات مجھے بول سکتی تھی کہ تمہیں میرے ساتھ باہر جانا ہے ! تمہیں جھوٹ بولنے کی ضرورت نہیں تھی وہ بھی گاڑی میں میرے ساتھ بیٹھ کر تم نے مجھے بیوقوف بنا لیا۔۔۔" وہ استہزائیہ ہنسا۔

"سخت نفرت ہے مجھے جھوٹ اور فریب سے ! کل سے تم آمنہ کے گھر جانے والا جھوٹ بول رہی مجھ سے۔ اگر تم مجھے کل ہی کہہ دیتی کہ تم گھر میں تنگ آگئی ہو تمہیں کہیں باہر جانا ہے تو نیند کو بھاڑ میں جھونک کر میں تمہیں لے

چلتا مگر اس وقت مجھے خود پر ہنسی آرہی کہ میں سترہ سالہ بچی کے ہاتھوں بیوقوف بن گیا !"

ارمغان ایک ہی سانس میں غصے سے بولا اسکی ساری باتیں سر جھکا کر خاموشی سے سنی پھر اسکے آخری جملے پر سر اٹھا کر اسنے ارمغان کو دیکھا جس کے چہرے پر ابھی بھی غصے کے آثار تھے۔۔ وہ چند لمحے اسے دیکھتی رہی پھر گاڑی سے اتر کر دروازہ زور سے بند کرتی اندر کی جانب بڑھی۔ ارمغان نے ایک بار پھر حیرت سے اسے دیکھا جس نے غلطی خود کی تھی اور اب اکڑ اسے دکھا رہی تھی۔

مارے غصے کے اس کا چہرا سرخ پڑ گیا۔

NOVEL HUT

☆☆☆☆☆

افہام اسکی یونیورسٹی کے باہر آدھا گھنٹا انتظار کرتا رہا پھر کال کرنے پر معلوم ہوا کہ وہ گھر آگئی ہے۔ گھر آکر سیدھا وہ اسکے کمرے میں آیا تھا جو ڈھیر

سارے کپڑے بیڈ پر بکھیر کر بیٹھی تھی۔۔کمرے میں آتے ہی افہام نے اس پر غصہ کرنا شروع کردیا۔

"حد ہوتی ہے قرت تم ایک میسج نہیں کر سکتی تھی کہ آج گھر جلدی جانا ہے تم نے یا تم گھر پہنچ گئی ہو؟ آدھا گھنتا ادھر انتظار کرتا رہا ہوں میں تمہارا ! !"

"میں اپنی دوست کے ساتھ آجایا کروں گی آپ کو زحمت کرنے کی ضرورت نہیں۔"

اسکے غصے پر ٹھنڈے پن کا مظاہرہ کرتے وہ بڑے آرام سے بولی تھی اور اٹھ کر کپڑے الماری میں واپس رکھنے لگی۔

"فضول باتیں مت کرو تم میرے ساتھ میں نے یہ نہیں کہا کہ مجھے زحمت ہورہی لیکن اگر تم ایک میسج چھوڑ دیتی تو کیا ہوجاتا۔"

وہ اسے گھورنے لگا تھا۔

"میں نے بتانا ضروری نہیں سمجھا۔۔"

وہ بغیر اسکی طرف دیکھے اتنے ہی اطمینان سے بولی تو افہام چند لمحے کچھ کہہ نہ سکا۔

"مجھے بتانا پسند کرو گی کہ ہوا کیا ہے؟ آخر مسئلہ کیا ہے تمہارے ساتھ؟"

وہ چل کر اسکے سامنے آیا اور قرت کو اپنی طرف متوجہ کرنا چاہا جس نے نظر اٹھا کر بھی اسے نہ دیکھا تھا۔ وہ عاجز آرہا تھا۔

"کیا کردیا ہے میں نے ایسا؟ آپ کے بغیر گھر نہیں آسکتی میں؟ حد ہوتی ہے اپنا غصہ کسی اور پر اتاریں جاکر!"

ایک دم غصے میں آتے ناگواری سے بولی تو افہام نے اسے کچھ حیرت سے دیکھا۔

وہ ایک غصیلی نظر اس پر ڈالتی جانے لگی جب افہام نے اسکے سامنے آتے کوشش ناکام بنائی۔

"ہوا کیا ہے قرت بتانا ہے یا نہیں؟" وہ غصہ دباتا دانت پیس گیا

"نہیں بتانا۔۔۔ہٹیں میرے راستے سے۔۔۔"

اسنے افہام کی طرف دیکھنے سے گریز کیا اور نمی چھپائی۔

"نہیں ہٹوں گا۔۔۔!" وہ بھی اڑ گیا اور دونوں ہاتھ جیب میں ڈالے

"مجھے ہٹانا آتا ہے۔۔۔" بولتے ساتھ ہی قرت نے دونوں ہاتھ اسکے سینے پر رکھتے پوری قوت سے اسے پیچھے کی طرف دھکا دیا۔ افہام اس افتادے کے لیے تیار نہ تھا وہ لڑکھڑاتا ہوا پیچھے ہوا اور قرت کمرے سے نکل گئی۔

"قرت مجھے مجبور مت کرو کہ میں تمہاری عقل ٹھکانے لگا دوں۔۔۔!"

کمرے سے نکلتے قرت کے کانوں میں اسکی غصے سے بھری آواز پڑی تھی اور آنکھیں سے آنسو گرنے لگے۔ پچھلے کچھ دنوں سے افہام کو دیکھتے وہ ضبط کیسے کر رہی تھی یہ بات صرف وہی جانتی تھی ورنہ اسکو دیکھتے ہی قرت کا دل کرتا تھا وہ پھت پڑے مگر وہ ایسا ہرگز نہیں کرنے والی جب تک وہ خود نہ کچھ بول دے۔

☆☆☆☆☆

"تو تمہاری کشتی بھی دریا میں اتر ہی گئی۔۔"

وہ یقیناً اسکے ارمغان کے ساتھ کے ایف سی والی بات کا تذکرہ کر رہی تھی۔

"ہاں کشتی دریا میں اتر کر ڈوب بھی گئی۔۔۔لعنت قبول کرو تم میری ! سارا کا سارا کام برباد کردیا ورنہ وہ دن زندگی کے حسین دنوں میں سے ایک تھا مگر سارے کیے کرائے پر تیزاب گرا کر تم نے سب جلا ہی دیا۔۔"

عزہ کے لہجے میں اتنی چڑ تھی کہ آمنہ کو حیرت ہوئی

"میں نے کیا کردیا ایسا؟"

وہ اسکے غصے کو دل پر لئیے بغیر نا سمجھی سے بولی تو عزہ نے اسے اپنا کارنامہ سنا دیا۔

"عِزہ کی بچی۔۔۔اوفف میرے اللہ تم زندگی میں کیا کروگی؟ تم مجھے ایٹلیسٹ ایک میسج تو کردیتی تمہاری بےوقوفیاں کب ختم ہونگی؟ اور جھوٹ بولنے کی ضرورت ہی کیا تھی اگر وہ باہر لے جانے سے انکار کر دیتا تب جھوٹ بولنا بنتا تھا۔۔۔۔"

آمنہ اسکی ساری بات سن کر کوفت زدہ ہوئی۔ اسکی عزہ سے بہت پرانی دوستی تھی مگر آجکل عزہ جن چکروں میں پڑ رہی تھی وہ اسے سخت ناگوارہ گزر

رہے تھے کیونکہ وہ اپنے پاؤں پر کلہاڑی مارنے والے کام کر تھی اور اس طرح اسے کچھ حاصل نہ ہونا تھا۔

"آمنہ میرا دماغ پہلے ہی بہت گھوما ہوا خدارا تم ایسی باتیں مت کرو تمہیں تو چاہیے کہ تم مجھے حوصلہ دو۔۔۔"

وہ آمنہ کی باتیں سن کر خفا ہوگئی پہلے ہی وہ اتنا زیادہ روتی رہی تھی پھر اسکی آنکھ کب لگی اسے اندازہ نہ ہوا اور نیند سے اٹھنے کے بعد بھی وہ بہت برا محسوس کر رہی تھی۔

"حوصلہ دوں؟ دل تو کر رہا ہے صرف گالیاں دوں۔۔۔مجھے یہ بتاؤ اس کے ساتھ باہر نہ جاتی تو کچھ ہوجاتا؟ جانا تھا تو ایمانداری کے ساتھ سچ بول کر جاتی بات ہی ختم ہے۔۔۔ایسا بھی کیا رکھا ہے ارمغان میں کہ تم اس کے لیے جھوٹ بول کر اسی کے ہاتھوں بے عزت ہورہی ہو۔۔۔۔"

"مجھے اچھا لگتا ہے وہ۔۔۔۔"

اسکی ساری باتیں سن کر وہ آہستگی سے محض اتنا ہی بولی تو آمنہ نے کچھ بے بس سی سانس ہوا کے حوالے کی۔۔۔۔

"کب تک بھاگو گی اس کے پیچھے؟"

وہ ابھی بھی سنجیدگی سے سوال کر رہی تھی۔۔۔

"جب تک بھاگ سکی۔۔۔۔" جواب توقعہ کے عین مطابق تھا

"اتنی دور مت چلی جانا کہ واپسی کا راستہ نہ ملے۔۔۔"

"واپسی کی نوبت ہی نہیں آئے گی۔۔۔"

اسکی بات پر عِزہ نے خاصے ٹھنڈے پن کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا۔

"عزہ پلیز۔۔ایسے نہیں کرو لڑکھڑا کر گر جاؤ گی۔۔۔"

اب اسکے لہجے میں بھی کچھ بے بسی کی رمق تھی۔

"ہاتھ بڑھانے والے بہت ہیں۔۔۔"

دوسری طرف شاید عزہ مسکرائی تھی

"ابھی ہیں۔۔۔شاید بعد میں نہ ہوں۔۔۔۔"

عِزہ لاجواب ہوئی تو آمنہ کے چہرے پر فخریہ تاثر ابھرا پھر جلد ہی سر جھٹکا اس نے۔ لائین پر یہ خاموشی اسے کچھ خاص پسند نہ آئی

"ایسے بھی کون سے لوگ ہیں ذرا بتانا؟"

"ہیں بس۔۔۔اگر نہیں بھی ہیں تو شاید کوئی مہربان مل جائے۔۔۔"

اسکا لہجہ اب کچھ عجیب طرح سے بجھا ہوا تھا۔یقیناً یہ دونوں کے درمیان ہونے والی گفتگو کا نتیجہ تھا۔

"گھر کب آؤ گی۔۔۔؟" اسنے موضوع بدلنا چاہا۔اس کے گھر کا سن کر عزہ کو بے اختیار وہ شخص یاد آگیا۔

"بہت عجیب ہے تمہارا محلہ۔۔۔"

"ہیں؟ اب تمہیں میرے محلے سے کیا مسئلہ ہے۔"

وہ جزبز ہوگئی عزہ کی بات سن کر۔

"مذاق کر رہی ہوں چیخ کیوں رہی ہو۔۔آجاؤں گی پہلے شہزاے کو تو منا لوں۔۔۔تم مصلے پر بیٹھ کر میرے لیے دعا کرنا۔۔"

دعا کرنے کا تو ایسے کہا گیا جیسے کیس عدالت تک جا پہنچا ہے۔

"ہاں ہاں بہت بڑی بیماری لاحق ہوگئی ہے نہ تمہیں کے مصلے پر بیٹھ جاؤں ! خود عبادت کرکہ دعا مانگ لو ارمغان کو منانے کی ضرورت بھی نہیں پڑے گی دیکھنا۔۔۔خود ہی سیٹ ہو جائے گا۔"

"تم نہ۔۔۔مفت کے مشورے مت دو۔۔۔۔بہرحال میں جارہی بھوک لگی ہے مجھے۔۔۔"

مزید ایک دو باتیں کرتے اسنے فون بند کردیا اب کمرے سے نکلنا تھا اور ٹانگوں سے جان جارہی تھی۔۔

سیڑھیاں اترتی وہ نیچے آئی تو ارمغان، ہادی اور افہام تینوں ہی ہال میں بیٹھے ٹی وی دیکھنے میں مصروف تھے۔۔۔

"اللہ خیر کرے۔۔یہ معجزہ کیسے ہوگیا؟"

اسنے کچن میں آکر قرت سے سوال کیا جو فریج سے آٹا نکال رہی تھی

"کون سا معجزہ۔۔۔؟"

"تینوں مرد حضرات گھر پر ہیں۔۔۔؟"

روٹیاں اسی نے بنانی تھی اسی لیے بازو اوپر چڑھانے لگی۔

"ہاں دیکھا نہیں تم نے میچ ہے آج۔۔۔"

"میچ تو ایسے دیکھ رہے جیسے ٹرافی بھی ان کو ہی ملنی۔۔۔"

عزی نے سر جھٹکا اور پیڑے بنانے لگی

"سالن بس پک گیا ہے تم تین، چار روٹیاں بنا لو تو مجھے بتا دینا میں کھانا لگا دوں گی۔۔۔ویسے کافی دیر تمہیں یہیں پر کھڑے رہنا پڑے گا دوپہر کا کھانا آج کسی نے نہیں کھایا۔۔۔۔"

قرت کہتی کوئی کچن سے نکل گئی پیچھے عزہ نے ایسا منہ بنایا جیسے کڑوا بادام چبا لیا ہو۔ جانتی تھی اب اسے دس روٹیاں تو پکی بنانی تھی کیونکہ گارڈ انکل کو بھی کھانا دینا تھا۔۔ ابھی سے اسکی ٹانگوں اور بازووں میں درد شروع ہونے لگا۔ جلدی جلدی ہاتھ چلاتے وہ روٹیاں بیلنے لگی۔

"ہادی۔۔۔گارڈ انکل کو کھانا دے آؤ پہلے ہی دیر ہو گئی ہے۔۔۔"

کچھ دیر بعد عزہ نے توے سے روٹی اتارتے ہوئے ہادی کو آواز دی جو سنی ان سنی کر گیا۔ دو منٹ ہی گزرے تھے جب وہ کمر پر ہاتھ رکھتی باہر آئی۔

"ڈورے ہو گئے ہو تم؟ سنائی نہیں دے رہا؟"

وہ ٹی وی دیکھنے میں مصروف تھا جب عِزہ اسکے عین سامنے آکر کھڑی ہوگئی۔ تینوں نے ٹی وی سے نظریں ہٹا کر اسے دیکھا

"کیا ہوگیا ہے ہٹو آگے سے۔۔۔۔" ہادی نے اسے سائڈ کرنا چاہا

"اٹھو انکل کو کھانا دے کر آؤ۔۔۔"

عزہ نے اسے گھورا تو وہ گندے گندے منہ بناتا اٹھ گیا۔ عزہ اسے زبردستی کچن تک لائی اور اسے کھانا پکڑایا۔

"عزہ دو روٹیاں اور ڈال دینا۔۔۔"

ساری روٹیاں بنانے کے بعد وہ جو چولہے کی آنچ بند کرنے کا سوچ رہی تھی افہام کی آواز پر جل بھن گئی اور مزید دو روٹیاں بنانے لگی۔

آٹا فریج میں رکھا ہی تھا جب ہادی کی آواز آئی۔۔۔

"عِزہ۔۔۔۔" وہ پیر پٹختی کچن سے نکلی

"کیا مسئلہ ہے؟ آدھا گھنٹا ہوگیا ہے کچن میں کھڑی روٹیاں بنائے جارہی ہوں پسینے بہہ بہہ کر پیروں تک چلے گئے ہیں۔ اتنے گھنٹوں سے میں نے کچھ کھایا

کہیں بھوک بھی مر گئی اب تو میری ! روٹی کیا بنانا سیکھ لی تم لوگوں نے تندور والی ہی سمجھ لیا ہے۔۔"

وہ ایک دم ہی پھٹ پڑی تو چارو نفوس کھانا بھلائے اسکے آگ بگولہ ہوتے چہرے کو دیکھنے لگے۔

"میں نے تو کچھ نہیں کہا۔۔۔" ارمغان دوبارہ کھانے میں مصروف ہوگیا۔

عزہ کے غصے کو ہوا ملی۔

"ہاں بلکل آپ تو سارا کچھ دوپہر میں کہہ چکے ابھی کچھ کہنا باقی ہے کیا؟"

وہ اچانک ہی بے دھیانی میں بولی تو پانی پیتا ارمغان بری طرح کھانسنے لگا۔ جبکہ ان تینو نے ماجرہ سمجھنا چاہا۔ عزہ کو اپنی غلطی کا احساس ہوا ہونٹ دانتوں تلے دباتی وہ اچانک ہی کنفیوژ ہو گئی۔۔

"اب کوئی کچھ نہ کہے مجھے !"

وہ جلدی سے نارمل ہوتی یہ جا وہ جا ہوئی جبکہ ہادی تو ہکا بکا رہ گیا۔

"میں نے تو پانی مانگنا تھا۔۔۔۔" وہ آہستگی سے بولا تو قرت ہنس دی

"اوہو۔۔۔میں لاتی ہوں۔۔۔" وہ اٹھ گئی تو افہام نے ارمغان کی طرف دیکھا۔

"تم نے اسے کچھ کہا ہے کیا صبح؟"

افہام کے سوال ہر ارمغان نے محض کندھے اچکائے۔

☆☆☆☆☆

"تم نے یہ سارا گھر دیکھا ہے کیا؟"

وہ دونوں لاونج میں بیٹھی تھی جب نشہ نے سوال کیا جس پر یَشل نے سر نفی میں ہلایا۔

"نہیں۔۔۔میرا کمرا، صحن، کچن، ماما کا کمرا مطلب یہی نیچے والا پورشن۔۔"

"اوپر چلیں۔۔؟" نشہ ایسے ایکسائیٹڈ ہوئی جیسے اوپر والے پورشن میں جنات کا بسیرا ہو۔

"اوپر جا کر کیا کرنا۔۔۔۔" اوپر رائد کا کمرہ تھا وہ ہرگز بھی وہاں نہیں جانا چاہتی تھی۔

"ایکسپلور کرتے ہیں نہ۔۔بور ہو رہی ہوں میں بہت زیادہ۔۔"

وہ بیزار سا منہ بنا کر بولی۔

"رات کے بارہ بجے کیا ایکسپلور کرنا ہے تم نے؟"

"ویسے ہی ناں آؤ تم۔۔رہنا تو اب تم نے یہیں پر ہے تو دیکھ لو اپنے ٹوٹے ہوئے خوابوں کا محل۔۔۔"

نشہ نے کچھ جلے کٹے انداز میں کہا تو یَشل حیران ہوئی

"کیا مطلب میں نے یہیں رہنا ہے؟ ماما کے ٹھیک ہوتے ہی میں واپس آجاؤ گی۔۔۔"

وہ اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی اور سیڑھیوں کی طرف بڑھی تو نشہ نے بھی اسکی پیروی کی۔

"ہاں ہاں دیکھ لیں گے۔۔جس آدم خور کے پلے تم باندھ دی گئی ہو نہ وہ پھر کوئی بکواس کرے گا تم دیکھ لینا۔۔۔"

یَشل چلتے چلتے رکی اور اسکی طرف مڑی جسکا لہجہ کڑوے بادام جیسا تھا۔

"تمہیں بری لگ رہی ہیں یہ باتیں؟"

نشہ نے اسکے رکنے پر حیرت سے اسے دیکھا۔

"نہیں نشہ۔۔مگر میں تھک گئی ہوں یار جس سوچ سے جس خیال سے میں بھاگنا چاہ رہی تم پچھلے ایک گھنٹے سے رہ رہ کر اسی بارے میں باتیں کرتے اپنی فرسٹریشن نکال رہی۔ میں کیا کروں؟ کیا اس آدم خور کے پلے اپنی مرضی سے بندھی ہوں میں؟ میں اس کے پاس جاؤں اور اسے کہوں کہ رائد مجھے ڈائیورس دے دو؟"

NOVEL HUT

وہ ایک ہی سانس میں بولتی ہانپ گئی۔

"نکاح کا مطلب یہ نہیں کہ میں پھلوں کی سیج پر آبیٹی ہوں۔۔! ہر راستے پر صرف کانٹے ہیں اور میں ان کانٹوں پر چل رہی ہوں۔پیروں پر ابھی سے چھالے بننا شروع ہوگئے ہیں۔۔۔آگے لمبی زندگی پڑی ہے مجھے خود نہیں پتا کیا

ہونے والا ہے اور میں اس شخص کے ساتھ زندگی کیسے گزاروں گی لیکن آبی، ماموں، ممانی اور خالہ جو ہمت مجھے دیتے ہیں وہ تمہاری باتیں سن کر ختم ہوجاتی ہے۔۔"

نِشہ جہاں کی تہاں رہ گئی تھی۔ اسے اندازہ نہیں تھا کہ خاموشی سے اسکی جلی کٹی باتیں سن کر یَشل کیسا محسوس کرتی ہے۔ وہ یہ سب رائد کو نہیں کہہ سکتی تھی اسی لیے اپنا غصہ وقتاً فوقتاً وہ یَشل کے سامنے رائد اور ان دونوں کے نکاح کو کوستے ہوئے نکالتی رہتی تھی۔

"انوشہ۔۔۔تمہارا ساتھ میرے لیے بہت ضروری ہے۔۔ زندگی کے ہر موقع پر مجھے تم چاہیے ہو مگر اس طرح نہیں کہ تمہاری باتیں میری اینژائیتی (اضطراب) میں اضافے کا باعث بنیں۔۔"

وہ اس بار نرمی سے بولتی خاموش ہوگئی۔ نشہ کا چہرا کچھ زرد ہوگیا۔ اسنے یَشل کی آنکھوں میں چمکتی نمی کو دیکھا تھا۔ کچھ کہنا چاہتی تھی لبوں میں لرزش سی ہوئی مگر وہ منہ سے ایک لفظ بھی ادا نہ کر سکی اور اسے دیکھتی رہ گئی۔۔یہ کیفیت یَشل کی باتوں پر نہ تھی اپنی لاپرواہی پر تھی۔ اسنے یَشل کو بلک بلک کر روتے ہوئے دیکھا تھا۔ اسے ٹوٹا بکھرا ہوا دیکھ کر بھی وہ اپنی باتوں پر دھیان

کیوں نہ دے سکی۔ نشہ کو اچانک ہی اپنا آپ مجرم لگنے لگا۔ سامنے کھڑی یشل کی آنکھوں میں اگر اس پل نمی تھی تو اسکی وجہ ہر دکھ سکھ کی ساتھی نشہ تھی۔ اسکے گلے میں گلٹی ابھری۔

مگر اگلے ہی پل یَشل آگے ہوتے اسکے سینے سے لگی تھی۔ نشہ نے آنکھیں چھپکتے نمی کو واپس اندر کرنا چاہا مگر آنسو مزید باہر آنے لگے۔

"میں اپنی ان باتوں کے لیے معافی مانگتی ہوں مگر۔۔۔میں تھک گئی ہوں ابھی سے۔۔۔"

نِشہ نے رخسار پر بہتا انسو رگڑتے اسکے گرد بازو حائل کئیے۔

"سوری مجھے کہنا چاہیے۔۔۔مجھے اندازہ نہیں ہوا کہ میں تمہاری مشکلات میں اضافہ کر رہی۔ مجھے واقعی احساس نہیں ہوا کہ میرے اس غصے کا تم پر کیسا اثر ہو رہا ہے۔۔"

وہ چند لمحے ویسے ہی کھڑی رہی پھر یَشل اس سے خور ہوئی اور اپنے دوپٹے سے اسکی آنکھوں کو خشک کیا۔

"چھوڑو سب۔۔۔ آؤ اوپر چلیں۔"

وہ بولتے ساتھ ہی پیچھے کی طرف مڑی اور ایک ایک زینا پھلانگتے ہوئے اوپر جانے لگی نشہ بھی اسکے پیچھے چلی۔ آخری چند سیڑھیاں ہی بچے تھی جب یَشل کا پاؤں زینے پر پڑا ہی نہیں اور وہ بے اختیار ہی گرتی ہوئی پیچھے کی طرف پھسلی۔۔ گٹھنے میں لگنے والی چوٹ نے اسے چیخنے پر مجبور کردیا اگر نشہ پیچھے نہ ہوتی تو ہاتھ پاؤں ضرور ٹوٹ جاتا یہ بھی خوش قسمتی تھی کہ اسکا منہ زینے پر نہ لگا تھا ورنہ وہ جس طرح سے گری تھی اسکی خوبصورت ناک بھی ٹوٹ جانی تھی۔

"یشل۔۔۔۔" نشہ نے جلدی سے اسے اٹھانا چاہا اور بامشکل سیدھا کرکہ بٹھایا۔ بری طرح کراہتے ہوئے وہ رونے لگی تھی۔ ہاتھ، پاؤں اور گٹھنا۔۔تینوں کی بینڈج گئی تھی۔

"اوففف میرے خدایا۔۔۔ادھر دکھاؤ۔۔اندھی ہو کیا تم۔۔؟"

نشہ نے اسکا ہاتھ دیکھنا چاہا جسکی ہتھیلی بری طرح سرخ ہورہی تھی اور اس میں ہلکا سا کٹ آگیا تھا۔ اسکی چیخ سن کر اپنے کمرے میں سکون سے بیٹھا رائد باہر آیا مگر سیڑھیوں پر ان دو وجودوں کو دیکھ کر وہ بجلی کی تیزی سے انکی طرف آیا۔۔۔

"کیا ہوا ہے؟ یَشل کیسے گر گئی تم۔۔۔کہاں لگی ہے؟"

وہ جلدی سے روتی ہوئی یَشل کا پاؤں دیکھنے لگا جسے پکڑا ہی تھا کہ یَشل کراہ اٹھی۔ رائد نے جھٹ سے پاؤں چھوڑ دیا۔ اسکے یوں رونے پر نِشہ اور رائد پینک ہونے لگے۔

"یشل رونا بند کرو اٹھنے کی کوشش کرو۔۔۔۔"

نِشہ نے اسکو بازو سے پکڑ کر اٹھانا چاہا تو وہ سر نفی میں ہلانے لگی۔ نہ وہ پاؤں ہلا سکتی تھی نہ ہی گٹھنا سیدھا کر سکتی تھی۔

"میں ماموں کو اٹھا کر آتی ہوں۔۔۔" نشہ جلدی سے بولتی زینے اترنے لگی۔

"کدھ جارہی ہیں آپ؟ جب اس کا شوہر یہاں موجود ہے تو دوسروں کو اٹھانے کی کیا ضرورت ہے؟"

یَشل نے جھکا سر اٹھایا اور نشہ نے پلٹ کر اسے دیکھا۔

ایک لمحا لگا تھا اور رائد نے جھک کر یَشل کو بانہوں میں اٹھا لیا اسکی اس حرکت پر یَشل کے منہ سے ایک اور چیخ نکلتے نکلتے رہ گئی

"نیچے اُتارو اسے رائد۔۔۔" نِشہ نے غصے پر ضبط کرتے اسے مخاطب کیا۔

رائد جو اوپر کے زینے پر پاؤں رکھنے ہی لگا تھا کہ اسنے دو تین زینے نیچے کھڑی نشہ کو دیکھا۔

"اچھا آپ لے کر جائیں گی اسے کمرے میں؟"

اسنے سنجیدگی سے کہا تو نشہ کا دل کیا اسکی ٹانگ پر اپنی لات دے مارے جبکہ یَشل کے تو آنسو ہی رک گئے تھے۔

وہ بچے ہوئے تین زینے چڑھ کر اوپر والے فلور پر پہنچنا اور سیدھا سیدھا اسے اپنے کمرے میں لے جا کر بیڈ پر بٹھا دیا۔ نشہ کا غصہ تو آسمان پر جا پہنچا۔ یہ شخص ضرور اس سے لتر کھانے کا خواہشمند تھا۔

"یہی ایک کمرا ہے یہاں؟" اسنے دانت پیستے ہوئے رائد کو دیکھا جو یَشل کی کمر کے پیچھے تکیہ ٹھیک کر کے رکھ رہا تھا۔ یشل سانس اور آنسو روکے اسے دیکھ رہی تھی جو بے حد قریب کھڑا اسکی دھڑکن بڑھانے میں ناکام ہی ہوا تھا البتہ یشل کا دھیان اب درد کے ساتھ ساتھ رائد پر بھی تھا۔

"نہیں مگر یہ میرا کمرا ہے اور فطری طور پر یَشل کا بھی۔۔۔۔"

اسنے ایک نظر یشل پر ڈالتے اسے بھی جتایا۔ یَشل نے مٹھی بھینچی مگر ایسا کرنے سے ہاتھ میں اُٹھنے والی درد کی لہر نے اسے کراہنے پر مجبور کردیا۔ نِشہ اسکی طرف بڑھنے ہی لگی جب رائد بیچ میں آگیا۔۔۔

"رات بہت ہوگئی ہے میرے خیال سے اس پہر آپ کا میاں بیوی کے درمیان رکنا مناسب نہیں۔۔۔"

اسکی بات پر نہ صرف نشہ، یشل کی بھی آنکھیں پھیل گئی

"زیادہ اوور ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔۔ہٹو راستے سے۔۔"

اسنے انگلی اٹھائی تو رائد نے آئی برو اچکائی۔۔۔

"لگتا ہے مجھے کچھ ایسا کرنا پڑے گا کہ آپ شرما کر خود چلی جائیں۔۔۔"

وہ بولتے ساتھ ہی یَشل کی طرف پلٹا۔ اس سے پہلے وہ دونوں اسکی بات کا مطلب سمجھتی رائد نے جھک کر یَشل کی ٹھوڑی پر لمس چھوڑا اور یَشل نشہ کے سامنے کی گئی اسکی حرکت پر آب آب ہوگئی۔ نشہ کا وہاں رکنا دشوار ہوا اور دل ہی دل میں اسے لعنت ملامت کرتی کمرے سے واک آؤٹ کر گئی۔

اپنی حرکت پر فخریہ انداز میں مسکراتا ہوا سیدھا ہوگیا اور یَشل کو دیکھا کس کا چہرا غصے، خفت اور شرم کے ملے جلے تاثرات سے سرخ ہورہا تھا۔۔۔

"اتنے بے شرم کیوں ہو تم رائد۔۔۔۔!"

اپنا درد بھلائے وہ اسے غصے میں بولی تو رائد کندھے اچکا گیا۔

"اچھا سوری نہ۔۔۔میں فرسٹ ایڈ کٹ لاتا ہوں۔"

وہ کمرے سے نکل گیا تو یَشل بیڈ کی پشت سے سر ٹکاتی آنکھیں موند گئی۔

کچھ دیر بعد اسکا بیڈ پر پڑا ہاتھ کسی نے گرفت میں لیا تو اسنے پٹ سے آنکھیں کھولی۔ رائد قریب ہی بیڈ پر بیٹھا اسکا ہاتھ دیکھ رہا تھا پھر اس پر کچھ لگانے لگا۔ تکلیف تھی اسی لیے وہ خاموش رہی مگر کچھ دیر بعد اسے اپنا سانس رکتا ہوا محسوس ہوا جب اسے رائد میں وہ نظر آنے لگا۔

نرمی سے مرحم لگانے کے بعد اسنے یَشل کے ہاتھ پر پٹی باندھنا شروع کی۔ پٹی باندھ کر اسنے خود پر یَشل کی گہری نظریں محسوس کرتے اسکی طرف دیکھا جو کل کی طرح ایک بار پھر بغیر پلکیں جھپکائے مبہوت سی ہوکر اسے دیکھنے میں مصروف تھی۔

آنکھوں میں خوشی، محبت یا نفرت جیسا کوئی احساس نہ تھا۔ اگر کچھ تھا تو نہ سمجھی تھی اور اسکی یہ کیفیت نہ وہ خود سمجھ سکی نہ رائد۔ وہ بیڈ سے اٹھ کر اسکے پاؤں کی طرف آیا۔۔۔

"دونوں پاؤں میں درد ہے؟"

اسکے سوال پر وہ اسی کیفیت میں آہستگی سے سر نفی میں ہلا گئی۔

"اس میں ہے۔۔۔؟" رائد نے اسکے بائیں پاؤں ہر ہاتھ رکھا تو وہ سر اثبات میں ہلانے لگی۔ رائد نے اسکا پاؤں پکڑا ہی تھا جب وہ سسک اٹھی اور ہوش میں آئی۔

"بہت زیادہ درد ہے؟ ابھی تو میں نے کچھ کیا بھی نہیں تھا۔۔۔"

رائد نے لہجے میں نرمی سمو کر اسے دیکھا

"ہاں تم تو بچپن سے ڈاکٹر ہو ساری میڈیکل تمہیں ہی تو آتی ہے!"

اچانک ہی وہ غصے میں بولی تو رائد نے اسکی بدلتی کیفیت کو حیرت سے دیکھا۔

"آجاؤ ڈاکٹر کے پاس چلتے ہیں۔۔"

وہ ویسے ہی نرمی سے بول کر اسے اٹھانے کی غرض سے آیا تو وہ سر نفی میں ہلانے لگی۔

"رہنے دو صبح تک ہو جاؤں گی ٹھیک۔۔۔۔"

وہ بے رخی سے کہتی چہرا دوسری طرف کر گئی۔ رائد گہرا سانس لیتا پاس بیٹھا۔

"حالت دیکھی ہے اپنی؟ پاؤں کو ہاتھ تک نہیں لگانے دے رہی ہو۔۔ایسے کیسے ٹھیک ہو جاؤ گی؟"

اسکے چہرے پر آئے بالوں کو پیچھے کرتے وہ اتنی اپنائیت سے بولا کہ یَشل اسکی طرف دیکھنے سے خود کو روک نہ سکی۔۔۔یہ لہجہ اور فکر اسے صرف اس شخص کی یاد دلاتی تھی اور اسکی یاد آتے ہی وہ اسے نظر آنے لگ جاتا تھا۔۔رائد کے چہرے میں بھی۔۔۔ اپنی اس کیفیت سے وہ خود پریشان تھی ایک شخص کی بیوی بن کر سارا دن کسی دوسرے شخص کے بارے میں سوچتے رہنا اور اتنا سوچنا کہ ہر طرف وہی نظر آنے لگے۔۔۔ اسکا دل ڈوبنے لگا۔۔

"اوففف یشل ایسے مت دیکھا کرو۔۔۔۔"

اپنی مسکراہٹ دباتا وہ اسے گھور کر رہ گیا۔

"اتنے بھی خوبصورت نہیں ہو۔۔۔۔"

ٹانگ میں ایک بار پھر درد کی لہر دوڑ گئی جس کے آثار چہرے پر بھی نمایا ہوئے۔ رائد بغیر کچھ کہے جگہ سے اٹھا اور کمرے سے نکل گیا کچھ دیر بعد وہ دودھ کا گلاس لئیے کمرے میں واپس آیا۔ گلاس سائڈ ٹیبل پر رکھا اور کوئی میڈیسن ڈھونڈھنے لگا پھر دو ٹیبلٹس اسکی طرف بڑھائی کویَشل نے تیز نظروں سے اسے دیکھا۔

"اتنے پیار سے مت دیکھو میڈیسن کھاؤ ورنہ ڈاکٹر کے پاس چلو۔۔۔"

اسکے غصے پر پہلا جملہ شوخی سے کہا تو یَشل نے دانت کچکچاتے ہوئے اسکے ہاتھ سے دونوں ٹیبلیٹس لے کر منہ میں رکھی اور نیم گرم دودھ کے ساتھ حلق سے نیچے اتاری۔ رائد نے شکر ادا کیا کہ نازک حسینہ بن کر اسنے اس میں نکھرے نہیں دکھائے۔

"اب کیا کرنے لگے ہو۔۔۔؟"

اسے فرسٹ ایڈ کٹ سے دوبارہ مرحم نکالتا دیکھ کر اسنے بیزاریت سے سوال کیا۔

"اگر تم بھول گئی ہو تو یاد کروا دوں اپنا کمزور گٹھنا بھی تڑوا کر بیٹی ہو۔۔۔"

رائد نے بولتے ہوئے ہوئے اسکے ٹراؤزر کو ٹخنے سے اوپر سرکایا ہی تھا جب یَشل سرعت سے پاؤں اوپر کر گئی ساتھ ہی اٹھنے والے درد پر چیخ پڑی۔ تکلیف اتنی شدید تھی کہ آنکھوں میں نمی اتر آئی اور چہرے پر تکلیف کے آثار نمایا ہوئے۔ رائد کا ہاتھ ماتھے پر گیا۔

"یَشل کیا مسئلہ ہے یار۔۔۔!"

وہ اس بار تھوڑے غصے میں بولا جسے اگنور کرتی یشل کراہنے میں مصروف تھی۔

"تمہارے ساتھ کیا مسئلہ ہے؟"

اسکی کڑی نظر خود پر محسوس کرتی وہ غصے سے رندھی ہوئی آواز میں بولی۔۔۔

"اب اگر تم ہلی تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہوگا۔۔۔۔!"

وہ بیڈ پر چڑھ کر بیٹھا، یَشل کو سختی سے وارننگ دی اور گھٹنے پر مرحم لگانے لگا۔

"یہ کیا بیہودگی ہے۔۔۔؟"

تکلیف کے باعث اب وہ ٹانگ کو حرکت دینے کی غلطی نہیں کر سکتی تھی اسی لئیے زبان چلائی۔

"اسے بیہودگی نہیں بیوی کی کئیر کرنا کہتے ہیں۔۔۔۔"

وہ اچھے سے مرحم لگا کر اب پٹی کرنے لگا تھا۔ یشل نے ضبط کا دامن سختی سے پکڑا کیونکہ اندازہ اسے ہوگیا تھا کہ رائد ڈھیٹ نہیں ماہا ڈھیٹ تھا۔

پٹی باندھ کر آرام سے اسکی ٹانگ کو رکی اور بیڈ سے اتر کر سرہانے کی طرف آیا تو یَشل کو فت سے دیکھنے لگی اسے۔

"لیٹ جاؤ اب تم۔۔۔۔" رائد نے اس کے پیچھے سے تکیہ نکالنا چاہا۔

"مجھے اپنے کمرے میں جانا ہے۔۔۔"

"اگر تمہیں لگتا ہے کہ میں تمہیں اٹھا کر اتنی سیڑھیاں اتر سکتا ہوں تو یہ تمہاری غلط فہمی ہے۔ مجھے کوئی شوق نہیں تمہارے سر کے ساتھ ساتھ اپنی ٹانگ تڑوانے کا۔۔۔"

رائد نے آخر میں ہاتھ کھڑے کئیے۔۔۔

"اس پورشن میں دوسرے کمرے نہیں ہیں کیا۔۔۔؟"

رائد کی بات سن کر اسکی کوفت میں اضافہ ہوا تو وہ چبا چبا کر بولی۔

"نہیں وہاں جنات رہتے ہیں۔۔۔"

وہ اب فرسٹ ایڈ کٹ بند کر رہا تھا۔ یشل نے گہرا سانس لیتے غصہ دبانے کی کوشش کی۔

"میں جنات کے ساتھ رہ لوں گی۔۔۔!"

اسنے بات پر زور دیا مگر رائد بھی اڑ گیا تھا۔

"سونا تو تمہیں اسی کمرے میں پڑے گا۔ اگر تمہیں مجھ سے مسئلہ ہے تو میں ویسے بھی جا رہا۔۔۔"

وہ فرسٹ ایڈ کٹ اٹھا کر دروازے کی طرف بڑھا جب یَشل کے رونے کی آواز پر اسکے قدم رک گئے وہ حیرت سے پیچھے پلٹا اور یشل کو تفکر سے دیکھا۔ وہ رو نہیں رہی تھی صرف ایکٹنگ کر رہی تھی۔ رائد نے سر نفی میں ہلایا۔

"ڈرامے باز۔۔۔!"

☆☆☆☆☆

رات کا نا جانے کون سا پہر تھا جب اسے لگا جیسے پورے وجود میں چونٹیاں رینگنے لگ گئی ہیں کچھ دیر بعد چہرے پر بھی کوئی چیز بری طرح کاٹنے لگ گئی۔ وہ نیند میں ایک ہاتھ چہرے تک لائی اور چہرا کھجانے لگی اور ایسا کرنے سے خارش بڑھنے لگی تھی پورے وجود میں جیسے کچھ چبھ رہا تھا۔ وہ چاہ کر بھی ٹانگ میں تکلیف کی وجہ سے ہل نہ سکتی۔ اسنے آنکھیں کھولنے کی کوشش کی مگر نیند کا غلبہ اتنا بری طرح تاری تھا کہ بھاری پلکیں ویسے ہی جھکی رہی۔

کچھ دیر بعد جب تکلیف برداشت سے باہر ہوئی تو اسنے بامشکل آنکھیں کھولی جنہیں کھولتے ہی جلن کا احساس شدت سے ہوا تھا اور وہ دو سیکنڈ کے لیے بھی کھلی نہ رکھ سکی۔ تکلیف کی شدت پر وہ کراہنے لگی تھی۔ ایک بار پھر آنکھیں کھولنی چاہی اس بار بھی جلن ہوئی مگر اسنے جلن کو برداشت کیا۔ کمرے میں نائٹ بلب کی روشنی تھی دماغ ابھی بھی نیند میں تھا آنکھوں سے جلن کے باعث پانی نکلنے لگا تو وہ آنکھیں بند کر گئی

"نِشہ۔۔۔۔" نیند سے ڈوبی آواز میں کراہتے ہوئے اسنے نشہ کو پکارا

"نِشہ۔۔۔نشہ مجھے تکلیف ہورہی ہے۔"

اسنے دائیں طرف سوئی نشہ کو ایک بار پھر بلایا۔

NOVEL HUT

اس دشمن جان کو اپنے کمرے میں لانے کے بعد رائد کی تو نیند ہی اڑ گئی تھی کتنے ہی کنٹرول کے باجود وہ خود کو اسکے پہلو میں لیٹنے سے روک نہ سکا۔ بہت کوشش کے بعد ایک گھنٹا پہلے ہی اسکی آنکھ لگی تھی اور یَشل کی آواز پر وہ ایک دم نیند سے ہڑبڑا کر بیدار ہوتا اٹھ بیٹھا۔ جلدی سے سائیڈ لیمپ آن کرتے اسنے یَشل

کو دیکھا جس کا چہرا بری طرح سرخ ہورہا تھا اور آنکھوں کے پپوٹے سوج گئے تھے نہ صرف چہرا بلکہ گردن بھی سرخ تھی۔ وہ چہرا کھجاتے نِشہ کو بلا رہی تھی۔ اسکی حالت دیکھتے ہی رائد کے طوطے اڑ گئے۔

"یَشل۔۔۔یشل کیا ہوا؟" رائد نے اسے کندھے سے ہلکا سا ہلایا

"مجھے کوئی۔۔کیڑا کاٹ رہا۔۔"

وہ ابھی بھی نیند کی وادیوں میں تھی جس کی وجہ یقیناً وہ پین کلر تھی جو رائد نے اسے دی تھی۔

رائد بیڈ سے اترا اور یَشل کی طرف آیا اسکے ماتھے پر پسینے دیکھتے اوپر ڈالا ہوا کمفرٹر ہٹایا۔

"نشہ مجھے۔۔۔باڈی پر خارش ہورہی بہت۔۔۔"

وہ اتنی نیند میں تھی کہ اسے رائد کی آواز سے بھی اندازہ نہ ہوا کہ نشہ وہاں موجود نہیں تھی۔

رائد نے جھک کر یَشل کی شرٹ کو کندھے سے سرکایا تو اسے احساس ہوا کہ اسکی پوری باڈی پر ایلرجی ہورہی تھی۔

"یہ کیا ہوا ہے۔۔۔؟" رائد کے حواس سلیب ہونے لگے

"ریئیکشن؟ اوہ نو۔۔۔" وہ بری طرح گھبرا گیا اور یہاں وہاں نظریں دوڑاتا موبائل تلاشنے لگا۔ ڈریسنگ ٹیبل پر پڑا اپنا فون اٹھا کر اسنے جلدی سے ایک نمبر ڈائل کیا

"ہیلو عاصم بھائی۔۔۔کہاں ہیں آپ ؟"

دوسری طرف موجود شخص کے کال اٹینڈ کرتے ہی وہ جلدی سے بولا

"آن ڈیوٹی۔۔۔کیا ہوا؟" مصروف انداز میں جواب دیا گیا

"ٹھیک ہے گڈ۔۔۔میں بیس منٹ میں آرہا ہوں۔۔"

بولتے ساتھ ہی اسنے کال بند کی اور یَشل کی طرف آیا اسکا گردن کھجاتا ہاتھ نیچے کیا سائڈ ٹیبل پر رکھی گاڑی کی چابی اٹھائی اور بہت احتیاط سے اسے بانہوں میں بھر لیا۔ ٹانگ میں ہونے والی تکلیف پر وہ کراہ اٹھی اور اسے آنکھیں کھول کر رائد کو دیکھا۔ اسنے کچھ کہا تھا مگر نیند میں ڈوبی ہلکی سی آواز رائد کو سمجھ نہ آئی۔ یَشل پر ایک بار پھر نیند کا غلبہ طاری ہوا۔ وہ اسے اٹھاتا کمرے سے نکلا اور بہت

خیال سے سیڑھیاں اترنے لگا۔ یَشل کا سر اور اپنی ٹانگ تڑوانے کا شوق پیدا ہوگیا تھا شاید۔۔۔

گارڈ نے اسے باہر آتا دیکھا تو جلدی سے رائد کی طرف آیا۔ رائد نے گاڑی کی چابی اسکی طرف اچھالی۔

"گاڑی ان لاک کرو اور ہسپتال چلو۔۔۔"

رات کے تین بجے گارڈ کو لے کر جانا عقل والی بات تھی تو نہیں لیکن ڈرائیور سو رہا تھا۔ اس کو اٹھانے کے جھنجھٹ میں فلحال نہیں پڑ سکتا تھا اور وہ خود ڈرائیو کرنے لگ جاتا تو سارے راستے یَشل چہرا کھجا کھجا کر ہشر کردیتی۔

اسنے یَشل کو گاڑی میں بٹھایا اور اسکی طرف کا دروازہ بند کرتا وہ دوسری طرف بیٹھا۔

NOVEL HUT

ہسپتال پہنچتے ہی وہ اسے ایمرجنسی میں لے آیا تھا شکر تھا کہ اس کے دوست کا بھائی ڈکٹر عاصم آن ڈیوٹی تھے انہوں نے ہی یَشل کو ایڈمٹ کرتے اسے فوراً ٹریٹمنٹ دیا۔

"ڈرگ ایلرجی ہے کسی میڈیسن کا ریکشن۔۔۔کوئی میڈیسن کھلائی تھی اس نے؟"

ڈاکٹر عاصم کے سوال پر رائد نے یشل کے سیڑھیوں سے گرنے پر دوائیاں دینے والی بات ان کے گوشہ گزار کردی۔

" ایلرجی کی دو وجوہات ہو سکتی ہیں۔۔۔دونوں دوائیاں ہیوی ہیں اوپر سے دودھ کے ساتھ لی گئی ہیں یا پھر دونوں میں سے کوئی ایک اسے سوٹ نہیں کرتی۔۔ اسی لیے کہتے ہیں تمام ادویات ڈاکٹر کی حدایت کے مطابق استعمال کریں۔۔۔تم نے اب بھی تو مجھے کال کی میڈیسن دینے سے پہلے بھی کردیتے۔۔۔۔"

وہ کچھ سختی سے بولے تو رائد نے سر کھجایا

"بس مجھے خیال ہی نہیں آیا۔۔۔یہ کسی اور چیز سے ہوا ہوگا۔۔"

وہ الزام نہیں لینا چاہتا تھا۔ ڈاکٹر عاصم نے اسے کڑی گھوری سے نوازا

"یہ ہے کون۔۔۔؟" ان کے سوال پر رائد کے چہرے پر خوبصورت مسکراہٹ بکھر گئی

"بیگم ہے میری۔۔۔" لہجہ خاصہ فخریہ تھا

"انسانوں کی طرح بتاؤ۔۔۔۔" انہیں یقین نہ آیا تو رائد کی مسکراہٹ سمٹ گئی

"بتایا تو ہے۔۔۔۔۔"

میں نہیں مان رہا۔۔۔" وہ یَشل کی دوائیوں کا پرچہ تیار کرنے لگے۔

"عاصم بھائی اب اتنا برا بھی نہیں ہوں میں۔۔۔"

"بات برے کی نہیں ہے۔۔میں تمہیں جانتا ہوں اچھے سے تمہارا کبھی انٹرسٹ نہیں رہا لڑکیوں میں۔۔۔اور بیٹھے بیٹھے بیوی کہاں سے آگئی۔۔؟"

وہ مصروف سے انداز میں بولے

"بس مان لیں اب آپ مجھے۔۔۔جس میں انٹرسٹ ظاہر کیا اسے اپنا بنا ہی لیا۔"

وہ شوخ ہوا تو عاصم نے جھکا سر اٹھا کر اسے گھورا

"عاصم بھائی۔۔۔یہ دیکھیں رکیں ذرا۔۔۔"

اسنے فون نکال کر اس میں پڑی نکاح کی ویڈیو اسے دکھائی تو عاصم کے چہرے پر حیرت چھا گئی

"ارے۔۔۔چھپے رستم بتایا نہیں۔۔۔مبارک ہو بھئی۔۔"

عاصم بے اختیار ہی جگہ سے اٹھتا اس سے بغلگیر ہوا

"بہت معذرت آپ کو بلایا نہیں بتایا تو جاسم کو بھی نہیں تھا۔

(جاسم رائد کا پرانا دوست اور ڈاکٹر عاصم کا بھائی تھا)

"نکاح بہت جلدی جلدی ہوا تھا مگر بس امی ٹھیک ہو جائیں انشاءاللہ ولیما رکھنا ہے پھر۔۔۔"

" گڈ ہوگیا تمہاری بھی نَیّا پار لگ گئی۔۔۔خدا تمہیں ہمت دے۔۔شادی کرنے کا غم منانا ہو تو میرے پاس آجانا مل کر منائیں گے۔۔"

انکی بات پر رائد قہقہہ لگا کر ہنسا

"یَشل کی حالت اب کیسی ہے؟ گھر لے کر جا سکتا؟"

ان کے آفس سے نکلتے ہوئے اسنے یَشل کی خیریت دریافت کی

"انجیکشن لگا دیا ہے ایلرجی کم تو ہوگئی ہے مگر ختم ہونے میں وقت لگے گا۔ انجیکشن سے ویسے بھی وہ ہنڈرنڈ پرسنٹ ٹھیک نہیں ہو سکتی۔ میں نے میڈیسنز اور انسٹرکشنز لکھ دیئے ہیں انشاءاللہ کچھ دن تک باقاعدگی سے استعمال کریں گی تو ٹھیک ہو جائیں گی اور ابھی نہیں۔۔۔ ایک گھنٹے تک لے جانا اسے کافی کمزوری بھی ہورہی ہے کچھ ڈرپس لگائی ہیں۔۔۔"

ڈاکٹر عاصم نے ساتھ ساتھ چلتے ہوئے تفصیل سے جواب دیا تو رائد نے گہری سانس ہوا کے سپرد کی۔ وہ دونوں چلتے ہوئے وارڈ تک پہنچ گئے تھے۔

"پیشنٹ کے کچھ ٹیسٹ کئیے ہیں۔۔ ایچ بی بہت لو ہے۔ وٹامنز اور آئرن کی بھی کمی ہے۔ ایکیس سال کی عمر میں یہ کمزوری ٹھیک نہیں۔ اس کی ڈائٹ اچھی رکھو اور زیادہ سے زیادہ فروٹس دو ورنہ فیوچر میں مسائل کا سامنا کرنا پڑے گا۔۔۔ آرن کی کچھ ڈرپس لگوا لو تو بھی بہتر ہو جائے گا۔۔۔"

ڈاکٹر عاصم اب اسے یشل کی آل اوور ہیلد کا بتا رہے تھے۔ ان کی بات سنتے رائد نے سر ہلایا۔ اسے یاد تھا یشل جب لاہور آئی تھی تو نہ وہ انڈر ویٹ تھی نہ ہی اوور ویٹ تھی۔ اپنی عمر کے لحاظ سے وہ بلکل ٹھیک تھی مگر اب گزرتے

وقت کے ساتھ رائد نے نوٹ کیا تھا وہ کمزور ہوتی چلی گئی تھی۔ اس کا بھرا بھرا سا چہرا مرجھا ہی گیا تھا۔

رائد نے تمام خیالات جھٹکے۔

"ٹھیک ہے بہت شکریہ۔۔۔میں بابا کو انفارم کردوں۔"

ڈاکٹر عاصم سر ہلاتے آگے چلے گئے تو وہ وارڈ میں داخل ہوا۔

اسنے سٹریچر پر پڑی یَشل کو دیکھا جس کے چہرے کی سرخی کم ہوگئی تھی اور اب وہ سکون سے خواب خرگوش کے مزے لے رہی تھی۔

اس نے کلائی میں پہنی گھڑی پر وقت دیکھا تو ساڑھے تین ہو رہے تھے۔ عادل کو کال کرنے کا فیصلہ ترک کیا اور وہ وہاں رکھے صوفے پر بیٹھ گیا۔ ایک گھنٹے تک گھر ہی لے کر جانا تھا اس دوران سب نے سوئے رہنا تھا پھر بلاوجہ کال کرکہ پریشان کرنے کا کوئی فائدہ نہ تھا۔ وہ خاموشی سے صوفے پر بیٹھا اور اسے دیکھنے لگا پھر اپنی جگہ سے اٹھ کر اسکی طرف آیا۔۔آنکھوں کے پپوٹے ابھی تک سوجے ہوئے تھے۔ اسنے جھک کر اسکی دونوں تپتی ہوئی آنکھیں چوم لی۔

☆☆☆☆☆

"یَشل اٹھ جاؤ اب۔۔۔" نِشہ کی آواز پر وہ نیند سے بیدار ہوئی جو ٹیبل پر پڑا اپنا سامان اٹھا رہی تھی۔ یَشل ویسے ہی لیٹی اسے دیکھتی رہی۔

"میں تو رائد کے کمرے میں سوئی تھی نہ رات کو؟"

دل میں سوال ابھرا پھر عجیب سے احساس پر اسنے گردن پر ہاتھ رکھا اور وہاں کی سکن اسے بہت عجیب لگی۔ دھبے اور چھوٹے چھوٹے دانے۔ گردن سے فاصلہ تہ کرتی وہ چہرے تک آئی اور وہاں کا بھی وہی حال تھا۔ نشہ نے اسے دیکھا تو اسکی طرف آگئی تبھی یَشل سوال کرنے لگی۔

"ٹائم کیا ہوا ہے۔۔۔؟" یَشل کے پورے جسم میں سو سو کر درد ہوگیا تھا۔

"بارہ بجنے والے ہیں۔۔۔" اسکی بات سن کر یَشل کو شدید حیرت ہوئی۔ اسنے گھڑیال کی طرف دیکھا تو واقعی ہی بارہ بج رہے تھے۔ اسے یاد تھا وہ رائد

کے جانے کے بعد تقریباً رات ایک بجے سوئی تھی۔ اسے حیرت ہوئی وہ اتنے گھنٹے سوتی رہی تھی تبھی ہڈیوں میں بھی درد پڑ گیا تھا۔

"سکن پر کچھ ہوا ہے کیا؟ عجیب سی فیل ہو رہی۔۔"

یَشل چہرے کو ہاتھ لگاتی ہوئی بولی تو نِشہ نے اسکا ہاتھ نیچے کیا

"تمہیں کچھ یاد نہیں۔۔؟" اسنے کچھ حیرت سے سوال کیا تو یشل نے نا سمجھی سے اسے دیکھا۔ پھر اٹھ کر۔ بیٹھنا چاہا تو نشہ نے اسکی مدد کی۔

"تمہیں رات کو سکن ایلرجی ہو گئی تھی رائد ایمرجنسی میں لے کر گیا تھا تمہیں۔۔۔ ہمیں خود صبح پتا لگا ہے۔ ڈیڑھ گھنٹا ہسپتال میں پڑی رہی ہو تم۔۔۔"

کمر کے پیچھے تکیہ سیٹ کرتے نِشہ بم پھوڑنے والے انداز میں بولتی ہوئی اٹھ گئی تو یَشل نے کی بچی کچی نیند بھک سے اڑ گئی

"مذاق کر رہی ہو نہ؟" جتنے عام سے لہجے میں نشہ نے اسے بتایا تھا تو مذاق ہی لگ رہا تھا۔۔

"جی نہیں۔۔۔ آبی سے پوچھ لینا مجھ پر یقین نہیں تو۔۔"

اسکی بات کا جواب دیے بغیر یَشل نے فون تلاشنا چاہا جو سائڈ ٹیبل پر ہی پڑا تھا۔ کیمرا اوپن کرتے ہی اسنے اپنا چہرا دیکھا تو آنکھیں پھیل گئی۔

"یا میرے اللہ۔۔۔"

آنکھوں کے سوجے ہوئے پپوٹے، ہلکا سا سرخ سوجا ہوا چہرا اور گردن۔۔۔اپنی یہ حالت دیکھتے اسکی جان ہوا ہوئی۔ زندگی میں کبھی اسے ایسی کوئی ایلرجی نہ ہوئی تھی۔

"یہ۔۔یہ کیسے ہوا؟" وہ ایک دم بوکھلا گئی

"اللہ جانے ایسا کیا کردیا تمہارے میاں جی نے رات میں۔۔"

اسکے لہجے میں شرارت محسوس کرتے یشل نے پھاڑ کھانے والی نظروں سے اسے دیکھا

"نِشہ بکو مت۔۔ہائے اللہ کتنی خوف ناک لگ رہی ہوں۔"

اس نے پٹی بندھا ہاتھ اوپر کرکہ چہرا چھونا چاہا

"خدا کا خوف کرو کچھ۔۔۔کیا خوف ناک ہے؟ دوائیاں کھاؤ گی تو ٹھیک ہو جاؤ گی۔۔"

نِشہ نے اسے گھورا

"چلو اٹھو اب اتنی بھی کوئی ٹانگ نہیں ٹوٹی تمہاری ناشتہ کرو پھر دوائیاں کھاؤ۔۔۔ تمہارے شوہر نامدار خاص خیال رکھنے کا کہہ کر گئے ہیں۔"

نِشہ نے اسکے پاس آتے بیڈ سے اٹھانا چاہا تو یشل اسکی چلتی زبان پر اسے گھور کر رہ گئی بیڈ سے بامُشکل اتر کر وہ نشہ کی مدد سے واشروم تک گئی۔

ناشتہ کرنے کے بعد عطیہ نے اسے دوائیاں کھلائی اور ساتھ ہی رات ایک بجے اپنی واپس کا بتایا

"کیا مطلب؟ آپ نے کہا تھا ایک دو دن تک واپس جائیں گے۔۔۔"

اسکا دل ڈوبنے لگا۔

"ہاں تو ایک دن گزر گیا نہ کل کا اور آج والا بھی گزر جائے گا۔۔"

عطیہ برتن سمیٹتے ہوئے کہا اور باہر چلی گئی۔

"آبی کو بلاؤ۔۔۔۔" اسنے نِشہ کو دیکھا جو مسکرا مسکرا کر فون استعمال کررہی تھی۔

"اچھا آبی آئیں گی تمہارے پاس۔۔اتنی نواب زادی ہو؟"

نِشہ کی بات پر یَشل نے چپ کرکہ اسے دیکھا تو نشہ کو احساس ہوا یَشل باجی چلنے پھرنے سے قاصر ہیں

"اچھا بھئی آنکھوں سے ہی نگل لو گی کیا ؟ جارہی ہو۔۔"

وہ منہ بناتی باہر چلی گئی۔۔

☆☆☆☆☆

لان میں یہاں سے وہاں چکر کاٹتا گہری سوچ میں گم تھا۔ اسکی اور یَشل کی عادت ہوتی تھی ٹھنڈی راتوں میں ننگے پیر گھاس پر واک کرنا۔ وہی تھی جس نے ارمغان کو بھی یہ عادت ڈال دی تھی۔ اس کے بارے میں سوچتے اسے ایسا لگا جیسے وہ بھی اس کے ساتھ ساتھ قدم اٹھا رہی ہو مزید چند قدم چلا تو اسے اپنے پیچھے کسی کا احساس ہوا۔پلٹنے پر پیچھے عزہ کو کھڑا پایا۔

وہ خاموشی سے اندر کی جانب بڑھا۔ عزہ چند لمحے کھڑی انگلیاں مروڑتی رہی پھر اسکے پیچھے چلی گئی۔ وہ ہال میں نہیں تھا۔۔ کچن کی لائیٹ آن دیکھ کر ادھر ہی آگئی۔

"میں بنا دیتی۔۔۔" اسکے ہاتھ میں کافی کی جار دیکھ کر وہ جلدی سے اسکی طرف آئی اور ہاتھ سے جار لے لی۔۔

"میرے ہاتھ نہیں ٹوٹے میں بنا لوں گا!"

اسنے کافی کی جار واپس لی تو عزہ شرمندہ ہوگئی اور خاموشی سے جاکر کرسی پر بیٹھ گئی

"ارمغان۔۔۔"

"بولو۔۔" وہ کافی اور چینی کو ایک کپ میں ڈال کر اسے کانٹے کی مدد سے بیٹ کر رہا تھا

"آئی ایم سوری۔۔۔" کانٹے اور کپ کے آپس میں ٹکرانے کی آواز چند لمحوں کے لیے رک گئی

"کس لیے۔۔۔" وہ جان کر انجان بن رہا تھا۔۔آواز دوبارہ شروع ہوگئی۔

"جو دوپہر میں ہوا اس کے لیے۔۔۔۔" وہ خاموش رہا

"میں بہت زیادہ شرمندہ ہوں۔۔۔" وہ سر جھکائے ہلکی آواز میں بولی۔

کافی بیٹ کرتے ارمغان کے کانوں تک اسکی آواز بامشکل پہنچی۔

"میں آج کے بعد جھوٹ نہیں بولوں گی۔۔۔"

کچھ دیر کی خاموشی کے بعد وہ دوبارہ بولی۔ ارمغان نے چولہے کی آگ جلائی اور دودھ ابالنے لگا۔

"مجھے آمنہ نے بھی ڈانٹا کہ مجھے جھوٹ نہیں بولنا چاہیے تھا۔۔۔مجھے نہیں یاد پہلے کبھی آپ نے اتنی بری طرح مجھے شرمندہ کیا ہو اور ڈانٹا ہو۔۔۔"

"میں مانتی ہوں میری غلطی تھی۔۔۔مجھے لگا تھا اگر میں ایسے ہی کہیں چلنے کا کہوں گی تو آپ کو عجیب لگے گا کیونکہ ہم کبھی اتنے فرینک نہیں رہے مگر میں نے ہمیشہ آپ سے دوستی کرنا چاہی ہے۔۔۔ آپ ہی دور دور رہتے جیسے میں کوئی غیر ہوں۔۔"

ٹھرے ہوئے لہجے میں بولتے اسکی آواز رندھ گئی تھی۔ ارمغان کو اسکی ساری بات سن کر کچھ حیرت ہوئی جسے اسنے ظاہر نہ کیا۔۔چند لمحوں بعد وہ دو کافی کے کپس لئیے اس کے سامنے بیٹھ گیا اور دھوئیں نکالتا کافی کا کپ اسکی طرف بڑھایا۔ عزہ نے آنسوؤں سے بھری آنکھیں اٹھا کر اسے دیکھا۔

"تم شرمندہ ہو اپنے کئیے پر؟" وہ سنجیدگی سے سوال کر رہا تھا

"آپ کو ابھی بھی یقین نہیں۔۔۔" اسکا اشارہ یقیناً اپنے آنسوؤں کی طرف تھا۔

ارمغان نے کندھے اچکا دئیے جیسے کہہ رہا ہو کہ کیا پتا؟ ہو بھی سکتے ہیں۔۔

عزہ نے ہونٹ چبایا۔

"اگر تم واقعی شرمندہ ہو تو تمہیں اتنا کچھ کہنے کی ضرورت ہی نہیں۔۔۔"

"تو کیا آپ نے مجھے معاف کیا؟"

اسکے سوال پر ارمغان ہلکا سا سر اثبات میں ہلا گیا۔ وہ معاف نہیں کرنا چاہتا تھا مگر آخر کو وہ بچی ہی تھی۔ اس نے یہ سوچ کر معاف کردیا کہ وہ اس غلطی سے کچھ سیکھ لے گی۔

"اتنا ڈانٹا تو تھا میں نے تمہیں اور تمہیں اپنی غلطی کا احساس بھی ہے۔۔۔اب معاف کرنے کے علاوہ میرے پاس اور کوئی آپشن ہی نہیں۔۔"

وہ آخر میں پھر کاندھے اچکا گیا تو عِزہ اسے دیکھتی رہ گئی۔۔۔کتنا آسان تھا اس شخص کو منانا لیکن مشکل تھا اس کے دل میں جگہ بنانا اور اسے جیت لینا۔مگر وہ جانتی تھی جیسا وہ باہر سے ہے ویسا ہی اندر سے بھی ہے۔۔ایک یقین سا تھا اسے خود پر کہ وہ اسے جیت لے گی۔

"ایسے کیا دیکھ رہی؟ واقعی میرے دل میں تمہیں لے کر کوئی بات نہیں۔۔بہرحال میں چلتا ہوں نیند آرہی۔"

وہ کافی کا کپ اٹھا کر ہلکی مسکراہٹ اسکی طرف اچھالتا کچن سے نکل گیا۔عزہ کے ہونٹوں پر بھی خوبصورت مسکراہٹ نے احاطہ کیا۔

NOVEL HUT

☆☆☆☆☆

"پلیز آبی آپ مت جائیں نہ۔۔۔"

ان کے سینے سے لگی وہ انہیں یہاں رکنے کے لیے منا رہی تھی مگر آبی ترس نہیں کھا رہی تھی۔ وہ سب لوگ اس کے کمرے میں موجود تھے کچھ دیر بعد ان کی فلائیٹ تھی۔

"یَشل میں کیسے رک سکتی ہوں؟ میں تمہارے کہنے پر آئی ضرور تھی مگر رک نہیں سکتی بچے۔ پرایا گھر ہے یہاں بسیرا کرلوں؟"

"میں بہت اکیلی ہو جاؤں گی۔۔۔ آپ سب ایک ساتھ کیوں جا رہے؟" وہ رو دینے کو تھی۔

عدنان صاحب اسکی بات پر مسکرا دیئے۔

"لو بھئی۔۔ تم کیا چاہتی ہو قسطوں میں جائیں؟"

صبیحہ کی بات پر اس نے منہ بناتے ہوئے اسے دیکھا

"اللہ سے دعا کرو تمہاری ماں کو صحت دے پھر دیکھنا سب ٹھیک ہو جائے گا اور اکیلے کہاں ہو؟ پہلے میرے ساتھ رہا کرتی تھی اب تو رائد ہے گھر میں اتنے ملازم ہیں اور ضعیمہ کہہ رہی تھی کل آجائے گی پھر تمہارے ٹھیک ہونے تک یہیں رہے گی۔۔ مجھے بھی روزانہ کال کرلیا کرنا نہ۔۔۔"

آبی کے سمجھانے پر وہ ان سے دور ہوئی۔۔ جتنی مرضی کوششیں کرلے اب انہوں نے نہیں رکنا تھا۔۔ ضعیمہ آئے یا نہ آئے اسنے کون سا کسی کی کمی پوری کر لینی تھی اور رائد کی بات کر رہی تھیں وہ۔۔ اسی جلاد سے تو بچنا چاہ رہی تھی۔ ان سب کے جانے کے بعد اتنے بڑے گھر میں اس کے ساتھ رہنا۔۔ جس نے کل نشہ کا لحاظ تک نہ کیا وہ اس کے ساتھ اکیلے میں کیا کرے گا سوچ سوچ کر اسے ہول اٹھ رہے تھے۔

"آپ کو کال کرنے سے کون سا آپ میرے پاس آجائیں گی۔۔۔"

وہ ادسی سے بولی۔ یہ تمام لوگ اس کے لیے بہت ضروری تھے ایک بھی پاس نہ ہوتا تو سکون نہ آتا تھا وہ ان کے بغیر کچھ نہ تھی اسے اس چیز کا احساس اس گھر میں آنے کے بعد ہوا تھا۔

"اچھا بس چپ کرو۔۔۔ ایڈجسٹ کرنا سیکھو یشل۔۔ اس گھر میں تمہاری زندگی گزرے گی تمہیں خود کو عادت ڈالنی ہوگی ان سب چیزوں کی۔ پریکٹیکل ہو کر سوچو۔۔ وقت لگے گا مگر ٹھیک ہو جاؤ گی۔"

عدنان صاحب نے گفتگو میں حصہ لیا تو وہ خاموش ہی رہی۔ یہ گھر نہیں زندان تھا اس کے لیے۔

"اورہاں خبردار آئیندہ کے بعد تم نے الٹی سیدھی دوائیوں کا استعمال کیا ہے تو۔۔۔!"

عدنان صاحب سختی سے بولے تو اسنے حیرت سے انہیں دیکھا

"میں نے کون سی الٹی سیدھی دوائیاں کھائی ہیں؟"

اسنے الجھ کر سوال کیا.

"رائد نے بتایا تھا جو تم نے کل رات اس کے منع کرنے کے باوجود دو پین کلرز کھائی تھی۔۔۔بیوقوفی کی بھی حد ہوتی ہے۔۔"

عطیہ کی بات پر تویشل کا منہ کھلا کا کھلا رہ گیا

"مگر ماموں میں نے تو۔۔۔"

"اچھا بس اب کچھ الٹا سیدھا مت کرنا اور چھلاوا مت بن جایا کرو سیڑھیاں چڑھتے ہوئے کسی دن ناک منہ تڑوا کر بیٹھ جاؤ گی۔"

آبی کی بات پر اسکا منہ مزید کھل گیا مطلب حد ہوگئی سب ہی اس پر چڑھائی کرنے میں لگے ہوئے تھے کسی کو رحم بھی نہیں آرہا تھا۔

"چلو بھئی دیر ہورہی ہے اب اس لڑکی نے تو فلائیٹ مس کروا دینی ہے۔۔۔"

صبیحہ کی بات پر وہ سب اپنی اپنی جگہ سے اٹھے

"میں بھی آپ لوگوں کے ساتھ باہر تک چلتی ہوں۔۔۔"

اسنے سیک ٹانگ بیڈ سے نیچے اتاری

"کوئی ضرورت نہیں۔۔۔درد ہے تمہیں ٹانگ میں باہر ملنے اور یہاں ملنے میں فرق ہی کیا ہے؟"

نشہ نے اسکی ٹانگ واپس بیڈ پر رکھی۔ وہ آنکھوں میں نمی لئیے اس ظالم سماج کو دیکھنے لگی۔

ایک ایک کرکہ سب اس سے ملنے لگے اوریَشل کی آنکھوں سے برسات ہونے لگی۔

"بس کرو ابھی سے اتنی کمزور پڑ رہی ہو آگے کیا کرو گی؟ اللہ پر بھروسا رکھو وہ اپنے بندے کے لیے آسانیاں پیدا کرتا ہے۔۔۔"

عطیہ نے جھک کر اسکا ماتھا چوما اور آنسو صاف کئیے

"ارمغان کی فکر مت کرنا۔۔تمہارا نصیب یہی تھا خدا کی رضا میں راضی ہو جاؤ وہ سب ٹھیک کردے گا۔۔ زندگی میں آگے بڑھو۔۔"

نِشہ نے کان میں سرگوشی کرتے رخسار چوما اور آنسو صاف کیے۔

ان سب کے کمرے سے چلے جانے کے بعد وہ بچوں کی طرح بلک اٹھی تھی۔ کمرے کے در و دیوار کو بھی اس پر ترس آیا تھا۔

سب کے جانے کے بعد وہ خود کو روک نہ سکا اور سیدھا اس کے کمرے میں چلا آیا۔ توقعہ کے عین مطابق وہ رونے کا شغل زور و شور سے فرما رہی تھی۔وہ خاموشی سے اسکی طرف گیا اور ساتھ بیٹھ کر اسکے کندھے کے گرد بازو حائل کیا

NOVEL HUT

"رو تو ایسے رہی ہو جیسے جیل میں ڈال دیا ہے تمہیں۔۔ میں ہوں نہ تمہارے ساتھ۔"

وہ نرمی سے بولتا اسکا بازو سہلانے لگا تو یَشل نے اس سے دور ہونا چاہا۔

"اب دور ہو کر کس کے پاس جاؤ گی؟ میرے علاوہ تو کوئی بھی نہیں ہے۔"

رائد نے اسکی کوشش ناکام بنائی

"رائد دفع ہو جاؤ یہاں سے۔۔" وہ رندھی ہوئی آواز میں چیخی تو رائد کو بے اختیار ہنسی آئی جسے وہ دبا گیا۔

"اچھا کہاں جاؤں۔۔۔؟" وہ اسکے بال پیچھے کرتا سوال کر رہا تھا جب یشل نے اسکا ہاتھ جھٹکا

"بھاڑ میں جاؤ مگر یہاں سے جاؤ پلیز۔۔۔" وہ رخسار رگڑنے لگی

"اوفف اوففف ایسے مت کرو مزید سکن خراب ہوگی۔۔۔"

رائد نے اسکا ہاتھ نیچے کیا تو یشل کو اسکا جھوٹ یاد آیا۔ رونا بھلائے وہ غصے سے اسے دیکھنے لگی

"شرم نہیں آتی تمہیں جھوٹ بولتے ہوئے؟"

اسکے اچانک رونا بھلا کر غصہ کرنے پر پہلے تو رائد کچھ سمجھ ہی نہ سکا۔

"کون سا جھوٹ بولا میں نے؟"

"یہی کہ وہ دونوں میڈیسنز میں نے اپنی مرضی سے کھائی تھی؟ تم نے کھلائی تھی مجھے زبردستی۔۔"

"زبردستی کب کھلائی؟ تم نے اپنی مرضی سے کھائی تھی۔"

اسکے کندھے سے بازو ہٹا کر وہ اپنے کندھے اچکا گیا۔ یَشل نے حیرت سے اسے جھوٹے انسان کو دیکھا

"تم نہ۔۔۔ آئندہ کے بعد اگر تم نے اپنا سستا میڈیکل مجھ پر جھاڑنے کی کوشش کی تو بہت برا کروں گی۔۔۔زندگی میں کبھی مجھے کوئی ایلرجی نہیں ہوئی چہرے پر اور صرف تمہاری وجہ سے بیڑا غرق ہوگیا ہے میری سکن کا۔۔۔"

یَشل کا تو یہ دکھ ہی نہیں ختم ہورہا تھا۔۔ رائد نے نظریں چرائی۔

"تمہیں اگر کوئی چیز سوٹ نہیں کرتی تو اس میں میری کوئی غلطی نہیں۔۔۔"

وہ اپنی غلطی ہرگز نہیں ماننا چاہتا تھا۔

"غلطی تمہاری ہی ہے۔۔میں نے نہیں کہا تھا کہ مجھے دوائیاں لا کر دو مر نہیں جاتی میں ذرا سے درد سے۔۔"

"یَشل فضول باتیں ذرا کم کیا کرو۔۔۔مر نہیں جاتی(نقل اتاری گئی) اگر مر جاتی تو؟"

رائد نے پہلے سنجیدہ ہو کر کہا اور آخری جملے میں اپنی مسکراہٹ دبائی۔ جبکہ یَشل کو تو اسکی بات اور انداز سے کوئی اور ہی یاد آگیا تھا۔۔افففف نا جانے یہ شخص اس جیسا کیوں تھا۔۔۔

"اچھا تم نے رات کا کھانا کھایا تھا؟"

"تمہیں فکر کرنے کی ضرورت نہیں ہے جاؤ یہاں سے مجھے سونا ہے۔۔"

کل میرے ساتھ بہت سکون کی نیند سوئی تھی تم۔۔۔آج میرے بغیر نیند آجائے گی۔۔۔؟"

رائد نے سکون سے یَشل کے اوپر بم پھوڑا تو اسنے پہلے نا سمجھی سے رائد کو دیکھا پر اسکی آنکھیں پھیل گئی۔

"تم۔۔۔کیا کہا؟" رائد کو اس کے ریکشن پر بے اختیار ہی ہنسی آئی جسے وہ سنجیدگی کا لبادہ اوڑھتا چھپا گیا۔

"نہیں کچھ نہیں تم سو جاؤ۔۔۔" وہ بیڈ سے اٹھ گیا

"رائد میں تمہارا۔۔۔" سمجھ ہی نہ آیا کیا کہے

"سر پھوڑ دوں گی۔۔۔" وہ چیخ اٹھی تھی۔ رائد نے قہقہہ لگایا۔ یَشل نے غصے سے سرخ چہرا لئیے اسے دیکھا جو رات کے اس پہر اس کا میٹر شاٹ کرنے میں کامیاب ہوا تھا۔

"مذاق کر رہا تھا یار میں تو صرف ایک گھنٹا لیٹا تھا پھر تمہیں اٹھا کر ایمرجنسی میں جانا پڑا۔۔۔ سکون کی نیند نصیب ہوتے ہوتے رہ گئی۔۔۔"

وہ افسوس کرتا ہوا بولا تو یشل کا پارا ہائی ہوگیا۔

"نکلو یہاں سے۔۔۔" اسنے باہر کی طرف اشارہ کیا تو رائد خاموشی سے اسکی طرف آیا اور اسکا چہرا ہاتھوں میں بھر لیا۔

"رونا مت۔۔۔ سو جانا سکون سے۔۔"

پیار سے اسکا رخسار سہلاتا وہ کمرے سے نکل گیا۔۔۔

پیچھے یشل گرنے کے سے انداز میں لیٹ گئی۔ اس کا سر دکھنے لگا تھا۔

☆☆☆☆☆

ناشتے کی ٹیبل پر بیٹھا وہ مسلسل یہاں وہاں آنکھیں دوڑا رہا تھا۔ اسکی یہ بیچینی ناشتہ کرتے افہام، قرت اور عدنان صاحب نے بھی محسوس کی تھی۔ عطیہ ان سب کو ناشتہ دے کر سونے چلی گئی تھی مگر عدنان صاحب کو آج آفس جانا تھا۔

"ابو۔۔۔" آخر کار اسنے عدنان صاحب کو مخاطب کر ہی لیا۔ انہوں نے چائے کا گھونٹ بھرتے سوالیہ سے ارمغان کو دیکھا۔

"یَشل بھی آئی ہے نہ؟ اپنے گھر ہے کیا؟"

عدنان صاحب کے لیے اسکا سوال غیر متوقع ثابت ہوا

"ارمغان۔۔۔ اپنی ماں کو ہسپتال میں چھوڑ کر وہ یہاں آسکتی ہے؟ کامن سینس ہے؟"

ان کے سنجیدگی سے کہنے پر ارمغان چند لمحے کچھ کہہ نہ سکا۔

"مگر۔۔۔ نِشہ نے کہا تھا وہ آئے گی۔۔"

اسکے چہرے کے تاثرات بدل گئے

"نشہ نے کہا تھا ہم سب آرہے ہیں اسنے یَشل کا نام الگ سے نہیں لیا تھا اور تم خود عقل سے کام لو۔۔وہ کیسے آسکتی ہے؟"

ارمغان ایک بار پھر کچھ کہہ نہ سکا۔ ساری خوشی، بیچینی اور سکوں اڑن چھو ہوگیا۔ ایک رات میں اس نے کیا کچھ نہیں سوچ لیا تھا۔

"تو کب ہوں گی پھوپھو ٹھیک؟ آپ اسے گھر میں اکیلے کیسے چھوڑ آئے ہیں رائد ہے وہاں ! !"

اچانک ہی اسکے غصے میں بولنے تینوں نفوسوں نے اسے دیکھا جس کے ماتھے پر بلوں کا جال تھا۔

"کیا مطلب ہے تمہارا کب ٹھیک ہوگی سکینہ؟ اور اگر وہ وہاں رہ رہی ہے تو اس میں چیخنے والی کون سی بات ہے؟"

انہوں نے جھڑکنے والے انداز میں کہا تو ان کی اس قدر بے فکری سے بولنے پر وہ تینوں اپنی اپنی جگہ حیران رہ گئے۔

"مگر بابا۔۔۔یَشل کا اس گھر میں رہنا مناسب نہیں پہلے تو سکینہ خالہ کی طبیعت بہتر تھی نہ اب ان کے گھر میں عادل انکل اور رائد کے علاوہ ہوگا ہی کون؟ چند ملازمین؟ ان کے ہونے نہ ہونے سے تو کوئی فرق نہیں پڑتا۔۔۔"

قرت نے گفتگو میں حصہ لیتے کافی سمجھداری سے کہا۔ عدنان صاحب خاموشی سے چائے پیتے رہے۔ ان کے اس طرح اگنور کرنے پر قرت نے ہونٹ چبایا اور ارمغان کے اضطراب میں اضافہ ہوا۔ وہ چائے کا خالی کپ پر رکھتے اٹھ کھڑے ہوئے۔

"تم لوگوں کو پریشان ہونے کی ضرورت نہیں۔۔۔آفس سے واپس آکر تفصیلاً بات کرتے اس بارے میں۔۔۔"

وہ ارمغان کا کندھا تھپکتے باہر نکل گئے۔ ارمغان کی بیچین نظروں نے ان کو جاتے ہوئے دیکھا۔ دن کی شروعات ہی بہت بری ہوئی تھی۔

"چل اب فکر نہ کر۔۔سب ٹھیک ہو جائے گا اور میں آج بائیک پر جارہا تم گاڑی لے جانا۔۔"

پہلی بات ارمغان اور دوسری بات قرت کو دیکھ کر کہی گئی جو اسے کافی زیادہ محسوس ہوئی اور وہ اس بات کا مطلب بھی اچھے طریقے سے سمجھتی تھی۔

افہام شروع سے بائیک پر ہی آفس آنا جانا کرتا تھا مگر پھر قرت کو یونیورسٹی سے پک کرنے پر ارمغان نے اسے گاڑی لے جانے کو کہا اور بائیک چلانا یعنی قرت کو یونیورسٹی سے پک اینڈ ڈراپ نہیں دے گا۔

"مگر کیوں؟ قرت کو واپسی پر میں پک کروں گا کیا؟"

اسنے دونوں کو دیکھتے ہوئے سوال کیا۔

"شاید۔۔۔۔" افہام نے یک لفظی جواب دیا اور بائیک کی چابی اٹھاتا باہر نکل گیا۔ ارمغان نے قرت کو دیکھا۔

"جی بھائی۔۔۔ میں کبھی جلدی فری ہوجاتی ہوں کبھی لیٹ۔ یونی جانے کا بھی کوئی ایک ٹائم نہیں ہے اس طرح انہیں بھی مشکل ہوتی مجھے بھی۔۔ میری دوست ہمارے گھر کے راستے سے ہی گزرتی ہے اس کے ساتھ آجایا کرونگی اور ڈراپ آپ دے دینا۔۔۔۔"

اس نے تفصیلی جواب دیا تو ارمغان نے محض سر ہلانے پر اکتفاء کیا۔

☆☆☆☆☆

ضعیمہ کے سہارے وہ کمرے سے باہر آگئی تھی۔ کل کا پورا دن کمرے میں گزارنے کے بعد وہ شدید کوفت کا شکار ہوئی تھی۔ ناشتے کے دوران ضعیمہ سے پتا لگا کہ رائد یونیورسٹی چھوڑ کر عادل کے ساتھ بزنس جوائن کر رہا ہے۔

"کیا؟ مگر کیوں۔۔۔؟" ضعیمہ کی بات سن کر اسنے سوال کیا۔

"کیوں کے اب اس کی بیگم آگئی ہے اور اس کا خرچہ وہ خود اٹھانا چاہتا ہے۔۔"

ضعیمہ نے اسنے چھیڑنے والے انداز میں کہا تو وہ بدقت مسکرائی۔

"مگر اسکا مطلب یہ تو نہیں کہ پڑھائی چھوڑ دے وہ۔۔۔"

اسے تو اپنا ہی یونیورسٹی مس کرنے کا دکھ بہت تھا۔

"ارے پڑھائی تھوڑی چھوڑ رہا۔۔صرف یورنیورسٹی نہیں جائے گا پرائیویٹ کرے گا باقی سیمسٹرز۔۔۔کہہ رہا تھا آفس پر زیادہ دھیان دینا چاہتا ہے آج اسی سلسلے میں گیا ہوا ہے۔۔۔"

"وہ تو ٹھیک ہے لیکن اگر میری وجہ سے کر رہا ہے تو فائدہ نہیں۔۔ انشاللہ ماما ٹھیک ہو جائیں گی تو میں نے واپس کراچی جانا ہے۔۔۔"

ضعیمہ کی بات کے جواب میں اس نے کہا تو وہ چونک کر اسے دیکھنے لگی۔۔۔

"کیا مطلب۔۔۔؟" اسکے اس طرح چونکنے پر یَشل کو لگا وہ کچھ غلط کہہ گئی ہے۔

"مطلب۔۔پڑھائی مکمل کرنی ہے نہ۔۔ابھی تو ماموں سے کہا ہے سیمسٹر فریز کروانے کے لیے مگر اس سیمسٹر کے ختم ہوتے ہی یونیورسٹی جوائن کرنی نہ۔۔۔"

اسکی بات پر چند لمحے ضعیمہ اسے دیکھتی رہی جو اب ناشتہ کر رہی تھی پھر خاموشی سے خود بھی ناشتہ کرنے لگی۔

رائد گھر واپس آیا تو یَشل کو دوائیاں کھلانے کے غرض سے اسکے کمرے میں چلا آیا۔ دوائیاں کھا کر اسنے رائد سے اس بارے میں بات کی۔

"تمہیں کوئی ضرورت نہیں پرائیویٹ پڑھائی کرنے کی۔۔۔تم لڑکی نہیں ہو۔۔"

"پرائیوٹ پڑھائی کا لڑکیوں سے کیا تعلق؟"

"ہے ناں۔۔ مجبوری یا کسی دوسری وجہ سے لڑکیاں پرائیویٹ پڑھتی ہیں۔۔۔"

"جیسے تم۔۔۔؟" اسکی بات پر یَشل سلگ اٹھی۔۔۔

"بکواس نہیں کرو رائد۔۔۔"

"یشل۔۔۔! شوہر ہوں میں تمہارا عزت کیا کرو جہنم میں جاؤ گی ورنہ۔۔۔"

رائد نے اسے سختی سے کہا

"کام بھی ایسے کیا کرو کہ عزت ملے۔۔۔"

وہ کہنا چاہتی تھی کہ یہ گھر اس کے لیے جہنم جیسا ہی تھا۔ اسنے سر جھٹکا۔۔۔

"اچھا پھر تم بتاؤ عزت والے کون سے کام ہوتے ہیں؟"

وہ اسکے قریب ہوا تو یَشل پیچھے ہوئی

"دور رہ کر بات کرو۔۔۔" اسنے انگلی اٹھا کر وارن کیا

"مگر میں تو پاس آنا چاہتا ہوں۔۔" رائد نے جھک کر اسکی انگلی چومی

"یہ کیا بدتمیزی ہے۔۔۔!" وہ جھٹ سے ہاتھ نیچے کرکہ اسے گھورنے لگی۔ چہرا جھلس اٹھا تھا۔۔۔

NOVEL HUT

"آپ میری محبت کو بدتمیزی نہیں کہہ سکتی ہیں۔۔"

رائد نے پیار سے اسکے گلابی ہوتے چہرے کو دیکھا

"محبت نہیں اسے بے شرمی کہتے ہیں۔۔" پہلے تو اسکے آپ کہنے پر حیران ہوئی پھر جتایا

"ابھی تو آپ نے کہا یہ بدتمیزی ہے۔۔۔"

"ہاں۔۔بدتمیزی ، بے شرمی ، بے حیائی اور بے۔۔۔" وہ بولتے بولتے رک گئی

"ہاں ہاں کہہ دیں بے غیرتی بھی ہے !" رائد جل بھن گیا

"رائد تنگ نہیں کرو۔۔۔" وہ کچھ بے بس ہوئی۔۔۔

اپنے قریب کھڑا یہ شخص اسے بیزار کر رہا تھا۔

"اچھا اتنی گندی شکل تو مت بناؤ۔۔۔"

رائد نے اسکا رخسار کھینچا اور اس کے ذہن میں ہر وہ لمحہ فلم کی طرح چلنے لگا جہاں ارمغان اسکا رخسار کھینچ رہا تھا۔ وہ ایک بار پھر سانس روکے کہیں گم ہوگئی۔ اس کو سوچتے ہوئے اب وہ اسے نظر آنے لگا۔ رائد کا چہرا ایک بار پھر بدلنے لگا۔ آنکھوں میں نرمی سمو کر رائد کو دیکھتی وہ بہت پیاری لگی تھی۔

"جب تم اس طرح دیکھتی ہو تو بہت پیاری لگتی ہو۔۔۔دل کرتا ہے میں تمہیں کھا جاؤں ۔۔۔"

رائد نے شرارت سے کہتے اسے اپنے قریب تر کیا تو یَشل کے ہونٹوں پر گہری مسکراہٹ بھکر گئی اور رائد کی حیرت کی انتہا نہ رہی۔

"کھا جاؤ۔۔۔۔" وہ ویسی ہی گہری مسکراہٹ لئیے بولی تو رائد کی حیرت میں اضافہ ہوا۔

"خیریت ہے نہ۔۔۔؟" وہ کچھ حیرت سے بولا تو یَشل خوبصورت ہنسی ہنس دی۔

"ہاں۔۔اتنے حیران کیوں ہو رہے؟" وہ چمکتی مسکراتی آنکھوں سے سوال کرنے لگی۔

"کیونکہ تم حیران کر رہی ہو۔۔۔"

گہری نظر اس مسکراتے چہرے پر ڈال کر بولا تو یَشل ایک بار پھر ہنسی۔۔۔

"اچھا چھوڑیں مجھے کام ہے۔۔۔۔"

اسکی گرفت سے خود کو آزاد کرتی وہ پاؤں میں اٹھنے والا درد برداشت کرتی ہوئی ڈریسنگ ٹیبل کی طرف بڑھی مگر شیشے میں اپنے پیچھے نظر آنے والے رائد کو

دیکھ کر ٹھٹک گئی۔۔وہ تیزی سے پلٹی اور وہ رائد ہی تھا جو اسے مسکرا کر دیکھ رہا تھا۔ اسے لگا وہ سانس نہیں کے سکے گی۔ زور سے آنکھیں میچ کر کھولی اور منظر ویسا ہی تھا۔۔رائد اسکی کیفیت نوٹ کرتا اسکی طرف بڑھا

"کیا ہوا۔۔۔؟ ٹھیک ہو؟"

اسنے کچھ کہنا چاہا مگر سن ہوتے دماغ کے ساتھ زبان بھی کنگ ہو گئی۔ دروازہ ناک ہوا تو دونوں اس طرف متوجہ ہوئے۔ دروازہ ذرا سا کھولتے ضعیمہ نے اندر جھانکا۔

"رائد۔۔۔اصغر (ضعیمہ کا شوہر، رائد کا چاچو) بلا رہے ہیں تمہیں اور یَشل تم بھی آجاؤ عادل بھائی بھی تم دونوں کا پوچھ رہے تھے۔۔۔"

ضعیمہ کے کہنے پر رائد نے سر ہلایا اور یَشل کی طرف دیکھا جو ایک نظر اس پر ڈال کر آگے جانے لگی تھی۔ رائد نے ساتھ چلتے اسے سہارا دیا۔ یشل نے آنکھیں چھپکتے نمی اندر اتاری۔

☆☆☆☆☆

آفس میں سارا دن اس کا بہت بیکار گزرا تھا۔ بیچینی ساتویں نہیں بلکہ آٹھویں آسمان پر جا پہنچی تھی۔ رہ رہ اسے وہ دن یاد آرہا تھا جب یَشل اس سے ویڈیو کال پر بات کر رہی تھی اور وہ منہ اٹھا کر اسکے کمرے میں چلا آیا تھا۔ سکینہ کے گھر میں ہوتے ہوئے اگر وہ ایسا کر سکتا تھا تو اس کے ہسپتال میں ایڈمٹ ہونے پر وہ اس سے بھی زیادہ کچھ کر سکتا تھا۔ ایسی ہی کئی سوچیں تھی جو اسے بیچین کئیے ہوئے تھی۔

آفس سے آتے ہی وہ سیدھا عدنان صاحب کے کمرے میں آیا اور وہ اسے اپنے ساتھ لئیے ہال میں آگئے۔۔۔

"نِشہ سب کو بلا لاؤ۔۔۔۔"

انہوں نے وہاں بیٹھی نِشہ کو مخاطب کیا تو وہ اٹھ کھڑی ہوئی اور عدنان صاحب کو دیکھا آنکھوں ہی آنکھوں میں روکنا چاہا جو قیامت اب گھر میں آنے والی تھی وہ اس سے بچنا چاہتی تھی اور ارمغان کو بھی بچانا چاہتی تھی مگر کب تک؟ آخر کو تو یہ ہونا ہی تھا۔

سب ہال میں جمع ہوئے تو افہام، عزہ، قرت، اور سب سے بڑھ کر ارمغان کا اشتعال بڑھا جبکہ ہادی نواب زادہ ہمیشہ کی طرح گھر سے غائب تھا۔

"ابو اب بتا دیں کہ کیا ہوا ہے۔۔۔یا گھر کے ملازمین کو بھی بلانا ہے؟"

قرت نے دوسرا جملہ کچھ شرارت سے کہا مگر سب کے چہروں پر ویسی ہی سنجیدگی دیکھ کر وہ خود بھی سنجیدہ ہوئی۔

"بتائیں پھر۔۔۔یَشل کب آئے گی؟" وہی بیچینی بھرا لہجہ۔

عطیہ نے ارمغان کو قرب سے دیکھا اور اسکے لیے دل ہی دل میں کتنی ہی دعائیں کر ڈالی۔

"وہ اب نہیں آئے گی۔۔۔" عدنان صاحب نے سیدھے اور صاف لفظوں میں بات کرنا بہتر سمجھا کیونکہ کان یہاں سے پکڑو یا وہاں سے۔۔۔بات تو ایک ہی ہے۔

"کیوں نہیں آئے گی۔۔۔؟ وہ اس شخص کے ساتھ اس گھر میں رہ رہی ہے آپ کو یہ بات سمجھ میں کیوں نہیں آرہی۔۔۔؟"

ارمغان بھڑک اٹھا جبکہ عزہ کو استعجاب نے آن گھیرا۔

"رائد کوئی 'شخص' نہیں ہے۔۔محرم ہے وہ اسکا !"

انہوں نے سیدھا سیدھا ان کے سروں ہر بم پھوڑا تھا۔ عطیہ نے قرب سے آنکھیں بند کرتے سر جھکا لیا جبکہ صبیحہ اور نشہ کی آنکھیں ارمغان پر ٹک گئی تھی

"کیا کہا آپ نے۔۔۔؟" اسے لگا جیسے سننے میں غلطی ہوئی ہو اور ان تینوں کا بھی یہی حال تھا۔

"سکینہ کی خواہش پر ان دونوں کو نکاح ہوگیا ہے۔۔۔"

وہ زمین کو گھور کر بولے تو ارمغان کو لگا وہ سانس نہیں لے سکے گا۔ افہام اور عزہ کی آنکھیں پھیل گئی جبکہ قرت کا ہاتھ بے اختیار اپنے ہونٹوں پر گیا

"ہم نے تمہیں بتایا نہیں لیکن۔۔۔۔"

"یہ کیسے ہوسکتا ہے۔۔۔۔؟" ان کی بات کاٹ کر وہ بدحواس ہوتا صوفے سے اٹھا

"ابو آپ۔۔۔مذاق ہے کیا؟" اس کو بے اختیار ہنسی آئی جس طرح عدنان صاحب نے یہ بات بتائی تھی کوئی بھی ہوتا مذاق ہی سمجھتا

"مذاق نہیں ہے یہ۔۔۔ تمہیں لگتا ہے میں ایسا مذاق کر

سکتا ہوں؟"

"جی ہاں آپ کر سکتے ہیں اور کر رہے ہیں کیونکہ آپ سے میں نے کہا تھا کہ جلد از جلد نکاح یا منگنی کرنا چاہتا ہوں میں اس سے۔۔۔!"

اسکی بات سن کر عزہ کو اپنے اندر کچھ ٹوٹ کر بکھرتا ہوا محسوس ہوا۔

"اچھا واقعی ہوگیا ہے نہ نکاح؟ یَشل سے پوچھ لیتے ہیں۔۔۔"

وہ بولتا ہوا پی ٹی سی ایل کی طرف بڑھا جب ناچاہتے ہوئے بھی نشہ کو اسکا راستہ روکنا پڑا۔

"نِشہ دیکھ رہی ہو نہ کتنی فضول بات ہو رہی ہے یہاں؟ تم بتاؤ ایسا کچھ نہیں ہوا۔۔۔ ہے ناں؟"

وہ حواس باختگی سے بولا تو نِشہ نے سر ہلاتے ہوئے اسے پیچھے کرنا چاہا۔

"اچھا ٹھیک ہے تم بیٹھو تو سہی۔۔۔"

"مجھے نہیں بیٹھنا۔۔۔!" وہ ایک بار پھر چیخا

"ارمغان پلیز نہ میں بتاتی ہوں سب۔۔۔"

اسنے کندھوں سے اسے پیچھے کرتے ہوئے کہا اور پھاڑ کھانے والی نظروں سے افہام کو دیکھا تو وہ اپنی جگہ سے اٹھا اور ارمغان کو بازو سے پکڑتے زبردستی بٹھایا۔ ارمغان ان دونوں کے بازو جھٹک کر بیٹھ گیا۔

"بیٹھ گیا ہوں۔۔۔بولو اب۔۔۔" ارمغان نے نشہ کو دیکھا تو وہ ہونٹ چبانے لگی۔

ارمغان کو یہ بات صرف وہی آرام سے بتا سکتی تھی مگر یہ زندگی کا مشکل ترین مرحلہ تھا۔ وہ ذہن میں لفظوں کو ترتیب دیتی بری طرح الجھ گئی

"کچھ پوچھ رہا ہوں میں۔۔۔۔" وہ دھاڑا تو وہ سب ایک پل کے لیے سہم گئے

"تمیز سے بات کرو ارمغان۔۔۔!" عدنان صاحب نے سختی سے کہا تو استہزائیہ ہنسا

"آپ کیسے ایکسپیکٹ کر سکتے ہیں کہ میں اب تمیز سے بات کروں گا؟"

براہ راست عدنان صاحب کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے اسنے کہا تو سب ہی پریشان ہوئے۔ ان دو باپ بیٹے کا غصہ یا تو ایسا ہوتا کہ ہنسی آجاتی یا پھر ایسا ہوتا کہ سب کی جان سولی پر لٹک جاتی۔

"ماموں پلیز مجھے بات کرنے دیں۔۔۔۔"

عدنان صاحب کے کچھ کہنے سے پہلے ہی نشہ بولی تو ناچار انہیں غصہ دبانا پڑا۔

"ارمغان۔۔۔حالات ایسے ہوگئے تھے۔۔۔ماموں۔۔۔ماموں ٹھیک کہہ رہے ہیں۔۔۔"

حلق میں کانٹے اگتے ہوئے محسوس ہوئے۔ ارمغان نے بے یقینی کی کیفیت سے اسے دیکھا۔

"ادھر میری طرف دیکھو۔۔۔" وہ کسی اور کا نہیں مگر یشل اور نِشہ کا چہرا پڑھ سکتا تھا۔ نِشہ نے اسکی طرف دیکھا تو اسکے تاثرات، چہرے پر ہلکا سا خوف،

سچائی اور آنکھوں میں امڈنے والی نمی دیکھ کر ارمغان کو لگا جیسے کسی نے اس کا دل مٹھی میں جکڑ لیا ہو۔

"سکینہ خالہ نے زبردستی کروایا تھا۔۔ مطلب کہہ سکتے ہیں کہ انہوں نے اسے اپنی آخری خواہش بنا کر یَشل پر دباؤ ڈالا۔۔۔"

وہ حقیقتاً سانس لینا بھول گیا تھا جبکہ ان تینوں کی آنکھیں بھی حیرت سے پھٹی کی پھٹی رہ گئی

"جھ۔۔۔ جھوٹ بول رہی ہو نہ؟"

اسے اپنی سماعت پر یقین نہ آرہا تھا آواز کسی کھائی سے آتی ہوئی محسوس ہوئی۔

"نہیں۔۔۔نہ تو میں جھوٹ بول رہی نہ ہی ماموں۔۔۔"

کہہ کر نِشہ نے میز پر رکھا اپنا موبائل اٹھایا اور چند لمحوں بعد ایک تصویر کھول کر اسکے سامنے کی۔

آنکھوں میں آنسوؤں کا سمندر لئیے سرخ ناک کے ساتھ سجی سنوری وہ کسی اور کی دلہن بنی بیٹھی تھی۔ ارمغان کو اپنے وجود سے جان نکلتی ہوئی

محسوس ہوئی۔ اسنے کانپتے ہاتھوں سے نِشہ کا فون پکڑا مگر اسکے بے جان ہاتھوں سے چھوٹتا وہ زمین پر جا گرا۔۔۔

"یہ۔۔۔یہ نہیں ہو سکتا۔۔۔" اسکے لب ہلے تھے۔۔

"کیوں ہونے دیا آپ نے۔۔۔؟" وہ یکدم عطیہ کی طرف دیکھتا حلق کے بل چلایا تو نِشہ سہم کر پیچھے ہٹی۔

"ارمغان۔۔۔! !" عدنان صاحب غصے میں اپنی جگہ سے اٹھے تو صبیحہ بھائی کی طرف بڑھی جبکہ عطیہ کی آنکھوں سے آنسو رواں ہوئے۔

"بس کر جائیں آپ۔۔۔! آپ نے کہا تھا کہ وہ واپس آئے گی ہماری منگنی کردیں گے اور وہاں اس کا نکاح کروا دیا؟ کیوں اسے ہمیشہ کے لیے وہاں چھوڑ آئے آپ؟"

آخری جملہ بولتے اسکی اونچی آواز رندھ گئی اور چیخنے پر چہرا سرخ ہوگیا۔ عِزہ دم سادھے کھڑی وہ سب سن رہی تھی جو اسے تکلیف دے رہا تھا۔ افہام نے آگے آکر اسے کنٹرول کرنا چاہا جسے وہ بری طرح جھٹک کر پیچھے کر گیا۔

"جب سکینہ پھوپھو نے اسے ماں بن کر پالا ہی نہیں تو وہ کون ہوتی ہیں ایسی خواہشات رکھنے والی؟ میری ماں نے اسکی پرورش کی تھی ! یشل کی زندگی کا اتنا بڑا فیصلہ کرنا ان کا حق تھا ! پھر آپ نے کیوں اسے ان کے حوالے کردیا جنہوں نے کبھی اسکی فکر نہیں کی اسکی حفاظت نہیں کی۔۔۔۔ !"

وہ ایک ہی جست میں کہتا ہانپ گیا۔ آنکھوں میں شعلے بھڑک اٹھے تھے۔ گھر میں ہونے والے شور شرابے پر ملازمین بھی وہیں اکھٹے ہوگئے یہاں تک کہ گیٹ پر کھڑا گارڈ بھی اسکی دھاڑ سن کر پریشانی سے اندر آگیا

"تمیز میں رہوں ارمغان۔۔۔۔" عدنان صاحب کو اسکا غصہ ناگوارہ گزرا حالانکہ وہ خود کو اسکے رد عمل کے لیے تیار کئیے ہوئے تھے۔ انہوں نے سوچا تھا وہ اسے ساری بھڑاس نکالنے دیں گے مگر انہیں غصہ آنے لگا تھا۔ شاید ندامت تھی یا کچھ اور۔۔ مگر وہ پہلے سے اضطراب میں تھے۔

"تو یہ بدتمیزی ہے؟ یہ میرا ضبط ہے ابو۔۔کہ میں خود غلط الفاظ استعمال کرنے سے روکے ہوئے ہوں۔۔۔"

"ارمغان میرے بچے۔۔۔" عطیہ اسکی طرف آنے لگی

"نہیں ہوں میں آپ کا بچہ۔۔۔سب جانتے ہوئے بھی اپنے بچوں کے ساتھ ایسا کون کرتا ہے؟"

"بھائی پلیز۔۔۔۔" قرت اسکی طرف آئی۔ جانتی تھی وہ سب کو جھڑک سکتا تھا جھٹک سکتا تھا مگر اسے نہیں۔ وہ اسے دیکھنے لگا جو آنکھوں میں نمی لئیے ہوئے تھی۔

"گھر کا ماحول مت خراب کریں۔۔۔" قرت نے اسکا ہاتھ پکڑا

"گھر کا ماحول ٹھیک رہے ۔۔جو میری زندگی خراب ہو گئی ہے اسکی فکر نہیں تمہیں؟"

قرت نے گہرا سانس لیتے خود کو رونے سے روکا

"ایسی بات نہیں ہے مگر پلیز بات سمجھیں۔۔۔"

"کیا یہ بات سمجھنے والی ہے؟"

"اگر نہیں بھی ہے تو تمہیں سمجھنا ہوگا ارمغان۔۔حالات کے آگے مجبور تھے ہم۔۔"

عدنان صاحب اس بار کچھ نرمی سے بولے تو اسکے ہونٹوں پر طنزیہ مسکراہٹ آکر غائب ہوگئی

"خود کے پیدا کردہ حالات کے سامنے مجبور تھے آپ؟"

لہجہ بھی طنزیہ تھا۔

"یہ جو ظلم آپ لوگوں نے کیا ہے نہ۔۔مرنے کے بعد بھی نہیں بھولوں گا۔۔۔۔دو زندگیاں برباد ہوگئی ہیں صرف اور صرف آپ لوگوں کی وجہ سے۔

اسکی آواز ایک بار پھر اونچی ہوگئی۔ وہ سب بڑوں سمیت نشہ پر زخمی نظر ڈالتا باہر کی طرف بڑھا

"افہام جاؤ اس کے پیچھے۔۔۔" صبیحہ کے کہنے سے پہلے ہی افہام اسکے پیچھے گیا۔

NOVEL HUT

باقی سب کے چہروں پر نظر ڈالو تو عطیہ کا چہرا بھیگ گیا تھا آنکھوں سے گرم سیال بہتا چلا جارہا تھا۔ عدنان اپنی آنکھوں میں نظر آتی ندامت اور بیٹے کے لیے ترس چھپاتے کمرے کی جانب بڑھے۔ نِشہ کمال ضبط کا مظاہرہ کرتی عطیہ کو حوصلہ دے رہی تھی قرت اور صبیحہ تو صوفے پر ڈھ گئی ٹھی اورپیاری

عزہ۔۔۔ ابھی تک وہ شاک کی کیفیت میں کھڑی تھی جیسے یقین کرنا چاہ رہی ہو کہ واقعی۔۔۔اسکی محبت کسی اور کی محرم بن گئی ہے۔ مصلہ بچھائے بغیر ہی سب سہل ہوا تھا۔ یَشل کے لیے ارمغان کا یہ انداز دیکھ کر جو دل اس کا ٹوٹا تھا اسے بھلائے وہ یقین کرنے کی کوشش میں تھی کہ یہ خواب نہیں حقیقت تھی۔ وہ جیسا چاہتی تھی ویسا ہوا تھا۔ یَشل اس گھر کی نہیں رہی تھی۔ اس نے واپس نہیں آنا تھا۔۔۔

☆☆☆☆☆

"آپ میری محبت کو بدتمیزی نہیں کہہ سکتی ہیں۔۔۔"

رات بارہ کا وقت تھا وہ سونے کی کوشش کر رہی تھی جب دوپہر میں بولے گئے رائد کے الفاظ کان میں گونجے تو وہ جھٹکا کھا کر اٹھ بیٹھی۔

"محبت۔۔؟" وہ شاک کی کیفیت میں بیٹھی تھی

"نہیں۔۔۔میں نے غلط سنا ہوگا۔" واپس لیٹ کر آنکھیں بند کر گئی مگر وہی الفاظ اسکے دماغ میں گونجتے رہے۔

"آپ میری محبت کو۔۔۔۔" اسنے بیزاریت سے آنکھیں کھولی۔

"اوفف یہی کہا تھا اسنے۔۔۔!!" وہ دوبارہ اٹھ بیٹھی۔

"بکواس کر رہا تھا۔۔ہمیشہ سے کرتا آیا ہے اور کرتا رہے گا۔"

بڑبڑاہٹ کرتی وہ لیٹ گئی مگر پھر تنگ آتے اسنے آخر کار نِشہ کو کال ملا دی۔

"ہیلو۔۔۔۔" کافی دیر بعد اسکے کال اٹینڈ کرتے ہی یَشل بولی۔۔

"ہاں یَشل۔۔۔"

"کیسی ہو۔۔۔۔؟"

"ٹھیک ہوں۔۔۔۔"

دو لفظی جواب۔۔اسنے یَشل کا حال بھی نہ پوچھا۔ یَشل نے اسکا بجھا ہوا لہجہ محسوس کیا مگر وہم سمجھتے خیال جھٹکا

NOVEL HUT

"گھر میں سب کیسے ہیں۔۔۔؟" اسکے سوال پر نِشہ چند لمحے خاموش رہی۔

"کیا ہوا۔۔؟" یَشل کو تشویش ہوئی۔۔۔

"کچھ نہیں۔۔۔۔" ویسا ہی مختصر سا جواب۔ یشل کو یقین ہوگیا کہ کچھ تو ہوا ہے جس سے وہ بے خبر ہے۔

"نہیں تم بتاؤ مجھے کیا ہوا ہے؟ گھر میں سب ٹھیک ہے۔۔۔؟"

اسنے بیچینی سے سوال کیا۔ ایک بار پھر لائین پر خاموشی چھا گئی۔

"کچھ۔۔۔ کچھ ہوگیا ہے۔۔"

"کیا ہوا ہے۔۔؟" نشہ کی بات پر وہ الجھی مگر پھر اسنے فون کان سے ہٹا کر سکرین پر دیکھا تو ارمغان کا نام جگمگا رہا تھا۔ اسکا دل زور سے دھڑکا۔

"نِشہ۔۔ ارمغان کی کال آرہی ہے۔۔۔"

"اٹینڈ مت کرنا بلکل بھی نہیں۔۔۔" اسکی بات سنتے ہی نشہ جلدی سے بولی۔

"مجھے بتاؤ گی کچھ۔۔؟ پریشان کر رہی ہو۔۔"

یَشل کے دوبارہ سوال کرنے پر نِشہ نے اس کو ساری بات بتا دی۔ فون پر مسلسل آنے والی ارمغان کی کالز کو اگنور کرتی وہ اسکی بات سن رہی تھی اور جیسے جیسے سن رہی تھی اسے ویسے ویسے اپنی جان ہوا ہوتی محسوس ہو رہی تھی۔

ساری بات سننے کے بعد سائیں سائیں کرتے دماغ کے ساتھ اسنے بغیر کچھ کہے فون بند کر دیا۔ سکرین پر ارمغان کی مس کالز دیکھ کر اسکی آنکھیں بھر گئی۔

"یہ تو ہونا تھا ایک نہ ایک دن۔۔اب رونا کیسا؟"

دل کی آواز پر اسنے آنسو رگڑے مگر وہ رکنے کہاں تھے۔

"وہ ٹھیک ہو جائے گا۔۔۔"

اسنے گہرا سانس لیتے آنکھوں میں اترا سمندر اندر کرنا چاہا مگر اس سمندر میں اسنے ڈوب جانا تھا۔

فون پر دوبارہ آنے والی ارمغان کی کال دیکھ کر اسنے فون پاور آف کر دیا اور آنسو رگڑتی، ٹانگ میں اٹھتے درد کو نظر انداز کرتی اٹھ کر واشروم چلی گئی۔

☆☆☆☆☆

گھر سے نکلا تو افہام کی باتیں سنتا وہ سیدھا مسجد گیا تھا۔ نہ اسنے وہاں نماز ادا کی نہ کوئی نفل پڑھے۔ اگر کچھ کیا تھا تو وہ شکوہ تھا، ناراضگی کا اظہار تھا اور خود پر ضبط تھا۔ اسنے سجدہ تک نہ کیا کہ وہ مرد سجدے میں گرتا تو ٹوٹ کر بکھر جاتا۔ وہ آنسوؤں کے اس سمندر میں ڈوب جاتا جو ان دونوں کی آنکھوں میں آباد تھا۔ وہ گٹھنوں کے بل بیٹھا بس خدا سے کچھ نہ کچھ کہتا رہا تھا۔ اسنے کوئی دعا نہ کی، ہمیشہ کی طرح اس عورت کو نہیں مانگا جس کے لیے وہ سب سے پہلے دعا کرتا تھا۔ ۔۔اسنے اس بار اپنی محبت نہ مانگی۔ وہ اسے مانگ لیتا بھی تو کیا ہوتا؟ وہ جانتا تھا خدا نے اسکی نہیں سنی اسکی دعاؤں کو رد کردیا۔ اسے وہ عطا نہیں کیا جس کی اسے خواہش تھی۔

NOVEL HUT

افہام جب تک اسکے ساتھ تھا تب تک وہ ہر زبان میں، کبھی جھڑک کر تو کبھی آرام سے۔۔ہر طرح سے وہ اسے سمجھا چکا تھا مگر وہ لب سئیے ایک کان سے اسے سنتا دوسرے کان سے نکال رہا تھا۔ افہام کافی دیر اسکے ساتھ رہا پھر

گھر لے جانا چاہا تو ارمغان نے صاف لفظوں میں انکار کردیا۔ وہ ابھی تک باہر ہی تھا نہ اسے اپنی فکر تھی نہ ہی گھر والوں کی۔۔ اس وقت سے اب تک اسکی سوچوں کا محور صرف یَشل تھی۔ کتنی ہی بار اسنے خود کو اسے کال کرنے سے روکا مگر پھر خود پر کنٹرول کھوتے اسنے یَشل کا نمبر ڈائل کیا۔

"آپ کا ملایا ہوا نمبر دوسری کال پر مصروف ہے۔۔۔"

کئی بار اسنے یہ جملہ سنا مگر وہ باز نہ آیا اور اسے کال کرتا رہا۔

"آپ کا ملایا ہوا نمبر اس وقت بند ہے۔۔۔"

اسنے فون کان سے ہٹا کر سکرین کو دیکھا۔ اسے تکلیف ہوئی تھی۔۔ اتنی کہ اسے لگا اس کا دل پھٹ جائے گا۔۔ وہ کبھی اسکی کالز اگنور کرنے کے بعد نمبر ہی بند کردے گی اسنے خواب میں بھی نہیں سوچا تھا۔ آنکھوں میں امڈنے والی نمی نے اسے کمزور کردیا۔ چہرا اٹھاتے سیاہ آسمان کی طرف دیکھا تو آنکھ کے کونے سے آنسو نکلتا کنپٹی تک سرک گیا۔

آج اسکی دنیا الٹ گئی تھی۔ ان تمام سوالوں کے جواب مل گئے تھے اسے جو وہ یشل سے پوچھتا رہا تھا۔ آج وہ ڈر سامنے آگیا تھا جو اسے کبھی نہ رہا

تھا۔ اسکی وہ من پسند عورت چھن گئی تھی جسے ہمیشہ سے وہ اپنا سمجھتا آیا تھا۔ جسے اپنی جیت سمجھتا آیا تھا آج اسے ہار گیا تھا ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ہار گیا تھا۔ جسے دیکھ کر اسکی آنکھیں چمکتی تھی وہ عورت اسکی آنکھوں میں ویرانی کی وجہ بن گئی تھی۔ جس کی روح تک کو وہ اپنا سمجھتا تھا، اسکی مسکراہٹ، اسکی ہنسی، اسکی خوشی۔۔اسکی محبت اس کی نہ رہی تھی۔

اسکا دل تکلیف سے پھٹ جانے کو تھا۔ وہ چیخنا چاہتا تھا، اپنی تکلیف ختم کردینا چاہتا تھا، پھوٹ پھوٹ کر رونا چاہتا تھا۔ اسے لگ رہا تھا سب ختم ہوگیا ہے اورہاں۔۔۔سب کچھ واقعی ختم ہوگیا تھا۔ اس شخص کو اس لمحے اپنی زندگی ختم ہوتی محسوس ہوئی تھی۔۔

NOVEL HUT

☆☆☆☆☆

جب سے نکاح ہوا تھا وہ روزانہ رات کو اسکے کمرے میں ضرور آتا تھا اسے زچ کرنے۔ اسے اچھا لگتا تھا یشل کو تنگ کرنا۔ مگر آج وہ دروازہ کھولتے

اندر داخل ہوا تو وہ روزانہ کی طرح بیڈ پر نہ تھی۔ تبھی وہ سجدے سے اٹھی تو بیڈ دائیں جانب سے سیاہ دوپٹے میں لپٹا اسکا سر نظر آیا۔ رائد نے حیرت سے اسکی پشت کو دیکھا اور پھر گھورا۔۔۔اسکی ٹانگ میں ابھی بھی تکلیف تھی وہ جانتا تھا۔

وہ خاموشی سے جا کر صوفے پر بیٹھ گیا۔

مزید کچھ دیر وہ نفل پڑھتی رہی پھر دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے اور چہرا ان ہاتھوں میں چھپا لیا۔ پیچھے بیٹھا رائد جانتا تھا وہ رو رہی ہے۔

کیوں رو رہی ہے؟ وہ اس بارے میں سوچنا نہیں چاہتا تھا۔ چند لمحے وہ اسے دیکھتا رہا پھر اٹھ کر اسکی طرف بڑھا اور اسکے ساتھ زمین پر بیٹھا تو یَشل نے آنسوؤں سے تر چہرا اٹھا کر اسے دیکھا۔۔

"کیوں اپنی خوبصورت آنکھوں کا غلط استعمال کر رہی ہو؟ یہ صرف مجھے دیکھنے کے لیے ہیں۔۔"

اسنے سنجیدگی سے کہتے اسکے آنسو صاف کیئے تو یَشل اسے دیکھ کر رہ گئی۔ وہ مصلے پر بیٹھی رو رہی تھی اور اس شخص کو بکواس سوجھ رہی تھی۔

"اچھا ایسے مت دیکھو۔۔۔بتاؤ کیا ہوا؟ کیوں رو رہی ہے میری جان؟"

اسکے الفاظ پر وہ ٹھٹھکی پھر سر نفی میں ہلاتی وہ متورم آنکھیں صاف کرنے لگی۔

"اب ایسے تو کوئی بھی نہیں روتا۔۔ادھر دیکھو نہ۔۔"

رائد نے اسکا چہرا اپنی طرف کرنا چاہا تو وہ اسے دیکھنے لگی۔

"تم روتے ہوئے بھی پیاری لگتی ہو۔۔۔ مگر اس وقت بری لگ رہی ہو۔۔"

وہ اسکے آنسو صاف کر رہا تھا۔ یَشل نے چونک کر اسے دیکھا۔ ایک بار پھر کہیں اور جا پہنچی تھی۔ وہ ان دونوں میں بری طرح سے پھنس چکی تھی۔ رائد جب بھی قریب آتا، اپنائیت اور محبت سے بات کرتا تو رائد نہ لگتا بلکہ وہ اس شخص کا روپ اختیار کرلیتا تھا جو ہمیشہ اس کے قریب رہا تھا۔

وہ مدھم سانس لیتی اسے دیکھتی چلی گئی جس پر رائد نے مسکراہٹ دبائی۔

" گڈ گرل۔۔اب سمائل کرو۔۔"

رائد نے اپنے ہاتھ سے اسکے ہونٹوں پر مسکراہٹ میں ڈھالنے چاہے تو یَشل کا سکوت ٹوٹا اور نجانے اسے کیا ہوا وہ بری طرح چہرا ہاتھوں میں چھپائے رو پڑی۔

"یَشل۔۔۔ارے یار۔۔۔" وہ ایک دم بوکھلا گیا اور اسکا چہرا اوپر اٹھانا چاہا جس میں ناکام ہوتے وہ اسے اپنے سینے سے لگا گیا۔

اسکے حصار میں بری طرح سسکتی وہ رائد کو سکون اور بیچینی کی ملی جلی کیفیت سے دو چار کر گئی۔

عجیب جنگ تھی جو دعا مانگتے ہوئے اسکے دل و دماغ نے لڑی تھی۔ اپنے لیے مانگنے کو کچھ بچا ہی نہ تھا۔

وہ ہمیشہ کی طرح اس نامحرم کو اپنا محرم بنانے کی دعا نہ کر سکی۔ ہر بار کی طرح اسنے اپنا اچھا نصیب نہیں مانگا تھا۔ سکینہ کی صحت کے علاوہ اسنے کچھ نہ مانگا بس وہ روتی رہی تھی اور خدا کی حضور رونا۔۔۔اسے اپنا پورا وجود پگھلتا ہوا محسوس ہوا۔

ایک بار پھر رائد میں اسے دیکھتے وہ جسے اپنا دشمن، اپنا حریف مانتی آئی تھی آج اسی کی بانہوں میں ٹوٹ گئی تھی۔۔۔

☆☆☆☆☆

چار ہفتے گزر گئے تھے سب اپنی حالِ زندگی میں مصروف تھے مگر ان دونوں کے لئیے تو وقت کچھوے کی رفتار سے چل رہا تھا یا شاید رک گیا تھا۔ زندگی کی اس تلخ حقیقت کو ناچار وہ سب ہی قبول کر گئے تھے۔ اگر کسی نے قبول نہ کیا تو وہ ارمغان تھا۔

صبح اٹھتے ہی بغیر ناشتے کے آفس چلے جانا اور رات کے کھانے کے بعد واپس آنا۔ واپس آتے ہی وہ کمرے میں بند ہوجاتا۔ عطیہ سارا دن اسکی راہ دیکھتے گزار دیتی پھر رات کو زبردستی اسکے کمرے میں چلی جاتی اور تب تک نہ نکلتی جب تک وہ کھانے کے چند نوالے نہ حلق میں اتار لیتا۔ یہ عطیہ کی اچھی پرورش ہی تھی کہ اسکے زبردستی کھانا کھلانے پر بدتمیزی سے پیش نہ آتا بلکہ اس کے ہاتھ سے ہی

چند نوالے زہر مار لیتا۔ وہ گھر پر ہوتا تو قرت بھی ناجانے کیا کیا پڑھ کر اس پر پھونکتی رہتی جس پر وہ کوئی رد عمل نہ دیتا۔ یہ دو عورتیں تھی جن سے وہ بات کرلیتا اور عزہ بھی زبردستی بات کرنے کی کوشش میں لگی رہتی جسے وہ ایسے نظرانداز کرتا جیسے بہرا ہو۔۔

گھر کا ماحول ایسا تھا کہ عزہ کے علاوہ کسی کی آواز نہ آتی۔ ایک وہی تھی جو ہمیشہ کی طرح چہکتی پھر رہی تھی بلکہ پہلے سے بھی زیادہ۔ وہ شخص اسکا نہ ہوا تھا ابھی مگر وہ پہلے جس کا تھا اسکا بھی نہ رہا تھا اور بے شمار کوششیں کرکہ وہ اسے اپنا بنا لے گی۔ یہ سوچ ہی کتنی خوبصورت اور اندر تک سرشار کر دینے والی تھی کوئی عزہ خان سے پوچھتا۔ اس انکشاف کے اگلے دن ہی وہ صبیحہ کی منتیں کرتی آمنہ کے گھر جا پہنچی تھی مگر آمنہ کا ریکشن بلکل الٹ تھا۔ پہلے تو ایک گھنٹا وہ حیرت کا اظہار کرتی رہی پھر یقین آنے پر اسنے عزہ کو مبارکباد نہ دی نہ ہی خوشی کا خاص اظہار کیا۔ مگر دو گھنٹے ان دونوں کے درمیان یَشل، رائد اور ارمغان کی ہی باتیں ہوتی رہی تھی۔

جبکہ ہادی تو پورا ایک ہفتہ شاک میں رہا اور ہر فرد سے روزانہ تصدیق کرتا رہا کہ یہ سچ ہے یا مذاق۔ مگر پھر رزلٹ اور یونیورسٹی میں ہونے والے ایڈمیشن نے اسکا دھیان بھٹکا دیا۔ عدنان صاحب کی سخت وارننگز پر وہ دل لگا کر پڑھائی کرنے میں مصروف تھا کیونکہ اسکا رزلٹ اتنا اچھا نہ آیا تھا جتنا عدنان صاحب نے سوچ رکھا تھا۔

قرت نے ان سارے جھمیلوں میں اپنی اور افہام کی لڑائی کو پس پشت ڈال دیا تھا اگر اسے یاد بھی آتا تو وہ سر جھٹک دیتی۔ دو تین گھنٹے موڈ شدید خراب رہتا۔ افہام پر ڈھیر سارا نزلہ گرا کر وہ نارمل ہوجاتی۔

رائد اور یَشل کے درمیان سب ٹھیک ہوکر بھی خراب تھا۔ رائد آفس جانے لگا تھا سارا دن وہ گھر پر ملازموں کے ساتھ رہتی اور ان کے ساتھ کام کرواتی رہتی۔ جب تک کام کرتی تو مصروف رہتی مگر اسکا عکس پھر بھی اسے نظر آجاتا اور جب کرنے کے لیے کچھ نہ ہوتا تو ہر طرف صرف وہی ہوتا تھا۔ وہ اپنی کیفیت سے گھبراتی ہر تیسرے دن ہسپتال بھاگ جاتی اور رائد واپسی پر اسے پک کرلیتا مگر حقیقت تو یہ تھی ہسپتال میں چلتے پھرتے کتنے ہی چہرے اسے

ارمغان کے لگتے۔ کتنی بار وہ پلٹ پلٹ کر ان کو دیکھتی۔ آج بھی اپنی کیفیت سے گھبراتی وہ ہسپتال آئی تھی۔ نرس سے ماسک لیتے منہ پر چڑھایا اور سینیٹائیزر ہاتھوں پر لگاتی وہ سکینہ کے بے ہوش وجود کی طرف بڑھی۔۔

"کب ٹھیک ہونگی آپ۔۔۔" قریب بیٹھتے ہی اسکی آنکھوں میں آنسو چمکنے لگے۔

"آپ ٹھیک ہو جائیں گی تو اپنے فیصلے پر پچھتانا چھوڑ دوں گی میں۔ پلیز ماما اب ٹھیک ہو جائیں مجھ سے یہ اذیتیں برداشت نہیں ہوتی۔۔۔"

ماسک کے نیچے لب ہل رہے تھے جبکہ آنکھیں باوجود ضبط برسنے لگی تھی۔ کافی دیر خاموشی سے وہ اسے دیکھتی رہی پھر دوبارہ بولی۔

"آپ کو پتا ہے۔۔۔مجھے ہر طرف وہ نظر آتا ہے۔ میں۔۔۔میں پاگل ہو جاؤں گی مجھے رائد میں بھی وہ نظر آتا ہے۔۔مجھے لگتا ہے کہ۔۔میں پاگل ہو گئی ہوں۔۔اس کا۔۔عک۔۔عکس ہر وقت میرے ساتھ ہوتا ہے وہ۔۔پہلے کی

طرح مجھے۔۔چھ۔۔چھیڑتا ہے تنگ کرتا ہے اور مجھ سے۔۔باتیں کرتا ہے۔۔اور میں ہنسنے لگ جاتی ہوں۔"

وہ کپکپاتے ہونٹوں کے ساتھ بول رہی تھی آنکھوں سے گرم سیال بہتا چلا جارہا تھا جبکہ ہاتھوں میں واضح لرزش تھی۔

"وہ ساتھ نہ ہوتے ہوئے بھی مم۔۔میری زندگی کا۔۔۔حصہ بن گیا ہے میں اسے کہتی ہوں ارمغان۔۔چچ۔۔۔چلے جاؤ وہ نہیں جاتا مجھے چھوڑتا نہیں ہے وہ۔۔۔اسے کہیں کہ وہ چلا جائے مم۔۔میں اسے بھولنا چاہتی ہوں۔"

وہ اب ہچکیوں سے رونے لگی تھی۔ وہاں کھڑی نرس نے اسے ترس بھری نگاہوں سے دیکھا۔ آئی سی یو میں ڈیوٹی دیتے وہ بہت بار اس لڑکی کو یونہی اس وجود سے باتیں کرتے دیکھ چکی تھی۔

"مجھے۔۔۔آپ یاد رہتی ہیں، وہ یاد رہتا ہے اور رائد۔۔وہ یاد نہیں رہتا۔۔میں روزانہ شام کو رائد کا نہیں ۔۔ارمغان کا انتظار کرتی ہوں اور۔۔اور۔۔۔جیسے دروازے سے رائد نہیں۔۔ارمغان آئے گا۔۔۔میں بےوفائی کر رہی ہوں۔۔مجھے۔۔مجھے لگتا ہے میں۔۔میں دلدل میں دھنستی چلی جاری ہوں۔۔۔"

آنسوؤں سے بھیگے ماسک کو اتار کر آنسو رگڑے اور سٹریچر پر پڑا بے جان ہاتھ اٹھا کر لرزتے ہونٹوں سے لگایا۔

"آپ کی والدہ کی حالت بہت بہتر ہے۔۔امید ہے وہ جلد ٹھیک ہو جائیں گی۔ اللہ پر بھروسہ رکھیں۔۔"

نرس نے قریب آتے نرمی سے اسے بتایا اور ٹشو اسکی طرف بڑھایا جسے تھامتے ہوئے اسکی آنکھوں میں امید کے دیئے جلنے لگے۔

"واقعی۔۔؟ ٹھیک ہو جائیں گی نہ؟" اسنے بھرائی ہوئی آواز میں پوچھا تو نرس سر ہلاتی وہاں سے چلی گئی۔

یہ پچھلے چار ہفتوں میں ملنے والی پہلی امید تھی۔ اسنے متورم آنکھیں صاف کرتے سکینہ کو دیکھا جس کا چہرا زرد ہوتا چلا گیا تھا۔ وہ دلوں پر راج کرنے والی اداکارہ سٹریچر پر پڑی کوئی اور ہی لگتی تھی۔

وائبریٹ ہوتے فون کو نظر انداز کرتی وہ سکینہ کو دیکھتی چلی گئی۔

پچھلے چار ہفتوں میں وہ جتنا رو چکی تھی اسکے آنسو ختم ہوجانے چاہیے تھے۔ مگر آنسو کہاں ختم ہوتے ہیں، یہ انسان کو ختم کردیتے ہیں ۔یہ تو آنکھوں کا وہ سمندر ہوتا ہے جس کی تہ نہیں ہوتی، یہ انسان کو ہر نئے زخم پر لے ڈوبتا ہے۔ وہ بھی دن با دن اسکی گہرائی میں اترتی چلی جارہی تھی اور وہ گہرا ہوتا جارہا تھا۔

تیسری بار کال آنے پر اسنے فون بیگ سے نکالا اور کال اٹینڈ کرکہ کان سے لگایا۔

"کبھی تو پہلی دفع میں اٹینڈ کرلیا کرو۔۔۔!"

کال اٹینڈ ہوتے ہی وہ غصے اور خفگی کے ملے جلے تاثرات سے بولا۔

"فون سائلنٹ پر تھا۔۔۔" آواز نارمل رکھتے ہمیشہ والا جھوٹ گڑھا۔

"اچھا ہاسپٹل ہو کیا۔۔؟" رائد نے اس سے سوال کیا۔

"تمہیں کس نے بتایا۔۔؟"

وہ اسے خود ہی ہسپتال پہنچ کر میسج کردیا کرتی تھی مگر آج اسکا بلکل دل نہ کیا۔ رات کو وہ خواب دیکھنے کے بعد سے اسکا دل بے حد اداس تھا ۔ اسے

خواب یاد نہیں تھا مگر خواب میں ساتھ کھڑا ارمغان یاد تھا۔ کتنی ہی کوششوں کے باوجود آج وہ اسکے دماغ سے نکلا ہی نہ تھا۔

"کہاں گم ہوگئی۔۔۔؟" رائد کی آواز پر وہ سوچوں کے چنگل سے نکلی۔

"کہیں نہیں۔۔بتایا نہیں تم نے میرا کیسے پتا لگا۔۔؟"

"ابھی تو کہا کہ تمہاری لوکیشن دیکھی۔۔۔" رائد کو اسکی غائب دماغی کا شعبہ ہوا۔

"ہاں وہ میں نرس سے بات کر رہی تھی۔۔۔"

پچھلے ایک مہینے سے جھوٹ بول بول کر اسکی زبان نے لڑکھڑانا اور اٹکنا چھوڑ دیا تھا۔۔

"بتایا نہیں آنے سے پہلے۔۔کب آئی ہو۔۔؟"

"ذہن سے نکل گیا تھا بتانا۔۔۔ابھی ابھی آئی ہوں مطلب آدھا گھنٹا ہوا ہوگا۔۔تم نے ابھی گھر جانا ہے کیا؟"

اسنے دیوار کی طرف دیکھا جہاں گھڑی میں ابھی پانچ بجنے میں وقت تھا۔

"نہیں لیکن میں آفس سے نکلنے لگا تھا آج میں نے بھی ہاسپٹل چکر لگانا تھا۔ تم وہیں رکنا میں آرہا ہوں۔۔۔"

رائد نے روالونگ چئیر سے اٹھ کر کوٹ اور چابی اٹھائی پھر دروازے کی طرف بڑھا۔۔

"ٹھیک ہے۔۔۔۔" اسنے کال بند کردی۔

"نرس بتا رہی تھی کہ ماما کے ٹھیک ہونے کی امید ہے۔۔۔"

آئی سی یو سے نکلتے اسنے رائد کو دیکھا جو آنکھوں کی نمی صاف کر رہا تھا۔

"ہاں بابا کو بتایا تھا ڈاکٹر نے۔۔۔بابا سے بات ہوئی تھی میری بھی۔۔۔"

وہ دونوں وہاں پڑے بینچ پر بیٹھ گئے۔

"تم ہر دوسرے دن یہاں آکر بور نہیں ہوتی؟"

رائد کو سمجھ نہ آتا تھا وہ ہسپتال آکر کرتی ہی کیا تھی۔ اسکا سوال یشل کے لئیے غیر متوقع تھا۔

"نہیں۔۔گھر میں وحشت ہوتی ہے۔۔" اسکا جواب رائد کے لیے کچھ غیر متوقع ثابت ہوا۔

"کیوں۔۔۔؟" اسکے لہجے میں حیرت تھی۔ بھلا اپنے گھر سے کس کو وحشت ہوتی ہے؟ اب اس کو کون بتاتا یشل نے اس گھر کو اپنا سمجھا ہی نہ تھا۔

"کچھ ہوتا ہی نہیں کرنے کو۔۔سارا کام دو گھنٹے میں ہی ختم ہوجاتا ہے۔ پھر نیند نہیں آتی۔۔۔"

کندھے اچکا کر کہتی وہ دونوں ہاتھ دائیں بائیں رکھے بینچ پکڑ کر بیٹھی کھسے میں قید اپنے پاوں دیکھ رہی تھی۔ رائد جانتا تھا وہ گھر کے کام کرتی ہے مگر آج پتا لگا تھا کہ دو گھنٹے لگ جاتے۔۔۔یعنی وہ ملازمہ کے ساتھ 'سارا' کام کرتی تھی۔۔۔

"تمہیں بوریت ہوتی ہے۔۔۔؟" اسکے سوال پر یشل نے سر دائیں بائیں ہلایا۔

"بوریت بہت چھوٹا لفظ ہے۔۔۔" قدرِ آہستگی سے کہتی وہ رائد کو اداس اور الجھی ہوئی معصوم بچی لگی تھی۔

"یونیورسٹی میں ایڈمیشن لے لو۔۔۔۔"

وہ اسکے منہ سے یہ مشورہ کئی بار سن چکی تھی اور ہر بار کی طرح اس بار بھی اس نے انکار کردیا۔ اسکو سر انکار میں ہلاتا دیکھ کر رائد نے گہرا سانس لیا۔

"آفس چلو۔۔۔ میری اسسٹنٹ بن جاؤ۔۔"

رائد نے تھوڑا اسکی طرف کھسک کر اپنا کندھا اس کے کندھے سے مارا۔ یَشل نے اسکی حرکت اور بات پر کچھ ناگواری سے اسے دیکھا۔

"جی نہیں۔۔اسسٹنٹ بن جاؤ۔۔۔" اسنے نقل اتاری۔۔

"موووی چل رہی نہ ادھر تو۔۔۔" ہنکار بھرتی وہ اس پر سے نظر ہٹا گئی۔ رائد نے سانس بھرا۔

"آجاؤ گھر چلیں۔۔۔۔" وہ اسکا ہاتھ پکڑا اٹھ کھڑا ہوا تو یَشل کو بھی اٹھنا پڑا۔ اسنے ہاتھ چھڑوانے کی کوشش کی مگر ناکام رہی۔

"رائد ہاتھ چھوڑو کیا مسئلہ ہے۔۔۔"

"میں نہیں چھوڑ رہا۔۔۔" یَشل نے ساتھ چلتے رائد کو پھاڑ کھانے والی نظروں سے دیکھا۔

☆☆☆☆☆

"ارمغان کھانا کھا لو۔۔۔" عطیہ نے کمرے میں داخل ہوتے ہی ارمغان کو مخاطب کیا جو اوندھے منہ بیڈ پر لیٹا تھا۔

"ارمغان۔۔۔۔" جواب نہ ملا تھا عطیہ نے اسے دوبارہ بلایا۔ سست روئی سے وہ سیدھا ہوا تو عطیہ نے آنکھیں دیکھی جو سرخ رہنے لگی تھی۔

"تم نشہ تو نہیں کرنے لگ گئے؟"

عطیہ اسکے سامنے بیڈ پر بیٹھی تو ارمغان نے سنجیدگی سے ماں کو دیکھا۔

"اتنی بری پرورش بھی نہیں آپ کی۔۔۔"

"شرم کرو۔۔۔" عطیہ نے اسکے سر پر تھپڑ دے مارا۔

"آج ہاجرہ کی کال آئی تھی مجھے۔۔۔۔" انکی بات پر ارمغانِ نے نا سمجھی سے انہیں دیکھا

"کون ہاجرہ۔۔؟" اسکے سوال پر عطیہ نے اسے گھورا

"وہی عدنان کے کزن شکیل اور ان کی بیوی ہاجرہ۔۔۔جو عید پر آئے تھے۔۔"

ان کے یاد کروانے پر ارمغان نے ہونٹوں کو او کی شکل دی۔

"اچھا کیا ہے ان کو۔۔؟"

"وہ۔۔۔قرت کا رشتہ لانا چاہ رہی ہیں۔۔"

انکی بات پر ارمغانِ کی آنکھوں میں کچھ حیرت اتری

"قرت کا رشتہ۔۔۔؟"

"ہاں ان کا بیٹا ہے نہ عبداللہ۔۔۔اس کے لیے عید کے کچھ ٹائم بعد ہی انہوں نے مجھے کال کرکہ کہہ دیا تھا مگر تب بھی میں نے وقت مانگ لیا تھا اور پھر سکینہ کی طبیعت خرابی کی وجہ سے بات پیچھے ہی رہ گئی۔۔"

ارمغان خاموشی سے عطیہ کو دیکھنے لگا

"عبداللہ سے تو ملا تھا عید پر میں اچھا تو تھا لیکن۔۔۔ وہ ابھی چھوٹی ہے اسکی پڑھائی چل رہی۔"

"اب چھوٹی بھی نہیں ہے بھئی۔۔۔یہی عمر ہوتی ہے رشتے تو آتے ہیں اور کرلے پڑھائی میں کون سا اسے کل بیہا دوں گی۔۔۔ صبیحہ اور عدنان سے بھی ذکر کیا ہے ان کو کوئی برائی نہیں لگی سوچا تم سے پوچھ لوں تم کیا کہتے۔۔۔"

عطیہ نے تفصیل سے کہا تو اسنے سر ہلایا۔

"میرے خیال سے صبیحہ پھپھو، بابا اور مجھ سے مشورہ لینے سے پہلے قرت سے پوچھنا چاہیے۔۔"

"ارے ہاں بھائی ظاہر ہے پوچھوں گی لیکن ایک بار ہاجرہ سے مل لیں پھر۔۔۔"

ارمغان خاموش رہا۔۔۔وہ بہت زیادہ کم گو ہوگیا تھا

"کھانا لاتی ہوں میں تمہارے لیے۔۔۔" عطیہ بولتی ہوئی اپنی جگہ سے اٹھی۔

"نہیں پلیز امی۔۔مجھے بہت نیند آرہی سونا چاہتا ہوا کمرا اندر سے لاک کرکہ دروازہ بند کیجیئے گا۔۔۔"

وہ بات مکمل کرکہ بیڈ پر لیٹا اور کمفرٹر سر تک اوڑھ لیا۔ عطیہ کو ناچاہتے ہوئے بھی اسکی بات ماننی پڑی۔

☆☆☆☆☆

"قِرت۔۔۔فون کو چھوڑو اور اُٹھو تیار ہوجاؤ شکیل انکل کی وائف حاجرہ آنٹی آرہی ہیں اپنی بیٹی اور بہو کے ساتھ۔۔"

عزہ نے سکون سے بیڈ پر لیٹی فون یوز کرتی قِرت کو مخاطب کیا اور خود بھی الماری سے کپڑے نکالنے لگی۔

"ہیں؟ وہ کیوں آرہی ہیں؟" اُسنے ایک نظر عِزہ کو دیکھا

"تمہارا ڈانس دیکھنے۔۔۔" اُسنے قِرت کو گھورا تو وہ ویسے ہی فون یوز کرتی ہوئی مسکرائی۔۔۔

"قِرت مجھ سے فضول سوال نہیں کیا کرو میں نے اُن سے نہیں پوچھا کہ وہ ہمارے گھر کیوں آرہی ہیں۔ جاؤ کپڑے چینج کرکہ کچن میں کام کرواؤ وہ ایک گھنٹے تک آجائیں گی۔۔"

عزہ صوفے پر بیٹھ گئی جبکہ قرت منہ بناتی اپنی جگہ سے اٹھی اور الماری کی طرف بڑھی۔

☆

وہ تینوں ایک ساتھ سلام کرتی ہال میں داخل ہوئیں جہاں حاجرہ آچکی تھی۔۔

NOVEL HUT

"علیکم السلام۔۔کیسی ہیں میری شہزادیاں۔۔"

حاجرہ کے محبت سے چور لہجے میں بولتے ہوئے ان تینوں کو سینے سے لگایا تو عزہ، انوشہ اور قرت نے ایک دوسرے کو دیکھا۔۔ وہ تینوں آرفہ (اُنکی بہو) اور

ثناء (اُنکی بیٹی) سے ملنے کے بعد اپنی اپنی جگہ پر بیٹھیں توثناء نے اپنی جگہ تبدیل کی اور قرت کے پاس آگئی۔ قرت نے گہری مسکراہٹ لیے اُسے دیکھا۔

"پیاری لگ رہی ہو قِرت۔۔۔"ثناء کے اچانک تعریف کرنے پر وہ جھنپ گئی اور ویسے ہی مسکراتے ہوئے شکریہ کہا۔۔

"اور بتاؤ۔۔تُم لوگوں کی پڑھائیاں کہاں تک پہنچی؟"

حاجرہ نے اُن تینوں سے سوال کیا۔ سب سے پہلے عزہ بولی

"میرا فرسٹ ائیر کمپلیٹ ہوگیا ہے بس یہی کچھ چھٹیاں رہ گئی ہیں پھر دوبارہ کالج سٹارٹ۔۔۔"

"میرا بھی لاسٹ سیمسٹر ابھی ہی سٹارٹ ہوا ہے۔۔۔"

یہ انوشہ تھی۔۔اب حاجرہ کی نظریں قرت پر تھی

"میرا۔۔چوتھا سیمسٹر چل رہا۔ لاسٹ ٹائم بتایا تھا میں نے آپ کو دو سال کالج میں ہی پڑھائی کی ہے میں نے۔۔۔"

اُسکی بات پر حاجرہ نے سر اثبات میں ہلایا

"وہ ایک اور بچی بھی تھی نہ۔۔یَشل۔۔" وہ انکو یاد تھی

"جی جی۔۔۔میں نے بتایا تو تھا آپ کو وہ لاہور ہوتی ہے اب۔۔۔"

بتاتے ہوئے صبیحہ کے چہرے پر افسردگی چھا گئی۔

"ارے ہاں۔۔کیسی ہے اب سکینہ؟" سوال حاجرہ نے کیا تھا

"امید دلائی ہے ڈاکر نے۔۔انشاءاللہ ٹھیک ہو جائے گی۔۔"

"انشاءاللہ انشاءاللہ۔۔۔اچھا قِرت بیٹا ادھار آؤ ذرا میرے پاس تو بیٹھو۔۔۔"

حاجرہ کے بلانے پر وہ کچھ عجیب سی کیفیت کا شکار ہوتی ہوئی اُٹھی۔ عزہ اور نِشہ جانچتی نظروں سے حاجرہ کو دیکھ رہی تھیں

NOVEL HUT

"ماشاءاللہ۔۔بہت پیاری بچی ہے۔"

انہوں نےپیار سے اُسکے چہرے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا تو قرت بامشکل مسکرائی۔ انکے لہجے کی چاشنی کسی انہونی کا اندیشہ دے رہی تھی۔ وہ کچھ بے سکون ہوئی۔

"شکریہ آنٹی۔۔۔"

"تمہارے منہ سے آنٹی سُن کر تو عجیب لگ رہا مجھے۔۔۔بلکل ثناء کی طرح ہو تُم میرے لیے۔۔"

وہ ہنس کر بولی تو قرت بدقت مسکرائی اور عطیہ کی طرف دیکھا جو اسکی سیچویشن سمجھ کر بھی خاموش بیٹھی ہوئی تھی۔

"یہ سب کیا ہے۔۔؟"

"مجھے نہیں پتا۔۔لیکن دال میں کچھ کالا ہے۔"

"مجھے تو پوری دال ہی کالی لگ رہی۔۔"

انوشہ اور عزہ نے ایک دوسرے کی طرف دیکھ کر آنکھوں ہی آنکھوں میں کچھ باتیں کی تبھی افہام اندر داخل ہوا

"السلام و علیکم۔۔۔" اس نے بھاری آواز میں سلام کرتے سب کو اپنی جانب متوجہ کیا۔

ہال میں صرف خواتین دیکھتے عجیب کیفیت کا شکار ہوا۔ اسے لگا تھا ہاجرہ کے بیٹے بھی وہاں موجود ہونگے یا شکیل صاحب۔

"وعلیکم السلام۔۔۔کیسے ہو افہام بیٹا۔۔۔"

"میں ٹھیک ہوں آنٹی آپ کیسی ہیں۔۔۔" وہ ویسے ہی کھڑا تھا۔ قِرت کو حاجرہ کے پاس بیٹھا دیکھ کر سوالیہ نظروں سے اُس نے عزہ کو دیکھا تو وہ کندھے اچکا گئی۔۔وہ باہر جانے ہی لگا تھا جب صبیحہ نے اسے مخاطب کیا۔

"کھڑے کیوں ہو۔۔آؤ یہاں بیٹھ جاؤ۔۔"

انہوں نے اپنے ساتھ بیٹھنے کا اشارہ کیا تو وہ قرت کے عین سامنے صبیحہ کے ساتھ براجمان ہوا۔ وہ گہری نظروں سے قِرت کو دیکھ رہا تھا۔ افہام کی نظریں اُسے اپنے جسم کے آر پار ہوتی محسوس ہوئی تو وہ ہونٹ دانتوں تلے دباتی چہرا نیچے کر گئی۔

افہام نے کچھ دیر بعد اُس پر سے نظر ہٹا کر سائڈ پر بیٹھی آرفہ کو دیکھا جو نِشہ سے کچھ بات کر کر رہی تھی اور پھر اسکی نظر ثناء پر گئی جو اسی کو دیکھ رہی تھی پھر اسکے دیکھنے پر گڑبڑا کر یہاں وہاں دیکھنے لگی

"قرت تمہیں ارمغان بُلا رہا تھا۔۔" اُسنے قِرت کو ہال نکالنا چاہا۔ حاجرہ کا مسلسل اسی کے بارے میں باتیں کرنا اسے اچھا تو بلکل نہیں لگ رہا تھا۔ قرت بھی جیسے موقع کی تلاش میں تھی جلدی سے اُٹھی۔

"اسے کہو کہ آکر مل لے۔۔۔" عطیہ نے آہستہ سے کہا تو وہ سر ہلاتی باہر نکل گئی افہام بھی معذرت کرتا اُسکے پیچھے پیچھے باہر نکلا۔

"ادھر آؤ تُم۔۔۔" وہ ارمغان اور ہادی کے کمرے کی طرف جارہی تھی جب افہام اُسے کھینچ کر اپنے کمرے میں لے گیا

"اوہو کیا ہوگیا ہے۔۔۔" وہ حیرت سے اسے دیکھنے لگی۔ افہام نے دروازہ بند کیا اور اُسے گھورا

"مجھ سے پوچھ رہی ہو؟"

"ظاہر ہے۔۔ہم دونوں کے علاوہ کمرے میں کوئی نظر نہیں آرہا مجھے۔۔"

قِرت نے کمرے میں نظر دوڑائی تو افہام نے دانت پیسے

"یہ سب کیا تھا۔۔تُم کیوں انکے پاس بیٹھی ہوئی تھی؟"

اسکی بات پر قِرت خاموشی سے اُسے دیکھنے لگی پھر بولی

"مجھے خود نہیں پتا۔۔ اوففف پیاری بچی بولتے بولتے نہیں تھک رہی تھیں وہ۔"

وہ جاکر بیڈ پر بیٹھی تو افہام اسکے سامنے جاکر کھڑا ہوا۔ قرت نے چہرا اوپر کرکہ اُسے دیکھا

"ڈونٹ ٹیل می کہ وہ تمہارا رشتہ لینے آئی ہیں۔۔" وہ سخت نظروں سے اُسے گھور رہا تھا۔

"اللہ نہ کرے افہام۔۔۔" وہ جھٹ سے بولی تھی

"تو تمہارا کیا خیال ہے؟ اتنا پیار عِزہ اور نِشہ پر کیوں نہیں آرہا تھا انہیں؟"

وہ اسکے ساتھ ہی بیڈ پر بیٹھا

"مجھے کیسے پتا ہوگا۔۔" وہ آہستہ سے بولی

"تو اور کس کو پتا ہے؟ اور عید پر شکیل انکل نے خود کہا تھا کہ عبداللہ کی شادی کا بھی ارادہ ہے اُنکا۔۔"

وہ اسے بتا رہا تھا۔ قرت نے چہرا موڑ کر اُسے دیکھا

"افہام۔۔مجھے اس بارے میں کچھ نہیں پتا مجھے ڈرانے کی بلکل بھی ضرورت نہیں ہے اور اگر ایسا کچھ ہوا بھی تو۔۔میں انکار کردوں گی کوئی مسئلہ نہیں ہے۔"

وہ بولتی ہوئی اُٹھ کر باہر جانے لگی جب افہام نے اُسکا ہاتھ پکڑ کر اُسے کھینچا

"افہام چھوڑیں مجھے۔۔بھائی کے پاس جانا ہے۔"

وہ اُس سے ایک قدم کے فاصلے پر کھڑی ہاتھ چھڑوانے کی کوشش کر رہی تھی

"اوہو قرت اتنا بھی نہیں سمجھتی تُم؟ وہ میں نے تمہیں وہاں سے نکالنے کے لیے جھوٹ بولا تھا۔۔"

افہام نے اسکے چھوٹے دماغ پر اپنا ماتھا پیٹا

"ہاں ہاں مجھے پتا ہے۔۔لیکن ماما نے کہا تھا کہ میں بھائی سے کہوں وہ جا کر اُن سے مل لیں۔۔۔"

"رہنے دو۔۔اتنی بھی کوئی اعلیٰ ہستی نہیں ہیں جِن سے ارمغان کا ملنا ضروری ہے۔۔۔" قرت بس اُسے گھور کر رہ گئی

"پیاری لگ رہی ہو۔۔۔" اسنے قرت کے چہرے پر جھولتی ہوئی لٹ کو اسکے کان کے پیچھے اڑاسی۔ قِرت کے دل نے ایک بیٹ مِس کی تھی۔

"لگتا ہے واقعی بہت پیاری لگ رہی ہوں تیسری دفع سُنا ہے میں نے اپنے لیے یہ جملہ۔۔"

وہ اپنی جھنپ مٹاتی ہوئی بولی تو افہام نے ائبرو اچکائی

"کس نے کردی تمہاری تعریف؟"

"ثناء اور حاجرہ آنٹی نے۔۔۔"

وہ نام پر زور دے کر بولی تو افہام منہ بناتا اسکے ساتھ ہی بیڈ پر بیٹھا۔ قرت ہنس دی۔۔

"بہت مزہ نہیں آرہا تمہیں۔۔۔؟" افہام نے آنکھیں چھوٹی کرکہ اسے گھورا۔

"آپ کی بیزاری پر؟ ہاں بلکل۔۔۔" وہ ہنس رہی تھی۔۔۔

"اچھا ہاتھ تو چھوڑیں۔۔"

"کبھی نہیں۔۔۔"

"ابھی تو چھوڑیں نہ۔۔یہیں پر ہوں۔۔"

"بلکل بھی نہیں۔۔" اٹل لہجہ۔ قرت اسے دیکھ کر رہ گئی۔

کچھ دیر بعد ہی کھانا لگانے کے لیے وہ اُسکے کمرے سے نکلی لیکن باہر قدم رکھتے ہی اسکی نظر کچن سے برتن اُٹھا کر نکلتی نِشہ پر گئی جو خود بھی اُسے دیکھ کر چند لمحے وہیں رُک گئی تھی۔ وہ تھوک نگلتی اسکے پہلو سے گزر کر کچن میں چلی گئی۔ نِشہ نے خاموشی سے ڈائننگ ہال کا رُخ کیا۔

☆☆☆☆☆

NOVEL HUT

"بھئی مجھے تو قِرت پہلے ہی اچھی لگی تھی خاموش خاموش سی اتنی پیاری بچی ہے۔۔"

حاجرہ کی آواز پر عطیہ اور صبیحہ دونوں اُسکی طرف متوجہ ہوئیں۔کھانا کھانے کے بعد ہال میں اس وقت وہ تینوں عورتیں،ثناء، آرفہ اور نِشہ موجود تھیں۔ نِشہ کے کان کھڑے ہوئے۔

"حاجرہ میں تمہاری بات سمجھ رہی ہوں۔۔۔قِرت کی ابھی ہی یونیورسٹی سٹارٹ ہوئی ہے اور سکینہ بھی بیمار ہے۔ جو ماحول گھر میں چل رہا ہے ہم تو قرت سے اِس بارے میں بات بھی نہیں کرسکے۔۔" صبیحہ نے رسان سے کام لیا۔

"ارے صبیحہ باجی۔۔یہ کوئی بڑا مسئلہ تھوڑی ہے۔۔اسی لیے تو میں آج بات کرنے کی غرض سے آئی ہوں۔ ابھی صرف بات پکی کرنے میں کونسی بُرائی ہے۔ جیسے ہی قرت کا سیمسٹر ختم ہوگا، سکینہ ٹھیک ہوگی تو ہم اچھے سے منگنی کی رسم بھی کرلیں گے۔ شادی تو وقت پر ہو ہی جائے گی۔۔۔"

حاجرہ کی بات پر نِشہ کی آنکھیں حیرت سے تقریباً پھٹ گئیں۔یہ کیا ہورہا تھا؟ دونوں عورتوں نے کانوں کان لڑکیوں کو خبر بھی نہ ہونے دی اور معاملہ یہاں تک پہنچ گیا تھا کہ حاجرہ شادی کا بھی ذکر کر رہی تھی۔ اُسنے بے یقینی سے اپنی ماں اور ممانی کو دیکھا۔

"آپ کی بات سولہ آنے ٹھیک ہے لیکن ہمیں کچھ وقت دیں ہم نے تو قرت سے اس بارے میں بات بھی کرلیں۔ جہاں تک عدنان کی بات ہے تو انہوں نے فیصلہ قِرت پر چھوڑا ہے۔ ظاہر ہے اُسکی مرضی تو سب سے بڑھ کر ضروری ہے تو جب ہم اُس سے بات کریں گے تو اسی کے مطابق آپ کو جواب بھی دے دیں گے۔۔۔"

عطیہ نے مسکراتے ہوئے تفصیل سے کہا تو حاجرہ بھی مسکرا دی جبکہ نِشہ نے اطمینان کا سانس لیا کہ کم ازکم عطیہ کی طرف سے تو کوئی جلدی یا اپنا فیصلہ تھوپنے والی بات نہ تھی بس مبہم سی امید دی تھی حاجرہ کو اور وہ جلد بازی کے چکروں میں تھی۔

"عبداللہ تو اچھا خاصہ کماتا ہے ماشاءاللہ اگر قِرت ہمارے ساتھ نہ رہنا چاہے تو الگ فلیٹ میں بھی رہ سکتی ہے عبداللہ کو آفس کی طرف سے ملا ہے اور انشاللہ جلد ہی گاڑی بھی مل جائے گا کافی اچھی نوکری ہے اُسکی۔۔۔"

حاجرہ اپنے بچے کی نوکری کی تعریفیں کرنے لگی تاکہ انکار کی کوئی وجہ ہی نہ بن پائے۔ انہیں قرت ہر لحاظ سے اچھی لگی تھی۔ وہ کافی دیر تک اپنے بیٹے کی

تعریفیں گنواتی رہیں جس پر عطیہ اور صبیحہ کافی حد تک کنوینس ہو بھی گئی تھی۔ نِشہ نئے سِرے سے پریشان ہوئی۔

"نِشہ۔۔۔قرت یا عزہ سے کوئی بات مت کرنا۔۔"

حاجرہ کے جانے کے بعد عطیہ نے سیڑھیاں چڑھتی انوشہ کو مخاطب کیا۔ اسنے کچھ بولنے کے لیے لب وا کیے لیکن پھر خاموشی سے سرہلاتی اوپر چلی گئی۔

☆☆☆☆☆

"مجھے کافی بنا دو۔۔۔" میڈ کو کچن صاف کرتا دیکھ کر یَشل نے اسے مخاطب کیا۔ وہ اپنا کام خود ہی کرلیا کرتی تھی مگر آج پورے وجود پر عجیب سستی طاری تھی۔ میڈ کو کافی کا کہتے وہ لاونج میں آگئی اور درمیان میں پڑی میز کے نچلے حصے سے ایک کتاب نکال کر بیٹھ گئی۔

"یہ لو۔۔۔" رائد کی آواز پر اسنے چونک کر اسے دیکھا جو کافی کا کپ اسکی طرف بڑھائے کھڑا تھا۔ یَشل کے کپ نہ تھامنے پر وہ کندھے اچکاتا اسکے ساتھ بیٹھا اور خود پینے لگا۔

"ادھر دو یہ مجھے۔۔۔" یَشل کے دانت پیسنے پر رائد نے خاموشی سے کپ اسکی طرف بڑھایا۔

"میں تو میٹھی کرکہ دے رہا تھا۔۔۔" یَشل نے آنکھیں ٹیڑھی کرکہ اس فلرٹ کو دیکھا جو ہمیشہ کی طرح مسکراہٹ دبا رہا تھا۔۔ یشل نے مگ لبوں سے لگاتے کافی کا سپ لیا۔

"بہت کڑوی ہے۔۔۔۔" کافی کڑوی نہیں تھی مگر چہرے کے تاثرات اسکی سچائی کی گواہی دے رہے تھے۔ رائد نے اسکو ایکٹنگ کرتا دیکھ کر گھورا۔

"تم نے بال کیوں کٹوا لئیے؟ لمبے تھے تو اچھے لگ رہے تھے مجھے۔۔"

"اسی لئیے ہی کٹوائے ہیں۔۔۔" وہ بغیر دیکھے بولی تو رائد نے پھاڑ کھانے والی نظروں سے یَشل کو دیکھا۔ وہ کچھ دن پہلے ہی پارلر گئی تھی اور لینتھ چھوٹی کروالی تھی۔

وہ اسے بتا نہیں سکتی تھی کہ اسے اپنے درمیانی لمبائی والے بالوں سے ارمغان یاد آتا تھا۔ اسے محسوس ہوتا تھا جیسے وہ اسکے بالوں کو چھیڑتا ہے ان سے کھیلتا ہے۔ وہ رات کو آنکھیں بند کرتی تھی تو اسکی انگلیاں اپنے بالوں میں سرکتی ہوئی محسوس ہوتی تھی۔۔ وہ ہمیشہ سے اسکے بال بڑے ہوتے دیکھنا چاہتا تھا مگر وہ بتائے بغیر ہی کٹوا لیا کرتی تھی۔

خود پر نظروں کی تپش محسوس کرتے اسنے چہرا موڑا تو وہ اسے گھور رہا تھا۔۔ جس کے بارے میں سوچ رہی تھی اسکے سامنے بیٹھا تھا۔ کچھ خفا خفا تاثر چہرے پر چھایا ہوا تھا۔ اسے دیکھتے یَشل کی آنکھوں میں نرمی اتر آئی۔ رائد کو دور کہیں اسکی آنکھوں میں نرمی کے ساتھ محبت کا جلتا دیا نظر آیا تھا۔۔۔ان دونوں کی نظریں ملی اور وقت جیسے رک سا گیا۔ رائد یَشل کی خوبصورت آنکھوں میں کھو گیا تھا جبکہ یَشل ارمغان کی آنکھوں میں ڈوبتی چلی جارہی تھی۔۔۔۔

"اتنے پیار سے مت دیکھا کرو یَشل۔۔۔" وہ سنجیدگی سے بولتے یَشل کو حقیقت کی دنیا میں گھسیٹ لیا۔ چہرے پر ایسا تاثر آیا جیسے خواب سے جاگی ہو جبکہ آنکھوں میں الجھن در آئی۔۔ وہ جھٹ سے اس پر سے نظر ہٹاتی کتاب پر ٹکا گئی جس پر لکھے لفظ دھندلانے لگے۔ رائد نے خاموشی سے اسے دیکھا۔

"تم مجھے کبھی کبھی ایسے کیوں دیکھتی ہو؟"

اسنے آخر کار وہ سوال کر ہی لیا جو پچھلے ایک ماہ میں اسکے ذہن میں کئی بار آیا تھا۔

"کیسے دیکھتی ہوں؟" وہ جان کر بھی انجان بنتی غیر محسوس انداز میں نظریں چرا گئی۔

"جب بھی میں تمہارے پاس آتا ہوں، اکثر ہی کچھ دیر کے لیے تم مجھے دیکھتی چلی جاتی ہو بہت محبت سے اور پھر تم اس کیفیت سے باہر آتے ہی جو نظر مجھ پر ڈالتی ہو اس میں محبت نہیں ہوتی۔۔۔"

یَشل نظر اٹھا کر اسکی طرف دیکھ بھی نہ سکی۔

"کہیں تمہیں مجھ سے محبت تو نہیں ہو گئی اور تم بار بار اس خیال کی نفی کرتی ہو۔۔۔ایسا ہی ہے نہ؟"

اسکے لہجے میں اتنا یقین تھا کہ یَشل کو لگا کسی نے اس کا دل مٹھی میں جکڑ لیا ہے۔ احساسِ ندامت، شرمندگی، انفِعال، شرمساری اور ناجانے کیا کیا۔

رائد کی سوالیہ نظریں خود پر محسوس کرتے اس کے لیے وہاں بیٹھنا محال ہوگیا۔ کتاب پکڑے ہاتھوں کی لرزش چھپاتی وہ کتاب بند کرکہ اٹھ گئی۔

"ہاں ایسا ہی ہے۔۔۔" اس بار یہ جھوٹ بولنا اسے مشکل نہ لگا۔ اسنے ساری جھوٹ بولتے ہوئے ہی گزارنی تھی۔

☆☆☆☆☆

"جب میں نے پہلی بار تمہیں دیکھا تھا نہ ہادی۔ تم میری آنکھوں کو بہت اچھے لگے تھے۔۔۔"

NOVELHUT

وہ اسکی بات پر ہلکا سا مسکرا دیا

"آنکھوں کو تو کوئی بھی اچھا لگ جاتا ہے جناب۔۔۔بات تو تب ہوتی ہے جب کوئی دل کو اچھا لگ جائے۔۔۔"

وہ بڑے شاعرانہ انداز میں بولا

"دل کو ہی تو اچھے لگ گئے ہو بُدھو۔۔"

اپنی سوچ کو زبان پر نہ لاتے ہوئے وہ فقط مسکرائی تو لائن پر خاموشی چھا گئی جس کو آمنہ کی آواز نے ہی توڑا

"میں پہلی نظر میں تمہارے دل کو اچھی لگی تھی یا آنکھوں کو؟"

نہ جانے کیا سوچ کر اس نے یہ سوال کر ڈالا

تمہیں کِس نے کہا تم مجھے اچھی بھی لگی تھی؟"

اسکا لہجہ سوالیہ اتنا اور سنجیدہ تھا کہ وہ کچھ کہہ نا سکی

"تم مجھے اچھی نہیں۔۔" وہ بولتے بولتے رُکا تو دوسری طرف اسکے ہونٹوں پر مسکراہٹ ٹھہر گئی

"ہاں۔۔ تم مجھے اچھی نہیں بلکہ بری لگی تھی۔۔۔"

اس نے بات مکمل کی تو اسکے ہونٹ سکڑ گئے۔ وہ سمجھ نا سکی اسے تنگ کر رہا تھا یا واقعی ہی سیریئس تھا۔

پچھلے ایک ماہ میں ان دونوں کی دوستی اتنی گہری ہوگئی تھی کہ بات کالز اور لیٹ نائٹ باتیں کرنے تک پہنچ گئی تھی۔یہ سلسلہ دوستی تک ہی محدود تھا مگر صرف ہادی کی طرف سے۔آمنہ چاہ کر بھی خود کو روک نہ سکی تھی اور غیر ارادی طور پر اس کا جھکاو ہادی کی طرف بڑھنے لگا تھا جس کا اندازہ اسنے فلحال ہادی کو نہ ہونے دیا تھا۔۔اپنے لیے آمنہ کے لہجے میں گھلی چاشنی کو اسنے ہمیشہ ایک اچھی اخلاص بھری دوستی کی وجہ ہی سمجھا تھا۔

اپنی اور ہادی کی دوستی کا جب آمنہ نے عزہ کو بتایا تو اسکا رد عمل کچھ ایسا تھا

عزہ: "کیا کیا کیا۔۔۔؟ جھوٹی ہو تم۔۔۔"

آمنہ: "میں نے جھوٹ کیوں بولنا؟"

عزہ: "مجھے کیا پتا لیکن تم؟ کسی لڑکے سے دوستی کرو؟ میں مان ہی نہیں سکتی۔۔۔"

عزہ نے اپنا سر نفی میں ہلایا۔آمنہ کے ہونٹوں پر مسکراہٹ آئی پھر اسنے موبائل کھول کر اپنی اور ہادی کی کچھ چیٹ دکھائی

عزہ: "استغفرُللہ استغفرُللہ آمنہ کتنی چھپی رستم ہو تم۔۔۔"

آمنہ: "بکواس کم کرو۔۔۔چھپی رستم کیا ہوتا ہے؟ میں کونسا شادی کہ وعدے کرکہ بیٹھی ہوں اس سے۔ دوستی ہی تو ہے۔۔۔"

عِزہ: "اچھا واقعی؟ صرف دوستی ہے؟"

ذومعنی لہجے میں بولتے عزہ نے اپنا کندھا آمنہ کو مارا تو اسنے گھور کر عزہ کو دیکھا۔

آمنہ: "بکواس نہیں کرو اچھا ایسے شوق نہیں رکھتی میں۔۔"

آمنہ کے اِترا کر کہنے پر عزہ نے قہقہہ لگایا۔ وہ جانتی تھی آمنہ نے کبھی ان چیزوں میں دلچسپی نہیں لی نہ ہی اسے یہ سب اتنا پسند تھا مگر آمنہ کو خود بھی اندازہ نہ ہوا وہ کب ہادی میں دلچسپی لینے لگی تھی۔

"اوئے۔۔۔؟ میں مذاق کر رہا تھا رونے تو نہیں بیٹھ گئی تم؟"

ہادی کی آواز پر سوچوں سے نکلی

"نن۔۔نہیں میں نے کیوں رونا۔۔۔بیوقوف۔۔"

وہ ہنس کر بولی مگر ہنستے ہوئے بھی لہجہ کچھ عجیب سا تھا۔

"تمہیں واقعی بری لگی تھی میں۔۔۔؟"

چند لمحوں بعد آمنہ نے سنجیدگی سے سوال کیا

"اوففففف آمنہ۔۔۔" دوسری طرف شاید اسنے اپنا ماتھا پیٹا تھا۔

"لڑکی۔۔ ! ! کتنا سوچتی ہو یار تم۔۔۔بہت اچھی لگی تھی تم مجھے۔۔"

آمنہ بے اختیار بلش کرتی مسکرائی تھی

"اب زیادہ تعریف نہیں کروں گا میں۔۔۔وہ صرف عزہ کی کرتا ہوں۔۔"

عام سے لہجے میں بولتے وہ نجانے اسے کیا جتا گیا تھا۔ آمنہ کی مسکراہٹ ایک بار پھر سمٹ گئی۔ آمنہ سے باتیں کرتے وہ بہت بار عزہ کا ذکر کیا کرتا تھا جو اسے برا نہیں لگتا تھا مگر اب اسے برا لگنے لگا تھا اسکے منہ سے بار بار عزہ کا نام جیسے آسمان پر اڑتی آمنہ کو زمین پر لے آتا تھا۔

"اچھا مجھے ماما بلا رہی ہیں۔۔۔فری ہو کر بات کرتی۔۔"

الوداعی کلمات ادا کرتے اسے فون کان سے ہٹایا۔ کتنی ہی دیر وہ ایک ہی پوزیشن میں بیٹھی خدا جانے کیا سوچتی رہی

☆☆☆☆☆

"کچھ بات کرنی ہے مجھے تُم سے۔۔۔" صبح کے ساڑھے سات بج رہے تھے جب وہ آسکے آفس جانے سے پہلے بات کرنے کے غرض سے اسکے کمرے میں آئی تھی۔ خود پر سپرے چھڑکتا افہام انوشہ کو دیکھ کر پیچھے مڑا۔ وہ سیریس لگ رہی تھی

"کیا ہوا؟ خیریت؟" نشہ کے چہرے پر سنجیدگی دیکھتے افہام کو استعجاب نے آگھیرا۔

"یہ کیا چل رہا ہے؟" اسکے ادھورے سوال پر افہام نے نا سمجھی سے انوشہ کو دیکھا

"مجھے بھی دکھاؤ کیا چل رہا ہے؟" اس نے بات کو مذاق کا رخ دیا۔

"تمہارے اور قِرت کے بیچ کیا چل رہا ہے؟" نِشہ نے دانت پیسے تو افہام نے ہونٹوں کو اوکی شیپ دی۔۔یعنی اُسے بھی پتا لگ گیا تھا۔

"کچھ تو چل رہا ہے۔۔خیریت ہے اتنا غصہ کیوں کر رہی ہو؟"

وہ صوفے پر بیٹھ کر جوتے پہننے لگا۔

"تمہیں اچھے سے معلوم ہے میں کیوں غصہ کر رہی ہوں۔۔" انوشہ اُسکے ساتھ آکر بیٹھی

"مجھے کیسے پتا ہوگا نشہ۔۔۔؟"

"کیا تُم سب کچھ بھول چکے ہو؟" افہام کے ہاتھ رُکے تھے۔۔اُسنے آہستہ سے چہرا موڑ کر نِشہ کو دیکھا پھر سیدھا ہو کر بیٹھا۔

"تمہیں کیا لگتا ہے۔۔۔" وہ جواب میں سوال کر رہا تھا

"اگر مجھے پتا ہوتا تو تُم سے ہرگِز نہ پوچھتی۔۔۔" وہ الجھی ہوئی لگ رہی تھی

"تُم نے قِرت سے کچھ کہا ہے کیا؟"

"فلحال تو کچھ نہیں کہا۔۔"

"بعد میں بھی نہیں کہو گی۔۔۔" وہ تنبیہہ کر رہا تھا۔ انوشہ نے آنکھیں سکیڑ کر اُسے دیکھا وہ کچھ بولنے لگی تھی جب افہام دوبارہ بولا۔

"میں اُس سے خود بات کرلوں گا۔ میں بس تھوڑا سا کنفیوژ ہوں۔۔"

وہ آخری بات آہستہ سے بولا تو نِشہ کو حیرت ہوئی

"افہام کیا ہوگیا ہے تمہیں۔۔تُم کنفیوژ ہو؟ سیریسلی؟"

اسے یقین نہیں آیا تھا افہام جو چوبیس سالہ نوجوان تھا نہ کہ کوئی بچہ جو یوں لڑکی کے معاملے میں کنفیوژ ہوتا۔۔افہام نے انگوٹھے اور شہادت کی انگلی سے ماتھا مسلا تھا

"میں بتا رہی ہوں تمہیں ابھی تک تو میری قِرت سے کوئی بات نہیں ہوئی لیکن بہتر ہوگا کہ تُم اپنی کنفیوژن ختم کرو اور سب قرت کو بھی بتاؤ۔ ورنہ میں بتا دونگی اور تُم بھی یہ ہرگز نہیں چاہو گے کہ وہ سولی پر لٹکی رہے۔۔تُم ارمغان کو بھی جانتے ہو اگر اُسکو تمہاری کنفیوژن کا علم ہوا تو سر کھول دے گا وہ تمہارا۔۔۔"

وہ سخت لہجے میں تنبیہہ کرتی ہوئی بولی افہام خاموش رہا تھا وہ جانے کے لیے اٹھی پھر رک گئی۔

"حاجرہ آنٹی قِرت کے لیے اپنے بیٹے کا رشتہ لائی تھیں۔۔۔ماما اور ممانی کافی حد تک کنوینس بھی ہوگئی ہیں۔"

وہ باہر نکل گئی اور افہام کا دل ڈوب گیا۔ وہ اس رات کتنی ہی دیر خود کو سمجھاتا رہا تھا کہ یہ صرف اسکا خیال ہے حاجرہ اس مقصد سے نہیں آئی ہوگی لیکن اب اسکے خدشات بلکل درست ثابت ہوئے تھے اسے پریشانی نے آن گھیرا اور پھر جو کچھ نشہ بول کر گئی تھی۔۔وہ اچانک ہی بے حد الجھن کا شکار ہوتا سر ہاتھوں میں گرا گیا

وہ اُس سے چھوٹی تھی مگر ہمیشہ سے وہ کچھ معاملات میں افہام سے زیادہ سیریس رہی تھی اور یہ بھی ایک ایسا ہی معاملہ تھا۔ سیریس تو افہام بھی تھا لیکن وہ گزرے وقت پر نِشہ کی طرح روشنی نہیں ڈال رہا تھا ہلانکہ وہ ضروری بھی تھا۔ نِشہ کے جانے کے بعد وہ کچھ دیر ویسے ہی بیٹھا اُسکی باتوں پر غور کرتا رہا۔۔

"افہام۔۔ایسے کیوں بیٹھے ہیں؟"

قِرت کی آواز پر اُسنے سر اُٹھایا تو وہ دروازے کے پاس کھڑی تھی

میک اپ کے نام پر چہرے پر صرف ٹنٹ لگایا تھا اور بالوں کی خوبصورتی سی فرینچ بریڈ بنائی تھی۔ دوپٹہ کندھوں پر پھیلا ہوا تھا۔ وہ بلاشبہ خوبصورت لگ رہی تھی۔ افہام مسکراتا ہوا اُٹھ کھڑا ہوا۔ اسکی پسند کے مطابق قرت نے اپنی تیاری میں کمی کرلی تھی۔

"بس تمہارے بارے میں سوچ رہا تھا۔۔" ایک نظر خود کو شیشے میں دیکھا اور اُسکی طرف مڑا تو وہ مسکرانے لگی

"ایسا کیا سوچ رہے تھے میرے بارے میں؟" سینے پر بازو باندھ کر وہ دو قدم اندر آئی تھی

"میں بتاؤں گا تو تُم شرما جاؤ گی۔۔" وہ سادگی سے بولا۔ قرت اُسکی بات کا مطلب سمجھتی مسکراہٹ روکے اُسے گھورنے لگی

"بہت زیادہ بے شرم ہوگئے ہیں آپ۔۔۔" وہ نروٹھے پن سے بولی۔۔

"ظاہر ہے اب تمہاری طرح بات بات پر سرخ تو نہیں ہوسکتا میں۔۔۔" وہ اسکے ہر بار بلش کرنے پر چوٹ کرتا ہوا بولا تو وہ بے اختیار مسکرائی

"اچھا فضول باتیں نہیں کریں زیادہ یونیورسٹی ڈراپ کریں مجھے آٹھ بجے کلاس ہے میری۔۔۔"

قرت نے گھڑی کی طرف دیکھ کر کہا تو اُسنے سائڈ ٹیبل پر پڑے گلاسز اُٹھا کر آنکھوں پر لگائے۔ افہام کے بار بار بولنے پر وہ مان گئی تھی کہ افہام اُسے ڈیلی یونیورسٹی ڈراپ کرے گا لیکن واپسی پر وہ ٹیکسی میں ہی آئے گی جس پر افہام بھی رضامند ہوگیا تھا۔

☆☆☆☆☆

سکینہ کو ہوش آنے کی خبر سنا کر ڈاکٹر نے جیسے ان کو زندگی کی نوعیت سنا دی تھی۔ اشک بار آنکھیں لئیے وہ سکینہ کے سٹریچر کے قریب بیٹھی تھی۔ اسنے اپنی ماں کی کھلی آنکھیں دیکھتی تھی مگر اسکی آواز سننے کو کان ترس گئے تھے۔ پچھلے دو گھنٹوں سے وہ اسکے پاس بیٹھی کبھی کوئی بات کر رہی تھی تو کبھی کوئی۔

جبکہ رائد خاموشی سے صوفے پر بیٹھا تھا۔ سکینہ کے ہوش میں آنے کے بعد سے اسنے سکینہ سے کوئی بات نہ کی تھی۔

عادل وارڈ کے اندر داخل ہوتا سکینہ کی طرف بڑھا۔

"ڈاکٹر نے کہا ہے انشاللہ پرسو تک ڈسچارج کردیں گے۔"

عادل نے ہاتھ بڑھا کر اسکے ماتھے پر بکھرے بال پیچھے کیئے۔ سکینہ مدھم مسکراہٹ اسکی طرف اچھلتی رائد کی طرف دیکھنے لگی۔

"ادھر آؤ رائد۔۔۔" وہ نقاہت زدہ آواز میں بامشکل بولی۔ جہاں اسکی آواز سن کر یَشل کچھ پرسکون ہوئی وہیں اسکے دل میں درد کی ایک ٹیس اٹھی۔ وہ دو گھنٹے سے اسکے پاس بیٹھی بولتی چلی جارہی تھی اور جب وہ بولی تو اپنے بیٹے کے لیے۔۔۔

NOVEL HUT

"شکر ہے آپ ٹھیک ہوگئی ہیں۔۔۔ بہت مشکل وقت گزرا ہے آپ کے بغیر۔۔"

رائد کی آنکھوں میں نمی جمع ہونے لگی۔

"کوئی بات نہیں۔۔آگے بھی تو میرے بغیر وقت گزارنا ہے۔۔۔"

سکینہ نے رائد کے رخسار پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا تو عادل نے اسے گھورا

"ابھی ٹھیک ہوئی ہو۔۔اچھی بات نہیں کرنی تو بولو ہی نہیں چپ کرکہ لیٹی رہو۔۔۔"

عادل کے ڈپٹنے والے انداز پر رائد اور سکینہ بے اختیار مسکرا دیئے۔

"ٹھیک کہہ رہے ہیں بابا۔۔دیکھا نہیں آپ نے میرے ہینڈسم اور فٹ رہنے والے ابا کیسے بڈھے ہوگئے ہیں۔۔"

رائد نے سنجیدگی سے کہا مگر آنکھوں میں صاف شرارت تھی۔ سکینہ کی مسکراہٹ گہری ہوئی اور عادل نے رائد کو گھورا۔

عادل واقعی ہی کمزور ہوگیا تھا۔ وہ ہمیشہ سے فٹنس کو لے کر بہت کانشئیس رہا تھا مگر پچھلے ایک مہینے میں وہ اچانک ہی بوڑھا ہوگیا تھا۔ ان تینوں کو آپس میں یوں باتیں کرتا دیکھ یریَشل کو اپنا آپ اچانک ہی مس فِٹ فیل ہونے لگا۔

"مم۔۔۔میں آتی ہوں۔۔" وہ اٹھ کر دروازے کی طرف بڑھی مگر رائد کی آواز پر اسکے قدم رک گئے۔

"ارے۔۔کدھر جارہی ہو ادھر واپس آؤ۔۔" وہ خود آگے بڑھا اور اسکو بازو سے پکڑ کر اپنے ساتھ کیا

"دیکھیں ماما۔۔۔ہم ساتھ میں اچھے لگتے ہیں نہ؟" رائد نے اسکے کندھے کے گرد بازو حائل کیا۔ اس مسکراتی آواز پر یَشل نے لب بھینچتے غیر محسوس انداز میں دور ہونا چاہا اور اسکی اس کوشش کو رائد نے ناکام بنایا۔

"ماشاءاللہ۔۔۔بہت پیارے لگ رہے ہو۔۔"

سکینہ نے مسکراتے ہوئے کہا تو آنکھوں میں آتی نمی چھپاتے وہ بھی بدقت مسکرائی۔

"کوئی شک نہیں اس میں تو اب جلدی سے ٹھیک ہو جائیں آپ تاکہ ولیمہ رکھا جائے۔۔نکاح پرانا ہورہا ہمارا۔۔"

رائد نے گہری نظر یَشل کے چہرے پر ڈالتے ہوئے کہا تو اسنے حیرت سے رائد کو دیکھا۔

"ولیمہ۔۔۔؟" وہ زیر لب بڑبڑائی۔۔۔"انشاللہ وہ بھی ہوجائے گا۔۔۔" سکینہ کی بات پر تو اسے مزید حیرت ہوئی۔۔

"ولیمے کی اتنی جلدی کیا ہے۔۔۔؟" وہ جلدی سے بولی

"ہاں۔۔کیا مطلب نکاح پرانا ہو رہا؟ مہینہ ہی تو گزرا ہے اسے پڑھائی بھی تو کرنی ہوگی۔۔" عادل نے یَشل کی سائڈ لی تو اسے کچھ حوصلہ ملا۔

"اوہو ابو۔۔۔پڑھائی شادی کے بعد نہیں ہوتی کیا؟" رائد کے بولنے پر عادل نے سنجیدگی سے اسے گھورا۔ عادل کا بس چلتا تو اسے زمین میں دفن کردیتا۔

"اچھا بس۔۔۔ولیمہ تو ویسے بھی ہونا ہے پڑھائی سے پہلے ہو یا پڑھائی کے بعد۔۔کیا فرق پڑتا ہے۔۔" سکینہ قریب کھڑی یَشل کا ہاتھ تھام کر بولی تو سارے وقت میں پہلی بار یَشل نے شکوہ کناں نگاہوں سے سکینہ کو دیکھا۔

NOVEL HUT

☆☆☆☆☆

سکینہ کے ٹھیک ہونے کی خبر سننے کے بعد عدنان ولا کے مکینوں نے خدا کا لاکھ لاکھ شکر ادا کیا۔ عدنان صاحب نے سب کو حکم جاری کیا کہ پرسوں تک وہ

سب لاہور کے لیے روانہ ہورہے جس پر ارمغان نے صاف لفظوں میں انکار کیا۔

"آپ مجھ سے یہ توقعہ کیسے رکھ سکتے ہیں کہ میں وہاں جاؤں گا؟"

اس نے مہینے بعد عدنان صاحب کے کمرے میں اپنے قدم رکھے اور رو برو کچھ اس طرح سے ان سے مخاطب ہوا ورنہ عدنان صاحب سے اب بہت کم بات کیا کرتا تھا وہ۔

"مت بھولو کے وہ رشتے میں تمہاری پھپھو لگتی ہیں۔۔۔!"

"لگتی ہونگی۔۔۔بات کرلوں گا میں ان سے کال پر لیکن اس گھر میں قدم ہرگز نہیں رکھوں گا!"

وہ کڑے لہجے میں بولا۔ دونوں باپ بیٹے کو روبرو دیکھتے عطیہ کے چہرے پر خوف لہرایا۔ ارمغان کی آواز پر کچن میں کام کرتی نشہ اور صبیحہ بھی آگئی۔

"تمہارے اندر کوئی شرم لحاظ باقی ہے کہ کہیں؟ کس انداز میں بات کر رہے ہو تم!" غصے سے عدنان صاحب کا چہرا سرخ ہوا

"یہی وہ انداز ہے جس میں بات کرنی چاہیے مجھے۔۔۔مت بھولیں اس زیادتی کو جو آپ نے میرے ساتھ کی ہے۔ میں لاہور جانے کے بارے میں سوچ بھی نہیں سکتا۔۔"

"تمہارے اچھے اچھے بھی سوچیں گے اور نہ صرف سوچیں گے بلکہ لاہور جائیں گے۔۔دیکھتا ہوں تم ایسے اس گھر میں کیسے رکتے ہو !"

"ابو۔۔۔بھائی۔۔کیا ہوگیا ہے آپ دونوں کو۔۔" ان کی آوازیں سنتا ہادی کمرے میں داخل ہوا اور حیرت سے باپ اور بھائی کو دیکھا۔

"تم مجھ سے نہیں ان سے کہو۔۔جو ہمیشہ کی طرح اس بار بھی اپنا فیصلہ دوسروں پر تھوپ رہے ہیں۔۔"

ارمغان نے ہادی کو دیکھتے ہوئے باپ کی طرف اشارہ کیا۔ عدنان صاحب کا ہاتھ اٹھا۔

"عدنان۔۔۔" عطیہ اور صبیحہ اسکی طرف آئی اور اسے پیچھے کیا۔ جبکہ ارمغان کی آنکھوں میں پہلی بار حیرت اور پھر بے خوفی اتری۔

"اچھا۔۔۔تو حقیقت تسلیم نہیں ہوتی آپ سے؟" وہ طنزیہ انداز میں بولا

"عطیہ اسے کہو اپنی بکواس بند کرے اور دفع ہو جائے یہاں سے !" عدنان صاحب کی آنکھوں سے شرارے پھوٹنے لگے تھے۔

"بھائی چلیں یہاں سے۔۔۔" ہادی اسے زبردستی کمرے سے باہر لایا۔ نشہ بھاگ کر کچن گئی اور پانی کا گلاس بھرتی پہلے عدنان صاحب کو دے آئی پھر دوسرا گلاس لئیے وہ ہال میں آئی جہاں ارمغان اور ہادی بیٹھے تھے۔

"گراؤ یہ اسکے سر پر تاکہ دماغ جگہ پر آئے اس کا۔۔۔جاہل انسان۔۔" نِشہ نے گلاس ٹیبل پر پٹخنے والے انداز میں رکھا اور شدید غصے کے عالم میں ارمغان کو دیکھتی ہال سے واک آؤٹ کر گئی۔۔۔

ارمغان نے ہاتھ کی مٹھی بناتے دوسرے ہاتھ پر دے ماری۔

NOVEL HUT

اگلے دن وہ لاہور جانے پر رضامند ہوا تھا اور اسکا سارا کریڈٹ عطیہ کو جاتا تھا جو رات کو اس کے کمرے میں آنسو بہاتے نجانے کیا کیا اسے بولتی رہی تھی۔ آفس جانے سے پہلے ارمغان نے نپے تلے انداز میں عدنان صاحب سے معذرت بھی کی تھی جس کا انہوں نے کوئی جواب نہ دیا۔

☆☆☆☆☆

وہ اپنے کمرے میں بیڈ پر ٹانگیں لٹکا کر بیٹھی ہوئی تھی نظریں کھُلی کھڑکی کے باہر ڈھلتی ہوئی شام پر ٹکی تھیں۔ اُسکی خوشیاں بھی تو ایسی ہی ایک شام اپنے ساتھ لیے ایک ماہ پہلے ڈھل چُکی تھی اور شاید اب کبھی بھی وہ سورج طلوع نہیں ہونا تھا جو اُس کی زندگی میں خوشیوں کی کِرن سے روشنی پھیلاتا۔۔ نہ جانے اتنی مایوسی اُس کے اندر کہاں سے آگئی تھی کہ ہر چیز سے اُس کا دِل اُچاٹ ہوگیا تھا۔ اُس نے تو امید ہی چھوڑ دی تھی۔ پچھلے ایک ماہ میں اُسکی ہر خواہش ہر خواب جیسے منہ سے نکلنے والے ہر ٹھنڈے سانس کی طرح ٹوٹ کر ہوا میں بکھر گیا تھا۔ کسی بھی چیز میں دلچسپی نہ رہی تھی۔ ہر روز اپنے سامنے رائد کو دیکھ کر تو ویسے ہی اُس کے اندر کڑواہٹ گھُلتی جارہی تھی اور پھر اُسکا فُضول میں فری ہونا شوہر ہونے کا حق جتانا، اُس کو زہر سے بھی بُرا لگتا تھا۔

وہ صبح سے ہی اِس کمرے میں بند تھی سکینہ کے پاس بھی نہیں گئی تھی۔ سکینہ کو کل ہی ہسپتال سے گھر لایا گیا تھا۔ آج تو عدنان، صبیحہ اور عطیہ کے ساتھ

ساتھ گھر کے دوسرے افراد نے بھی یہاں آنا تھا اور یقیناً وہ اب تک آ بھی گئی تھے مگر فلحال تو اُس کے کمرے میں کوئی نہ آیا تھا۔ ہاں اُن سب کو دیکھنے کے لیے اُس سے مِلنے کے لیے وہ خود بھی بیتاب تھی مگر وہ اُن کا سامنا کیسے کرے گی اُن کے شِکوے کیسے دور کرے گی اور ارمغان؟ اس کی سوچ آتے ہی اسکا دل رکنے لگتا۔

وہ اُس کی طرف دیکھ بھی سکے گی؟ وہ اُس سے نظریں کیسے ملائے گی؟ جس شخص کو وہ ہمیشہ سے بغیر کچھ کہے ایک اُمید دیتی آئی تھی اسکی ساری امیدوں کا جلا کر راکھ کردیا تھا اسنے۔ چالیس،پینتالیس دن ہونے کو آئے تھے دونوں کے درمیان رابطہ نہ ہوا تھا۔ وہ کس حال میں تھا، اسنے کسی سے پوچھا تک نہیں تھا۔ نشہ اسے پہلے پہل کوئی خبر دے دیا کرتی تھی پھر یَشل نے اسے منع کردیا تھا اور قرت سے بھی اسکا رابطہ بہت کم ہوگیا تھا۔ اس دن کے بعد اسے ارمغان کی کال نہ آئی تھی جس کی وجہ یشل کا اسے بلاک کردینا تھا۔

دروازہ بند ہونے کی آواز پر اُس نے پیچھے مُڑ کے دیکھا تھا۔ ہاں وہ وہی تھا جِس کے بارے میں وہ سوچ رہی تھی وہ کب آیا اپنی سوچوں میں اُسے پتا بھی نہ لگا۔ روم کا دروازہ بند کرتا وہ اُسی کی طرف آرہا تھا۔ یشل کا سانس اٹکنے لگا۔

"توڑ دیا نہ تُم نے وعدہ۔۔۔" کیا کُچھ نہیں تھا اُس کے لہجے میں۔ شکوہ، دُکھ، ناراضگی، گلہ، شِکایت اور بہت کُچھ۔ اُس کی آنکھیں نئے سِرے سے بھرنے لگی وہ چلتا ہوا اُسکے سامنے آکھڑا ہوا۔۔ یَشل اُٹھنے لگی جب وہ پنجوں کے بل اُسکی قدموں کے پاس زمین پر بیٹھ گیا۔

"تُم نے تو کہا تھا کہ تُم میرا دِل کبھی نہیں توڑو گی۔۔۔ وعدہ کیا تھا کہ کُچھ ہی دِن میں واپس آؤ گی۔ لیکن تُم واپس نہیں آئی یَشل۔۔۔ بلکہ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے یہاں کی ہو کر رہ گئی۔۔"

وہ اُسکی آنکھوں میں دیکھتا ہوا بول رہا تھا۔ اُس کا لہجہ گواہی دے رہا تھا کہ وہ کِتنا ٹوٹا ہوا ہے اور اُس کی آنکھیں جو شاید ضبط کرنے کی کوشش میں سُرخ ہو گئی تھی۔۔وہ وجیہہ مرد ایک مہینے کے اندر اندر اس کے ہجر میں مرجھا ہی گیا تھا۔۔ اسکی حالت دیکھتے یَشل کا دِل کٹ کر رہ گیا۔ اُسنے اکیس سالہ زندگی میں کبھی ارمغان کو ایسے نہیں دیکھا تھا۔

یَشل جو صبح سے خود کو رونے سے بعض رکھے ہوئے تھی ارمغان کو دیکھنے اور اُسکی باتیں سُننے کے بعد وہ رُکے ہوئے آنسو بہہ نِکلے۔

"کیوں کیا ایسے۔۔؟" وہ سرگوشی نما آواز میں سوال کر رہا تھا۔ یَشل کا دِل کیا کہ وہ اُس کے سینے سے لگ جائے اور اُن دونوں کا ہر دُکھ ختم ہو جائے۔ وہ چاہتی تھی کہ کِسی طرح اپنا دِل کھول کر اُس کے سامنے رکھ دے اور اُسے بتائے کہ اِس وقت کِتنی تکلیف میں تھی اور اپنے سامنے بیٹھے اُس شخص سے وہ کِتنی محبت کرتی تھی لیکن نہ تو وہ ایسا کر سکتی تھی نہ ہی دُکھ ختم ہونا تھا کیونکہ یہ تو اب زندگی بھر کا روگ تھا۔

"ارمغان ماما۔۔وہ ماما نے کروا دیا میں نہیں چاہتی تھی ایسا کُچھ ہو میرے ساتھ۔۔۔زبردستی ہوئی ہے میں نفرت کرتی ہوں۔۔ اُس سے۔۔"

رونے کے درمیان وہ سسکیاں لیتی ہوئی اُسے وضاحت دینے لگی۔ وہ سرخ نم ہوتی آنکھوں میں ڈھیروں شِکوہ لیے اُسے دیکھنے لگا۔

"تم ایک بار۔۔ یَشل صرف ایک بار مُجھے پُکارتی تو سہی صرف ایک دفع یاد کرتی میسج کر دیتی۔ صرف اتنا کہہ دیتی کہ ارمغان یہاں آجاو۔۔ میں سب کُچھ چھوڑ کر تمہیں اُس گھٹیا شخص سے بچانے کے لیے آجاتا جیسے ہمشہ میں نے تمہیں

ہر بُری نظر ہر بُرے اِنسان سے بچایا ہے میں تمہیں اُس سے بھی دور کر دیتا مگر تم۔۔۔تُم نے ایک بار بھی مُجھے آواز نہیں دی۔۔"

ارمغان کی آنکھوں سے نمی رخساروں پر آئی آنسو تو یَشل کو لگا کہ اُس کا دِل پھٹ جائے گا۔ سامنے بیٹھا شخص اُس کے لیے رو رہا تھا جو بُری سے بُری چوٹ لگنے پر یا خبر مِلنے پر بھی کبھی نہ رویا تھا۔ وہ مرد اُس کے سامنے، اس کی محبت میں بِکھر گیا تھا۔۔ اسے اپنے پورے جسم کا خون منجمد ہوتا محسوس ہوا۔ اسے لگا وہ بے بسی کی انتہا پر ہے۔

"ارمغان۔۔۔" یَشل نے قرب سے اُس کا نام لیا تھا جو روتا ہوا اُسے اپنے آپ سے نفرت کرنے پر مجبور کر رہا تھا۔۔ یَشل نے اپنا کانپتا اپنا ہاتھ اُس کے ہاتھ پر رکھا۔

"ایسے نہیں کرو میں بے بس تھی میرے ہاتھ میں کُچھ بھی نہیں تھا۔۔" وہ پھر اُسے وضاحت دینے لگی۔

"ارمغان میں جانتی ہوں آپ۔۔ آپ مجھے بچا لیتے مگر ماما۔۔۔ماما کی خواہش کیسے پوری نہ کرتی ؟ اور جب انہوں نے کہا کہ آخری خواہش سمجھ کر مان لو تو مُجھے اپنے ہاتھ پاؤں ان دیکھی زنجیروں کی قید میں محسوس ہوئے۔۔ اگر خدا

مخواستہ ماما کو کچھ ہوجاتا میں ساری زندگی خود سے نظریں نہ مِلا پاتی۔۔۔تم بتاؤ میں۔۔میں کیا کرتی میرے پاس اور کوئی راستہ نہیں تھا۔۔۔"

وہ سسکیاں لیتی اسے اپنی مجبوری بتا رہی تھی جس سے وہ واقف تھا۔ اپنی بے بسی بتاتے اُس کا ضبط بُری طرح ٹوٹ گیا وہ بُری طرح رونے لگی تو ارمغان اس کے ہاتھ سے اپنا ہاتھ نکلاتا اُٹھا اور رُخساروں پر بہتے آنسو صاف کرنے لگا۔ یَشل کے رونے میں پہلے سے زیادہ شدت آگئی۔۔وہ دونوں اس وقت کس تکلیف سے گزر رہے تھے یہ خدا اور ان دونوں کے سوا کوئی نہیں جانتا تھا۔ کوئی نہیں جان سکتا تھا کہ اس جدائی نے ان دونوں کی زندگی کیسے برباد کردی تھی۔

ارمغان اِس وقت خود کو کچھ بھی کرنے سے کیسے بعض رکھے ہوئے تھا یہ صرف وہی جانتا تھا۔ یَشل اب کِسی اور کے نِکاح میں تھی وہ کسی اور کی محرم تھی ورنہ وہ ضرور اُسے اپنے سینے میں بھینچ لیتا اور اُس کا ہر آنسو چُن لیتا۔۔کافی دیر وہ اُسکے سامنے کھڑا رہا اور وہ بیڈ شیٹ مُٹھیوں میں بھینچ کر روتی رہی کچھ دیر بعد اُس کا دِل ہلکا ہوا تو سر اُٹھا کر ارمغان کو دیکھنے لگی جِس کی نظریں پہلے ہی

یَشل پر تھی۔۔۔دھندھلائی آنکھوں سے اس کا بھیگا چہرا دیکھتی وہ اُٹھ کھڑی ہوئی۔

"آئی ایم سوری۔۔ میں نے اپنا وعدہ اور آپ کا مان دونوں توڑ دیے۔۔۔"

وہ بھرائی ہوئی آواز میں بولی تو ارمغان اُسکی سُرخ آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر ویسے ہی کھڑا اُسے دیکھتا رہا جیسے اُس کا چہرا اپنے دِل میں اُتار رہا ہو۔۔

"تم۔۔۔تم میری زندگی تھی یشل۔۔تم نے مجھ سے جینے کی وجہ چھین لی ہے۔۔"

کمرے کا دروازہ کھُلا اور پھر بند ہوا تو اُس نے پیچھے مڑ کر دیکھا۔ وہ وہاں سے جا چُکا تھا۔ اس کے الفاظ کانوں میں گونج رہے تھے۔

وہ ویسے ہی بیٹھی سسکتی رہی۔ دل کچھ ہلکا ہوا تو وہ اپنی جگہ سے اٹھی اور واشروم جا کر چہرا دھونے لگی۔ ارمغان کو وہ فیس کر چُکی تھی اب اُسے باقی سب کے پاس بھی تو جانا تھا۔ آنکھوں سے بہتے آنسو چہرے سے ٹپکتے پانی میں گم ہونے لگے۔۔۔

☆

وہ جیسے ہی نیچے آئی تو قرت بھاگتی ہوئی اُسکی طرف آئی اور اُسے اتنی زور سے گلے لگایا کے یَشل کو پسلیاں ٹوٹتی ہوئی محسوس ہوئی

"اوففف لڑکی۔۔۔جان لوگی کیا۔۔" یَشل ہنستی ہوئی بولی تو قِرت اُس سے دور ہوئی۔

"یَشل ہائے اللہ تُمہیں انداز بھی نہیں میں نے اِس ڈیرھ ماہ میں تمہیں کتنا مِس کیا ہے لیکن میں تُم سے بہت بہت ناراض ہوں۔۔" وہ بولتی ہوئی دوبارا اُسکے گلے لگ گئی

"میں نے بھی تمہیں بہت مِس کیا۔۔۔" آنسوؤں کا گولا حلق میں اٹک گیا تھا۔

"لیکن ناراض کیوں ہو۔۔؟؟" وہ دونوں حال کی طرف بڑھی

"تُم نے نکاح کرلیا رائد سے۔۔۔مجھے تو یقین ہی نہیں آرہا۔۔۔"

وہ اداس لہجے میں بولی تو یَشل کے قدم رُکے۔۔قِرت نے مُڑ کر اُسکی طرف دیکھا

"کیا ہوا؟ یَشل؟ تم رو کہ آئی ہو نہ سچ بتاؤ؟" قرت اُسکی ہلکی سوجی ہوئی آنکھوں پر غور کرتی ہوئی بولی تو یَشل نے سر نفی میں ہلایا۔۔۔

"پاگل ہو۔۔۔چلو اندر۔۔۔" وہ جلدی سے ہال کا دروازہ کھولتی اندر آگئی۔ وہاں ارمغان، افہام اور عطیہ کے علاوہ سب موجود تھے۔ وہ سب سے ملنے لگی۔ آبی تو اُسے چومتے چومتے نہ تھک رہی تھی۔ آبی سے ملنے کے بعد وہ عزہ سے ملی اور اس نے خوشگوار انداز میں یَشل کو گلے لگایا کہ ایک پل کے لیے یشل بھی حیران ہوئی

"تھینک یو سو مچ یَشل۔۔۔" چمکتی آنکھوں سے اسنے یشل کی ویران آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا۔۔

"کس لیے۔۔۔؟" یَشل نے نا سمجھی سے سوال کیا۔ "ویسے ہی۔۔۔" عزہ نے کندھے اچکائے تو وہ چند لمحے اسے دیکھتی رہی پھر سر ہلاتی بیٹھ گئی۔

کسی نے اُس کے نکاح کے بارے میں کچھ کہا نہ ہی کچھ پوچھا۔ شاید صبیحہ سب کو منع کیا تھا یقیناً قِرت کو بھی کیا ہوگا لیکن وہ جب تک پوچھ نہ لیتی اُسے سکون نہ آتا

"لگتا ہے میرا نمبر ڈلیٹ ہوگیا ہے آپ کے پاس سے۔۔۔"

ہادی نے یَشل کو دیکھتے ہوئے کہا تو اسکا شکوہ سمجھتی وہ مسکرائی۔

"ارے نہیں یار۔۔۔ اپنے پیارے سے بھائی کا نمبر ڈلیٹ کر سکتی بھلا میں؟ مصروفیات میں وقت ہی نہیں ملا تم سے رابطہ کرنے کا لیکن نشہ سے تمہارا پوچھتی رہی ہوں میں۔۔۔"

یَشل نے ویسے ہی مسکراتے ہوئے کہا تو نشہ نے سر اثبات میں ہلایا۔

"ہاں نِشہ آپی سے بات کرنے کا وقت تھا میرے لیے نہیں تھا۔۔"

وہ ابھی بھی روٹھے ہوئے لہجے میں بولا تو اٹھارہ نہیں بلکہ آٹھ سال کا بچہ لگا۔ عزہ نے برا سا منہ بناتے اسے دیکھا۔

"اچھا بھئی میں اپنی اس غلطی پر معافی کی طلبگار ہوں مجھے معاف کردیں۔۔۔"

یَشل کے معذرت خواہ انداز میں بولنے پر ہادی ہلکا سا ہنس دیا۔

"ممانی جان کدھر ہیں؟اور افہام بھائی۔۔" اُسنے عطیہ کو نہ پا کر سوال کیا۔

"سکینہ کے کمرے میں ہے ارمغان، افہام اور عطیہ بھی۔" صبیحہ کی بات پر وہ سر ہلانے لگی

"ارمغان بھائی سے نہیں ملی تُم؟ یقین کرو اتنا بیچین تو میں نے انہیں پوری زندگی نہیں دیکھا جتنا تمہارے لاہور آنے کے بعد دیکھا ہے۔۔۔" قِرت آہستہ آواز میں یَشل کو بتانے لگی جس پر یَشل خاموش رہی

"دماغ تو نہیں چل گیا تمہارا۔۔؟" یقیناً نشہ اور عزہ اُسکی بات سُن چکی تھی تبھی نِشہ نے اُسے ٹوکا تو قِرت کو احساس ہوا کہ اب اُسے ایسی کوئی بات نہیں کرنی چاہیے۔ جبکہ ساتھ بیٹھی عِزہ نے مسکراہٹ روکی۔

کچھ دیر ہی گزری تھی جب رائد حال میں داخل ہوا سب کو سلام کرتا وہ یَشل سے کچھ فاصلے پر بیٹھا۔

"ایسے کیا گھور رہی ہو۔۔۔شوہر ہوں تمہارا شکر کرو کہ تھوڑے فاصلے پر بیٹھا ہوں۔۔"

وہ یَشل کے گھورنے پر اسکے کان کی طرف جھکتا ہوا آرام سے بولا۔

"اپنی لمٹس میں رہو۔۔۔یہاں بیٹھا ہر شخص جانتا ہے کہ مجھے تُمہارا اور میرا ساتھ مجبوری کا ہے۔ مختصریہ کہ میں کسی کا لحاظ نہیں کروں گی!"

وہ دانت پیس کر غصے میں بولی تو رائد بغیر برا منائے کھل کر مسکرایا اور اُسکا گال کھینچا۔ سب کے سامنے کی گئی اُسکی اِس حرکت پر وہ مٹھیاں بھینچ کر رہ گئی اور صوفے سے اُٹھ کر دروازے کی طرف بڑھی لیکن وہیل چیئر پر بیٹھی سکینہ کو دیکھ کر اُسکے قدم رکے۔ سکینہ کے پیچھے کھڑے ارمغان، افہام اور عطیہ کو دیکھ کر اُسکا سانس بھی رُک گیا تھا۔ اُسنے آنکھوں میں رُکے آنسو باہر نہ آنے دیے اور عطیہ کی طرف بڑھتی اُسکے سینے سے لگ گئی۔

"میری جان۔۔میرے جگر کا ٹکڑا۔۔"

NOVEL HUT

عطیہ نے اُسے اپنے سینے میں بھینچ لیا۔ عطیہ سے بغلگیر ہوتے اسنے آنسوؤں سے بھری آنکھیں اٹھا کر ارمغان کو دیکھا جو خود بھی خالی نظروں سے اُسے ہی دیکھتا رہا

"کیسی ہو یَشل۔۔۔" افہام نے نرمی سے سوال کیا۔ شاید اداسی سے۔۔

"الحمدللہ افہام بھائی۔۔۔ آپ بتائیں۔۔"

وہ مصنوئی مسکراہٹ چہرے پر لائی تو افہام نے اسکے سر پر ہاتھ رکھا۔

"بیٹھیں نہ آپ لوگ کھڑے کیوں ہیں۔۔۔"

اسنے افہام اور عطیہ کو دیکھتے ہوئے کہا۔ ارمغان کو ایسا محسوس ہوا جیسے وہ اسے نظر نہ آیا ہو۔

سب کے بیٹھنے کے بعد اسنے اپنی جگہ تلاش کرنے کے لیے یہاں وہاں نظر دوڑائی تو رائد کے ساتھ ہی اسکی نشست خالی تھی۔

"آپ لوگ باتیں کریں میں آئے رکھ کے آتی۔۔۔"

رائد کے ساتھ بیٹھنے سے بہتر تھا وہ کچن ہی چلی جائے

"تم بیٹھو نہ۔۔ ملازمہ سے کہہ دو چائے کا۔۔"

"نہیں امی۔۔۔ آج سب کے لئیے میں خود چائے بناؤں گی۔"

وہ سکینہ کی بات پر کہتی ہوئی ہال سے نکل گئی۔

"میں جاتی ہوں اس کے پاس۔۔۔" نشہ بھی اسکی پیروی کرتی ہال سے نکلی۔

"تم خوش ہو۔۔۔؟" نشہ کے سوال پر چائے بناتی یشل کا ہاتھ رکا تھا۔ ہونٹوں کر بے اختیار مسکراہٹ آئی جو نشہ کو عجیب لگی۔

"تمہیں کیا لگتا ہے۔۔۔؟"

"پتا نہیں۔۔۔شاید ایک ماہ میں تم نے موو آن کرلیا ہو۔۔"

اس بار یَشل نے کھوکھلا قہقہہ لگایا تو نشہ نے عجیب نظروں سے اسے دیکھا۔

"تمہیں پتا ہے نشہ ۔۔ محبت کم ہونا ناممکنات میں آتا ہے۔ محبت بڑھ جاتی ہے ختم نہیں ہوتی ہم بس حقیقت تسلیم کرلیتے ہیں اور ہمیں لگتا ہے ہم نے موو اون کرلیا ہے۔۔۔اگر تم مجھ سے یہ پوچھنا چاہتی ہو کہ۔۔کیا تم خدا کی رضا میں راضی ہوگئی؟ تو ہاں۔۔۔میں راضی ہوگئی۔۔میں نے حقیقت کو تسلیم کرلیا۔۔"

اسکے ہونٹوں پر بکھری وہ مصنوئی مسکراہٹ۔۔۔ نِشہ کو اپنا دل ڈوبتا ہوا محسوس ہوا۔ وہ ایک لفظ بھی نہ کہہ سکی جواب میں۔

"یشل۔۔۔" چند لمحوں بعد اس نے پھر یشل کو پکارا۔ "ہاں۔۔۔" وہ ٹرے ڈھونڈ رہی تھی۔ "تم۔۔ تم پہلے زیادہ پیاری لگتی تھی۔ تمہارے چہرے کی رونق ختم ہوگئی ہے۔ خیال نہیں رکھتی تم اپنا۔۔؟" شاید وہ کچھ اور کہنا چاہتی تھی۔

اس کی بات پر یشل بدقت مسکرائی۔

"پہلے میرے پاس سب کچھ تھا۔۔ اب کچھ نہیں رہا تو کیسی خوبصورتی اور کیسی رونق۔۔؟" نشہ خاموش رہ گئی۔

وہ جانتی تھی اس کا "سب کچھ" کون تھا۔

"کیا جدائی واقعی اتنی تکلیف دیتی ہے۔۔۔؟" وہ پوچھنا نہیں چاہتی تھی۔ مگر خود کو روک نہ سکی حالانکہ اس نے تو یشل کو سجدوں میں روتے ہوئے دیکھا تھا۔

"جدائی موت سے زیادہ سخت ہے نشہ۔۔۔"

نشہ نے بے ساختہ سانس بھرا تھا۔۔۔

ہجر تو وہ بھی کاٹ رہی تھی۔۔۔مگر یقینا اس کی محبت یشل اور ارمغان جیسی نہ تھی۔ وہ یشل جیسی محبت نہیں کر سکتی تھی۔۔۔اور کوئی اسے ارمغان جیسی محبت نہیں دے سکتا۔

وہ خاموش نظروں سے یشل کو چائے بناتے دیکھ رہی تھی۔

☆☆☆☆☆

چائے کے دوران ہی عادل بھی آگیا اور باتوں ہی باتوں میں ان دونوں کے ولیمے کا ذکر چھڑ گیا اور ارمغان کا وہاں بیٹھنا محال ہوا۔

"ولیمہ ہی ہے بعد میں بھی ہوجائے گا آخر اتنی جلدی کیا ہے؟" لہجہ نارمل رکھنے کی کوشش کی گئی مگر کہیں نہ کہیں تلخی گھل گئی تھی۔

"بعد میں بھی تو ہوگا نہ۔۔اب جب سب لوگ یہاں ہیں تو کرنے میں کیا برائی ہے؟" عدنان صاحب کے بولنے پر اسنے حیرت سے اپنے باپ جیسے ماموں کو دیکھا تھا۔

"اور میری زندگی کا تو کوئی بھروسہ نہیں۔۔۔ جلد از جلد یہ کام بھی نپٹ جائے گا تو سکون رہے گا۔۔" سکینہ کے بولنے پر رائد کا دل گارڈن گارڈن ہونے لگا۔

"اوففف امی۔۔۔نئے انداز میں بلیک میلنگ شروع کردی ہے اب آپ نے۔۔۔؟"

وہ درشتگی سے بولی۔ اچانک ہی ماحول عجیب ہوگیا۔ ان سب کی نظریں اس پر ٹک گئی جس کے ماتھے پر بلوں کا جال تھا۔ ساتھ بیٹھے رائد نے اسے گھورا اور اسکی اس حرکت کو ارمغان نے بغور دیکھا تھا۔

"یَشل۔۔۔۔" آبی کے ٹوکنے پر اسنے ضبط کرتے آبی کی طرف دیکھا۔ آنکھوں ہی آنکھوں میں انہوں نے خاموش رہنے کا اشارہ کیا تو ناچاہتے ہوئے بھی اسنے منہ پر قفل لگائی۔

ڈھیر ساری ڈسکشن کے بعد ان دنوں کے ولیمے کی تاریخ تہ ہوئی جس پر یَشل پیر پٹختی ہال سے واک آؤٹ کر گئی۔

"یہ کیا بدتمیزی تھی؟" رائد بھی اسکے پیچھے چلتا کمرے میں آیا۔

"کون سی بدتمیزی ؟" وہ انجان بنی تو رائد نے اسے گھورا پھر بازو سے پکڑ کر اپنی جانب کھینچا۔

"ادھر آؤ تم۔۔۔اتنا کیا مسئلہ ہے تمہیں ولیمے سے؟ مجھے مجبور مت کرو کہ میں تمہیں ابھی کہ ابھی کمرے میں لے جاؤں۔۔ پھر نہیں ہوگا ولیمہ آگے تمہاری مرضی۔۔"

وہ آخر میں کندھے اچکا گیا۔ اسکی بات پر یَشل کی آنکھیں پھیلی

"تمیز میں رہو رائد ورنہ۔۔۔"

"ورنہ کیا۔۔؟" اسنے گہری نظروں سے اسے دیکھا

"چھوڑو میرا ہاتھ۔۔۔" اسکی نظروں کے ارتکاز پر وہ گڑبڑائی

"میرا دل نہیں کر رہا۔۔۔ اِن فیکٹ میرا دل کر رہا میں تمہیں کس کروں۔۔۔"

وہ بولتے ساتھ ہی اسکے چہرے پر جھکا تو یَشل کی آنکھیں مزید پھیل گئیں۔ اس نے بروقت اپنا چہرا دائیں جانب موڑا تو رائد کے ہونٹوں نے اسکے رخسار کو چھوُا۔ اسکا لمس محسوس کرتی وہ اپنی جگہ ساکت ہوئی۔

"انتہائی بے شرم انسان ہو تم۔۔" رائد نے اسے گرفت سے آزاد کیا تو وہ گلابی ہوتے چہرے کے ساتھ بولی۔

"میری ساری شرم تم نے جو لے لی ہے۔۔۔ ویسے اگر میں تمہاری طرح شرمانے لگ جاؤں تو تم میری طرح بے شرم ہو جاؤ گی کیا؟"

رائد نے آئی برو اچکا کر سنجیدگی سے کہا مگر آنکھوں میں صاف شرارت تھی

"تمہارا کچھ نہیں ہو سکتا۔۔۔" وہ بولتی ہوئی دور ہٹی۔ اب اسے اس کمرے سے نکلنا تھا

"لیکن ہمارا بچہ ہو سکتا ہے۔۔۔"

"رائد۔۔۔۔" رائد کے بے اختیار بولنے پر دروازے کی طرف جاتی یشل ایک دم چیخ اٹھی۔

"حکم کریں جانِ رائد۔۔۔" وہ معصومیت سے بولا تو یَشل نے دانت پیسے۔۔۔ "مرجاؤ تم۔۔۔۔"

"آپ پر مر ہی تو گئے ہیں۔۔۔" وہ سینے پر ہاتھ رکھتا ڈرامائی انداز میں بولا

"قبر میں بھی اتر جاؤ۔۔۔" غصے سے بولتی وہ ایک بار پھر جانے کو پلٹی۔

"اگر دفن آپ اپنے دل میں کرینگی تو ضرور۔۔۔"

ڈورناب گماتی یَشل کا ہاتھ رکا۔ کتنی باتین بنانا آتی تھی اس شخص کو۔۔۔ اس سے پہلے وہ دروازہ کھول کر باہر نکلتی وہ بروقت پیچھے سے اسے اپنی گرفت میں لے گیا۔

"اچھا نہ یار۔۔۔ امپریس تو ویسے بھی نہیں ہوتی ایٹلیسٹ ناراض تو مت ہو۔۔" یَشل کی پشت رائد کے سینے سے لگی تو اسکے وجود میں کرنٹ دوڑ گیا۔

"رائد چھوڑو مجھے۔۔" اسنے اپنے گرد بندھا رائد کا حصار توڑنا چاہا

"نو وے۔۔۔" اسنے سر انکار میں ہلایا۔ "رئد پلیز۔۔۔۔" وہ بری طرح زچ ہوئی تھی رائد چند لمحے ویسے ہی کھڑا رہا پھر جھک کر اسکے کندھے پر اپنے لب رہے۔ یَشل کا اوپر کا سانس اوپر اور نیچے کا نیچے رہ گیا۔ چہرا شرم اور خفت سے سرخ ہوا۔

اپنا دھکتا لمس اسکے کندھے کر چھوڑتا وہ اسے آزاد کرگیا۔ چند لمحے وہ ویسے ہی ساکت کھڑی رہی پھر طوفان کی طرح کمرے سے نکلی۔

☆☆☆☆☆

عادل ولا میں اچانک ہی عجب گہما گہمی مچ گئی تھی۔ ٹھیک ایک ہفتے بعد ولیمہ تھا اور اچانک ہونے والی اس تقریب میں سب سے بڑا مسئلہ جس کا سامنا انہیں کرنا پڑا تھا وہ "شادی ہال" بک کروانے کا تھا۔ دوپہر میں جو تقریب رکھنی تھی وہ رات کو رکھنی پڑی تھی اور اسی رات تمام گھر والوں کی واپسی کی فلائیٹ تھی پھر فلائیٹ بھی کینسل کروانی پڑی۔

سکینہ کو طبیعت کے باعث گھومنے پھرنے سے منع کیا گیا تھا یہی وجہ تھی کہ انہوں نے شاپنگ کی ساری زمہ داری عطیہ اور صبیحہ پر ڈال دی تھی جو لڑکیوں کو اپنے ساتھ لئیے بازاروں کے چکر مارتی پھر رہی تھی۔

رائد نے دو دن میں اپنے کمرے کا سارا فرنیچر اپنی پسندیدہ سے چینج کروا دیا جس پر سکینہ نے اسے اچھی خاصی سنائی کہ جس لڑکی نے ادھر رہنا ہے اس سے تو پوچھ لیتے۔ لیکن حقیقت تو یہ تھی رائد نے یَشل کو ڈھیر ساری تصاویر بھیج کر اسکی پسند پوچھنا چاہی تھی اور یَشل بی بی نے میسج سین کرکہ کوئی ریپلائی نہ دیا۔

پچھلے پانچ دنوں سے گھر کی تمام عورتیں اسکے کمرے کے سو چکر لگاتی ۔ آبی تو سارا دن ساتھ ہی ہوتی۔ قرت کبھی اسے چھیڑتی تو کبھی پچھلے دنوں کے قصے سناتی۔ اسی دوران اسنے اپنا اور افہام والا انکشاف بھی اس پر کر ڈالا تھا جس پر یَشل اسکو دعائیں دیتے نہ تھکی تھی۔ عِزہ کے مانو چہرے سے مسکراہٹ جدا ہی نہ ہوتی۔ وہ جتنی مسکرا مسکرا کر یَشل سے باتیں کرنے لگی تھی شاید زندگی میں پہلے کبھی نہ کی تھی جبکہ نشہ۔۔وہ آتی تو صرف اسکا درد کم کرنے اسے نصیحتیں دینے اور اسکا دھیان بھٹکانے کی غرض سے۔

عطیہ اور صبیحہ کپڑے، زیور، میک اپ اور نجانے کیا کیا لا کر اسکے کمرے میں رکھتی رہتی ساتھ ہی ہدایات دیتی جنہیں نجانے وہ سنتی بھی تھی یا نہیں۔ اسکے لیے کی گئی اس لاکھوں کی شاپنگ کو اسنے نظر بھر کر ایک بار بھی نہ دیکھا تھا۔

اگر مردوں میں سے اسنے کسی کو دیکھا تھا تو وہ صرف اور صرف ہادی تھا۔ وہ بھی خود اسکے پاس آتا دس پندرہ منٹ بیٹھ کر کوئی بات وغیرہ کرتا اور چلا جاتا۔ کبھی کبھی آتا تو خاموش بیٹھا رہتا جیسے اسے کچھ کہنا چاہتا ہو لیکن کہتا کچھ نہیں تھا اور اگر کچھ کہتا تھا تو حال احوال پڑھائی کے متعلق کوئی بات کرتا، یَشل سے کوئی مشورہ لیتا پھر چلا جاتا۔ یَشل کو اکثر لگتا وہ ہونے والے اس ولیمے پر خوش نہیں تھا اور حقیقت بھی یہی تھی۔ اسے رائد پہلی ملاقات میں بھی کچھ خاص پسند نہیں آیا تھا اور اب بلکل یشل کی طرح اسے بھی وہ برا لگنے لگا تھا۔ اسنے یَشل کو صرف بہن کہا نہیں مانا بھی تھا۔ وہ ارمغان اور یشل کی تکلیف سے واقف تھا۔

جبکہ ارمغان کو اس گھر سے اور ہونے والی ولیمے کی تیاریوں سے وحشت ہونے لگی تھی۔ سارا دن وہ اور افہام گھر سے غائب رہتے۔ کہاں جاتے تھے

کیا کرتے تھے کسی کو علم نہ تھا۔ رات کو آتے ہی وہ کمرے میں چلا جاتا اور سونے کے لیے لیٹتا تو ایسا لگتا جیسے کانٹوں سے بنے بستر پر آ لیٹا ہے۔ اسنے اس کے بعد دوبارہ یشل کو نہ دیکھا تھا کیونکہ ایک تو وہ خود بھی گھر نہ ہوتا اور یَشل بھی کمرے سے نہ نکلتی۔ رائد کی آنکھوں میں چمک اور ہونٹوں سے جدا نہ ہونے والی مسکراہٹ اسے رائد سے نفرت کرنے پر مجبور کرنے لگی تھی۔

☆☆☆☆☆

"یَشل۔۔یہ ولیمے کا جوڑا لائے ہیں ہم۔۔سکینہ کو تو بہت پسند آیا تم دیکھو ذرا۔۔۔"

NOVEL HUT

یَشل جو کھڑکی کے پاس کھڑی ڈھلتی شام کے سائے دیکھ رہی تھی عطیہ کی آواز پر پیچھے مڑی تو صبیحہ اور عطیہ اس خوبصورت بھارے جوڑے کو بیڈ پر پھیلا رہی تھی۔ دراصل وہ جوڑا رائد کی پسند سے لیا گیا تھا مگر یَشل کو یہ بات بتانے کی غلطی نہیں کر سکتے تھے۔

"اچھا ہوگا۔۔۔" ایک نظر اس جوڑے پر ڈالتی وہ دوبارہ رخ موڑ گئی۔

"یشل۔۔۔۔" صبیحہ نے اسکی پشت کو گھورا۔

"جی خالہ۔۔۔" اسنے بغیر مڑے جواب دیا تو ان دونوں کے ہاتھ رکے۔ اسکی پشت کو افسوس سے دیکھتی عطیہ اسکی طرف آئی

"کیوں پریشان کر رہی ہو۔۔؟"

"ایک پریشان روح نے کسی اور کو کیا پریشان کرنا؟ آپ بلاوجہ ٹینشن لے رہی ہیں۔۔"

وہ عطیہ کی طرف مڑی۔ اسکی سرخ مائل سوجی ہوئی آنکھیں دیکھتے اسے حیرت کا جھٹکا لگا۔

"اپنی آنکھیں دیکھی ہیں تم نے۔۔۔؟"

وہ جھڑکنے والے انداز میں بولی تو یَشل ہنستی ہوئی کھڑکی کے پاس سے ہٹی۔۔

"ہاں۔۔پہلے سے زیادہ خوبصورت لگنے لگی ہیں۔"

اسکی کھوکھلی مسکراہٹ دیکھ کر صبیحہ کو اس پر ترس آیا۔

"نہیں۔۔۔پہلے زیادہ خوبصورت لگتی تھی تم بھی اور تمہاری آنکھیں بھی۔۔۔"

"ہاں تو اب کس کے لیے خوبصورت لگنا ہے پھپھو۔۔"

"اپنے لئیے۔۔۔۔"

وہ اسے کہنا چاہتی تھی 'رائد کے لیے' مگر الفاظ حلق میں ہی اٹک گئے

"چھوڑیں پھپھو۔۔خود سے بھی غرض نہیں رہا مجھے۔۔"

وہ بیڈ پر پڑا جوڑا سائیڈ کرتی بیٹھ گئی

"تو جی بھی کیوں رہی ہو۔۔؟ عطیہ نے سامنے آتے ہوئے سوال کیا

"جی کہاں رہی ہوں صرف زندہ ہوں۔۔اور دعا کر رہی خدا یہ سانسیں بھی چھین لے کیونکہ میرے بس میں تو کچھ بھی نہیں ہے۔۔اپنی زندگی کے فیصلے بھی نہیں۔"

اسکے حلق میں آنسوؤں کا گولا اٹکا۔

"یَشل۔۔کیسی باتیں کرنے لگی ہو تم۔۔۔؟"

عطیہ نے اسے قرب سے دیکھا جبکہ صبیحہ نے اس بار کچھ غصے سے کہا تو وہ انہیں دیکھنے لگی۔

اڈنے والی ہنسی روکنے میں ناکام ہوتی وہ قہقہہ لگا گئی۔ صبیحہ اور عطیہ نے حیرت سے اسے دیکھا

"اوففف۔۔۔کتنا ایموشنل کر دیتی ہیں یار آپ دونوں بندے کو۔۔۔"

اسنے نہ نظر آنے والے آنسو صاف کیے تو دونوں عورتوں نے کمر پر ہاتھ رکھتے ہوئے اسے گھورا جس کے ہونٹوں پر گہری مسکراہٹ تھی۔

"اچھا اب اتنے پیار سے مت دیکھیں لائیں یہ مجھے دیں۔۔میں اس کو پہن کر دیکھتی ہوں کیسا لگ رہا۔۔"

وہ بیڈ سے اٹھی اور پھیلا ہوا بھاری جوڑا اٹھا کر وہ بے دلی واشروم کی طرف بڑھی تو عطیہ نے سر نفی میں ہلایا۔

کچھ دیر بعد واشروم کا دروازہ کھلا اور وہ زمیں کی صفائی کرتی بھاری جوڑا پہنے باہر نکلی۔

"ماشاءاللہ۔۔۔۔" اسکو دیکھتے ہی ان دونوں عورتوں کے منہ سے ادا ہوا۔

"بلکل شہزادی لگ رہی ہو۔۔۔" صبیحہ نے قریب جاتے ہوئے کہا تو وہ مسکرائی اور بھاری جوڑے کے ساتھ بامشکل خود کو سنبھالتی شیشے کے سامنے جا کھڑی ہوئی۔

وہ خوبصورت سا فل بازو والا انارکلی ڈبل لئیر ڈفراک نما لہنگا تھا جس کی اوپر والی لئیر کا فرنٹ اوپن تھا۔ گہرے بھورے اور جیڈ گرین کلر کے اس بھاری جوڑے میں وہ آسمان سے اتری اپسرا ہی لگ رہی تھی۔ شیشے میں اپنا آپ دیکھتے وہ اس جوڑے کی خوبصورتی پر خود بھی دنگ رہ گئی تھی۔

"یہ بہت بھاری ہے ولیمے کے حساب سے۔۔"

اپنے تن پر سجا یہ جوڑا اسے خوبصورت لگا تھا مگر وہ دل و جان سے رائد پر قربان نہ ہوئی تھی کہ اسکی دلہن بننے کے لیے وہ اس کا انتخاب کرتی۔ جتنا دل اسکا اس ولیمے کے فنکشن سے خراب ہورہا اتنا ہی بڑھ چڑھ کر یہ سب تیاریاں کر رہے تھے۔ کمرا جس شاپنگ سے بھرا پڑا تھا اسے دیکھ دیکھ کر اسکے کراہیت ہونے لگی تھی

"تم نہ بلکل پاگل ہوگئی ہو۔۔نہ کوئی مایوں، مہندی نہ ہی بارات۔۔صرف ولیمہ ہی تو ہورہا ہے ساری کسر اسی میں نکلنی ہے اب۔۔"

عطیہ کے کہنے پر وہ منہ بناتی انہیں دیکھنے لگی

"یہ دوپٹہ دیکھو کتنا حسین ہے۔۔۔" صبیحہ نے بیڈ پر پڑا دوپٹہ اٹھایا اور اسکے سر پر رکھا۔کھلے بالوں کے ساتھ بغیر بیک اپ کئیے وہ دلہن ہی لگنے لگی تھی۔

"ماشاءاللہ ماشاءاللہ بلکل دلہن لگ رہی ہو۔۔۔"

عطیہ اسے دیکھتی ہوئی محبت سے چور لہجے میں بولی۔ تبھی کمرے کا دروازہ کھلا اور شیشے میں اسے اپنے پیچھے ارمغان کا عکس نظر آیا۔۔جہاں اسکے اندر آتے قدم جامد ہوئے وہیں شیشے کے سامنے دلہن بنی کھڑی اس لڑکی کی سانس رکی تھی۔ یَشل کی طرف آتی عطیہ اور صبیحہ بھی اپنی اپنی جگہ رک گئی۔

ہمیشہ کی طرح شیشے میں نظر آنے والا ان دونوں کا عکس ایک بھرپور منظر پیش کر رہا تھا۔ ان دونوں کو ساتھ دیکھنے کی وہ خواہش جو ہمیشہ سے عطیہ کے دل میں تھی ایک بار پھر حسرت بن کر پیدا ہوئی۔

"ارمغان۔۔۔کیا ہوا؟" صبیحہ کے سوال پر بھی وہ اس پر سے نظر نہ ہٹا سکا۔ یَشل اسکی جانب مڑتی اسکی سانس کھینچ گئی تھی

"دروازہ نوک کرنا چاہیے تھا آپ کو۔۔۔" اس کی آواز پر اسکا سکوت ٹوٹا۔ آنکھوں میں پہلے کچھ بے یقینی پھر شرمندگی اور پھر سرد تاثر ابھرا

"آئندہ خیال رکھوں گا۔۔۔!" چہرے کے تاثرات کے ساتھ لہجہ بھی پتھریلا ہوا۔ اسکے تاثرات اور لہجے پر یَشل کو لگا کسی نے اسکا دل مٹھی میں جکڑ لیا ہو۔ اسے نہیں یاد پڑتا تھا کہ ارمغان نے کبھی اس طرح سے بات کی ہو۔

"باہر آئیں امی۔۔۔" وہ ویسے ہی اسے دیکھتا ہوا عطیہ سے مخاطب ہوا پھر ایک گہری مگر ناگوارہ نظر اس پر ڈالتا کمرے سے نکل گیا تو عطیہ بھی اسکے پیچھے گئی۔ یَشل کو اپنی ٹانگوں پر کھڑے رہنا مشکل لگا، وہ قریب پڑے صوفے پر گرنے کے سے انداز میں بیٹھی۔ صبیحہ اسکی جانب آئی تو ہونٹ چباتے اسنے امڈ کر آنے والے آنسوؤں کو روکا۔ دل کا بوجھ اچانک ہی دگنا ہوا تھا۔ آنسوؤں کا ایک سمندر تھا جو ٹھاٹھے مار کر باہر آنے کو بیتاب ہورہا تھا مگر اب نہیں۔۔وہ ہر بار کمزور نہیں پڑ سکتی تھی۔

صبیحہ نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا تو اسنے سر اٹھا کر اسے دیکھا۔ لبلبہ آنکھیں اور لرزتے ہونٹ۔۔۔ صبیحہ کو اس پر ترس آیا۔

"تم۔۔۔تم کپڑے بدل لو اسکی فٹنگ ٹھیک نہیں میں ابھی بھیج دیتی ہوں الٹریشن کروانے کے لیے۔۔۔"

یشل نے اسکی بات سن کر کھوئے ہوئے انداز میں سر ہلایا تو وہ کمرے سے نکلی گئی۔۔۔

☆☆☆☆☆

"آپ آرہی ہیں یا نہیں۔۔؟" رائد نے ضعیمہ کے کال اٹینڈ کرتے ہی سوال کیا۔

"نہ سلام نہ دعا۔۔۔سب لحاظ بھول گئے ہو تم؟" ضعیمہ نے جھڑکنے والے انداز میں کہا

"السلام و علیکم بڑی امی۔۔۔ کیسی ہیں آپ؟ امید کرتا ہوں خیر خیریت سے ہونگی۔ عین نوازش ہے کہ برائے مہربانی گھر میں تشریف لے آئیں۔۔۔۔کل میرا ولیمہ ہے اور میرا چاہتا ہوں کہ یہ وی آئی پی گیسٹ آج ہی یہاں آئے اور میری بیگم کے کان بھر دے۔۔۔"

وہ بڑے ہی مؤدبانہ انداز میں بولا تو ضعیمہ کا قہقہہ بے ساختا تھا۔

"رائد شرم کرلو کسی نے سن لیا تو کان کھینچ لے گا تمہارے۔۔۔"

"ہائے۔۔۔بکواس سب سن لیتے ہیں دل کی آواز کوئی نہیں سنتا۔۔۔"

اسنے آہ بھرتے ہوئے کہا تو ضعیمہ ایک بار پھر ہنسی

"تمہاری بکواس کوئی نہیں سنتا اس لئیے تم مجھے سنا رہے ہو؟ اور چاہتے ہو کہ وہاں آکر مزید سنو؟ نہ بابا نہ میں کل ہی آؤں گی اور تمہاری بیوی کے کان بھرنے والا کام مجھ سے نہ ہوگا۔۔۔۔"

ضعیمہ کے صفا چٹ انکار پر رائد کا منہ کھلا

"اوفف ایسے تو نہیں کریں یار آپ تو سمجھیں۔۔۔کل ولیمہ ہے میرا مہینہ ہوا ہے نکاح کو اور ابھی تک میں اس نازک حسینہ کا دل جیتنے میں ناکام رہا ہوں۔۔"

"نازک تو مت بولو اسے رائد۔۔بڑی ہمت دی ہے خدا نے اس بچی کو۔۔"

"ہاں ہاں بچی کہہ کہہ کر سر پر چڑھا لیں اسے۔۔۔اور کون سی ہمت؟ ایسے بھی کوئی ظلم کے پہاڑ نہیں ٹوٹے اس پر ہر لڑکی کی شادی ہوتی ہے۔۔"

رائد کو ضعیمہ کا یَشل کی سائڈ لینا کچھ خاص پسند نہ آیا تبھی وہ کڑھتا ہوا بولا۔

"نکاح کو صرف ایک ماہ ہوا ہے رائد۔۔۔مت بھولو ماضی کو اسے وقت تو دو۔ جس ایک ماہ کا تم نے ذکر کیا ہے اس میں اسنے اوور تھنکنگ کے علاوہ کچھ بھی نہیں کیا ہوگا۔ اسکا مائنڈ ٹھیک کرو اسے موو آن کرنے دو سب ٹھیک ہو جائے گا۔ رشتے ایسے نہیں بنتے جیسے تم بنانا چاہ رہے۔۔۔"

ضعیمہ نے اپنی طرف سے اسے سمجھانے کی کوشش کی جسے ایک کان سے سنتے اسنے دوسرے کان سے نکال دیا۔ کان پر اگر جوں رینگنی ہوتی تو عادل کی

باتوں سے ہی رینگ گئی ہوتی جو روزانہ اسے نئے انداز میں لیکچرز دیتا تو کبھی آنے والے وقت سے ہوشیار کرتا ساتھ ہی وارننگز دیتا رہتا۔

"بڑی امی۔۔میں نے اس لئیے کال نہیں کی تھی کہ بابا کی طرح آپ بھی عجیب عجیب باتیں کرنے لگیں۔ میں جانتا ہوں یَشل کے ساتھ کیا کرنا ہے اور بس۔۔۔کل ہی آئیے گا اب آپ !"

رائد کو ضعیمہ کی ساری باتیں بری لگی تھی تبھی وہ خفگی سے بولتا کال بند کرگیا جبکہ ضعیمہ نے حیرت سے موبائل کی سکرین دیکھی جہاں کال ڈِس کنیکٹڈ لکھا آرہا تھا۔

"کیا ہوا۔۔۔؟" اصغر کی آواز پر اسنے اسکی طرف دیکھا جو ہال میں داخل ہوتے سامنے والے صوفے پر براجمان ہوا۔

"کچھ نہیں رائد کی کال تھی۔۔۔پوچھ رہا تھا ابھی تک آئی کیوں نہیں۔۔"

"ہاں صبح میری بھی بات ہوئی عادل سے میں نے اسے کہا تھا شام تک آجائیں گے بس ایک گھنٹے تک چلتے ہیں تب تک تم تیاری کرلو۔۔۔"

بابر کی بات سنتی وہ محض سر ہلا کر رہ گئی۔

کال بند کرتے وہ جیسے ہی پیچھے مڑا تو ارمغان اور عطیہ کو کھڑے دیکھ کر رک گیا۔ وہ دونوں اسے سرد تاثرات کے ساتھ دیکھ رہے تھے اور وہ چار آنکھیں اسے اپنے جسم کے آر پار ہوتی محسوس ہوئی۔

"آ۔۔آپ دونوں کب۔۔۔" وہ ابھی بول ہی رہا تھا جب بجلی کی تیزی سے ارمغان نے آگے آتے اسکا گریبان پکڑا

"اگر اسے تمہاری وجہ سے کوئی بھی تکلیف پہنچی تو میں تمہارا وہ حال کرونگا کہ تم شیشے میں اپنی شکل دیکھنے کے خیال سے بھی خوف کھاؤ گے۔۔۔"

شعلے برساتے لہجے پر ایک پل کے لیے عطیہ کو خوف آیا جبکہ رائد نے کچھ حیرت اور پھر غصے سے اسے دیکھا

"گریبان چھوڑو میرا۔۔۔" رائد نے غصہ دباتے آرام سے کہا

"ارمغان چھوڑو کیا کر رہے ہو۔۔۔" عطیہ نے اسکو بازو سے پکڑ کر پیچھے کرنا چاہا۔

"جو میں نے تمہیں کہا ہے تم وہ سنو اور اپنے اس دماغ میں فکس کرلو ورنہ تمہارا بھیجا اڑانے میں مجھے ذرا دیر نہیں لگے گی۔۔!"

ارمغان نے دوسرے ہاتھ کی دو انگلیاں اسکے ماتھے پر رکھ کر پیچھے کو تھوڑا زور دیتے جھٹکے سے چھوڑا اور قہر برساتی نظر اس پر ڈالتا جانے ہی لگا تھا جب رائد نے اسکے منہ پر درپہ درتین مکے برسائے۔

ارمغان تو اس افتاد کے لیے تیار ہی نہ تھا لڑکھڑا کر گرتے گرتے بچا جبکہ عطیہ کی چیخ نکل گئی۔

اپنے منہ پر پڑنے والے مکوں پر پہلے تو وہ سکتے میں آیا مگر جلد ہی اس سکتے سے نکلتے اسنے رائد پر گھونسے برسائے۔ عطیہ کو تو بوکھلاہٹ میں کچھ سمجھ ہی نہ آیا وہ کیا کرے۔۔سب سے قریب یَشل کا ہی کمرہ تھا وہ وہیں چلی گئی

"یشل۔۔۔وہ دونوں لڑائی کر رہے ہیں۔۔" اسنے گھبراتے ہوئے یشل کو مخاطب کیا جو ابھی ابھی کپڑے بدل کر بیٹھی تھی

"کون دونوں۔۔؟" اسنے الجھ کر سوال کیا۔ "رائد اور ارمغان۔۔۔۔" وہ عطیہ کی بات سن کر جھٹکا کھاتی بیڈ سے اٹھی۔ "عا۔۔۔عادل انکل کہاں ہیں۔۔؟" بیڈ پر پڑا دوپٹہ اٹھا کر کندھے پر رکھا اور پیروں میں چپل اڑاسی۔

"عادل بھائی گھر پر نہیں ہیں۔۔۔"

"ماموں کو بلائیں۔۔۔۔" وہ عطیہ کے ہمراہ کمرے سے نکلی تو وہ دونوں فاصلے پر جنگلیوں کی طرح لڑتے ہوئے نظر آئے۔ انہیں ایک دوسرے کا گریبان پکڑے گتھم گتھا کرتا دیکھ کر یشل کا تو دماغ ہی سن ہوگیا۔

"یہ کیا ہو رہا ہے۔۔۔۔؟" اسکی صدمے میں ڈوبی آواز پر ارمغان کا رائد کو گھونسا مارتا ہاتھ تھما اور اسنے پلٹ کر یشل کو دیکھا وہیں رائد کے بھی ہاتھ رکے۔ جلد ہی وہ دونوں ایک دوسرے کا گریبان چھوڑتے سیدھے ہوئے۔

"تم یہاں کیوں آئی ہو۔۔۔؟"

"کیا مطلب یہاں کیوں آئی ہو؟ جنگلیوں کی طرح لڑ رہے ہو تم دونوں اور پوچھ مجھ سے رہے ہو۔۔۔دماغ خراب ہوگیا ہے؟ مسئلہ کیا ہے آخر؟"

ان دونوں کے سرخ ہوتے چہرے اور ٹیڑھے ہوتے گریبان دیکھ کر اسکا دماغ ہی گھوم گیا۔ اسی اثناء میں عدنان صاحب بھی وہاں آ گئے

"کیا ہوا ہے۔۔۔؟ دماغ سے پیدل ہو گئے ہو ارمغان؟" انہوں نے برہمی سے ارمغان کو دیکھا

"مجھے مت بولیں ابو۔۔۔ پوچھیں اس سے یہ کیا بکواس کر رہا تھا یشل کے بارے میں ! مَیں یہ سب ہرگز برداشت نہیں کروں گا !"

یَشل کی زبان کنگ ہوئی تھی۔ کتنے عرصے بعد اسنے اسکے منہ سے اپنا نام سنا تھا۔۔ وہ ہمیشہ کی طرح اگر لڑا تھا تو اسکے لیے لڑا تھا۔۔ تیز دھڑکن کے ساتھ اسے رگوں میں خون منجمد ہوتا محسوس ہوا۔

"کوئی بکواس نہیں کی میں نے اس کے بارے میں وہ بیوی ہے میری اور تم ہوتے کون ہو یَشل کے لیے مجھ پر ہاتھ اٹھانے والے۔۔"

ہونے والے اس ہنگامے پر ملازموں کے ساتھ ساتھ گھر کے باقی افراد بھی ہال میں اکھٹے ہو گئے۔۔ نشہ، سکینہ کی وہیل چیئر گھسیٹتے اسے باہر لائی

"میں کون ہوتا ہوں یہ بات تم بھی جانتے ہو اور یہاں کھڑا ہر شخص بھی واقف ہے تو مجھے مجبور مت کرو کہ میں۔۔۔"

"ارمغان۔۔۔۔" وہ تقریباً دھاڑتی ہوئی اسکی بات کاٹ گئی۔ ہال میں سناٹا چھا گیا اور سب کی نظر اسکے غصے سے سرخ ہوتے چہرے پر ٹک گئی

"خاموش ہو جاؤ۔۔۔" اسے گلے میں خراشیں پڑتی محسوس ہوئی تھی۔ آواز اتنی تیز تھی کہ اسکا اپنا جسم بھی کانپ گیا۔

"آپ کا کوئی حق نہیں پہنچتا کہ آپ میرے لیے گھر کا ماحول خراب کریں اور میرے شوہر سے لڑیں۔۔۔"

اسکے الفاظ پر ارمغان کو لگا تھا وہ سانس نہیں لے سکے گا۔ کچھ بے یقینی سے اسنے یَشل کو دیکھا جو آنکھوں میں غصیلے تاثر لئیے اسی پر نظریں گاڑھے ہوئے تھی۔

"وہ میرے بارے میں کیا کہہ رہا تھا اور کیا نہیں۔۔۔اس سے آپ کو کوئی فرق نہیں پڑنا چاہیے!"

وہ مزید بولی تو ارمغان کو لگا گڑھوں پانی اس پر آگرا ہو۔ وہ الفاظ نہیں تمانچے تھے جو یَشل نے اسکے منہ پر مارے تھے۔

رائد کے ساتھ ساتھ باقی سب گھر والوں کی آنکھوں میں بھی حیرت نمایا ہوئی جبکہ عزہ نے غصے سے مٹھی بھینچی۔ اپنا کالر ٹھیک کرتا رائد آگے بڑھا اور یَشل کا ہاتھ پکڑے اسکے کمرے کی جانب بڑھا۔ کٹی ہوئی شاخ کی طرح وہ اس کے ساتھ کھنچی چلی گئی۔

کمرے کا دروازہ بند کرتے ہی نجانے اسے کیا ہوا وہ ایک سیکنڈ کی بھی دیر کئیے بغیر اسے سینے میں بھینچ گیا تھا۔ اس لڑکی نے پچھلے چھ ہفتوں میں پہلی بار اسکی بیوی ہونے کا ثبوت دیا تھا۔ سینے سے لگی اس لڑکی کو محسوس کرتا وہ اندر تک سرشار ہوا تھا۔

رائد کی گرفت اتنی سخت تھی کہ نہ وہ اس سے دور ہو سکتی تھی نہ اسنے کوشش کی تھی۔ کتنی ہی دیر وہ سن دماغ اور سن وجود کے ساتھ کھڑی رہی۔ چند لمحوں بعد رائد نے اسے خود سے دور کیا تو چہرا اٹھا کر نم آنکھوں سے وہ اسے دیکھنے لگی۔ رائد نے اسکا چہرا ہاتھوں کے پیالے میں بھرا اور ماتھے پر جھکتے

محبت بھرا لمس چھوڑا۔ یَشل آنکھ میں اٹکا آنسو موتی کی طرح رخسار پر پھسل گیا۔

"دفع ہو جاؤ اب تم یا مزید بے عزت ہونا ہے ابھی؟"

عدنان صاحب کی برہم آواز پر اسنے اس بند دروازے سے نظر ہٹائی۔ شعلے برساتی نظر ان پر ڈالتا وہ باہر کی جانب مڑا تو عِزہ نے اس کے پیچھے جانے کو قدم اٹھایا۔

"تم کدھر جا رہی ہو۔۔۔؟" نِشہ کی آواز پر وہ رکی تبھی ہادی اور افہام بھی ارمغان کے پیچھے باہر نکلے۔ ناچار اسے رکنا پڑا۔ ارمغان کی پشت دیکھتی وہ ہونٹ چبانے لگی۔

"دیکھ رہی ہو اسکی ڈٹھائی اور بے شرمی؟ بے عزت کروا کہ رکھ دیا ہے۔۔۔" عطیہ کو دیکھتے وہ کمرے کی جانب بڑھ گئے۔ پیچھے ہال میں سناٹا چھا گیا تھا۔

☆☆☆☆☆

رات کا وقت تھا جب سارا دن وہ ان دونوں کے ساتھ نجانے کہاں گزار کر گھر آیا تھا۔

"میں یہ ولیمہ اٹینڈ نہیں کر سکتا۔۔۔" اسنے سنجیدگی سے کہا تو عطیہ نے حیرت جبکہ عدنان نے حیرت اور غصے کے ملے جلے تاثرات سے اسے دیکھا۔

"تمہارا دماغ تو نہیں خراب ہوگیا؟"

"دماغ میرا نہیں آپ لوگوں کا خراب ہوا ہے! کیوں مجھے جیتے جی مار دینا چاہتے ہیں؟" جہاں اسکی آواز اونچی ہوئی وہیں اسکے پہلے جملے پر عدنان صاحب کا غصہ عود کر آیا۔

"ارمغان۔۔! ! تمہارے اندر تمیز رہی ہے کہ نہیں؟ صبح سے تمہاری بدتمیزیاں برداشت کر رہا ہوں مجھے مجبور مت کرو ہاتھ اٹھانے پر!"

انہوں نے بامشکل آواز دھیمی رکھتے غصے سے کہا

"نہیں میرے اندر کوئی تمیز نہیں رہی اور میں آپ کو آخری بار بتا رہا ہوں مجھے یہاں سے جانے دیں ورنہ یہ خیال اپنے ذہن سے نکال دیں کہ یہ ولیمہ خیر سے ہوگا۔۔۔میں بھرے مجمعے میں وہ قیامت کھڑی کردوں گا کہ آپ سب یاد رکھیں گے!"

عدنان صاحب کی کمزوری یہ تھی کہ وہ اس وقت اپنی بہن کے گھر تھے۔ وہ نہ تو ارمغان سے بحث کر سکتے تھے نہ اس پر ہاتھ اٹھا سکتے تھے اور اسی کمزوری کا فائدہ ارمغان نے اٹھایا تھا۔

"عدنان جانے دیں نہ۔۔یہاں رہ کر وہ کیا کرے گا؟ الٹا یشل کے لیے بھی مشکلات پیدا ہونگی بلکہ ہو رہی ہیں۔۔"

عدنان صاحب کچھ بولنے ہی لگے تھے جب عطیہ نے ہمیشہ کی طرح ارمغان کی سائڈ لی

"گھر جا کر کیا کرے گا۔۔؟"

"آئیس کا نشہ کروں گا۔۔۔" عدنان صاحب کے سوال پر وہ ناگواریت سے جواب دیتا کمرے سے نکل گیا۔ عدنان صاحب اسکے جواب پر زچ ہوتے گالیاں بکنے لگے

"عدنان کیا ہوگیا ہے آپ کو۔۔۔" عطیہ نے حیرت سے شوہر کو دیکھا جو ہر وقت کوفت کا شکار رہنے لگے تھے

"تم کیوں نہیں سمجھ رہی کہ میری پریشانیوں میں اضافہ کر رہا ہے تمہارا لاڈلہ پوت۔۔ہاں میں مانتا ہوں کہ سکینہ کی خواہش کو ترجیح دے کر یشل کا نکاح کروانا ایک بہت غلط فیصلہ تھا جس سے دونوں بچوں کی زندگی خراب ہوئی ہے لیکن اب کچھ ہو سکتا ہے؟ نہیں ہوسکتا نہ بھئی پھر کیا چاہتا ہے یہ شخص؟ ساری زندگی اسے اپنا روگ بنا کر رہے گا؟ کیا زندگی میں ویسے ٹینشنز کم تھی کہ یہ بھی چلتے پھرتے مزید پریشان کر رہا؟"

عدنان صاحب کے ایک ہی جست میں بولنے پر عطیہ خاموش رہی تھی۔۔کم ازکم اسے عدنان کے اضطراب کی وجہ تو معلوم ہو ہی گئی تھی۔

"بچہ ہے وہ۔۔۔"

"بچہ کہہ رہی ہو تم اس جاہل کو؟ بے شرم انسان جینا حرام کردیا ہے ! گھوڑے جتنا قد نکل آیا ہے اور عقل ٹخنوں میں ہے۔۔۔"

"اچھا غصہ نہیں کریں۔۔۔" عطیہ نے شوہر کے کندھے پر ہاتھ رکھا تو وہ سر جھٹک کر رہ گئے۔

☆☆☆☆☆

"ارے بھئی لڑائی ہوئی کیوں تھی۔۔۔؟" اسے روتا دیکھ کر تیسری مرتبہ آبی نے سوال کیا۔ "مم۔۔۔مجھے نہیں پتا۔۔۔"

ہچکیاں لیتے اسنے جواب دیا تو آبی نے تاسف سے سر ہلایا۔

"بس کرو یَشل۔۔۔اگر اتنا پچھتاوا ہورہا ہے تو جاکر معافی مانگ لو اسکی واپسی میں ابھی بھی وقت ہے۔۔۔"

"وہ واپس جارہا ہے۔۔۔؟" آبی کی بات سنتے اسکے آنسو تھمے تھے۔

"ہاں۔۔عطیہ اور عدنان سے کافی بحث کی اسنے اور تمہارا کیا خیال تھا کہ وہ اب بھی یہاں رُکتا؟ کس منہ سے؟"

آبی ہی بات پر وہ دل گرفتہ سی ہوتی ہونٹ کچلنے لگی۔

"مم۔۔۔میں نہیں بولنا چاہتی تھی وہ سب۔۔۔مگر وہ جو بولنے لگا تھا تو بس۔۔۔" اسکے دل میں نئے سرے سے ندامت نے سر اٹھایا تھا۔

"اچھا خاموش ہو جاؤ۔۔۔جو ہوگیا سو ہوگیا اور یاد رکھو۔۔۔آنے والے وقت میں تمہیں یہ سب کرنا ہے ! تم رائد کی بیوی ہو تمہیں یہ بات زہن نشین کرنی ہوگی کیونکہ اب یہی تمہاری پہچان ہے۔۔" وہ آبی کو دیکھتی رہ گئی تھی۔

پچھلے کچھ دنوں سے سارا دن اس کمرے میں بیٹھ کر وہ خود کو یہی سمجھا رہی تھی کہ جس حقیقت کو اسنے قبول کیا ہے اس حقیقت میں اسے جینا بھی ہے۔

"میں کوشش کر رہی ہوں۔۔۔" وہ آہستگی سے بولی

"ابھی تک کوشش کر رہی ہو؟ چلو کر رہی ہو مگر مزید کب تک؟ کیا ایک ماہ کافی نہیں تھا؟"

وہ خاموش رہی تھی۔ انہیں کیا بتاتی کہ جو ایک ماہ گزرا ہے اس میں اسنے کوشش تو کی ہی نہیں۔ ضرورت پڑی ہی نہیں کیونکہ وہ تو ایک ماہ سے الیوژن کے ساتھ رہ رہی تھی، وہ اس ان دیکھے وجود کے ساتھ رہتی آئی تھی جو اس کا نہ ہوا تھا۔

"ایک مہینہ کم تھا۔۔۔"

"تمہیں ایک سال بھی کم ہی لگے گا اگر تم کوشش نہیں کروگی تو۔ ہر چیز ممکن ہے اگر دل آمادہ ہو جائے تو۔۔۔"

"دل ہی تو آمادہ نہیں ہو رہا آبی۔۔۔"

اسنے آبی کی جانب دیکھتے ہوئے کہا۔ لہجہ بے بسی سے بھیگا اور مدھم تھا۔

"آمادہ کرنا چاہو گی تو کیوں نہیں ہوگا؟"

"میرے بس میں ہوتا تو کر لیتی۔۔مگر دل تو میرا رہا بھی نہیں ہے۔" لہجے میں صدیوں کی تھکن تھی۔

"سب ٹھیک ہو جائے گا۔۔" آبی نے جیسے اسے حوصلہ دینا چاہا۔

"جانتی ہوں۔۔" وہ جانتی تھی کچھ ٹھیک نہیں ہوگا۔۔۔

باہر سے آنے والی آوازوں نے اسے متوجہ کیا۔ وہ بھاری آواز پہچاننے میں اسے دیر نہ لگی۔بیڈ سے اٹھتی ایک ہی جست میں کھڑکی کے پاس آئی ہلکا سا پردہ ہٹایا تو توقعہ کے عین مطابق وہ سفری بیگ تھامے جانے تو تیار کھڑا تھا۔

"ارمغان مت جا دوبارہ سوچ لے۔۔۔" افہام نے ایک اخری کوشش کی

"تیرا دماغ خراب ہے؟ تجھے لگتا ہے میں مزید یہاں رک سکتا ہوں؟"

"بھائی آپ کا یوں جانا بھی تو ٹھیک نہیں لگتا عادل انکل اور وہ جو انکل آنٹی ہیں وہ بھی پوچھ رہے تھے کہ واپس کیوں جارہا ہے ارمغان۔۔۔"

ہادی یقیناً ضعیمہ اور اصغر کی بات کر رہا تھا۔

"ماما کہہ دیں گی ان سے آفس کے سلسلے میں جارہا ہوں۔۔۔"

وہ عطیہ کو بہانہ بتا کر اس کی مشکل آسان کر آیا تھا۔

"اور یشل۔۔۔؟" افہام نے بے اختیار سوال کیا تو ارمغان نے کچھ حیرت سے اسے دیکھا

"کیا یشل؟ دیکھا نہیں تو نے آج کیا کیا اسنے؟ تجھے پہلی والی یشل لگی تھی وہ؟ وہ میری یَشل تھی ہی نہیں۔۔کوئی اور تھی۔۔"

یَشل کو رونگٹے کھڑے ہوتے محسوس ہوئے تھے۔ ایسے جیسے جان باقی نہ رہی ہو۔۔۔پردے پر اسکی گرفت مضبوط ہوئی تھی۔

"مجھے ایسے محسوس ہوا جیسے اسنے میرے وجود کے پرخچے اڑا دیئے ہوں۔۔"

یشل نے دونوں ہونٹ دانتوں تلے دبائے۔ پورا وجود سنسنا گیا۔ وہ اچھے سے جانتی تھی آج سب کے سامنے ارمغان قریشی کے زخموں کو کس طرح کریدا تھا اس نے۔

"اس سب کے بعد بھی میں یہاں کیسے رک جاؤں؟ اپنی محبت کو کسی اور کا ہوتے ہوئے کیسے دیکھ لوں؟"

وہ مزید بولا تو یَشل کی سانس رکی تھی۔ سن ہوتے وجود میں کرنٹ دوڑ گیا۔۔ سختی سے پردہ پکڑے ہاتھوں میں لرزش ہوتی چلی گئی اور دھڑکن اس قدر بے ترتیب کہ اسکے رک جانے کا یقین ہوا تھا۔ آبی نے پاس آتے اسکی کندھے پر ہاتھ رکھا۔

"ارمغان اس کی پوزیشن کو بھی سمجھ۔ وہ بھی تو تیرے سامنے ہے حالات کے سامنے مجبور ہے۔ اور جو تو کہہ رہا تھا وہ بھی تو ٹھیک نہیں تھا۔ وہاں اس کا شوہر کھڑا تھا۔۔۔"

افہام نے یشل کی سائڈ لینے کی کوشش کی جس پر وہ استحزاء سے ہنسا۔

"شوہر۔۔۔ ٹھیک کہہ رہے ہو تم۔۔" اسنے جانے کو قدم بڑھائے۔

"میں ساتھ چلتا ہوں چھوڑنے۔۔۔" افہام اسکے پیچھے ہو لیا

"نہیں رہنے دے ضرورت نہیں ہے اور ہاں۔۔۔ اسے بتا دینا۔۔۔"

پلٹ کر بولتے ہوئے اسنے کھڑکی کی جانب دیکھا جہاں پردے میں چھپا اسکا چہرا سیاہ آسمان پر بادلوں میں چھپے چاند جیسا منظر پیش کر رہا تھا۔

"ارمغان قریشی یَشل ریحان کے بغیر خاک ہے۔۔۔"

وہ پلٹ گیا تھا۔ یَشل کی ٹانگوں سے جان نکلتی اسے زمین بوس کر گئی۔

"یَشل۔۔۔۔" آبی بے اختیار ہی اسے پکارتے ہوئے جھکی تھی۔ انہوں نے اسے اٹھانا چاہا تو وہ بلک اٹھی۔۔۔ جو ہمت اسنے اتنے دنوں میں جمع کی تھی وہ ساری اسکے ایک جملے پر ہوا میں زائل ہو گئی تھی۔ آبی اسکے پاس بیٹھتی اسے

سہلانے لگی تو وہ کسی ننھے بچے کی طرح انکی آغوش میں چھپنے کی کوشش کرنے لگی۔

کافی دیر رونے کا شغل فرمانے کے بعد دل ہلکا ہوا تو اسنے آبی کی جانب دیکھا جن کا جھریوں زدہ چہرا بھگیا ہوا تھا۔۔۔

"میں ہر بار کمزور کیوں پڑ جاتی ہوں۔۔؟" رونے کے باعث اسکی آواز بھاری ہوگئی تھی۔

"محبت انسان کو ریت کردیتی ہے۔۔۔" وہ خاموشی سے انہیں دیکھتی رہی۔۔

"آپ اللہ سے کہیں نہ وہ مجھے پتھر کردے۔۔" اس نے جیسے منت کی تھی۔

"بیوقوف۔۔ سمجھداری سے کام لو ایسے نہیں کرتے۔ اٹھو اب رونا بند کرو۔۔نفل پڑھو میرے ساتھ۔۔"

آبی زمین سے اٹھنے لگی تو وہ بھی اٹھ کھڑی ہوئی۔

نفل ادا کرتے اسنے دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے تو کچھ دیر خالی نظروں سے ہاتھوں کی ان لکیروں کو دیکھتی رہی جن میں اسے کبھی ارمغان کا نام نظر آتا تھا۔ وہ دعا کے لیے اٹھائے ہاتھ نیچے کر گئی۔

"بس ایک سوال۔۔۔اسے میرا نصیب نہیں بنا سکتے تھے تو میرے دل میں اسکی محبت کیوں ڈالی؟"

اسکی بھرائی آواز میں کی گئی بڑبڑاہٹ آبی نے بخوبی سنی تھی۔

"ہمارے دلوں سے ایک دوسری کی محبت ختم کردے۔ اس کی اذیت ختم کردے میرے پروردگار تو اسکے حق میں بہتر کردے۔۔میں اپنے لیے کچھ نہ مانگوں گی تو اس شخص کے زخموں پر مرحم رکھ دے اسکی تکلیف ختم کردے۔۔"

NOVEL HUT

خارے پانی کے قطرے آنکھوں سے نکلنے لگے تو وہ سر سجدے میں جھکا گئی۔

☆☆☆☆☆

سوتے جاگتے ساری رات کانٹوں پر گزری تھی۔ برائے نام ناشتہ کرنے کے بعد خیالوں میں ایسی گم رہی کہ بارہ کب بجے اسے احساس بھی نہ ہوا۔ نشہ کو افراتفری میں زیورات اور دوسرا سامان اٹھاتے دیکھ کر اسے یاد آیا کہ اپنے روگ کو سلگتی ہوئی بھٹی میں جھونک کر اسے رائد کے لیے سجنے جانا تھا۔ بوجھل قدموں سے چلتی وہ نشہ کے ساتھ گاڑی میں بیٹھی تو ڈرائیور نے پارلر کا رخ کیا۔

☆☆☆☆☆

"السلام و علیکم۔۔۔" آخر کار چوتھی مرتبہ فون بجنے پر اس نے بیتاب بیٹھی عِزہ کی کال اٹینڈ کر ہی لی۔

"وعلیکم السلام۔۔۔ آپ چلے گئے؟ بتایا بھی نہیں!" اسکے لہجے میں خفگی محسوس کرتے وہ چاہ کر بھی مسکرانے میں ناکام ٹھہرا۔

"ہاں۔۔۔ تم سناؤ خیرات تھی؟ یقیناً تم نے محض یہ سوال کرنے کو تو کال نہیں کی ہوگی۔۔"

"اگر میں کہوں ہاں یہی پوچھنے کے لیے کی تھی تو؟" مسکراہٹ دباتے اسنے سوال کیا

"اس میں پوچھنے والی کیا بات تھی؟ جانتی تو ہو چلا گیا ہوں گھر میں کسی سے کنفرم کر لیتی۔۔۔" عزہ کی مسکراہٹ سمٹ گئی

"صاف بولیں آپ کو میرا کال کرنا برا لگا۔۔۔" اسکی بات سنتا دوسری طرف وہ ہنسا تھا

اوہو عزہ۔۔۔یہ پانچویں کال تھی تمہاری میں تو ڈر ہی گیا۔۔۔"

"اور جو میں ڈر گئی اس کا کیا۔۔۔؟" اسنے کچھ نروٹھے پن سے سوال کیا۔

"اور تم کیوں ڈر گئی۔۔۔؟"

"ظاہر ہے بندے کو پریشانی ہوتی ہے۔۔مل کر تو جاتے۔۔۔"

"کیسی باتیں کر رہی ہو۔۔میں کون سا کوہ قاف پر آیا ہوں۔ دو دن بعد تم نے بھی یہیں آنا ہے۔۔۔"

"اب آپ کو کیسے سمجھاؤں کہ یہ دو دن گزریں گے ہی نہیں۔۔۔" اس کا خفا لہجہ محسوس کرتا بات پر غور کئیے بغیر ہنسا۔

"اب کیا چاہتی ہو۔۔۔؟ ہرجانہ کیسے ادا کیا جائے ؟"

اسکا لہجہ اتنا نرم تھا کہ عزہ کی دھڑکن بے ترتیب سی ہوئی تھی۔ پچھلے کئی دنوں میں پہلی بار اسنے ارمغان کے لہجے میں اتنی نرماہٹ کو محسوس کیا تھا۔

"بولو بھئی۔۔۔۔" اسکی خاموشی پر وہ دوبارہ مخاطب کرگیا۔

"امم۔۔۔میرے واپس آنے پر کہیں چلتے ہیں۔۔۔لنچ یا ڈنر کرنے؟"

وہ بتانے کے ساتھ سوال بھی کر رہی تھی۔ ارمغان چند لمحے خاموش رہا یقیناً اسے کے ایف سی والی بات یاد آئی تھی۔ اسکی خاموشی پر عزہ کو شرمندگی نے اپنے گھیرے میں لیا۔

"اور کوئی حکم ہمارے لائک ؟" وہ بولا تو اسکا لہجہ نارمل تھا۔

"پہلے جو کہا ہے وہ تو کریں۔۔۔۔"

"ارے بھئی تم واپس آؤ گی تو ہی ممکن ہے۔۔ اس کے علاوہ ہوسکتا ہے کچھ ؟"

"کیوں نہیں ہوسکتا تھا؟ اگر بتا کر جاتے تو میں بھی ساتھ چل پڑتی۔" عزہ کی توقعہ کے مطابق وہ ہنسا نہیں

"تم کیوں چلتی۔۔۔؟"

"اب آپ کے بغیر مزہ تھوڑی نہ آئے گا۔۔۔۔" اسے عزہ کی طرف سے اس بات کی توقع نہیں تھی تبھی وہ چونک گیا

"گھر کے سب لوگ ہونگے مگر ہمیشہ کی طرح آپ نہیں ہونگے تو سب ادھورا ہی لگے گا نہ۔۔۔ آپ کو نہیں جانا چاہیے تھا۔۔۔"

عِزہ مزید بولی تو ارمغان بات کا مقصد سمجھتے مسکرا دیا۔

"اب کیا ہوسکتا ہے؟ چھوڑو یار مجھے آفس کی فکر زیادہ تھی ابھی ایک مہینہ ہی تو ہوا ہے آفس جوائن کیئے۔ کچھ ہی دن کی چھٹی لی تھی میں نے۔۔۔"

"ٹھیک ہے ٹھیک ہے۔۔۔ اچھا میں چلتی ہوں ماما بلا رہی ہیں خیال رکھیے گا اپنا۔۔"

صبیحہ کی آواز پر الوداعی کلمات ادا کرتے اسنے کال ڈس کینکٹ کی۔

☆☆☆☆☆

سر پر کھڑی بیوٹیشن اس کے میک اپ اور بالوں کو لاسٹ ٹچ دے رہی تھی۔ وہ تو شکر کرتے نہ تھک رہی تھی کہ میک اپ مکمل ہوا کیونکہ رہ رہ کر یَشل کے آنسو اسے بھی کوفت میں مبتلا کرنے لگے تھے۔ آخر میں نشہ کے بیوٹیشنز کے سامنے بری طرح جھڑکنے پر یَشل کچھ شرمندہ ہوئی اور با مُشکل اسنے امڈ کر آنے والے آنسو روکے تو بیوٹیشن نے اسکا میک اپ مکمل کیا۔

"باہر آپ کو لینے آئے ہیں۔۔۔" ملنے والے اس پیغام پر وہ کچھ حیران ہوئی کیونکہ افہام نے کہا تھا وہ آنے سے پہلے اسے کال کردے گا اور ابھی کچھ وقت بھی باقی تھا۔

"میں دیکھتی ہوں۔۔" وہ یشل کو مخاطب کرتی باہر آئی تو ڈرائیور کو کھڑا پایا

"آپ کیوں آئے ہیں ہمیں لینے۔۔۔؟"

"رائد صاحب نے بھیجا ہے مجھے آپ کو گھر لانے کے لیے۔۔۔"

"مگر یشل تو ابھی دیر لگے گی۔۔۔"

"جی ہاں رائد صاحب نے کہا تھا صرف نشہ بی بی کو لانا یَشل بی بی کو وہ خود پک کریں گے۔۔۔"

ڈرائیور کی بات سن کر نشہ نے دل ہی دل میں رائد کو ڈھیر ساری سنا ڈالی اور کشمش کا شکار ہوئی کہ اب کیا کرے۔۔۔

"آپ رکیں۔۔۔" وہ واپس اندر آئی تو یَشل اسے دیکھنے لگی

"وہ۔۔ ڈرائیور لینے آیا ہے۔۔"

"اسے کہیں تھوڑا انتظار کرے۔۔۔ابھی تو دوپٹہ بھی سیٹ نہیں ہوا۔۔"

یَشل کی جگہ اسکے بالوں میں بھر بھر کر ہئیر سپرے لگاتی بیوٹیشن نے جواب دیا۔ نِشہ ایک نظر اسے دیکھتی یَشل کی جانب جھکی

"وہ تمہیں نہیں صرف مجھے لینے آیا ہے۔ کہہ رہا ہے تمہیں رائد لینے آئے گا خود۔۔۔"

اسکی بات سنتے یشل نے بیزاریت سے اسے دیکھا۔

"اب بتاؤ کیا کروں۔۔۔" کوئی جواب نہ ملنے پر انوشہ نے دوبارہ سوال کیا۔

"کیا ہی کر سکتی ہو؟ چلی جاؤ۔۔" اسکی بات سن کر نِشہ نے سر ہلایا اور آیت الکرسی پڑھ کر اس پر پھونکی پھر باہر کی جانب چل دی۔

آدھا گھنٹا ہی گزرا تھا جب اسکا موبائل چنگھاڑنے لگا۔ سکرین پر رائد کا نام دیکھ کر اسنے ناچاہتے ہوئے بھی کال اٹینڈ کی

"ہیلو۔۔۔"

"باہر آجاؤ میں انتظار کر رہا ہوں۔۔۔" یشل کا دل تو کیا اسے آدھا گھنٹا انتظار ہی کرواتی رہے مگر اسے ہال پہنچنا تھا۔

"آتی ہوں۔۔۔" رکھائی سے کہتے اسنے فون بند کر دیا۔ ایک آخری نظر خود پر شیشے میں ڈالی تو شیشے کے سامنے سے ہٹنے کا دل ہی نہ کیا۔ وہ نظر لگ جانے کی حد تک خوبصورت لگ رہی تھی۔ اتنی ہی حسین جتنی وہ ارمغان کی دلہن بن کر لگنا چاہتی تھی یا شاید۔۔شاید اس سے زیادہ خوبصورت۔

"خدا نے آپ کو بہت زیادہ حسن دیا ہے۔۔بہت خوش نصیب ہیں آپ کے شوہر۔۔" اس کو شیشے میں خود کو تکتا پا کر بیوٹیشن نے تعریف کر دی

"ہاں۔۔میں ہی بد نصیب ہوں۔۔۔" اسکی بڑبڑاہٹ بیوٹیشن کے کانوں تک نہ پہنچی

"آئیں ہم آپ کو باہر تک چھوڑ آتے۔۔۔" وہ بھاری جوڑا سنبھالنے کی جدو جہد میں تھی جب دونوں بیوٹیشنز اسکی طرف آئی اور اسکی مدد کرتی پارلر سے باہر لائی۔ گاڑی سے ٹیک لگا کر سکون سے کھڑے رائد کی نظر اس کر گئی تو پلٹنا بھول ہی گئی۔ وقت جیسے تھمنے لگا تھا۔ وہ کسی ٹرانس کی کیفیت میں مبہوت سا ہلکی روشنی میں نظر آنے والی اس حسن کی دیوی کو دیکھتا چلا گیا تھا جو اپنے دھیان میں زمین پر پھیلا جوڑا سنبھالنے کی کوشش کرتی چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی آگے آرہی تھی۔ وہ مزید آگے آئی تو رائد ہوش کی دنیا میں آتا اسکی جانب گیا۔

"شکریہ۔۔۔" اسنے دونوں بیوٹیشنز پر ایک اچٹتی نگاہ ڈالی تو یشل نے اسے دیکھا۔ وہ اسکے ڈریس کے کمبینیش کی ہی شیروانی زیب کئیے ہوئے گا۔ کٹے ہوئے بال نفاست سے سیٹ تھے۔ چہرے پر ہلکی مسکراہٹ اور آنکھوں میں مخصوص چمک۔ وہ آج خاصہ مختلف لگا تھا۔۔پہلے رائد کبھی بھی اسے وجیہہ شخصیت کا مالک نہیں لگا تھا مگر آج لگ رہا تھا۔ یشل نے سر جھٹکا۔

اس نے گاڑی کا دروازہ کھولا تو خود سے بھی زیادہ وزنی جوڑے کے ساتھ وہ بامشکل پھولوں سے سجی گاڑی میں بیٹھی۔ رائد نے ڈرائیونگ سیٹ سنبھالی لیکن گاڑی سٹارٹ کرنے کے بجائے وہ اسے دیکھنے لگا۔

"تم۔۔۔ایسے کیا دیکھ رہے ہو۔۔۔" اسکی گہری نظروں کے ارتکاز پر وہ گھبرائی تھی۔

"کچھ لایا تھا میں تمہارے لیے۔۔۔" کہنا کچھ اور تھا مگر زبان سے کچھ اور ادا ہوا تھا۔

رائد نے اسکا ہاتھ تھاما تو آنکھوں میں خفگی در آئی

"تم نے مہندی کیوں نہیں لگوائی؟"

"وقت نہیں ملا یاد بھی نہیں تھا اور اینڈ ٹائم پر کوئی اچھی آرٹسٹ نہیں ملی۔۔۔"

اسنے بغیر دیکھے جواب دیا اور لہجہ نارمل رکھنے کی کوشش کی۔

"ایک فنکشن تھا اس میں بھی بہانے کروا لو۔۔ ابھی پورا ہفتہ شادی چلتی تو پتا لگتا تمہیں۔۔۔"

وہ اسکی رنگ فنگر میں موجود خوبصورت سی رنگ اتارتا ہوا بولا تو اس کی بات سنتی یَشل نے دھیان نہ دیا۔

"اللہ نہ کرے۔۔پورا ہفتہ شادی ہوتی تو میں کمرے سے ہی نہ نکلتی۔۔کرلیتے پھر جو مرضی۔"وہ فوراً بولی

"ہاں تو ابھی کون سا تم کمرے سے نکلی تھی پورا ہفتہ۔۔۔بلکہ یاد آیا۔۔۔ابھی کل ہی تو آپ نے ہٹلر بن کر یَشل رائد خٹک ہونے کا ثبوت دیا ہے۔۔۔"

وہ منظر یاد کرتے رائد کا دل باغ ہوا۔لہجے میں اچانک گھل جانے والی چاشنی پر یَشل نے تفکر سے اسے دیکھا۔رائد بات مکمل کرتا اسکا خوبصورت ہاتھ ہونٹوں سے لگا گیا تو وہ چونکی۔رائد نے اسکا ہاتھ اپنی گرفت سے آزاد کیا تو اسکی نظر اپنی چوتھی انگلی پر گئی جس کی رنگ وہ بدل چکا تھا۔پہلے پہنی ہوئی گولڈ کی رنگ کی جگہ خوبصورت سے ہیروں والی قیمتی رنگ جگمگا رہی تھی۔

"کیسی لگی۔۔۔؟"رائد کے سوال پر اسنے رنگ سے نظر ہٹاتے اسے دیکھا۔

"یہ کیوں دی ہے۔۔؟" بےتکا سا سوال سنتے رائد نے تاسف سے اسے دیکھا

"کیونکہ آپ میری بیوی ہیں۔۔۔" اسنے رائد سے نظر ہٹاتے اس انگوٹھی کو دیکھا۔

"اچھی نہیں لگی تمہیں۔۔؟" اسنے اسکی خاموشی پر دوبارہ سوال کیا

"نہیں۔۔۔بہت خوبصورت ہے یہ۔۔" اسنے دوسرے ہاتھ کی انگلی سے اسے چھوُا

"تم نے پہنی ہے اس لیے خوبصورت ہے۔۔۔"

وہ نرمی سے بولتا گاڑی سٹارٹ کرگیا تو یَشل نے چونک کر اسے دیکھا۔

NOVEL HUT

"تمہاری پسند ہے خوبصورت تو ہوگی۔۔۔"

"تم نے پہنی ہے تو اسکی خوبصورتی بڑھ گئی ہے۔۔"

"تم جو پہن لو وہ قیمتی ہوجاتا ہے۔۔"

ایسے کئی جملے اسنے ایک شخص کے منہ سے سو بار سنے تھے۔ آج بہت عرصے بعد رائد کے منہ سے نکلنے والی بات اسے ماضی میں دھکیل گئی تھی۔ دل شکستہ ہوتی وہ چہرا جھکا کر نظریں اس انگوٹھی پر ٹکا گئی۔

باقی کا سارا راستہ خاموشی سے کٹا تھا۔ رائد نے گاڑی برائیڈل روم کے باہر روکی۔ گھر کی ساری عورتیں اسکے انتظار میں وہیں کھڑی تھی۔ گاڑی رکنے پر نشہ اور قرت اسکی جانب آئی اور دروازہ کھولتے اسے سہارا دے کر باہر نکلنے میں مدد کی۔

"ماشاءاللہ ماشاءاللہ۔۔۔" اسکی خوبصورتی کی تعریف کئیے بنا کوئی نہ رہ سکا تھا۔

NOVEL HUT

"یَشل بہت پیاری لگ رہی ہو۔۔۔ نظر نہ لگ جائے۔"

عزہ کے لہجے کی مٹھاس پر وہ محض مسکرائی۔

"اچھا اب اس کو اندر روم میں لے جاؤ مہمان تو آگئے ہیں کچھ دیر بعد تم دونوں آجانا۔"

عطیہ نے پہلے لڑکیوں کو مخاطب کیا پھر رائد کی جانب دیکھا تو اسکی ہدایت پر رائد نے سر اثبات میں ہلایا۔ لڑکیاں اسے سہارا دیتی برائڈل روم میں لے آئی جہاں بیٹھتے ہی وہ اضطراب کا شکار ہوئی۔ ہاتھوں کی لرزش ایسی کہ رکنے کا نام ہی نہ لے۔ بلاوجہ سے اسے ٹھنڈے پسینے آنے لگے۔ رونا بھی آرہا تھا مگر رویا بھی نہ جارہا تھا۔ اسے عجیب سی کیفیت کا شکار ہوتا دیکھ کر نِشہ اور قرت نے اپنا ماتھا پیٹا اور اسکا دھیان بھٹکانے لگی مگر رائد کی بازو میں بازو ڈالے جب وہ ہال میں داخل ہوئی تو اضطراب میں اضافہ ہوا۔ اسے اندازہ نہیں تھا کہ یہ ولیمے کا فنکشن اس قدر بڑا ہوگا۔ زندگی میں پہلی بار وہ ایسا فنکشن دیکھ رہی تھی جہاں اتنے لوگ تھے کہ اسکا سر ہی چکرا گیا۔

سکینہ نے اسے کہا تھا کہ وہ اپنے کچھ دوست احباب بلائے گی اوریشل کو لگا تھا کہ خاندان کے علاوہ چند ہی دوسرے لوگ ہونگے اور یہ ایک پرائیویٹ فنکشن ہوگا مگر اب اسے لگ رہا تھا سکینہ نے پوری انڈسٹری کو ہی دعوت دے دی تھی۔ ہر طرف پھیلے فوٹو گرافرز اور بے شمار کیمرازکی آنکھوں میں چبھتی لائیٹس نے اسکی آنکھیں چندھیا گئی۔ رائد اسکی کیفیتِ سمجھ کر سٹیج پر پہنچنے تک

اس سے کچھ نہ کچھ کہتا رہا تھا اور وہ اسکا دھیان یہاں وہاں کرنے میں کارآمد ثابت ہوا مگر اتنا زیادہ بھی نہیں۔

"بہت خوب سیرت ہے میری بچی اس کا خیال رکھنا بڑا نازک اور نرم دل ہے یشل کا۔ جب تک سو بار نہ پوچھ لو تب تک بتاتی نہیں پریشانی کیا ہے۔۔ بڑے نازوں سے رکھا تھا میں نے اسے۔۔"

آبی کی باتیں سنتے رائد کی مسکراہٹ گہری ہوتی چلی گئی۔

"میں نے کبھی نہیں سوچا تھا کہ تمہارے جیسی خوبصورت و سیرت لڑکی میری زندگی میں آئے گی۔۔"

آبی کے جانے کے بعد رائد نے اسکی طرف جھکتے ہوئے تھوڑی شوخی سے کہا۔

"میں نے بھی کبھی نہیں سوچا تھا کہ خدا اس خوبصورتی کا بدلہ اس طرح سے لے گا۔۔۔" یَشل نے صاف گوئی سے کام لیتے اسکی شوخی چٹکیوں میں اڑائی۔

"گنجا کردوں گا میں تمہیں۔۔۔" اسکی بات پر تو رائد کا روم روم سلگ اٹھا۔

"اب اتنا بھی اندھیر نہیں مچا۔۔۔" رائد کی کڑھ کر کہی گئی بات پر یشل نے خاصے ٹھنڈے پن کا مظاہرہ کیا۔

"تم آج کے دن مجھ سے تمیز سے بات نہیں کر سکتی۔ شوہر ہوں تمہارا۔"

رائد نے اسے احساس دلانا چاہا جس میں وہ بری طرح ناکام ہوا

"شوہر ہو اسی لیے آہستہ بات کر رہی ہوں اور شکر کرو یہاں لوگ موجود ہیں ورنہ آج کے دن تمہاری عزت میں خاصہ اضافہ کرنے کا ارادہ تھا میرا۔۔۔ پھر کافی پچھتاوا ہوتا تمہیں یہ فنکشن اریخ کرنے پر۔۔۔"

وہ بے خوفی و بے نیازی سے بولی تو رائد نے پھاڑ کھانے والی نظروں سے اسے دیکھا جو سامنے دیکھ رہی تھی۔

"ابھی تو میرا پچھتاوا ختم ہوا ہے، اب شکر کے دن ہیں وہ بھی تم اپنی بھڑاس میں نکال رہی ہو۔۔۔"

وہ اسکی کسی بھی بات کو دل پر لئیے بغیر شوخی سے بولا تو یَشل نے محض ہنکار بھرا۔۔۔

☆☆☆☆☆

"یار بندہ اب اتنا بھی نکھرا نہ دکھائے۔۔۔" افہام نے قرت کا راستہ روکا تو وہ اسے گھورنے لگی۔

"بندہ نہیں دکھاتا مگر بندی تو دکھاتی ہے نہ۔۔" وہ تنک کر کہتی گزرنے لگی جب افہام نے بازو پکڑتے اسکی کوشش ناکام کی۔

"کچھ زیادہ نہیں اترانے لگ گئی تم۔۔؟" افہام نے اسے آنکھیں دکھائی

"ہاں بلکل ایسا ہی ہے اور چھوڑیں یار کوئی دیکھ لے گا۔۔۔"

قرت نے گھبرا کر بازو آزاد کروانے کی کوشش کی اور ایک نظر یہاں وہاں دوڑائی۔

"دیکھتا ہے تو دیکھ لے۔۔۔کام آسان ہو جائے گا۔"

وہ بے نیازی سے بولا تو اس نے گھورا جس کے زیادہ ہی پر نکل آئے تھے۔

"تو یہ بے شرمی ایٹلیسٹ یہاں تو مت کریں۔۔لوگ کیا سوچیں گے۔۔"

قرت نے دانت پیستے بازو سے اسکی انگلیاں ہاٹنی چاہی۔

"یہی سوچیں گے کہ ہماری بھی شادی ہونے والی ہے۔۔۔"

افہام دوسرے ہاتھ سے اسکا ہاتھ نیچے کرتے ہلکا سا اسکی طرف جھک کر آواز کو دھیما رکھتے ہوئے بولا تو اسکی بات پر قرت کے گال سرخ پڑے۔

"ایک تو تم پہلے ہی بجلیاں گرا رہی ہو اوپر سے تمہارا شرمانہ۔۔۔سوچ لو کہیں اس ولیمے پر ہم دونوں کا نکاح نہ ہو جائے۔"

اسکے شریر لہجے اور بات پر وہ چاہ کر بھی ہونٹوں پر بکھرنے والا تبسم چھپا نہ سکی۔

"اس سے پہلے آپ کے کھلم کھلا بے حیائی کرنے پر بڑے واقعی نکاح کروا دیں۔۔شرافت کا دائرہ اپنائیں یہ شادی ہال ہے گھر نہیں جہاں جو مرضی کرتے پھرو۔۔"

عزہ نے دانت پیستے ہوئے ان دونوں کا رومینٹک موومینٹ بری طرح برباد کیا۔ جہاں قرت نے افہام کی باتوں پر آنے والی مسکراہٹ چھپائی وہیں افہام نے بدمزہ ہوتے اسکا بازو گرفت سے آزاد کیا۔

"ان گنت لوگ موجود ہیں یہاں۔۔۔ اماں ابا کی نظر ہم دونوں پر ہی پڑنی ہے؟"

افہام نے دانت پیسے تو عزہ نے کمر پر ہاتھ رکھا

"کسی نہ کسی کی تو پڑ ہی سکتی ہے۔۔۔ اپنی شامت کو دعوت مت دیں۔" عِزہ نے اسے وارننگ دینا چاہی۔

"ارے بھئی تم جا کر دوسروں کی جاسوسی کرو۔۔۔"

افہام نے دونوں کندھوں سے پکڑتے اسکا رخ دوسری جانب کیا اور آگے کو دھکا دیا تو وہ ان کی طرف آتے ہادی سے بری طرح ٹکرا گئی۔ اس سے پہلے وہ

اپنی پیروں کو چھوتی میکسی میں الجھ کر زمین بوس ہوتی ہادی نے پھرتی سے اسے پکڑا۔

"ارے ارے لڑکی۔۔۔ سنبھل کر۔۔"

ہادی نے دونوں کندھوں سے پکڑا تو وہ اپنے بچاؤ کے چکر میں ہادی کے کوٹ کا کالر سختی سے دبوچ گئی۔ سر بے اختیار ہی اسکے کندھے سے ٹکرایا۔ کئی گردنیں ان چاروں کی جانب مڑی تھی۔

"ابھی میں شہید ہوجاتا۔۔دیکھ کر چلو۔۔"

وہ بروقت اس سے دور ہوئی۔ ہادی نے اپنا کوٹ ٹھیک کرتے عزہ سے کہا تو وہ شرمندہ ہوتی افہام کی جانب مڑی اور اسے پھاڑ کھانے والی نظروں سے گھورنے لگی پھر خفیف ہوتی ہوئی بولی

"افہام بھائی۔۔۔ ابھی میں گر جاتی۔۔"

"میرے اوپر۔۔۔اوفف ایک دو ہڈی تو ٹوٹنی ہی ٹوٹنی تھی۔"

ہادی نے اسکا جملہ مکمل کیا اور تاسف سے کہا۔

"اتنے ہی نازک ہو تو تم بھی دلہن بن کر سٹیج پر بیٹھ جاؤ۔۔۔"

عزہ نے جل کر کہا تو قرت اور ہادی کا قہقہہ بے ساختا تھا۔

"دلہن تو نہیں خیر دلہا بن سکتا ہوں اگر خوبصورت سی دلہن ساتھ بیٹھ جائے تو۔۔"

ہادی نے معنی خیزی سے عزہ کو دیکھا تو وہ کڑھ کر رہ گئی۔

"شکل بھی ایسی ہونی چاہیے کہ دلہن ملے۔۔"

اسنے چڑ کر کہا تو ہادی کی جوابی کاروائی سے پہلے قرت بولی

"یہ تم سب کو شادی کا شوق کیوں چڑھا ہے آج۔۔؟"

اسنے خود کو افہام کی جانب دیکھنے سے باز رکھنا۔ اسکی وجود کے آر پار ہوتی نظروں کو وہ اچھے سے محسوس کر سکتی تھی۔

"نہ بابا نہ۔۔مجھے تو نہیں البتہ افہام کی عمر نکلی جارہی۔۔۔"

ہادی نے افہام کی طرف اشارہ کیا جو قرت کو دیکھنے میں مصروف تھا۔ وہ لگ ہی اتنی خوبصورت رہی تھی۔

آئیس بلیو رنگ کا نفیس سا پیروں کو چھوتا گھیرے دار فراک جس پر وائٹ اور گولڈن رنگ کا خوبصورت کام ہو رکھا تھا۔ بالوں کی بیچ سے مانگ نکالے نیچرل پارٹی میک اپ میں وہ گلاب کی کلی لگ رہی تھی۔

ہادی کے بولنے پر بھی افہام اسکی طرف متوجہ نہ ہوا تا جانے اسے دیکھتے وہ کون سی سوچوں میں گم ہوا تھا اور ہادی نے اسکی نظروں کا نوٹس اچھے سے لیا تھا۔

"افہام بھائی۔۔۔" عزہ نے دانت پیستے اسکی بازو پر اپنا بازو مارا تو وہ قرت سے نظر ہٹاتا اسے دیکھنے لگا۔

"کیا ہوا۔۔۔؟" ایک طرف بھائی اور دوسری طرف محبت۔۔۔ وہ ہادی کے سامنے افہام کی محبت پاش نظروں سے دیکھنے پر بری طرح گڑبڑائی تھی۔

"کشمیر آزاد ہو گیا میرے بھائی۔۔۔"

ہادی نے آگے آتے اسکا کندھا تھپکا اور چلا گیا تو عِزہ بھی افہام کو گھورتی ہادی کی پیروی کرنے لگی۔ قرت نے بھی خفا نظروں سے اس کو دیکھا جو ہادی کی بات پر غور کر رہا تھا۔

"کشمیر آزاد ہوا کہ نہیں۔۔۔؟" صوفے میں دھنستے اسنے ٹی وی دیکھتے افہام سے سوال کیا تھا

"کشمیر۔۔۔؟" افہام نے نا سمجھی سے اسے دیکھا

"دل تیرا۔۔۔یونیورسٹی والی محبوبہ نکلی کہ نہیں؟"

"لعنت ہے۔۔۔" افہام نے باقاعدہ ہاتھ کا پنجہ کھول کر اسکے سامنے کیا تو ہادی نے قہقہہ لگایا۔

پھر جب بھی وہ افہام اس بارے میں پوچھتا تو یہی سوال کیا کرتا تھا۔ مگر اس بار اسنے سوال نہیں کیا تھا بلکہ اسے بتایا تھا کہ اس کا کشمیر آخر کار آزاد ہو ہی گیا۔

NOVEL HUT

"اوفف افہام۔۔اسے شک ہوگیا ہوگا۔۔" قرت خفا لہجے میں بولی

"یقین۔۔۔" افہام نے اس کی تصحیح کی

"بہت برے ہیں آپ۔۔۔ ایسے کون آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھتا ہے؟"

وہ نروٹھے سے بولتی جانے لگی تو افہام نے بھی اسکے پیچھے قدم اٹھائے

"ارے یار بعد میں بھی تو سب کو پتا لگنا ہے نہ۔۔۔"

"ہاں تو ابھی جائیں ذرا بتائیں امی کو میں بھی دیکھوں۔۔"

اسنے چیلنج دینے والے انداز میں کہا

"سوچ لو۔۔واقعی ایسا کردوں گا۔"

افہام نے جلدی سے سامنے آتے راستہ روکا اور آئی برو اچکائی

"اللہ اللہ۔۔۔خبردار کوئی الٹا سیدھا کام کیا ہے تو۔پڑھائی تو پوری ہونے دیں میری۔۔"

وہ افہام کو گھور کر بولی اور چلی گئی۔

"تچ تچ تچ۔۔۔جلدی ہے بھی اور نہیں بھی ہے۔۔یہ لڑکی میری سمجھ سے بالاتر ہے۔"

وہ سر انکار میں ہلا کر رہ گیا۔

☆☆☆☆☆

"تم لوگوں کا منہ بند ہوگا کہ نہیں؟" وہ چاروں ایک بار پھر دنیا سے لاتعلق ہوتے قہقہے لگانے میں مصروف تھے جب نشہ نے دانت پیستے ٹوک دیا۔

"ظالم دنیا۔۔ہماری ہنسی بھی برداشت نہیں جل کر رہ جاؤ تم بس۔" افہام کے کہنے پر وہ چڑ گئی۔۔

"چپ کرو۔۔یہاں تم لوگوں کو دیکھ کر کوئی کہہ سکتا ہے یہ دلہن کی طرف سے ہیں ہم؟ مہمانوں کی طرح بیٹھے ہوئے ہو۔۔"

"ہاں تو ولیمہ لڑکے والے کرتے ہیں۔۔۔لڑکی والے مہمان ہی ہوتے ہیں۔۔" عِزہ کی چلتی زبان پر وہ محض اسے آنکھیں دکھا کر رہ گئی۔

"زیادہ بک بک مت کرو۔۔۔اٹھو فوٹو شوٹ کروانا ہے بلا رہی ہیں ماما۔۔"

"ہمیں نہیں کروانا۔۔۔شادی تو بڑے ہی خوشگوار ماحول میں ہوئی ہے نہ۔۔"

"تمہارا دماغ کچھ زیادہ نہیں خراب ہوگیا؟"

ہادی نے کڑھ کر کہا تو نشہ نے اسکے سر پر پیچھے سے تھپڑ دے مارا۔

"ویسے شادی ہوئی تو خوشگوار ماحول میں ہی ہے۔۔۔"

عزہ نے ہاتھ میں پکڑا سافٹ ڈرنک کا گلاس منہ سے لگاتے آرام سے کہا۔

"ہاں بھئی تم تو یہی بولو گی تمہارا بس چلے تو جہاں لوگ سوگ مناتے ہیں تم وہاں بھی بھنگڑے ڈالو۔۔"

ہادی نے اسکے ہاتھ سے گلاس لیا اور آخری گھونٹ حلق میں انڈیلتے ہوئے زبان چلائی۔

"سوگ اگر تمہاری موت کا منایا جائے گا تو ضرور بھنگڑے ڈالوں گی۔۔"

عِزہ نے ٹھنڈے پن کا مظاہرہ کرتے آرام سے کہا تو دبی دبی ہنسی پر ہادی جل بھن گیا۔

"استغفرُاللہ استغفرُاللہ۔۔۔بولنے سے پہلے ذرا سوچ لیا کرو۔"

نِشہ بھی ان مسخروں کے ساتھ ہی بیٹھ گئی۔ شوٹ کروانے کا دل تو اسکا بھی نہ تھا۔

"اب بولنے سے پہلے سوچنے لگ گئے تو گھنٹا ایسے ہی گزر جانا۔۔۔کیونکہ ہماری تو ہر بات تمہیں غلط ہی لگتی ہے۔۔۔"

خاموش بیٹھی قرت نے گفتگو میں حصہ لیا تو افہام نے بھی اسکی ہاں میں ہاں ملائی۔

"بلکل درست فرمایا۔۔۔اتنا تو آبی بھی نہیں ٹوکتی جتنا تم مجھ سے چھوٹی ہوکر میرے اوپر چڑھ دوڑتی ہو۔۔"

"صرف آپ پر؟ ہم سب پر۔۔۔"عزہ نے تاسف سے سر ہلایا۔

"اللہ اللہ۔۔کتنے تنگ ہو تم لوگ مجھ سے۔۔۔تم لوگوں کو ہر وقت جب انٹرٹینمنٹ سوجھی رہے گی تو مجھے سنجیدہ ہی ہونا پڑے گا ناں۔۔"

اسنے مسکراتے ہوئے کہا

"ہاں تو ہونٹوں پر مسکراہٹیں بکھیرنا ثواب کا کام ہے۔۔۔"

ہادی کی بات پر سب نے سمجھداری سے سر اثبات میں ہلایا۔

"ہر وقت کے ہنسی ٹھٹھول سے ثواب نہیں ملتا۔۔۔"

"گناہ بھی نہیں ملتا۔۔۔" وہ مزید کچھ بولتی جب ہادی نے بات کاٹتے ہوئے کہا

"تو اسکا مطلب یہ ہے گلا پھاڑ پھاڑ کر ہنسنے لگ جاؤ؟ تھوڑا آرام دو انہیں بھئی۔۔"

"یہ تو وہی بات ہوگئی جب ہماری امائیں صبح سے چلنے والا پنکھا بند کرکہ کہتی ہیں اس بیچارے کو بھی توڑا ریسٹ دے دو۔۔"

قرت نے تاسف سے سر ہلایا تو ان سب کا قہقہہ بے ساختا تھا۔

"تم لوگوں سے بحث کرنا فضول ہے۔۔۔"

"ارے۔۔۔ہم معصوم لوگ کہاں کسی سے بحث کرتے۔۔۔"

"ایٹلیسٹ خود کو معصوم بول کر معصومیت کی توہین مت کرو۔۔"

عِزہ کے بولنے پر ہادی نے زبان چلائی

"ہاں اب تم لوگ اس پر کرو بحث ہم چلے۔۔۔"

افہام اپنی جگہ سے اٹھا اور ساتھ ہی قرت کو بھی اٹھایا۔ وہ اسکے ساتھ تصویریں لینا چاہتا تھا۔ ان دونوں کے اٹھنے پر نشہ بھی سٹیج پر دل گرفتگی سے بیٹھی یَشل کی طرف چل دی۔

"کیا مسئلہ ہے تمہارے ساتھ آخر۔۔۔" ان کے جاتے ہی وہ اس پر چڑھ دوڑی

"میں نے کیا کیا۔۔۔؟" وہ کرسی کی پشت سے ٹیک لگاتا سکون سے بیٹھا

"بتاؤں پھر۔۔۔؟"

"ہاں بتاؤ؟ میں نے تو کچھ کیا ہی نہیں البتہ تم نے مجھے ٹکر مار کر دھڑکنیں اتھل پتھل کردی۔۔۔"

اسکی بات پر پہلے تو وہ نا سمجھی سے اسے دیکھنے لگی

"اوفف ہادی۔۔۔ لڑکی نہیں ہو تم مگر جتنے نازک تم ہو نہ تمہیں مرد بھی نہیں کہا جاسکتا۔۔"

اسکی بات کا مطلب سمجھے بغیر اسنے تاسفاً ہادی کو دیکھا۔

"استغفرُللہ عزہ۔۔۔۔۔! !" اُسنے آنکھیں پھاڑے صدمے سے عزہ کو دیکھا۔

"ہاں ہاں کرو۔۔۔ضرورت بھی ہے تمہیں اسکی۔۔"

"اور اپنے بارے میں کیا خیال۔۔؟جہنمی۔۔" ہادی نے آئی برو اچکائی تھی۔

"خیر سے اب میں کسی معصوم لڑکے کو ہتھیا کر ویسے لارے نہیں لگا رہی جیسے تم آمنہ کو لگا رہے۔۔۔"

"کیا۔۔۔۔۔؟" عزہ کی بات پر تو ہادی اچھل پڑا۔

"تمہیں کس نے بتایا؟" وہ کچھ سنبھل کر بولا

"جس سے بات کرتے ہو اس نے بتایا۔۔اور کون بتائے گا؟ تم نے منع کِیا تھا کیا اسے؟"

"منع تو نہیں کیا تھا۔۔۔لیکن مجھے لگا تھا نہیں بتائے گی۔"

وہ بلاوجہ ہی نظریں چرا گیا جیسے اسکی چوری پکڑی گئی ہو

"لیکن میں نے کون سے لارے لگائے؟" اسکے الفاظ یاد آنے پر وہ تلملا کر بولا۔

"بس بس ڈرامے نہ کسی اور کے سامنے کرنا تم۔۔۔"

"حد کرتی ہو تم بھلا میں نے ایسا بھی کیا کردیا؟ بات ہی تو ہوتی ہے ایز آ فرینڈ اب یہ کوئی نئی بات تھوڑی ہے۔۔۔"

ہادی نے سر جھٹکا۔

"مانا کہ تمہارا کسی لڑکی سے بات کرنا نئی خبر نہیں مگر تم اسے پرانی خبر بھی مت بناؤ! حلقہ احباب میں لڑکیوں پر لمٹ رکھو۔۔ اتنے بھی آزاد خیال مت بنو۔۔"

عزہ سنجیدہ ہوئی تو ہادی نے مسکراتی نظروں سے اسے دیکھا۔

"صاف بولو تم جیلس ہورہی۔۔۔"

"ہادی۔۔۔بات کو غلط رنگ مت دو۔۔۔!" وہ بھڑک گئی

"تم بتاؤ پھر صحیح رنگ کیا ہوتا ہے۔۔۔؟" وہ ابھی بھی سنجیدہ نہ ہوا تھا۔

"جہنم میں جاؤ۔۔۔!" وہ کلس کر کہتی اٹھ گئی۔

"تم ساتھ چلوگی تو ضرور۔۔" وہ شوخی سے بولا۔

☆☆☆☆☆

خیر خیریت سے ولیمے کا فنکشن اپنے اختتام پر پہنچا۔ گھر آتے ہی عزہ تو گڈ نائٹ کہتی کمرے میں گھس گئی۔ صبیحہ نے افسوس سے اپنی بیٹی کو دیکھا جو ان میں سے تو لگتی ہی نہ تھی اسنے وہاں موجود سکینہ اور عادل کے رشتہ داروں کا بھی خیال نہ کیا۔ ۔۔باقی سب یَشل اور رائد کو بڑے صوفے پر بٹھائے آس پاس ہی بیٹھے تھے مگر یشل بری طرح تھک چکی تھی۔ رات کا ایک بجنے کو تھا اور ابھی تک وہ ادھر ہی بیٹھی تھی یہ بھاری جوڑا اب اسکے جسم پر بری طرح چبھنے لگا تھا۔ اتنے گھنٹے ایک ہی پوزیشن میں بیٹھی رہی تھی اور گھر آکر بھی وہی حال تھا۔ پیروں میں پہنی ہیلز پر اسکے پاؤں بری طرح دکھنے لگے تھے اور اسکی اس تھکن سے رائد اچھی طرح واقف تھا کیونکہ ہال سے نکل کر گاڑی میں بیٹھتے ہی اسنے

خدا کا شکر ادا کیا تھا ساتھ ہی اپنی تھکن پر خود سے باتیں کی تھی جو گاڑی چلاتے رائد نے بخوبی سنی تھی اور اسے کہا تھا کہ بس گھر جاتے ہی وہ ریلیکس ہوجائے گی مگر اب ادھر صوفے پر بیٹھنا دشوار ہورہا تھا۔ عادل، اصغر، ضعیمہ اور دوسرے چند رشتے داروں کے خیال سے وہ خاموش تھی ورنہ وہ ابھی تک بار بار کہہ کر کمرے میں پہنچ جاتی۔

"رائد میں تھک گئی ہوں۔۔۔" آخر کر اسے رائد کو ہی آہستہ آواز میں مخاطب کرنا پڑا کیونکہ قریب تو وہی بیٹھا تھا جو آہستہ آواز میں کہی گئی اسکی بات کو سن سکتا تھا۔

"ہمیں ابھی تک کیوں بٹھا رکھا ہے۔۔؟" یَشل کے کہنے کی دیر تھی رائد نے اسکی بات سنتے ہی دو سیکنڈ کی دیری کئیے بغیر سکینہ سے سوال کیا جس کا جواب سکینہ سے پہلے ہاتھ میں ایک ٹرے اٹھائے اس طرف آتی ضعیمہ نے دیا۔

"کیا مطلب ہے کیوں بیٹھے ہیں؟ مانا کہ فنگشن بارات کا نہ تھا مگر تھی تو ایک طرح سے بارات ہی۔ رسمیں بھی تو کرنی ہیں!"

ضعیمہ وہ ٹرے ان دونوں کے سامنے پڑی میز پر رکھتے ہوئے خفگی سے بولی۔۔ یشل نے ٹرے میں پڑے دلہن کی طرح سجے ہوئے گلاس میں دودھ دیکھا تو گہری سانس لے کر رہ گئی۔ اسنے دل ہی دل میں دعا کی کہ جن "رسموں" کی بات کی بات ضعیمہ کر رہی تھی وہ یہ ایک ہی رسم ہو۔ ساتھ ہی غیر ارادی طور پر رائد کی طرف سے بھی ہلکا سا آسرا تھا کہ اسکی تھکن کے خیال سے وہ اسے ان رسموں سے بچا لے گا اور ہوا بھی ایسا ہی تھا۔

"آپ کو پتا ہے نہ مجھے رسمیں کچھ خاص نہیں پسند۔۔۔"

رائد نے بھی خفگی سے ضعیمہ کو دیکھتے آواز کو دھیما رکھتے ہوئے کہا۔

"مگر دلہن تو پسند ہے نہ؟ پھر رسمیں بھی پسند کر لو آج کے لیے۔ یہ دن دوبارہ تھوڑی نہ آئے گا۔۔۔"

NOVEL HUT

ضعیمہ کے پہلے جملے ہر جہاں ہال میں دبی دبی ہنسی گونجی وہیں آب ہوتی یشل کا سر جھک گیا۔

"ہرگز نہیں۔۔۔یہ دودھ آپ نے یقیناً محنت سے بنایا ہوگا اور لے بھی آئی ہیں تو صرف یہی ایک رسم ہوگی۔۔میں اور میری بیگم دونوں تھک گئے ہیں مزید سکت نہیں یہاں بیٹھ کر یہ فضولیات برداشت کرنے کی۔۔۔"

رائد نے صاف گوئی اور سنجیدگی سے کہتے ان سب کی امیدوں اور رسموں کے ساتھ ہلا گلا کرنے والے ارادے پر بھر بھر کر پانی پھینکا۔

"ارے بھئی یہ کیا بات ہوئی۔۔۔"

"لو بھلا ایسے تھوڑی نہ ہوتا ہے۔۔۔"

"رسمیں تو ہو کر رہیں گی۔۔"

ایسی چند سدائیں ان دونوں نے سنی تھی جس پر یَشل کو لگا اب تو مزید ایک گھنٹا اسے یہیں بیٹھے رہنا پڑے گا جبکہ رائد نے ساری باتیں ایک کان سے سنتے دوسرے سے نکالی۔

"شادی کو چند گھنٹے نہیں گزرے اور تم ابھی سے ہواؤں میں اڑ رہے۔۔۔"

ضعیمہ نے سب کے سامنے اسکا کان کھینچ ڈالا

"ارے بھئی کیوں ظلم کر رہی ہو میری اکلوتی اولاد پر۔۔۔"

خاموش بیٹھی سکینہ نے آخر کار گفتگو میں حصہ لیا۔ اکلوتی اولاد پر تو یشل کا دل دھک کر رہ گیا

"آپ کی اکلوتی اولاد کے نکھرے زیادہ ہو گئے ہیں ابھی سے ہی۔۔ آگے تو اللہ خیر ہی کرے۔۔۔"

پاس کھڑی کسی رشتے دار کی بات پر سکینہ نے مسکراتے ہوئے پیار سے صوفے پر بیٹھے اس جوڑے کو دیکھا۔

"آج تو نکھرے تو برداشت کرنے پڑیں گے بعد میں خود ہی یَشل سیدھا کرے گی اسے۔۔"

یشل نے سکینہ کے منہ سے اپنا نام سنتے بھاری ہوتی آنکھیں اٹھا کر اسکی طرف دیکھا تھا جو ہونٹوں پر زندگی سے بھرپور مسکراہٹ لئیے ہوئے تھی مرجھائے ہوئے چہرے پر بلا کا سکون اور چمک تھی۔ اسکی آنکھیں جھلملانے لگی۔ نجانے وہ اسکے کئیے گئے ستم پر آنے والے آنسو تھے یا اس کو اتنے عرصے بعد پُرسکون اور مسکراتا دیکھ کر اپنا فیصلہ غلط نہ لگنے پر آئے تھے لیکن آج اسنے

اپنی ماں کو پرسکون دیکھا تھا، وہ خوش تھی اسکے ہونٹوں سے مسکراہٹ جدا نہ ہورہی تھی۔ یَشل کا دل مطمعین کرنے کو یہی کافی تھا۔

اسنے سکینہ سے نظر ہٹاتے اپنے پہلو میں بیٹھے اس ہمسفر کو دیکھا تھا جو ابھی بھی ضعیمہ سے رسموں کا پلان کینسل کرنے کے لیے بحث کر رہا تھا۔ نکاح کے بعد سے آج تک اس شخص کے متعلق دل میں چاہ کر بھی وہ کوئی جذبہ پیدا نہ کر سکی تھی۔ کوئی احساس اسنے اب تک محسوس نہ کیا تھا۔ دل ڈوبنے لگتا گھبرانے لگتا یا ضد پر اتر آتا تو خود کو آبی کی باتیں یاد دلاتی۔

"وہ ستر ماؤں سے زیادہ پیار کرتا ہے۔ تمہارے لیے آسانی لائے گا۔"

"وہ تمہارا دل بدل دے گا۔۔۔" مگر وہ جانتی تھی یہ ممکن نہ تھا

"نکاح کے دو بولوں میں بہت طاقت ہوتی ہے۔۔"

اور سب سے بڑھ کر۔۔

"رشتے نبھانے کو محبت نہیں عزت درکار ہوتی ہے۔۔"

عزت ہی تو تھی جو وہ اسے دے رہا تھا مگر اسنے نہیں دی تھی۔ دل میں نفرت سر اٹھانے لگتی تو خوفِ خدا لانے کی کوشش کرتی۔ سارے وقت میں

اسنے اگر کچھ کیا تھا تو وہ بےوفائی تھی جو وہ رائد سے، خود اور اس پاک رشتے سے کرتی آرہی تھی۔ اسنے ایک بار بھی رائد کی طرف متوجہ ہونے کی کوشش نہ کی تھی۔ اسنے دعائیں نہیں کی تھی کہ خدا اسے ارمغان کا عکس دکھانا چھوڑ دے۔ اسے رائد کی جانب دھکیل دے۔

مگر آج سے اسے یہ سب کرنا تھا۔ وہ جو زمین اور آسمان کے درمیان لٹکی رہی تھی آج زمین پر گرا دی گئی تھی۔ اب اسے خود اٹھنا تھا۔ لگنے والی چوٹ اور زخموں پر مرحم رکھنا تھا۔

"یشل دودھ پیو۔۔۔" نِشہ کی آواز پر وہ بری طرح چونک گئی تھی۔ اپنی سوچوں میں گم اسے اندازہ بھی نہ ہوا وہ کب اسکے پاس اکر بیٹھی اور کب رسم شروع ہوئی۔ اسنے رائد کو دیکھا جو سجا ہوا دودھ کا گلاس اسکی طرف بڑھائے ہوئے تھا۔ یعنی یہ دودھ اسے اسی کے ہاتھ سے پینا تھا۔ اسے اپنی طرف دیکھتا پا کر گلاس مزید آگے کرکہ اسکے ہونٹوں سے لگایا تو چھوٹے چھوٹے سپ لیتے اسنے گلاس دور کرنا چاہا۔

"لو بھی۔۔۔ تھوڑا سا پیو تو سہی۔۔۔"

عطیہ نے اسے ٹوک دیا مگر رائد نے گلاس دور کیا اور جہاں یَشل کی لپسٹک کا نشان تھا وہیں سے گلاس اپنے ہونٹوں سے لگاتے وہ آدھا گلاس خالی کرگیا۔ ہال میں سیٹیوں اور ہوٹنگ کے شور پر وہ شرمساری سے ایک بار پھر سر جھکا گئی۔

"اب یہ دودھ پہلے کون پئیے گا۔۔۔؟" قرت نے رائد کے ہاتھ سے گلاس لیتے اونچی آواز میں کہتے ہوئے سب کو اپنی طرف متوجہ کیا۔

"بھئی اب تو سب سے پہلے افہام کو ہی گھوڑی چڑھنا چاہیے۔۔کیوں افہام؟"

سکینہ نے ایک جانب ہادی کے ساتھ خاموش سے کھڑے افہام کو شرارتًا دیکھا۔

"بلکل بلکل۔۔۔ ٹھیک کہہ رہی ہیں آپ۔ شکر ہے کسی کو تو میری بھی فکر ہوئی۔۔"

افہام مشکور کن نظروں سے سکینہ کو دیکھتا آگے آیا تو رائد سے گلاس لینے پر قرت کو پچھتاوا ہوا۔۔ افہام نے اسکے پاس آتے مسکراہٹ روکی مگر آنکھوں کی

شرارت وہ اچھے سے دیکھ سکتی تھی۔۔ قرت نے افہام کر گھورتے ہوئے گلاس اسکی طرف بڑھایا جسے شادی کا لڈو کھانے کا کچھ زیادہ شوق ہورہا تھا۔۔ دودھ حلق میں انڈیلتے اسکی گہری نظریں قرت پر ہی تھی جنہیں محسوس کرتی وہ اسکی نظروں سے اوجھل ہوئی جبکہ صبیحہ تفکر سے اپنی اولاد کو دیکھ کر رہ گئی جس سے اس نے جب جب شادی کی بات کی وہ ہتھے سے ہی اکھڑ گیا اور یہاں یہ حرکتیں کررہا تھا۔

"اب ہمیں اجازت ہے۔۔۔؟" رائد نے فوراً راستہ صاف کرنا چاہا

"ہرگز نہیں۔۔۔" ضعیمہ نے اسے کڑی نظروں سے گھورا

"ارے چھوڑو نہ ضعیمہ۔۔یَشل بھی تھک گئی ہے دیکھو تو میری بچی کو۔"

اتنے دن بعد پہلی بار اسکی سائڈ لینے پر یَشل نے شکر گزار نظر سکینہ پر ڈالی۔

"سکینہ بھابھی اب آپ تو بچوں کی سائڈ مت لیں۔۔" ضعیمہ نے خفگی سے سکینہ کو دیکھا۔

"کرلیں آپ لوگ رسمیں مگر ہمارے جانے کے بعد۔۔۔"

رائد بولتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا اور یَشل کی جانب بھی ہاتھ بڑھایا تو وہ اسے دیکھنے لگی

"یہ کیا بات ہوئی تم دونوں کے جانے کے بعد کون سی رسمیں ہونگی۔۔"

ضعیمہ مزید بولی تو رائد نے یَشل کے ہاتھ نہ تھامنے پر خود جھک کر اسکا ہاتھ پکڑا۔ ناچار وہ اٹھ کھڑی ہوئی۔

"ارے بھئی جانے دو اب ضعیمہ۔۔۔"

اصغر نے بیوی کو مخاطب کیا تو آخرکار وہ بھی ہار مان گئی۔

رائد کا کمرا اوپر تھا سو اسے ہیل اتار کر سیڑھیاں چڑھنی پڑی مگر ہیلز اتارنے کے باوجود اسے اوپر جانے میں کافی مشکل ہوئی تھی۔

"آپ کدھر جارہے؟ نیگ کون دے گا؟"

اس سے پہلے یَشل کے ساتھ وہ بھی کمرے میں قدم رکھتا بروقت عزہ کمرے سے نکلتی اسکا راستہ روک گئی۔ یَشل نے ایک نظر ان دونوں کے چہروں پر ڈالی اور آہستگی سے اپنا ہاتھ رائد کی گرفت سے چھڑواتی انوشہ کو اشارہ

کرکہ اندر چلی گئی۔ رائد ایک قدم پیچھے ہوا اور انوشہ یشل کے پیچھے ہی کمرے میں چلی گئی۔

کمرے میں آتے ہی ہر طرف بکھری گلاب کی خوشبو اس کے اعصاب پر بھی حاوی ہوئی۔ نِشہ نے ایک سائیڈ پر اسکی ہیلز رکھی اور بیڈ پر بیٹھنے میں اسکی مدد کی۔

"میں تمہارے کپڑے نکال دوں۔۔؟"

"ہاں ماما بتا رہی تھی الماری میں سیٹ کروا دئیے ہیں دیکھ لو۔۔۔"

یَشل نے تھکے تھکے انداز میں بولتے ہوئے الماری کی جانب اشارہ کیا۔ نِشہ الماری کی جانب بڑھی تو یَشل بھی پیچھے کو سرک کر بیڈ کراؤن سے ٹیک لگاتی نیم دراز ہوئی۔ نیند سے بوجھل آنکھیں بند ہونے لگی تھی۔ دروازے کے باہر نیگ پر ہونے والی بحث سنتی ہو غنودگی میں جانے لگی۔

"ان دونوں میں سے دیکھ لو کون سا ٹھ۔۔۔"

نشہ، جو سادہ سا جوڑے نکالتی اسکی جانب مڑی تو وہ اسے سوتا دیکھ کر بولتے بولتے رک گئی۔ آگے آتے اسنے دونوں جوڑے بیڈ پر ہی رکھ دئیے اور

خاموشی سے اسے دیکھنے لگی۔ اس وقت بھی وہ اسکے چہرے پر بے سکونی اور تھکن دیکھ سکتی تھی۔ نِشہ کی جھلملاتی آنکھوں سے اشک بہنے لگا جس پر اسنے گہرا سانس لیتے ضبط کیا۔

"خدا تمہاری اس نئی زندگی میں آسانیاں لائے۔۔"

وہ کمرے سے نکلی تو رائد نوٹ عزہ اور قرت کی جانب بڑھا رہا تھا۔پیسے لیتے ہی وہ دونوں غائب ہوئی۔ افہام اور ہادی بھی اپنے راستے چل دیئے تو نشہ نے رائد کو مخاطب کیا۔

"وہ سو گئی ہے۔۔۔اسے سونے دینا۔۔"

نِشہ ایسے بولی جیسے وہ اسکی بات سر جھکا کر مان لے گا۔ ایک نظر اس پر ڈالتا وہ کمرے میں داخل ہوا۔

بیڈ کی بائیں جانب وہ نیم دراز تھی اور دائیں جانب پڑے لیمپ سے کمرے میں ہلکی روشنی تھی۔ وہ شیروانی کے اوپر والے دو بٹن کھولتا اسکی جانب بڑھا۔ لیمپ کی مدھم روشنی میں آنکھیں بند کئیے نیند کی وادیوں میں گم وہ بہت دلکش لگی

تھی۔ رائد کے ہونٹوں پر تبسم بکھرا۔ وہ اسکے پاس ہی بیٹھا اور اسکا ہاتھ تھاما۔ ارادہ اسکو نیند سے بیدار کرنے کا ہی تھا جس میں وہ کامیاب بھی ہوا۔ نیم باز آنکھوں سے اسنے رائد کو دیکھا جو اسی کے چہرے پر نظریں ٹکائے ہوئے تھا۔ یشل کی پوری آنکھیں کھل گئی وہ فوراً سیدھی ہو کر بیٹھی۔

"تم۔۔۔تم کب آئے۔۔؟" بلاوجہ ہی زبان لڑکھڑا گئی

"کافی دیر ہو گئی ہے۔۔۔"

رائد کہنی بیڈ پر ٹکاتا نیم دراز ہوا۔ یشل اسکے جھوٹ کا اندازہ نہ لگا سکی کیونکہ وہ اس کمرے میں کب آئی تھی اسے اس بات کا بھی اندازہ نہ تھا مگر اس وقت دو بجنے میں پندرہ منٹ ہی باقی تھے۔۔گھڑی سے نظر ہٹاتے رائد کو دیکھا تو اس کی گہری نظروں پر وہ گھبرائی تھی۔ موقع کی نزاکت پر اسکا گھبرانا فطری تھا۔ مشکل سے ہی سہی وہ خود کو اس رشتے کے لیے تیار کر چکی تھی مگر اب اچانک ہی اسے گھبراہٹ کے ساتھ وحشت بھی ہوئی تھی۔

"میں چینج کرنا چاہتی ہوں۔۔۔"

"ہاں ہاں۔۔۔آؤ میں تمہاری ہیلپ کردوں۔۔"

رائد سیدھا ہوا تو اسکی بات پر یشل کی آنکھیں پھیلی

"میرا مطلب۔۔۔جیولری اتارنے میں۔۔ہیلپ کر دیتا میں۔"

اسنے ہاتھ سے اسکے زیورات کی طرف اشارہ کیا تو ایک نظر اس پر ڈالتی وہ بیڈ سے اترنے لگی۔

ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے پڑے سٹول پر وہ ابھی بیٹھی ہی تھی جب رائد اسکے سامنے آکر کھڑا ہوا اور جھمکے اتارنے کے غرض سے کان کی طرف جاتا ہاتھ پکڑ کر اسکی انگوٹھیاں اور کڑے اتارنے لگا۔ اسنے جو انگوٹھی اسے پہنائی تھی وہ وہیں رہنے دی۔

یشل نے اپنا دوسرا ہاتھ اوپر کرتے کانوں کو بھاری جھمکوں سے آزاد کیا تو سکون آگیا۔ وہ اب اسکا دوسرا ہاتھ پکڑ کر اسے بھی آزادی بخش رہا تھا۔ ہاتھ خالی کئیے اور دونوں کو پکڑتے لبوں سے لگایا تو یشل کی گھبراہٹ میں اضافہ ہوا۔

رائد نے اسکے پیچھے آتے دوپٹہ ان پِن کرنا شروع کیا۔ ڈھیر ساری پنز نکالتے دوپٹہ سر سے جدا کیا اور زیورات اتارنے لگا۔ وہ کبھی نظر اٹھا کر شیشے میں اسے دیکھتی پھر دوبارہ جھکا لیتی۔یہ شرم سے زیادہ ضبط تھا۔ وہ مسلسل دل میں خود

سے کچھ نہ کچھ کہتی رہی تھی۔ وہ تمام ہدایات جو اسے سب نے دی تھی دل ہی دل میں دوہراتی وہ اپنا رویہ نارمل رکھنے کی سر توڑ کوشش کر رہی تھی۔

"میں چینج کر لیتی ہوں۔۔۔"

سر پڑ لٹکتا بھاری جھومر اتار کر رائد نے آگے کو جھکتے ٹیبل پر رکھا تو خود کو ہلکا پھلکا محسوس کرتی وہ اٹھ کھڑی ہوئی۔ رائد نے خاموشی سے سر اثبات میں ہلایا تو وہ بیڈ پر پڑے دونوں ڈریسز میں سے ایک سوٹ اٹھاتی چینجنگ روم میں بند ہو گئی۔ دروازہ بند کرتے ہی دروازے سے ٹیک لگاتے اسنے گہرے سانس لیتے آنسوؤں کو روکا تھا اور خدا کا شکر تھا اسکے آنسو باہر آنے سے پہلے ہی خشک ہو گئے۔

"یا اللہ آسانی پیدا کر۔۔" آنکھیں بند کرتی وہ دل ہی دل میں بولی تھی۔

NOVEL HUT

بند دروازے کو دیکھتے رائد نے ٹھنڈھی سانس ہوا کے حوالے کی۔بیڈ پر پڑا ڈریس اٹھا کر الماری میں واپس رکھا۔۔ وہ اسکی کیفیت سے بے خبر تو نہ تھا۔ پچھلے سارے عرصے میں وہ اسکا ہر انداز دیکھ چکا تھا۔ وہ اسکے حوالے سے کیسا

محسوس کرتی تھی وہ جانتا تھا پھر بھی وہ ہر بار اس سے نرمی سے ہی پیش آتا کہ شاید اسکی نرمی پر وہ اس سے محبت نہ بھی کرتی مگر اپنا رویہ درست کرتی اور اسے بے رخی نہ دکھاتی اسے قبول کر لیتی۔۔۔

وہ جیسے ہی چینجنگ روم سے نکلی تو ائیر فریشنر کی تیز خوشبو ناک کے ساتھ حلق میں بھی گھس گئی۔ یَشل نے منہ پر ہاتھ رکھتے رائد کو دیکھا جو کمرے کے درمیان میں کھڑا شاید مزید ائیر فریشنر سپرے کرنے کا سوچ رہا تھا۔

"رائد۔۔اتنی خوشبو لگانے کی ضرورت نہیں تھی پھولوں کی خوشبو زیادہ اچھی تھی۔۔۔"

اسکے لہجے میں شکوے کی رمق تھی۔ رائد نے اسکی طرف دیکھا تو میک اپ سے پاک چہرا لیے کھلے بالوں میں وہ پہلے سے بہت مختلف مگر پہلے جتنی ہی خوبصورت لگی تھی۔

"مگر تمہاری خوشبو زیادہ اچھی ہے۔۔۔" صوفے کی جانب بڑھتے اسکے قدم رکے تھے۔ اس قدر غیر متوقع بات پر جھنپ گئی تھی۔

"تم انتہائی فلرٹ انسان ہو۔۔" جھنپ مٹاتی وہ اسے لتاڑنے کی کرنے لگی مگر رائد کا جواب سنتے ناکام ہوئی

"بیوی کو خوش کرنے کے لیے فلرٹ بننا پڑتا ہے ویسے مجھے فلرٹ کے علاوہ اور بھی بہت کچھ کرنا آتا ہے۔۔"

وہ ذو معنی انداز میں بولا تو یَشل اسے ہمیشہ کی طرح گھور بھی نہ سکی۔

"ہاں دوسروں کا جینا حرام کرنا بہت اچھے سے آتا ہے تمہیں۔۔۔"

وہ اپنے پرانے روپ میں واپس آئی تھی۔ وہی روپ جو رائد کو بھاتا تھا۔ وہ خاموشی سے مسکراہٹ دبا کر چند لمحے اسے دیکھے گیا

"اب وہیں کھڑی رہو گی یا مجھے خود وہاں آنا پڑے گا۔۔۔"

رائد نے اس کو ایک ہی جگہ کھڑے دیکھ کر کہا

"پاؤں سلامت ہیں میرے۔۔۔" وہ ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے جا کھڑی ہوئی اور وہ بال جو چینجنگ روم سے ہی سلجھا کر نکلی تھی بلاوجہ ہی انہیں کنگی کرنے لگی۔ اسکی حرکت کو نوٹ کرتے رائد اس کے پیچھے آیا اور اسے اپنی بانہوں میں بھرا تو یشل کا ہاتھ تھم گیا۔

"رائد چھوڑو مجھے۔۔۔" وہ کسمسائی تھی

"اگر چھوڑنا ہوتا تو پکڑتا ہی کیوں؟"

اسے شیشے میں اسکے گھبرائے ہوئے چہرے کو دیکھا تھا۔

"پکڑا ہی کیوں ہے۔۔۔؟" اسنے جھجک پس پشت ڈال کر دانت پیسے۔

"کیونکہ تم میری بیوی ہو اور میں تم پر پورا پورا حق رکھتا ہوں۔۔" وہ اب نرمی سے اسے دیکھ رہا تھا۔

"پھر شروع ہو گئے تم۔۔؟" وہ اس کی باتوں سے امپریس نہ ہوتی اسے گھور کر رہ گئی۔

"ابھی تو میں نے کچھ کیا بھی نہیں۔۔۔"

"کچھ کرنا ہی کیوں ہے۔۔۔" بے دھیانی میں وہ کیا بول گئی اسے خود بھی احساس نہ ہوا۔

"اہم اہم۔۔۔اب ایسے سوال تو مت کرو جن کا جواب سن کر تم شرم سے پانی پانی ہو جاؤ۔۔۔"

رائد نے اسکے ہاتھ سے کنگی پکڑتے ڈریسنگ پر رکھی اور اسکا رخ اپنی جانب کیا۔

"غلط فہمی ہے تمہاری کہ میں شرما جاؤں گی۔۔۔"

اسنے رائد کو گھورتے ہوئے جیسے باور کروایا کہ وہ اسکی محبوبہ نہیں تھی جو اسکی قربت پر شرما کر اسکے سینے میں چہرا چھپا لیتی۔۔رائد کی اسکی بات سنتے آئی برو اچکائی اور اسے ایسے دیکھا جیسے کہہ رہا ہو اچھا واقعی؟ پھر بے اختیار ہی اسکے چہرے پر جھکتے وہ اس کی سانسیں چرا گیا۔ اچانک کی جانے والی رائد کی حرکت پر تو یَشل کی جان ہوا ہوئی تھی۔ پہلے تو اسکی آنکھیں پھیلی پھر پھیلی ہوئی آنکھیں بند کرتی وہ اسکا بازو سختی سے دبوچ گئی۔۔

رائد پیچھے ہٹا تو وہ نظر اٹھا کر اسے دیکھ بھی نہ سکی۔ وہ جو اسکی غلط فہمی دور کر رہی تھی اتنی سی قربت پر ہی اسکا چہرا لال انار ہوا تھا۔ اسکے سینے میں نہ سہی مگر چہرا جھکا کر اسنے چھپانے کی کوشش ضرور کی تھی۔

"ابھی بھی یہیں کھڑے رہنا ہے؟"

اسکی شریر آواز پر وہ چہرا اوپر کئیے بغیر جلدی سے اسکا حصار توڑتی بیڈ کی طرف بڑھی تو رائد نے مسکرا کر اسکی پشت کو دیکھا پھر خود بھی بیڈ تک آیا۔

یشل نے بیڈ پر بیٹھتے تکیہ کمر کے پیچھے رکھا تو بھی اس کے سامنے آبیٹھا۔ رائد نے اسکو گہری نظروں سے دیکھا جس کی گردن ابھی تک جھکی ہوئی تھی۔ اسنے نرمی سے یَشل کا ہاتھ تھاما تو اسنے نظریں ان ہاتھوں پر ٹکا دی۔

"میں جانتا ہوں مجھے قبول کرنا تمہارے لیے بہت مشکل تھا مگر اب تک آسانی ہوگئی ہوگی ناں۔۔"

نجانے وہ سوال کر رہا تھا یا بتا رہا تھا۔ یشل نے سر کو ذرا سی جنبش دی۔

"مجھے سمجھ نہیں آرہا میں کیسے کہوں مگر۔۔۔ شروع دن سے آج تک۔۔۔ میری ذات نے اگر تمہیں کوئی تکلیف پہنچائی تو میں تم سے معافی مانگتا ہوں۔ آج تک ماما اور تمہارے، میری وجہ سے جو بھی مسائل رہے، یقین جانو میرا اس میں کوئی قصور نہیں تھا۔ میں مانتا ہوں تمہاری جگہ کوئی اور ہوتا تو وہ بھی یہی سب کرتا مگر مجھے امید ہے کہ اب تم خود میں بدلاؤ لاؤ گی۔ تمہارا گھر، ہمارا رشتہ، دلوں میں ایک دوسرے کا مقام اور تمہاری پہچان۔۔۔ سب بدل گیا ہے۔۔۔ میں نہیں چاہتا تم اپنے دل میں میرے لیے وہی بدگمانی اور تلخی رکھو۔۔۔"

لہجہ اس قدر نرم اور ٹھہرا ہوا تھا کہ یشل چونک کر اسے دیکھنے پر مجبور سی ہوئی۔ وہ اسے نہیں دیکھ رہا تھا مگر اپنے ہاتھ میں موجود، اسکے ہاتھ کی چوتھی انگلی میں موجود انگوٹھی کو بڑے غور سے دیکھ رہا تھا۔ اسنے جو کچھ کہا تھا وہ اسنے بغور سنا تھا اور اسے آج پہلی بار احساس ہوا تھا کہ جس شخص پر وہ نفرت بھری نگاہ ڈالتی آرہی تھی درحقیقت وہ قصوروار واقعی نہ تھا مگر وہ اس سے معذرت کرنے کی رودار نہ تھی۔

"میں آج تم سے کچھ نہیں مانگوں گا یَشل۔ تم جیسی ہو مجھے ویسی ہی پسند ہو جس کا غصہ اس ناک پر رہتا ہے۔۔"

رائد نے اسکی ناک کو چھوُا۔

"تم بیشک ہمیشہ ایسی رہو میں کبھی شکایت نہیں کروں گا مگر بس۔۔۔تم مجھ سے دور جانے کی کوشش تو کیا سوچنا بھی مت۔ تم نہیں جانتی نکاح کے بعد سے کس طرح تم نے میرے دل میں اپنی محبت پیدا کی ہے۔ تم میری وہ پہلی اور آخری محبت ہو جسے میں نے اپنا بنا لیا ہے اور تم اگر دور جانے کی کوشش کروگی تو میں برداشت نہیں کروں گا۔۔"

نجانے اسکا "دور" جانے سے کیا مراد تھا۔ مگر محبت والے انکشاف پر یَشل کا دل کسی نے مٹھی میں جکڑ لیا تھا۔ وہ اسے دیکھتی چلی گئی تھی جسے محبت ہونے سے پہلے ہی محبت محرم بن کر ملی تھی۔ اسے رائد سے حسد ہوئی تھی۔ کس قدر خوش نصیب تھا وہ شخص جسے بغیر کچھ کئیے سب ملا تھا اور ایک وہ تھی۔۔ قسمت کی ماری جو اُس شخص کو مانگنے کی غرض سے سردیوں میں بھی آدھی رات کو اپنا نرم بستر چھوڑ کر اٹھتی، ٹھنڈے پانی سے وضو کرتی اسے مانگتی تھی مگر وہ پھر بھی اسے نہ ملا۔

ایک بار پھر۔۔۔ایک بار پھر وہ اسے دیکھتی وہی سب سوچ رہی تھی۔۔ یشل کا دل ڈوبنے لگا تھا۔

"سن رہی ہو نہ۔۔۔" جواب نہ دینے پر رائد نے سوال کیا تو اسکی آواز پر وہ دنیا میں واپس آتی سر اثبات میں ہلا گئی۔۔۔

"کچھ کہو گی نہیں۔۔۔؟"

"سمجھ نہیں آرہا کیا کہوں۔۔تم۔۔تم رائد نہیں لگ رہے۔۔"

وہ اسکی بات پر بے اختیار ہنس دیا

"ہوں تو میں رائد ہی مگر پہلے والا نہیں۔۔۔ اب جو تمہارے سامنے بیٹھا ہے وہ تمہارا شوہر ہے۔"

"شوہر تو پہلے سے ہے۔۔۔"

"ہاں بلکل لیکن اب تو آفیشلی ہوں۔۔۔" وہ بولتا ہوا اسکے کچھ قریب ہوا تو یَشل نے گھبرا کر پیچھے ہونا چاہا۔

"اب تو تم واقعی کہیں نہیں جا سکتی۔۔اگر تمہیں لگتا ہے تم فرار حاصل کر سکتی ہو تو یہ تمہاری غلط فہمی ہے ڈیئر وائفی۔۔۔"

رائد مکمل طور پر اس پر قابض ہوا تو یَشل نے دونوں ہاتھ اسکے سینے پر رکھتے اسے دور کرنا چاہا مگر اس میں بھی وہ ناکام ہوئی۔ رائد اپنا چہرا اسکی گردن میں چھپاتے اس پر اپنا نرم لمس چھوڑنے لگا یہ جانے بغیر کہ صبح کیا قیامت اس گھر پر ٹوٹنے والی تھی۔

☆☆☆☆☆

آدھی رات آنے والی اس کال نے اسکی نیند ہی اُڑا دی تھی۔ وہ اس وقت بیڈ پر لیٹی چھت پر نظریں جمائے ہوئے تھی

"کس کی کال تھی جو تمہاری نیند ہی اڑ گئی۔۔۔؟"

قرت نے کروٹ لی تو اسے جاگتا دیکھ کر سوال کیا

"کچھ نہیں۔۔دوست تھی پرانی۔۔" اسکا نم لہجہ قرت کو سر اٹھا کر اسے دیکھنے پر مجبور کر گیا۔

"کیا ہوا۔۔۔؟" اسے تشویش ہوئی۔

"یَشل کے لیے بس۔۔۔دل اداس ہو رہا تھا۔" جھوٹ گھڑتے اسنے مسکرانے کی کوشش کی

"دعا کرو اس کے حق میں اور سو جاؤ۔۔" وہ تکیے پر سر رکھتی آنکھیں بند کر گئی

"قرت۔۔۔۔" چند لمحوں بعد نشہ کے پکارنے پر اسنے ویسے ہی آنکھیں بند کیئے "ہمم؟" کہا تو نشہ نے چہرا موڑ کر اسے دیکھا پھر اٹھ بیٹھی

"مجھے تم سے بات کرنی ہے۔۔۔" جانتی تھی اسکی بات قرت کی نیند اڑا دے گی مگر اسے یہ کرنا تھا۔

"کیا ہوگیا ہے نشہ۔۔۔" اسنے نیند کے خمار سے بوجھل ہوتی آنکھیں کھول کر زیرو بلب کی روشنی میں نظر آتی نشہ کو دیکھا۔ نشہ نے اسکی طرف ہاتھ بڑھایا تو وہ اسکے ہاتھ کو سخت گرفت میں لیتی اٹھی بیٹھی اور اسکا ہاتھ چھوڑ کر ایک نظر گہری نیند کے مزے لیتی عزہ پر ڈالی۔

"کیا ہوا ہے بھئی؟ پریشان تو مت کرو۔۔"

نشہ نے ذہن میں لفظوں کو ترتیب دیتے گہرا سانس لیا۔

"ہاجرہ آنٹی تمہارا رشتہ لائی تھی عبداللہ کے لیے۔۔۔"

قرت کا دل دھک کر رہ گیا۔۔۔اس کا ڈر سامنے آیا تھا۔

"اوف اللہ۔۔۔اندازہ تو تھا مگر میں نے تو سوچا ایویں آئی ہونگی بلاوجہ وہم کر رہی ہیں۔۔"

اس کے لہجے میں پریشانی آئی تھی حالانکہ اصل پریشانی والی بات تو نشہ نے اسے بتائی نہ تھی

"پہلے تم انکار کر سکتی تھی۔۔۔"

"تھی کا مطلب۔۔۔اب بھی تو کر سکتی ہوں نہ؟" اسنے بیچ میں ہی نشہ کی بات کاٹی

"کر سکتی ہو لیکن شاید۔۔۔شاید گھر والے تمہیں فورس کریں۔۔"

نجانے کس خیال کے تحت اسنے یہ خدشہ ظاہر۔۔۔

"پاگل ہو؟ ایسا ممکن ہی نہیں۔۔۔" قرت کو یقین سا تھا کہ ایسا نہیں ہو سکتا۔

اسکے ماں باپ اتنی چھوٹی ذہنیت اور زور زبردستی کے قائل تو نہ تھے۔ شروع سے آج تک کسی معاملے میں بھی اپنی پسند ان پر تھوپی نہ گئی تھی۔

"لین دین والا معاملہ ہے۔۔" نِشہ نے جیسے بات کا خلاسہ کرنا چاہا

"لین دین؟ وٹہ سٹہ ؟ ہادی کو دیں گے اپنی بیٹی؟"

اسکی آنکھیں حیرت سے پھیل گئی۔ اسکی اونچی آواز پر نِشہ نے عزہ پر نظر ڈالتے اسے گھورا

"ہادی نہیں یار۔۔۔عقل ہے؟اور آرام سے بولو۔۔" نِشہ نے اسکے گھٹنے پر تھپڑ مارا

"تو کیا ارمغان بھائی؟ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔۔۔"

اپنے دل میں رہنے والے شخص کی طرف تو خیال ہی نہ گیا

"اوفف قرت۔۔۔ایک عدد افہام بھی ہے ہمارے گھر میں۔۔۔"

عزہ کی نیند کے خیال سے اسنے آواز کچھ مدھم رکھنے کی کوشش کی۔ اسکی بات سن کر قرت کا چہرا فق ہوا اور دل دھک کر رہ گیا۔

"کیا۔۔؟" اسنے نشہ کے سامنے خود کو نارمل رکھنے کی کوشش کی۔

"کیا۔۔۔کیا افہام کو پتا ہے اس بارے میں؟" اسے اپنی آواز کھائی سے آتی محسوس ہوئی۔

"اندازہ نہیں مجھے اس بات کا مگر سکینہ خالہ کو ہوش آنے پر ماموں نے ہاجرہ آنٹی کے شوہر۔۔۔نام پتا نہیں کیا تھا ان کا۔۔۔۔" وہ ایک پل کو رکی۔۔

"ہاں شکیل انکل۔۔ ان کو یہ خبر سنانے کو کال کی تو انہوں نے بڑی ہی خوبصورتی سے یہ خواہش سامنے رکھ دی کہ بیٹی دیں اور بیٹی لیں لیکن یہ وٹہ سٹہ تو

نہیں ہوگا ظاہر ہے ہم کزنز ہیں لیکن ان کا مقصد تھا یہی کہ رشتے دو ہوں۔۔۔گھر میں یَشل کے ولیمے والی بات ہوئی تو ماموں نے امی اور ممانی کو بتایا یہ سب۔۔۔"

قرت نے دم سادھے اسے سنا تھا۔۔سانس حلق میں کی کہیں اٹک کر رہ گیا

"ثناء ایم بی بی ایس کر رہی ہے۔ بلاشبہ خوبصورت ہے تمیزدار اور بہترین لڑکی ہے۔ ہماری والدہ ماجدہ تو بھائی کی شادی کرنے کو پہلے سے تیار بیٹھی ہیں اور اب تو جیسے ہتھیلی پر سرسوں جمانے والا کام ہے۔ انہوں نے تو کہہ دیا ہے کہ واپس جاتے ہی رشتہ تہ کردیں گی۔۔"

اسکی آخری بات پر قرت کا دل ڈوب ہی گیا۔چند لمحے وہ کسی ٹرانس کی طرح اسے دیکھتی چلی گئی۔ آنکھوں میں اچانک ہی جلن کا شدید احساس ہوا

"تو ٹھیک ہے مجھے کیوں بتا رہی۔۔۔"کمال ضبط کا مظاہرہ کرتے اسنے دل گرفتہ ہوکر واپس لیٹنا چاہا جب نِشہ نے اسکا بازو پکڑا

"قرت۔۔۔میں اندھی تو نہیں۔۔گھر میں کیا ہورہا ہے، شروع سے آج تک اسکی خبر سب سے پہلے مجھے ملتی ہے وہ بات الگ ہے کہ تمہیں اور افہام کو میں نے ذرا دیر سے ہی سہی مگر دیکھ لیا تھا اور تم دونوں کے درمیان کیا ہے کیا نہیں اس کا اندازہ بھی مجھے اچھے سے ہے۔۔۔"

وہ اپنے لفظوں سے اسے اچھے سے باور کروا گئی تھی کہ یہ پردہ داری نشہ سے زیادہ دیر تک نہیں کر سکتی وہ۔۔۔ اسکے اتنے صاف لفظوں میں بغیر گھمائے پھرائے، بغیر کوئی سوال یا تشویش کئیے کہی گئی بات پر قرت کا سر جھاک تھا

"قرت۔۔۔ عبداللہ ایک ویل ایجوکیٹڈ شخص ہے جو اچھی فرم میں بہتری عہدے پر فائز ہے۔ سب ہے اسکے پاس، اعلیٰ شخصیت، اچھی نوکری، گاڑی، گھر۔۔۔وہ ہر طرح سے انڈیپینڈنٹ اور گھر والوں کی نظر میں تمہارے لیے بہترین انتخاب ہے لیکن۔۔۔تم سب لوگ مجھے خود سے زیادہ عزیز ہو اور میں ہرگز نہیں چاہوں گی کہ تم دونوں کو بھی وہی اذیت برداشت کرنی پڑے جو ارمغان اور یَشل کر رہے ہیں۔۔۔"

اسنے آخر میں قرت کا ہاتھ تھاما تو اسکی آنکھ سے آنسو نکلتا نِشہ کے ہاتھ پر گرا۔

"رونے سے کچھ نہیں ہوگا۔۔۔میں جانتی ہوں تم ابھی پڑھائی پر فوکس رکھنا چاہتی ہو مگر تم دونوں کو کچھ نہ کچھ کرنا ہوگا۔۔ زندگی بھر کی بات ہے۔۔ایک غلطی یا دیری تم دونوں کی زندگی میں مشکلات کا انبار لگا سکتی ہے۔۔۔"

نشہ نے اسے سمجھانا چاہا۔چند لمحے وہ ویسے ہی بیٹھی رہی پھر آنسو صاف کئیے اور آگے ہوتی بے اختیار ہی اسکے سینے سے جا لگی۔

"تھینک یو سو مچ۔۔ہم سب کی زندگی کا ایک انتہائی اہم حصہ ہو تم۔۔"

نِشہ کے ہونٹوں پر اداس مسکراہٹ بکھری تھی۔ قرت اس سے دور ہوتی اپنی جگہ پر لیٹ گئی تو نشہ بھی سونے کی کوشش کرنے لگی مگر ذہن میں چلتی باتیں اسکی نیند چھین گئی تھی۔ اس فون کال نے جیسے سکون برباد کیا تھا۔

NOVEL HUT

☆☆☆☆☆

ولیمے کی اگلی صبح ہونے والی سکینہ کی موت پر گھر میں صفِ ماتم بچھ گیا تھا۔ سفید کفن میں لپٹے سکینہ کے مردہ وجود نے گھر میں چیخ و پُکار برپا کردیا تھا۔

ٹی وی اور سوشل میڈیا پر نشر ہوتی خبریں دیکھ کر لوگ پہلے حیران ہوتے پھر افسوس کا اظہار کرتے۔

"کل ہی تو اتنا بڑا ولیمے کا فنگشن کیا تھا اسنے بیٹے کا اور آج خدا نے سانس چھین لی۔یہی ہے زندگی۔۔"

"جانتی ہوتی زندگی نہیں بچی تبھی تو ہسپتال سے نکلتے ہی جھٹ پٹ بہو لے آئی۔۔"

اب وہ جو "بہو" لے آئی تھی در حقیقت اسی کی سگی اولاد تھی اس بات سے تو فلحال سبھی بے خبر تھے۔۔گھر کے نچلے حصے میں لوگ چونٹیوں کی مانند جمع تھے۔ ڈاکٹر کے اطلاع دینے پر کوئی بھی یقین کرنے کو تیار نہ تھا مگر جب میت کو گھر لایا تو سب کی آنکھوں سے آنسوؤں کا ایک سمندر رواں ہوگیا۔

یَشل کی چیخ و پکار نے سب کے دل دہلا دیئے تھے۔ جہاں اسکی حالت دیکھتے گھر والوں کا کلیجہ منہ کو آیا تھا وہیں افسوس کے لیے آئی عورتیں حیرت سے

اس کل کی آئی دلہن کو دیکھ رہے تھے جو اس رش میں میت کے پاس بیٹھی سب سے زیادہ عیاں ہوتی لوگوں کی توجہ کا مرکز اور چہ مگوئیاں کرنے کا باعث بن رہی تھی۔

جب میت کو چار کندھوں پر اٹھایا گیا تو وہ ہوش و ہواس سے بیگانہ ہوتی بانہوں میں جھول گئی۔ ڈاکٹرز کا کہنا تھا صبح سات بجے سکینہ کا کی ڈیتھ ہوئی تھی۔ نو سے پانچ تک میت کو گھر کے صحن میں رکھا گیا تھا۔ عصر کے بعد نمازِ جنازہ اور تدفین کی گئی تھی۔

بہت کوششوں کے بعد بھی ارمغان کو ٹکٹ نہ ملی تھی سو عدنان صاحب نے بھی اسے آنے سے منع کردیا۔ اس نے کال کرکہ رائد سے نہیں مگر عادل سے افسوس کا اظہار اور معذرت کرلی تھی جبکہ یشل نے تو اسے بلاک کر رکھا تھا ۔ سکینہ کے انتقال کی خبر نے اسکو بھی سناٹوں میں دھکیل دیا تھا۔ ٹی وی کے سامنے بیٹھا وہ مسلسل اس گھر میں رہنے والے مکینوں کا ہی نام سنتا رہا تھا۔ نہ صرف نام بلکہ ان کے چہرے بھی جن میں یَشل کا آنسوؤں سے ترچہرا بھی بار

بار دکھایا جارہا تھا۔ ارمغان ایک بار پھر دل چاہا وہ اڑ کر اس کے پاس پہنچ جائے اور اسے سمیٹ کر خود میں چھپا لے۔ غصہ اور غم دونوں تھے۔

یشل کو سکینہ کا ہی اداکار ہونا بڑا ناگوارہ گزرتا تھا اسے شاید اندازہ نہیں تھا کہ سکینہ کی بہو اور رائد کی بیوی کی حیثیت سے روتی ہوئی کئی بار ٹی وی پر دکھائی گئی تھی اور سوشل میڈیا پر وائرل ہوتی ویڈیوز کا بھی اسے اندازہ نہ تھا۔ ارمغان کو یہ سب ناگوارہ گزرا تھا یقیناً اسے خود کو بھی اچھا نہ لگتا۔ صبر کا دامن چھوٹنے لگا تو اسنے ٹی وی بند کرتے آنکھیں چھپکائی۔

زندگی اچانک ہی بدل گئی تھی، وہ جو لڑکی سب سے قریب ہوتی تھی آج اسکی یادوں اور تصویروں کے سوا کچھ نہ تھا۔ دل تو پہلے بھی اپنا نہ تھا اب وجود بھی پرایا سا لگنے لگا تھا۔ تیزی سے چلنے والا دماغ اچانک ہی خالی سا ہوگیا تھا دل تو صرف اسکے نام اور یاد پر ہی دھڑکتا تھا۔ پتا نہیں یہ اذیت کب تک برداشت کرنی تھی۔

☆☆☆☆☆

یشل کو اگلے دن ہوش آیا تو نرم گرم بستر میں چھپی وہ اپنے کمرے میں تھی۔ قریب ہی عزہ بیٹھی شاید سپارہ پڑھ رہی تھی۔ سکینہ کا خیال آتے ہی وہ حواس باختہ ہوتی اٹھ بیٹھی۔ نقاہت اور وجود میں درد اس قدر تھا کہ کسی نے بیہوشی میں کوڑے برسا دیئے ہوں۔ پور پور بخار کی حدت سے جل رہا تھا۔ عزہ کے بامشکل اسے سنبھالنے پر وہ اسی کی بانہوں میں بلک کر روتی اسکا چہرا بھی بھگو گئی۔ سکینہ کو گولی لگنے سے لے کر اب تک ملنے والی تکلیفوں نے اسے توڑ پھوڑ کر رکھ دیا تھا مگر اسکا رونا یہیں تک تھا۔ رو رو کر اسنے اپنے آنسو حقیقتاً ختم لئیے تھے۔ سوجھی ہوئی آنکھوں میں ویرانی نہیں وحشت بھی تھی۔۔۔ عجیب سی وحشت اور سردپن۔۔ آنکھیں نم تو ہوتی مگر رخسار نہ بھگوتی۔ اسکا ضبط، اسکا پتھر ہوجانا اسکے رونے اور ہوش و حواس کھونے سے زیادہ پریشان کن تھا۔ وہ روتی، چیختی، چلاتی مگر یوں خاموشی نہ ہوتی۔ اسکا یہ ضبط سب سے بڑھ کر رائد کو خوف زدہ کر رہا تھا۔

ایک ہفتے بعد نہ چاہتے ہوئے بھی عدنان صاحب اور افہام کا آفس اور بچوں کی پڑھائی کے باعث انہیں واپس جانا پڑا تھا مگر صبیحہ اور عطیہ کو عدنان صاحب نے یہیں رہنے کو کہا تھا کیونکہ ان کا یہاں رکنا ضروری تھا۔ یشل کی حالت، ہمہ وقت رہنے والی لوگوں اور رشتےداروں کی ریل پیل، ضعیمہ کے لیے سب کچھ اکیلے سنبھالنا بہت مشکل ہوجاتا۔ وہ کسی عام سکینہ کی نہیں بلکہ دلوں پر راج کرنے والی اداکارہ سکینہ کی موت تھی۔ گھر ایک پل کو بھی خالی نہ ہوتا صرف رات کا وقت گھر میں کچھ خاموشی ہوتی اور سکون ہوتا مگر دور دراز سے آئے رشتے دار بھی یہیں رکے تھے۔ ملازموں کی بھی کام کر کر کے ٹانگیں دکھنے لگی تھی۔

ان سب کو دیکھتے یشل کو اتنی وحشت ہوتی کہ ہفتہ ہوگیا ہوش میں آنے کہ بعد صرف ایک بار باہر آئی تھی اور پھر اسنے کمرے سے باہر قدم نہ رکھا لوگ پوچھتے رہ گئے مگر وہ تو جیسے زمیں سے ہی غائب ہوئی تھی۔

اسکی حالت نے رائد کو جھنجوڑ کر رکھ دیا تھا۔ نہ وہ روتی تھی، نہ بات کرتی، نہ کوئی تاثر دیتی برف کا مجسمہ لگتی تھی۔ رنگت ایک دم ہی زرد اور پھیکی ہوئی تھی مگر رائد کی حالت دیکھتے یشل کو وہ پہلے والا رائد نہ لگا تھا۔ دور سے دیکھنے والے

اسے رائد کا ہم شکل مان لیتے۔ چار دن تو وہ یشل کو دِکھا ہی نہ پھر جب آیا تو اسکی وجیہہ شخصیت کہیں نہ تھی۔ کمزور وجود، سوجھی آنکھیں، مرجھایا زرد چہرا اور کھوکھلے سے وجود کے ساتھ کمرے میں آیا تھا۔ خوبصورت چہرے پر آنکھوں کے گرد حلقے دیکھتے ہی دل مسوس جاتا۔ ان دونوں نے اپنی اپنی ماں کھوئی تھی اور ان دونوں نے ہی ایک دوسرے کو سنبھالنا تھا۔ خدا نے انہیں ایک دوسرے کا ہمسفر متعین کیا تھا، سب کے چلے جانے کے بعد دکھ سکھ کا کوئی ساتھی اگر بچتا تھا تو عادل کے سوا وہ دونوں ہی تھے۔

☆☆☆☆☆

NOVEL HUT

"کیسی ہے وہ۔۔۔۔؟" دل کے ہاتھوں مجبور ہوتے اسنے عطیہ سے وہ سوال کر ہی لیا۔

"مرجھائے ہوئے گلاب جیسی۔۔۔" لاونج میں بیٹھے انہوں نے کمرے کے کھلے دروازے سے سکون سے سوئی یَشل کی جانب دیکھا تھا۔ رات کے بارہ بج

رہے تھے مگر روٹین بدل کر رہ گئی تھی۔ رات گئے تک وہ سب بیٹھی سکینہ کو بخشتی رہتی۔ یَشل کو کبھی سلیپنگ پل دینی پڑتی تو کبھی آبی اسکے بالوں میں ہاتھ پھیر کر سکون دیتی پھر وہ خود ہی نیند سے بوجھل آنکھیں بند کرتی غنودگی میں چلی جاتی۔

"طبیعت ٹھیک نہیں اسکی؟" وہ یقینا اسکے متعلق تفصیلی جواب چاہتا تھا

"نہیں۔۔بخار جاتا ہی نہیں۔ پچھلے دس دنوں میں سات مرتبہ تو نیند کی دوائی لے چکی ہے۔ کھانا بھی میں زبردستی کھلاتی ہوں۔۔"

(کھانا کھلانا رائد کا کام تھا۔۔)

"اپنی یشل تو لگتی ہی نہیں۔۔ خدا اسکے لیے آسانی کرے پتا نہیں یک بعد دیگر ملنے والی اذیتیں کیسے برداشت کر رہی ہے۔۔ نہ روتی ہے نہ ہی کچھ کہتی ہے پتا نہیں کیسے کر رہی اتنا صبر۔۔"

عطیہ کی آواز رندھ گئی تھی۔ ارمغان کو اپنا دل ڈوبتا ہوا محسوس ہوا۔

"آپ اسکا خیال رکھیں نہ۔۔۔"

"تم فکر مت کرو میری جان۔۔۔وقت لگتا ہے ہر چیز میں وہ ٹھیک ہو جائے گی۔۔"

ہونٹ چباتے ہوئے اسنے بات سنی پھر سر اثبات میں ہلا دیا۔

"آپ کب آرہی ہیں۔۔۔؟" دل میں اٹھتا درد محسوس کرکہ اسنے ٹاپک بدل دیا۔

"ضعیمہ تو کہہ رہی تھی وہ کرلے گی مگر رشتے دار ابھی تک تہیں ہیں اسے مشکل ہوگی بس یہ ذرا کم ہو جائیں یَشل بھی کچھ بہتر ہوجائے تو آجاؤں گی۔۔ آبی کو تو کل راشد (آبی کا بیٹا) لینے آرہا ہے۔ رضیہ اور بریرہ (راشد کی بیوی اور بریرہ بیٹی) بھی ساتھ آئیں گی۔ ایک دن یہاں رکیں گے پھر آبی کے ساتھ چلے جائیں گے۔۔"

NOVEL HUT

عطیہ نے اسے خاصہ تفصیل سے بتایا تو ارمغان خاموش رہا۔۔۔

"اچھا۔۔۔پھر بات کرتا ہوں نیند آرہی۔۔"

الوداعی کلمات ادا کرتے اسنے فون سائیڈ پر رکھا اور کروٹ لیتے سائیڈ ٹیبل پر پڑے فریم کو دیکھنے لگا۔۔چہرے پر بھرپور مسکراہٹ لئیے اسکے ساتھ کھڑی

تھی۔ گردن میں جھولتا وہ سرخ موتی بھی واضح تھا۔ گزری عید پر بنائی گئی یہ چند تصویریں ہی اسکے ساتھ بنائی گئی آخری یادیں تھی۔ اسکو دیکھ کر سکون حاصل کرتا وہ کب نیند کی وادیوں میں اترا اسے اندازہ بھی نہ ہوا۔

☆☆☆☆☆

دسمبر کی سردیاں ہر طرف اپنی چادر پھیلائے ہوئے تھی۔ سب کی زندگی اپنے ڈگر پر چلنے لگی تھی۔ گھر میں اگر کچھ بچا تھا تو یادیں اور ویرانیاں ہی تھی۔ اسے گھر میں چلتے پھرتے پہلے صرف ایک عکس نظر آتا تھا مگر اب۔۔دوسرا بھی کہیں کہیں نظر آنے لگا تھا۔ سب نے کہا تھا وقت لگے گا زندگی سہل ہو جائے گی۔ تین مہینے ہونے کو آئے تھے سکینہ ابدی نیند سو گئی تھی اور چار ماہ سے وہ اس گھر میں رائد کی بیوی کی حیثیت سے رہ رہی تھی مگر زندگی ذرا برابر بھی سہل نہ ہوئی تھی البتہ پہلے سے زیادہ کٹھن ضرور ہو گئی تھی۔ اسے لگا تھا وہ خوبصورت الیوژن ختم ہو جائے گا مگر یہ اسکی غلط فہمی تھی کیونکہ اسکا چہرا پہلے سے زیادہ نظر آنے لگا تھا اب تو سکینہ کی آواز بھی کانوں میں گونجنے لگی تھی۔ رائد نو بجے آفس

جاتا اور دو تک واپس آجاتا اور واپس آتا تو وہ اسے کچن میں گم سم سی کھڑی کام کرتی نظر آتی۔ خود کو مصروف رکھنے کا یہی طریقہ تھا۔

"میرے واپس آنے سے پہلے تو کمرے میں چلی جایا کرو۔۔بیوی جب شوہر کا انتظار کرتی ہے تو شوہر خوش ہوتا ہے۔۔"

وہ شیلف کے پاس کھڑی پیاز کاٹ رہی تھی جب رائد نے اس کو پیچھے سے حصار میں لیا۔۔ اسکی اچانک آمد پر سوچوں سے نکلتی وہ چونکی تھی۔ جبکہ ملازمہ رائد کو آتا دیکھ کر کچن سے ہمیشہ کی طرح غائب ہوئی تھی

"شوہر کا اس وقت کون انتظار کرتا ہے؟ یہ کھانا بنانے کا وقت ہے۔"

اسے کیا بتاتی انتظار تو وہ بھی کرتی تھی مگر اسکا نہیں۔۔۔یشل کے ہاتھ پیاز والے نہ ہوتے تو وہ ضرور اسکا حصار توڑ دیتی۔۔

"میں تمہارے لیے ہی تو جلدی آتا ہوں جانِ رائد۔۔۔خوشی کا اظہار بھی کرلیا کرو مجھے دیکھ کر۔"

رائد کچھ خفا ہوا تھا۔۔

"آپ کو دیکھ کر خوشی ہوئی۔۔۔"احساس سے عاری لہجے میں بولتے اس نے تو رائد کو آگ ہی لگا دی

"یہ کیسا اظہار ہے؟ تمہیں پیار کرنا بھی سکھانا پڑے گا اب؟"

جل کر کہتے اسنے یشل کے گردبندھے بازو ہٹائے تو یشل کو جیسے آزادی سی محسوس ہوئی۔

"تمہیں آتا ہے نہ پیار کرنا۔۔کافی ہے۔"اسکی سنجیدگی سے کہی گئی بات کو وہ کافی ذو معنی انداز میں لے گیا تھا۔

"تو تم چاہتی ہو میں تمہیں پیار کروں؟"

اسنے شریر لہجے میں کہتے دائیں بائیں ہاتھ شیلف پر ٹکاتے جیسے اسے قید کیا تھا۔پیاز کاٹتا یشل کا ہاتھ رک گیا

"پیار کے بغیر بھی زندگی گزاری جا سکتی ہے۔۔"

آبی کا پڑھایا یہ سبق اسے پل پل یاد رہتا تھا۔ بے حد قریب کھڑے رائد کی جانب مڑتے اسنے وہی سبق اسے بھی پڑھانا چاہا

"تمہیں ابھی تک مجھ سےپیار نہیں ہوا۔۔؟"پیاز کاٹنے سے رخسار پر بہتا خارہ پانی رائد نے بڑی نرمی سے صاف کیا تھا۔

"نہیں ہوا۔۔۔! "وہ کہنا چاہتی تھی مگر اس گھر میں رہتے اسے اس رشتے کی ضرورت تھی۔ وہ شوہر تھا اس کا اسے بدگمان کرنا اسکی زندگی کی سب سے بڑی غلطی ثابت ہو سکتی تھی۔ اسنے دو ماہ میں نہ تو نفرت کا اظہار کیا تھا نہ ہی محبت کا۔ نفرت ویسے بھی بچی ہی نہ تھی مگر محبت تو کیا۔۔ذرا سی کشش کا احساس بھی ابھی تک نہ ہوا تھا۔

"تم کیا سوچنے لگ جاتی ہو یار۔۔۔"

وہ اسکے ہمیشہ کی طرح غائب ہوجانے پر زچ ہوا تھا۔

"وہ۔۔۔وہ صبح کوریئر والا کچھ دے کر گیا تھا تمہارے لیے وہی یاد کر رہی تھی کہ کہاں رکھا ہے۔۔روم کی ڈریسنگ ٹیبل پر رکھا تھا شاید۔۔تم نے دیکھا؟"

کوریئر یاد آتے ہی اسنے فوراً سے بات گھمائی تھی۔

"ڈریسنگ پر؟ میرا نہیں خیال کہ کچھ پڑا تھا۔۔۔"

رائد نے ذہن پر زور دیا مگر ڈریسنگ پر پڑا کچھ بھی اسے یاد نہ آیا۔

"اچھا۔۔۔ لاونج میں دیکھ لو" اسنے انگلی سے باہر کی جانب اشارہ کیا

"تم چاہتی ہو میں یہاں سے چلا جاؤں۔۔۔؟" وہ مزید خفا ہوا

"کچن میں کھڑے ہو کر کیا کرو گے؟"

"باہر سردی ہے یار۔۔۔ کچن کچھ گرم ہے۔۔۔" دسمبر کا مہینہ تھا۔ سردی تو واقعی زیادہ ہو گئی تھی۔

رائد وہیں سائڈ پر پڑی چیئر پر بیٹھ گیا۔

"کھانا بننے میں کچھ وقت ہے۔۔ کافی بنوا دوں؟"

اسنے دوبارہ پیاز کاٹنا شروع کیئے

"اگر تم بنا کر دو گی تو ٹھیک ہے۔۔۔" اسکا ہاتھ تھما تھا۔۔

"میں صرف یَشل کے ہاتھ ہی کافی پیوں گا۔۔۔"

ذہن میں ایک دل چھو لینے والی آواز کے ساتھ چہرا بھی ابھرا تھا۔۔پل میں یشل نے پل میں ذہن جھٹکا

"میرے ہاتھ صاف نہیں رائد۔۔" اسنے دیگچی میں پیاز ڈالے اور میڈ کو آواز دیتے کافی بنانے کا کہا۔

"میں چینج کرکہ آتا ہوں۔۔۔" وہ کچن سے نکلا تو یشل نے پلٹ کر اسے دیکھا جب تک وہ نظروں سے اوجھل نہ ہوا۔ وہ شخص اس پر سب لٹانے کو تیار تھا اور لٹا بھی رہا تھا مگر بدلے میں اسے مکمل توجہ بھی نہ دے رہی تھی۔ شاید اسے رائد پر افسوس ہوا تھا۔

☆☆☆☆☆

NOVEL HUT

"امی پلیز۔۔ آپ مجھے فورس نہیں کر سکتی ہیں۔۔۔!"

صبیحہ کی مسلسل باتیں سنتے افہام کا صبر جواب دے گیا۔

"فورس کہاں کر رہی ہوں بھئی۔۔۔! تم ہی بلاوجہ کی ضد لگائے بیٹھے ہو۔ تم نے تو عقل بیچ کھائی کے خدا جانے کیا ارادے ہیں مگر میں تو ماں ہوں

مجھے تو ہے نہ تمہاری شادی کی فکر اور اب جب اتنی اچھی بھلی لڑکی ہے تو مسئلہ کیا ہے آخر تمہیں؟ میں نے تمہیں پہلے ہی کہہ دیا تھا اگر تم نے لڑکی پسند نہ کی تو میں خود کرلوں گی اور اب کرلی ہے کچھ نہیں سنوں گی میں۔۔۔!"

صبیحہ کو اسکی ضد، انکار اور بہانے ایک آنکھ نہ بھائے تبھی اسے سنا ڈالی اور کڑے لہجے میں اسے اپنے ارادوں سے آگاہ بھی کیا۔

"میری عمر نکلی جارہی ہے کیا۔۔؟" غیر ارادی طور پر آواز اونچی ہوئی

"افہام۔۔۔! مسئلہ کیا ہے آخر تمہیں شادی سے؟" انوشہ نے زچ ہوتے سوال کیا تھا۔

"تم تو خاموش ہی رہو۔۔۔ امی کو سمجھانے کے بجائے مجھے بول رہی ہو۔۔ان سے پوچھو نہ آخر اتنی کیا جلدی ہے میری شادی کی؟"

"کہاں کر رہی ہیں یار شادی؟ رشتہ تو ہوا نہیں اور سکینہ خالہ کی ڈیتھ کو ٹائم ہی کتنا ہوا ہے؟ تمہیں لگتا ہے شادی ہو سکتی ہے؟"

اسکا دل کیا تھا وہ افہام کا ماتھا پیٹ دے۔ جو انوشہ اس سے اگلوانہ چاہ رہی تھی وہ تو اگل نہیں رہا تھا بس بلاوجہ کی بحث کئیے جارہا تھا۔

"وٹ ایور۔۔! ! نہ تو مجھے شادی میں دلچسپی ہے نہ ہی رشتہ پکا کرنے میں۔۔۔اگر آپ نے زور زبردستی کرنا چاہی تو میں جاب ٹرانسفر کروا لوں گا آپ کو بتا رہا ہوں۔۔"

وہ بولتا ہوا لمبے لمبے ڈگ بھرتا کمرے سے نکل گیا تھا۔ نشہ نے صبیحہ کی طرف دیکھا تو چہرا تاریک تھا۔ افہام نے پہلی بار صبیحہ کے ساتھ ایسا ناگوارہ لہجہ اپنایا تھا اور بدلحاظی کا مظاہرہ کیا تھا

"امی پریشان مت ہوں۔۔۔آپ دیکھیے گا میں اس کو سیدھا کیسے کرتی ہوں۔۔"

اسنے صبیحہ کو حوصلہ دینا چاہا۔

NOVEL HUT

سخت خراب موڈ کے ساتھ وہ کمبل ٹانگوں پر ڈالے لیپ ٹاپ پر کام کرنے میں مصروف تھا جب ارمغان کمرے میں داخل ہوا۔

"کس بات پر پھپھو سے لڑ رہے تھے تم۔۔۔؟"

وہ کم ہی خود سے کسی کو مخاطب کیا کرتا تھا تبھی افہام نے خراب موڈ کے ساتھ ہی سہی، جواب دینا ضروری سمجھا

"بہو لانا چاہ رہی ہیں پھپھو تمہاری۔۔۔"

"تو اس میں اتنی بھڑکنے والی کیا بات تھی؟ پچیس سال کا تُو ہونے والا ہے اور کب کرنی ہے شادی؟"

ارمغان نے ایک نظر اس پر ڈالتے ہوئے کہا اور جیکٹ کی زپ کھولی

"تم کرلو نہ اگر اتنا ہی انکی بات ماننے کا شوق ہورہا ہے تو۔۔"

افہام کی بات پر جیکٹ اتارتا اسکا ہاتھ رکا تھا۔ اسنے پلٹ کر افہام کو دیکھا

"سوری سوری سوری۔۔۔وہ میں۔۔۔میں کرلوں گا شادی۔۔"

افہام کو جلد ہی احساس ہوا وہ اسکے زخم ادھیڑ گیا ہے اور اس سے پہلے زخموں سے نکلتا خون اسکے اوپر گرتا اس نے جلدی ہی کانوں کو ہاتھ لگاتے معذرت کی۔

"کب کرو گے بھئی۔۔۔؟" وہ جھنجھلاہٹ سے بولا

"جب اسکی پڑھائی مکمل ہوجائے گی۔۔۔"

اسنے لیپ ٹاپ کے کی بورڈ پر انگلیاں چلانا شروع کی

"کیا۔۔۔۔؟ کس کی؟" وہ حیرت سے بولتا اسکی جانب آیا۔

"وہ۔۔ ہے ایک۔۔۔" افہام کو جلد ہی احساس ہوا کہ منہ بند ہی رکھنا چاہیے تھا جبکہ ارمغان کو تجسس ہوا تو وہ اسکے ساتھ ہی بیٹھ گیا اور کسی بھی بات پر یہ تجسس اسے بہت عرصے بعد ہوا تھا ورنہ وہ کسی چیز میں بھی دلچسپی نہ لیتا تھا لیکن یہ معاملہ دلچسپی لینے پر مجبور کر گیا تھا۔

"تیرے آفس کی ہے۔۔؟" افہام نے آنکھیں ٹیڑھی کرکہ اسے دیکھا۔

"ابھی تو کہا کہ پڑھائی مکمل ہونے کے بعد۔۔۔ آفس میں کہاں سے آگئی بھئی؟" وہ جھنجھلایا

"اوہ ہاں۔۔۔ سہی سہی۔۔"

ارمغان اسکے پاس سے اٹھ گیا مگر پھر دو قدم چلتے ہی رک گیا

"تو تم ملے کہاں اس سے؟ بتاؤ نہ سب کیسے ہوا؟"

وہ دوبارہ واپس بیٹھا تو افہام کا جی چاہا لیپ ٹاپ بند ک کے اس کے سر میں دے مارے لیکن وہ ایسا کر نہیں سکتا تھا۔ ارمغان بہت ٹائم بعد پہلے جیسا لگا تھا۔

"یاد نہیں کیسے ملے تھے۔۔۔" افہام نے گردن کی پشت پر ہاتھ پھیرا

"آفرین ہے تم پر۔۔۔! کب سے چل رہا یہ سب؟ تو نے کسی بچی کو تو نہیں پھمسا لیا؟"

ارمغان نے مشکوک نظروں سے اسے دیکھا

"استغفراللہ۔۔شرم کر کچھ۔۔بچی نہیں ہے مگر۔۔۔یونیورسٹی سٹوڈنٹ ہے۔ ہوگی کوئی۔۔۔چوتھے یا پانچویں سیمسٹر میں۔۔"

"تجھے یہ بھی کنفرم نہیں۔۔؟" اسکی بات سنتا وہ بے یقینی سے پوچھنے لگا۔

"کنفرم تو ہے بھائی مگر تجھے نہیں بتا سکتا نہ۔۔۔"

افہام نے صاف گوئی سے بولا تو ارمغان نے باقاعدہ ہاتھ کا پنجہ کھولتے اسکے منہ کے سامنے کیا

"صرف ہادی نہیں۔۔۔تو بھی یہی ڈیزرو کرتا ہے۔"

وہ اٹھ گیا تو افہام نے ہنستے ہوئے اسے دیکھا پھر گلا کھنگالا

"اچھا سن پھر۔۔۔ اکیس سال کی ہونے والی ہے۔"

اسنے ارمغان کو دیکھتے ہوئے بتایا مگر اسکے تیزی سے پلٹنے پر وہ نظر بھی اتنی ہی تیزی سے چرا گیا۔

"ایج ڈِفرنس تو کافی 'کیوٹ' ہے۔۔"

ڈریسنگ سے ٹیک لگاتے اسنے لفظ پر زور دیتے ہوئے کہا

"لعنت ہے۔۔۔" بلاوجہ ہی افہام کو اسکی بات طنز لگی تھی۔

"اچھا آگے بتا۔۔۔تو نے پروپوز کیا تھا؟" ارمغان کا تجسس کچھ بڑھا تھا۔

"پروپوز تو کسی نے بھی نہیں کیا تھا۔۔"

پہل قرت نے ہی کی تھی مگر کوشش کے باوجود افہام کو ایسا لمحہ یاد نہ آیا جہاں قرت نے صاف لفظوں میں محبت کا اظہار کیا ہو۔

"کیا مطلب۔۔۔؟" ارمغان نے نا سمجھی سے اسے دیکھا۔

"پہل اس نے کی تھی مگر صاف لفظوں میں نہیں۔۔"

کافی منمنا کر کہی گئی بات ارمغان کو ٹھیک سے سمجھ نہ آئی

"صحیح سے بول نہ۔۔۔!" وہ جیسے تنگ ہوا

"اوففف۔۔۔مجھے کسی سے پتا لگا تھا کہ وہ مجھ میں انٹرسٹڈ ہے تو میں نے اسے آڑے ہاتھوں لیا لیکن میری نظروں میں وہ پہلے بھی کئی بار آئی تھی۔۔"

اسکی پہیلی جیسی باتوں پر ارمغان الجھن کا شکار ہوا۔

"تو بولنا کیا چاہ رہا تجھے خود کو پتا ہے؟"

"ہاں تو۔۔۔تو دفع کر نہ جب رشتہ ہوگا تو پتا لگ جائے گا۔۔"

اسنے جیسے بات ختم کرنا چاہی

"اچھا میری بہن تو دکھا ذرا۔۔۔"

"تیری بہن۔۔۔؟" اسنے آنکھیں پھیلا کر ارمغان کو دیکھا۔ سانس حلق میں اٹک گیا۔

"تیری بندی میری بہن ہی ہوگی نہ؟ یہ بھابھی والی بکواس شادی سے پہلے مجھے نہیں پسند۔"

افہام کا اٹکا ہوا سانس بہال ہوا اسنے چہرا دوسری طرف موڑتے خود کو نارمل کرنا چاہا۔

"پردہ کرتی ہے میں نے بھی نہیں دیکھا اسے۔۔۔"

اسکے جواب پر ارمغان کا دل کیا افہام کی ایسی حالت کردے کہ اسے بھی پردہ کرنا پڑ جائے۔۔۔

☆☆☆☆☆

ریسٹورنٹ میں سامنے والی نشست پر بیٹھی وہ لڑکی پہلے سے زیادہ پر اعتماد لگی تھی۔ ہر بار کی طرح گھبرائی ہوئی نہیں تھی جس کا کانفیڈنس لیول اس کے سامنے زیرو ہوجاتا تھا۔ ہمیشہ کی طرح پلکوں کے جھالر میں لرزش نہ تھی، نہ گردن جھکی ہوئی تھی نہ ہی وہ انگلیاں مروڑتی ان کی حالت بگاڑ رہی تھی۔ وہ اسکی توقع کے برعکس بدلی ہوئی تھی اور اس بات کو زبان پر لانے سے وہ روک بھی نہ سکا۔

"کافی بدل گئی ہو۔۔۔" مقابل کے ہونٹوں پر ہلکی مسکراہٹ آئی تھی۔

"مجھے لگا تھا آپ پوچھیں گے کیسی ہو۔۔۔"

ہاں۔۔اس کا "آپ" کہنا آج بھی نہ بدلا تھا۔

"اور تم ہمیشہ کی طرح کہتی کہ پہلے جیسی ہوں۔۔" وہ ہنس دیا۔

"ابھی آپ نے خود کہا بدل گئی ہو۔۔۔پھر میں جھوٹ کیوں بولتی؟"

وہ بولتی ہوئی پہلے جیسی ہی معصوم لگی تھی۔

"ہاں تم نے تو سچ کی کتابیں پڑھ رکھی ہیں۔۔"

"کاش آپ بھی پڑھ لیتے۔۔۔" عام سے لہجے میں کہی بات گئی بات اسے کافی زیادہ چبھی تھی۔ ہونٹوں کی مسکراہٹ سمٹ گئی۔ وہ لڑکی جو اسکے سامنے لاجواب ہوجاتی تھی آج اسکے سامنے وہ لاجواب ہوا تھا۔

"ابھی تک دل میں باتیں رکھے ہوئے ہو۔۔۔" شاید اسے توقع نہیں تھی

"باتیں تو دماغ سے نکل جاتی دل سے نہیں۔۔۔ہاں لوگ دل سے اتر جاتے ہیں وہ بات الگ ہے۔"

سامنے بیٹھے شخص کا دل دھک کر رہ گیا۔ وہ اچانک ہی کشیدگی اور اضطراب کا شکار ہوا تھا۔

"میں آپ کو پوائنٹ آؤٹ نہیں کر رہی تھی۔۔" وہ شاید اسکے چہرے کے تاثرات پڑھ چکی تھی۔

"اس جملے کے بعد تو مجھے لگ رہا ہے تم واقعی مجھے ہی پوائنٹ آؤٹ کر رہی تھی۔۔۔"

اسنے مسکرانے کی کوشش کی مگر مقابل نے معذرت تک نہ کی اور سر اثبات میں ہلا دیا۔ اس قدر پیچیدہ سورت حال پر وہ دل گرفتہ سا ہوا تھا۔

"انگیجمنٹ ہوگئی تمہاری۔۔۔؟" اسکی چوتھی انگلی میں جگمگاتی خوبصورت انگوٹھی دیکھ کر بڑی کشمکش کے بعد اسنے سوال داغا۔

"آپ کو کیا لگتا ہے۔۔؟" اسنے دوسرے ہاتھ کی انگلی سے اس انگوٹھی کو بڑی محبت سے چھوا۔ لہجہ کچھ خوشگوار سا تھا۔ اسے سمجھ نہ آیا وہ کیا کہے۔۔۔ لگ رہا تھا وہ کسی اور کے نام سے منسوب ہوگئی ہے مگر پھر بھی وہ انکار سننا چاہتا تھا۔

"اندازہ نہیں لگا پا رہا کچھ۔۔۔"

"پھر تو اور بھی اچھی بات ہے۔۔۔" وہ دلکشی سے مسکرائی تھی۔ سوال کا جواب نہ دیتے پہلی بار کی طرح اس بار بھی اسے الجھا گئی تھی

"آپ کی شادی ہوگئی نہ؟" وہ جواب جانتی تھی پھر بھی سوال کر رہی تھی۔ وہ اسے ماضی میں دھکیلنے کی کوشش کرنے میں کامیاب ہوئی۔

"ہاں یاد نہیں کیا تمہیں؟۔۔ بچے بھی ہیں۔۔"

اس بار وہ چند لمحے سناٹوں میں آگئی تھی۔ شادی کا تو اسے معلوم تھا مگر بچے۔۔۔

"ماشاءاللہ۔۔۔" حلق میں کانٹے اُگ آئے تھے۔

"مجھے چلنا چاہیے۔۔۔" وہ فوراً اپنی جگہ سے اٹھی اور اسے کچھ کہنے کا موقع دیئے بغیر جانے لگی

"نِشہ۔۔۔۔" اسکے قدم رکے تھے۔ چند لمحے اسکی طرف پشت کیئے ہونٹ کچلتی رہی پھر تاثرات درست کرتی اسکی جانب مڑی۔ اتنے عرصے بعد اس کی زبان سے اپنا نام سنتے دل زور سے دھڑکا تھا۔

"کچھ دیر بیٹھ جاؤ۔۔" شاید وہ کچھ اور کہنا چاہتا تھا۔ وہ سننا بھی کچھ اور ہی چاہتی تھی۔

"نہیں۔۔۔میں ویسے ہی کچھ دیر بیٹھنے کے لیے یہاں آئی تھی۔ اندازہ نہیں تھا کہ آپ سے ملاقات ہو جائے گی۔۔مجھے چلا چاہیے۔"

وہ پلٹ گئی تھی۔ وہ ویسے ہی کھڑا اسے دور جاتے دیکھ رہا تھا۔

☆☆☆☆☆

"میں تمہیں افہام کا نمبر نہیں دے سکتی۔۔۔! " وہ آواز سنتی دروازے کے باہر ہی رک گئی۔

"مجھے فورس مت کرو بینا۔۔۔جو باب بند ہو چکا ہے وہ تم دوبارہ کیوں کھولنا چاہتی ہو؟ اس دن بھی میں نے تم سے کہا تھا مجھے دوبارہ کال مت کرنا۔۔"

اسکی آواز اونچی ہوئی تھی

"رونا بند کرو۔۔۔! " اب کی بار اس کے لہجے میں جھنجھلاہٹ تھی۔

"میں افہام سے کہہ دونگی۔ پلیز مجھے دوبارہ اس بارے میں بات کرنے کے لیے کال مت کرنا۔۔۔! "

کال کاٹ کر اسنے فون بیڈ پر پٹخا تھا۔

"کس سے بات کر رہی تھی تم؟" اسنے اندر داخل ہوتے سنجیدگی سے سوال کیا تو نشہ اسکی اچانک آمد پر بوکھلا گئی

"وہ بینا تھی۔۔۔دوست پرانی۔" اسنے خود کو نارمل ظاہر کیا

"اگر تمہاری دوست ہے تو تم تک رہے۔ میرے بندے میں کیا دلچسپی ہے؟"

وہ تیز لہجے میں بولتی اسکی طرف آئی۔ نِشہ کو اندازہ ہوا وہ سب سن چکی تھی۔

"وہ یونیورسٹی میں افہام کی بھی دوست ہوتی تھی۔۔۔"

قرت چند لمحے اسے دیکھتی رہی تھی

"پھر اب کیا مسئلہ ہے؟ کون سا باب بند ہوگیا ہے؟ لہجہ کچھ دھیما تھا اس بار۔۔۔

"چھوڑو نہ تم دفع کرو۔۔۔"

"کچھ پوچھا ہے میں نے نشہ۔۔۔"

نِشہ نے بات گھمانا چاہی مگر قرت جیسے اڑ گئی تھی۔

"اوف قِرت کیا ہے۔۔وہ دوست ہوا کرتی تھی افہام اور میری۔ پھر مِس انڈر سٹینڈنگز ہوگئی تھی۔۔" وہ کچھ جھنجھلاہٹ سے بولی

"کیسی مِس انڈر سٹینڈنگز؟"

اسکی جھنجھلاہٹ نظر انداز کرتے اسنے دوبارہ سوال کیا۔

"چھوڑو تمہیں نہیں پتا۔۔۔۔"

"نہیں پتا ہے تبھی پوچھ رہی ہوں۔۔۔!" قرت نے ضبط کا مظاہرہ کیا

"رہنے دو تم۔۔۔میں افہام سے پوچھ لوں گی۔"

نشہ کی خاموشی پر وہ کمرے سے باہر جانے لگی۔

"قرت نہیں یار۔۔۔تم۔۔افہام بھائی سے نہیں۔۔اوف۔۔۔"

ادھورے جملے بولتے اسنے سر پیٹا تھا

"تو پھر بتاؤ۔۔۔؟" نِشہ نے گہرا سانس لیا اور دروازہ لاک کرکہ اسکی بازو پکڑتی بیڈ پر بیٹھی۔

"تم افہام سے ذکر مت کرنا ٹھیک ہے۔۔؟"

وہ جانتی تھی قرت افہام سے شاید ذکر کرے گی مگر کہیں نہ کہیں وہ چاہتی بھی تھی کہ ایسا ہو جائے۔۔۔

☆☆☆☆☆

NOVEL HUT

افہام اور بینا کی دوستی یونیورسٹی کے چوتھے سیمسٹر میں ہوئی تھی۔بینا افہام سے ایک سیمسٹر جونئیر تھی اور نوٹس کے چکر میں کچھ پہچان ہوئی۔ تھوڑی بہت پہچان دوستی میں بدلتی محبت کا روپ اختیار کر گئی۔ چھوتھا سیمسٹر مکمل ہوا تو افہام نے بینا کو پروپوز کردیا اور اسنے دل سے اس کا ساتھ قبول کیا تھا۔

ان کی اس محبت سے انوشہ بخوبی واقف تھی کیونکہ وہ اسی یونیورسٹی میں پڑھائی کرتی تھی جبکہ ارمغان کی یونیورسٹی دوسری تھی۔ انوشہ کو بینا پہلی ملاقات میں ہی اچھی لگی تھی اور ان دونوں کی دوستی بھی چند ملاقاتوں کے بعد ہی گہری ہوگئی تھی۔

خوبصورت بینا جس کا پورا نام اربینہ تھا، کشمیر سے تعلق رکھتی تھی۔ سرخ و سفید رنگت، سیاہ گھنگھریالے بال اور بھوری شہد جیسی آنکھیں وہ بلاشبہ بہت حسین تھی اور اپنی چنچل شخصیت کے ساتھ کسی کے بھی دل میں گھر کرلیتی۔

ایک سال گزرا تو افہام پر یہ انکشاف ہوا کہ بینا طلاق یافتہ تھی۔بینا کی شادی اٹھارہ سال کی عمر میں ہی کردی گئی تھی مگر تین سال بعد ہی طلاق ملنے پر وہ واپس باپ کے آنگن میں آگئی ۔ اس دوران جو پرائیویٹ پڑھائی وہ کر رہی تھی تھی اسکو باقاعدگی سے کنٹینیو کرتے اسنے یونیورسٹی میں ایڈمیشن لیا، اسنے اپنی شادی والا سارا قصہ راز ہی رکھا مگر افہام کو سیریئس ہوتا دیکھ کر اسنے یہ بات افہام کو بتا دی۔ کچھ ٹائم تک افہام بری طرح الجھن کا شکار رہا مگر پھر سب نارمل ہوگیا جب افہام نے اسے کہا کہ اسکے طلاق یافتہ ہونے سے افہام کو کوئی مسئلہ نہیں۔بینا کی خوشی کی انتہا نہ رہی مگر دوسرا بھی بڑا راز تھا جو افہام کو

کھونے کے ڈر سے اسنے پردے میں رہنے دیا مگر کچھ عرصہ بعد اس راز سے بھی پردہ اٹھنے والا تھا۔

"میں نے ماما سے بات کرلی ہے۔۔ان کو تم اچھی لگی اب بس کچھ دن اور۔۔ تمہارے مڈٹرم ایگزیم ہوجائیں تو منگنی کرلیں گے اور انشاللہ تمہاری گریجوئیشن کے بعد شادی بھی۔ تمہارے گھر والوں کو کوئی اعتراض تو نہیں ہوگا نہ؟ میری جاب تو سٹارٹ ہوگئی ہے اور تنخواہ بھی ٹھیک ہے۔۔۔"

وہ چھری کانٹے سے سٹیک کے ٹکڑے کرتا مسلسل بولتا جارہا تھا جبکہ اسکی باتیں سنتی بینا تو کھانا بھول ہی گئی تھی۔ اسے اندازہ نہیں تھا کہ افہام اتنی جلدی کرے گا لیکن اگر وہ جلدی نہ کرتا تب بھی اسے مرحلے سے تو اسے گزرنا ہی تھا۔

"افہام۔۔۔ ابھی صرف بائیس سال کے ہی تو ہوں یار۔۔۔"

"ہاں تو کیا ہوا۔۔۔"

"پڑھائی تو تم نے جلدی کرلی مگر شادی نہیں یار۔۔۔ابھی کچھ سال ویٹ کرلو نہ میں اتنی جلدی شادی نہیں کرسکتی گریجویشن کے بعد مجھے جاب کرکہ ماں باپ کے لیے کچھ کرنا ہے۔۔"

اس کی بات پر افہام نے چھری کانٹا پلیٹ میں رکھتے اسکا ہاتھ تھاما

"تو کیا ہوا؟ شادی کے بعد بھی کر سکتی ہو ڈونٹ وری۔۔ہم اتنی چھوٹی ذہنیت کے لوگ نہیں یار جسٹ ریلیکس۔۔"

افہام نے مسکرا کر اسے تسلی دینا چاہی مگر اب کہاں ریلیکس ہونا تھا۔

"نہیں افہام تم مجھے کچھ وقت تو دو پلیز۔۔۔میں کون سا کہیں بھاگی جارہی۔" وہ جھلا گئی تو افہام نے چند لمحے اسے خاموشی سے دیکھا۔

"اچھا ٹھیک ہے اتنی پریشان کیوں ہورہی ہو؟ کچھ وقت لے لو۔۔"

جو "کچھ وقت" افہام نے اسے دیا تھا وقت کے ساتھ ہی لمبا ہوتا گیا تھا۔ دونوں کے درمیان فاصلے آگئے تھے۔بینا ہر وقت بلاوجہ ہی مصروف رہنے لگی تھی۔ مہینے میں کوئی دو دفع ملاقات بامشکل ہو پاتی۔ ایسا ہی کرتے کرتے بینا کی گریجویشن ہوگئی اور پھر انٹرنشپ۔۔۔جو مہینے میں دو بار ملاقات ہوتی تھی اب

تو اس سے بھی گئے گزرے تھے مگر افہام بینا کے معاملے میں حد سے زیادہ سنجیدہ تھا اور وہ چاہتا تھا بینا بھی اس معاملے کو اتنی ہی سنجیدگی سے لے پھر ایک دن اسکا صبر بھی جواب دے گیا۔

"بینا کب تک چلے گا یہ سب۔۔؟" وہ جھنجھلایا ہوا لگا تھا

"کیا سب۔۔؟" نجانے وہ جان کر بھی انجان بنی تھی یا واقعی نہیں سمجھی تھی۔

"کیا سب۔۔؟ یہ بھی مجھے بتانا پڑے گا تمہیں نہیں پتا؟"

یقیناً وہ اسکے سوال پر زچ ہوگیا تھا۔

"غصہ کیوں کر رہے ہو۔۔؟" اس کا غصہ دیکھتے بینا منمنائی تھی

"اچھا تو یعنی اب میں غصہ بھی نہیں کر سکتا؟ تم نے حرکتیں دیکھیں ہیں اپنی؟ چھ مہینے گزر گئے ہیں بینا۔۔تمہارا تھوڑا سا ٹائم ابھی تک ختم نہیں ہوا!"

افہام کی بات پر وہ ٹھنڈی سانس ہوا کے حوالے کرتی سامنے پلیٹ میں پڑی سیلِڈ کھانے لگی۔

"تمہاری یہ لاپرواہی مجھے زہر لگ رہی ہے بینا۔۔۔ !"

افہام کو اپنا اگنور ہونا اور اسکا بےنیاز ہونا ایک انکھ نہ بھایا اور ناگوارہ گزرا تھا۔

"تو اور کیا کروں میں بتاؤ۔۔۔؟" کانٹا پلیٹ میں پٹختی وہ اسکی طرف متوجہ ہوئی۔

"یہ بھی اب میں بتاؤ۔۔۔؟" وہ بدقت اپنا غصہ ضبط کرنے میں کامیاب ہورہا تھا۔

"اپنے گھر والوں سے بات کرو۔۔ ! پہلے تو چلو میں جاب لیس تھا تو چانس بھی نہیں تھا مگر اب تو سب ہے۔۔میں اس طرح سے اس تعلق کو مزید نہیں گھسیٹ سکتا !"

NOVEL HUT

"تو مت گھسیٹو۔۔۔۔ ! میں نے تو نہیں کہا۔۔۔" وہ احساس سے عاری لہجے میں بولی تو اسکی بات پر افہام چند لمحے ساکت ہوا تھا۔

"یہ کیسی باتیں کر رہی ہو تم۔۔۔؟" چند لمحوں بعد اسنے خود کو بولتے پایا تھا۔

"بلکل ٹھیک بول رہی ہوں اور تم بھی غلط نہیں ہوا۔۔۔اس تعلق کو گھسیٹنے کا ویسے بھی کوئی فائدہ نہیں۔۔"

فوری طور پر وہ اسکی بات سمجھ ہی نہ سکا اور سمجھ لگی تب بھی وہ بری طرح سے الجھ گیا۔

"تمہیں پتا ہے نہ تم کیا بول رہی ہو۔۔۔؟"

"ہم دونوں کو اچھے سے پتا کے کہ میں کیا بول رہی ہوں۔ ایکسپلین کرنے کے لیے میرے پاس کچھ بھی نہیں ہے۔"

وہ بس جلد از جلد بات ختم کرکہ یہاں سے اٹھ جانا چاہتی تھی۔۔۔

"تم یہ سب کیسے کہہ سکتی ہو؟ تمہیں اس بات کا اندازہ بھی ہے کہ میں کل پرسوتک امی کو بھیجنے والا تھا۔۔۔!"

"میں نے تو نہیں کہا تھا نہ کہ امی کو بھیج دو اور کیا تم نے میرے سے مشورہ کیا؟"

اسکے بدلتے لہجے اور انداز پر وہ حیران سا چند لمحے کچھ کہہ بھی نہ سکا اور دیکھتا چلا گیا۔ اچانک سے پیدا ہونے والی اس سچویشن کے لیے وہ بلکل تیار نہ تھا۔ افہام نے گہرے سانس لیتے اپنے ساتھ بینا کو بھی ریلیکس کرنا چاہا

"اچھا ٹھیک ہے ریلیکس ہو جاؤ وی آر اِن پبلک۔۔۔"

افہام نے اسکا ہاتھ پکڑا ہی تھا کہ وہ اپنا ہاتھ کھینچ گئی

"وہاٹ ریلیکس؟ اب میں ریلیکس نہیں ہو سکتی ہوں افہام اور جو تم کرنا چاہ رہے ہو وہ بھی نہیں ہو سکتا ہے۔۔نہ ابھی اور نہ ہی پھر کبھی۔۔!"

بینا نے صاف گوئی سے کام لینے کی کوشش کی۔ دونوں کے درمیان گہری خاموشی چھا گئی۔ افہام اسکی بات ہر پہلو سے سمجھنے کی کوشش کر رہا تھا اور وہ مزید کچھ کہنے کو لفظ ترتیب دے رہی تھی۔

"بینا۔۔۔"

"اچھا ٹھیک ہے بس کچھ دن اور۔۔۔کرتی ہوں مَیں گھر میں بات۔۔۔"

جھوٹ بولنے کے سوا کوئی چارہ نہ تھا مزید کچھ دیر اسی ٹاپک پر گفتگو ہوتی رہی تو افہام ریلیکس ہوا لیکن پھر وہ ہوا جس پر یقین کرنا نہ تو انوشہ کے لیے آسان تھا نہ ہی افہام کے لیے۔

دو ہفتے بعد اریبنہ کی کسی دوست سے اسکی شادی کی اطلاع ملی۔ نہ صرف شادی بلکہ شادی کرکہ ملک سے باہر چلے جانے کا انکشاف بھی اس پر اچانک ہوا تھا۔ بے یقینی سی بے یقینی تھی۔ ایک ہفتہ گزر گیا اسے تلاش کرتے کرتے۔ وہ جس فرم میں جاب کرتی تھی وہاں سے پتا کرنے پر بھی یہی بتایا گیا کہ وہ ملک سے باہر چلی گئی ہے۔ صرف ایک آخری بار وہ اس سے کانٹینٹ کرنا چاہتا تھا اور اس سلسلے میں انوشہ نے اسکی مدد کی۔ نجانے وہ کن کن لوگوں سے رابطہ کرتی اسکا نمبر تلاش لائی تھی۔ پہلے اسنے خود رابطہ کرکہ دیکھا۔ وہ یو کے کا نمبر اریبنہ کا ہی تھا پھر اسنے وہ نمبر افہام کو بھی بتا دیا مگر ان دونوں کو اندازہ نہ تھا یہ رابطہ ان دونوں کو کتنا بڑا شاک دینے والا تھا۔

"میں طلاق یافتہ تھی۔۔۔دو بچے ہیں میرے اور یو کے بھی مجھے خالہ لائی ہیں تاکہ میں شہروز سے شادی کرلوں۔۔"

فون کے سپیکر سے ابھرنے والی آواز پر ان دونوں کی ہی سانس رکی تھی۔ افہام کو لگا اسے سننے میں کچھ غلطی ہوئی ہے جبکہ نشہ شہروز کا نام سنتے ہی گنگ ہوئی تھی۔

"کیا۔۔۔؟"

"ہاں۔۔۔دو بیٹیوں کے بعد ہی ڈاکٹر نے کہا کہ میں دوبارہ ماں نہیں بن سکتی۔۔۔میرے شوہر کو بیٹا چاہیے تھا تو وہ دوسری شادی کرنا چاہتا تھا میرے اختلاف پر اسنے مجھے طلاق دے دی تھی۔۔۔"

خدا جانے اچانک اس میں ہمت کہاں سے آئی تھی۔ مگر یہ سچ اسے بتانا ضروری تھا۔پتا نہیں اس بار بھی وہ سچ بول رہی تھی یا جھوٹ۔

"یہ کیا بکواس ہے۔۔۔! " وہ اچانک ہی بھڑک اٹھا تھا جبکہ نِشہ ویسے ہی سانس روکے دونوں کے درمیان پڑے فون پر نظریں جمائے ہوئے تھی۔

"بکواس نہیں یہ حقیقت ہے۔۔۔"

"تم شہروز سے شادی کیسے کر سکتی ہو؟ تم نے مجھے دھوکے میں رکھا؟"

اسے اپنی آواز کھائی سے آتی محسوس ہوئی تھی۔

"نہیں کی میں نے شہروز سے شادی مگر۔۔۔خالہ مجھے بچوں سمیت یو کے اسی لیے لائی ہیں تاکہ میں شہروز سے شادی کرلوں اور ہاں۔۔۔میں نے تمہیں دھوکے میں رکھا اس کے لیے میں تم سے معافی مانگتی ہوں مگر پلیز مجھ سے دوبارہ رابطہ مت کرنا۔۔۔فی امان اللہ۔۔"

وہ کال بند کر گئی تھی۔کمرے میں سناٹا چھا گیا تھا۔آنکھوں میں امڈنے والے آنسو نشہ نے بڑی مشکل سے روکے تھے۔اسنے نظر اٹھا کر سامنے بیٹھے افہام کو دیکھا جس کی آنکھیں سرخ مائل ہورہی تھی چہرے سے اندازہ لگانا مشکل تھا وہ کیا سوچ رہا ہے۔غصہ دبا رہا تھا، یا شاید ابھی تک بےیقین تھا۔

نِشہ دل میں اٹھنے والی تکلیف دباتی اپنی جگہ سے اٹھتی کمرے سے نکل گئی تھی۔

افہام نے دوبارہ رابطہ کرنے کی کوشش نہ کی تھی۔زندگی اپنے ڈگر پر چل رہی تھی مگر وہ بدل گیا تھا۔سنجیدگی، غصہ، چِڑ اور خاموشی جیسے اسکی شخصیت

کا خاصہ بن گئی تھی مگر اسکے بدلتے روئیے کی نشہ، ہادی اور صبیحہ کے علاوہ کوئی نہ سمجھ سکا تھا۔ کچھ عرصے بعد افہام کو اسکے واپس آنے کی خبر ملی تھی مگر تب بھی اسنے کچھ خاص رد عمل نہ دیا نہ ہی اس سے رابطہ کرنے کی کوشش کی۔ آہستہ آہستہ وہ ٹھیک ہوگیا تھا مگر قرت کو آج اسکے کچھ عرصے پہلے رویے کی وجہ معلوم ہوئی تھی۔

☆☆☆☆☆

انوشہ کی ساری بات سننے کے بعد وہ خاموش رہی تھی۔ اسکی آنکھوں میں جو آنسو تھے وہ نشہ سے چھپے نہ تھے مگر اسنے منہ سے ایک لفظ نہ نکالا تھا۔ نشہ سمجھ نہ سکی تھی ماضی نے اسکا دل کتنا دکھایا ہے مگر اسے اندازہ تھا وہ گھر کے کسی کونے میں چھپ کر آنسو بہائے گی اور ہوا بھی ایسا ہی تھا۔ وہ چھت پر کتنے ہی گھنٹے روتی رہی تھی۔ عزہ ہی اسے تلاشتی اوپر آئی اور اسے سنبھالا۔ سو بار پوچھنے پر بھی قرت نے اسے رونے کی وجہ نہ بتائی تھی۔ پچھلے کچھ عرصے میں جو کچھ ہوتا رہا تھا اس کا اثر سمجھ کر عزہ نے بھی پھر کچھ نہ کہا۔

وہ کروٹ لئیے بیڈ پر لیٹی تھی جب عطیہ کمرے میں آئی۔

"قرت۔۔۔سو رہی ہو کیا؟" قرت نے آنکھیں چھپکتے نمی اندر اتاری اور اٹھ بیٹھی۔

"جاگ رہی ہوں۔۔۔کیا ہوا؟"

"کیا ہوا۔۔؟ تم بتاؤ کیا ہوا ہے۔۔۔ہر وقت کیا کمرے میں رہنے لگ گئی ہو؟ عدنان بھی پوچھ رہے تھے تمہارا اور یہ کیا حال کیا ہوا ہے کمرے کا؟ عزہ کم تھی تم بھی لاپرواہ ہو گئی؟"

انہوں نے اسکے یہاں وہاں بکھرے کپڑے دیکھتے اسے جھڑک دیا تو وہ سانس بھر کہ رہ گئی

"کس سے بات کر رہی ہوں میں۔۔۔؟" جواب نہ ملنے پر عطیہ نے اسے گھورا

"امی کیا کروں آج ٹائم نہیں ملا تو کمرہ نہیں سمیٹا اور اتنے دن کہاں صرف دو دن ہی تو ہوئے ہیں۔۔کمرے میں بیٹھنے پر بھی پابندی ہے کیا۔۔۔؟"

اسکے خفگی سے بولنے پر عطیہ نے کمر پر ہاتھ رکھتے اسے دیکھا

"نہیں کون سی پابندیاں لگا دی ہیں جو تم پھولن دیوی بنتے منہ سجائے ہوئے ہو۔۔۔؟" اسنے اپنی میٹھی میٹھی پر زچ ہوتے عطیہ کی جانب دیکھا۔

"ایسے مت دیکھو ماں ہوں تمہاری ! مجھے بتاؤ کیا سوچا تم نے؟"

عطیہ کے بید پر بیٹھنے پر اسنے کراؤن سے ٹیک لگائی

"کس بارے میں۔۔؟"

"عبداللہ کے بارے میں۔۔۔بھئی صبیحہ باجی نے تو افہام کی طرف سے ہاں کردی ہے بھلا ثناء جیسی اچھی بچی کہاں ملے گی اب تم بھی جلدی سے بتا دو مجھے تاکہ ہم انکی طرف سے ہو آئیں۔۔دو دن کافی ہوتے ہیں سوچنے کے لیے۔۔۔"

NOVEL HUT

عطیہ بولتی جارہی تھی جبکہ افہام کا نام سنتے قرت کا سانس ہی اٹک کر رہ گیا۔

"افہام نے ہاں کردی۔۔۔؟" اس نے بے یقینی کی کیفیت میں سوال کیا۔ ان دو دنوں میں انکی بات نہ ہوئی تھی۔ افہام اپنے اگنور ہونے کی وجہ پوچھتا رہ گیا مگر قرت نے زبان نہ کھولی۔

"نہیں بھئی افہام کے تو مزاج ہی نہیں مل رہے صبیحہ باجی نے خود ہی ہاں کردی ہے۔۔۔یہ تم کیوں اتنی حیران ہورہی۔۔؟"

انہوں نے قرت کے تاثرات جانچے مگر اچانک ملنے والی اس خبر پر وہ اتنی بے یقین تھی کہ اس سے کچھ کہا بھی نہ گیا۔۔

"کون سے مراقبے میں کھو گئی ہو بھئی۔۔۔" عطیہ بیزار ہوئی

"کہیں نہیں۔۔۔" دل پر لگنے والے گھونسے کی وجہ سے آنکھوں میں نمی اترنے لگی۔

"تو بتاؤ میں انہیں کیا کہوں؟"

"انکار کردیں۔۔۔" حلق میں آنسوؤں کا گولا محسوس ہوا اور اس ضبط پر تکلیف کا احساس بھی ہوا تھا۔

"تم پاگل تو نہیں ہوگئی ہو۔۔۔؟ اتنا اچھا لڑکا ہے کیا نہیں ہے اس کے پاس؟ بھائی تمہیں اسکے گھر والوں سے مسئلہ ہے تو ہاجرہ نے پہلے ہی کہہ دیا ہے عبداللہ کو فلیٹ ملا ہے آفس کی طرف سے تم وہاں رہ لینا لیکن تمہارے اس انکار کے حق میں بلکل بھی نہیں ہوں میں۔۔ عقل بیچ کھائی ہے کیا؟"

عطیہ بھڑک گئی اور قرت بس حیرت سے ماں کو دیکھ رہی تھی کہ وہ خاموش ہو جائیں لیکن ایسا نہ ہوا

"کتنا اچھا کماتا ہے عبداللہ اچھی صورت ہے ماشاءاللہ اور اتنے اچھے خاندانی لوگ ہیں۔۔ انکار کی کوئی وجہ ہے تمہارے پاس؟ اتنے بہتریں رشتے کو کون انکار کرتا ہے؟ لوگ اچھے رشتے ڈھونڈھ ڈھونڈھ کر تھک جاتے ہیں۔۔ تم لوگوں کو پلیٹ میں رکھا رشتہ مل رہا پھر بھی۔۔۔"

"امی بس کر جائیں۔۔۔ ! ! اگر کرنی اپنی ہے تو مجھ سے پوچھ ہی کیوں رہی ہیں۔۔؟"

عطیہ کے مسلسل بولنے پر اسکا ضبط جواب دے گیا

"اچھا رشتہ پلیٹ میں رکھ کر کسی کو نہیں ملتا یہ سب نصیب کی باتیں ہیں اور پلیز امی۔۔۔۔ اتنی کم ذہنیت مت رکھیں۔۔۔یہ انیسویں صدی نہیں ہے کہ بیٹیوں پر فیصلے تھوپ دیئے جائیں اور وہ خاموشی سے سر جھکا لیں۔مجھے افہام ہرگز مت سمجھئیے گا جس کی طرف سے آپ ہاں کردیں گی۔۔مجھے اس رشتے سے انکار ہے اور اسکی وجہ دینے کی پابند نہیں ہوں میں۔۔۔"

آواز دھیمی مگر لہجہ تیز تھا۔ وہ بات مکمل کرتی اٹھ کر کمرے سے واک آؤٹ کر گئی پیچھے عطیہ ہکا بکا سی کتنی ہی دیر ادھر بیٹھی رہی۔

کمرے سے نکلتی وہ سیدھا ٹیرس میں آئی تھی۔ جھولے پر بیٹھتی وہ آنسو روکنے کی کوشش کرنے لگی۔ گہرے سانس لیتے اسنے خود کو نارمل کیا اور سیاہ آسمان کو دیکھنے لگی جہاں ہلکے ہلکے بادل چاند کی روشنی میں نظر آرہے تھے مگر چاند چھپ سا گیا تھا۔ اسے بے اختیار ہی وہ دن یاد آنے لگا جب اسی پہر اسی جگہ اس محبت کا اعتراف ہوا تھا جسے وہ سب سے چھپاتی آرہی تھی۔۔ اس کے بعد سے ہی سب سلجھی ہوئی زندگی الجھنے لگی تھی۔ زندگی کتنی غیر متوقع ہوتی ہے ناں۔۔۔ ان سب کو لگتا تھا ہر چیز ان کے ہاتھ میں ہے ٹرین کی طرح فلو

میں چلتی یہ زندگی حسین خواب جیسی ہی تھی مگر اب وہ سب اس خواب سے جاگ گئے تھے۔ کچھ ہی عرصے میں سب کچھ بدل گیا تھا۔ دل کی مضبوط دیواروں میں دراڑیں آنے لگی تھی۔ کسی نے کب سوچا تھا، گھر کی رونقیں ویران ہو جائیں گی اور آدھی رات کو چلتی دل و دماغ کی جنگ میں ہارنے لگیں گی۔

وہ یہاں آسمان تکتی خود پر ضبط کر رہی تھی، ارمغان بستر پر چت لیٹا کانٹوں کے اس راستے پر چل رہا تھا جو تویل ہوتا جا رہا تھا اور وہ بھی یقیناً کسی کونے میں بیٹھی سوچوں میں ڈوبی ہوگی مگر اس کے پاس ان سوچوں سے واقتی طور پر نجات دینے والا موجود تھا۔۔۔

"یہاں کیوں بیٹھی ہو؟ بلاوجہ کوئی جن عاشق ہوگیا تو ہمارے گلے پڑ جاؤ گی۔۔ اندر جاؤ ویسے بھی سردی ہے۔"

عزہ کی آواز پر اسے ہرٹ آٹیک آتے آتے رہ گیا۔

"جان نکالنے میں کوئی کثر نہیں چھوڑی تھی تم نے۔۔۔جن عاشق ہو نہ ہو تمہارا چڑیلوں کی طرح ٹپکنا ضروری ہوتا ہے کیا؟" وہ چڑ گئی تھی

"ہاں جب تم جب دکھی آتمہ بنی یہاں بیٹھو گی تو مجھے ہی ٹپکنا پڑے گا۔۔تمہارے "فیوچر میاں جی" کو تو کوئی فکر نہیں مگر مجھے تو ہے نہ۔۔"

عزہ نے اپنی باتوں سے اسکو مزید آگ لگائی

"ہاں شکر کرو کہ اس کو فکر نہیں ورنہ تمہارا فتنہ بھائی اگر میرے آس پاس بھی بھٹکا تو اس دنیا سے بھٹکا دوں گی میں اُسے۔۔۔!"

غصے میں کہتی وہ جھولے سے اٹھتی ٹیرس سے نکل کر واپس کمرے میں چلی گئی۔پیچھے عزہ ہکا بکا رہ گئی

"ہیں۔۔۔موسم اتنا گرم کیوں ہے۔۔؟"

اسنے بڑبڑاہٹ کی پھر منہ بناتی اسکے پیچھے ہی جانے لگی مگر ارمغان کا خیال آتے ہی رک گئی۔ اسکے کمرے کی لائٹ جل رہی تھی یعنی وہ گھر آگیا تھا۔

"امم۔۔۔کیا کروں کس بہانے سے جاؤں۔۔"

نچلا ہونٹ دانتوں تلے دبائے وہ سوچوں کے گھوڑے دوڑانے لگ پھر کچھ سوچتی وہ فریج کے پاس آئی۔ اس میں رکھی اپنی چاکلیٹ اٹھائی۔

"آج کوئی خاص دن نہیں ہے کیا؟ چاکلیٹ دینے کی وجہ بھی تو ہونی چاہیے۔۔"

وہ ایک بار پھر سوچ میں پڑ گئی

"چھوڑو بھئی بہانہ کیا ہی کرنا۔۔کہہ دوں گی دل کر رہا تھا۔۔"

وہ سوچتی آگے بڑھ گئی اور کمرہ ناک کئیے بغیر اندر داخل ہوئی۔۔ تین ماہ میں اسنے ارمغان کے قریب ہونے کی جی زور سر توڑ کوشش کی تھی اور تھوڑی بہت کامیابی مل بھی گئی تھی یہی وجہ تھی کہ ارمغان کو لے کر وہ کافی بے خوف ہو گئی تھی۔

NOVEL HUT

ارمغان کل آفس جانے کے لیے کپڑے نکال رہا تھا۔ آہٹ پر اس نے مڑ کر دیکھا تو عزہ دروازہ کھولے کھڑی تھی۔

"کیا ہوا۔۔۔؟" وہ واپس الماری کی طرف رخ کر گیا

"اندر آجاؤں۔۔۔؟"

لہجے میں بھر معصومیت لئیے سوال کیا گیا جس پر ارمغان نے ایک بار پھر شرٹ سے نظر ہٹاتے مڑ کر اسے دیکھا۔

"ہاں۔۔۔ آتو گئی ہو۔۔۔"

وہ اسکی دھڑلے سے اندر آجانے والی عادت سے واقف تھا مگر ارمغان کو اسکی یہ عادت کچھ خاص پسند نہ تھی۔

"وہ۔۔۔ مجھے بھوک لگ رہی تھی"

اس کی بات پر کچھ شرمندہ ہوتے عزہ نے اس سوال کا جواب دینا ضروری سمجھا جو ارمغان نے کیا بھی نہ تھا۔ وہ آہستہ سے مزید دو قدم لیتی اندر آئی اور دروازے کے سائیڈ پر دیوار سے ٹیک لگا لی۔

"تو کچھ کھایا تم نے۔۔۔؟" اسنے بغیر دیکھے سوال کیا۔۔

"چاکلیٹ۔۔۔" اسنے پیچھے کئیے ہوئے ہاتھ کو آگے کرتے اسے وہ چاکلیٹ دکھائی جو وہ ارمغان کے لیے لائی تھی۔ ارمغان نے مڑ کر اسے دیکھا جو مسکرا رہی تھی۔

"چاکلیٹ کھانے سے تمہاری بھوک مِٹ جائے گی کیا؟"

وہ شرٹ سلیکٹ کرنے کے بعد پینٹ ڈھونڈھنے لگا تھا۔

"شاید ہاں۔۔۔ آپ کھائیں گے کیا؟"

اسنے چاکلیٹ کھول کر پہلے خود کھائی پھر چل کر اسکے پاس آئی۔پینٹ سلیکٹ کرنے میں اسے زیادہ دکت نہ ہوئی، الماری کے پٹ بند کرتے وہ اسکی طرف مڑا جو چاکلیٹ اسکی طرف بڑھائے کھڑی تھی۔

اسے بے اختیار ہی یَشل یاد آئی تھی۔ یَشل کو "ڈیری مِلک" کچھ خاص پسند نہیں تھی اور اسنے آہستہ آہستہ ارمغان کی بھی ڈیری مِلک سے دشمنی سی کروا دی تھی اور اسکا بلکل دل نہیں کر رہا تھا اس ٹائم چاکلیٹ کھانے کا مگر اسکا بڑھا ہاتھ دیکھ کر وہ انکار نہیں کر سکا۔

سر جھٹک کر ارمغان نے اسکے ہاتھ سے چاکلیٹ لیتے اسکا سارا ریپر اتار دیا اور نیچے سے ایک بار توڑتے اپنے منہ میں ڈالی۔ عِزہ نے اسکی حرکت پر اپنی مسکراہٹ بامشکل برقرار رکھی تھی کیونکہ اسے لگا تھا کہ ارمغان وہیں سے چاکلیٹ کھائے گا جہاں سے اسنے بائیٹ کر رکھا تھا مگر یہ محض اسکی غلط فہمی تھی۔ ارمغان نے چاکلیٹ واپس اسکی طرف بڑھا دی۔

"تم سوئی نہیں۔۔۔؟کالج گئی تھی نہ صبح؟"

وہ زیادہ تر گیارہ تک سوجاتی تھی اسکی اس روٹین سے سب واقف تھے کیونکہ تین ماہ میں اسنے اس روٹین کو اتنا پکا کرلیا تھا کہ وہ ہفتے کی رات بھی ان کے ساتھ جاگتی نہ تھی۔

ہر جمعے اور ہفتے کی رات وہ لوگ رات کو ضرور آپس میں بیٹھتے تھے۔ بس یہی وہ چیز تھی جو نہیں بدلی تھی کیونکہ اسے ان سب بدلنے نہیں دیا تھا۔ ارمغان ان کے ساتھ نہ بیٹھتا تو وہ سب اسکے کمرے میں ڈیرہ لگا لیتے، مجبوراً اسے بھی ان کے ساتھ بیٹھا پڑتا تھا۔ پہلے پہل وہ ان سب کی باتوں میں دلچسپی نہ لیتا اور غیر حاظر دماغی کی کیفیت میں بیٹھا رہتا مگر آہستہ آہستہ اسے جمعے اور ہفتے کی رات والے یہ چند گھنٹے "گولڈن ہاورز" لگنے لگے تھے کیونکہ ان کی باتوں میں اسکا دماغ ڈائیورٹ ہوجاتا تھا مگر یشل کی کمی رہتی تھی جسے محسوس کرکہ بھی وہ سب خاموش ہی رہتے اسکا ذکر ارمغان کی موجودگی میں بہت کم ہوتا تھا۔

"نہیں بھوک پر نیند نہیں آرہی تھی۔۔۔" اسنے جواباً کہا تھا۔

"اگر اتنی بھوک لگ رہی تو کھانا کھا لو جا کر فریج میں ہوگا۔۔۔کہو تو میں کچھ آرڈر کردوں؟"

ارمغان نے اسے آفر کی جس پر چاکلیٹ دانتوں سے توڑتے اسنے سر انکار میں ہلا دیا۔کوئی اور وقت ہوتا تو وہ انکار نہ کرتی مگر اس وقت ذرا بھی بھوک نہ تھی۔

"سوچ لو یہ آفر محدود مدت کے لیے ہے۔۔۔بعد میں پچھتانا مت۔"
ارمغان نے جیسے اسے وارن کرنا چاہا۔

"نہیں پچھتاؤں گی۔۔۔" وہ ہلکا سا ہنس دی ارمغان نے گھڑی کی طرف دیکھا جہاں ایک بجنے کو تھا

"مجھے سونا ہے تم بھی جا کر سو جاؤ صبح ڈھیر سارا ناشتہ کر لینا۔۔۔"

وہ اسے کہنا چاہتا تھا رات کے اس پہر اسکا ارمغان کے کمرے موجود ہونا بلکل بھی مناسب نہیں تھا، مگر وہ اسے شرمندہ نہیں کرنا چاہتا تھا۔اسے پچھلے کچھ عرصے میں اندازہ ہوا تھا عِزہ تھوڑی سینسٹو تھی۔۔۔یَشل کی طرح۔۔۔مگر وہ یہ نہ سمجھ سکا کہ اسنے خود کو یشل کی طرح سینسٹو بنا لیا تھا۔

"ہاں مجھے بھی سوجانا چاہیے صبح اٹھا نہیں جائے گا۔۔۔"

دل کو مار کر وہ پلٹ گئی تھی۔ اسکے جاتے ہی ارمغان نے دروازہ لاک کرتے نائیٹ بلب آن کیا اور لائٹ آف کردی۔بیڈ پر کروٹ کے بل لیٹے اسنے الٹے پڑے فریم کو سیدھا کیا تھا۔

سارا دن وہ فریم الٹا ہی پڑا رہتا تھا۔یہی وہ وقت ہوتا تھا جب اسکا ہنسا چہرا دیکھتا ارمغان نیند کی وادیوں میں اتر جاتا تھا۔۔۔

☆☆☆☆☆

"تمہیں پتا ہے رائد۔۔۔میں خدا کا شکر ادا کرتی ہوں کہ امی کے جانے کے بعد مجھے پچھتاوے نے اپنے شکنجے میں نہیں لیا۔۔۔۔"

رائد نے چونک کر اسے دیکھا تھا جو اسکی طرف پشت کئیے لیٹی ہوئی تھی۔ وہ تو سمجھا تھا یَشل سوگئی ہے مگر اسکی آواز بھیگی ہوئی تھی۔

"کیسے پچھتاوے۔۔۔؟" وہ چند لمحوں بعد سوال کرنے لگا۔

"میں جب یہاں آئی تھی تو بہت مرتبہ میرا ضبط جواب دے گیا تھا۔۔۔ میں کتنی بار ماما کے پاس گئی تھی اسنے لڑنے، شکایت کرنے، ظلم کی وجہ اور اپنی غلطی جاننے کے لیے، اپنے ڈھیر سارے سوالوں کے جواب مانگنے مگر۔۔۔ان کو دیکھ کر میں کبھی کچھ کہہ ہی نہ سکی۔۔۔کوئی شکوہ، شکایت۔۔کوئی سوال، کچھ بھی نہ کر سکی۔ میں ان سے لڑنے جاتی اور ان کے ساتھ ڈھیروں باتیں کرنے لگ جاتی۔۔۔ وہ بیہوش تھی تو جب بھی ہسپتال جاتی تب بھی پتا نہیں کیوں میں کبھی ان سے کچھ کہہ ہی نہ سکی۔۔۔جانتی بھی تھی کہ وہ ایکسکیوز نہیں دے سکتی ہیں پھر بھی۔۔۔"

خود پر گرم کمفرٹر ڈالتا وہ ابھی بھی اسی کی پشت کو دیکھ رہا تھا جو آنسو بہاتے اسے اپنے دل میں آئی باتیں بتا رہی تھی۔ ایسا پچھلے چھ ماہ کے عرصے میں پہلی بار ہوا تھا۔ رائد کے کچھ کہے، پوچھے بغیر وہ اس سے یوں باتیں کر رہی تھی جیسے ہمیشہ سے کرتی رہی ہو ورنہ اکثر گفتگو کی شروعات رائد ہی کرتا تھا۔ وہ جانتا تھا اسکی بیوی کم گو تھی یا شاید ہو گئی تھی۔

وہ کون سے شکوے کرنے جاتی تھی۔ رائد کو یقین تھا وہ ان کے نکاح پر کوئی شکوہ کرنے نہیں جاتی ہوگی۔ جو اسکے ساتھ شروع سے ہوا تھا وہ یقیناً ان کا

ذکر کر رہی تھی مگر وہ غلط تھا۔۔وہ خاموش ہوگئی تھی۔ رائد سمجھ نہ سکا کہ اسے شکوے نہ کرنے پر پچھتاوا تھا یا نہیں۔۔۔

"تم نے اللہ سے شکوہ کیا۔۔۔؟" اسکے سوال پر وہ چند لمحے خاموش ہوگئی تھی۔

"ہاں۔۔۔ اللہ سے ہی تو سارے شکوے کئیے ہیں میں نے۔۔۔اس کا پچھتاوا ہے مجھے مگر اللہ سے معافی مانگ سکتی ہوں۔۔ مٹی تلے سوئے وجود سے کیسے مانگتی؟"

اسکی آواز پہلے سے زیادہ بھیگ گئی تھی۔ رائد کو اسکے جملے پر دل گرفتگی کا احساس ہوا تھا۔

"یَشل۔۔۔۔" اسکے کندھے پر ہاتھ رکھتے رائد نے اسکا رخ اپنی طرف کرنا چاہا۔ وہ آنکھیں رگڑتی اسکی جانب کروٹ لے گئی تھی۔ وہ اب اسکا بھیگا چہرا اور متور، آنسوؤں سے چمکتی آنکھیں دیکھ سکتا تھا۔

"اگر ماما سے کچھ کہہ دیتی تو میں ان سے معافی کیسے مانگتی؟ میں تو ساری زندگی پچھتاوں میں گھری رہتی۔۔۔ خدا نے مجھے۔۔مجھے وہ غلطی نہیں کرنے دی جو پھندا بن کر میرے گلے میں پڑ سکتی تھی۔۔۔"

رائد کو اپنے رونگٹے کھڑے ہوتے محسوس ہوئے تھے۔ وہ جس پھندے کی بات کر رہی تھی، اسے اپنے گلے میں لگتا محسوس ہوا تھا۔ اسے لگا تھا سیدھی راہ پر چلتے اچانک ہی کنکروں کی برسات نے اسکے قدم لڑکھڑا دیئے ہوں۔۔۔

"کتنی ہی باتیں سوچتی ہوں تو خدا پر لاڈ آتا ہے کہ اسنے مجھے بچا لیا۔۔۔"وہ کہہ رہی تھی۔۔

"میرے رازوں پر پردہ رکھا، مجھے گرنے نہیں دیا۔۔۔"

یہ بات وہ بس دل میں کہہ سکی۔

رائد سانس روکے اسے دیکھ رہا تھا جو خدا کی شکر گزار ہوتی رو رہی تھی اور وہ۔۔۔۔

"کیا ہوا۔۔۔؟" اسکے سوال پر بھی وہ ویسی ہی کیفیت میں اسے دیکھے گیا تھا پھر اسے اپنا سر انکار میں ہلتا محسوس ہوا تھا۔۔۔

"تمہارا دل بہت خوبصورت ہے یشل۔۔۔" وہ اسکی بات پر ادس سی مسکرائی تھی

"میرا نصیب خوبصورت نہیں۔۔۔۔" وہ ایک بار پھر دل میں شکوہ کر رہی تھی۔ اسنے ان لفظوں کو بھی زبان نہیں دی تھی۔

رائد اسکا سر اپنے سینے پر رکھ رکھتے اسے حصار میں لیا تھا۔ وہ دور ہونا چاہتی تھی مگر ہل بھی نا سکی اور کچھ دیر بعد ہی پرسکون سی نیند میں اترنے لگی تھی مگر جس شخص کے سینے پر وہ سر رکھے ہوئے تھی اسکی آنکھوں میں نیند دور دور تک اب کہیں نہیں تھی۔

☆☆☆☆☆

"میں سوچ رہا تھا بزنس باہر سیٹ کرلوں۔۔۔" ان کے سامنے چائے رکھتے ہوئے یشل نے عادل کی بات سنی تھی۔ عادل نے سر خم کرتے اسے شکریہ کہا تو وہ رائد کے سامنے چائے کا کپ رکھتی صوفے پر بیٹھ گئی۔

"باہر سیٹ کرنے کی کیا ضرورت ہے بابا۔۔؟" اسنے ایک نظر یَشل کے چہرے پر ڈالی جس کی نظریں عادل پر ہی تھی۔

"ضرورت نہیں ہے مگر یہ بھی ضروری نہیں کہ ہم یہیں رہیں۔ پاکستان کے حالات دن با دن بدتر ہوتے جارہے میں ویسے بھی یہاں رہنا نہیں چاہتا تھا۔۔۔ سکینہ اپنا پیارا وطن نہیں چھوڑنا چاہتی تھی لیکن اب۔۔۔بہرحال اس میں کوئی خار نہیں۔ پاکستان سے زیادہ بہتر مستقبل ہے باہر۔۔۔میں جو کچھ کر رہا ہوں وہ اب صرف اور صرف تم دونوں کے لیے اور آنے والی نسل کے لیے ہی کر رہا ہوں۔۔۔ میں بزنس بڑھانا چاہتا ہوں مگر پاکستان میں نہیں بس باہر شفٹ کرنا چاہتا ہوں سب کچھ۔۔اور تم بھی تو ہمیشہ سے کسی دوسرے ملک میں سیٹ ہونا چاہتے تھے۔۔۔۔"

ان دونوں نے عادل کی بات غور سے سنی تھی اور وہ ٹھیک بھی کہہ رہا تھا یَشل نے عادل سے نظر ہٹاتے رائد کو دیکھا جیسے اس کے جواب کی منتظر ہو۔ چند لمحے کی خاموشی کے بعد اسنے چائے کا سپ لیتے کپ واپس ٹیبل پر رکھا۔

"بابا جانا تو چاہتا تھا لیکن سٹڈیز کے بعد۔۔۔ابھی ایک سال باقی ہے میں اس دوران میں کہیں جا نہیں سکتا اور اب تو بلکل نہیں جب ایک عدد بیوی ہے میری۔۔۔"

اسکے آخری جملے پر چائے پیتی یشل کو بلاوجہ ہی کھانسی ہوئی تو عادل نے مسکراہٹ دبائی۔ رائد نے ایک نظر یشل پر ڈالتے بات جاری کی۔

"سٹڈیز مکمل ہو جائیں تو پھر اس بارے میں سوچوں گا لیکن تب تک اگر آپ اکیلے سب کریں گے تو برڈن بہت زیادہ ہو جائے گا آپ پر۔۔۔"

"بیٹا جی یہ بزنس صرف میرا نہیں بلکہ اس میں ففٹی پرسنٹ شئیرز بہروز کے بھی ہیں اور بزنس شفٹ کرنا میرا اور بہروز کا مشترکہ فیصلہ ہے تو یقیناً یہ کام ہم دونوں کو مل کر ہی کرنا ہوگا۔ میں تمہارا باپ ہوں، تم میرے باپ نہیں ہو جس کی مجھے ضرورت پڑے۔۔"

عادل نے اپنے قریبی اور پرانے دوست کا ذکر کرتے ہوئے اس کو ارادوں سے آگاہ کیا۔ بہروز نہ صرف قریبی دوست بلکہ شروع سے بزنس پارٹنر بھی رہے تھے۔ جہاں رائد انکی بات پر بری طرح خفیف ہوا وہیں یَشل نے مگ ہونٹوں سے لگاتے مسکراہٹ چھپائی۔

"بابا اب بیگم ہے میری ایسے ہر جگہ میری عزت میں اضافہ نہیں کر سکتے آپ۔۔۔" عادل نے اسے گھورا تھا

"عزت میں اضافہ تب ہوتا ہے جب عزت بھی ہو۔۔۔" چائے پیتی یَشل کو اچھوت لگا تو رائد کا چہرا خفت سے سرخ پڑا گیا۔

"بابا یار۔۔۔" اسنے احتجاج کرنا چاہا

"تین دن بعد میری جرمنی کی فلائیٹ ہے تقریباً دو ہفتے میں نے وہیں رہنا ہے کچھ ضروری میٹنگز ہیں وہ تم نے اٹینڈ کرنی ہیں اور آفس بھی سنبھال لینا۔۔۔"

عادل نے اس پر نئی زمہ داری ڈالی۔ جرمنی جانے کا اور میٹنگز کا سن کر رائد ہکا بکا رہ گیا۔ وہ پہلے بھی آفس جاتا تھا مگر چھوٹی موٹی میٹنگز ہی اسنے اٹینڈ کی تھی اور وہاں وہ اتنا زیادہ کام بھی نہیں کرتا تھا۔

"ارے۔۔۔ اتنی اچانک کہاں جا رہے آپ؟ یَشل گھر میں اکیلی ہوتی ہے آپ کو پتا تو ہے مجھے جلدی آفس سے واپس آنا ہوتا ہے اور ایگزیزم شروع ہونے والے ہیں میں آفس پر دھیان کیسے دوں گا۔۔۔"

یَشل نے خالی مگ ٹیبل پر رکھتے ٹیڑھی نظروں سے رائد کو دیکھا تھا۔پتا نہیں کتنی بار وہ یہ بات جتا چکا تھا اور مزید جتانے والا تھا کہ وہ اسکے لیے جلدی آتا تھا۔

"تو کیا یہ میری غلطی ہے۔۔۔؟ تمہیں ہی شوق تھا سٹڈیز کے دوران آفس جوائن کرنے کا اوپر سے شادی بھی رچا لی۔ پڑھائی تو مکمل ہوئی نہیں شوہر بننے چل پڑے اب بھگتو۔۔۔اور یَشل کیا بچی ہے جس کے لیے تم جلدی آتے ہو؟ وہ اکیلی کہاں ہوتی ہے؟ گھر میں ملازم نہیں ہیں کیا؟"

عادل نے رائد کی ٹانگیں کھینچی تھی۔ یَشل اب اس گفتگو سے لطف اندوز ہونے لگی۔

"مجھے شوق تھا شادی کا۔۔۔؟" ساری باتیں نظر انداز کرتے اسنے حیرت سے آنکھیں پھیلائی تو عادل نے اُسے ایسے دیکھا جیسے آنکھوں سے نگل لے گا۔

"منہ مت کھل واؤ میرا۔۔۔!" عادل نے وارننگ دینے والے انداز میں کہا تو وہ خاموش رہا۔ یَشل نے اس بار کچھ نا سمجھی سے ان دونوں کو دیکھا۔

"یشل۔۔۔پڑھائی کا کیا سوچا؟" اچانک ہونے والے سوال پر وہ کنفیوژ ہوئی

"یَشل آگے نہیں پڑھنا چاہتی۔۔۔" جواب رائد نے دیا جس پر عادل حیران ہوا۔ اسے لگا تھا یشل نے مختصر سا بریک لیا ہے مگر اسے اندازہ نہیں تھا کہ وہ آگے پڑھنا ہی نہیں چاہتی۔

"کیوں۔۔۔؟" ان کا لہجہ بھی انکی حیرت کی گواہی دے رہا تھا

"وہ۔۔۔ویسے ہی بس۔"

وہ خود بھی نہیں سمجھ پائی تھی کہ آگے کیوں نہیں پڑھنا چاہتی۔

"بلاوجہ ہی آگے پڑھائی نہیں کروگی؟"

وہ پہلے سے زیادہ حیران ہوئے یَشل نے سر اثبات میں ہلایا۔

"اور تمہارا دماغ خراب ہے۔۔۔؟ اسنے کہا آگے پڑھائی نہیں کرنی اور تم مان گئے؟"

عادل نے پھر بندوق کا رخ اسکی طرف کیا تو سکون سے بیٹھا رائد گڑبڑایا

"مجھے کیا بول رہے ہیں یار آپ۔۔۔ آپ کی پیاری بہو میری سنتی ہے؟ اور یہ تو اسکی مرضی ہے نہ اب میں ظالم شوہر بن کر اسکے ساتھ زبردستی تو نہیں کر سکتا نا۔۔"

اسکے کندھے اچکانے پر عادل نے گھور کر رائد کو دیکھا۔

"منہ بند کرو رائد۔۔۔! وہ تو سٹریسڈ تھی اسنے ویسے ہی کہہ دیا ہوگا کہ وہ نہیں پڑھنا چاہتی اور تم نے پتھر پر لکیر لگا دی؟ کوئی عقل وقل ہے نہیں تمہارے اندر بس شوہر بنے بیٹھے ہو اسکے سر پر۔۔۔"

اپنی بے عزتی پر رائد کا منہ کھلا تھا۔پتا نہیں کون سا بیر تھا عادل کو اس کے "شوہر" ہونے سے۔ اتنی بے عزتی تو اسکی پہلے کبھی عادل نے نہیں کی تھی جتنا وہ اسکے "شوہر" ہونے پر اسے لتاڑنے لگا تھا۔ یَشل کی دبی دبی ہنسی پر رائد کڑھ کر رہ گیا۔ اسنے نے احتجاج کرنے کے لیے منہ کھولا ہی تھا جب عادل بولا۔

"میں تو سمجھے بیٹھا تھا کہ خود کو ہلکا کرنے کے لیے اسنے بریک لیا ہوا مگر یہاں تو۔۔۔خیر میں اس فیصلے کے سخت خلاف ہوں۔۔پڑھائی کنٹینو کرو بچے یہ ضروری ہے۔ جاب کرنے یا پیسہ کمانے کے لیے نہیں مگر پھر بھی۔۔ علم جتنا حاصل کرو کم ہوتا ہے اس گدھے کو چھوڑو خود تو پرائیویٹ پڑھ رہا تم اسکی

باتوں میں آکر پرائیویٹ مت پڑھنے لگ جانا۔۔یونیورسٹی جاؤ گھر سے نکلو گی تو بہتر محسوس کرو گی۔ ابھی تمہاری عمر ہی کتنی ہے کہ تم گھر میں بیٹھی گھریلوں عورت بن جاؤ۔۔۔"

" گدھا۔۔۔" اس ظلم کی انتہا پر رائد کا منہ کھال تھا۔

یَشل کو اندازہ تھا عادل کو اسکی پڑھائی چھوڑنے والی بات کچھ خاص پسند نہیں آئے گی۔ وہ ایک لبرل مرد تھا۔ سکینہ نے کئی بار اسے بتایا تھا کہ عادل نے خود بھی کافی پڑھائی حاصل کر رکھی ہے اور رائد کے لیے بھی وہ یہی چاہتے تھے کہ وہ جتنی پڑھائی کر سکتا ہے اتنی کرے مگر جناب عام سی ڈگری کرکہ ہی مانو ان کے سروں پر احسان کر رہا تھا۔

"جی بابا۔۔۔ میں کرلوں گی جیسے ہی ایڈمیشنز اوپن ہونگے۔۔"

اسنے پہلی بار عادل کو انکل نہیں"بابا" کہا تھا۔ وہ دونوں کی چونک کر اسکی طرف دیکھنے لگے پھر ان دونوں کے ہونٹوں پر مسکراہٹ آئی۔ یَشل بلاوجہ ہی خجل ہوئی تھی۔ اسنے ریحان کے علاوہ کسی کے لیے بابا کا لفظ استعمال نہ کیا تھا۔ سالوں بعد اپنی زبان سے نکلنے والے لفظ پر خود بھی عجیب سا احساس ہوا تھا۔

"خوش رہو۔۔۔مجھے لگا تھا تم ساری زندگی مجھے انکل ہی کہتی رہو گی۔"
عادل نے اٹھ کر اسکے سر پر ہاتھ رکھا اور والٹ سے پانچ ہزار کا نوٹ اسکی طرف بڑھایا تھا۔

"اسکی ضرورت نہیں تھی۔۔" اسنے کچھ جھجھک کر ان سے پیسے تھام لئیے۔۔

"اس کی ضرورت تھی۔۔چائے اچھی بنی تھی۔"

عادل نے ہال سے نکلتے تعریف کرنا ضروری سمجھا۔ یَشل کے ہونٹوں پر مسکراہٹ آئی۔۔ خود پر نظروں کی تپش محسوس کرتے اسنے رائد کو دیکھا جو اسی پر نظریں جمائے تھا۔

"میں پاکستان سے باہر نہیں جانا چاہتی۔۔۔"

اسکی نظروں کو تاب نہ لاتی وہ صوفے سے اٹھی اور کپس واپس ڈش میں رکھنے لگی۔

"کیوں۔۔۔؟" اسے حیرت ہوئی تھی۔ اسے لگا تھا وہ پاکستان سے باہر جانے کا سوچ کر خوش ہوگی۔

"میں نے کبھی سوچا نہیں اس بارے میں۔۔۔"

"تو اب سوچ لو۔۔" جواب توقع کے عین مطابق آیا تھا

"میں نہیں سوچنا چاہتی۔۔۔" وہ ہال سے جانے لگی تو رائد بھی اسکے پیچھے پیچھے آیا۔

"کیوں یار؟ بلکہ میں تو کہتا ہوں وہیں چل کر پڑھائی بھی کر لو۔۔۔" کپس سنک میں رکھتی وہ انہیں پانی سے کھنگالنے لگی تھی۔

"نہیں۔۔۔مجھے ماموں نے بھی بہت بار کہا تھا کہ میں ہائیر ایجوکیشن کے لیے ملک سے باہر چلی جاؤں مگر میں خود کو اس چیز کے لیے تیار نہیں کر سکی۔۔بس میری یہ خواہش نہیں ہے۔۔۔ہم پاکستان میں بھی رہ سکتے ہیں۔"

اسنے کپس کھنگالنے کے بعد سنک میں ہی رکھ دیئے کیونکہ یہ میڈ نے دھونے تھے۔ وہ آخری جملہ بولتے اسکی طرف مڑی اور گیلے ہاتھ دوپٹے کے پلو سے صاف کرنے لگی۔

"مگر۔۔۔" وہ کچھ بولتے بولتے رکا۔۔۔

"میں سوچوں گا اس بارے میں۔۔" یَشل خاموش رہی تو وہ ہلکی مسکراہٹ اچھالتا جانے لگا۔

"کیا تم میری خواہش کا احترام نہیں کر سکتے؟ ویسے ہی جیسے بابا نے ماما کی خواہش کا احترام کیا۔۔۔"

وہ اسکی پشت دیکھتی بول پڑی تو رائد کے قدم رک گئے۔ وہ یقیناً اس بات کی توقع نہیں کر رہا تھا۔ خوشگوار حیرت کے ساتھ وہ پلٹا تھا۔ اسنے شاید یَشل کے دل پر دستک دی تھی۔۔۔ اسے خوشی ہوئی تھی اس خیال پر مگر یہ محض ایک خیال ہی تھا۔

"تمہاری نظر میں ماما اور بابا کا کپل آئیڈیل تھا۔۔۔؟"

"میں نے ایسا تو نہیں کہا۔۔۔ مجھے ان کے بارے میں زیادہ کچھ معلوم بھی نہیں۔" وہ سنجیدگی سے بولی تھی۔ رائد مسکرا دیا۔

"میں نے کہا نا۔۔۔ میں سوچوں گا۔۔" وہ ویسے ہی مسکرا کر بولا

"تم ابھی بھی سوچو گے۔۔۔؟" وہ فوراً سوال کر گئی تھی۔ نکاح کے بعد سے وہ اسکی ہر بات پر سر جھکاتا آرہا تھا۔ اسے لگنے لگا تھا رائد اسے کبھی انکار نہیں کرے گا۔

رائد چلتا ہوا اسکے پاس آیا اور اسکے ہاتھ تھامے

"ہم نہیں جائیں گے۔۔۔" وہ نرمی سے اسکی آنکھوں میں دیکھتا ہوا بولا اور ریشل کی آنکھوں میں آنے والی چمک کو دیکھتا پُرسکون ہوا

"میں باہر جارہا۔۔۔ کچھ دیر تک آجاؤں گا۔۔"

وہ اسکے دونوں ہاتھ ہلکے سے دبا کر باہر کی طرف بڑھ گیا۔ زندگی میں پہلی بار رائد اسے "اچھا" لگا تھا۔

NOVEL HUT

☆☆☆☆☆

آج اتوار کا دن تھا۔ عادل کو جرمنی گئے چار دن ہوگئے تھے۔ آج کا سارا دن ہی بہت خراب گزرا۔ صبح ناشتہ بنانے کے لیے وہ اٹھی تو گیس ہی نہ

تھی۔ بھوک بھی شدید تھی تو اسنے گدھے گھوڑے بیچ کر سوئے رائد کو اٹھایا مگر آدھا گھنٹا تو اسے اٹھانے میں ہی گزر گیا پھر وہ ناشتہ تو لے آیا مگر اتنا بیکار ناشتہ۔۔۔دو نوالے لے کر ہی اسنے ہاتھ کھینچ لئیے۔

"یار یَشل اب کھا لو۔۔۔۔"

"میرا دماغ نہیں کھاؤ۔۔۔اس سے اچھا تھا لاتے ہی مت کچھ۔۔"

جلے کٹے انداز میں بولتی وہ اٹھ گئی۔ رائد ناشتہ کرتا باہر آیا تو یَشل لان میں مالی کے سر پر کھڑی پودوں کو پانی ڈلوا رہی تھی اور ساتھ ساتھ اسکی کلاس بھی لے رہی تھی کیونکہ وہ کافی دن بعد آیا تھا اور ٹھیک سے پودوں کا خیال بھی نہیں رکھ رہا تھا۔

NOVEL HUT

"تمہارے موڈ کو کیا ہوا ہے۔۔۔؟ چلو کہیں باہر چلتے ہیں۔"

مالی کے جانے کے بعد رائد نے کمرے میں جاتی یَشل کو مخاطب کیا تھا۔

"مجھے کوئی شوق نہیں تم ہی جاؤ۔۔"

"کس کے ساتھ جاؤں۔۔؟" وہ اسکے پیچھے پیچھے کمرے میں چلا آیا۔

"جس مرضی کے ساتھ جاؤ۔۔۔" وہ اب الماری سے کپڑے نکال رہی تھی۔ "یشل یار۔۔۔میں بور ہو رہا ہوں۔" وہ بیزار ہوا تھا۔ یَشل کے بغیر کہیں جانے کو دل بھی نہیں کر رہا تھا۔

"تو کیا میں تمہیں ناچ کے دکھاؤں؟" اسے احساس بھی نہ ہوا وہ غصے میں کیا کہہ گئی تھی۔ "اگر ایسا ہو جائے تو مزہ آجائے گا۔۔۔" رائد نے اسکے چہرے پر چڑ دیکھتے لطف اٹھایا تھا۔

"اپنی بکواس بند کرو اور نکلو یہاں سے۔۔۔"

"اچھا یعنی اب میں اپنے ہی کمرے سے دفاع ہو جاؤں؟" اسنے اپنے اوپر انگلی رکھی تھی۔۔ "رہو تم اپنے آستانے میں۔ مَیں ہی چلی جاتی۔۔ !" پیر پٹخ کر وہ باہر جانے لگی

NOVEL HUT

"ارے۔۔یہ میرا نہیں ہمارا آستانہ ہے۔۔۔" رائد نے مسکراہٹ دباتے اسکی پشت کو دیکھا۔

وہ اسکی بات نظر انداز کرتی واک آؤٹ کر گئی۔ جتنا آج رائد مستی کے موڈ میں تھا اتنا کی یَشل کے موڈ کا بیڑا غرک ہوا تھا۔

"تمہیں کیا ہوا ہے۔۔؟" اسنے یَشل سے سوال کیا تھا جو نجانے کون سے مراقبے میں کھوئی اپنے گرد موٹی شال لپیٹے لاونج میں بیٹھی کافی کے چھوٹے چھوٹے سپ لے رہی تھی۔

"کیا ہوگا مجھے۔۔۔" وہ بغیر دیکھے بولی تھی۔

"یہی میں پوچھنا چاہ رہا۔۔۔ تمہیں اندازہ بھی ہے صبح سے تمہارا موڈ کتنا خراب ہے؟"

"ہاں۔۔۔" یک لفظی جواب دیتے اسنے بات ختم کرنا چاہی تھی۔

وہ اِس وقت اُس سے بات نہیں کرنا چاہتی تھی۔ اسکا دل بار بار اسے ملامتا تھا اور پچھلے کچھ دنوں سے یہ بہت زیادہ ہونے لگا تھا کیونکہ اب وہ مطمعن ہوگئی تھی یہ جانتے ہوئے بھی کہ جس کی طرف اسکا جھکاؤ بڑھ رہا ہے وہ رائد نہیں بلکہ اس میں نظر آتا وہ عکس ہے جس کی دن با دن وہ خود کو عادت ڈال رہی تھی اور اب وہ اس الیوژن سے تھکنے لگی تھی۔ اسکا دل اسکو نادر کرتا رہتا وہ اپنی ہی نظروں میں مجرم ٹھہر گئی تھی۔ اسے اپنا وجود بھی برا لگ رہا تھا جو ایک

پاک رشتے میں شاید۔۔شاید ملاوٹ کر رہی تھی۔ وہ رائد کو قبول کر گئی تھی۔۔۔یہ شاید محض ایک دلاسہ تھا جو اسنے خود سمیت سب کو دیا تھا کیونکہ رائد کو وہ چاہ کر بھی قبول نہیں کر پائی تھی۔ وہ خوش تھی تو صرف اس عکس کے ساتھ جو اسے رائد اور اس گھر میں نظر آتا تھا اور اسکے اندر کا مجرم اب اسکو اضطراب میں مبتلا کر رہا تھا۔ ڈپریشن، انزائیٹی، غصہ، چڑچڑا پن طبعیت میں بہت زیادہ گھل گیا تھا اور اب تو وحشت بھی بڑھ گئی تھی۔ اس گھر کی خاموشی کاٹ کھانے کو دوڑ رہی تھی۔ رائد پہلے سے زیادہ مصروف ہوگیا تھا وہ دو بجے گھر آجایا کرتا تھا مگر اب پانچ بجے اسکی واپس ہوتی۔ کبھی کبھی یَشل کا دل کرتا تھا وہ واپس کراچی چلی جائے مگر ممکن نہ تھا۔ آبی ملتان تھی تو گھر میں اکیلے رہنے کی اجازت اسے کوئی نہ دیتا اور کراچی میں اکیلے رہنے سے بہتر اس گھر میں رہنا تھا۔ عدنان صاحب کے گھر رہنا یعنی اپنی کٹھن زندگی کو مزید کٹھن کردینا۔ وہ دو دن سے یہی سوچ رہی تھی کہ آبی کے پاس ملتان چلی جائے مگر یہ بھی ناممکن سا تھا۔ رائد تو کیا عادل بھی اسے کبھی اجازت نہ دیتا۔ آبی تو خوشی خوشی اسے آنے دیتی مگر عدنان بہت خفا ہوتا اور وہ خود بھی وہاں کیسے رہتی وہ صرف آبی نہیں بلکہ ان کے بیٹوں کا گھر بھی تھا۔

"یَشل۔۔۔۔" رائد کی آواز پر وہ ایسی ہوئی جیسے کسی خواب سے جاگی ہو۔۔۔

"مجھے ڈسٹرب مت کرو رائد۔۔۔" وہ سنجیدگی سے اسکی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔ "کیا مسئلہ ہے یار۔۔۔۔!" وہ بری طرح زچ ہوگیا

"کوئی مسئلہ نہیں ہے۔۔۔تم ہی بلاوجہ مسئلے پیدا کر رہے ہو۔" وہ ابھی بھی اتنی ہی سنجیدگی سے اسے دیکھ رہی تھی۔

"میں مسئلے پیدا کر رہا ہوں؟ تم نے خود کو دیکھا ہے دو دن سے عجیب۔۔۔ کس بات کی ٹینشن ہے بتاؤ گی؟"

"میں نہیں بتانا چاہتی تم کیوں مجھے کرید رہے ہو۔۔۔؟" اسکی آواز کچھ اونچی ہوئی۔

"کیوں نہیں بتانا چاہتی؟ اگر تم بتاؤ گی نہیں تو ہم مسئلہ کیسے حل کریں گے۔۔؟" اسنے نرم لہجہ اپنایا

"مجھے نہیں کرنا مسئلہ حل۔۔"وہ اس پر سے نظر ہٹا گئی

"مگر کیوں۔۔۔؟"

"کیونکہ اسکا کوئی حل نہیں۔۔تم بھی کچھ نہیں کر سکتے۔" وہ اٹھ گئی تھی

"میں تمہارا یہ رویہ برداشت نہیں کر سکتا۔۔۔" رائد کے لہجے میں اب غصہ تھا۔ وہ اس کا ضبط آزما رہی تھی۔

"تو مت کرو۔۔۔مخاطب ہی مت کرو مجھے !" عرصہ پہلے بولا گیا جملہ ایک بار پھر بولا۔

"کیوں مخاطب نہ کروں؟بیوی ہو تم میری۔۔" وہ اٹھ کر اسکی بازو گرفت میں لے گیا۔

"اچھا تو؟ کتنی بار جتاؤ گے تم یہ فضول سی بات؟" اسکا لہجہ تیز ہوگیا اور رائد کا دماغ گھوما۔

"آرام سے بات کرو یَشل۔۔۔ !" رائد کو یشل کا یہ انداز ناگوارہ گزرا۔

"نہیں کرونگی آرام سے بات۔۔۔کیا بگاڑ لو گے؟ کر ہی کیا سکتے ہو تم شوہر ہونے کا حق جتانے کے علاوہ؟" اسکے لہجے کی تلخی پر رائد نے بے یقینی سے اسے دیکھا تھا۔

"یَشل۔۔۔۔"

"پلیز رائد۔۔۔مجھے اس گھر میں وحشت ہونے لگی ہے مجھے ملتان چھوڑ آؤ۔۔!" اسنے بڑے ضبط سے کہا۔

رائد کی حیرت میں کچھ اور اضافہ ہوا۔

"ملتان۔۔۔؟"

"ہاں۔۔۔میں آبی کے پاس جانا چاہتی ہوں۔"

اسکی مشکل کچھ آسان ہوئی تھی رائد نے ہکا بکا ہوتے اسکی بات سنی تھی۔چند لمحے وہ کچھ کہہ نہ سکا۔

"تمہارا دماغ ٹھیک ہے۔۔؟ تم۔۔۔تم اپنا گھر چھوڑ کر اپنا شوہر چھوڑ کر ملتان میں رہنا چاہتی ہو؟" وہ ششدر تھا اسکی خواہش پر۔

"نہیں۔۔ مختصر طور پر جانا چاہتی ہوں کچھ دن کے لئیے۔۔ایڈمیشنز اوپن ہوتے تو میں ایڈمیشن لے لیتی مگر یہ ممکن نہیں فلحال۔آبی کے پاس جانا ہی ممکن ہے۔۔"

اسکا لہجہ اب ہلکا تھا۔وہ سنجیدہ تھی مگر غصہ یا تیز نہیں ہوئی تھی۔

"تم نہیں جا سکتی۔۔۔" اسنے صاف لفظوں میں کہا تھا۔

"پلیز رائد۔۔۔ تم کیا چاہتے ہو میں ادھر رہ رہ کر پاگل ہو جاؤں۔۔۔؟"
رائد خاموشی سے اسے دیکھنے لگا تھا۔ وہ اپنا ہاتھ چھڑواتی ہال سے نکل کر اس کمرے میں چلی گئی جہاں وہ نکاح سے پہلے قیام پزیر تھی۔

رائد ویسے ہی کھڑا رہا جیسے کچھ سمجھنے کی کوشش کر رہا ہو، الجھن کا شاکر ہو، کسی کشمکش میں ہو یا کسی حل کی تلاش میں۔۔۔

غلط شاید وہ بھی نہ تھی کیونکہ جس کیفیت کا وہ شکار تھی اسے کوئی نہیں سمجھ سکتا تھا۔

NOVEL HUT

☆☆☆☆☆

"قرت بیٹھ جاؤ۔۔۔" کافی کا کپ سائیڈ ٹیبل پر رکھتی وہ جانے ہی لگی تھی جب ارمغان نے اسے مخاطب کیا تھا۔ وہ خاموشی سے صوفے پر بیٹھی تو ارمغان بیڈ سے اترا اور کافی کا کپ اٹھاتا اسکے ساتھ بیٹھ گیا۔

"رشتے سے کیون انکار کر رہی ہو تم۔۔۔؟"

ارمغان کی جانب سے ہونے والے اس سوال کی توقع اسے بلکل بھی نہ تھی وہ بھی بغیر بات گھمائے پھرائے، صاف لفظوں میں کیا گیا سوال۔۔وہ چند لمحے کچھ حیران ہوئی۔

"ہاں بھی کیوں کروں میں۔۔؟" اسنے کافی کا کپ دونوں ہاتھوں سے پکڑتے اسکی گرماہٹ محسوس کی۔

"انکار بھی کیوں کرو۔۔۔؟کوئی وجہ تو دو یار۔۔۔"

اسکے لہجہ ایسا نہیں تھا جس سے قرت کو لگتا کہ وہ اس کو فورس کر رہا ہے۔

"کیا یہ وجہ کافی نہیں کہ میں انٹرسٹڈ نہیں ہوں؟" اسنے ارمغان کی طرف دیکھتے جواباً سوال کیا۔

"کسی اور میں انٹرسٹڈ ہو۔۔؟" اتنے ڈائیریکٹ سوال پر وہ اپنی جگہ سے ہل بھی نہ سکی۔۔۔

"مجھ سے کسی نے کچھ کہا نہیں مگر میں پوچھ رہا ہوں اس امید کے ساتھ کہ تم مجھے بھائی نہیں بلکہ دوست سمجھ کر وہ بتاؤ گی جو سچ ہے۔"

اسکا لہجہ ایسا بھی نہیں تھا جیسے اُسے قرت پر شک ہو۔ وہ بلکل عام لہجے میں بات کر رہا تھا جیسے اسکی پڑھائی کہ متعلق بات ہو رہی ہو۔

وہ ابھی بھی خاموش تھی۔ ذہن اچانک ہی خالی سا ہوا تھا۔

"بھائی۔۔۔۔ایسا۔۔۔ایسا کچھ نہیں ہے۔"

اسنے منمناتے ہوئے کہا تھا جس سے ارمغان کو اندازہ ہوا وہ سچ نہیں بول رہی تھی۔ اسکی بہن تھی، اسکے قریب رہی تھی، وہ اس سے اچھے سے واقفیت رکھا تھا۔

"پھر کیسا ہے قرت۔۔۔" اسنے دونوں ہاتھوں کی انگلیاں آپس میں پھنسا کر کہنیا گٹھنوں پر رکھی اور آپس میں الجھی انگلیاں ٹھوڑی تلے رکھتے وہ چہرا موڑ کر اسے دیکھنے لگا۔ اسکے ایسا کرنے پر وہ گڑبڑانے لگی تھی۔

"میں جانتا ہوں تم ایسی نہیں ہو کہ بلاوجہ ہی ضد پکڑ لو۔۔ تمہارا دل آمادہ نہیں؟ اسکی بھی کوئی وجہ ہوگی نا۔۔۔ تمہیں عبداللہ پسند نہیں؟ اس کو ناپسند کرنے کی بھی تو کوئی وجہ ہوگی۔۔۔"

وہ اپنے مخصوص انداز میں بڑی ہی نرمی سے بات کر رہا تھا۔ اسے اندازہ ہوگیا تھا کہ وہ گھبرانے لگی تھی۔ ارمغان نے لہجہ عام رکھتے ہوئے اسکی گھبراہٹ دور کرنے کی کوشش کی تھی۔ وہ اسے کریدنا نہیں چاہتا تھا مگر انکار کی وجہ چاہتا تھا۔

"ابھی میں شادی نہیں کرنا چاہتی۔۔۔"

"ابھی شادی کروا کون رہا ہے؟" کہیں نہ کہیں اسے اندازہ تھا وہ یہی کہے اور جواب بھی اسنے سوچ رکھا تھا۔ قرت ہونٹ کچلنے لگی۔

"قرت۔۔۔ مت بتاؤ کچھ لیکن کوئی بہانہ بتا دو جسے میں امی تک پہنچا دوں۔"

اسنے کافی کا کپ اٹھاتے لبوں سے لگایا۔

"کوئی بہانہ بنتا تو میں خود امی کے سامنے ہی بنا دیتی۔۔۔مگر وہ بھی تو روایتی ماں کی طرح مجھے فورس کرنے لگ گئی ہیں بھائی۔۔"

اسنے ماں کی شکایت کرنے والے انداز میں کہا تو ارمغان نے سر ہلایا۔

"امی کو لگتا ہے کوئی بہتر رشتہ مل ہی نہیں سکتا۔۔۔"

"آج کل کے زمانے میں واقعی نہیں مل سکتا۔۔۔" ارمغان نے اسکی طرف دیکھا تو وہ خفگی سے اسے دیکھنے لگی۔

"آپ کو امی کا پیارا بیٹا ہونے کا ثبوت دینے کی قطعاً کوئی ضرورت نہیں۔۔۔"

اسکی بات پر وہ ہنس دیا پھر چند لمحوں کی خاموشی آئی۔

"میں تمہارا پیارا بھائی ہونے کا ثبوت دینا چاہتا ہوں قرت۔۔۔"

اسنے سنجیدگی سے کہا تو قرت اسے خاموشی سے دیکھنے لگی۔یہی وہ لمحہ تھا جہاں اسکا دل ارمغان کو حقیقت بتانے پر آمادہ ہوا تھا۔ اسے لگا وہ دس سیکنڈ بھی ضائع کردے گی تو اسکا دل بدل جائے اور اسنے یہ دس سیکنڈ ضائع نہیں کیئے تھے۔

"میں۔۔۔میں کسی کو پسند کرتی ہوں بھائی۔۔"

بہت مشکل سے کیا گیا یہ اقرار اسکی آنکھوں میں سمندر کھینچ لایا تھا۔ نظروں کے ساتھ گردن بھی جھک گئی تھی۔یہ سات حرف بولنا کتنا مشکل عمل تھا شاید وہ کبھی لفظوں میں بیان نہ کر پاتی۔

ارمغان کے تاثرات نہیں بدلے تھے۔ مگر آنکھیں۔۔۔ آنکھوں میں کچھ پرسکون سا تاثر ابھرا تھا۔ وہ جاننا چاہتا تھا وہ کسے پسند کرتی ہے۔ وہ جسے پسند کرتی ہے کیا وہ بھی اس میں دلچسپی رکھتا ہے؟ اسے یقین ہے اس کا دل نہیں ٹوٹے گا؟ مگر وہ خاموش رہ گیا تھا۔

"اب تم بے فکر ہو جاؤ۔۔" اسنے قرت کے ہاتھ پر ہاتھ رکھتے اسے تسلی دی تو قرت نے پہلے وہ بھاری ہاتھ اور پھر لبلبہ آنکھوں سے ارمغان کو دیکھا۔۔۔ حیرت اور بے یقینی کی کیفیت میں۔۔۔

"کچھ پوچھیں گے نہیں۔۔۔؟"

"نہیں۔۔ میرے لیے یہ وجہ جاننا ہی کافی ہے، جس کی بنا پر تم انکار کر رہی تھی۔یہ حقیقت بتانا اتنا آسان کام نہیں تھا اور میں تمہیں دوسری مشکل میں

نہیں ڈال سکتا۔۔۔وقت کے ساتھ مجھے میرے سوالات کے جواب مل ہی جائیں گے۔۔۔"

وہ اسے کٹہرے میں کھڑا نہیں کرنا چاہتا تھا۔ اسکی کیفیت کو سمجھ سکتا تھا مگر اسے اندازہ نہیں تھا کہ اُن "سوالات" کے جواب بھی اسے آج ہی مل جانے والے تھے۔

"تھینک یو بھائی۔۔۔ لیکن آنے والے وقت میں اگر آپ کو لگے کہ میں نے کچھ غلط کیا ہے یا کوئی ایسی بات ہو جائے جس پر آپ کو یقین کرنا مشکل لگے تو میں پہلے سے سوری کہتی ہوں۔۔"

وہ دوبارہ سر جھکا گئی تھی۔ اسکی بات پر ارمغان نے کچھ نا سمجھی اور اچھنبے سے اسے دیکھا۔

NOVEL HUT

آپ سوجائیں۔۔۔میں چلتی ہوں۔"

پلکوں کی باڑ توڑ کر گرنے والے آنسو کو رگڑتی وہ اٹھی اور اپنا ٹھنڈی کافی سے بھرا ہوا کپ اور ارمغان کا خالی کپ اٹھا کر وہ دروازے کی طرف بڑھی پھر رک گئی۔

"بھائی۔۔۔" وہ پیچھے پلٹی تو ارمغان اسی کو دیکھ رہا تھا۔

"آپ کو ایک نہیں۔۔۔نئے بننے والے دونوں رشتوں کو روکنا ہوگا۔۔۔"

اسکی بات پر ارمغان نے الجھ کر اس کو دیکھا جو نظریں چراتی کمرے کا دروازہ بند کرکہ چلی گئی تھی۔

"دو رشتے۔۔؟" اسنے خودکلامی کی

"بہو لانا چاہ رہی ہیں تمہاری پھپھو۔۔۔"

"صبیحہ تو تیار ہے بس تم قرت سے بات کرلو میں تو چاہتی ہوں دونوں رشتے ساتھ تہ ہو جائیں۔۔۔"

ارمغان کے ذہن میں افہام اور عطیہ کی آواز ابھری۔ اگلے ہی پل ایک جھماکا تھا جو اسکے ذہن میں ہوا تھا۔ اسنے بے یقینی کی کیفیت میں نظر اٹھا کر بند دروازے کو دیکھا۔

☆☆☆☆☆

وہ جیسے ہی اپنے کمرے میں داخل ہوئی تو افہام کو وہاں کھڑا دیکھ کر ٹھٹھک گئی۔

"آپ یہاں کیا کر رہے ہیں۔۔۔؟" سپاٹ لہجے میں دروازے کے پاس کھڑے کھڑے سوال کیا

"اندر آؤ تم۔۔۔" افہام نے اسکو بازو سے پکڑ کر اندر کھینچا اور دروازہ بند کرتے لاک کیا

"کیا ہے افہام۔۔۔؟" اسنے اپنے بازو چھڑوائی۔

"کہاں تھی تم۔۔۔؟"

"ارمغان بھائی کے پاس تھی کیا ہوگیا ہے۔۔۔ آپ یہاں کیوں آئے ہیں؟" افہام خاموشی سے اسکے چہرے کو دیکھنے لگا جہاں افہام کو دیکھ کر چڑ واضح ہوئی تھی۔

"کیونکہ میں تھک گیا ہوں تم آخر چاہتی کیا ہو قرت۔۔۔؟"

اسنے ایک قدم آگے ہوتے قرت کی بازو کو گرفت میں لیا تھا۔

"تھوڑا ٹائم گزرتا نہیں ہے اور تم میرا سکون برباد کردیتی ہو بلاوجہ بغیر کسی بات کہ۔۔۔ہو کیا جاتا ہے تمہیں۔۔۔اب اگر میں تم سے پوچھوں کے اتنے دنوں سے تمہارے موڈ کو کیا ہوا ہے تو تم کہو گی کچھ نہیں ہوا لیکن مجھے وجہ جاننی ہے۔۔۔!"

وہ اپنی گرفت میں موجود اسکی بازو کو ہلاتا غصے پر قابو رکھنے کی کوشش کر رہا تھا۔

"بازو چھوڑیں میرا۔۔۔" اس کی ساری باتوں کو نظرانداز کرتے اس نے سنجیدگی سے کہا تھا۔ افہام چند سیکنڈ اسے دیکھتا رہا اور اپنا ہاتھ پیچھے کر لیا۔

"شکریہ۔۔۔" وہ اس سے دور ہوتی بیڈ پر جا بیٹھی۔

"بینا نے آپ اسے کانٹیکٹ کیا۔۔۔؟" اطمینان سے کئیے گئے اسکے سوال پر افہام اچھل پڑا۔

"کیا۔۔۔؟" اسے لگا سننے میں غلطی ہوئی ہے

"اتنے حیران کیوں ہو رہے ہیں۔۔؟" اسنے افہام کے چہرے پر رنگ اڑتے دیکھا تھا۔

"تم۔۔۔۔کیا پوچھا تم نے؟"

"یہی کہ آپ کی "ایکس گرل فرینڈ" کا کانٹیکٹ آپ سے ہوگیا کیا؟" اسنے لفظوں پر زور دے کر کہا تو افہان کا رنگ کچھ اور اُڑا

"تم بینا کے بارے میں جانتی ہو۔۔۔؟" اسنے حیرانی سے سوال کیا تھا۔

"کاش نہ جانتی ہوتی۔۔۔" اسے واقعی خود پر افسوس ہوا تھا بینا کے بارے میں جان کر۔

"کک۔۔۔کیا کچھ جانتی ہو تم؟" اسنے شدت سے دعا کی تھی وہ ساری بات سے باخبر نہ ہو۔۔

"سب کچھ جانتی ہوں۔۔ہر وہ بات جو اپنے مجھے نہیں بتائی۔" وہ تلخی سے بولی تھی۔

"تمہیں کس نے بتایا۔۔۔؟"

وہ مرے قدموں سے چل کر اسکے سامنے آیا۔ جانتا تھا اسے نشہ نے ہی بتایا ہوگا۔

"کیا فرق پڑتا ہے اس بات سے۔۔۔؟" وہ ایک دم ہی درشتگی سے بولتی اٹھ کھڑی ہوئی۔ "کیا یہ جاننا کافی نہیں ہے کہ میں ساری حقیقت جانتی ہوں۔۔۔! آپ نے سوال کیا کہ مجھے کیا ہوا ہے۔۔مل گیا آپ کو آپ کا جواب؟ جائیں اب یہاں سے۔۔"

لہجہ تراش تھا اور آنکھوں میں آنسوؤں کے ساتھ غصہ، دکھ، تکلیف اور بھی بہت کچھ تھا۔

"قرت آرام سے۔۔۔" اسکی اونچی آواز پر اسنے دروازے کی جانب دیکھا۔

NOVEL HUT

"افہام پلیز یہاں سے چلے جائیں۔۔۔" اس بار قرت نے آواز ہلکی رکھی۔

"میں نہیں جاؤں گا۔۔۔تم بیٹھ کر میری بات تو سن لو۔" اس نے قرت کے دونوں بازو پکڑتے اسے بٹھانا چاہا مگر قرت نے اس کے ہاتھ جھٹک دیئے۔

"کیا سن لوں؟ سننے کے لیے کچھ باقی ہے؟ آپ ایک لڑکی میں اس حد تک انٹرسٹڈ تھے کہ رشتہ بھی ہونے کو تھا اور میں۔۔مجھے کبھی اس بات کی بھنک تک نہیں پڑی۔۔۔" وہ استہزائیہ ہنسی۔۔

"آپ کو پتا ہے مجھے اپنا آپ اس وقت دنیا کا سب سے بڑا بےوقوف محسوس ہورہا ہے۔۔۔" اسکی آنکھ سے آنسو نکل آئے تھے جن کو روکنے کی اسنے بھرپور کوشش کی تھی۔

"قرت تم رو نہیں سکتی اس ٹائم۔۔۔"

اسکے آنسوؤں دیکھتے وہ کمزور لہجے میں بولا۔

"تو کیا مجھے خوشی سے ناچنا چاہیے؟" اسکی بات پر افہام نے بالوں میں انگلیاں پھیری تھی۔ اچانک سے پیدا ہونے والی اس سچویشن کو سنبھالنا مشکل تھا۔ وہ کیا کچھ جانتی تھی اور کیا نہیں۔۔یہ سوال اب فضول تھا۔ کوئی وضاحت، جھوٹ بھی بیکار تھا۔

"قرت بیٹھ کر بات کرتے ہیں۔۔۔" اسنے زبردستی قرت کو بیڈ پر بٹھایا اور خود بھی اسکے ساتھ بیٹھا تو قرت اسے دیکھنے لگی۔

"بیٹھ گئی ہوں بولیں اب۔۔۔کوئی جواز ہے آپ کے پاس پیش کرنے کے لیے۔۔؟" اسنے آنسو صاف کرتے سنجیدگی سے اسے دیکھا۔

افہام نے ایک گہری سانس لی۔

"قرت۔۔۔وہ میرا ماضی تھا۔۔۔" اس کے علاوہ شاید وہ اور کچھ نہیں کہہ سکتا تھا

"تو۔۔؟"

"تو یہ کہ تمہارا اس سے کوئی تعلق نہیں ہونا چاہیے۔۔۔تمہارے ساتھ کوئی بے وفائی تو نہیں کی نہ میں نے۔"

وہ اسکو دیکھتا سنجیدگی سے بولا۔ قرت اسے دیکھے گئی تھی۔

"جو کچھ تھا۔۔وہ پہلے کی بات ہے۔۔اسکی جگہ نہ تو میرے پریزنٹ میں ہے اور نہ ہی فیوچر میں۔۔اگر تم نے سنا ہو کہ میں نے تمہارے ساتھ ہوتے ہوئے ایسا کچھ کیا ہے تو پھر تم جو مرضی کہو اور کرو۔۔۔ ایک لفظ تک نہیں کہوں گا مگر جو ہو چکا ہے عرصہ پہلے۔۔۔ اس کو ہمارے درمیان لاکر رشتہ کیوں خراب کر رہی ہو؟"

وہ دم سادھے اسے دیکھ رہی تھی۔ آنکھوں میں اٹکے آنسو باہر نہیں آئے تھے۔

"میں جانتا تھا کہ تمہیں کبھی نہ کبھی یہ سب بھی پتا لگ جائے گا مگر مجھے لگا تھا تم سمجھداری سے کام لوگی۔۔۔!"

وہ مایوس لگا تھا جیسے اس نے قرت سے اس بچگانہ روئیے کی توقع نہ رکھی ہو۔

"تم مجھ سے صرف اتنا پوچھ سکتی تھی کہ بینا نے مجھ سے کانٹینٹ کیا ہے یا نہیں۔۔۔کی تھی اسنے کوشش لیکن میں نے اسے شاٹ اپ کال دے دی تھی۔۔!"

وہ خاموش تھی۔ افہام کو لگنے گا وہ کچھ کہے گی مگر کافی دیر گزر گئی وہ ویسے ہی خاموشی سے اسے دیکھتی رہی۔ وہ اندازہ نہیں لگا پارہا تھا کہ افہام کی باتوں پر وہ حیران ہے، کچھ سوچ رہی ہے یا کچھ دیر پہلے کہی گئی اپنی باتوں پر نادر ہے۔ اسکی خاموشی پر وہ بیڈ سے اٹھ کر کمرے سے نکلنے لگا۔

"پتا ہے افہام۔۔۔بینا کا ذکر اتنا برا نہیں لگا جتنی یہ سوچ بری لگی کہ۔۔۔جو بھی سُنا، جب بھی سُنا کسی اور کہ منہ سے ہی سُنا۔۔۔" وہ رک گیا تھا مگر پلٹا نہیں تھا۔ اسے اندازہ ہوگیا تھا وہ اب رو رہی تھی۔

"میں بچی نہیں ہوں افہام کہ ماضی کی بنیاد پر تعلقات خراب کروں۔مجھے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ آپ بینا میں انٹرسٹڈ تھے یا کسی اور میں۔۔اگر مجھے فرق پڑتا ہے تو بس اس بات سے کہ۔۔۔جو بات مجھے آپ کے منہ سے سننی چاہیے تھی وہ دوسروں سے کیوں سنی ہے میں نے۔۔۔؟ کیا آپ کو مجھ پر اعتبار نہیں تھا کہ آپ خود مجھے سب بتاتے؟ کوئی جرم تو نہیں تھا یہ جسے چھپایا جاتا۔۔"

وہ اپنی پشت پر گڑھی اسکی نظریں محسوس کر سکتا تھا۔ افہام کو وجود پتھرا سا گیا تھا۔ اسے اندازہ نہیں تھا کہ قرت کے دل پر لگنے والی ضرب کی وجہ یہ ہوگی۔ گلے میں گلٹی ابھر کر معدوم ہوئی تھی۔

"آپ کو پتا تھا کہ جو بات ڈیڑھ، دو سال پہلے گھر میں ہوئی تھی، جس سے میں لاعلم رہ گئی تھی، وہ کبھی نہ کبھی تو میرے علم میں آئے گی۔یہ بات جانتے ہوئے بھی آپ نے خود کیوں کچھ نہیں کہا۔۔؟"

وہ اٹھ کر اسکے سامنے آئی تھی۔چہرا بھیگ گیا تھا اور آنسو نکلتے جارہے تھے۔

"آپ خودبتا دیتے تو میں ایک لفظ نہ کہتی افہام۔۔۔"

اس کے رونے میں روانی آگئی تھی۔ افہام نہ تو اپنے قدم ہلا سکا نہ ہی زبان مگرچند لمحوں بعد قرت کا وجودپتھرا سا گیا۔ افہام نے اسکو بازو سے کھینچتے اپنے سینے سے لگایا تو اسکا سانس رک گیا۔

"آئی ایم سوری۔۔۔" وہ سرگوشی نما آواز میں بولا تو قرت کی ریڑھ کی ہڈی میں سنسناہٹ ہوئی۔ افہام کی بڑھی ہوئی دھڑکن کو وہ بخوبی سن سکتی تھی مگر اسکا اپنا دل حلق میں آیا تھا۔

"افہام چھوڑیں مجھے۔۔۔" اسنے دور ہونا چاہا۔

"پلیز۔۔۔ آئی ایم سو سوری۔۔۔مجھے اندازہ نہیں تھا کہ یہ بات تمہیں اس طرح سے پتا لگے گی۔۔مجھے نشہ نے پہلے ہی کہا تھا کہ میں تمہیں بتا دوں مگر میں نے دیر کردی۔۔۔"

وہ ویسے ہی ہلکی آواز میں اسے بتا رہا تھا۔ قرت نے بھری ہوئی آنکھوں کے ساتھ ہونٹ چبائے۔

"لیکن میں تم سے معافی مانگتا ہوں۔۔تم رویا مت کرو تمہاری ناراضگی برداشت کرنا میرے بس میں نہیں ہے۔۔۔مجھے غصہ آتا ہے جب تم بات نہیں کرتی وجہ نہیں بتاتی۔۔"

وہ اسے ہلکا سا دور کرتے اسکے آنسو صاف کر رہا تھا۔

"ہم صبح بات کریں گے اس بارے میں۔۔۔آپ۔۔آپ جائیں ابھی۔"

اپنی تیز ہوتی دھڑکن سنبھالتے وہ اس سے دور ہوتی راستے سے ہٹی۔

"ابھی بات کرلیتے ہیں نہ۔۔۔" اسنے منت کی تھی۔

قرت خاموش رہی جیسے سننا چاہ رہی ہو کہ کون سی "بات" کرنا چاہ رہا اب وہ۔۔۔افہام اسکا ہاتھ پکڑتے اسے صوفے تک لایا اور خود بیٹھ کر اسے بھی بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ وہ خاموشی سے صوفے پر بیٹھ گئی۔

"قرت میں اسے پسند کرتا تھا۔۔۔ہم سیریس تھے مگر وہ سب پہلے کی بات ہے اور اب۔۔"

اسے بولنا شروع کیا مگر قرت نے بات کاٹ دی

"افہام۔۔مجھے جتنا جاننا تھا میں اتنا جان چکی ہوں۔ جو کچھ بھی تھا وہ اب نہیں ہے اور میں مزید کچھ سننا بھی نہیں چاہتی۔۔۔ آپ کسی اور بارے میں بات کرنا چاہتے ہیں تو کریں۔۔۔"

قرت نے صاف لفظوں میں اسے موضوع بدلنے کو کہا تھا۔ افہام گہرا سانس لے کر رہ گیا۔

"جب ماضی سے تعلق نہیں تو اب بھی ناراض کیوں ہو؟ اب تو معاف کردو یار۔۔۔"

NOVEL HUT

اسنے قرت کا ہاتھ پکڑا تو وہ اسے خفگی سے دیکھنے لگی۔

"شادی ہونے والی ہے آپ کی بہت جلد۔۔۔میں ناراض بھی نہیں ہو سکتی؟"

آنکھیں ایک بار پھر نم ہو گئی یہ جانتے ہوئے بھی کہ اب ایسا نہیں ہوگا۔

"اوففف میرے خدایا۔۔۔" اس نے باقاعدہ ماتھا پیٹا

"میری ماں کسی صورت مجھے سکون سے نہیں رہنے دیں گی۔۔۔۔ ویسے اگر شادی ہو رہی تو ہونے دو۔۔جب تم شادی کے لیے تیار ہوگئی تو تم سے بھی کر لوں گا۔"

وہ لہجہ سنجیدہ رکھتے اب اسے چھیڑ رہا تھا مگر اسکی شرارت محسوس نہ کرتی قرت سنجیدہ ہوگئی۔

"افہام۔۔۔۔!"

"جی افہام کی جان۔۔۔" اسکی معصومیت پر وہ عش عش کر اٹھی تھی۔ کچھ کہنے کو لب وا کئیے مگر سمجھ ہی نہ آیا کیا کہے

"آپ۔۔۔ صبیحہ پھپھو نے آپ کے کہنے پر ہاں کی ہے؟"

وہ سوالیہ نظروں سے اسے دیکھنے لگی تو افہام نے سر اثبات میں ہلایا۔ قرت کی بھیگی آنکھیں حیرت سے پھیل گئی۔

"مجھے پتا تھا۔۔۔کتنے بے شرم انسان ہیں آپ۔۔"

وہ صدمے سے بولی تو افہام نے بے ساختا قہقہہ لگایا۔

"مذاق کر رہا ہوں یار۔۔۔" قرت اسے گھورنے لگی پھر سنجیدہ ہوتی ہوئی بولی۔

"افہام۔۔۔ صبیحہ پھپھو سے بات کریں یار وہ ایسے کیسے خود سے ہاں کر سکتی ہیں؟ یہ ہماری ماؤں کو ہو کیا گیا ہے؟"

اسکے لہجے میں پریشانی اور جھنجھلاہٹ تھی۔

"قرت۔۔ اتنی پریشان کیوں ہو رہی ہو یار۔۔؟ ابھی تو رشتہ بھی پکا نہیں ہوا۔۔"

"آپ سمجھ نہیں رہے۔۔ بات گھر میں ہوئی ہے تو رشتہ بھی پکا ہو ہی جائے گا اور۔۔۔ میں یہ سب برداشت نہیں کر سکتی افہام۔۔ آپ صرف میری ملکیت ہیں اور آپ کے معاملے میں حد سے زیادہ کمزور ہوں میں۔۔ آپ کے ساتھ کوئی اور۔۔ یہ تصور ہی مجھے تکلیف دیتا ہے۔۔۔"

وہ اُسکی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔ آنکھیں دوبارہ بھر آئی تھی۔

"یقیناً صبیحہ پھپھو نے کال کر کہ ہاجرہ آنٹی کو ہاں کر دی ہوگی اور آپ کے خیال سے وہ انکی بیٹی ثناء۔۔۔ اسے یہ بات معلوم نہیں ہوگی؟ مجھے کِسی بھی

صورت یہ قبول نہیں کہ کوئی اور لڑکی آپ کے بارے میں سوچے بھی اُن کو پتا ہونا چاہیے کہ آپ صرف قِرت عدنان کے ہیں۔۔۔اور قِرت آپ کو ہرگِز نہیں بانٹ سکتی۔"

وہ اُسکے قریب بیٹھی اُسکی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے خوبصورتی سے محبت کا اظہار کر رہی تھی۔۔کاش وہ اُسے بتا سکتا کہ اِس وقت افہام کو وہ اپنے دل کے کس قدر قریب محسوس ہو رہی تھی۔پہلی بار اتنے صاف لفظوں میں اتنی خوبصورتی سے اظہار کیا تھا۔ افہام کا دل چاہا کہ وقت رک جائے یا وہ لمحے کو قید کرلے۔ سرخ ہوتی ناک اور رونے کے باعث سرخ ہوتی سوجی آنکھوں سے اظہار کرتی وہ اتنی معصوم لگی تھی کہ وہ اسکی من موہنی صورت میں کھونے لگا تھا۔

کہاں وہ کچھ دیر پہلے اسے کمرے سے نکل جانے کا کہہ رہی تھی اور اب ساری باتیں بھلائے وہ اسکے قریب بیٹھی جوبصورت بول، بول رہی تھی۔

"افہام۔۔۔ایسے کیا دیکھ رہے ہیں؟ آپ پھپھو جان کو انکار کب کریں گے؟"

اسکی آواز پر وہ ہوش میں آیا۔

"قرت۔۔۔تُم ایسے پریشان ہورہی ہو جیسے رشتہ پکا ہوگیا۔"

وہ نرم مسکراہٹ لیے اسنے وہی بات دوہرائی تو قرت اُس سے دور ہوئی

"تو آپ انتظار میں بیٹھیں ہیں کہ آپکا رشتہ پکا ہوجائے؟"

وہ غصے میں بولی تو افہام نے اُسے کھینچ کر دوبارا اپنے قریب کیا۔

"میں اِس انتظار میں بیٹھا ہوں کہ میرا رشتہ پکا ہوجائے لیکن تمہارے ساتھ۔۔ اور میں صرف رشتہ نہیں بلکہ ڈائریکٹ شادی کرنا چاہتا ہوں۔"

جتنے آرام سے وہ بولا تھا اُتنی ہی زور سے قِرت کا دِل دھکڑا تھا۔۔۔آنے والی مسکراہٹ چھپانے کے چکر میں چہرا جھکا گئی تو افہام ہنس دیا

"وہ ہاجرہ آنٹی سے کچھ نہیں کہیں گی۔۔۔میں نے امی سے وقت مانگا ہے، امی تب تک کچھ نہیں کریں گی جب تک میں نہیں کہوں گا اور رشتہ انہوں نے پینڈنگ پر رکھا ہوا ہے کہ اگر کچھ عرصے تک میں پسند کی لڑکی اُن کے سامنے نہ لایا تو وہ مجھ سے بغیر پوچھے رشتے کے لیے ہاں کردیں گی۔۔۔"

وہ آرام سے اُسے سمجھاتا ہوا بولا تو قِرت نے اُسکی طرف دیکھا۔ اُسکی آنکھوں میں سوال تھا اور اُس سوال کو وہ پڑھ چکا تھا

"میری جان تم نے خود یشل کے ولیمے پر کہا تھا کہ تم ابھی پڑھائی پر فوکس رکھنا چاہتی ہو میں تمہاری وجہ سے خاموش ہوں۔۔ اور میں رشتہ پکا، منگنی، نکاح فلاں فلاں کے چکروں میں نہیں پرنا چاہتا۔ بس تمہارے پیپرز ہونے والے ہیں نہ۔۔ تمہارے پیپرز کے دوران میں امی سے بات کروں گا پھر پیپرز ختم ہوتے ہی جو بھی رسم اماں نے کرنی ہوگی وہ کرلیں گی اور پھر ڈائیرکٹ شادی کی تیاریاں۔۔ اگر میں ابھی بات کروں گا گھر میں تو تمہاری پڑھائی ڈسٹرب ہوجائے گیا۔"

اُسکی ساری بات سُننے کے بات وہ بہت کوشش کے بعد بھی آنے والی مسکراہٹ کو نہ روک سکی اُسنے بے اختیار ہی شرما کر افہام سے نظریں چرائی اور دور ہونے کی کوشش کی۔

"اوہ۔۔۔ قِرت عدنان شرماتے ہوئے بہت حسین لگتی ہے۔"

وہ اُسے چھیڑتا ہوا بولا

"افہام۔۔۔۔تنگ نہیں کریں مجھے۔" وہ خفت مٹاتی اسے گھورنے لگی۔

"مطلب تنگ میں کر رہا؟ اور تم نے تین چار دن میرا سکون اور چین برباد کیا ہے اسکا کیا؟ اوف قرت میں تمہیں کیسے برداشت کروں گا؟"

افہام کی بات پر قرت بے اختیار ہی قہقہہ لگا کر ہنسی۔

وہ کچھ کہنے ہی لگی تھی جب کسی نے کمرے کا دروازہ کھولنے کی کوشش کی۔ قرت کا حلق سوکھ گیا۔

"واشروم جائیں آپ میں دیکھتی ہوں۔۔۔" وہ دونوں صوفے سے اٹھے۔

افہام نے اندر جاتے واشروم کا دروازہ بند کیا تو قرت نے کمرے کا دروازہ ان لاک کیا مگر باہر کھڑی عزہ کو دیکھتے اسنے سکون کی سانس خارج کی۔

"اوففف۔۔ڈرا دیا تم نے مجھے۔۔" عزہ کے اندر آنے پر قرت نے دروازہ بند کیا تو وہ یہاں وہاں نظریں دوڑانے لگی۔

"افہام بھائی کہاں ہیں۔۔؟"

"تمہیں کِس نے کہا وہ یہاں تھے۔۔۔؟"

عزہ کی آواز سنتا افہام واشروم سے نکلا اور عزہ کو گھورا۔

"لو جی۔۔۔ انہوں نے ہی تو مجھے باہر نکالا تھا مگر باہر سردی ہے بھئی۔"

وہ بیڈ پر کمبل اوڑھتی دبکے بیٹھی

قرت نے کمرے پر ہاتھ رکھتے افہام کو گھورا

"ویسے۔۔۔یہ کمرہ لاک کرکہ کیا کیا جارہا تھا؟"

اسکے انداز اور ذو معنی سوال پر قرت کے چہرے کا رنگ بدلہ

"لعنت ہے۔۔" اسنے بے اختیار ہی کہا جبکہ افہام نے مسکراہٹ روکی۔

"تم تھوڑی دیر اور صبر کرلیتی تو شاید کچھ۔۔۔"

"افہام۔۔۔۔" وہ اسکی بات کاٹ کر چیخی تو افہام نے زبان پر بریک لگائی جبکہ عزہ نے قرت کے تاثرات سے لطف اٹھایا۔

"باہر نکلیں آپ۔۔۔" وہ اسکا رخ موڑ کر اسے باہر کی طرف دھکا دینے لگی۔۔

"انتہائی ظالم عورت ہو تم۔۔۔" وہ افسوس سے کہتا کمرے سے نکلا تو قرت واپس عزہ کی طرف آئی جس کے ہونٹوں پر گہری مسکراہٹ تھی۔۔

"کیا بکواس کر رہی تھی تم۔۔؟"

"وہ تو بھائی کر رہے تھے۔۔۔" اسنے معصومیت سے آنکھیں ٹپٹپائی

"کسی دن ضائع ہو جاؤ گی میرے ہاتھوں۔۔۔"

وہ دانت پیس کر کہتی چینج کرنے چلی گئی

☆☆☆☆☆

NOVEL HUT

"تُم یہاں نہیں سو سوکتی۔ تمہیں ہمارے کمرے میں سونا ہوگا۔۔"

رائد اسکے کمرے میں آیا تو وہ بیڈ پر لیٹنے لگی تھی۔ اسکی آواز پر یَشل نے رائد کی طرف دیکھا اور دروازہ لاک نہ کرنے پر اُسے افسوس ہوا۔

"اتنا بھی اچھا کمرا نہیں تمہارا۔۔۔" وہ بے رخی سے کہتی کمفرٹر اپنے اوپر ڈالنے لگی۔

"لیکن تمہارا شوہر تو اچھا ہے نہ۔۔۔"

وہ چلتا ہوا اسکے پاس آیا۔ یَشل لیٹتے لیٹتے رکی اور بیزار سی شکل بناتے اسے دیکھا۔

"لگتا کے شیشے میں شکل دیکھنا بھول گئے ہو۔"

وہ دانت کچکچاتے ہوئے بولی اور کندھے تک کمفرٹر ڈالتی لیٹ گئی۔

"تمہاری آنکھوں میں جو دیکھ لیتا ہوں۔۔ شیشے کی ضرورت ہی نہیں۔۔"

رائد بے اختیار ہی اس پر جھکا تو وہ سانس روک گئی۔

"تم میری آنکھوں میں اپنی شکل نہیں بلکہ کھلی آنکھوں سے خواب دیکھ رہے ہو۔۔" اس کی بات پر رائد دلکشی سے مسکرایا۔

"خواب ہی سہی۔۔۔" مزید قریب ہوتے اسنے اپنا ناک اسکے ناک سے ٹچ کیا تو یَشل نے اسے پیچھے کرنا چاہا۔

"مجھے سونا ہے رائد۔۔۔"

"لیکن میرا موڈ نہیں۔۔۔"

وہ دور ہوا تو یَشل نے سکون کا سانس لیا مگر اگلے ہی پل وہ بیڈ پر اسکے کمفرٹر میں گھسا تھا۔

"تم نے قسم اٹھا رکھی ہے کہ مجھے سکون کا سانس نہیں لینے دو گے؟"

اسنے چہرا موڑ کر اپنے ساتھ لیٹے ہوئے رائد کو گھورا۔

"اور میرے سکون کا کیا۔۔۔؟"

وہ اسکو کمر سے کھینچ کر اسکی پشت اپنے سینے سے لگا گیا۔ یَشل چند لمحے خاموش رہی

"مجھے سونے دینا اب پلیز میرے سر میں پہلے ہی بہت درد ہے۔۔"

وہ جیسے اسے وارننگ دے رہی تھی۔ یَشل نے آنکھیں بند کی مگر پھر اسکے پورے وجود میں کرنٹ دوڑ گیا۔

"رائد میں تمہارا ہاتھ توڑ دونگی۔۔"

اپنے وجود پر چلتی اسکی ٹھنڈی انگلیاں محسوس کرتی وہ غصے اور شرم سے دانت پیس کر بولی تھی۔

"بدتمیزی نہیں کرو۔۔" سرگوشی نما آواز میں کہتے رائد نے اس کی جالائن پر لب رکھے۔ کچھ دیر وہ خود پر ضبط کرتی رہی پھر اٹھ بیٹھی۔

"رائد کیوں تنگ کر رہے ہو۔۔" وہ بے بسی سے گلابی چہرے کے ساتھ اسے دیکھنے لگی۔

"میرا دل کر رہا نا۔۔۔۔"

"مجھے مت کرو۔۔۔!"

"بیوی تو تم ہی ہو اب تنگ کرنے کے لیے کسی اور کو لاؤں کیا۔۔۔؟"

وہ سادگی سے کہتا اسے کہیں سے بھی شادی شدہ مرد نہیں لگا تھا۔ رائد نے ہاتھ بڑھا کر اسکے بالوں کو چھوا۔

یشل نے آنکھیں بند کرکہ گہرا سانس لیتے خود کو پرسکون کرنا چاہا مگر آنکھیں بند کرنے کی ہی دیر تھی رائد نے اسکو بازو سے کھینچتے بیڈ پر گرایا اور کروٹ لیتا

اسکے اوپر جھکا۔یہ سب اتنی جلدی اور اچانک ہوا کہ اسکے منہ سے ہلکی سی چیخ نکل گئی۔

"رائد تم۔۔۔۔" وہ آنکھیں پھاڑے اسے دیکھنے لگی مگر سمجھ ہی نہ آیا کیا کہے۔

"میں کیا۔۔۔؟" رائد نے جھک کر اسکے لبوں کو چھوا۔۔۔

"انتہائی بے شرم انسان ہو۔۔۔!"

وہ سرخ چہرے کے ساتھ بولی تو رائد کے ہونٹوں پر مسکراہٹ آئی۔ اس کی گستاخیوں پر یشل کی دھڑکن تیز ہوئی تھی جو خاموشی میں رائد باخوبی سن سکتا تھا۔

"اس بے شرم انسان کی بے شرمی آپ نے ہی برداشت کرنی ہے۔۔"

وہ جھک کر اسکی گردن پر ناک رگڑنے لگا۔ رائد نے اسکی گردن پر آئے بال پرے کئیے پھر وہیں اس کی داڑھی کی چبھن محسوس کرتی وہ گہرا سانس بھر کر رہ گئی۔

"تم پیچھے نہیں ہٹو گے۔۔۔؟" لہجہ مضبوط بنانے کی ننھی سی کوشش کی گئی۔

"ہرگز نہیں، آج تو کسی صورت نہیں۔۔۔ سارا دن بہت نکھرے دکھائے ہیں تم نے مجھے اب خاموش ہو جاؤ۔ !"

وہ اسکی گردن سے چہرا ہٹا کر آخر میں اسکے لبوں پر انگلی رکھ گیا۔ یَشل نے معصوم بنتے اسے دیکھا تھا مگر وہ ترس کھانے کے موڈ میں بلکل نہ تھا۔ اپنی گردن پر اسکا سلگتا ہوا لمس محسوس کرتی وہ ناچار اپنا منہ بند کر گئی۔

☆☆☆☆☆

NOVEL HUT

"ویسے تم کتنی زیادہ برائیاں کیا کرتی تھی اسکی ۔۔۔ کبھی یہ نہیں بتایا کہ اسے دل جیتنے کا ہنر بھی آتا ہے۔۔۔ ایسا میرا کزن ہوتا تو میں فلیکس flex کرتی۔۔"

آمنہ کی بات پر فرائز کھاتی عزہ نے حیرت سے اسے دیکھا۔

"کس کی بات کر رہی ہو۔۔؟" وہ جیسے تصدیق کرنا چاہ رہی تھی کہ یہ تعریف ہادی قریشی کی نہیں تھی۔۔

"ہادی قریشی۔۔۔اسکے علاوہ اور کون ہو سکتا ہے ؟"

"کوئی بھی ہو سکتا ہے آمنہ مگر ہادی قریشی نہیں ہو سکتا۔۔۔تم اس بو بکرے کھچل خوار کی تعریف کر رہی ہو ؟ اس میں تعریف کرنے جیسا کچھ ہے بھی؟"

"اول نمبر کی کمینی ہو تم۔۔۔"

آمنہ نے دانت پیسے تو عزہ نے قہقہہ لگایا۔

"بننا پڑتا ہے بہن۔۔۔تمہارے منہ سے ہادی نامہ سن سن کر میرے کان پک گئے ہیں۔۔۔"

اسنے دونوں ہاتھ کھڑے کئیے تو آمنہ نے اسکے کندھے پر مکہ مارا

"اور اپنے بارے میں کیا خیال ہے ؟ ارمغان نہ ہو گیا روم کا شہزادہ سلیم ہو گیا۔۔۔"

"روم کا شہزادہ ہو یا نہ ہو مگر میرے دل کا تو ہے نہ۔"

اسنے بچوں کی طرح معصومیت سے کہا تو اسکی ایکٹنگ پر آمنہ عش عش کر اٹھی۔

"بول تو ایسے رہی ہو جیسے تمہاری دال گل کر پک بھی گئی ہے۔۔۔" آمنہ نے سر جھٹکا

"گل تو گئی ہے شاید۔۔۔"

"شاید۔۔۔" آمنہ نے لفظ پر زور دیا

"ہاں بھئی گل گئی ہے تم فکر نہ کرو بہت جلد پک بھی جائے گی۔۔" وہ سکون سے بولی۔

"ویسے اب تک تمہیں کیا حاصل ہوا ہے۔۔۔؟"

اسکے سنجیدگی سے کئیے گئے سوال پر عزہ نے چونک کر اسے دیکھا۔

"شاید کچھ نہیں۔۔ابھی تک تو کچھ نہیں۔۔۔ لیکن ہو جائے گا۔"

وہ پر اعتماد تھی

"کب ہوگا۔۔۔؟"

"پتا نہیں۔۔۔بہت جلد انشاءاللہ۔۔۔ ابھی تو مجھے خوشی مل رہی وہی کافی ہے۔"

وہ مسکرائی تھی

"یہ خوشی وقتی ہے عزہ اور تمہیں کچھ حاصل نہیں ہوگا۔۔۔"

عزہ نے گہرا سانس لیتے اسے دیکھا۔

"کیوں نہیں ہوگا۔۔؟"

"کیونکہ تم غلط شخص کے پیچھے بھاگ رہی ہو۔۔۔اُن چیزوں کے پیچھے مت بھاگو جو تمہاری ہیں ہی نہیں اور جو تمہارے قریب ہیں انہیں فوقیت دو۔۔ورنہ سب کھو دوگی۔۔۔اس سے پہلے غلط راستے پر بھاگ بھاگ کر تھک جاؤ، ابھی سے رک جاؤ عزہ۔۔۔"

اسکی بات سنتے عزہ نے بیزار سا چہرا بناتے ایک بار پھر گہری سانس لی اور اسے ہوا میں خارج کیا۔

"ہوگیا تمہارا درس شروع۔۔۔؟"

اسنے اتنی ہی بیزاریت سے سوال کیا تو آمنہ خاموشی سے بس اسے دیکھتی رہی۔

☆☆☆☆☆

ارمغان نے کیا کِیا؟ کیسے کِیا؟ عطیہ کو کیسے منایا؟ کوئی نہیں جانتا تھا مگر اسنے ہاجرہ کو کال کرتے سرخ جھنڈی دکھائی تھی۔ قرت کی تو خوشی کی انتہا نہ رہی تھی جب ناشتے کی میز پر عطیہ نے یہ انکشاف کیا کہ انہوں نے ہاجرہ کو کال کرکے کہہ دیا ہے کہ وہ عبداللہ کے ساتھ بیٹی کا رشتہ نہیں کرنا چاہتی۔

مگر یہ بھی حقیقت تھی کہ عطیہ کے ساتھ صبیحہ کو بھی افسوس تھا کہ اتنا اچھا رشتہ ہاتھ سے چلا گیا۔ صبیحہ بیگم کو تو کچھ زیادہ ہی افسوس تھا۔ ان کا کہنا کچھ ایسا تھا۔۔

"آئے ہائے مجھے تو اتنا افسوس ہورہا بھلا اتنے اچھے رشتے کو کون انکار کرتا ہے؟ عطیہ تمہیں کیا ہوگیا تھوڑا دباؤ ڈالتی تو خود ہی مان جاتی قرت بھی۔یہ رشتہ نشہ کے لیے آیا ہوتا تو میں فوراً ہاں کردیتی۔۔۔"

جس پر عطیہ نے ایسا کہا تھا۔

"دباؤ ڈال کر بھی رشتے کئیے جاتے ہیں کیا؟ جو نصیب میں ہوگا وہ ہو جائے گا اور آپ نے خود ہی تو کہا تھا کہ اکلوتی بیٹی ہے تمہاری اسکی پسند نہیں پوچھو گی؟ اور اسکی پسند اِس میں نہیں ہے تو زبردستی کیوں کرنی۔۔"

صبیحہ نے انکی بات سے اکتفاء تو کرلیا مگر افہام پر انہیں ترس نہ آیا۔

"افہام۔۔۔ آج کا دن ہے تمہارے پاس کل، پرسو میں جارہی ہوں ہاجرہ کی طرف۔"

وہ ابھی ابھی آفس سے گھر آیا تھا اور اسکے بیٹھتے ہی صبیحہ شروع ہوگئی تھی۔

"امی پلیز۔۔۔ میں اس سے شادی نہیں کرنا چاہتا آپ سمجھ کیوں نہیں رہی ہیں؟" اسنے تنگ ہوکر صبیحہ کو دیکھا۔

"تو بھئی تم وہ لڑکی بتا دو نہ جس سے تم شادی کرنا چاہتے ہو۔۔"

ارمغان کی بات پر اسنے تیز نظروں سے اسے گھورا۔

"پھپھو اگر یہ آج رات تک آپ کو نہ بتائے تو آپ بس ثناء کے ساتھ رشتہ تہ کردیجیے گا اس کا۔ ایک بار رشتہ ہوگیا تو بس یہ بھی سیدھا ہو جائے گا۔"

ارمغان نے صبیحہ کو مفت مشورہ دیا تو افہام کا دل کیا اسکا سر کھول دے جو جان بوجھ کر اسے تنگ کر رہا تھا۔

"میں نے تو پہلے سے یہی سوچ رکھا ہے اگر اسنے نہ بتایا تو میں خود ہی کرلوں گی کچھ۔۔"

NOVEL HUT

افہام کو اپنے صبر کا پیمانہ لبریز ہوتا محسوس ہوا۔

"پھپھو۔۔۔ مجھے چائے میں چینی کم لگ رہی آکر دیکھ لیں۔"

افہام کچھ کہنے ہی لگا تھا جب قرت نے کچن کے دروازے سے سر نکال کر صبیحہ کو مخاطب کیا۔ صبیحہ فوراً اٹھ کر کچن کی طرف بڑھ گئی۔

"بڑے لعنتی ہو تم یار۔۔۔۔ امی کم تھی جو تُو مزید مرچ مصالحے چھڑک رہا؟"

وہ پھاڑ کھانے والی نظروں سے اسے دیکھتا اٹھ گیا اس سے پہلے صبیحہ واپس آتی۔

"تڑکا بھی لگانا ہے ابھی تو۔۔" ارمغان کی بات پر افہام نے رک کر اسے دیکھا۔

"کیا مطلب؟ ابھی مزید تڑکا لگانا رہتا ہے؟"

اسنے سلگ کر کہا۔ ارمغان سنجیدہ ہوتا اپنی جگہ سے اٹھا اور اسکے سامنے آکھڑا ہوا۔ دونوں ہاتھ جیکٹ کی جیبوں میں ڈالتے وہ اسے دیکھنے لگا۔

"میں یہ بات تمہیں کلئیر کٹ بتا رہا۔۔۔ تم نے کیا کرنا ہے یہ بات تم اچھے سے جانتے ہو۔۔ تم بھی، میں بھی اور قرت بھی۔۔۔ میں ہرگز اپنی بہن کو سولی پر لٹکا ہوا نہیں دیکھ سکتا تو جو کرنا ہے آج یا کل میں کرو ورنہ میں تمہیں بھی حقیقتاً ساری عمر سولی پر لٹکائے رکھوں گا۔۔۔ تم اچھے سے جانتے ہو مجھے اگر بات قرت یا یَشل پر آجائے تو میں سب کچھ بالائے طاق رکھتا ہوں!"

لہجہ غصیلہ نہیں مگر سخت ضرور تھا۔ وہ جو کہنا چاہ رہا تھا افہام کو اچھے سے سمجھ آیا تھا مگر اسکا دماغ بھک سے اُڑا تھا۔ اس کے تو وہم و گمان میں بھی نہ تھا کہ ارمغان اس بات سے واقفیت رکھتا تھا۔

ارمغان ایک گہری نظر اس پر ڈالتا باہر کی طرف بڑھا

"کہاں جارہے ہو ارمغان؟ چائے بنا رہی قرت۔۔۔"

عطیہ کمرے سے باہر آئی تو اسنے ارمغان کو بیرونی دروازے کی طرف قدم بڑھاتے دیکھ کر روکا۔

"قرت کو میں نے منع کردیا تھا چائے نہ بنائے۔۔ کچھ دوستوں سے ملنے جارہا ہوں کچھ ٹائم لگے گا واپس آنے میں۔"

"اچھا ٹھیک ہے اتنی دیر بھی مت کرنا۔۔۔پتا نہیں کیسے اتنی سردی میں باہر جاتے ہو تم لوگ۔۔۔ ذرا خیال رکھنا۔۔۔"

عطیہ کی بات پر وہ اس نے سر ہلا دیا۔

قرت نے اس سے جو کہا تھا اس پر ارمغان کو واقعی ہی ساری رات نیند نہ آئی۔ وہ جاننا چاہتا تھا کہ یہ سب کب سے چل رہا تھا مگر اس نے نہ یہ سوال

قرت سے کیا تھا نہ ہی اس کا ارادہ تھا۔ دو سال پہلے بینا کہ لیے افہام کی پسندیدگی کے بارے میں وہ جانتا تھا مگر وہ سب ختم ہونے کے بعد سے ارمغان نے افہام کہ منہ سے کبھی کسی عورت کا ذکر نہ سنا تھا سوائے اس دن کہ جب افہام نے اسے بتایا کہ وہ کسی کو پسند کرتا ہے مگر لڑکی کی پڑھائی چل رہی۔ ارمغان کو تب بھی شک نہ ہوا اور اب جب اسے معلوم پڑ گیا تھا کہ وہ لڑکی کوئی اور نہیں اسی کی بہن ہے تو اسے سب ہضم کرنا مشکل لگ رہا تھا۔ دو سال بعد اگر اب افہام نے کسی میں دلچسپی ظاہر کی تھی، وہ بھی کسی ایسے انسان میں جس کے ساتھ دھوکا کرنا اسے موت کے منہ میں دھکیل سکتا تھا تو یقینا وہ سنجیدہ تھا۔

ہاں۔۔اگر وہ یشل سے محبت کر سکتا ہے تو قرت افہام سے کیوں نہیں کر سکتی؟ اور افہام قرت میں دلچسپی کیوں نہیں لے سکتا۔۔۔؟

ارمغان اب بس اتنا چاہتا تھا کہ جلد از جلد ان کے رشتے کو نام مل جائے۔ وہ ایک ہی گھر میں دوسری یشل اور دوسرا ارمغان نہیں دیکھنا چاہتا تھا۔

انہی سوچوں میں گھرا وہ گھر سے باہر نکل گیا۔

"تم کیوں مجسمہِ اتحاد بنے کھڑے ہو۔۔۔؟"

عطیہ نے اسے ایک ہی جگہ کھڑا دیکھ کر ٹوکا تو وہ پلٹ کر اسے دیکھنے لگا پھر بدقت ہنسا

"نہیں بس ویسے ہی۔۔۔میں چینج کرکہ آتا ہوں۔"

"جلدی آنا چائے بن گئی ہے۔۔۔ٹھنڈی وہ جائے گی۔"

صبیحہ نے قرت کے ساتھ باہر آتے ہوئے اسے کہا تو افہام نے سرہلایا پھر ایک نظر قرت کو دیکھتا کمرے میں چلا گیا۔

"قرت۔۔۔عزہ کو بھی بلاؤ ہر وقت کمرے میں گھسی رہتی ہے یہ لڑکی۔۔"

NOVEL HUT

☆☆☆☆☆

"میں قرت کو پسند کرتا ہوں۔۔۔" بلآخر افہام نے ہتھیار ڈالتے بغیر کسی لگی لپٹی کے صاف لفظوں میں اپنی پسند بتائی۔

"کس کو پسند کرتے ہو۔۔؟" افہام سمجھ نہ سکا وہ حیران ہورہی تھیں یا انہوں نے وہ نام نہیں سنا تھا۔

"امی میں قرت کو پسند کرتا ہوں اور اسی سے شادی کرنا چاہتا ہوں۔"

ٹھہرے ہوئے لہجے میں اسنے اپنی بات کھل کر دوہرائی۔

پہلے حیرت، پھر بے یقینی پھر خوشگوار حیرت اور پھر پریشانی۔ چند لمحے کی خاموشی میں یہ تاثرات تھے جو افہام نے صبیحہ کے چہرے پر اترتے، چڑھتے دیکھے تھے۔

"کیا ہوا۔۔۔۔؟" انکی خاموشی پر وہ سوال کرنے لگا۔

"تم واقعی قرت کو پسند کرتے ہو۔۔۔۔؟"

"امی اس میں ایسی بھی کیا سائینس ہے۔۔۔ آپ بات کریں ماموں سے۔۔۔" اسنے جواباً کہا

"افہام۔۔۔ تم پہلے کیوں نہیں بتا رہے تھے؟ ہاجرہ کو کیسے انکار کروں گی اب میں۔۔۔؟" وہ پریشانی سے بولیں

"کیا مطلب کیسے انکار کریں گی؟ آپ نے رشتہ تہ تھوڑی نہ کیا تھا۔۔۔"

"پھر بھی۔۔۔چھوڑو تم اس بات کو مجھے بتاؤ کہ قرت بھی تمہیں پسند کرتی ہے؟"

انہوں نے تجسس سے سوال کیا تو افہام نے سر اثبات میں ہلایا۔

"ماشاءاللہ۔۔۔تو یہ بات پہلے نہیں بتا سکتے تھے؟ جب بات رشتہ تہ ہونے تک آگئی ہے تب خیال آیا ہے؟ کوئی شرم حیا ہے کہ نہیں؟"

صبیحہ نے غصے سے بولتے آخر میں اسکا کان پکڑا

"تو میں نے کہا تھا جا کر ہم دونوں کا رشتہ ڈھونڈیں؟ آپ کو شوق تھا نہ تو بھگتیں اب۔۔۔اور یہ جو آپ ان دونوں بہن بھائی کی تعریفوں کے پل باندھ رہی ہیں نہ۔۔میں دوبارہ ان دونوں کا نام نہ سنوں۔"

"چپ کرو۔۔۔اگر ان کا نام نہیں سننا تھا تو پہلے ہی منہ کھول دیتے۔۔۔"

صبیحہ نے گھور کر افہام کو دیکھا۔

"اب تو کھول دیا نہ؟ کل بات کریں آپ ماموں سے۔۔۔"

افہام کی بات پر صبیحہ نے کچھ سوچتے ہوئے سر اثبات میں ہلایا۔

"ویسے کیسی ماں ہیں اتنا سا اندازہ بھی خود سے نہ لگا سکی۔۔چچہ چچہ۔۔۔"

اسنے افسوس سے سرہلایا تو صبیحہ نے اسکے کندھے پر تھپڑ رسید کیا

"ہاں چھپ چھپا کر کارنامے خود کیئے اور آگے سے الزام مجھے دے رہے۔۔۔"

"استغفرُللہ استغفرُللہ۔۔۔ امی خدا کا خوف کریں ایسا کون سا کارنامہ کردیا؟"

افہام نے انکی بات کا غلط مطلب نکالتے باقاعدہ کانوں کو ہاتھ لگائے

"افہام شرم کرو۔۔۔ماں ہوں تمہاری۔۔"صبیحہ نے تیز نظروں سے اسے گھورا

"اچھا واقعی؟ میں تو بھول ہی گیا تھا میری ایک عدد ماں بھی ہے۔"

وہ سادگی سے بولا تو صبیحہ پہلے اسے گھورتی رہی پھر ہنس دی۔

"چل بدتمیزی۔۔۔ اب زیادہ پھیل مت جانا مجھے بھائی صاحب سے بات کرنے دو۔۔"

صبیحہ اٹھتے ہوئے بولی تو افہام نے سر اثبات میں ہلا دیا۔ صبیحہ نے اسکی کشادہ پیشانی چومی اور کمرے سے نکل گئی۔ افہام کے ہونٹوں پر اطمینان بھری مسکراہٹ آئی وہ جلدی سے فون اٹھاتا قرت کو میسج کرنے لگا۔

☆☆☆☆☆

عدنان اور عطیہ کی تو خوشی کی انتہا نہ رہی جب صبیحہ نے افہام کے لیے قرت کا ہاتھ مانگا۔ عدنان صاحب کوئی اعتراض نہ تھا بلکہ ان کا کہنا تھا کہ اُن کی بھی یہی خواہش تھی مگر بیٹی کا باپ ہوتے وہ خاموش تھے۔

بڑوں میں رشتہ تہ ہوا تھا مگر گھر کے باقی افراد ابھی بے خبر تھے۔ انتظار سب صرف قرت اور انوشہ کے اگزیمز کا تھا۔ اگزیمز ہونے کے بعد ہی گھر میں تقریب رکھی جانی تھی۔ اب تقریب نکاح کی ہوگی یا منگنی کی، یہ تہ کرنا ابھی باقی تھا۔ بڑوں میں بات ہوتے ہی عطیہ نے سب سے پہلے یَشل کا نمبر ملایا۔

"السلام و علیکم ممانی جان۔۔۔کیسی ہیں آپ؟" دوسری بیل پر ہی اسنے کال اٹینڈ کرلی۔

"وعلیکم السلام میں بلکل ٹھیک۔۔۔تمہاری طبیعت ٹھیک نہیں کیا؟"

انہوں نے اسکی بدلی ہوئی آواز محسوس کرتے سوال کیا۔

"جی۔۔ ویسے ہی بس سردی کی وجہ سے زکام، کھانسی۔۔۔ آپ بتائیں گھر میں سب ٹھیک ہیں نہ؟"

کچھ دیر وہ ہر کسی کا حال احوال دریافت کرتی رہی پھر عطیہ نے اسے کال کرنے کا اصل مقصد بتایا۔

"میں نے تمہیں یہ بتانے کے لیے کال کی تھی کہ افہام اور قرت کا رشتہ تہ کردیا ہے ہم نے۔۔۔"

"ارے ماشا اللہ۔۔۔قرت نے تو مجھے بتایا ہی نہیں۔"

اس نے بہتی ہوئی ناک کو ٹِشو سے صاف کیا۔

"قرت کو خود نہیں پتا۔۔۔بلکہ ارمغان کے سوا کسی کو نہیں پتا۔" عطیہ نے ہنستے ہوئے بتایا جبکہ ارمغان کے نام پر یشل کی مسکراہٹ کچھ دھیمی پڑ گئی۔ اس کا نام سن کر ہی اس کی دھڑکن سست ہوئی تھی۔

"بس یہ ذرا لڑکیاں پڑھائی سے فارغ ہو جائیں تو گھر میں تقریب رکھیں گے۔ میں تو عدنان کو کہہ رہی ہوں کہ ڈائیریکٹ نکاح ہی کریں دونوں بچے گھر میں ہیں منگنی سے بہتر نکاح ہے۔۔۔ارمغان کی بھی یہی خواہش ہے۔"

عطیہ نے اپنا نقطۂ نظر پیش کیا تو یشل نے ان کی بات سے اکتفاء کیا۔

"قرت کے پیپر کب ختم ہو رہے؟" وہ پوچھ رہی تھی جبکہ اس کے ذکر پر ذہن میں اب وہی چہرا گھوم رہا تھا۔

"میرے خیال سے تو دو دن بعد شروع ہیں اور دو ہفتے چلیں گے تقریباً۔۔۔اسکے بعد تم بھی آجانا نہ۔۔۔"

عطیہ نے اسے آنے کی دعوت دی تھی۔ ویسے بھی اسکے بغیر اتنی اہم تقریب کیسے ہو سکتی تھی۔

"میں۔۔۔ سوچوں گی ممانی جان کنفرم کچھ نہیں کہہ سکتی۔"

جانتی تھی کہ اب عطیہ اسے جھڑک دے گی، ایموشنل بلیک میل بھی کرے گی اور وہ عطیہ کی باتیں سن سکتی تھی مگر وہاں جانے کا سوچ بھی نہیں سکتی تھی۔

"کیا مطلب ہے سوچو گی؟ تمہیں گھر آنے کے لیے بھی سوچنے کی ضرورت ہے؟ یَشل میں نے کان کے نیچے ایک لگا دینی ہے۔۔۔ شادی ہونے کا مطلب یہ تھوڑی ہوتا ہے کہ بندہ گھر والوں سے قطع تعلقی اختیار کرلے۔۔۔"

عطیہ خفا ہوتی اسے ڈانٹنے لگی۔

"اوہو ممانی جان کون سی قطع تعلقی اختیار کرلی ہے میں نے۔۔؟" وہ مصنوئی ہنسی۔۔۔

"تو یہ اور کیا ہے؟ چار کالز کرو اس کے بعد تو کہیں جا کر تم کال اٹھاتی ہو اور بات کرنے کے لیے تمہارے پاس کچھ ہوتا نہیں ہے اب کراچی آنے کا کہہ رہی ہوں تو اس پر بھی تمہیں مسئلہ ہے۔۔۔ رائد نے تم پر پابندیاں لگا دی ہیں کیا؟"

عطیہ کے سوال پر اسنے صوفے پر بیٹھے لیپ ٹاپ استعمال کرتے رائد کو دیکھ کر قہقہہ لگایا۔

"وہ کیوں پابندیاں لگائے گا؟ اور آپ سے کیا ہی باتیں کیا کروں میں۔۔۔اب میری ساس اورنندیں تو ہیں نہیں جنکی برائیاں کروں آپ کے ساتھ بیٹھ کر۔۔"

رائد نے چونک کر اسے دیکھا جو اس پر سے نظر ہٹا کر بیڈ سے اٹھتی باہر کی طرف بڑھ گئی تھی۔

"شکر کرو کہ نہیں ہیں۔۔۔"

"ہوتی تو زیادہ بہتر ہوتا۔۔۔لڑائی ہی سہی مگر کچھ تو ہوتا۔"

وہ تھوڑی اداسی سے گویا ہوئی۔

"اوہو چھوڑو سب۔۔بھئی مجھے کچھ نہیں پتا۔۔۔جیسے ہی کچھ تہ ہوا تو تم فوراً یہاں آؤ گی ورنہ میں نے عدنان سے تمہاری شکایت لگا دینی ہے کہ دیکھ لیں اپنی لاڈلی کو۔۔وہ خود آجائیں گے تمہیں لینے۔۔۔"

عطیہ اسے دھمکی دینے والے انداز میں بولی۔

فریج سے دودھ کا ڈبا نکالتے اسنے ایک گہرا سانس لیا۔

"کیوں میری مشکلات بڑھانا چاہ رہی ہیں آپ؟" اسنے بے بسی سے کہا تو عطیہ چند لمحے خاموش رہی۔

"میں نہیں۔۔۔اپنی مشکلات تم خود بڑھا رہی ہو یشل۔۔۔یہ ساری زندگی کا معاملہ ہے تم کب تک دور بھاگو گی؟"

وہ پیار سے اسے سمجھانے والے انداز میں بولی تو اسکے ہونٹوں پر زخمی سے مسکراہٹ آئی۔

"اچھا میں آجاؤں گی۔۔۔" فلحال وہ ٹاپک بدلنے کے لیے یہی کہہ سکتی تھی۔ "تم نہ آؤ میں خود تمہیں لینے آجاؤں گی۔۔" عطیہ کی بات پر وہ ہلکا سا ہنس دی۔

NOVEL HUT

"اس کی ضرورت نہیں پڑے گی۔۔۔"

"اچھا رائد کا رویہ کیسا ہے تمہارے ساتھ؟" انہوں نے اچانک سوال کیا

"بہت اچھا ہے اس کا رویہ میرے ساتھ۔۔۔"

وہ مزید بولتی عطیہ نے اسے ٹوک دیا

"یہ "اس" کا رویہ کیا ہوتا ہے؟ وہ شوہر ہے تمہارا "آپ" کہا کرو اسے۔۔"

"اوہو ممانی جان ۔۔چھوٹا ہے وہ مجھ سے مت بھولیں۔۔"

اسنے دودھ پتیلی میں ڈال کر چولہے پر رکھا۔

"چھوٹا؟ صرف تین ماہ اور شوہر، شوہر ہوتا ہے۔۔ "آپ" کہو گی تو اسے اچھا لگے گا۔۔"

"اسے میرا "تم" کہنا بھی اچھا لگتا ہے۔۔۔" وہ مسکرا کر بولتی ہوئی پلٹی اور سلیب سے ٹیک لگائی تو دروازے کے پاس کھڑے رائد کو دیکھ کر ٹھٹھک گئی جو ڈور فریم سے ٹیک لگائے سکون سے کھڑا یقیناً اسکی باتوں پر ہی مسکرا رہا تھا۔

"اور تم اچھی لگتی ہو اسے؟" انہوں نے چھیڑنے والے انداز میں کہا تو وہ مسکرائی۔

"نہیں۔۔۔وہ کہتا ہے میں اسے بہت بری لگتی ہوں۔۔۔"

اسکی بات پر رائد نے آنکھیں پھاڑ کر اسے دیکھا

"رہنے دو یَشل۔۔۔اسکی آنکھوں میں تمہارے لئیے جوپیار تھا نہ وہ کسی سے چھپا نہیں تھا۔۔۔"

ان کا لہجہ ابھی بھی شریر تھا۔ انکی بات سنتی یَشل کچھ کہہ ہی نہ سکی اور خاموشی سے سامنے کھڑے رائد کو دیکھتی رہی جو اس وقت بھی اسے بڑی نرمی سے دیکھ رہا تھا۔ اب عطیہ اسے کچھ بتا رہی تھی جسے وہ غیر حاضر دماغی سے سن رہی تھی مگر نظریں ابھی بھی رائد پر ہی تھی جو اسکی نظروں سے محظوظ ہوتا مسکرا رہا تھا۔

"دودھ جلانے کے لیے چولہے پر رکھا ہے کیا؟"

وہ چولہے کی طرف بڑھتا ہوا بولا تو یَشل نے چونک کر چولہے پر پتیلی میں پڑے دودھ کو دیکھا جو پک پک کر گاڑھا ہوگیا تھا۔

"اوہ۔۔میں بھول گئی۔۔۔" دوسری طرف کچھ بولتی ہوئی عطیہ رکی۔۔

"مجھے دیکھنے میں جو مصروف تھی۔۔۔" وہ دودھ کے ڈبے سے اب پتیلی میں تھوڑا پانی ڈال رہا تھا۔ رائد کی بات پر یَشل جھنپ گئی جبکہ فون کی دوسری طرف عطیہ اسکی بات سنتی مسکرائی تھی۔

"اچھا چلو پھر بات ہوتی ہے۔۔خیال رکھنا اپنا۔۔"

عطیہ کو فون بند کردینا بہتر لگا۔ الوداعی کلمات ادا کرتے اسنے کال منقطع کی۔ وہ فون کان سے ہٹا کر وہیں کھڑی رائد کو کافی بناتے دیکھنے لگی جو بڑے انہماک سے ایک کپ میں کافی مکس کر رہا تھا۔

"رائد۔۔۔" اسنے بے اختیار ہی اسے پکارا تو وہ سوالیہ نظروں سے اسے دیکھنے لگا۔۔۔

"تمہیں میں کیسی لگتی ہوں۔۔۔؟"

شاید وہ خود بھی نہیں جانتی تھی اسنے یہ سوال کیوں کیا تھا۔ رائد مسکراہٹ روک کر کام میں مصروف رہا اور وہ جواب کی منتظر رہی۔ کافی دونوں کپس میں انڈیل کر، دونوں کپاس وہیں شیلف پر چھوڑ کر وہ چند قدم چلتا اسکے پاس آیا۔

"تم۔۔خوبصورت خواب جیسی۔۔" اس نے ہاتھ بڑھا کر نرمی سے اس کے چہرے کو چھوا۔ اس کے جواب پر یشل مبہم سا مسکرا دی۔

"ایسا خوبصورت خواب جس کی تعبیر ڈھونڈھ لی میں نے۔۔ لیکن تمہارے ساتھ زندگی خواب سے بھی زیادہ حسین ہے۔۔"

وہ اب اس کے دائیں بائیں شیلف پر ہاتھ رکھے اسے قید کر گیا۔

یشل نے اس پر سے نظر نہیں ہٹائی تھی۔ وہ خاموشی سے اسے دیکھ رہی تھی۔ اس کی آنکھیں جو پیغام دے رہی تھیں وہ یشل تک پہنچ گیا تھا۔

"محبت ہے مجھے تم سے اور بے پناہ ہے۔۔"

رائد نے جھک کر اسکا دائیاں گال چوما۔

وہ ویسے ہی اسے تکتی رہی جیسے ارمغان کو دیکھا کرتی تھی مگر آج وہ ارمغان نہیں۔۔۔رائد کو ہی دیکھ رہی تھی۔

"اوفف یَشل۔۔اب رونے مت لگ جانا۔۔"

اسکی آنکھوں میں چمک دیکھ کر وہ بولا اور پیچھے سے اسکے سر پر ہاتھ رکھتا اسے سینے سے لگا گیا۔ آنکھ سے موتی نکلتا اسکی شرٹ میں جذب ہوا تھا۔ رائد کو لگا تھا وہ اس کے اقرار محبت پر رو رہی تھی مگر یہ اقرار تو وہ بہت بار کر چکا تھا۔

یہ آنسو تو اس ملامت پر آئے تھے جو رائد کے منہ سے اقرار سن کر اسکے دل نے کیا تھا۔

☆☆☆☆☆

"ہیلو السلام و علیکم۔۔۔" اسنے ان نون نمبر سے تیسری بار آتی کال اٹینڈ کرکہ فون کان سے لگایا۔

"وعلیکم السلام۔۔کیسی ہو؟" وہ فوراً آواز پہچان گئی تھی۔چند لمحے منہ سے کوئی لفظ ادا نہ ہوا۔

"میں ٹھیک ہوں آپ کیسے ہیں؟" اُسنے فوراً لہجہ نارمل کیا مگر دوسری طرف موجود شخص اسکی کیفیت سمجھ گیا تھا۔

"بلکل ٹھیک۔۔پہلے جیسا۔۔۔"

"آپ کو میرا نمبر کہاں سے ملا؟" اسنے دل میں پیدا ہونے والا سوال کیا۔

"تمہارا نمبر ڈھونڈنا میرے لیے اتنا مشکل کام تو نہیں۔۔۔" وہ ہونٹ چپا کر رہ گئی۔

"میں تم سے ملنا چاہتا ہوں۔۔۔" وہ اسکی خاموشی محسوس کرکہ بولا۔

"کیوں۔۔۔؟" اسکی بات بہت غیر متوقع تھی مگر اسنے لہجے کا اعتماد گڑبڑانے نہ دیا۔

"ملنے کے لیے کوئی وجہ ہونا ضروری تو نہیں۔۔۔"

"ضروری ہے۔۔"

"پہلے بھی تو بغیر کسی وجہ کے ملتے رہے ہیں۔۔"

اسکی بات سن کر وہ سانس روک گئی پھر آہستگی سے سانس ہوا میں خارج کیا۔ دوسری طرف وہ اسکے جواب کا منتظر تھا۔ اسے لگا تھا وہ اب مان جائے گی، اسے لگا وہ دوسری طرف موجود لڑکی کو ہمیشہ کی طرح لاجواب کرگیا مگر ایسا نہیں ہوا تھا۔

"پہلے تعلق تھا۔۔۔"تین لفظوں پر مشتمل کڑک جواب پر اسنے آنکھیں بند کی تھی۔ آنکھوں کے سامنے حسین ملاقاتوں کے منظر لہرا گئے۔

"کیوں ملنا چاہتے ہیں آپ مجھ سے۔۔۔؟"کوئی جواب نہ ملنے پر اسنے دوبارہ سوال کیا۔ "مِلو گی تو بتا دونگا۔۔"

"کال پر ہی بتا دیں۔۔۔" اس سے ملنا کتنا مشکل ہو سکتا تھا وہ اچھے سے جانتی تھی۔

"پلیز انوشہ۔۔۔ میں تمہیں کھا نہیں جاؤں گا۔"

اسکے منہ سے اپنا پورا نام سن کر وہ کمزور پڑی اور بے جان سی ہوتی صوفے کی پشت پر اپنا سر گرا گئی۔

"مجھے سوچ کر بتا دو۔۔۔ امید ہے تم انکار نہیں کروگی۔۔۔"

وہ چند لمحے اسکے جواب کا انتظار کرتا رہا پھر کال کاٹ گیا۔ آنکھ کے کونے سے آنسو نکل کر کنپٹی پر پھسلتا بالوں میں جزب ہو گیا۔

"مِل لو۔۔۔آخری بار۔۔"

دل کے کسی کونے سے آواز اٹھی تھی۔

☆☆☆☆☆

شہروز عالم۔۔۔اربینہ کی خالہ کا اکلوتا بیٹا چوبیس سال کا تھا جب اسکی ملاقات بیس سالہ انوشہ سے ہوئی تھی۔یہ ملاقات بھی اربینہ کی بدولت ہوئی تھی۔ شہروز اکثر ہی اسکو یونیورسٹی سے پِک کرنے آتا رہتا تھا۔ وہ اسکے انتظار میں انوشہ اور افہام کے ساتھ گیٹ کے باہر کھڑی رہتی اور بینا کے جانے کے بعد وہ اپنے گھر کی طرف روانہ ہوتے۔ اس دوران انوشہ کی شہروز سے اچھی سلام دعا ہو گئی تھی مگر ایک دن اسے اسی طرح ان نون نمبر سے کال آئی تھی اور کال اٹینڈ کرنے پر وہ شہروز کا نمبر معلوم ہوا۔

NOVEL HUT

کال کرکہ وہ اس سے اسکی ڈگری کے بارے میں ہی پوچھتا رہا ساتھ ہی دو چار یہاں وہاں کی باتیں بھی کرلی۔ انوشہ کو یہی لگا کہ وہ اسکی ڈگری کے بارے میں جاننا چاہ رہا اور اسی لیے اسنے بینا سے اسکا نمبر لیا تھا مگر در حقیقت یہ دوستی کی شروعات تھی جو شہروز نے ایک بہانے سے کی تھی۔

ان کی دوستی سے افہام اور بینا بھی واقف تھے مگر یہ دوستی اتنی گہری نہ تھی کیونکہ نِشہ بہت ریزروڈ رہتی تو اسکے قریب ہونے میں ویسے بھی کافی وقت لگتا تھا اور پھر شہروز جاب کرتا تھا یہ بھی ایک وجہ تھی ان کے درمیان موجود فاصلے کی مگر شہروز یہ فاصلہ ختم کردینا چاہتا تھا اسی لئیے اسنے ایک دن نشہ سے ملنے کا فیصلہ کیا۔ شہروز نے نشہ کو کال کرتے اسے لنچ کی آفر کی۔ کچھ دیر انوشہ کشمکش کا شکار رہی اور پھر اسنے ہامی بھر لی۔

"میں تمہیں پسند کرتا ہوں۔۔۔" نشہ نے بے یقینی کی کیفیت میں اسے دیکھا۔

"جب سے میں تم سے ملا ہوں تب سے۔۔ ناچاہتے ہوئے بھی میں تم سے ایک فاصلے پر رہا کیونکہ میں نہیں چاہتا تھا تم مجھے فلرٹ یا دل پھینک سمجھو لیکن تمہارے لیے مجھے دل پھینک ہونا پڑا۔ ہمیں ایک دوسرے کو جانتے ہوئے محض چار ماہ ہی ہوئے ہیں مگر محبت تو پہلی نظر میں ہی ہوجاتی ہے اور مجھے تم سے پہلی نظر میں ہی محبت ہوگئی تھی۔۔۔"

وہ بغیر آنکھیں جھپکائے اسے دیکھتی چلی گئی۔ سانس کے ساتھ پورا وجود بھاری سا محسوس ہوا۔

"مجھے تمہارے ساتھ کی ضرورت ہے۔۔۔ساری زندگی کے لیے۔"

"مگر مجھے آپ کے ساتھ کی ضرورت نہیں ہے۔۔۔"

اسنے بے اختیار ذہن میں آنے والا پہلا جملہ بولا تو سامنے بیٹھے شخص کو لگا کسی نے منہ پر تھپڑ دے مارا ہو۔

"معذرت کرتی ہوں اگر آپ کو میری بات بری لگی۔۔آپ مجھ سے محبت کرتے ہونگے مگر میں نہیں کرتی۔ میں آپ کو جھوٹی امید نہیں دلا سکتی۔۔۔"

وہ سپاٹ چہرے کے ساتھ سنجیدگی سے بولی۔ لہجہ تلخ نہیں تھا، نہ ہی اس میں غصہ تھا مگر شہروز کے دل میں تکلیف کی ٹیس اٹھی تھی۔

"شہروز ہم بہت اچھے دوست ہیں۔۔۔" اس کی خاموشی پر وہ ہلکی آواز میں بولتی اپنا چہرا جھکا گئی تھی اور لہجہ نرم سا ہوا تھا۔

"میں ایک اچھا دوست نہیں کھونا چاہتی۔۔۔"

اسکا دل کسی نے مٹھی میں جکڑا تھا مگر یہ کہنا بھی ضروری تھا۔

"تم سوچ تو سکتی ہو اس بارے میں۔۔۔ تمہارا دوست کہیں نہیں جائے گا نشہ تم مجھے پہلے جیسا ہی پاؤ گی۔۔۔"

وہ خاموش رہی تھی۔

"سوچا جا سکتا ہے۔۔۔" وہ ویسے ہی جھکے سر کے ساتھ بولی تھی۔ شہروز کو جیسے امید ملی

"مگر میں سوچنا نہیں چاہتی۔۔۔میں ہار جاؤں گی۔"

نشہ اسکی آنکھوں میں دیکھتی ہوئی بولی تھی مگر شہروز اسکی بات پر الجھ گیا۔ وہ نا سمجھی سے اسے دیکھنے لگا کہ وہ اپنی بات سمجھائے گی مگر ایسا نہیں ہوا۔ ان دونوں کے درمیان خاموشی کا وقفہ آیا تھا اور پھر وہ ویٹر کے کھانا سرو کرنے سے پہلے ہی اٹھ گئی تھی۔ بھاری قدم، بھاری دل اور الجھے ذہن کے ساتھ وہ ریسٹورنٹ سے نکل آئی تھی اور پیچھے شہروز کو بھی الجھون کے ہجوم میں چھوڑ آئی تھی۔

شہروز کا لگا تھا جو فاصلہ وہ ختم کرنا چاہ رہا تھا وہ دس منٹ میں تگنا ہوگیا تھا۔ وہ جسے قریب لانا چاہ رہا تھا وہ دور ہوئی تھی مگر ایسا نہیں ہوا تھا۔ خدا نے اسکی سن لی تھی۔

تین ہفتے گزر گئے تھے سکون کی نیند نصیب نہ ہوئی تھی کیونکہ اسکا دل بیچین تھا مگر پھر تین ہفتے بعد یونیورسٹی میں اچانک ہی شہروز سے ملاقات ہوئی تو بیچین دل بے اختیار ہی دھڑک اٹھا۔ وہ بینا کو پِک کرنے آیا تھا مگر وقت سے پہلے ہی آگیا تھا تو وہ اندر آکر کیفے میں بیٹھ گیا اور وہیں ان دونوں کی ملاقات ہوئی۔ وہ اسے کچھ کہہ رہا تھا مگر نشہ اسکی بات مکمل ہونے سے پہلے کیفے سے نکل آئی۔ اپنی دلی کیفیت پر وہ خود گھبرا گئی تھی مگر کیفے سے نکلتے ہی دل میں ندامت نے سر اٹھایا تھا۔ اسے کتنا برا لگا ہوگا شہروز کو انوشہ کا یوں نکل آنا۔ اسکا دل کیا اپنا سر دیوار میں دے مارے مگر وہ معذرت کرنے واپس نہیں گئی تھی۔

گھر پہنچنے تک دل ندامت سے بھر گیا تھا۔ دل کے ہاتھوں مجبور ہوتے اسنے شہروز کا نمبر ڈائل کیا۔ اسے لگا تھا وہ روکھے پن کا مظاہرہ کرے گا مگر دوسری طرف اسنے ویسے ہی خوشگواری سے بات کی تھی جیسے وہ ہمیشہ سے کرتا

آیا تھا۔ ندامت کچھ اور بڑھ گئی تھی۔ اس رات محبت کا اظہار یاد کرتی وہ بے تہاشہ روئی تھی اور کہیں نہ کہیں شہروز کی محبت قبول نہ کرنے پر وہ پچھتا رہی تھی کیونکہ وہ اپنے دل میں پیدا ہونے والے احساسات سے بے خبر نہ تھی۔

انوشہ نے اپنے اور اسکے درمیان سب ٹھیک کرنے کی کوشش کی تھی اور اس کوشش میں وہ کامیاب ہوئی تھی اور وہ دونوں پہلے سے زیادہ کلوز ہو گے تھے۔ اسنے شہروز کے لیے اپنی پسندیدگی ظاہر نہیں کی تھی مگر وہ بھی اسکے دل کے حال سے بے خبر نہ تھا اور وہ اکثر ہی باتوں باتوں میں یہ بات ظاہر بھی کر دیتا کہ وہ اسکی دلی کیفیت سے واقف ہے اور پھر نشہ کا خاموشی ہو جانا، جھنپ جانا یقین دہانی بھی کروا دیتا۔

شہروز اور بینا کی شادی کا سن کر نِشہ کو بہت بڑا جھٹکا لگا تھا۔ شہروز نے اسے کبھی یہ نہیں کہا تھا کہ وہ انوشہ سے شادی کرے گا مگر مبہم سی امید دلائی تھی۔ مگر پھر اربینہ سے شادی۔۔۔یہ خبر نشہ کا دل چیر گئی تھی۔ وہ وقت نشہ کے لیے بہت مشکل تھا مگر اسنے کاٹ لیا تھا اور پہلے سے کافی بدل گئی تھی۔ ظاہری طور پر وہ پہلے سے زیادہ پر اعتماد اور کانفیڈنٹ ہو گئی تھی مگر در حقیقت وہ

اندر سے وہی دو سال پرانی نشہ تھی۔ جو شہروز کی دیوانی ہوتی تھی مگر کبھی اظہار نہیں کیا تھا۔

کچھ دن پہلے اسکی اتفاقاً نشہ سے ملاقات ہوئی تھی یونیورسٹی کی لائیبریری میں۔ نجانے وہ وہاں کیا کر رہا تھا مگر تب شہروز کو کہیں سے وہ، وہ نشہ نہ لگی تھی جسے وہ جانتا تھا۔ اسکی آنکھوں میں اجنبیت دیکھتے اسکا دل ٹکڑوں میں بکھر کر رہ گیا تھا۔

وہ اسکے سامنے والی کرسی کھینچ کر بیٹھا تو انوشہ ماضی سے باہر نکلی۔

"سو سوری مجھے آنے میں تھوڑی دیر ہو گئی۔۔۔" شہروز نے بیٹھتے ہی معذرت کی تو نشہ نے سر انکار میں ہلایا۔

"ارے نہیں۔۔۔کوئی بات نہیں۔" اسنے خود کو نارمل کیا البتہ دل کی حالت عجیب ہو رہی تھی۔

"مجھے لگا تھا تم نہیں مانو گی۔۔۔" وہ ہلکی مسکراہٹ کے ساتھ بولا۔

"آخری ملاقات تھی۔۔۔تو ماننا پڑا۔۔۔" اسکی بات پر شہروز نے سر جھکا کر مسکراہٹ دبائی پھر سنجیدہ ہوا۔

"بلکل۔۔۔بغیر کسی تعلق کے ہونے والی یہ آخری ملاقات ہی ہے۔۔۔"

اسکی بات پر انوشہ نے نا سمجھی سے اسے دیکھا۔

"کیا مطلب۔۔۔؟"

"میں تم سے شادی کرنا چاہتا ہوں انوشہ خان۔۔"

نِشہ کو لگا وہ سانس نہیں لے سکے گی۔ وہ اسے ایسے دیکھنے لگی جیسے سننے میں غلطی ہوئی ہو۔ بے یقینی سی بے یقینی تھی۔پتا نہیں یہ شخص اس قدر سٹریٹ فارورڈ کیوں تھا۔ بیٹھتے ساتھ ہی بغیر بات گھمائے پھرائے دھماکا کر ڈالا تھا۔۔۔ہمیشہ کی طرح۔۔۔

☆☆☆☆☆

لڑکیوں کے یونیورسٹی سے فارغ ہوتے ہی عدنان صاحب کے گھر میں خوشیوں کا سما چھا گیا۔ ایک ہفتے بعد قرت اور افہام کا نکاح تھا ساتھ ہی نشہ اور شہروز کی منگنی کا فنگشن بھی تھا۔۔

شہروز شادی شدہ نہیں تھا۔ شہروز کی والدہ صدف اربینہ کو اپنی بہو بنانا چاہتی تھی کیونکہ طلاق اور دو بچوں کے بعد اربینہ کے لیے اچھا رشتہ ملنا بہت مشکل تھا اور بینا بخوبی بہت حسین، تمیز دار اور سگھڑ تھی۔ وہ ایک بہترین انتخاب تھی۔ اپنے ساتھ اسے یو کے لے جانے کا مقصد اسکا اور بچوں کا فیوچر سکیور کرنا تھا مگر صدف کو بلڈ کینسر تھا اور اس بات کا علم انہیں بہت دیر سے ہوا۔۔ وہ اربینہ اور شہروز کی شادی کروا دینا چاہتی تھی مگر شہروز انہیں ٹالتا رہا پھر ایک دن صدف ہی منو مٹی تلے جا سوئی۔ صدف کی موت کے بعد شہروز کے والد ندیم عالم، شہروز اور اربینہ واپس پاکستان چلے آئے۔ اربینہ کے آتے ہی اسکے لیے بہترین رشتہ ملا تو والدین نے بغیر دیر کئیے اسے رخصت کردیا۔
شہروز نے جاب کنٹینو کی اور سب پہلے کی طرح اپنے ڈگر پر چلنے لگا۔ اسنے کئی بار انوشہ سے رابطہ کرنے کا سوچا مگر وہ جانتا تھا اسنے انوشہ کو کس تکلیف سے دو چار کیا ہے اور یقیناً وہ زندگی میں آگے بڑھ گئی ہوگی۔یہی سب سوچتے ہوئے اسنے

رابطہ نہ کیا مگر اس دن اتفاقاً ہونے والی ملاقات کے بعد وہ مجبور ہوگیا۔ تھوڑے ہی ہاتھ پاؤں مارنے کے بعد اسے انوشہ کا نمبر مل گیا اور یہ بات بھی علم میں آگئی کہ وہ انگیجڈ نہیں ہے۔ شہروز کی خوشی عود آئی اور اسنے فوراً ہی اس سے شادی کا فیصلہ کیا۔ ندیم عالم تو ویسے بھی انتظار میں تھے۔ ساری حقیقت جاننے کے بعد وہ اپنے آنسوؤں پر اختیار کھو بیٹھی اور اسکے سامنے کتنی ہی دیر خاموش آنسو بہاتی رہی۔ اس دن تو اسنے شہروز سے زیادہ کچھ نہ کہا تھا مگر رشتہ آنے پر اسنے ہامی بھری تھی اور صبیحہ کا تو مانو دل باغ باغ ہوگیا۔

"آبی۔۔۔اور کوئی کیوں نہیں آیا۔۔؟"

آبی آج ہی کراچی آئی تھی اور ان کے ساتھ صرف ایک ہی بیٹا راشِد آیا تھا آبی کے دو بیٹے تھے۔ راشِد اور عابد۔ دونوں کی شادی شدہ تھے۔

راشد اور رضیہ کے دو بچے تھے۔ ایک بیٹی بریرہ اور ایک بیٹا ارسل جبکہ عابد اور نگینہ کے بچے ذرا چھوٹے تھے۔ دو بیٹیاں اور ایک بیٹا مگر ان میں سے کوئی نہ آیا تھا تبھی عدنان صاحب نے حیرت سے سوال کیا۔

"نگینہ تو سوات گئی ہے اپنے میکے بچوں سمیت اور رضیہ نکاح کی تقریب میں آئے گی۔۔۔"

"سوات میں ہے ان کا میکہ؟ اوفف مجھے بہت پسند ہے سوات۔۔"

آبی کی بات سن کر عزہ نے ستائشی لہجے میں کہا۔

"چلو لے چلتے ہیں تمہیں سوات۔۔۔کسی پہاڑ سے دھکا دے دیں گے واپسی پر۔۔۔" ہادی نے پنگا لینا ضروری سمجھا۔

"فکر نہ کرو۔۔۔ہم تو ڈوبیں گے صنم تمہیں بھی ساتھ لے ڈوبیں گے۔"

"استغفراللہ۔۔۔جنس تو نہ بدلو میرا۔۔۔" ہادی فوراً بولا تو سب نے قہقہہ لگایا۔

"یَشل کب آرہی۔۔۔۔؟" عزہ کے کچھ بھی کہنے سے پہلے آبی نے اچانک سوال کیا تو فون استعمال کرتا ارمغان متوجہ ہوا۔

"دو دن بعد آئے گی۔۔۔آپ کی بات نہیں ہوئی اس سے؟"

صبیحہ نے چائے کے کپس سے بھری ٹرے درمیان میں پڑی میز پر رکھی۔

"جاؤ یہ قرت کو دے آؤ۔۔۔" صبیحہ نے ایک کپ عزہ کو پکڑایا تو وہ اٹھ گئی۔

"بات ہوئی تو تھی مگر پوچھنا ہی ذہن سے نکل گیا۔۔۔ قسمت سے بات ہوتی ہے پتا نہیں سارا دن کہاں مصروف رہتی ہے یہ لڑکی۔ پوچھو تو کہتی ہے بس پتا ہی نہیں لگتا۔ شادی کو وقت ہی کتنا ہوا ہے ابھی سے اسکے دماغ کو زنگ لگ گیا ہے۔"

"یہ تو اچھی بات ہے اگر وہ اپنے گھر میں مصروف ہے تو ویسے مجھے یہ عورتوں کی مصروفیات سمجھ نہیں آتی۔۔"

افہام نے گفتگو میں حصہ لیا۔ ارمغان دوبارہ فون استعمال کرنے لگا تھا مگر ذہن ان کی باتوں کی طرف ہی تھا۔ عزہ اسے چائے کا کپ دینے گئی تھی مگر اسے اپنے ساتھ ہی لے آئی ورنہ فطری جھجھک تھی جس کے باعث وہ افہام کی غیر موجودگی میں ہی کمرے سے نکلتی تھی۔

"آپ کو کیا پتا عورتوں کی بڑی مصروفیات ہوتی ہیں۔۔۔ خیالی پلاؤ پکانا آسان کام تھوڑی نہ ہے۔۔"

عزہ ہیٹر کے پاس فلور کشن پر جا بیٹھی۔

"پانی ابالنے تو آتا نہیں تمہیں۔۔بس یہ خیالی پلاؤ ہی تم اچھا پکا لیتی ہو۔۔"

ہادی خاموشی رہے؟ بھلا ایسا کہاں ممکن تھا۔

"تمہارا قیمہ بنا کر وہ بھی پکا سکتی ہوں۔۔۔" اسنے دانت پیس کر ہادی کو دیکھا۔

"رہنے دو۔۔۔ تمہاری ٹھنڈی چسین سن سن کر دماغ پک جاتا ہے وہی کافی ہے۔۔۔"

"ہوگئے یہ دونوں شروع۔۔۔۔" نشہ نے ان کی چپڑ چپڑ پر بڑبڑاہٹ کرتے سر جھٹکا۔

NOVEL HUT

چائے ختم کرتے ہی صبیحہ اور عطیہ، عدنان صاحب کے ساتھ درزی کی طرف چلی گئی۔ آبی بھی اپنے کمرے میں آرام کرنے گئی تو وہ سب محفل لگا کر

بیٹھ گئے حالانکہ زیادہ تر ایسا رات کے وقت ہی ہوتا تھا لیکن اب کے سردی بڑگ گئی تھی تو وہ سب رات کو اپنے اپنے کمروں میں دبکے بیٹھ جاتے۔

"اربینہ آئے گی کیا نکاح پر۔۔؟" ارمغان کے سوال پر قرت نے آنکھیں چھوٹی کرکہ ارمغان کو دیکھا۔

"ظاہر ہے یار شہروز کی فرسٹ کزن ہے وہ کیسے نہیں آئے گی۔۔۔" افہام نے ایک نظر قرت پر ڈالتے ہوئے کہا۔

"میرے بھائی۔۔۔تو کیوں چاہتا ہے کہ یہ فنگشن کینسل ہو جائے؟"

ہادی نے افہام کے کندھے پر ہاتھ رکھا تو اسکی بات پر عِزہ اور نشہ ہنس دی۔

"فکشن کیوں کینسل ہوگا بھئی۔۔۔؟" وہ جان کر انجان بنتا ہوا بولا۔

"میری اکلوتی بہن نے وبال مچا دینا ہے۔۔" ہادی نے ٹیڑھی نظر قرت پر ڈالی

"بکواس نہ کرو تم زیادہ۔۔۔" قرت نے جل کر دانت کچکچائے۔۔۔

"ایک تو مجھے سمجھ نہیں آتا ایسی کیوں ہوتی ہیں یہ خواتین۔۔؟" افہام کے سوال پر قرت نے اسے گھور کر دیکھا۔

"کیسی ہوتی ہیں خواتین۔۔؟"

نِشہ نے ائی برو اٹھاتے افہام سے سوال کیا۔

"بہت زیادہ پوزیسو۔۔۔ مطلب ہر چیز کو نیگٹو وے سے ہی کیوں دیکھنا ہے؟ بندہ تھوڑا پازیٹیو سوچ لے تو کیا ہی چلا جائے گا؟ بلاوجہ اتنی اوور تھنکنگ کرکہ خود کو ذہنی اذیت دینگی اور الزام ہم معصوم مردوں پر آجاتا ہے کہ ہم ایسا کرتے ہیں ہم ویسا کرتے ہیں۔۔۔"

افہام کی بات پر تینوں لڑکیوں نے اسے کھا جانے والی نظروں سے دیکھا جبکہ ارمغان نے گفتگو کو دلچسپ ہوتا دیکھ کر ہاتھ میں پکڑا فون سائیڈ کیا اور پوری طرح سے ان کی طرف متوجہ ہوا۔

"جی نہیں۔۔ایسی بات نہیں ہے۔۔۔ عورت ذات واقعی ہی بڑی نازک ہوتی ہے۔۔ ذرا سے روڈ ہو جاؤ تو گھنٹوں سوچتی رہے گی، پھر ذرا سی مسکراہٹ اسکی طرف اچھال دو تو سب غم بھول جاتی ہے۔ جہاں تک بات

ہے "معصوم مردوں" پر الزام لگانے کی تو یہ کام مرد زیادہ اچھے سے کرتا ہے۔ نہ صرف الزام لگانا بلکہ عیب نکالنا۔۔۔عورت میں عیب نکالو گے تو اس میں عیب بڑھتے ہی چلے جائیں گے۔ عورت تو کچھ نہیں مانگتی سوائے پیار محبت اور عزت کے۔۔۔"

عِزہ کی تقریر پر ہادی نے باقاعدہ تالیاں بجاتے اسے داد دی۔ ارمغان کی ہنسی پر وہ اسے دیکھنے لگی۔

"مان لیا عورت نازک حسینہ ہوتی ہے مگر مرد کا کیا؟ اسکے بارے میں کیا کہنا پسند کریں گی آپ؟"

ہادی نے میز پر پڑا ریموٹ اٹھا کر اسکے سامنے کیا۔۔

"مانا کہ مرد سٹرگل کرتا ہے اور ہمیشہ کرتا رہتا ہے مگر اسکا مطلب یہ نہیں کہ وہ عورت کو دبانے لگ جائے اور اس کو خود سے کم سمجھے۔ مرد مضبوط ہوتا ہے مگر عورت اس سے زیادہ سٹرانگ ہوتی ہے۔۔۔"

"مرد کا پوچھا ہے تم سے۔۔۔تم صنفِ نازک کو سٹرانگ بولنگ لگ گئی ہو؟"

ہادی نے فوراً مائیک پیچھے کھینچا۔

"آپ بتائیں۔۔۔کیا عورتیں واقعی اتنی اچھی ہوتی ہیں۔۔؟ مرد بھی تو اتنا کچھ فیس کرتا ہے اور گھر سے صرف پیار کی توقع رکھتا ہے۔۔وہ پیار بھی نہ ملے تو اسکا بدل جانا بنتا ہے کہ نہیں؟"

ہادی نے اپنا مائیک نشہ کے سامنے کیا۔

"بات بہت سیدھی ہے۔۔ جیسے پانچوں انگلیاں برابر نہیں ہوتی، جیسے ہر مرد ایک جیسا نہیں ہوتا ویسے ہی ہر عورت بھی ایک جیسی نہیں ہوتی۔ ساری تعریف عورتوں کی نہیں ہیں۔۔۔ہر عورت جانتی ہے کہ مرد عورت کو چار دیواری میں کیسے محفوظ رکھتا ہے۔ چار دیواری سے باہر کونسی دوزخ میں مرد اس چار دیواری کو مضبوط کرنے کے لیے کتنے جتن کر رہا ہوتا ہے مگر یہ مرد نے ہی کرنا ہے۔ مرد کا کام ہے عورت کی زندگی کو جنت بنانا اور عورت کا کام ہے مرد کے گھر کو جنت بنانا۔

لیکن جہاں اچھی عورتیں پائی جاتی ہیں وہیں فتنہ عورتیں بھی ہوتی ہیں۔۔ اور تم نے کہا کہ مرد گھر سے صرف پیار ہی ایکسپیکٹ کرتا ہے۔۔۔پیار دینے سے

ملتا ہے۔ وہ عورتیں دوسری فطرت کی ہوتی ہیں جنہیں شوہر کا خیال نہیں ہوتا مگر ایک اچھی عورت پیار کیوں نہیں دے گی؟

پتا ہے۔۔۔عورت کا دل اور وجود جب تھک جائے نہ تو وہ پیار دے نہیں سکتی صرف قبول کر سکتی ہے۔ اور مرد اگر عورت کے وجود کو تھکنے نہ دے تو سب ٹھیک رہتا ہے۔۔ مرد سارا کا سارا پیار شروع میں ہی دے دیتا ہے اور اسے لگتا ہے اتنا پیار دینا کافی ہے مگر عورت عزت اور پیار کی بھوکی ہے۔ اسے کچھ نہ بھی دو مگر محبت کے دو بول، تھوڑا خیال، تھوڑی سی خدمت ہی اسے کھلا گلاب بنا دیتی ہے۔۔۔پھر وہ بھی آپ کو پیار دیتی ہے اور بے پناہ دیتی ہے۔ اگر پارٹنر ساتھ نبھانے والا ہو تو انسان ہر حال میں خوش رہ لیتا۔ اٹس آل اباوٹ ساتھ نبھانا۔۔"

نِشہ خاموش ہوئی تو چند لمحے خاموشی ہی چھائی رہی پھر سب نے تالیاں بجا کر اسکی بات سے اکتفاء کیا۔

"آپ کہیں کچھ۔۔۔" ہادی نے مائیک قرت کے سامنے کیا۔

"نشہ کی بات بلکل ٹھیک ہے عورت واقعی پیار کی بھوکی ہے مگر عورت کے ساتھ زیادتی تب ہوتی ہے جب گھر سنبھالنے کی زمہ داری اسکے کندھوں پر

آتی ہے۔ اس میں عیب بھی نکالو، اس سے کام بھی کرواؤ، کام میں کیڑے بھی نکالو، اسے سراہنہ چھوڑدو، اس کا خیال رکھنا چھوڑدو تو اچھے بھلے انسان کا دماغ خراب ہوجاتا ہے ورنہ عورت جتنا دل لگا کر اپنے من پسند شخص کا ایک ایک کام کرتی ہے سامنے والے کو اندازہ بھی نہیں ہوتا مگر مرد کو بھی چاہیے کہ اس کا خیال رکھے جو اس کے لیے سب قربان کر رہی ہے۔پتا ہے عورت کہاں بدل جاتی ہے؟ جہاں اس کوپیار ملنا، توجہ ملنا ختم ہو جائے۔ جہاں وہ حقیقتاً گھر کی نوکرانی بن جاتی ہے۔ ماہ رانی سے نوکرانی بننا آسان کام نہیں ہوتا۔۔۔"

قرت ایک رو میں بولتی چلی گئی اور اسکی ساری باتوں کو افہام نے کان ہاتھی جتنے بڑے کرکہ سنا تھا۔

"لیکن مرد بھی تو اتنا کچھ سہتا ہے برداشت کرتا ہے اور گھر آکر کچھ بھی نہیں کہتا لیکن گھر والے بھی جب سلوک ٹھیک نہ رکھیں تو ہمارا عجیب رویہ بھی بڑی نارمل سی بات ہے۔ ان کی خواہشات بھی پوری کرو اور ناشکری بھی برداشت کرو۔۔۔ کہیں کہیں عورت کو بھی کچھ سمجھداری سے کام لے لینا چاہیے۔۔یہ عورت پر ڈیپینڈ کرتا ہے کہ وہ مرد کو کس طرح سے رکھتی ہے۔۔"

افہام بولا تو ایسے بولا جیسے چار شادیوں کے ایکسپرینس کے ساتھ ساتھ دو خاندانوں کی زمہ داری کندھوں پر ہو۔

"افہام وہ عورتیں دوسری ہوتی ہیں جو ناشکری کرتی ہیں، خوش نہیں ہوتی، شوہر کا خیال نہیں رکھتی مگر جہاں عورت نے شوہر پر سب قربان کردیا ہے وہ پھر بھی رویہ اچھا نہیں رکھ رہا تو یہ عورت کے ساتھ زیادتی نہیں ہے۔۔۔؟"

خاموشی سے انکی گفتگو سنتا ارمغان بے اختیار ایسے بولا جیسے پچھلے جنم میں عورت رہ چکا ہو۔

"اب وہ نصیب کی بات ہوتی ہے۔۔۔جب ہمسفر ہی اچھا نہیں تو کسی سے کیا گلہ کرنا۔۔؟"

افہام نے کندھے اچکا دیئے۔

"اللہ اللہ۔۔۔۔ ہم کیوں عورت نامے پر گول میز کانفرنس کررہے ہیں؟"

عِزہ نے ایک ہاتھ سر پر رکھا۔۔۔

"تم ابھی چھوٹی ہو کِڈو Kiddo ایسی گفتگو کرنے کا مزہ ہی اپنا ہے۔۔۔" ہادی نے ایسے کہا جیسے وہ خود ان سب کا ابا ہو۔

"بس بس۔۔۔ساری گفتگو تمہارے سر کے اوپر سے ہی گزری ہے۔۔۔" عزہ نے آنکھیں گھمائی

"میرے نہیں تمہارے سر کے اوپر سے گزری ہے۔۔۔ تمہارے چھوٹے ذہن نے ان بڑی بڑی باتوں کو کہاں سمجھنا یار۔۔۔"

"اور اپنے بارے میں کیا خیال ہے۔۔۔؟" عزہ نے آنکھیں سکیڑ کر اسے دیکھا۔

"اپنے بارے میں تو بہت اچھے خیالات ہیں میرے۔۔"

ہادی نے بالوں میں ہاتھ پھیرا

"اچھے خیالات؟ رہنے ہی دو۔۔۔ندی نالی کے کیڑے بھی تم سے بہتر ہوتے ہیں۔۔۔"

"مگر تم تو کسی بھی اینگل میں مجھ سے بہتر نہیں ہو۔۔"

ہادی نے معصومیت کے ریکارڈ توڑتے آنکھیں ٹپٹپائی تھی۔ پہلے تو اسکی بات کسی کو سمجھ نہ آئی مگر اگلے ہی لمحے وہ سب قہقہے لگا رہے تھے۔ خفت کے مارے عزہ کا چہرا سرخ پڑا۔

"کتنے کمینے ہو تم ہادی۔۔۔"

"عزہ۔۔۔۔!"

افہام نے اسکو سخت نظروں سے گھورا تو وہ اتنا سا منہ لے کر رہ گئی۔ اسکا بس چلتا تو وہ ہادی تو نگل جاتی۔ ارمغان کے سامنے یہ بے عزتی اسے کچھ زیادہ محسوس ہوئی تھی۔

☆☆☆☆☆

ایک ہفتہ گزر گیا تھا۔ عدنان صاحب نے کال کرکہ رائد کو تقریب کا بتایا تو اسنے فوراً ہی ٹکٹس بک کروا دی اوریشل سے خاصہ خفا بھی ہوا کہ اسنے ذکر کیوں نہیں کیا۔ عدنان صاحب کے سامنے اپنی لاعلمی پر اسے شرمندگی اٹھانی پڑی۔ یشل نے تو سوچا ہی نہیں تھا کراچی جانے کا مگر جب رائد نے ٹکٹس اسکے حوالے کی اسکا دل کیا وہ زور زور سے رونے لگ جائے۔ لیکن نہ تو وہ ایسا کر سکتی تھی نہ ہی ٹکٹس پھاڑ کر پھینک سکتی تھی۔ اس دن ہی رائد اسے شاپنگ پر

لے گیا تھا اور وہ بے دلی سے اسکے ساتھ ایک سے دوسری اور دوسری سے تیسری دکان میں جاتی رہی۔ رائد نے اسکو دلچسپی نہ لیتے ہوئے دیکھا تو اپنی مرضی کی ہی شاپنگ کردی۔

اگلے دن دوپہر میں انکی فلائیٹ کراچی لینڈ ہوئی تھی۔

"السلام و علیکم۔۔۔" شام کے پانچ بج رہے تھے وہ آفس سے آکر گھر میں داخل ہوتا اونچی آواز میں سلام کرکہ سیڑھیاں چڑھنے لگا۔

"ارمغان۔۔۔۔" اسکے قدم رکے تھے مگر وہ مڑا نہیں تھا۔ اس آواز کو وہ کیسے نہ پہچانتا؟ اسکے منہ سے اپنا نام کتنا خوبصورت لگا تھا۔

"وہم ہے۔۔۔" اسنے اوپر والے زینے پر قدم رکھا۔

"ارمغان۔۔۔۔کیسے ہیں آپ؟" وہ جھٹکے سے پلٹا تھا۔

آخری سیڑھی کے پاس ایک ہاتھ سے گرل پکڑے کھڑی چہرا اٹھائے اسے دیکھ رہی تھی۔ ارمغان کو لگا وہ اپنی جگہ سے ہل نہیں سکے گا۔ رگوں میں خون منجمد ہوتا محسوس ہوا تھا۔

وہی پر نور چہرا اور اس چہرے پر چھائی معصومیت اور سادگی۔۔۔

یَشل جس نے بے اختیار ہی اسے پکار لیا تھا اب اسکے یوں دیکھنے پر اس کو اپنا دل رکتا محسوس ہوا اور سانس بھاری ہوگئی۔

وہ کسی سحر میں جکڑا دو زینے نیچے اترا۔ یَشل خاموشی سے آنکھیں چھپکاتی اسے دیکھ رہی تھی۔

"آگئے تم۔۔۔۔کھانا کھاؤ گے؟" عطیہ کی آواز پر ان دونوں نے ان کی طرف دیکھا۔ ارمغان نے سر انکار میں ہلا دیا تو وہ چند لمحے کھڑی ان دونوں کو دیکھتی رہی پھر سر ہلا کر چلی گئی۔

"تم کب آئی۔۔۔؟" اسکی آواز اتنی ہلکی تھی کہ یَشل بامشکل سمجھ پائی۔

"آج۔۔کچھ دیر پہلے۔۔۔مطلب۔۔۔دوپہر میں آئی ہوں۔۔"

اسکی زبان بری طرح لڑکھڑائی۔

"کافی کمزور ہوگئے ہو۔۔۔" وہ اسکی صحت دیکھتی بول پڑی۔

"شاید۔۔۔" ظاہری طور پر تو ہوا ہی تھا مگر اندرونی طور پر بھی وہ کمزور ہوگیا تھا۔

"تم کیسی ہو۔۔۔۔؟" وہ وہاں سے جانے کا سوچ ہی رہی تھی جب وہ دل گرفتہ ہوتا سوال کرگیا۔ وہ دونوں جانتے تھے کہ وہ اس کی طبیعت نہیں پوچھ رہا۔

"ٹھیک ہوں۔۔۔ الحمدللہ۔۔۔" اس شخص کے سامنے جھوٹ بولنا بہت مشکل کام تھا۔ اسے پہلی بار احساس ہوا۔ ایک بار پھر خاموشی کا وقفہ آیا تھا۔ پہلی بار۔۔۔پہلی بار کچھ کہنے کو تھا ہی نہیں۔ زبانیں گنگ ہوگئی تھی اور الفاظ تو جیسے ختم ہی ہوگئے تھے مگر آنکھیں۔۔۔ ایک دوسرے پر ٹکی آنکھیں بول رہی تھی۔

یَشل کو سانس بھاری اور دھڑکن سست ہوتی محسوس ہوئی تھی۔ ہاتھوں میں کپکپاہٹ سی آنے لگی تھی۔ ماتھے پر پسینے کی بوندیں نمودار ہوئیں۔

"میں۔۔۔چلتی ہوں۔۔۔" وہ نظریں چرا کر بولتی غائب ہوئی تھی۔ مگر ارمغان کی نظر وہیں ٹکی رہی جہاں وہ کچھ پہلے کھڑی تھی جیسے وہ ابھی بھی وہیں کھڑی ہو۔۔۔

"ایسے کیوں کھڑے ہو گئے ہیں آپ۔۔۔۔؟"

عزہ کی آواز پر وہ بری طرح سے چونکا اور پلٹ کر اسے دیکھا جو سیڑھیاں اترتی نیچے آرہی تھی۔ ارمغان نے دوبارہ رخ بدل کر اسے تلاشنا چاہا تو کچن کی کھڑکی سے اسکا عکس نظر آیا۔

"ارمغان۔۔۔" عزہ نے ایک بار پھر اسے بلایا۔

"ہاں۔۔۔ویسے ہی کھڑا تھا ابھی آفس سے آیا ہوں۔۔"

اسنے کھڑکی سے نظر ہٹائی جہاں سے اب وہ نظر نہیں آرہی تھی۔

"جا کر چینج کر لیں پھر کھانا کھا لیں۔۔۔"

"کھانا نہیں کھاؤں گا۔۔۔" وہ اوپر جانے لگا۔۔۔

"مگر کیوں۔۔۔؟؟ میں نے ممانی کے کہنے پر آپ کے لیے پوری دو، گول روٹیاں بنائی اور آپ کہہ رہے آپ کھانا نہیں کھائیں گے؟"

وہ خفگی سے پر لہجے میں بولی تو ارمغان رک گیا اور اسے دیکھنے لگا۔

"یار۔۔۔اچھا ٹھیک ہے رونے کیوں لگ گئی ہو کھا لیتا ہوں۔"

ارمغان کی بات پر عزہ کا چہرا چمک اٹھا۔

"اپنے روم میں کھائیں گے۔۔۔؟" وہ پلٹنے ہی لگی تھی پھر رک کر سوال کیا تو ارمغان کچھ سوچنے لگا۔

"ہاں روم میں ہی لے آؤ۔۔۔"

"اوکے سر۔۔۔ جیسا آپ کا حکم۔۔"

وہ ہلکا سا سر کو خم دے کر بولتی سیڑھیاں اتر گئی۔ ارمغان ویسے ہی کھڑا رہا۔ چند لمحوں کے لیے وہ عزہ نہیں یَشل لگی تھی۔۔

"اس کو بند کر کہ سائیڈ کر دیا کرو جب گھر آؤ یا میرے ساتھ ہو تو۔۔ اپنے گھر جا کر بھی کالز کر سکتی ہو تم۔۔۔"

وہ فون کی طرف اشارہ کرتا ہوا بولا۔۔

"جیسا آپ کا حکم سر۔۔۔"

وہ سر کو خم دے کر بولی پھر ہنس دی

ماضی کی خوبصورتی یاد آنکھوں کے سامنے فلم کی طرح گھوم گئی تھی۔
ارمغان نے کچن کی کھڑکی کی جانب دوبارہ دیکھا جہاں سے اب یَشل کے ساتھ عزہ نظر آرہی تھی۔۔ بدقت مسکراتی ہوئی یَشل اور دل کھول کر ہنستی ہوئی عزہ۔

☆☆☆☆☆

ہر طرف ٹھر ٹھرا دینے والی ٹھنڈی ہواؤں کا راج تھا ایسے میں وہ دونوں کسی ریسٹورنٹ کے اوپر والے اوپن ایریا میں بیٹھے ڈھلتی شام دیکھ رہے تھے۔ مگر وہ شام کے ساتھ ساتھ اسکے چہرے کے نقوش پر بھی نظر ڈالتی جیسے انہیں حفظ کر رہی تھی۔ یہ دونوں کے درمیان ہونے والی دوسری ملاقات تھی۔ پہلی ملاقات بھی اچانک ہی ہوئی تھی جب آمنہ کچھ دوستوں کے ساتھ باہر گئی تھی اور اسنے ہادی کو بتایا تو وہ اس سے ریسٹورنٹ میں ملنے چلا گیا۔ وہ بہت مختصر مگر

خوبصورت ملاقات تھی۔ اب نجانے اسنے یہ دوسری ملاقات بھی کیوں کی تھی۔ دوستیاں تو پہلے بھی کئی رہ چکی تھی مگر آمنہ سے دوستی کچھ زیادہ ہی گہری ہوگئی تھی جبکہ آمنہ خود دل کی بدلتی ہوئی کیفیت پر پریشان تھی۔ ملنا ملانا تو دور اور لڑکوں سے دوستی میں بھی دلچسپی نہ رکھتی تھی مگر یہ ہادی تھا۔ عام سا لڑکا جو اسے خاص لگنے لگا تھا۔

"گھر آؤ گی نہ۔۔۔؟" ہادی نے اسکی طرف دیکھتے سوال کیا تو وہ سنبھلی۔

"گھر کیوں۔۔۔کب۔۔؟" اچانک ہونے والے سوال پر اسے یاد ہی نہ رہا۔

"قرت کا نکاح اور انوشہ آپی کی منگنی پر نہیں آؤ گی۔۔؟ عزہ نے تمہیں انوائیٹ نہیں کیا۔۔۔؟" وہ کچھ حیرت سے سوال کرنے لگا۔

"ارے ہاں۔۔۔ صبیحہ آنٹی کے ساتھ آئی تھی وہ سپیشل انوائیٹ دینے ظاہر ہے آؤں گی۔۔۔"

وہ اپنے سامنے پڑے سوپ کے باؤل میں چمچ ہلانے لگی۔

"آنٹی بھی آئیں گی۔۔۔؟" اسنے دوبارہ سوال کیا تو آمنہ نے مسکراتے ہوئے سر اثبات میں ہلایا۔

"تم ملو گے ان سے۔۔۔؟"

"اگر تم ملواؤ گی تو ضرور۔۔۔"ہادی کی بات پر آمنہ نے اسے گھورا۔

"کیا کہہ کر ملواؤں گی۔۔۔؟" اسنے آئی برو اچکائی۔۔۔

"کہہ دینا دوست ہے میرا۔۔۔" وہ کندھے اچکا کر سکون سے بولا تو آمنہ نے مسکراہٹ روکنے کی کوشش کی۔

"اچھا۔۔۔؟" اسکے سوالیہ انداز پر ہادی نے آنکھیں بند کرکہ مسکراتے ہوئے سر تیزی سے اثبات میں ہلایا تو آمنہ بے اختیار ہی ہنس دی۔

"ہادی۔۔۔۔" کچھ دیر بعد آمنہ کے پکارنے پر اسنے سوالیہ نظروں سے آمنہ کو دیکھا۔

"کچھ نہیں۔۔۔۔"اسنے مسکراتے ہوئے سر انکار میں ہلایا پھر جھک کر سوپ پینے لگی۔

"کیا کچھ نہیں۔۔۔؟ تم کچھ کہنے لگی تھی۔۔۔بتاؤ کیا ہوا؟"

ہادی کو تجسس نے گھیر لیا۔ وہ پچھلے دنوں میں کئی بار میسجز اور کالز پر بھی یہ حرکت کر چکی تھی۔

"بتاؤں۔۔۔؟" اسنے کہنی ٹیبل پر ٹِکا کر ہاتھ کی مٹھی بناتے ٹھوڑی کے نیچے رکھی۔ ہادی نے نظر بھر کر اسے دیکھا۔

"بتاؤ اب۔۔۔"

"مجھے تم اچھے لگتے ہو۔۔۔" وہ اسکی آنکھوں میں دیکھ کر بولی۔

وہ مزید بولنا چاہتی تھی۔ وہ کہنا چاہتی تھی کہ اسے صرف وہ اچھا نہیں لگتا بلکہ اسکے ساتھ وقت گزارنا اسے بہت زیادہ پسند تھا۔ وہ جب اس سے بات کرتی تھی اور وہ اسکی طرف پوری طرح سے متوجہ ہو کر اسے سنتا تھا تو کتنا اچھا لگتا تھا۔ اس سے باتیں کرنا، دن کی ساری تفصیل بتانا، ہر چیز وہ بہت دل سے کرتی تھی۔ وہ اسے بتانا چاہتی تھی کہ اس کی آواز، اسکی آنکھیں، اسکی مسکراہٹ اور رخسار پر پڑنے والا وہ ہلکا سا گڑھا اسے بہت زیادہ پسند تھا۔ وہ جب اس سے کسی دوسری لڑکی کی بات کرتا تھا تو وہ اس کو کتنا بُرا لگتا تھا۔

وہ اسے بتانا چاہتی تھی کہ وہ اسے صرف اچھا نہیں بلکہ بہت اچھا لگتا تھا۔ وہ اس کے دل میں رہتا تھا اور ہاں۔۔۔ہاں وہ اس سے محبت کرنے لگی تھی۔

"ہمم۔۔۔تم بھی مجھے اچھی لگتی ہو۔۔۔"

ہادی اسی کے انداز میں ٹھوڑی پر مٹھی جما کر بیٹھا تو وہ دلکشی سے ہنسی۔ اسکا دل کیا وہ اقرار کردے۔ وہ اسے اپنے راز میں شریک کرلے اپنے دل کا حال اسے بتا دے مگر ہائے یہ ڈر۔۔۔

وہ سیدھی ہو کر بیٹھی۔

"تم نے یہ کہنا تھا۔۔۔؟" وہ شاید مزید کچھ سننا چاہتا تھا۔

"کہنا تو کچھ اور تھا۔۔۔لیکن ابھی کے لیے اتنا ہی کافی ہے۔۔۔"

وہ دوبارہ سوپ پینے لگی تو ہادی نے خفگی سے اسے دیکھا۔

"اور کیا کہنا تھا۔۔۔وہ بھی کہہ دو۔۔۔"

"جان کر کیا کرو گے۔۔۔؟"

"سنہرے حروف سے لکھواؤں گا۔۔۔"

ہادی نے جل کر کہا تو وہ پھر سے ہنسنے لگی اور ہنستی چلی گئی۔

☆☆☆☆☆

"عادل بھائی کیوں نہیں آئے۔۔۔؟"

رات کا کھانا کھانے کے بعد وہ سب ہال میں بیٹھے نکاح کے فنگشن پر ڈسکشن کر رہے تھے جب عطیہ نے رائد کو دیکھتے ہوئے سوال کیا۔

"بابا تو بس بزنس شفٹ کرنے میں مصروف ہیں اسی لئیے جلدی نہیں آسکتے تھے۔۔۔نکاح سے ایک دن پہلے آجائیں گے۔۔۔"

"ویسے تم دونوں بھی اتنی دیر سے آئے ہو۔ میں نے تو یَشل کو تب ہی آنے کو کہہ دیا تھا جب کچھ تہ بھی نہیں ہوا تھا۔۔ کسی غیر کا گھر تھوڑی ہے کہ تم دونوں نکاح سے چار دن پہلے آئے ہو۔۔۔"

صبیحہ نے خفا ہوتے ہوئے ان دونوں سے کہا تو صبیحہ کی بات سنتے رائد نے چہرا موڑ کر یَشل کو دیکھا جس نے رائد کو بے خبر رکھا تھا۔ یَشل نے رائد سے نظریں چراتے شدت سے دعا کی کہ وہ اسے سب کے سامنے شرمندہ ہونے سے بچا لے۔

"دراصل میرے بھی تو ایگزیم تھے اور پھر بابا جرمنی بھی چلے گئے تھے تو آفس کا کام بہت زیادہ تھا۔ میں نے تو یَشل سے کہا تھا کہ تم چلی جاؤ مگر یہ میرے بغیر یہاں آنا نہیں چاہتی تھی۔۔۔"

رائد نے نرم مسکراہٹ کے ساتھ کہتے ہوئے ایک ہاتھ نامحسوس طریقے سے اسکی کمر پر رکھا تو یَشل کی رگوں میں خون تیزی سے سرائیت کر گیا اور اسکی آخری بات پر وہ دانت پیس کر خجل ہوتی مسکرائی۔

"ظاہر ہے بھئی۔۔۔ اب آپ کے بغیر کہاں ان کا گزارہ ہونا۔۔"

عزہ چھیڑنے والے انداز میں بولی تو یَشل اور نشہ کے علاوہ باقی سب ہنس دیئے۔

"بلکل ایسا ہی ہے۔۔۔لیکن اگر یَشل کا گزارہ ہو بھی جائے تو میرا مشکل ہے۔۔۔"

وہ اب گہری نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا۔ یشل نے خود پر ضبط کرتے گھور کر اسے دیکھا تو رائد دلکشی سے مسکرا دیا۔

دروازہ کے باہر کھڑا ارمغان کشمکش کا شکار تھا کہ وہ اندر جائے یا نہ جائے مگر اندر ہوتی گرفتگو سنتا وہ اپنی جگہ پر ساکت رہ گیا تھا۔ اسے اپنا وجود بھاری اور رگوں میں خون منجمد ہوا محسوس ہوا۔

"یہاں کیوں کھڑے ہو گئے ہو۔۔۔۔؟" افہام جو ہال کی طرف آرہا تھا دروازے کے باہر کھڑا دیکھ کر ہلکی آواز میں سوال کیا۔

ارمغان بغیر کچھ کہے انکار میں سر ہلاتا سیڑھیوں کی طرف بڑھ گیا۔

افہام ہال میں داخل ہوتا نپے تلے انداز میں رائد سے ملا جبکہ یشل کو دیکھتے اسنے کافی خوشی کا اظہار کیا تھا۔

"اتنی جلدی آنے کی کیا ضرورت تھی ؟ نکاح کے بعد آجاتی۔۔"

افہام کے طنز پر وہ ہنس پڑی۔

"دلہا دلہن نے سپیشل انوائیٹ بھیجا تھا۔۔۔کیسے نہ آتی؟"

اسنے بھی طنزیہ لہجہ اپنایا تو اسکی بات پر افہام نے گردن کی پشت پر ہاتھ پھیرا۔

"بہت معذرت یار۔۔۔میں نے اتنی بار سوچا تمہیں کال کروں مگر پھر یاد ہی نہیں رہا۔۔"

"رہنے دیں افہام بھائی۔۔۔سب یاد ہوتا ہے آپ کو۔" وہ خفا ہوئی تھی۔

"ارے ناراض کیوں ہورہی ہو۔۔۔میں قسم سے بہت مصروف تھا۔"

"بلکل۔۔۔قرت کے خواب سجانے میں مصروف تھے۔۔۔"

ہال میں قہقہہ گونجے تو افہام اس گھور کر رہ گیا جبکہ رائد بس ان دونوں کو بات کرتا دیکھ کر یہ سوچ رہا تھا کہ اسکی بیوی اتنے عرصے میں بھی اسکے ساتھ اتنی کمفرٹیبل نہ ہوئی تھی جتنی وہ ان سب کے ساتھ تھی۔

"اچھا چلو ایز آ کمپینسیشن تمہیں شاپنگ کرو دیتا ہوں۔۔۔کیا خیال ہے؟"

"خیال تو بہت اچھا ہے۔۔۔" یَشل کی آنکھیں فوراً چمکی

"ویسے تو میں ابھی بھی جانے کے لئیے تیار ہوں مگر۔۔۔کل چلیں گے ۔۔"

یَشل کی بات پر رائد کا دل جل کر رہ گیا۔ اسکے ساتھ شاپنگ پر جاتے ہوئے تو اسکے ڈرامے نہیں ختم ہورہے تھے اور اب وہ رات کے دس بجے بھی جانے کو تیار تھی۔

"میں بھی چلوں گی۔۔۔ اپنی بہن کو تو شاپنگ کروائی نہیں آپ نے۔۔"

عِزہ نے ناراضگی سے افہام کو دیکھا۔

"تم نے میری جیب کاٹ کر رکھ دینی تھی افہام کی۔ یَشل نے تو تین، چار ہزار کا ایک سوٹ لینے کے بعد بھی شرمندہ ہوتے رہنا ہے۔۔۔ اپنی بیوی کو شاپنگ کروانے کے لیے پیسے رکھے ہوئے ہیں اسنے۔۔"

ہادی کی بات پر سب ہنس دئیے تو عزہ کی خفگی میں کچھ اور اضافہ ہوا جبکہ رائد کو اپنا موڈ آف ہوتا محسوس ہوا۔

"ارے۔۔۔ اپنی بیٹی کو میں شاپنگ کروا دوں گا یہ کون سا بڑا مسئلہ ہے۔۔۔"

عزہ کے ساتھ بیٹھے عدنان نے اسکے سر پر ہاتھ رکھتے ہوئے پیار سے کیا تو اسکی بانچھیں کھل گئی۔ اسنے جتاتی ہوئی نظر ہادی پر ڈالی تو وہ آنکھیں گھُما کر رہ گیا

"کہاں جارہی ہو۔۔۔؟" وہ صوفے سے اٹھی تو رائد نے اسکا ہاتھ پکڑتے سوال کیا۔

"قرت کے پاس۔۔۔"

"کچھ دیر پہلے ہی تو قرت کے پاس سے آئی ہو۔۔"

وہ تھوڑا خفا ہوتا ہلکی آواز میں بولا لیکن آبی نے اسکی بات سن لی۔

"ہاں یشل اب تم دونوں جاکر آرام کرلو سفر کرکہ آئے ہو تب سے ہی آرام نہیں کیا رائد بھی تھک گیا ہوگا۔۔۔"

"آبی اتنا زیادہ سفر تو نہیں تھا صرف دو گھنٹے وہ بھی پلین میں۔۔۔"

اسنے چہرا موڑ کر آبی کی طرف دیکھا۔ سب ہی انکی طرف متوجہ ہوئے

"نہیں آبی ٹھیک بول رہی ہیں سردیاں بھی بڑھ گئی ہیں آرام کرنا بھی ضروری ہے۔ عین تقریب کے وقت بیمار ہوکر میرا نکاح مت خراب کردینا۔۔"

افہام کو تو صرف اور صرف اپنے نکاح کی فکر تھی بلکہ یہ کہنا بہتر ہوگا کہ نکاح کی تاریخ تہ ہونے کے بعد سے اسکے قدم زمین پر نہیں ٹک رہے تھے۔ وہ تو ہواؤں میں تھا۔

افہام کی بات پر یَشل نے اسے گھورا پھر ہنسی۔

"کیا یاد کریں گے صرف اور صرف آپکے کے نکاح کا خیال کرکہ میں جارہی سونے۔۔کل شاپنک پر بھی تو جانا ہے نہ۔۔۔"

آرام کا سوچتے ہی اسے جماہیاں آنے لگی جسے منہ پر ہاتھ رکھ کر اسنے روکا۔

"ہاں بھئی چلی جانا شاپنگ پر۔۔ابھی تو جاکر سوجاؤ گیسٹ روم سیٹ کروا دیا تھا میں نے۔"

عطیہ نے بات پر اسنے حیرت سے پوری آنکھیں کھول کر عطیہ کو دیکھا

"بس؟ اتنے میں پرایا کردیا؟ اب میں گیسٹ روم میں سوؤں گی؟ میرے ہی گھر میں اب میری وہ جگہ بچی ہے؟"

وہ حیرانگی اور افسوس کے ملے جلے تاثرات سے بولی تو عطیہ کا ہاتھ ماتھے پر گیا جبکہ باقی سب مسکرائے

"ظاہر ہے۔۔۔پہلے تو جب تم آتی تھی میرے ساتھ سوتی تھی لیکن اب تمہارے ایک عدد شوہر نامدار بھی ہیں۔۔اور اب یہ تمہارا گھر تھوڑی نہ ہے۔ شادی کے بعد لڑکیاں پرائی ہو جاتی ہیں۔۔"

انوشہ کی بات سن کر یَشل نے اسے ایسے دیکھا جیسے آنکھوں سے ہی نگل لے گی۔

"ارے بھئی تم تو چپ کرو۔۔۔" صبیحہ نے اسے گھورا پھر یشل کو دیکھ کر بولی۔

"تم اسے گیسٹ روم کیوں سمجھ رہی ہو؟ گیسٹ روم نہیں ہے وہ بس اب سے تمہارا کمرہ ہے تمہاری پسند کے مطابق ہی تھوڑی بہت سیٹنگ کروا دی ہے میں نے اور تمہارا سامان بھی سارا سیٹ کر دیا ہے۔۔۔"

"ارے خالہ میں تو مذاق کر رہی میری پسند کے مطابق سیٹ کروانے کی ضرورت نہیں تھی۔ ہم کون سا ہمیشہ کے لیے یہاں رہنے آئے ہیں۔۔۔"

اسنے ایک نظر رائد پر ڈالی تو وہ بھی صبیحہ کو دیکھتا سر اثبات میں ہلانے لگا۔

"بیشک۔۔۔ ایک دن کے لیے بھی آئی ہوتی میں اس کو ویسے ہی سیٹ کرواتی۔۔"

انکی بات پر وہ مسکرائی اور پھر رائد کو دیکھا۔ اس کا اشارہ سمجھتا وہ اپنی جگہ سے اٹھام کھڑا ہوا۔

کمرے میں آتے ہی یَشل نے ائیر کنڈیشنر کا ہیٹ موڈ آن کیا۔ سر میں درد کی ٹیسیں اٹھتی محسوس ہورہی تھی۔ اسنے سائیڈ ٹیبل کی دراز کھنگالی تو سر درد کی دوا مل گئی۔

"کیوں کھا رہی ہو۔۔۔؟" رائد نے اسکے پاس آتے ہوئے سوال کیا۔

"سر درد کی دوائی ٹانگ ٹوٹنے پر تو نہیں کھائی جاتی۔۔۔ سر درد ہورہا ہے۔۔۔" وہ تنک کر بولی۔

"نہیں کھاؤ۔۔۔ آؤ میں ٹھیک کرتا ہوں تمہارا سر درد۔۔۔"

رائد آگے ہوا اور اسکا ماتھا چوما۔

"اب ہو جائے گا ٹھیک۔۔۔۔" اسکی آنکھوں میں واضح شرارت تھی۔

"رائد کیا مسئلہ ہے۔۔۔تنگ نہیں کرو۔۔" وہ جھنجھلاہٹ کا شکار ہوئی۔

"میں کہاں کر رہا ہوں تنگ۔۔۔" رائد اسکے قریب ہوا تو یَشل نے پیچھے ہونا چاہا۔۔۔

"پیچھے ہٹو رائد۔۔۔!"

"نہیں تو کیا کرلو گی۔۔۔؟" وہ مزید قریب ہوا۔۔۔

"تمہارا منہ توڑ دونگی۔۔۔" وہ کلس کر بولی۔

اس دن تو تم نے کہا تھا کہ تم میرا ہاتھ توڑ دو گی۔۔"

اسنے اپنے سہی سلامت ہاتھ کو دیکھا تو یَشل کا دل جل کر رہ گیا۔ شاید یہ غصہ رائد پر نہ آتا مگر سر درد نے اسکا دماغ خراب کر رکھا تھا۔

"میں اس بار واقعی توڑ دونگی۔۔۔۔!" یشل نے دانت پیسے تو وہ منہ بناتا پیچھے ہوا۔

'دل تو روز ہی توڑتی ہو۔۔منہ بھی توڑ دو خیر ہے۔۔"

"روز دل توڑتی ہوں پھر بھی شرم نہیں آتی۔۔۔"

یَشل نے ڈھکے چھپے الفاظوں میں اسے ڈھیٹ کہا تھا۔

"تمہیں آجاتی ہے نہ کافی ہے۔۔۔" وہ ابھی بھی اسے زچ کر رہا تھا۔

"یہ تمہاری غلط فہمی ہے کہ مجھے شرم آتی ہے۔ چہرا نفرت اور غصے سے بھی سرخ ہوجاتا ہے۔۔!"

یَشل نے تڑخ کر کہا۔۔۔

"نفرت۔۔۔۔؟" وہ اسکے لفظوں پر غور کرتا ہوا بولا تو یشل کو زبان دانتوں تلے دبائی۔۔۔

"نہیں۔۔ اوف او۔۔۔ بے دھیانی میں بول دیا میں نے۔۔ سوری۔۔"

وہ معذرت خواہ انداز میں بولی تو رائد نے آنکھیں سکیڑ کر اسے دیکھا پھر مسکرا دیا۔

"خیر ہے۔۔۔ تمہاری تو نفرت بھی قبول ہے۔۔"

رائد نے اپنا ناک اسکے ناک سے مس کیا تو یَشل جھنپ گئی۔

رائد نے دوائی اسے واپس کی تو دوائی کھانے کے بعد وہ فوراً ہی فریش ہونے کی غرض سے واشروم چلی گئی۔ کچھ دیر بعد باہر آئی تو کمرہِ حرارت کچھ نارمل تھا۔

بھیگا چہرا ٹاول سے صاف کرکہ اسے صوفے پر پھیلا کر رکھا اور ایک نظر رائد کو دیکھا جو عادل سے کال پر بات کر رہا تھا۔ وہ شیشے کے سامنے جا کھڑی ہوئی اور بالوں سے کلپ نکالتے انہیں سلجھانے لگی۔ تھکن زدہ وجود اب کچھ ہلکا پھلکا محسوس ہورہا تھا۔ اب وہ بس پرسکون نیند سونا چاہتی تھی۔

"تم یہاں آکر کافی خوش ہوتی ہو۔۔۔" وہ اپنی سائڈ پر آکر بیٹھی ہی تھی جب رائد نے کال بند کرتے اسکی پشت کو دیکھا۔ اسکے سوال پر وہ پلٹ کر اسے دیکھنے لگی۔ لہجہ بلکل عام سا تھا مگر یَشل کو سوال کچھ عجیب سا لگا۔

"اپنوں کے پاس آکر کون خوش نہیں ہوتا؟"

اسنے ٹانگیں بیڈ پر رکھتے کمفرٹر خود پر ڈالا۔

"میں تمہارا اپنا نہیں ہوں کیا۔۔۔؟" وہ بڑی سادگی سے سوال کر رہا تھا جیسے کوئی بچہ کسی بات پر الجھ گیا ہو۔ یَشل نے بے اختیار اسکی طرف دیکھا جس کی سوالیہ نظروں اسی پر ٹکی تھی۔

"یہ کیسا سوال ہے۔۔۔؟" وہ جواباً سوال کرنے لگی۔

"تم میرے ساتھ خوش نہیں ہوتی۔۔۔" وہ بتا رہا تھا۔

یشل ساکت سی ہوتی اسے دیکھے گئی۔

"ایسا تو نہیں ہے۔۔میں تمہارے ساتھ بھی خوش ہوتی ہوں۔۔۔"

حلق میں کانٹے سے اگ آئے۔

"یہاں آؤ۔۔۔" رائد نے اپنا بازو پھیلایا تو وہ آہستگی سے آگے ہوتی اسکے سینے پر سر رکھ گئی۔

"یَشل۔۔۔میں تمہیں اپنے گھر میں بھی اتنا ہی خوش دیکھتا چاہتا ہوں جتنی خوش تم یہاں ہو۔۔۔"

یَشل نے چہرا اوپر کرتے اسے دیکھا تھا۔

"یہاں لوگ ہیں رائد۔۔۔" وہ ہلکی آواز میں بولی۔

"میں جانتا ہوں۔۔۔مگر اس گھر میں بھی مَیں تو ہوں ناں تمہارے پاس۔۔۔صرف اور صرف تمہارے پاس۔۔۔ ورنہ دوسری تین کے پاس بھی ہو سکتا تھا۔۔۔"

وہ سنجیدگی سے بولتا آخر میں شرارتاً گویا ہوا تو یَشل نے اسے گھورا۔

"رائد۔۔۔میں تمہارے ساتھ خوش ہوں۔۔بہت زیادہ نہیں بھی ہوں تو کوئی شکایت نہیں مجھے تم سے۔۔۔سب ٹھیک ہو جائے گا۔"

وہ اپنا ہاتھ اسکے سینے پر رکھ گئی تھی۔ رائد زیرو بلب کی ہلکی روشنی میں چمکتا اسکا چہرا دیکھتا رہا۔ کچھ دیر بعد یشل کو اسکی انگلیاں اپنے بالوں میں سرکتی ہوئی محسوس ہوئی۔

"تمہیں پتا ہے یَشل مجھے تم سے محبت کب ہوئی تھی۔۔۔؟"

یَشل نے دوبارہ سے چہرا اٹھا کر اسے دیکھا۔ وہ اسکے سینے پر اپنا سر رکھے، چہرا اوپر کرکہ دیکھتی ہوئی بہت پیاری لگی تھی۔ رائد کا دل بے ایمان ہونے لگا۔

"کب ہوئی تھی۔۔۔؟" رائد کی خاموشی پر اسنے تجسس سوال کیا۔

"شاید تب۔۔۔جب میں نے تمہیں عید والے دن روتے ہوئے دیکھا تھا۔۔ تم اس دن کے بعد سے میرے ذہن سے نہیں نکلی اور میں نے تو خواب

میں بھی نہیں سوچا تھا کہ میری محبت اس طرح سے میرے نصیب میں لکھ دی جائے گی۔۔۔"

اسکا لہجہ محبت سے پر تھا۔ یَشل کے ہونٹوں پر مسکراہٹ سی بکھر گئی۔ یہ انکشاف آج اسے اچھا لگا تھا۔ کچھ بے یقینی بھی تھی۔

"مجھے تمہاری آنکھیں بہت پسند ہیں۔۔۔خاص طور پر تب جب تمہاری آنکھوں میں اپنے لئیے محبت نظر آتی ہے۔۔"

وہ ایک ہاتھ سے اسکا رخسار سہلانے لگا تھا۔ یشل بس سوچ کر رہ گئی کہ اس کی آنکھوں میں رائد کو اپنے لیے کون سی محبت نظر آتی تھی۔

"تمہارے بال بھی پسند ہیں۔۔۔ناک بھی بہت خوبصورت ہے لیکن اگر تم نوز پِن پہنو گی تو اور بھی زیادہ اچھی لگو گی۔۔۔"

وہ خاموشی سے اسے سنتی رہی جو اسکے چہرے کے نقوش کو نرمی سے چھو رہا تھا۔

"میرا دل کرتا ہے تمہیں اپنے پاس بٹھائے رکھوں اور دیکھتا رہوں۔۔۔"

یَشل دوبارہ اپنا چہرا نیچے کرگئی۔ وہ اتنی محبت سے تعریف کر رہا تھا کہ وہ لاجواب ہوگئی تھی۔

"تم مجھ سے محبت نہیں کر سکتی کیا۔۔۔۔؟"

کچھ دیر کی خاموشی کے بعد اسنے سوال کیا۔ اسکے سینے پر انگلی سے لکیریں کھینچتا یشل کا ہاتھ تھما تھا۔

"تمہاری محبت کو محسوس کرنا چاہتا ہوں میں۔۔اپنی محرم کی آنکھوں میں اپنے لئیے محبت دیکھنا خواہش ہے میری۔۔۔"

یشل اسکی طرف دیکھ بھی نہ سکی۔ شاید وہ اب سانس بھی نہیں لے رہی تھی۔ اسے دل رک کر ڈوبتا محسوس ہوا تھا۔

"تھوڑے سے ٹائم میں ہی تم مجھے بہت زیادہ عزیز ہوگئی ہو۔۔۔میں تمہارے ساتھ بہت یادیں بنانا چاہتا ہوں، تمہیں اپنا بنانا چاہتا ہوں۔ جتنی محبت میں تم سے کرتا ہوں اتنی نہیں مگر تھوڑی سی محبت چاہتا ہوں۔۔"

وہ مدھم ٹھہرے ہوئے لہجے میں بول رہا تھا اور وہ سنتی رہی تھی۔ آنکھوں سے گرم سیال نکلتا رائد کی شرٹ میں جزب ہونے لگا تھا۔ وہ سینے پر گیلا پن محسوس کرتا سیدھا ہوا تو یشل کا سر تکیئے پر آگیا۔ اسنے فوراً آنکھیں رگڑی۔

"تم روتے ہوئے بھی اچھی لگتی ہو مگر میں تمہیں روتا ہوا نہیں دیکھنا چاہتا یشل۔۔۔تمہارے رونے سے مجھے تکلیف ہوتی ہے۔۔"

وہ انگوٹھے کے پوروں سے اسکی آنکھیں صاف کرتا ہوا بولا اور جھک کر نرم لمس اسکی بھیگی آنکھوں پر چھوڑا۔ وہ اوپر والے ہونٹ کو کچلتی خود کو مزید رونے سے روک رہی تھی جب رائد اسے اپنی پناہوں میں چھپا گیا۔

☆☆☆☆

آخر کار وہ خاص دن بھی آن پہنچا۔ گھر میں ہر طرف خوشیاں ہی خوشیاں تھی۔ نکاح اور منگنی کی تقریب گھر میں ہی رکھی گئی تھی اور صرف قریبی لوگ مدعو تھے۔

پچھلا ایک ہفتہ سب کے لیے بڑی تیزی سے گزرا تھا جبکہ ارمغان کا اس گھر میں رہنا محال ہوا تھا۔ اسنے رائد کے سلام کرنے کا تکلف بھی نہ کیا تھا۔ نا چاہتے ہوئے بھی رائد کو ہی پہل کرنی پڑی تھی مگر ارمغان کا رویہ دیکھتے اسنے خود پر سو بار لعنت بھیجی۔

یشل نے مختصر طور پر رائد کو بتایا تھا کہ ارمغان اور یشل ایک ہی یونیورسٹی میں ہوتے تھے یہی وجہ تھی کہ ان کی دوستی کافی گہری تھی۔ اسکا ذکر کرنے کی وجہ عادل ولا میں ہونے والی انکی لڑائی کی طرف اشارہ تھا۔ اس دن ارمغان کو یشل کے لیے لڑتا دیکھ کر رائد کے دل میں یقیناً کئی سوال پیدا ہوئے ہونگے جو اسنے یشل سے نہیں کئیے تھے۔ یہ یشل پر اس کا یقین تھا مگر اسکی خاموشی پر یشل شرمندہ بھی ہوئی تھی تبھی اسنے اپنی اور ارمغان کی دوستی کا ذکر کرنا ضروری سمجھا جس پر رائد نے کچھ خاص نہ کہا تھا لیکن یَشل کو اندازہ ہوگیا تھا رائد کو اسکی اور ارمغان کی دوستی کو لے کر کوئی بھی بات بری نہیں لگی۔ اگر لگی بھی تو اس نے یشل سے کچھ نہ کہا۔ وہ اب کچھ ہلکا محسوس کر رہی تھی۔

نکاح ظہر کے بعد ہونا تھا اور نکاح مکمل ہونے کے بعد ہی منگنی کی تقریب ہونی تھی کیونکہ دونوں محترماؤں کو اپنا فوٹو شوٹ پرفیکٹ چاہیے تھا۔ وسیع لان کو نہایت ہی خوبصورتی سے سجا کر چار چاند لگا دیئے تھے۔ لڑکیوں کی تیاری کے لیے بیوٹیشن کو گھر پر ہی بلایا گیا تھا جبکہ یشل اور عزہ کے پارلر والی سے تیار ہونے کا کوئی شوق نہ تھا سو وہ دونوں دوسرا کمرا بکھیرے ہوئے تھیں۔ صبیحہ اور عطیہ تو یہاں سے وہاں بھاگ دوڑ کرتی پھر رہی تھی پھر ضعیمہ، رائد کی پھپھو اور رضیہ، آبی کی بہو کے آنے پر کام کچھ بٹ گیا۔

بیوٹیشنز سے ہی چار ہاتھ اپنے چہرے پر لگواتے انہوں نے بھی تیاری مکمل کی۔ نکاح کا وقت ہونے والا تھا اور مہمان بھی آچکے تھے اب عورتوں کی گرج برس لڑکیوں پر شروع ہوئی تھی۔

"اور کتنی دیر لگاؤ گی تم دنوں۔۔ اللہ اللہ یہ کمرہ ہے کہ کباڑ خانہ؟ کام میں ہاتھ نہیں بٹا رہی الٹا کام بڑھا رہی ہو۔۔۔"

عطیہ نے کمرے میں آتے ہی یَشل اور عزہ کو جھڑک دیا

"میں تیار ہوں بس یہ سمیٹ رہی۔۔ لیکن سمیٹ کر کیا ہی کرنا؟ بعد میں کرلیں گے نہ۔۔"

یَشل صوفے پر بیٹھ کر پیروں میں ہیلز پہنتی ہوئی بولی۔

"ہاں ہاں بلکل اور جو مہمان آئے ہوئے وہ کیا سارا دن ہال میں بیٹھے رہیں گے؟ کوئی کمروں میں نہیں آئے گا؟"

عطیہ نے کمر پر ہاتھ رکھتے اسے گھورا پھر عزہ کی طرف مڑی جو اپنے سرخ رنگے ہوئے ہونٹوں کو مزید سرخ کر رہی تھی

"عزہ یہ لپسٹک اپنے پاس ہی رکھ لو تھوڑی سی بھی اِدھر اُدھر ہو گئی تو سیٹ کر لینا لیکن باہر چل لو مہمان آئے ہیں بھئی کوئی ہوش ہے؟"

عطیہ کی بات سن کر عِزہ نے لپسٹک بند کی اور بالوں کو ہلکا ہاتھ مارتے ہوئے شیشے میں ایک نظر خود کو دیکھا تو گہری مسکراہٹ آئی۔بیڈ پر پڑا دوپٹہ اٹھایا اور ایک کندھے پر رکھ کر اسے بازو تک پھیلایا۔ یَشل بھی صوفے سے اٹھ کھڑی ہوئی تو عطیہ نے ان دونوں کی تیاری دیکھی۔

"ماشاءاللہ ماشاءاللہ۔۔ اللہ میری بچیوں کو نظرِ بد سے محفوظ رکھے۔۔۔"

عطیہ نے آگے آتے ان دونوں کا ماتھا چوما تو وہ دونوں کھل کر مسکرائی۔
تبھی دروازہ ناک کرتا رائد اندر داخل ہوا۔

"رائد بھائی۔۔ آئیں آئیں اندر آئیں آپ کی بیگم تیار ہے۔۔۔"

عِزہ نے شرارتًا کہا تو یَشل نے اسے گھورا جبکہ رائد مسکراہٹ لئیے اندر داخل ہوا۔

"اچھا چلو تم باہر مہمانوں کے پاس جاؤ میں قِرت اور نشہ کو دیکھ لوں۔۔ تمہاری دوست بھی آگئی ہے۔۔"

عطیہ جلدی جلدی بولتی باہر نکلی تو عزہ بھی کمرے سے نکل گئی۔ عزہ کے جاتے ہی رائد نے دروازہ لاک کیا اور اسے دیکھنے لگا۔

خوبصورت سا ڈل گولڈن رنگ کا شرارہ جس پر نفیس اور ہلکا کام ہو رکھا تھا۔ بالوں کی بیچ سے مانگ نکال کر لوز کرلز ڈالے، مانگ پر ٹیکا لگائے خوبصورت سے میک اپ میں وہ بلا کی حسین لگ رہی تھی۔

مہکتے ہوئے گلاب جیسا دلکش سراپا عین وقت پر اسے کڑے امتحان میں ڈال گیا تھا۔ رائد تو اسے بلانے آیا تھا کیونکہ ضعیمہ اس کا پوچھ رہی تھی مگر آنے کا مقصد بھلائے، اسے تکتا ہوا وہ بے خودی میں آگے بڑھا۔ اسکی نظروں کے ارتکاز پر یَشل کی دھڑکنیں بے ترتیب ہوئی تھی۔

رائد قدم قدم چلتا اسکے اتنے قریب جا کھڑا ہوا کہ وہ سانس روک گئی۔ لبوں کی لرزش اور گھنی پلکوں کا بوجھل پن۔۔۔ وہ خوابیدہ حسن دیکھتے رائد کا دل بے ایمانی پر اترنے لگا۔

"آ۔۔۔ آپ کیوں آئے تھے۔۔؟"

رائد نے بے یقینی سے اسے دیکھا۔ جان کر یا شاید بے دھیانی میں وہ اسے آپ کہہ رہی تھی مگر رائد سرشار ہوا تھا۔

"کیونکہ مجھے آپ کی یاد آرہی تھی۔۔۔" وہ ہلکا سا اسکی طرف جھکا۔ رائد کی گرم سانسوں پر اسے اپنا چہرا جھلستا محسوس ہوا۔

"رائد۔۔۔باہر جانا ہے۔۔۔" اسنے ہاتھ سے دروازے کی طرف اشارہ کیا۔

"مگر اب میرا دل نہیں کر رہا۔۔۔" رائد نے بازو اسکی کمر کے گرد حائل کیا۔

"دیر ہورہی ہے۔۔۔ ممانی جان مجھے بلانے ہی آئی تھی۔۔"

اسنے چہرا اوپر کرکہ اسے دیکھا مگر اسکی گہری نظروں پر دوبارہ جھکا گئی۔

"یَشل۔۔۔۔" سرگوشی نما آواز پر یَشل کی دھڑکن تیز ہوئی۔

"جج۔۔۔جی۔۔۔" حلق سے بامشکل آواز نکلی۔

"تم اتنی خوبصورت کیوں ہو۔۔۔؟" یشل نے چونک کر اسے دیکھا۔

یقیناً وہ اس بات کی توقع نہیں کر رہی تھی پھر اسکے ہونٹوں پر مسکراہٹ آئی اور ایک بار پھر وہ چہرا نیچے کر گئی۔

"شکریہ۔۔۔۔"

"میں نے تعریف تو نہیں کی۔۔۔سوال کیا ہے۔۔"

رائد نے ٹھوڑی سے پکڑتے اسکا چہرا اوپر کیا۔

"آپ کے سوال کا جواب نہیں میرے پاس۔۔۔" وہ بدقت اسکی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔۔ رائد چند لمحے اسے دیکھتا رہا جھک کر اسکے لبوں کر نرمی سے چھوا تو یَشل کے چہرے پر گلاب بکھر گیا۔

"اب چلیں۔۔۔۔؟" اُسکے سوال پر رائد نے سر اثبات میں ہلاتے اسکا ہاتھ تھاما اور باہر کی طرف جانے لگا۔

"اوف کمرہ تو سمیٹا ہی نہیں۔۔ممانی جان ڈانٹ دیں گی۔۔۔"

وہ رک کر کرمے کی حالت دیکھنے لگی۔

"خیر ہے۔۔۔کمرہ لاک کرلو۔" رائد کی بات پر عمل کرتے اسنے اندر سے کمرہ لاک کرلیا اور لان کی طرف چل دی۔

☆☆☆☆☆

"بھائی۔۔۔آپ نہیں آئیں گے کیا۔۔؟" وہ عافیہ کے ساتھ گاڑی سے اتری پھر شیشے پر جھکتے ہوئے سوال کیا۔

NOVEL HUT

"آرہا ہوں بس گاڑی پارک کرلوں کہیں پر۔۔۔"

آمنہ نے سرہلایا اور عافیہ کے ہمراہ اندر بڑھی۔

مہمانوں کی گاڑیاں پہلی گلی میں جگہ جگہ پر کھڑی تھی۔ اسنے گلی سے نکل کر ایک جگہ گاڑی پارک کی اور واپس اس گھر کی طرف بڑھا۔ گیٹ کے باہر پہنچتے اس خوبصورت گھر کو دیکھا۔

وہ یہ گھر پہلی بار نہیں دیکھ رہا تھا کئی بار دیکھ چکا تھا نہ صرف دیکھ چکا تھا بلکہ اندر بھی گیا تھا مگر صرف لان کی حدوں تک۔ اس گھر میں رہنے والے کچھ لوگ "اس" سے اچھے سے واقفیت رکھتے تھے مگر اسکے گھر والوں سے نہیں۔ وہ آمنہ کو جانتے تھے مگر عزہ کے حوالے سے۔

اسنے گہری سانس ہوا کے حوالے کی اور اندر بڑھا۔ اتنے عرصے بعد آج پھر اس گھر کی دہلیز پار کرتے اس کا دل زور سے دھڑکا تھا اور اس کی وجہ یقینا اس گھر میں رہنے والی وہ ہستی تھی جس پر وہ دل ہار بیٹھا تھا۔

سامنے ہی اسے آمنہ اور عزہ نظر آگئیں۔ وہ وہیں رک گیا۔ ٹی پنک اور کریمی کلر کے کمبینیش کا خوبصورت سا شرارہ اور بالوں کا پیارا سا ہائیر اسٹائل بنائے مناسب میک اپ میں ہمشیہ کی طرح آج بھی وہ نظر لگ جانے کی حد تک خوبصورت لگ رہی تھی۔

وہ زیر لب آیت الکرسی کرسی پڑھتا اسکی طرف بڑھا تو آمنہ سے بات کرتی عزہ اسے دیکھ کر ٹھٹھک گئی۔

قریب جاتے ہی اسنے عزہ کے منہ پر ہلکی سی پھونک ماری اور عزہ نے اسکی اس حرکت کو اچھے سے نوٹ کیا۔

"بھائی۔۔۔عزہ ان سے ملو یہ ہیں ہارون بھائی۔۔۔"

آمنہ نے اپنے ساتھ کھڑے ہارون کا فوراً تعرف کروایا۔ آمنہ کے منہ سے نکلنے والے جملے سنتے عِزہ کی آنکھوں میں حیرت اتری جس پر ہارون نے محظوظ ہوتے مسکراہٹ دبائی اور بڑے مؤدب انداز میں سلام کیا۔

"السلام و علیکم۔۔۔" اسکی بھاری سنتے اسے اپنی سوچ پر یقین ہو چلا۔

"وعلیکم السلام۔۔۔" وہ بامشکل اسکے سلام کا جواب دے پائی۔

"کیسی ہیں آپ۔۔۔؟" وہ پرتپش نظروں سے اسے دیکھتا سوال کر رہا تھا۔ عزہ کا دماغ چکرا گیا۔

"ٹھیک۔۔۔آپ؟" وہ بامشکل جواب دے پائی۔ "الحمداللہ۔۔۔" وہ اپنی مسکراہٹ دبا رہا تھا۔

"آپ سے مل کر اچھا لگا، مجھے کسی سے ملنا ہے۔۔۔ایکسکیوز می۔۔"

وہ ہلکی مسکراہٹ کے ساتھ اپنے مخصوص انداز میں کہتا ہوا آگے بڑھ گیا مگر عزہ اسے پلٹ کر دیکھنے پر مجبور ہوگئی۔ وہ اس شخص کو اچھے سے پہچانتی تھی۔یہی تو وہ ڈھیٹ شخص تھا جس کی وجہ سے وہ چار دن بے سکون رہی۔ اسے اب سمجھ آیا تھا کہ وہ عزہ کو کیسے جانتا تھا۔ مگر عزہ جب اس دن پارک میں ملی تو اس نے ہارون کو نہیں پہچانا تھا کیونکہ اس نے کبھی ہارون کو دیکھا ہی نہ تھا۔ آمنہ اسے اکثر ہی کہا کرتی تھی کہ وہ اسے ہارون کی پکچرز بھیج دے مگر وہ ہر بار آمنہ کو جھڑک دیتی تھی۔

"یہ۔۔۔"

"ہارون بھائی ہیں۔۔۔کیا ہوا؟" نجانے وہ جان بوجھ کر انجان بن رہی تھی یا واقعی وہ بے خبر تھی۔

"کچھ نہیں۔۔۔" اسنے ایک بار پھر پلٹ کر اسے دیکھا جو عدنان صاحب سے مل رہا تھا۔

"آنٹی سے مل لوں۔۔۔" عزہ عافیہ کی جانب بڑھی جو ایک طرف کھڑی صبیحہ سے بات کررہی تھی۔

آمنہ نے ہادی کی تلاش میں یہاں وہاں نظریں دوڑائیں مگر وہ نظر نہ آیا۔ آج اس گھر میں آتے ہوئے وہ عجیب ہی کیفیت کا شکار ہورہی تھی۔ بے ترتیب سی دھڑکنیں، بیچینی، گھبراہٹ اور نجانے کیا کیا اوریہ سب صرف اور صرف ہادی کی وجہ سے تھا۔

"محترمہ۔۔مجھے ڈھونڈھ رہی ہیں کیا؟"

وہ چونک کر پیچھے مڑی تو اسے کھڑا پایا۔ کریمی کلر کا کرتا شلوار پہنے گہری مسکراہٹ کے ساتھ چمکتا ہوا چہرا اور آنکھیں۔۔۔ البتہ بالوں کو سیٹ کرنے کی توفیق نہیں کی گئی تھی یا سیٹ کئیے تھے اور اب بکھر گئے تھے۔۔ مگر وہ ایسے بھی پیارا لگ رہا تھا۔

"اوہ۔۔۔ڈرا دیا تم نے مجھے۔۔۔" وہ سب کے سامنے اس سے بات کرتی جھجھکنے لگی۔

"اور میں تمہیں دیکھ کر ڈر گیا کہ یہ حسین چڑیل کون ہے۔۔؟" ہادی کی بات کر وہ ہنس سی۔

"آنٹی آئی ہیں۔۔۔؟" اسنے آمنہ کے کچھ کہنے سے پہلے ہی سوال کیا

"بھائی بھی آئے ہیں۔۔۔" اسنے فوراً کہا۔

وہ ہادی کے پاس سے غائب ہونا چاہتی تھی اتنے لوگوں کے سامنے ہادی سے بات کرتی وہ بری طرح ڈر رہی تھی اور اتنے لوگوں میں ہادی کے گھر والوں کے ساتھ اسکی اماں اور بھائی بھی شامل تھے۔

"بھائی۔۔؟ کہاں۔۔۔؟" آمنہ نے پیچھے دائیں جانب سائیڈ پر ہو کر عدنان صاحب کے ساتھ کھڑے ہارون کی طرف اشارہ کیا تو ہادی نے اس سمت دیکھا۔ ہادی وہ چہرا دیکھ کر بری طرح چونکا۔ اسنے اس چہرے کو بغور دیکھا اور پل میں اسکے چہرے کے تاثرات پہلے حیرت اور پھر خوشگوار حیرت میں بدلے۔۔

"ہارون۔۔۔" وہ زیرِ لب بڑبڑایا تو آمنہ نے سر اثبات میں ہلایا۔

"یہ ہے تمہارا بھائی ہارون۔۔۔؟"

اسنے بے یقینی سے سوال کیا تو آمنہ نے دوبارہ سر ہلایا۔ تبھی ہارون کی نظر ان دونوں پر پڑی۔ ہادی فوراً اسکی طرف بڑھا تو ہارون نے گہری مسکراہٹ لئیے اسے دیکھا۔

" ابے تو یہاں۔۔۔۔" وہ بڑی گرمجوشی سے ہارون سے بغلگیر ہوا۔

"یہ کیا سین ہے۔۔۔؟" عزہ کی آواز پر آمنہ نے اسکی طرف دیکھا۔

"نو آئیڈیا۔۔۔شاید ایک دوسرے کو جانتے ہیں۔۔"

وہ انہی کی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔

"تجھے میں نے کچھ عرصہ پہلے دیکھا تھا عزہ کو پک کرنے گیا تھا میں آمنہ کے گھر سے۔۔۔مجھے لگا ویسے ہی شکل ملتی ہوگی مگر حد ہے یار۔۔۔بندہ کانٹینٹ ہی کرلیتا ہے آکر۔۔۔"

ہادی کافی خفا ہورہا تھا۔

" میں نے سوچا تو خود کرلے گا۔۔"

"مجھے تو جیسے الہام ہوا تھا تیرے آنے کا۔۔۔"

ہارون ہنس دیا۔ وہ ایسا ہی تھا تھوڑا کم گو سا مگر اتنا سنجیدہ بھی نہ تھا۔

ہارون اور ہادی کی دوستی تب ہوئی تھی جب ہارون انٹر کرنے کے لیے لاہور جانے کی تیاریوں میں تھا۔ کالج میں ہادی کی کسی کے ساتھ گتھم گتھا ہوئی تھی اور تب ہارون نے اس لڑائی کو ختم کروایا تھا۔ ہادی ہارون سے چھوٹا تھا مگر ان کی کافی اچھی دوستی ہوگئی تھی پھر کچھ ماہ کے بعد ہارون لاہور چلا گیا۔ لاہور ہاسٹل جانے کے بعد بھی ان دونوں کے درمیان فون کے ذریعے کانٹینٹ رہا تھا وہ دو مرتبہ واپس کراچی آیا تھا تب بھی اسکی ہادی سے کافی بار ملاقات ہوئی تھی اور وہ اسکے گھر بھی آیا تھا۔ تب وہ ارمغان اور افہام کے ساتھ ساتھ عدنان صاحب سے بھی ملا تھا مگر پھر لاہور واپس جاتے ہی ہارون کا موبائل چوری ہوگیا۔ سوشل میڈیا پر وہ ویسے بھی کنیکٹڈ نہ تھے تو رابطہ ختم ہوگیا۔ ہارون ہادی کا ایڈریس اور اس کے بارے میں کافی کچھ جانتا تھا مگر ہادی صرف وہ یہ جانتا تھا کہ اس کا گھر کون سے محلے میں ہے۔ ہادی نے اسے تب دیکھا تھا جب وہ عزہ کو آمنہ کے گھر سے پک کرنے گیا تھا مگر تب اسے لگا کہ وہ وہم تھا پر اب اندازہ ہوا کہ وہ وہم تو ہرگز نہ تھا۔

آمنہ نے ایک دو بار ہی ہارون کا ذکر کیا تھا ہادی کے سامنے اور ہادی نے اسے کہا بھی تھا کہ میرا بھی ہارون نام کا ایک دوست ہوا کرتا تھا مگر ہارون نامے پر ان کی زیادہ بات نہیں ہوئی تھی اور نہ ہی تصویر دیکھنے، دکھانے جیسا اتفاق ہوا تھا مگر ہارون اس بات سے اچھے سے واقف تھا کہ آمنہ کی دوست کون ہے اور عزہ ہادی کی کزن تھی یہ بات بھی اسے اس دن ہی معلوم ہوئی تھی جب ہادی عزہ کو پک کرنے گیا تھا۔ اس دن ہارون نے ان دونوں کو دیکھا تھا مگر عزہ سے ہونے والی ملاقات کے باعث وہ چلا گیا تھا۔

☆☆☆☆☆

NOVEL HUT

"پہلے منگنی کی رسم کرلیتے۔۔۔" عدنان صاحب نے عطیہ اور صبیحہ سے کہا تو وہ اندر کی جانب بڑھ گئی اور کچھ دیر بعد انوشہ کو اپنے ساتھ لئیے واپس آئی۔

شہروز کی جانب سے صرف چند ایک لوگ ہی مدعو تھے اور بینا نے خود ہی آنے سے انکار کردیا تھا۔

وہ جو کب سے اس کے انتظار میں آدھا ہوا جارہا تھا اسکو سٹیج کی طرف آتا دیکھ کر شہروز کے ہونٹوں ہر گہری مسکراہٹ آئی تھی۔ لیونڈر کلر کی پیروں کو چھوتی بھاری مگر نفیس سی میکسی پہنے بالوں کا خوبصورت ہئیر اسٹائل بنائے پارٹی میک اپ میں وہ خوبصورتی کا منہ بولتا ثبوت لگی تھی۔ چہرے پر آئے رنگوں نے اس کے حُسن کو چار چاند لگائے تھے۔

نِشہ کو اسکے ساتھ بٹھایا تو یَشل اور عِزہ بھی سٹیج پر آگئی۔

"ارمغان کہاں ہے۔۔۔اسے کال کرو۔۔۔"

عدنان صاحب نے اپنے پیچھے کھڑے ہادی کو مخاطب کیا تو وہ ارمغان کو کال کرنے لگا۔ گھر کے باہر ہی فاصلے پر وہ کسی دوست کے ساتھ کھڑا تھا جب ہادی کی کال آتی دیکھ کر اندر آگیا۔

اسنے سٹیج کی طرف دیکھا تو وہ سب سے نمایا نظر آرہی تھی۔ نشہ کی طرف جھک کر اسے کچھ کہتی وہ بے اختیار ہی ہنسنے لگ گئی۔۔۔ ارمغان کے دل کو کسی نے جکڑ لیا۔۔ وہ چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتا آگے جا رہا تھا جب یشل کی نظر بھی اس پر پڑی۔ اسکے ہونٹوں پر آئی گہری مسکراہٹ مدھم ہوتی غائب

ہوگئی۔ وہ چند لمحے اسے دیکھتی رہی پھر رکتی ہوئی دھڑکن محسوس کرتی اس پر سے نظر ہٹا گئی۔ اسکے نظریں پھیرنے پر ارمغان کے دل میں ٹیس اٹھی۔

"رسم شروع کرتے ہیں۔۔۔"

ندیم عالم کے سٹیج پر آتے ہی صبیحہ بیگم نے کہا تو انہوں نے کرتے کی جیب سے سرخ رنگ کیس نکالتے شہروز کی طرف بڑھایا۔ رنگ کیس میں سے انگوٹھی نکالتے اسنے اپنی چوڑی ہتھیلی انوشہ کے سامنے پھیلائی تو پہلی بار گھبراہٹ نے اسے گھیرا۔ ہولے ہولے لرزتا اپنا نرم ہاتھ اسنے شہروز کے ہاتھ پر رکھا تو اسنے چمکتی ہوئی خوبصورت انگوٹھی اسکی چوتھی انگلی میں پہنا دی۔ نشہ نے گہرا سانس لیتے امڈ کر آنے والی مسکراہٹ دبائی۔

"یہ لو۔۔۔۔"

صبیحہ نے ہاتھ میں پکڑی مخملی ڈبیا سے انگوٹھی نکال کر انوشہ کی طرف بڑھا دی۔ اسنے انگوٹھی پکڑ تو لی مگر شہروز کو انگھوٹی پہنانا اس کو ایک محاز فتح کرنے جیسا لگا تھا۔۔ اسکی کیفیت سمجھتے شہروز کے ہونٹوں پر مسکراہٹ ٹھہر گئی۔ انگوٹھی جب شہروز کے انگلی کے درمیان تک پہنچی تو اسنے فوراً ہاتھ پیچھے لیا اور اسکی حرکت پر شہروز نے اپنی ہنسی بامشکل دبائی۔

رسم مکمل ہوئی تو مبارکباد کا شور اٹھا۔

"کانگریچولیشنز ڈیئر فیانسی۔۔۔"

شہروز نے اسکی طرف جھکتے ہوئے کہا تو نشہ کے ہونٹوں پر تبسم بکھرا۔ اسنے چہرا موڑ کر مسکراتی نظروں سے شہروز کو دیکھا پھر کچھ دیر بعد صبیحہ سے پوچھ کر وہ تینوں لڑکیاں واپس اندر چلی گئی کیونکہ اب نکاح ہونا تھا۔

وہ روم میں داخل ہوئی تو قرت کے پاس بریرہ بیٹھی اس سے باتیں کر رہی تھی۔

"منگنی کی رسم ہوگئی۔۔۔؟" اسنے تینوں کو دیکھتے ہی سوال کیا۔۔

"ہاں الحمدللہ۔۔۔" نِشہ بے اختیار بولی تو بریرہ اٹھ کر اسکے سینے سے لگی۔

"بہت بہت مبارک ہو آپ کو۔۔۔انگوٹھی دکھائیں۔۔"

اسنے نشہ کا ہاتھ تھام کر انگوٹھی دیکھی۔۔

"بہت خوبصورت ہے۔۔۔" وہ انگوٹھی دیکھ کر بولی تو نشہ کی مسکراہٹ گہری ہوئی

"شکریہ پیاری۔۔۔" وہ قرت کے پاس بیٹھی تو اسنے نِشہ کو زور سے ہگ کیا۔

"اللہ تم دونوں کے نصیب اچھے کرے۔۔۔"

یشل نے ان دونوں کے پاس آتے ہوئے کہا اور آنکھیں چھپکتے نمی اندد اتارنے کی کوشش کی مگر ناکام ٹہری۔۔

"آمین۔۔۔۔" عزہ نے ایکسرے کرتی نظروں سے یَشل کو دیکھا۔

"بہت پیاری لگ رہی ہیں آپ۔۔۔"

بریرہ کے اچانک تعریف کرنے پر وہ جھنپ کر مسکرائی۔

"قِرت عدنان ولد عدنان قریشی آپ کا نکاح افہام خان ولد اکرم خان سے سکہ رائج الوقت پانچ لاکھ روپئے تہ پایا ہے۔۔۔کیا آپ کو یہ نکاح قبول ہے؟"

اسکی دھڑکنوں میں شور برپا ہوا۔

"قبول ہے۔۔۔"یہی جملہ دو مرتبہ مزید دہرایا گیا۔تیسری بار قبول کرتے اس کی آواز میں کپکپاہٹ تھی۔کسی خوف سے نہیں لیکن اس نئے بننے والے رشتے کے احساس سے، خوبصورت احساس جو اسی پل اس کو محسوس ہوا تھا۔

نکاح نامے پر دستخط کرتے اسکے ہاتھ بری لرز رہے تھے۔

یہی سلسلہ افہام کی طرف سے ہوا، اس کے اقرار پہ اس سے دستخط لیے گئے اور فضا میں مبارک باد کی آوازیں بلند ہوئیں۔۔سرگوشیاں، خوشی بھری کھلکھلاہٹیں اور ماں باپ کی بھیگی آنکھیں۔۔۔

افہام اپنی جگہ سے اٹھ کر چند قدم چلتا اسکے پاس آیا اور اسکے دونوں حنائی ہاتھ تھام کر کھڑا کیا۔جالی دار دوپٹے سے کیا گیا گھونگھٹ اٹھایا تو وہ مبہوت ہوا تھا۔وہ کسی اپسرا سے کم نہ لگ رہی تھی۔نفاست سے کیا گیا میک اپ، نازک سے زیورات اور آنکھوں میں اٹکے آنسو۔۔۔سفید پیروں کو چھوتا فراک پہن کر اسکے قریب کھڑی لڑکی بالآخر اسکی بیوی کے درجے پر فائز ہو گئی تھی۔

اسنے قرت کا چہرا ہاتھوں کے پیالے میں لیا اور اسکے ماتھے پر اپنا نرم محبت بھرا پہلا لمس چھوڑا۔

قرت نے آنکھیں بند کی تو اٹکا ہوا آنسو رخسار سے پھسلتا چلا گیا۔

اسکے چہرے سے ہاتھ ہٹاتا وہ اسے اپنے سینے سے لگا گیا۔ وہ خدا کا جتنا شکر کرتا کم تھا کہ وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے اسکے مقدر میں لکھ دی گئی تھی۔

قرت کی دھڑکن ایک بار رک کر تیز ہوئی۔ اس کی زندگی کا وہ حسین باب سے شروع تھا جس کا اس نے شدت سے انتظار کیا تھا۔

☆☆☆☆☆

"اتنی جلدی واپس جا رہی ہیں۔۔۔ تھوڑی دیر اور رک جاتیں۔۔"

عزہ نے عافیہ کو دیکھتے ہوئے کہا جو جانے کی تیاریوں میں تھی۔

"نہیں بیٹا دیر ہو رہی ہے اس کے ابو آگئے ہونگے آفس سے ۔۔۔ تم آنا نہ اتنے دن سے چکر نہیں لگایا صرف انویٹیشن دینے آئی تھی۔۔"

"بس پہلے پیپرز ہو رہے تھے پھر یہ ساری تیاریوں میں وقت گزر گیا۔۔۔میں چکر لگاؤں گی۔۔شاید۔۔"

وہ ہونٹوں پر مسکراہٹ لئیے بول رہی تھی جب ہارون ان کی طرف آیا تو آخری لفظ اس کو دیکھتے آہستگی سے ادا کیا۔

"شاید نہیں یقیناً آنا۔۔۔ اور سال بعد مت آنا۔۔"

آمنہ کی بات پر عزہ نے سر ہلایا۔

"اور تم میرے گھر کب آرہی۔۔۔؟" اسنے آئی برو اچکاتے آمنہ کو دیکھا

"تمہارے گھر ہی تو کھڑی ہوں۔۔۔"

"بھابھی بن کر۔۔۔" عِزہ آمنہ کے کان میں گھس کر بولی تو آمنہ کی آنکھیں پھیلی۔چہرے پر آنے والی مسکراہٹ کو اسنے بامُشکل روکا۔۔

"بکواس نہ کرو تم زیادہ۔۔۔" اسنے عزہ کو گھورا تو وہ ہنسی۔ہارون نے اس ہنستے ہوئے چہرے کو نظر بھر کر دیکھا۔

"ارے ۔۔آپ اتنی جلدی جارہی ہیں۔۔۔؟"

عطیہ ان کے پاس آتی عافیہ سے مخاطب ہوئی اور بس۔۔۔وہی دروازے پر رک کر گپے مارنے کا سلسلہ شروع۔ آمنہ تو کچھ دیر بعد ہی کھڑی کھڑی کوفت کا شکار ہوئی اور عزہ نے اسکی صورت دیکھتے لطف اٹھایا جبکہ ہارون بس عطیہ کو ہوں ہاں کرتا اس کے ساتھ کھڑی عزہ کے چہرے کو اپنی آنکھوں میں اتار رہا تھا۔

"اگر آپ کی گفتگو ختم ہوگئی ہو اور آپ نے اسکے چہرے کا طواف مکمل کرلیا ہو تو چلیں۔۔۔؟"

عطیہ کے جانے کے بعد آمنہ نے دانت پیستے ہوئے کہا تو عافیہ نے اسکی بات پر کچھ نا سمجھی سے اسے دیکھا جبکہ ہارون نے اسے گھورا۔ عزہ کا بھی دل کیا اسے ایک لگا دے۔ پہلے ہی ہارون کی نظروں پر اسے چڑ ہورہی تھی۔

"چلو بھئی چلو۔۔۔یاد سے آجانا۔۔"

عافیہ عزہ سے بغلگیر ہوتی ہوئی بولی تو اسنے اچھے بچوں کی طرح سرہلا دیا۔

وہ آمنہ سے بھی ملی تو ہارون نے سر کے اشارے سے اسے خدا حافظ کیا اور عزہ بس پھاڑ کھانے والی نظروں سے اس اچھے بھلے خوبرو نوجوان کو دیکھتی رہ گئی۔

"چلی گئی تمہاری دوست۔۔۔"

وہ اندر جانے ہی لگی تھی جب ہادی اسکے پاس آیا تو وہ رک گئی۔

"ہاں چلی گئی۔۔۔ تم اسکے بھائی کو جانتے ہو کیا؟"

پیروں میں درد محسوس کرتی وہ قریب پڑی کرسی پر بیٹھی تو ہادی بھی اسکے ساتھ والی کرسی پر بیٹھا۔

"ہاں دوست ہے میرا۔۔۔ ویسے ہی مذاق مذاق میں بن گیا تھا مگر مجھے تو بلکل بھی اندازہ نہیں تھا یہ آمنہ کا ہی بھائی ہے۔۔ لاہور چلا گیا تھا نہ بہت عرصے بعد آج ملاقات ہوئی ہے۔۔۔"

ہادی کی بات سنتے اسنے ہونٹوں کو او کی شیپ دیتے کچھ حیرت کا اظہار کیا پھر سمجھنے والے انداز میں سر ہلانے لگی۔

"پھر اب کیا کرو گے۔۔؟"

"کیا مطلب کیا کروں گا۔۔؟" وہ اسکے سوال پر نا سمجھی سے اسے دیکھنے لگا۔

"تم نے اس کو بتایا کہ تمہاری آمنہ سے بات ہوتی ہے۔۔؟"

جانتی تھی نہیں بتایا ہوگا مگر پھر بھی پوچھ بیٹھی۔

"اس میں بتانے جیسا کیا ہے۔۔؟" وہ دونوں سوال کے جواب میں سوال ہی کئیے جا رہے تھے۔

"صرف دوستی ہی تو ہے۔۔میں نے کون سا اس سے بھاگ کر شادی کرلی ہے۔۔"

وہ کندھے اچکا کر بولا تو عزہ نے اسکے کندھے پر بے اختیار ہی ایک تھپڑ مارا۔

"فضول نہیں ہانکا کرو۔۔۔ میں تو نہیں مانتی کہ یہ صرف "دوستی" ہے۔۔۔"

عزہ نے لفظ پر زور دیا۔

"تو مت مانو۔۔۔ لیکن تم آمنہ سے پوچھ سکتی ہو وہ بھی تمہیں یہی کہے گی۔۔۔ایسا ویسا کچھ نہیں ہے یار۔۔۔"

وہ جتنے آرام سے بول رہا تھا عزہ چند لمحے خاموش رہ گئی۔ آمنہ کی دلی کیفیت سے وہ بے خبر تو نہ تھی۔

"تمہیں وہ اچھی نہیں لگتی۔۔۔؟" ہادی نے بھنویں سکیڑ کر اسے دیکھا۔

"کس سینس میں۔۔۔ مطلب تم کس لحاظ سے پوچھ رہی؟ ایسے تو وہ اچھی لڑکی ہے۔۔۔"

"ایسے ویسے کیا ہوتا ہے؟ میں کس سینس میں پوچھ رہی تمہیں اچھے سے پتا ہے۔۔۔"

عزہ اب کی بار سنجیدہ ہوگئی۔

"اوہو۔۔۔ اتنی سریس کیوں ہورہی ہو یار؟ وہ میری پہلی دوست تھوڑی نہ ہے۔۔"

ہادی خاصے ٹھنڈے پن کا مظاہرہ کر رہا تھا۔

"وہ پہلی دوست ہی ہے جس سے تم ضرورت سے زیادہ بات کرتے ہو، ہر وقت کرتے ہو اور وہ پہلی لڑکی ہی ہے جس سے تم دو تین بار مل چکے ہو۔۔یہ محض ایک دوستی نہیں ہے اس کو دوستی کا نام دینے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔۔۔"

عزہ نے سنجیدہ مگر ٹھہرے ہوئے لہجے میں کہا۔

"عزہ بات کو غلط سائڈ مت لے کر جاؤ۔ میری طرف سے تو دوستی ہی ہے نہ تمہاری دوست کی طرف سے کچھ اور ہوگا۔ اس میں مَیں کیا کہہ سکتا؟ اور تم میرے ساتھ بیٹھ کر آمنہ نامہ کھول کر بیٹھی ہو؟ سب ہمارے درمیان جب بھی بات ہوگی یہی سب ہوگا اس میں؟"

وہ بات مکمل کرتا اسے سوالیہ نظروں سے دیکھتا رہا مگر عِزہ خاموش رہی۔ اور اسکی خاموشی پر ہادی کو جھنجھلاہٹ میں اضافہ ہوتا محسوس ہوا۔ وہ کرسی سے اٹھ گیا۔

"اچھا نہ ٹھیک ہے۔۔۔روٹھی ہوئی محبوبہ کیوں بن رہے ہو۔۔۔"

وہ بھی اسکے ساتھ ہی اٹھ کھڑی ہوئی۔

"میں نہیں بن رہا مگر تم تفتیش کرتی ہوئی محبوبہ سے کم نہیں لگ رہی۔۔۔"

وہ اسکی طرف دیکھتا سنجیدگی سے بولا مگر عزہ ہنس پڑی پھر اسے گھورا

"زیادہ بکو مت۔۔۔کچھ نہیں پوچھ رہی میں لیکن۔۔وارن کر رہی ہوں میں تمہیں۔۔"

عزہ نے انگلی اٹھا کر اسے دکھائی۔

"مت کرو مجھے وارن۔۔۔بہت شکریہ۔۔"

ہادی نے اسکی انگلی پکڑ کر نیچے کی تو وہ آنکھیں سکیڑ کر اسے دیکھنے لگی۔

"چلو اب اندر۔۔۔"

وہ ویسے ہی اسکی انگلی پکڑتا اندر کی طرف بڑھا تو عزہ اپنی انگلی اسکی گرفت سے آزاد کرواتی اسکے پیچھے چل دی۔

☆☆☆☆☆

آہستہ آہستہ مہمان اپنے گھروں کو چل دئیے مگر چند رشتے دار ابھی بھی گھر میں ہی موجود تھے۔ مہمانوں سے فارغ ہوتی وہ جیسے ہی کمرے میں آئی تو کباڑ خانہ دیکھتے اسکا دل کراہ کر رہ گیا۔

دوپٹہ اتار کر سائیڈ پر رکھتے اسنے بالوں میں کلپ لگایا اور کمرہ سمیٹنے لگی۔یہ عزہ اور قرت کا کمرہ تھا مگر آج یہ کمرہ مہمانوں کے حصے میں آنا تھا۔ ارمغان ہادی اور افہام نے یشل کے گھر جا کر رات گزارنی تھی جو کہ فلوقت لاک پڑا تھا اور آبی نے بھی اپنی بہو بیٹے کے ساتھ وہیں جانا تھا۔ تینوں لڑکیوں نے ایک ہی کمرے میں سونا تھا جبکہ گیسٹ روم میں یشل اور رائد قیام پزیر تھے۔

عادل آج ہی آیا تھا۔ نکاح کی تقریب اٹینڈ کر کہ کھانا کھانے کے بعد وہ اپنے کسی دوست کی جانب چلا گیا تھا اور رات وہیں رہنا تھا۔

کچھ دیر بعد وہ پورے کمرے کی حالت سدھار چکی تھی۔ سارا میک اپ اور جیولری کو بیگ میں ڈال کر وہ اس کمرے کی طرف بڑھی جہاں عزہ، نِشہ اور قرت تھی۔

"یشل۔۔۔" وہ اندر جانے ہی لگی تھی جب افہام کی آواز پر رک گئی۔

"ہاں جی۔۔۔۔؟" اسنے رک کر سوال کیا تو افہام نے اسے اپنی طرف آنے کا اشارہ کیا۔

"کمرے میں کون کون ہے۔۔۔؟" یَشل کے پاس جانے پر افہام نے سوال کیا۔

"کمرے کے باہر کھڑے ہو کر میں یہ کیسے بتا سکتی ہوں کہ کمرے کے اندر کون ہے۔۔۔"

یشل کی بات پر افہام نے خفگی سے اسے دیکھا۔

"کوئی کام ہے آپ کو۔۔۔؟" وہ اسکے سوال کا مقصد اچھے سے سمجھ گئی تھی۔

NOVEL HUT

"مجھے اپنی بیگم سے ملنا ہے۔۔۔ملوا دیں پیاری بہنا۔۔۔"

افہام نے معصوم سی شکل بنا کر اسے دیکھا تو یَشل نے آئی برو اچکائی۔

"ایسے ہی مل وا دوں؟ مجھے کیا ملے گا؟"

"حکم کرو کیا چاہیے۔۔۔"

"کیش۔۔۔۔" یَشل نے ہتھیلی اسکے سامنے پھیلائی۔

"کتنا۔۔۔؟" افہام نے جیب سے والیٹ نکالا۔

"یہی کوئی پندرہ بیس ہزار۔۔۔"

چند ہزار کے نوٹ نکلاتے افہام کا ہاتھ تھم گیا۔ اسنے صدمے سے اپنے سامنے کھڑی یَشل کو دیکھا۔

اسکے والیٹ میں اس وقت تقریباً پچیس ہزار تھے جو کچھ دیر پہلے ہی عدنان صاحب نے اسے رکھاوائے تھے۔۔

"ذرا زمیں پر آجاؤ۔۔۔بیس روپے سمجھ میں آتے ہیں یہ بیس ہزار کیا ہوتا ہے۔۔؟"

NOVEL HUT

افہام نے آنکھیں چھوٹی کرکہ یشل کو لتاڑا تو اسکا منہ کھل گیا۔

"بدتمیزی نہیں کریں میرے ساتھ۔۔۔" اسنے افہام کو انگلی دکھائی تو افہام نے آئی برو اچکا کر اسے دیکھا۔

" اور تم جو میری جیب کاٹنے کا ارادہ کئیے ہو اسکا کیا؟"

"مرضی ہے آپ کی۔۔۔" وہ کندھے اچکا کر دروازے کی طرف مڑ گئی۔

"یَشل یار۔۔۔کیوں ظلم کر رہی ہو۔۔؟"

یَشل نے رک کر مسکراہٹ دبائی اور چہرے سنجیدگی سجاتی اسکی طرف مڑی۔

"دیں پھر۔۔۔؟" اس نے اپنا ہاتھ افہام کے سامنے کیا۔ دانت پیستے ہوئے ناچار اسنے دس ہزار یَشل کی ہتھیلی پر رکھے تو اسنے بھی ترس کھاتے باقی کے پیسے اسکے پاس ہی رہنے دیئے۔

"تمہارے میاں جی سے نکلواؤں گا وہ بھی ڈبل۔۔۔"

افہام نے والٹ واپس جیب میں رکھتے یشل کو اپنے ارادے سے آگاہ کیا۔

"وہ آپ کا اور میرے میاں جی کا آپس کا مسئلہ ہے۔ ڈبل نکلوائیں یا سنگل۔۔میری بلا سے۔۔"

وہ اترا کر کہتی اسکی سنے بغیر ہی کمرے کا دروازہ کھولتی اندر چلی گئی۔

"ارے۔۔۔کچھ بتا کر تو جاتی۔۔۔" افہام چند لمحے اسکا انتظار کرتا رہا پھر باہر کی طرف بڑھ گیا۔

"افہام بھائی تم سے ملنا چاہتے ہیں۔۔۔" کمرے میں داخل ہوتے اسنے قرت کو دیکھ کر کہا۔

"کیوں۔۔۔۔؟" یَشل کا دل کیا اسے ایک لگا دے۔

"رو مینس کرنے کے لیے۔۔۔" شیشے کے سامنے کھڑی انوشہ نے دبا دبا قہقہہ لگایا اور قرت نے تیز نظروں سے اسے گھورا۔

"میں پہلے کپڑے چینج کرلوں ویسے بھی نیچے جانا ہے۔۔۔"

نِشہ کی بات پر یشل نے سر ہلایا تو وہ الماری سے ایک سادہ جوڑا نکالتی چینج کرنے چلی گئی۔

"میں نے بھی چینج کرنا ہے۔۔۔" قرت نے یَشل کی طرف دیکھا۔

"پہلے تمہارے مجازی خدا تمہیں نظر بھر کر دیکھ لیں پھر کرلینا۔۔۔"

کچھ دیر بعد وہ نِشہ کے ساتھ کمرے سے باہر نکل گئی اور افہام کو مِس کال دینے کے ساتھ میسج بھی چھوڑ دیا۔

قرت بیڈ پر بیٹھی افہام کے بارے میں ہی سوچ رہی تھی جب دروازہ کھول کر وہ اندر داخل ہوا اور لاک کر دیا۔

"عزہ تو نہیں ہے نہ۔۔۔؟" اسنے واشروم کے دروازے کی طرف دیکھتے پہلا سوال کیا تو قرت نے سر انکار میں ہلایا۔

"بہت مہنگی پڑی ہے یہ ملاقات مجھے۔۔۔"

افہام اسکی طرف آتے ہوئے بولا تو قرت نے سوالیہ نظروں سے اسے دیکھا۔

NOVEL HUT

"کیوں؟ کیا مطلب۔۔۔؟" وہ اسکے قریب بیڈ سے نیچے ٹانگیں لٹکا کر لیٹ گیا۔

"دس ہزار لئیے ہیں یشل نے۔۔۔۔"

"کیا۔۔۔؟" قرت کی آنکھیں حیرت سے پھیلی۔۔

"ہاں اِن فیکٹ۔۔۔وہ تو کہہ رہی تھی جتنے والٹ میں ہیں وہ سارے دیں پھر ترس آگیا اسے مجھ پر۔۔۔"

قرت چند لمحے ضبط کرتی اسے دیکھتی رہی پھر کمرے میں اسکے قہقہے گونجے تو افہام چونکا۔

"آپ پاگل ہوگئے ہیں کیا نکاح کی خوشی میں۔۔۔؟"

وہ ہنسنے کے درمیان بولی تو افہام خفیف ہوا۔

"مایوں میں تھوڑی نہ بیٹھی ہوں کہ آپ کو کوئی مجھ سے ملنے نہیں دے گا۔۔۔نکاح ہوگیا ہے آپ نشہ سے کہہ دیتے۔۔۔اوف افہام آپ کا مقابلہ کوئی نہیں کر سکتا۔۔۔بدھو بنا دیا آپ کو یَشل نے۔۔"

وہ ہنس کر بولتی ہوئی اتنی خوبصورت لگتی ہے کہ اس سے زیادہ حسین منظر دنیا میں کوئی ہو ہی نہیں ہوسکتا۔

ایسے جیسے۔۔۔دنیا کی ساری خوشیاں اور رونقیں اسکے اندر سما گئی ہو۔۔۔وہ خاموشی سے اسے دیکھتا چلا گیا۔

"ارے۔۔۔آپ نے مجھے نکاح کی مبارکباد بھی نہیں دی۔۔۔"

یاد آنے پر وہ فوراً بولی۔

"نکاح کے بعد دی تھی۔ دوبارہ وہ دینا ضروری ہے کیا۔۔۔؟"

"ہاں تو اور۔۔۔؟"

اسنے ناک سکیڑی تو افہام سیدھا ہوا اور اسے دیکھنے لگا۔

"تمہیں پتا ہے۔۔۔ آج میرے پاس الفاظ ہیں ہی نہیں اپنی کیفیت اور خوشی بیان کرنے کے لیے۔ ایسا لگ رہا ہے جیسے میں نے دنیا فتح کر لی ہو۔۔۔"

وہ اسکے چہرے کے نقوش کو اپنی آنکھوں میں اترتا اسے اپنی کیفیت بتا رہا تھا جسے سن کر قرت کی مسکراہٹ گہری ہوتی جارہی تھی۔

"میری زندگی میں ہونے والا ایک بہت خوبصورت اضافہ ہو تم۔ نکاح مبارک ہو زوجہِ افہام۔۔"

افہام نے آگے ہوتے اسکے رخسار پر لمس چھوڑا تو قرت کے چہرے پر حیا کے رنگ بکھرے گئے۔ گھنی پلکوں کا جھالر لرزنے لگا۔

"آپ کو بھی مبارک ہو۔۔۔"

افہام نے نرمی سے اسے اپنے سینے میں بھینچ لیا۔

"افہام۔۔۔" قرت نے چہرا اوپر کرتے اسے دیکھا جو آنکھیں بند کئیے سینے سے لگی اپنی محبت کو محسوس کر رہا تھا۔ اسنے آنکھیں کھولتے قرت کو دیکھا تو وہ اس کے سینے سے دور ہوتی دونوں بازو اسکی گردن کے گرد باند گئی اور اپنا چہرا اسکے کان کے قریب کیا۔

"مجھے آپ سے بےپناہ محبت ہے۔۔۔"

کان میں خوبصورتی سے سرگوشی کرتی وہ اسکے ماتھے پر اپنے لب رکھ گئی۔

☆☆☆☆☆

NOVEL HUT

#منتظرت_ہستم

#ازقلم_نیہا_امتیاز

#اپسوڈ_نمبر_32

🚫 Don't copy paste without my permission 🚫

"میں کیسے آجاؤں بابا یَشل کے بغیر وہ کِس کے ساتھ واپس آئے گی۔۔؟"

وہ کال پر بات کرتا اندر داخل ہوا تو بیڈ سیٹ کرتی یَشل اسکی طرف متوجہ ہوئی۔

"میں یَشل سے بات کرلوں پھر آپ کو بتاتا ہوں۔۔۔"

کچھ دیر بعد اسنے کال منقطع کی۔

"کھانا کھاؤ گے۔۔۔؟" یَشل نے الماری سے آرام دہ لباس نکال کر اسکی طرف بڑھایا جو اس وقت پینٹ کوٹ میں تھا۔ آج اسے کسی سے ملنا تھا اسی سلسلے میں وہ شام کا گیا ابھی دس بجے لوٹا تھا۔

"نہیں کھانا میں کھا کر آیا ہوں۔۔۔تم نے کھا لیا؟"

اسنے کپڑے اس کے ہاتھ سے لیتے ہوئے کہا۔

"ہاں میں نے تو کھا لیا ہے۔۔۔اچھا تم چینج کرلو میں کافی بنا لاتی ہوں۔۔"

وہ کمرے سے باہر نکل گئی تو رائد بھی واشروم میں بند ہوگیا۔

یَشل کچن میں آئی تو وہاں پہلے سے ارمغان کھڑا کھانا نکال رہا تھا۔ اسے دیکھتے یشل کے قدم دروازے پر ہی رک گئے۔۔۔

ارمغان اسکی طرف پلٹا تو یَشل نے سانس روکے اسے دیکھا۔

"کچھ چاہیے تھا۔۔۔؟" دل کی کیفیت نظر انداز کرتے ارمغان نے بامشکل سوال کیا تو یَشل نے اٹکا ہوا سانس آہستگی سے ہوا میں تحلیل کیا۔

"نہیں۔۔ہاں۔۔کافی۔۔۔" اٹکتے ہوئے اسنے محض تین الفاظ منہ سے نکالے تو ارمغان اسے دیکھنے لگا تاکہ وہ اپنا جملہ مکمل کرے مگر اس کے دیکھنے پر یَشل کی زبان مزید لڑکھڑاتی۔

"کافی بنا دو۔۔۔" ارمغان ویسے ہی اسے دیکھتا رہا جس کے چہرے سے اسکی حالت کا اندازہ ہو رہا تھا۔

"میرا مطلب۔۔۔میں۔۔۔کافی پینے آئی ہوں۔۔"

اسنے فوراً اپنے جملے کی تصحیح کی مگر اس بار بھی غلط ہی کہا۔

"مجھے کافی بنانی ہے۔۔۔" یَشل کا دل کیا زمین پھٹے اور وہ اس میں سما جائے۔

"اہم۔۔۔بنا لو۔۔" وہ پلٹ کر اپنا کام کرنے لگا مگر یَشل دل کھول کر شرمندہ ہوئی۔ اسکا دل کیا وہ کسی طرح وہاں سے غائب ہو جائے۔

"کک۔۔کافی کہاں ہے۔۔"

اسنے دھک دھک ہوتے دل کے ساتھ یہاں وہاں نظریں دوڑانے کے بعد مختلف دراز کھول کر چیک کیئے مگر کافی نظر نہ آئی۔ کھانا اون میں رکھتے ارمغان نے پلٹ کر اسے دیکھا جسے بوکھلاہٹ میں کچھ سمجھ نہیں آرہا۔

"وہ رہی۔۔۔" اسنے شیلف کے ایک کارنر کی طرف اشارہ کیا جہاں کافی کے ساتھ مرچ مصالحے بھی پڑے تھے اور ان میں کافی کی جار خاصی نمایاں تھی۔ یَشل کا چہرا شرمندگی کے مارے سرخ ہوگیا۔یہاں سے چلے جانا ہی بہتر تھا۔ وہ پلٹ گئی مگر اسکی آواز کانوں میں پڑی تو اگلا قدم اٹھانا بھاری ہوگیا۔

"یَشل۔۔۔"

"اسنے آنکھیں بند کرتے گہرا سانس لیا۔یہ شخص ہر بار اس کا نام لیے کر اسے کمزور کر دیتا تھا۔

"جی۔۔۔" وہ پیچھے مڑی۔آواز میں کچھ لرزش تھی۔

"کہاں جارہی ہو۔۔۔؟ میں نے کافی بنانے سے منع تو نہیں کیا۔۔"

"نہیں وہ بس میں۔۔۔" کوئی بہانہ نہ سوجھا تو بات ادھورا چھوڑ دی۔

"ہاں میں دودھ نکالنے لگی تھی فریج سے۔۔"

"فریج اس طرف نہیں ہے۔۔۔" یَشل نے جی بھر کر اس لمحے پر لعنت بھیجی جب اسنے کافی بنانے کا سوچا تھا۔

"جج۔۔جی۔۔۔" وہ مرے قدموں سے فریج کی طرف گئی اور دودھ نکال کر پتیلی میں ڈالا۔

ارمغان وہیں بیٹھ کر کھانا کھانے لگا تو یَشل کی رہی سہی ہمت بھی جواب دینے لگی۔

"پڑھائی کیوں نہیں کر رہی تم آگے؟" لمبی خاموشی کے بعد اسے ارمغان کی آواز سنائی دی۔

"وہ۔۔۔دل نہیں کر رہا۔۔" ارمغان نے حیرت سے اسکی پشت کو دیکھا۔ اسنے یَشل کے منہ سے یہ بات کئی بار سنی تھی جب وہ یونیورسٹی میں اسکے ساتھ ہوتی تھی جو کہ بڑی عام سی بات تھی ہر سٹوڈنٹ ہی فیڈاپ ہوتا ہے مگر آج وہ اس بات کی توقع نہیں کر رہا تھا۔

اسکے کچھ نہ بولنے پر یَشل نے چہرا موڑ کر اسے دیکھا جو پہلے سے اس پر نظریں جمائے ہوئے تھا۔

"میرا مطلب تھا کہ۔۔۔پہلے بس ہمت نہیں ہو رہی تھی پڑھائی کنٹینو کرنے کی بریک لے لیا تھا مگر اب واپس جا کر کرلوں گی۔۔"

وہ چہرے کا رخ موڑ گئی تو ارمغان بھی کھانا کھانے لگا۔

"ایڈمیشنز تو ابھی اوپن ہیں نہ۔۔مزید کس بات کا انتظار ہے؟ تمہارا سیمسٹر فریزڈ ہے۔ یونیورسٹی جا کر کام کرواؤ کراچی کی برانچ میں خود ہی ایڈمیشن ہو جائے گا۔۔"

یشل پوری طرح سے رخ اسکی طرف کر کہ کھڑی ہو گئی۔ اسے ارمغان پر حیرت ہو رہی تھی۔۔۔ وہ سنجیدگی سے بات کر رہا تھا مگر کیسے کر رہا تھا؟ یشل

کے لیے یہاں کھڑے رہنا بھی محال تھا اور وہ شخص اس سے باتیں کیئے جارہا تھا۔ پہلے کی طرح نہیں، اسکا لہجہ مختلف تھا انداز ویسا نہیں تھا مگر یہ چیز بھی یَشل کے توقعات کے بلکل برعکس تھی۔ اسے لگا تھا ارمغان اس سے بات کرنے سے جتنا ہوسکا اتنا اجتناب برتے گا۔

"ابھی تو یونیورسٹی بند ہوگی نہ۔۔۔؟"

وہ ویسے ہی اسکی طرف رخ کرکہ کھڑی سوال کر رہی تھی۔ ارمغان نے نظر اٹھا کر اسکی طرف نہیں دیکھا۔ چاہ کر بھی وہ ایسا نہ کر سکا۔

"نہیں۔۔ تم جا سکتی ہو۔۔۔ مختلف کورسز کی کلاسز چل رہی ہیں۔۔"

یَشل سر ہلانے لگی تبھی رائد کچن میں داخل ہوا۔

"کہاں رہ گئی ہو میری جان۔۔۔"

رائد نے یَشل کو دیکھتے ہوئے کہا پھر اسکی نظر ایک طرف بیٹھے ارمغان پر گئی۔ یَشل رائد کو دیکھتے کچھ گھبراہٹ کا شکار ہوئی جبکہ ارمغان نے ایک نظر اسے دیکھا پھر کھانا کھانے لگا۔

"کافی نہیں مل رہی تھی اسی لئیے تھوڑی دیر ہوگئی۔۔بس یہ بن گئی ہے۔۔۔"

یَشل چولہے کی طرف پلٹ گئی اور کافی کپس میں انڈیلنے لگی۔ وہ کے ارمغان کے ساتھ ساتھ رائد کی موجودگی پر بری طرح گھبراہٹ کا شکار ہوئی۔ ایک ہاتھ سے کپ پکڑا اور دوسرے ہاتھ میں پین پکڑے وہ کافی دوسرے کپ میں ڈال رہی تھی جب کافی اسکے ہاتھ پر چھلک پڑی۔

"آہہ۔۔۔شِٹ۔۔" اسنے جلدی سے پین سائیڈ پر رکھا جو اسکے ہاتھ سے گرتے گرتے بچا۔ تکلیف شدید تھی مگر اسنے خود کو مزید چیخنے سے باز رکھا۔ سر جھکا کر کھانا کھاتے ارمغان نے فوراً اسے دیکھا۔ وہ اپنی جگہ سے اٹھنے ہی لگا تھا جب رائد بجلی کی تیزی سے یشل تک پہنچا۔

"کیا ہوا ادھر دکھاؤ۔۔۔کیسے کام کرتی ہو یَشل کتنا زیادہ ہاتھ جلا دیا ہے۔۔"

وہ پریشانی سے اسکا سرخ ہوتا ہاتھ دیکھتا ہوا بولا جبکہ یَشل بھری ہوئی آنکھوں سے سی سی کرتی رہ گئی۔ اس کے ہاتھ پر ابلتا ہوا دودھ گرا تھا۔

"ادھر آؤ۔۔" رائد اس کو سنک تک لایا اور ٹیپ کھول کر اسکا ہاتھ اسکے نیچے کردیا۔ ارمغان اپنی جگہ پر کھڑا وہ منظر دیکھتا رہا۔

"یہ تو بہت زیادہ جل گیا ہے۔۔۔" رائد نے اسکے ہاتھ کو دیکھا۔ یشل کی آنکھوں سے آنسو لڑیوں کی صورت جاری ہوئے۔

"ارے۔۔۔ یَشل رو تو نہیں یار۔۔" رائد نے اسکا چہرا اوپر کرتے آنسو صاف کیئے۔

"مجھے درد ہورہی ہے۔۔۔" وہ روتے ہوئے بولی تو ارمغان خود کو روک نہ سکا۔ وہ فریج کی طرف بڑھا اور آئنٹمینٹ نکال کر ان دونوں کے پاس آیا۔ خاموشی سے اسنے وہ ٹیوب رائد کی طرف بڑھایا جو رائد نے تھام لیا مگر شکریہ کہنے کی توفیق نہ کی۔

"میں یہ لگا دوں۔۔۔؟" رائد نے یَشل کی جانب سوالیہ نظروں سے دیکھا۔

"اجازت کیا لینی۔۔۔ظاہر ہے یہ تو لگانی ہے نہ۔۔۔"

ارمغان نے یَشل کا ہاتھ دیکھا جہاں چھالے پڑنے لگے تھے۔

"اسے تکلیف ہوگی۔۔۔" رائد نے ارمغان کی طرف دیکھا جو اسکی بات پر چند لمحے کچھ کہہ ہی نہ سکا۔

کوئی اس سے زیادہ بھی یشل کے لیے فکر مند ہو سکتا تھا؟

ہاں۔۔۔اسنے رائد کی آنکھوں میں اسکے لیے ڈھیر ساری فکر دیکھی تھی۔ اتنی کہ وہ نہیں چاہتا تھا دوائی لگانے پر بھی اسے مزید تکلیف نہ ہو۔۔

"مگر یہ لگانی تو پڑے گی نہ۔۔۔۔" ارمغان پلٹ گیا تھا۔

وہ واپس چئیر بیٹھا مگر اپنے سامنے پڑے کھانے کو دیکھ کر اسکا دل خراب ہوا۔

"لگا دو۔۔۔" وہ سوں سوں کرتی رائد کو دیکھ کر بولی تو وہ اسکے جلے پر بہت احتیاط سے دوائی لگانے لگا۔

"بس ہو جائے گا ٹھیک انشاءاللہ۔ رونا نہیں ہے اب۔۔"

رائد نے بہت نرمی اور پیار سے کہتے ہوئے اسکے آنسو صاف کئیے اور اسے ہلکا سا خود سے لگایا۔ آئنٹمنٹ فریج میں رکھی ہونے کے باعث ٹھنڈی تھی سو وہ بہتر محسوس کر رہی تھی۔

"روم میں چلتے ہیں۔۔۔" وہ اسکو اپنے ساتھ لگائے کچن سے نکل گیا۔

ارمغان کو لگا اسکا دل پھٹ جائے گا۔ جب سے یشل نے کچن میں قدم رکھا تھا تب سے اسکی دھڑکن بے ترتیب تھی۔ ایک پل کو بھی چین نہیں آیا تھا۔ اسنے خود کو کتنی مشکل سے روک رکھا تھا یہ بات صرف وہی جانتا تھا۔

یَشل سے بات کرتے اسے دل میں تکلیف کی ٹیسیں اٹھتی محسوس ہوئی تھی جنہیں وہ نظر انداز کرتا اس سے بات کرتا رہا اور رائد کی آمد کے بعد اسے اپنا آپ عشق کی بھٹی میں سلگتا محسوس ہوا تھا۔

ارمغان کی نظر شیلف پر پڑے کافی کے کپ پر جا رکی۔ وہ چلتا ہوا شیلف تک آیا اور کافی کا کپ اٹھا کر اسے سنک میں انڈیل دیا۔

"ڈاکٹر کے پاس چلیں زیادہ درد ہے تو۔۔۔؟"

رائد نے اسکی آنکھوں میں موٹے موٹے آنسو دیکھ کر سوال کیا تو وہ سر انکار میں ہلانے لگی۔۔

"اچھا رونا نہیں پھر اب۔۔۔" یَشل خاموش رہی ہھر چند لمحوں بعد سوال کیا۔

"عادل انکل کیا کہہ رہے تھے۔۔۔؟"

"انہیں کام کے سلسلے میں دوبارہ جرمنی جانا ہے۔۔۔ کہہ رہے تھے یہاں آکر آفس سنبھال لو پرسو فلائیٹ ہے انکی۔۔۔"

یَشل چند لمحے خاموشی سے اسے دیکھتی رہی۔

"مجھے بھی چلنا ہوگا؟"

"نہیں تم چاہو تو یہاں رہ سکتی ہو اِن فیکٹ مجھے خود اچھا نہیں لگ رہا کہ میں تمہیں ساتھ لے کر چلا جاؤں۔یہاں آئے دس دن بھی پورے نہیں ہوئے۔۔۔بابا کہہ رہے ہیں تمہیں یہاں چھوڑ آؤں جب تک تم یہاں رہنا چاہو رہ لو مگر میں تمہارے بغیر کیسے رہوں گا۔۔۔؟"

سنجیدگی سے تفصیل بتاتے آخر میں لہجے کے ساتھ چہرے پر بھی معصومیت سجائی تو یَشل چند لمحے اسے دیکھتی رہی پھر مسکرا دی۔

"کھانا کون بنا کر دے گا مجھے۔۔۔؟" وہ مزید بولا۔

"کھانا تو اب میں ویسے بھی نہیں بنا سکتی۔۔۔" اسنے جلا ہوا ہاتھ اسے دکھایا۔

"میں بنا لوں گا۔۔تم کِھلا دینا۔۔۔" اسکی بات پر یَشل بے اختیار ہنسی۔

"مگر میں اتنی جلدی نہیں جانا چاہتی رائد۔۔۔میں کچھ وقت یہاں گزارنا چاہتی ہوں۔۔۔"

وہ اسکے چہرے کو دیکھتی ہوئی بولی۔

"جانتا ہوں۔۔۔اچھا میں چلا جاؤں؟ میرے بغیر گزارہ ہو جائے گا نہ تمہارا۔۔۔"

اسکی آنکھوں میں اب شرارت ناچ رہی تھی۔

"آکسیجن تھوڑی نہ ہو تم کہ تمہارے بغیر میں مر جاؤں گی۔۔۔"

"آکسیجن ہی تو بننا چاہتا ہوں میں تمہاری۔۔۔"

رائد چہرے کے آگے آئے ہوئے بالوں کو اسکے کان کے پیچھے اڑاسا۔

"یہ تو ناممکن ہے۔۔۔بہرحال کیا سوچا پھر؟"

"سوچنا کیا۔۔۔مجھے جانا ہوگا کچھ ٹائم رہ لو پھر میں تمہیں لینے آجاؤں گا۔۔۔"

یہ فیصلہ رائد کے لیے مشکل تھا کیونکہ وہ واقعی اسکے بغیر اب نہیں رہ سکتا تھا اور نہ ہی وہ اس کو یہاں چھوڑ کر جانا چاہتا تھا۔

"ہمم۔۔۔بابا کب واپس آئیں گے جرمنی سے؟" وہ سوال کر رہی تھی۔

"کچھ کہہ نہیں سکتے۔۔۔" رائد نے کندھے اچکا دیئے۔۔

"ایڈمیشنز اوپن ہیں۔۔میں بھی مزید بس ایک ہفتہ ہی یہاں رہوں گی۔ یونیورسٹی جانا ہے کچھ کام کے سلسلے میں۔۔پھر کلاسز سٹارٹ ہونگی تو وہ اٹینڈ کرنی ہیں۔۔"

اسکی بات پر رائد کچھ سوچنے لگا۔

"میں اکیلے واپس آجاؤں گی فکر نہیں کرو۔۔۔" وہ بول کر اٹھ گئی۔

"اکیلے کیسے واپس آؤ گی۔۔؟ اب اتنا بھی برا نہیں ہوں کہ اپنی اکلوتی بیوی کو اکیلے سفر کرنے دوں۔۔"

وہ وہیں بیٹھا اسکی پشت دیکھتا رہا جو ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے جا کھڑی ہوئی تھی۔ اسکو بالوں میں ہاتھ ڈالتا دیکھ کر رائد اپنی جگہ سے اٹھا۔

"میں نے کب کہا تم برے ہو۔۔؟" وہ شیشے میں اپنے پیچھے اسکا عکس دیکھ کر بولی۔

"یہ بھی تو نہیں کہا کہ میں اچھا ہوں۔۔۔"

رائد نے اسکا ہاتھ نیچے کرکہ بالوں کو اکھٹا کرتے ان میں کلپ لگایا تو یَشل ہونٹوں پر مسکراہٹ لئیے اسکی طرف مڑی۔

"بہت اچھے ہو تم۔۔بتانے کی ضرورت ہے کیا؟"

"ہاں بلکل۔۔۔ تم بتاؤ گی نہیں تو مجھے کیسے پتا لگے گا تم میرے بارے میں کیا سوچتی ہو؟"

رائد ہلکا سا جھک کر بولا۔

"بہت برے خیالات ہیں میرے تمہارے بارے میں۔۔۔"

"اچھا؟ کتنے برے۔۔۔" اسکے ذو معنی سوال پر یَشل نے اسے گھور کر دیکھا پھر سائڈ سے نکل کر جانے لگی۔

"ایسے کیسے۔۔۔" رائد نے اسکا راستہ روکا۔

"کیا ایسے کیسے؟ سردی لگ رہی مجھے۔۔۔"

"پہلے مجھے کس کرو۔۔۔" رائد نے چہرا اسکے سامنے کیا تو یشل نے آئی برو اچکاتے اسے دیکھا۔

"زیادہ فری نہیں ہو رہے تم؟" یشل نے آنکھیں چھوٹی کی تو رائد نے سر انکار میں ہلایا۔

"بلکل بھی نہیں ہو رہا۔۔۔"

"تمہاری خام خیالی ہے کہ میں ایسا کروں گی۔۔۔"

یشل نے اسکی خوش فہمیاں دور کرنا چاہی۔

"پھر میں بھی تمہیں جانے نہیں دوں گا۔۔"

رائد نے اسکے دائیں بائیں ہاتھ رکھتے راہِ فرار بند کیا۔

"تم پھر تنگ کرنے لگ گئے ہو مجھے؟ پیچھے ہٹ جاؤ۔۔۔"

یَشل نے اسکی بازو ہٹا کر نکلنا چاہا مگر ناکام ٹھہری۔

"پہلے جو کہا ہے وہ کرو۔۔۔"

یَشل نے معصوم بنتے اسے دیکھا مگر رائد پر کوئی اثر نہ ہوا۔ ناچار اسنے دونوں ہاتھ رائد کے چہرہ پر رکھے اور پنجوں کے بل اوپر ہوتے اسکے ماتھے پر اپنے لب رکھ دیئے۔ یہ پہلی مہر تھی جو اسنے رائد کے چہرے پر ثبت کی تھی۔ یَشل کا چہرا گلال ہوا۔ اسنے پیچھے ہٹ کر چمکتی آنکھوں سے رائد کو دیکھا جس کے ہونٹوں پر زندگی سے بھرپور مسکراہٹ آئی تھی۔

"اور کتنا اپنا بناؤ گی۔۔؟"

یَشل کے ہونٹوں پر بے اختیار مسکراہٹ رینگ گئی۔

رائد کے ایک قدم پیچھے ہٹنے پر وہ بیڈ کی طرف بڑھی۔

"یہ ایسے ہی رہے گا۔۔۔؟" اسنے بیڈ پر بیٹھے جلے ہوئے ہاتھ کو دیکھا۔

"شاید ہاں لیکن ایسے تمہیں مشکل ہوگی سونے میں۔۔۔اسکو ہلکی سی بینڈج کردیتے ہیں جس سے یہ ہاتھ کوور رہے تھوڑا سا۔۔۔"

وہ اب فرسٹ ایڈ باکس کی تلاش میں یہاں وہاں دیکھنے لگا۔

"جلے ہوئے کو بینڈج کرتے ہیں کیا؟ تم پھر اپنا سستا میڈیٹکل جھاڑو گے اب؟"

یَشل کی بات پر رائد نے نگل لینے والی نظر یشل پر ڈالی

"جب پتا ہے نہیں کرتے تو بول ہی کیوں رہی؟ ایسے ہی سوجاؤ۔۔۔"

وہ بولتا ہوا اپنے سائڈ پر آکر لیٹنے لگا۔

"اچھا نا ڈانٹ کیوں رہے ہو؟" وہ فوراً سے بھیگی بلی بنی تو رائد نے اسے دیکھا

NOVEL HUT

"یشل میں کب ڈانٹ رہا ہوں۔۔؟"

"رہنے دو اب۔۔۔" وہ منہ بسور کر بولتی ہوئی لیٹ گئی تو رائد عش عش کر اٹھا۔

☆☆☆☆☆

وہ صوفے پر بیٹھا فون یوز کر رہا تھا جب عزہ اس کے پیچھے سے گزری لیکن اس کے فون میں کھلی آمنہ کی چیٹ دیکھ کر رک گئی۔

"تم کیوں اس کو میسجز کرتے رہتے ہو۔۔۔؟"

عزہ گھوم کر اس کے ساتھ آکر بیٹھی اور سنجیدگی سے سوال کیا۔

"کس کو میسج کرتا ہوں میں۔۔۔؟" اس نے ایک نظر عزہ پر ڈالی اور دوبارہ فون استعمال کرنے لگا۔

"انجان مت بنو ہادی۔۔ تمہیں پتا ہے میں آمنہ کی بات کر رہی۔۔۔"

لہجہ اُتنا ہی سنجیدہ تھا۔

"پہلے تو تمہیں کبھی اعتراض نہیں ہوا۔۔۔ بات ہی کرتا ہوں اللہ معاف کرے کچھ غلط تو نہیں کرتا۔۔۔"

وہ غیر سنجیدہ تھا۔

"پہلے کبھی مجھے اعتراض نہیں ہوا کیونکہ مجھے نہیں پتا تھا تم دونوں اتنے کلوز ہوگئے ہو یا کس طرح کی دوستی ہے تم دونوں کی۔۔۔۔"

"کیا مطلب اتنے کلوز ہوگئے ہیں اور کس طرح کی دوستی ہے؟ ڈونٹ وری عزہ۔۔۔ایسا ویسا کچھ نہیں ہے میں اسے کچھ غلط نہیں کہتا اور وہ اتنے عرصے میں مجھ سے تنگ بھی نہیں ہوئی۔۔۔"

وہ ہنوز فون یوز کرتا بے فکری سے بولا۔

"یہی تو مسئلہ ہے کہ وہ تنگ نہیں ہوتی۔۔۔" عزہ جھنجھلائی تو ہادی نے فون سے نظریں ہٹاتے حیرت سے اسے دیکھا۔۔

"یہ تو اچھی بات ہے نہ کہ وہ تنگ نہیں ہوتی۔۔اس میں مسئلے والی کیا بات ہے بھئی؟"

ہادی نے فون بند کرتے اچھنبے سے سوال کیا تو عزہ نے گہرا سانس لیا۔

"ہادی وہ لڑکوں سے باتیں نہیں کرتی۔۔"

"تو میں لڑکی ہوں کیا۔۔؟" وہ استہزائیہ بولا۔

"اوففف ہادی اوففف۔۔۔تم سمجھ نہیں رہے میری بات کو۔۔"

وہ پہلے سے زیادہ جھنجھلائی

"تو سمجھاو نہ میری جان۔۔۔"ہادی نے آنکھوں میں نرم تاثر لئیے اسے دیکھا۔

"زیادہ فری ہونے کی ضرورت نہیں میرے ساتھ۔۔۔"

عزہ نے اسے گھورا تو ہادی نے کان پکڑتے معذرت کی۔

"دیکھو ہادی۔۔وہ لڑکوں سے باتیں نہیں کرتی، اس کا مطلب یہ ہے کہ اسے کسی کا بلاوجہ میسج کرنا بھی برا لگتا ہے۔جب سے میں اسے جانتی ہوں تب سے تم پہلے لڑکے ہو جس سے وہ یوں باتیں کرتی ہے اور اتنی گہری دوستی بھی ہوگئی ہے۔۔۔۔وہ دوسری طرح کی بندی ہے۔۔اسکی نیچر اتنی ریزروڈ ہے کہ میل کزنز سے بھی محض سلام دعا رکھتی ہے۔ لیکن تم۔۔۔تم سے وہ اتنی باتیں کرتی ہے یہاں تک کہ تم سے مل بھی چکی ہے، وہ تمہاری کسی بات کو مائینڈ نہیں کرتی یہ چیز اُس کے لحاظ سے نارمل نہیں ہے۔۔۔۔"

عزہ اسے جو کہنا چاہتی تھی وہ بہت آسان لفظوں میں بھی کہہ سکتی تھی مگر وہ ایسا نہیں کر سکتی تھی کیونکہ یہ کام اگر اتنا آسان ہوتا تو آمنہ کر چکی ہوتی۔

"ان ساری باتوں کا مطلب تو یہ ہوا کہ میں اس کو دوسروں سے ڈفرنٹ لگا اور اچھا لگا اسی لئیے وہ میرے ساتھ کمفرٹیبل ہوتی ہے۔۔۔"

ہادی نے کندھے اچکا دئیے۔

"یہی بات ہے لیکن تم واقعی دوسروں سے مختلف ہو کیا۔۔۔؟"

عزہ کے سوال پر ہادی چند لمحے اسے دیکھتا رہا۔ "کیا مطلب۔۔۔؟"

"دوسروں سے مختلف تم کیسے ہو؟ تم میں ہیرے موتی لگے ہیں کیا؟"

ہادی نے سر انکار میں ہلا دیا۔

"پھر تم نے سوچا ہے کہ تم اسے دوسروں سے الگ کیوں لگتے ہو۔۔۔؟"

اسکے سوال پر وہ خاموش رہا

"اچھا چھوڑو اس بات کو۔۔۔تم صرف آمنہ سے بات کرتے ہو کیا ۔۔۔؟"

اسنے اسکی خاموشی پر سوال بدلا

"نہیں تو۔۔۔"

"تو یعنی تم آمنہ کے معملے میں سنجیدہ بھی نہیں ہوا۔۔۔"

عزہ کی بات پر ہادی نے آنکھیں چھوٹی کرکہ نا سمجھی سے اسے دیکھا۔

"میں نے آمنہ کو لے کر سنجیدہ کیوں ہونا عزہ۔۔؟" وہ کندھے اوپر کرتا اسکی بات پر ہنسا۔

"بلکل۔۔۔تم کیوں سنجیدہ ہو گے۔۔۔لیکن مجھے لگتا ہے وہ تمہیں لے کر سیرئیس ہے۔۔۔"

اسے لگتا نہیں تھا۔ اسے یقین تھا اور یہی حقیقت بھی تھی۔

"تمہیں غلط لگ رہا ہے عزہ۔۔۔" اس بار وہ آرام سے بولا۔

"مجھے غلط نہیں لگ سکتا۔۔۔میں اسے سالوں سے جانتی ہوں اور تمہیں محض چند ماہ ہی تو ہوئے ہیں۔۔میں اس کی رگ رگ اور اسکے ہر انداز سے واقف ہوں ہادی۔۔!"

اب کی بار ہادی خاموشی سے اسے دیکھتا رہا۔

"ہادی وہ بہت اچھی لڑکی ہے اور دوستی کے معاملے میں ضرورت سے زیادہ سیریئس ہوتی ہے۔۔ہر چیز، ہر ضروری اور غیر ضروری رشتے میں اپنا بیسٹ دیتی ہے۔۔۔کیا تمہیں یقین ہے کہ وہ بھی تمہیں دوست ہی مانتی ہے؟"

وہ سوالیہ نظروں سے اسے دیکھنے لگی۔

"میں نہیں چاہتی کہ کسی بھی پوائنٹ پر وہ تمہاری وجہ سے ہرٹ ہو۔۔اور مجھے یقین ہے تم اگر ایسے ہی رہے تو وہ ہرٹ ہوگی اور ضرور ہوگی۔۔۔مجھے نہیں پتا میں مزید تمہیں کس طرح سے سمجھاوں لیکن تم بچے نہیں ہو۔۔میری بات تمہیں اچھے سے سمجھ آگئی ہوگی۔۔بہتر ہے تم سوچ سمجھ کر اس سے بات کرو اور سب کچھ کلئیر کرو تاکہ تم دونوں کو کوئی پاربلم فیس نہ کرنی پڑے۔۔"

اپنی بات مکمل کرتی عزہ اپنی جگہ سے اٹھ گئی تھی اور ہادی کو کافی کچھ سوچنے پر مجبور بھی کر گئی تھی۔ ہادی چند لمحے کسی ٹرانس کی طرح بیٹھا رہا پھر فون اٹھا کر نوٹیفیکیشن پینل کھولا۔

"تم نہیں سمجھو گے۔۔مجھے تمہاری عادت سی ہو گئی ہے۔۔"

وہ کتنی ہی دیر فون پکڑ کر بیٹھا اس میسج کو دیکھتا رہا۔

☆☆☆☆☆

رائد کو گئے آج دو دن ہوگئے تھے اور ان دو دنوں میں اسے اس بات کا احساس شدت سے ہوا تھا کہ پانچ ماہ میں بھی اسے رائد کی عادت نہ ہوئی تھی۔ اسکے جانے کے بعد اپنا آپ اسے عجیب انداز میں آزاد محسوس ہوا تھا۔ ایسے جیسے سب ٹھیک ہوگیا ہے لیکن درحقیقت سب ویسا ہی تھا۔

صبح اٹھتے ہی وہ شاور لینے چلی گئی کیونکہ آج اسے یونیورسٹی جانا تھا۔ شاور لینے کے بعد بالوں کو ڈرایر سے ڈرائے کیا اور تیار ہونے لگی۔ چہرے پر ہلکا پھلکا میک اپ کرکہ وہ نشہ کے ساتھ یونیورسٹی چلی آئی۔ یونیورسٹی میں قدم رکھتے وہ لوگوں کی نظروں کا مرکز بنی تھی اور اسکی وجہ بھی وہ اچھے طریقے سے جانتی تھی۔

"ماسک ہے تمہارے پاس۔۔۔؟"

اسنے ساتھ چلتی نِشہ کو مخاطب کیا تو وہ سر انکار میں ہلا گئی۔ تیز تیز قدم لیتی وہ اپنے مطلوبہ آفس میں پہنچی۔

کام کے دوران ایچ او ڈی اور مختلف ٹیچرز سے اسکی شادی کے متعلق کچھ گفتگو ہوئی تھی تو اسکا دل کیا وہ وہاں سے غائب ہو جائے۔

کام لمبا تھا۔ وہ ایک آفس سے نکلتے دوسری جانب جانے لگی جب راستے میں اسے اپنی کلاس فیلوز ملی۔

"ارے یَشل۔۔۔کیسی ہو یار۔۔"

وہ گرمجوشی سے بغلگیر ہوئی تو یَشل بوکھلا سی گئی کیونکہ وہ اب تک نظر آنے والے جان پہنچان کے تمام لوگوں کو نظر انداز کرتی آئی تھی اور ابھی بھی یہی ارادہ تھا مگر وہ دونوں کسی دیوار کی طرح راستے میں حائل ہوئی تھیں۔

"میں ٹھیک تم دونوں بتاؤ۔۔۔" اسنے اپنے سامنے کھڑی رمشہ اور مرحا کو بدقت مسکرا کر دیکھا۔

"ہم بھی ٹھیک۔۔۔تم نے شادی کرلی؟ وہ بھی رائد سے؟"

توقع کے عین مطابق حیرت سے سوال کیا گیا تو نشہ نے گہرا سانس لیتے اڈ کر آنے والے غصے کو دبایا جبکہ یَشل کو سمجھ ہی نہ آیا وہ کیا کہے۔

"ہاں۔۔۔کرلی۔۔"

"مگر تمہارا اور ارمغان کا سین تھا نہ؟ یقین کرو تمہاری شادی پر ابھی تک کلاس کا بندہ بندہ باتیں بناتا ہے۔۔۔خیر سے تم نے رائد سے شادی کرلی وہ بھی اتنی اچانک؟"

رمشہ کی بات پر یَشل کا دل کیا وہ جواب دیئے بغیر پلٹ جائے۔۔۔

" ویسے اتنی بڑی اداکارہ کے بیٹے کا رشتہ تمہارے لیے کیسے آگیا؟چلو یہ بھی اچھا ہوا کہ تم نے ارمغان پر رائد کو ترجیح دی۔ ویسے ارمغان کا بھی مقابلہ کوئی کر نہیں سکتا لیکن رائد کا بھی کوئی مقابلہ نہیں اور اب تو سکینہ کی بھی ڈیتھ ہوگئی ہے۔۔۔گھر پر راج کر رہی ہوگی تم تو۔۔۔"

وہ مزید بولی تو یَشل وہ اپنے رگوں میں خون منجمد ہوتا محسوس ہوا۔ زبان جیسے تالوں سے چپک گئی۔

"ہوگئی تم دونوں کی چپڑ چپڑ ختم؟ ہاں بھئی کرلی ہے شادی اور پورے گھر پر راج بھی کر رہی۔۔۔اب اپنا رستہ ناپو۔۔۔"

نشہ نے تیز نظروں سے ان دونوں کو گھورتے بدلحاظی سے کہا اور یشل کا ہاتھ تھامتی ان کے پاس سے گزر گئی۔ پیچھے ان دونوں کا چہرا سرخ ہوا مگر یہ سلسلہ یہاں نہیں رکا تھا۔ وہ جتنی دیر یونیورسٹی میں تھی ایسی کئی باتیں سٹوڈنٹس سمیت ٹیچرز سے بھی سننی پڑتی تھی اور آہستہ آہستہ یَشل کے صبر کا پیمانہ لبریز ہونے لگا۔ یونیورسٹی سے نکل کر گاڑی میں بیٹھتے ہی اسکا ضبط بری طرح ٹوٹ گیا اور وہ سسکیوں سے رونے لگی۔ انوشہ نے اسے چپ کروانے کی کوشش کی مگر ناکام ٹہری اور وہ گھر تک ویسے ہی روتی رہی تھی پھر گھر جاتے ہی اسنے خود کو کمرے میں بند کردیا۔ عطیہ، قرت اور صبیحہ اسکے پاس آئی تھی مگر وہ خود سارا دن کمرے سے نہ نکلی اور رات کے نو بجے ہی اسکی آنکھ لگ گئی۔

☆☆☆☆☆

"میری گڑیا۔۔۔کتنی کمزور ہوگئی ہو بالوں میں بھی جان نہیں رہی بلکل بھی خیال نہیں رکھا تُم نے اپنا۔۔۔"

ہلکی ہلکی روشنی ہر جگہ پھیل رہی تھی وہ آبی کی گود میں سر رکھ کر لیٹی ہوئی تھی۔ آبی تو فجر کی نماز پڑھنے کے لیے اُٹھی تھی اور یَشل بھی رات جلدی سونے کے باعث اذان ہونے سے پہلے ہی اٹھ گئی تھی پھر آبی کو جاگتا دیکھ کر وہ انکے پاس آگئی۔

"خیال رکھ کر کیا کرنا آبی۔۔۔"

وہ کھڑکی سے باہر کسی غیر مرئی نکتے کو گھور رہی تھی

"کیا مطلب ہے کیا کرنا خیال رکھ کہ؟ ایسی تو نہیں تھی میری شہزادی اپنا بہت خیال رکھتی تھی۔۔۔"

آبی نے پیار سے اُسکے چہرے پر اپنا ہاتھ رکھا

"آبی۔۔۔آپ ہمیشہ کہتی ہیں وقت ایک سا نہیں رہتا۔ بس آپ کی شہزادی کا وقت بدل گیا ہے اور زندگی کی حقیقت کھل کر میرے سامنے آگئی ہے۔۔"

وہ بولی تو لہجے میں صدیوں کی تھکن تھی آبی نے ہلکی سی روشنی میں اُسکا مرجھایا ہوا چہرا دیکھا۔

"ہر بات دِل میں رکھو گی تو تھک جاؤ گی۔ درد بانٹنے سے کم ہوجاتا ہے۔۔۔"

یَشل نے آبی کی طرف دیکھا۔۔ بس چند لمحے پھر وہ پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔ اتنی شدت سے روئی کہ آبی کی بھی آنکھیں بھیگ گئی۔ کتنی ہی دیر وہ دل ہلکا کرتی رہی اور آبی اُسکے سر میں ہاتھ پھیرتی رہی۔

"خوش نہیں ہو نہ؟" اس کے خاموش ہونے پر انہوں نے سوال کیا جس کا جواب شاید وہ پہلے سے جانتی تھیں مگر وہ چاہتی تھی کہ یَشل اپنا درد بانٹ لے۔

"خوش؟ میں تو ٹھیک بھی نہیں ہوں۔۔۔" وہ بھرائی ہوئی آواز میں بولی

"ہو جاؤ گی ٹھیک۔۔۔" آبی نے اسکے آنسو صاف کیئے۔

"کیا محبت گناہ ہے؟" اسنے چند لمحوں بعد متورم آنکھوں سے آبی کو دیکھتے ہوئے سوال کیا جو اسکا سر دبا رہی تھی۔

"نہیں۔۔۔"

"پھر میں کس چیز کی سزا بھگت رہی؟"

وہ پھر سے رو دینے کو تھی۔ آبی کا ہاتھ رک گیا تھا۔ وہ اسے دیکھتی چلی گئیں۔

"ہر رات اُس شخص کے پہلو میں لیٹ کر مجھے ایسا لگتا ہے کہ میرا دِل پھٹ جائے گا۔۔۔ کچھ ٹھیک نہیں ہو رہا۔۔۔مجھے لگا تھا میں آگے بڑھ رہی ہوں میں ٹھیک ہو رہی ہوں مگر ایسا نہیں تھا۔۔۔ آج یونیورسٹی جاتے مجھے شدت سے احساس ہوا کہ میرے سامنے کوئی ارمغان کا نام بھی لے لے تو میں ٹوٹ جاتی ہوں۔۔۔"

وہ پھر سے رونے لگی تھی۔ آواز میں اتنا اور دکھ تھا کہ آبی کو اس پر ڈھیروں ترس آیا۔۔۔

"میں اسے نہیں بھول پا رہی آبی۔۔۔میں نے ایک قدم آگے بڑھانے کی کوشش کی مگر میں دس قدم پیچھے ہو گئی۔۔۔مجھے لگتا ہے زندگی رک گئی ہے۔۔۔"

دل تو پہلے ہی تکلیف میں تھا اب اسے حلق میں درد ہونے لگا تھا۔

"تم دوبارہ یہاں مت آنا۔۔۔ وہاں رہو گی اس کے ساتھ وہ آہستہ آہستہ ٹھیک ہو جاؤ گی اللہ پر یقین رکھو۔۔۔"

"کیسے ٹھیک ہو جاؤں گی؟ اس شخص نے زندگی میں صرف نقصانات اور زخم دئیے ہیں اور اب وہ اپنی محبت سے ان زخموں کو بھرنے کی کوشش کر رہا ہے۔۔۔

شاید میرے لیے یہ سب اتنا مشکل نہ ہوتا مگر وہ رائد ہے۔۔۔ کوئی بھی ہوتا مگر رائد نہ ہوتا۔۔ اُس شخص کو اپنے شوہر کے روپ میں قبول کرنا موت کو گلے لگانے جیسا تھا۔۔۔کاش میرے بس میں ہوتا تو میں واقعی موت قبول کر لیتی۔۔۔!"

وہ سسکنے لگی تھی۔

NOVEL HUT

"کیسی باتیں کر رہی ہو میرا دل ڈوبا جا رہا ہے۔۔"

یَشل کی حالت دیکھ کر اُنہیں اپنا دِل واقعی دوبتا ہوا محسوس ہوا تھا۔

"اور مجھے ایسا لگ رہا ہے میں واقعی سمندر میں ڈوب گئی ہوں۔۔اور اب مجھے کوئی اس گہرے سمندر سے نہیں نکال سکتا۔۔۔میں گنہگار ہوتی جارہی ہوں خود کو بچا نہیں پا رہی۔۔۔"

اسکی آنکھوں میں عجیب سا خوف تھا۔آبی کی آنکھ سے آنسو نکلتے رخساروں پر پھسلنے لگے۔

"تین ماہ مسلسل میں نے رائد کے گھر میں ارمغان کے عکس کے ساتھ گزارے تھے۔ہر طرف وہی نظر آتا تھا میں نے رائد کو بھی ارمغان سمجھا۔ یہاں تک کہ مجھے لگا تھا، مجھے سائیکیٹرسٹ کی ضرورت ہے وہ اتنا زیادہ نظر آتا تھا مجھے۔۔اور اب سات ماہ گزرنے کے بعد بھی وہ میرے دماغ سے نہیں نکلتا۔"

وہ ان کی طرف دیکھتے ہر بات انہیں بتا رہی تھی اور وہ خاموشی سے سن رہی تھیں۔۔

"آپ کو پتا ہے آبی سب سے زیادہ مشکل کیا تھا؟ ارمغان کا سامنا کرنا۔۔۔ وہ رو رہا تھا میرے سامنے اور مجھے لگ رہا تھا جیسے میرے ہاتھ کٹ گئے ہوں۔مجھے اپنا آپ اُسکا مجرم لگ رہا تھا۔ میں نے اُسکا دِل توڑ دیا اور دلوں میں تو اللہ رہتا ہے نہ؟ اب میں سکون میں کیسے رہوں گی؟"

خشک آنکھیں دوبارا بھیگنے لگی۔ آبی کو لگا جیسے اسکی زندگی ختم ہورہی تھی۔

"ہاں رائد میرا محرم ہے میں نے اس حقیقت کو اب قبول کرلیا ہے مگر۔۔۔ارمغان میری پہلی اور آخری محبت ہے۔یہ حقیقت سایہ بن کرتا عمر میرے ساتھ رہے گی۔۔۔"

وہ سوجی کوئی آنکھوں سے آبی کو دیکھتے ہوئے بولی جن کی آنکھوں سے بھی آنسو رواں تھے۔ انہوں نے اسکے رخسار صاف کرتے اسے خود میں بھینچ لیا۔

آبی کو اسکا ایک ایک لفظ دل پر لگتا محسوس ہوا تھا۔ وہ اس لڑکی کی تکلیف کبھی کم نہیں کر سکتی تھی جو انہیں اپنی سگی اولاد سے بھی زیادہ عزیز تھی۔ وہ اس لڑکی کی اذیتیں ختم نہیں کر سکتی تھی۔

"کاش آنکھ سے نکلنے والا ہر آنسو، درد کو بھی اپنے ساتھ بہا کرلے جاتا۔۔۔"

اگلی صبح اسے اپنا آپ حد سے زیادہ ہلکا محسوس ہوا تھا۔ دل پر جتنا بھی بوجھ تھا وہ آدھے سے زیادہ سرک گیا تھا۔ اسنے اپنا دل آبی کے سامنے کھول کر

رکھا تھا اور یہ بہترین فیصلوں میں سے ایک فیصلہ تھا۔ دکھ واقعی بانٹ لینا چاہیے کیونکہ دکھ بانٹنے سے ہی کم ہوتا ہے۔ اب بس مزید دو دن اسنے اس گھر میں رکنا تھا اور جانے سے پہلے اسے حد سے زیادہ مشکل کام سر انجام دینا تھا۔

☆☆☆☆☆

"تم مجھے لے کر کیا فیل کرتی ہو۔۔۔؟" وہ اسکے سوال پر چند لمحے خاموش ہو گئی۔

"کیا مطلب۔۔۔؟"

"مطلب۔۔۔کیا تم مجھے صرف دوست سمجھتی ہو۔۔۔؟"

لائین پر پھر سے خاموشی چھا گئی۔

"یہ کیسا سوال ہے۔۔۔؟"

"سوال پر سوال مت کرو۔۔۔"

آمنہ نے دونوں ہونٹ دانتوں تلے دبائے۔۔۔

"بتاؤ نہ۔۔۔تم مجھے صرف دوست سمجھتی ہو کیا؟"

ہادی نے اپنا سوال دوہرایا

"نہیں۔۔۔۔"یک لفظی جواب دیتے وہ زور سے اپنی آنکھیں بند کر گئی۔

چند لمحے ہادی ویسے ہی فون کان سے لگائے مجسمے کی طرح بیٹھا رہا پھر بغیر کچھ کہے کال منقطع کردی۔ اسنے اپنا سر ہاتھوں میں گرا لیا۔ اسے ہرگز یہ توقع نہیں تھی کہ عزہ کی باتیں سچ ہونگی۔ کافی دیر وہ ایک ہی پوزیشن میں بیٹھا رہا پھر اٹھ کر کمرے سے نکلنے لگا۔ کمرے کا دروازہ کھولتے ہی اندر آتی عزہ اس سے ٹکرا گئی۔

"کیا آندھی طوفان کی طرح گھسی آرہی ہو۔۔۔"

ماتھا سہلاتی عزہ نے حیرت سے سامنے کھڑے ہادی کو دیکھا جس کے لہجے نے اسے چونکا دیا تھا۔

"اب کیا آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھ رہی ہو؟ ہٹو یار۔۔۔"

وہ اسکو کندھے سے پکڑ کر سائڈ کرتا نیچے چلا گیا اور پیچھے عزہ ہونک بنی کھڑی رہی پھر چھلاوے کی طرح چھلانگیں مارتی اسکے پیچھے لپکی۔تیزی سے سیڑھیاں پھلانگتی وہ نیچے آئی تو ہادی کہیں نہ تھا۔ وہ بیرونی دروازہ کھول کر باہر نکلی تو ہادی مین گیٹ کی سمت جاتا نظر آیا۔

"ہادی۔۔۔۔ہادی رُکو۔۔۔" وہ اسکے پیچھے بھاگتی اسکے سامنے جا کھڑی ہوئی۔

"کیا ہوگیا ہے کون سی آفت آگئی۔۔۔؟" ہادی نے اکتا کر اسے دیکھا جو گھٹنوں پر ہاتھ رکھے ایسے ہانپ رہی تھی جیسے کسی پہاڑ سے دوڑ لگاتی یہاں پہنچی ہو۔۔

"تمہاری۔۔۔۔تمہاری آمنہ سے کچھ بات ہوئی ہے۔۔۔؟"

گہرے گہرے سانس لیتے اسنے بے ترتیب سانسوں کو نارمل کرنے کی کوشش کی۔

"نہیں۔۔۔۔!" یک لفظی جواب دینے پر اکتفا کیا گیا۔

"مگر مجھے اسکی کال آئی تھی۔۔۔"

"کیا کہہ رہی تھی۔۔؟" اسے تجسس ہوا۔

"پوچھ رہی تھی تمہیں کیا ہوا ہے اور تم نے اس سے وہ کیوں پوچھا۔۔۔"

ہادی نے گہرا سانس لیا۔

"پھر اب کیا ہے عزہ؟ جانے دو مجھے۔۔۔"

"نہیں جانے دوں گی۔۔۔" وہ اٹل لہجے میں بولتی تن کر اسکے سامنے کھڑی ہوگئی۔ ہادی کو بے اختیار ہی ہنسی آنے لگی جسے وہ دبا گیا۔

"کیوں بھئی اب کیا چاہتی ہو تم۔۔۔!!"

ہادی کی بیزاریت پر عزہ اسے بازو سے پکڑ کر لان میں پڑی چئیرز کی طرف بڑھی۔

"بیٹھو ادھر۔۔۔" اسنے کرسی کھینچ کر اسکی طرف اشارہ کیا تو ہادی پھاڑ کھانے والی نظروں سے اسے دیکھتا ہوا بیٹھ گیا۔

"تم بھی اسے صرف دوست سمجھتے ہو کیا؟"

عزہ کے پہلے سوال پر ہی وہ زچ ہوگیا۔

"عزہ یار۔۔۔ میں نے اسکے بارے میں دوست سے بڑھ کر کبھی کچھ سوچا ہی نہیں تم کیوں نہیں سمجھ رہی۔۔۔"

ہادی کے لہجے میں بیزاری کے ساتھ بے بسی بھی تھی۔

"مگر وہ تو سمجھتی ہے نہ۔۔۔۔"

"تو یہ میرا مسئلہ نہیں ہے۔۔۔" وہ بے نیازی سے بولا تو عزہ اسے دیکھے گئی۔

"تمہارا یہ مسئلہ ہے یہ۔۔ مت بھولو کہ تم نے ان سب کی شروعات کی تھی۔۔!! میسجز سے لے کر ملنے تک سب میں پہل تم نے کی تھی میرے وارن کرنے کے باوا جود۔!"

اب کی بار ہادی نے غیر محسوس انداز میں نظریں چرائی کیونکہ اسکی بات غلط نہیں تھی۔

"وہ ہر طرح سے پرفیکٹ بندی ہے یار۔۔۔ اور کیا چاہیے تمہیں؟ اور مجھے یقین ہے کہ تم بھی کچھ نہ کچھ ضرور فیل کرتے ہو اسکے لیے۔۔۔"

"اب تم مجھے فورس کروگی؟ حد ہوتی ہے عزہ۔۔!!"

وہ حیرت اور غصے کے ملے جلے تاثرات سے بولا تو عزہ کچھ کہہ ہی نہ سکی۔ ہادی چند لمحے اسے دیکھتا رہا پھر اٹھ کر گھر سے نکل گیا۔

"اوففففف لعنت ہے تم پر ہادی۔۔۔" وہ پیچھے سے چیخی تھی۔۔

تمہارا دماغ تو نہیں خراب ہوگیا۔۔۔؟"

وہ جیسے ہی واپس گھر میں داخل ہوئی تو سیڑھیاں اترتے افہام نے برہمی سے اسے مخاطب کیا۔

"میں نے کیا کیا ہے۔۔۔؟" وہ حیران سی بولی۔۔

"تم اتنی فری کیوں ہورہی ہو اس کے ساتھ؟ چھوٹا نہیں ہے وہ تم سے۔۔تمیز نہیں رہی تمہارے اندر بات کرنے کی؟"

وہ ہادی کی طرف اشارہ کر رہا تھا۔ عزہ نے زبان دانتوں تلے دبائی۔ وہ ضرور ٹیرس سے سارا منظر دیکھ چکا ہوگا یا اسکی آواز سن لی ہوگی۔

"بھائی وہ بدتمیزی کر رہا تھا۔۔۔"

"کون سی بدتمیزی کرلی اس نے۔۔۔؟"

افہام نے غصے سے سوال کیا تو وہ سر جھکاتی ہونٹ چبانے لگی۔

"کیا ہوگیا ہے افہام۔۔۔" قرت کچن سے نکل کر ان دونوں کے پاس آتی افہام سے سوال کرنے لگی۔

"کچھ زیادہ ہی سب کے سروں پر چڑھ گئی ہے یہ اور کچھ نہیں ہوا۔۔۔"

قرت نے خفگی سے افہام کو دیکھا۔

"اوفف۔۔۔چپ کریں آپ۔۔۔" قرت ان دونوں کے درمیان میں کھڑی ہوگئی تو افہام اسے گھورنے لگا۔

"دیکھیں۔۔ حسین لگ رہی ہوں نہ۔۔"

اسنے اپنا چہرا آگے کرتے افہام کو دیکھایا تو اسکی آنکھوں میں نرم سا تاثر ابھرا۔

NOVEL HUT

"باز آجاؤ تم۔۔۔ اور تم بھی۔۔"

اسنے پہلے قرت اور پھر عزہ کو دیکھا اور باہر کی طرف بڑھ گیا۔

"ارے۔۔۔ چائے نہیں پیئیں گے کیا؟ بہت پیار سے بنا رہی ہوں۔۔۔"

قرت نے پیچھے سے ہانک لگائی

"خود ہی پیو۔۔۔" وہ جل کر بولا تو قرت نے قہقہہ لگایا پھر عزہ کی طرف مڑی جو سر جھکائے کھڑی تھی۔

"ارے چھوڑو تم انہیں۔۔۔میں ان سے بات نہیں کر رہی تھی اسی لیے غصے میں ہیں۔۔"

وہ اسکا کندھا تھپک کر بولتی واپس کچن میں چلی گئی۔

☆☆☆☆☆

NOVEL HUT

کالج آتے ہی وہ بے صبری سے آمنہ کا انتظار کرنے لگی۔ کلاس سٹارٹ ہونے سے دو منٹ پہلے وہ آئی تو عِزہ نے جی بھر کر اسے گالیاں دی۔

سیکنڈ کلاس بنک کرکہ وہ دونوں گراؤنڈ میں آگئی۔

"ہادی سے بات ہوئی تمہاری اسکے بعد۔۔۔؟"

اسکے ساتھ ساتھ چلتی وہ آمنہ سے سوال کرنے لگی۔

"نہیں۔۔۔میں نے میسج کیا تھا اسنے کہا سر درد ہے کل بات کریں گے۔۔۔"

وہ اداسی سے گویا ہوئی تو عزہ نے رک کر اسکے کندھے پر ہاتھ رکھ کر اسے بھی روکا۔ آمنہ اسے سوالیہ نظروں سے دیکھنے لگی۔

"تم اس سے بات مت کرو۔۔۔"

"کیسے نہ کروں۔۔۔دماغ تو نہیں چل گیا تمہارا؟" وہ بدک اٹھی۔

"پوری بات تو سن لو۔۔۔" عزہ نے اسکے سر پر تھپڑ رسید کیا تو وہ کچھ خائف ہوئی۔

"بولو۔۔" وہ دونوں اب دھوپ میں گھاس پر بیٹھ گئی تھی۔

"تم آج کے دن اسے جتنے میسجز کر سکتی ہو کرو اور اگر وہ ٹھیک سے بات نہیں کرتا تو تم بھی چھوڑ دینا۔۔۔اتنی آسانی سے میسر رہو گی تو اسے احساس نہیں ہوگا۔۔۔تم بھی تھوڑا اگنور کرو تاکہ وہ زمین پر آجائے۔۔دیکھنا وہ انتظار کرے گا اور تم میسجز نہیں کرو گی تو خود مجبور ہو کر تمہیں میسج کرے گا۔۔۔"

عزہ تیز عورتوں کی طرح اسے چلاکیاں سکھا رہی تھی اور وہ بڑے انہماک سے اسے سنتی ہوئی ایسے سر ہلا رہی تھی جیسے کسی استاد نے اسے آسان لفظوں میں مشکل سا ٹاپک سمجھایا ہے اور وہ اسے سمجھ بھی آگیا ہے۔

"لیکن۔۔۔ آئی کانٹ رِزسٹ نہ۔۔۔ کل ہی اتنی مشکل سے دل مار کر میں نے اسے میسج نہیں کئیے مزید نہیں ہوگا مجھ سے۔۔۔"

وہ بے بس سے لہجے میں بولی تو عزہ کا ہاتھ ماتھے پر گیا۔

"آمنہ تم آمنہ ہی رہو لیلیٰ بننے کی ضرورت نہیں ہے۔۔ پلیز تھوڑا سا کنٹرول کرو۔۔۔"

"اور اگر پھر بھی سب ٹھیک نہ ہوا تو۔۔؟" اسنے خدشہ ظاہر کیا۔

"تو تم سمجھ جانا کہ ہی از ناٹ دی ون۔۔۔"

(He is not the one)

عزہ نے کندھے اچکاتے آرام سے کہا۔

"اوففف ایسے تو مت بولو لڑکی۔۔۔" آمنہ نے بے ساختگی سے کہتے ہوئے اسے تھپڑ مارا۔

"آمنہ حقیقت ہے یار۔۔۔اگر وہ تم میں انٹرسٹڈ ہوا تو کرے گا میسج ورنہ بات سیدھی ہے کہ وہ ویسا نہ تو سوچتا ہے نہ ہی محسوس کرتا ہے جیسا تم کرتی ہو۔۔۔ تمہارے میسجز کرنے سے کیا ہی ہو گا بتاؤ؟ الٹا وہ اکتا جائے گا کیونکہ ہم کسی کو فورس تو نہیں کر سکتے۔۔۔"

آمنہ خاموشی سے اسے دیکھتی رہی کیونکہ بات اسکی بھی بلکل ٹھیک تھی۔

"ویسے یہ ساری باتیں تم خود کیوں نہیں سمجھتی۔۔؟"

آمنہ کی بات پر وہ کچھ نا سمجھی سے اسے دیکھنے لگی۔

"کیا مطلب۔۔۔؟"

"تم بھی تو بلاوجہ ارمغان کے پیچھے لگی ہو۔۔اور تمہیں تو کنفرم کرنے کی بھی ضرورت نہیں بات بلکل صاف ہے کہ وہ تم میں دلچسپی نہیں رکھتا۔۔۔"

آمنہ کی بات پر عِزہ کو جیسے سانپ سونگھ گیا۔۔

"آمنہ کتنی بار کہا ہے مجھ سے اس بارے میں بات مت کیا کرو۔ تم الگ ہو اور میں الگ ہوں۔۔۔ میں ارمغان سے محبت نہیں عشق کرتی ہوں۔۔۔جنون کی حد تک۔۔"

آمنہ کے ہونٹوں پر عجیب سی مسکراہٹ آکر غائب ہوگئی۔

☆☆☆☆☆

"اندر آجاؤں۔۔۔؟" اسنے دروازہ ناک کرکہ سر اندر کرتے ہوئے سوال کیا تو عطیہ اور عدنان صاحب نے دروازے کی دیکھا۔

"ارے بچے آؤ آؤ۔۔اس میں اجازت لینے والی کیا بات ہے۔۔؟"

عدنان صاحب کے کہنے پر وہ اندر داخل ہوئی اور بیڈ کے سائیڈ پر پڑے صوفے پر بیٹھ گئی۔

عدنان صاحب نے سائڈ ٹیبل پر پڑا دودھ کا گلاس اٹھا کر ہونٹوں سے لگایا۔

"ٹکٹس کنفرم ہوگئی تمہاری۔۔۔" انہوں نے گلاس خالی کرکہ واپس رکھا اور ریَشل سے سوال کرنے لگے۔

"جی ماموں کنفرم ہوگئی ہے۔۔۔کل رات کی فلائیٹ ہے۔۔"

اسے آج صبح ہی رائد نے بتایا تھا کہ اسنے ٹکٹس کنفرم کروا دی ہیں اور وہ سامان بھی تقریباً پیک کر چکی تھی۔

"اتنی جلدی کیوں جارہی ہو؟ یونیورسٹی کا کیا ہے کچھ دن کلاسز نہ لیتی تو ایسا بھی کون سا نقصان ہوجانا تھا تمہارا۔۔۔"

عطیہ نے خفا ہوتے ہوئے کہا۔

"میں دو ماہ بھی یہاں رہ لوں تو آپ کو وہ بھی تھوڑے دن ہی لگیں گے۔۔۔"

وہ مسکرا کر بولی مگر عطیہ کی خفگی میں کمی نہ آئی اسکے چہرے پر وہی ناراضگی بھرے تاثرات رہے۔

"ماموں دراصل میں کچھ کہنے آئی تھی۔۔۔" ہمت جمع کرتے اسنے شروع کی۔

"حکم کرو۔۔۔کیا ہوا؟" یشل نے کچھ کہنے کے لیے لب وا کیئے مگر آواز ہی جیسے غائب ہوگئی۔ ساری جمع کی گئی ہمت جھاگ کی طرح بیٹھ گئی۔

"بولو بھئی۔۔۔" اسکی خاموشی پر عدنان صاحب نے اسے مخاطب کیا۔

"جی۔۔وہ میں۔۔۔" جملہ ادھورا چھوڑتے اسنے ایک گہرا سانس لیا۔

"میں چاہتی ہوں کل ائیرپورٹ پر مجھے ارمغان ڈراپ کرنے جائے۔۔۔"

تیزی سے بولتے ہوئے اسنے اپنی گردن کو جھکا لیا۔۔

"کیا۔۔۔؟" عدنان صاحب اور عطیہ نے حیرانگی سے اسکے جھکے سر کو دیکھا۔

"ماموں میں کل ائیرپورٹ پر ارمغان کے ساتھ جانا چاہتی ہوں۔۔۔۔" اسنے اپنی بات دوہرائی تو عدنان صاحب اور عطیہ کی حیرت میں اضافہ ہوا۔

"صرف ارمغان کے ساتھ۔۔؟" عدنان صاحب نے اپنی سوچ کی تصدیق چاہی تو یَشل نظریں چراتی سر اثبات میں ہلا گئی۔ کمرے میں خاموشی کا وقفہ آیا۔

یقیناً وہ اس بات کی توقع نہیں کر رہے تھے۔

"خیریت ہے نہ۔۔۔؟ کچھ ہوا ہے کیا؟"

عطیہ نے اسے دیکھتے ہوئے سوال کیا تو وہ سر انکار میں ہلانے لگی۔

"کچھ ہوا نہیں ہے مگر میں اس سے بات کرنا چاہتی ہوں کچھ۔۔جو شاید گھر میں نہیں کر سکتی اور نہ ہی میں گھر میں کرنا چاہتی ہوں۔۔۔"

اسنے اب جھکی گردن اٹھا لی تھی۔ عدنان صاحب چند لمحے کچھ سوچتے رہے پھر گویا ہوئے۔

"تم واقعی اسکے ساتھ جانا چاہتی ہو تو کوئی مسئلہ نہیں لیکن ارمغان کو پتا ہے اس بارے میں ؟"

"نہیں اسے نہیں پتا۔۔۔ اس کو تو آپ بولیں گے نہ۔۔"

وہ منمنائی تو عدنان صاحب ہنس دیئے۔۔۔

"ہمم۔۔۔ میں کرتا ہوں کچھ۔۔۔ اتنا تو مجھے یقین ہے کہ تم نے کچھ سوچ سمجھ کر ہی یہ کہا ہے اور ضرورت اسکے پیچھے بھی کوئی مقصد ہوگا۔۔۔"

عدنان صاحب کی بات سنتے یشل کی بانچھیں کھلی اور آنکھیں چمک گئی۔ جانتی تھی عدنان صاحب اسے کسی صورت انکار نہیں کریں گے۔

"تھینک یو سو مچ اتنا ٹرسٹ کرنے کے لیے۔۔"

وہ صوفے سے اٹھتی ان کے پاس گئی اور ان کا ہاتھ پکڑتے ہونٹوں سے لگایا تو عدنان صاحب نے اسکے سر پر محبت سے ہاتھ رکھا۔ عطیہ ہونٹوں پر مسکراہٹ لئیے ان دونوں کو دیکھتی رہی۔

☆☆☆☆☆

گاڑی اپنی منزل کی طرف گامزن تھی۔ گاڑی میں چھائی خاموشی ان دونوں کو ہی بڑی شدت سے چبھ رہی تھی مگر کہنے کو کچھ نہیں تھا۔ شاید فرنٹ سیٹ پر بیٹھی اس لڑکی کے پاس بہت کچھ تھا مگر وہ خاموش تھی اور وہ دل ہی دل میں منتظر تھا کہ وہ کچھ کہے گی۔

عدنان صاحب کی بات مان کر اسے ائیرپورٹ پر ڈراپ کرنے کے لیے آنا مشکل ترین کاموں میں سے ایک تھا مگر اسے یہ کرنا تھا۔ شاید دوبارہ اسے ایسا کوئی موقع نہ ملتا، شاید وہ پھر کبھی اس سے کچھ نہ کہتی۔

یشل رات کھانا کھا کر سو گئی تھی اور نیند سے اٹھ کر جس تیز دھڑکتے ہوئے دل کے ساتھ گاڑی میں بیٹھی تھی وہ دل ابھی بھی اسی طرح دھڑک رہا تھا۔ وہ پورے راستے اس پر ایک نظر بھی نہ ڈال سکی تھی جو پتھریلے تاثرات کے ساتھ ایسے ڈرائیونگ کرتا رہا تھا جیسے کوئی جن بھوت ہو اور یَشل بھی ونڈ سکرین پر نظریں جمائے کسی غیر مرئی نکتے کو گھورتے شاید ذہن میں لفظوں کو ترتیب دے رہی تھی۔

صرف ارمغان کے لیے یَشل کو ائیرپورٹ پر لانا نہیں بلکہ یَشل کے لیے بھی ارمغان کے ساتھ آنا مشکل تھا۔ اسے لگ رہا تھا جیسے یہ آخری ملاقات تھی جو وہ ارمغان سے کرنے جا رہی تھی۔۔۔وہ اسے دوبارہ کبھی نہیں ملے گی یا شاید دوبارہ اسے کوئی ایسا موقع نہیں ملے گا اور حقیقت بھی یہی تھی۔ کوئی نہیں جان سکتا تھا مگر یہ ان دونوں کے بیچ ہونے والی آخری ملاقات تھی۔

گاڑی رکی تو یَشل کی سوچوں کے گھوڑوں کو لگام لگی۔

اسنے کھڑکی سے باہر غور کیا تو احساس ہوا وہ لوگ ائیرپورٹ کی پارکنگ میں تھے۔ یَشل کا سانس اچانک ہی بھاری سا ہوا۔ اسنے ہلکا سا چہرا ارمغان کی طرف موڑا تو وہ ونڈ سکرین پر نظریں ٹکائے تھا۔

ارمغان نے گاڑی سے چابی نکالی اور گاڑی سے اتر کر اسکا سامان اتارنے لگا۔ سامان باہر نکال کر وہ اسکی سیٹ کی طرف آیا اور دروازہ کھولا تو یَشل گہرا سانس لے کر رہ گئی اور گاڑی سے باہر نکلی۔

تھر تھرا دینے والی سرد ہواؤں کا ایک جھونکا اسکے منہ سے ٹکرایا تو اسے احساس ہوا کہ جیکٹ پہن لینی چاہیے تھی۔ وہ اس وقت موٹی سی شال کندھوں پر پھیلائے ہوئے تھی۔

"آجاؤ۔۔۔" وہ اسکا وہیلر گھسیٹتا پارکنگ سے نکلنے لگا تو یشل بھی اسکے پیچھے چل پڑی۔

ارمغان سپاٹ چہرے کے ساتھ سامنے دیکھتا سیدھا چلا جارہا تھا اور یَشل چہرا جھکائے اسکے ساتھ چلنے کی کوشش کرتی اپنے اور اسکے قدموں کو دیکھ رہی تھی۔

وہ دونوں ہم قدم چلتے ائیرپورٹ کے اندر پہنچ گئے پھر ایک مقام پر آتے ارمغان نے اپنے قدم روک لیے تو یَشل کے قدموں کو بھی بریک لگا۔ اسنے چہرا اٹھا کر دیکھا تو سامنے بورڈنگ پاس تھا۔ دائیں بائیں دیکھا تو ائیرپورٹ کھچا کھچ لوگوں سے بھرا ہوا تھا۔

اسکے ساتھ چلتی وہ نجانے کہاں کھوئی تھی کہ اسے سارے وقت میں پہلی بار آس پاس کھڑے لوگوں کا احساس ہوا اور ساتھ ہی سردی کی شدت کا بھی۔ اسنے دونوں ہاتھ کراس کرتے اپنے بازوؤں پر رکھ کر بازو سہلائے۔

ارمغان اسکی طرف پلٹا اور سفری بیگ اپنے اور اسکے درمیان رکھ دیا پھر اسنے کلائی سامنے کرتے گھڑی دیکھی تو ساڑھے دس کا وقت ہو رہا تھا اور یَشل کی فلائیٹ بارہ بجے تھی۔ وہ دونوں کچھ زیادہ ہی جلدی آگئے تھے۔

"تھ۔۔۔ تھینک یو۔۔۔"

بولتے ہوئے یشل نے درمیان میں پڑے وہیلر کا ہینڈل پکڑا تو ارمغان نے اپنا ہاتھ ہٹا دیا۔

"کِس لئیے۔۔۔" وہی سپاٹ تاثرات اور لہجہ ۔۔۔ یشل نے جھرجھری لی۔

"مجھے۔۔۔ ائیرپورٹ ڈراپ کرنے پر مان گئے آپ۔۔۔ اسکے لیے۔۔"

وہ براہ راست اسکی طرف دیکھ نہ سکی تو نظریں ہینڈل کو سختی سے پکڑے اپنے ہاتھ پر ٹِکا دی۔

"تم نے کچھ کہنا تھا۔۔" شاید وہ سوال کر رہا تھا۔۔یا پھر اسے یاد دہانی کروا رہا تھا مگر اسکے جملے پر یَشل کی دھڑکن دھیمی ہوگئی اور ذہن اچانک سے خالی ہوگیا۔

ارمغان کا فون بجنے لگا تو اسنے یَشل کے چہرے سے نظر ہٹا کر پاکٹ سے فون نکالتے سکرین کو دیکھا جہاں عزہ کا نام جگمگا رہا تھا۔ اسنے ایک سیکنڈ کی بھی دیر کئیے بغیر کال کاٹ دی اور فون واپس پاکٹ میں رکھ دیا۔

"دی نمبر یو ہیو ڈائلڈ اِز بزی ایٹ دی موینٹ۔۔۔"

یہ جملہ سنتے ہی عزہ نے غصے سے لال ہوتے فون بیڈ پر پٹخا اور سر ہاتھوں میں گِرا دیا۔

"عجیب بکواس ہے۔۔۔ گھر میں ارمغان ہی بچا تھا اسے ائیرپورٹ لے کر جانے کے لیے؟ یہ بھی ضرور اس فتنی نے ہی کچھ کیا ہوگا۔۔۔شوہر ہے اپنا پھر بھی باز نہیں آرہی اور یہ ماموں کو کیا ہوگیا ہے؟ انہوں نے اجازت کیسے

دے دی ان دونوں کو اکیلے جانے کی؟ اوففف کیا مصیبت ہے یار یہ جاتے جاتے بھی میرا سکون برباد کر کہ گئی ہے۔۔۔"

وہ مسلسل ٹہلتی ہوئی بڑبڑاہٹ کر رہی تھی۔ رات آٹھ کے بعد اسکی آنکھ لگ گئی تھی اور ابھی کچھ دیر پہلے وہ نیند سے بیدار ہوئی تو پتا لگا کہ یَشل کو ارمغان لے کر گیا ہے اور یہ

بات سنتے ہی عزہ کے تو تن بدن میں آگ ہی لگ گئی اوپر سے ارمغان کے کال بزی کر دینے پر دل بھی جل کر خاک ہو گیا۔۔

کچھ دیر وہ ویسے ہی ٹہلتی رہی پھر دھیان بھٹکانے کی غرض سے فون اٹھایا اور آمنہ کا نمبر ڈائل کیا۔ اسکے کال اٹینڈ کرتے ہی عزہ نے ساری رواں دواں اسے سنا دی۔

"تو اب کیا ہو سکتا ہے عزہ۔۔۔اور ویسے تمہیں اتنی فکر کی ضرورت نہیں ہے میرے خیال سے وہ اس سے اکیلے میں بات کرنا چاہتی ہوگی اسے سمجھانا چاہتی ہوگی تاکہ وہ موو آن کرے۔۔۔ ایسا ویسا کچھ غلط نہیں ہوگا یار تم بلاوجہ ہی فکر کر رہی ہو۔۔۔"

آمنہ نے ہلکے پھلکے انداز میں بولتے اس کی جھنجھلاہٹ کم کرنا چاہی۔

"بلاوجہ فکر کر رہی ہوں؟ تمہیں نہیں پتا کتنی چلاک ہے یہ یَشل۔۔مجھے تو یہ سوچ سوچ کر حیرت ہورہی کہ اس نے ماموں کو کب اور کیسے منا لیا ارمغان کے ساتھ جانے پر؟ رائد کو پتا لگ گیا تو ٹانگیں توڑ دے گا اسکی۔۔"

"اوفف اوفف عزہ کتنا فضول بولتی ہو تم۔۔۔یَشل نہ ہوگئی پلاسٹک کی گڑیا ہوگئی جسکی ٹانگیں توڑ دے گا اور مجھے سمجھ نہیں آرہا اتنا غصہ کر ہی کیوں رہی ہو؟ اب تو وہ دونوں چلے بھی گئے ہیں آدھے گھنٹے میں ارمغان نے گھر ہونا ہے۔۔۔پھر اب تمہارے غصے سے کیا ہی ہو جائے گا؟"

اس کے غصے سے خائف ہوتی وہ ماتھے پر بل لئیے ڈپٹنے لگی۔

"میں کیا کروں مجھ سے کنٹرول نہیں ہورہا غصہ۔۔۔"

اسکو اپنی آنکھوں میں نمی اترتی محسوس ہوئی۔

"اوفف۔۔۔اچھا چھوڑو یہ سب۔۔۔میں نے تمہیں کچھ بتانا تھا۔۔۔"

آمنہ نے ٹاپک بدلنے کی کوشش کی۔

"کیا بتانا تھا۔۔۔" وہ بیڈ سے ٹانگیں لٹکا کر لیٹ گئی۔

"بابا کا ٹرانسفر ہورہا ہے اور وہ اگلے مہینے سیالکوٹ جارہے ہیں۔۔۔"

آمنہ کے لہجے میں اداسی کی رمق تھی۔

"اچھا پھر۔۔۔؟" اسنے بیزاریت چھپاتے سوال کیا۔

"پھر یہ کہ۔۔۔بابا وہاں جائیں گے گھر دیکھیں گے اور پھر ہم بھی وہاں چلے جائیں گے۔۔۔"

اسکا لہجہ اب کی بار اداسی سے پُر تھا جو عزہ نے بھی محسوس کیا مگر اسکی بات سنتی وہ جھٹکا کھاتی اٹھ بیٹھی۔۔۔

"کیا۔۔۔؟ جھوٹی عورت۔۔۔تم کیوں جاؤ گی ادھر۔۔۔؟"

"کیا مطلب میں وہاں کیوں جاؤنگی؟۔۔اب ظاہر ہے ہم بابا کے بغیر تو نہیں رہیں گے نا۔۔"

عزہ کے سوال پر آمنہ نے اسکی عقل پر ماتم کرتے ہوئے جواب دیا۔۔

"اگر انکے بغیر رہ لوگی تو کیا ہوجائے گا یار۔۔تم یہ بھی تو سوچو کے تمہارے بغیر میں کیا کرونگی؟"

عزہ کے لہجے میں پریشانی ہی پریشانی تھی جسے آمنہ نے خوب محسوس کیا۔۔

"تم بھی میرے ساتھ شفٹ ہوجانا۔۔۔" آمنہ نے خوشی سے حل پیش کیا جسے سن کر دوسری جانب عزہ نے سر پیٹا۔۔

"ویری گڈ بہت اچھا آئیڈیا ہے۔۔ جیسے میرے گھر والے تو اسی انتظار میں بیٹھیں ہیں نا کے کب عزہ کہے اور ہم اسے آمنہ کے ساتھ رخصت کردیں۔۔"

اس نے جھل بھن کر کہا تو دوسری طرف آمنہ نے قہقہہ لگایا۔۔۔

"ہائے کاش میں لڑکا ہوتی تو پکا تمہیں اپنے ساتھ رخصت کرکے لے جاتی۔۔"

NOVEL HUT

آمنہ نے مزے سے بول کر اسکا موڈ تبدیل کرنا چاہا جو اچھا خاصہ بگڑ چکا تھا۔۔۔

"میرا ٹیسٹ اتنا بھی خراب نہیں ہے جو تمہارے ساتھ رخصت ہوجاتی۔۔"

دوسری جانب عزہ نے منہ بنایا۔۔

"ویل ٹیسٹ تو واقعی تمہارا بہت خراب ہے اب تم مانو یا نا مانو۔۔۔"

آمنہ کی صاف گوئی پر تو عزہ جل بھن کر رہ گئی۔

"انتہائی ذلیل عورت ہو تم آمنہ کی بچی۔۔۔!!"

عزہ کا دل کیا اسکے بال نوچ دے لیکن افسوس وہ اس کے سامنے نہیں تھی۔

"تمہارے ساتھ رہ رہ کر ہو گئی ہوں۔۔۔۔ آمنہ کی بات پر عزہ زچ ہوتی دانت کچکچا کر رہ گئی اور کچھ نہ کہا

"خاموش کیوں ہو گئی؟۔۔ بولتی رہو نا مجھے تمہاری گالیاں سن کر لوری والی فیلنگ آرہی ہے اگر تم خاموش نا ہوتی تو عنقریب میں خواب و خرگوش کے مزے لوٹ رہی ہوتی۔۔"

اسکی خاموشی پر آمنہ نے جلدی سے کہا جس پر عزہ پیچ و تاب کھاتی فون رکھ چکی تھی۔۔۔ پورے کمرے میں آمنہ کے قہقہے گونج اٹھے۔

"خیرت ہے نہ؟ اتنا کیوں ہنسا جارہا مجھے بھی بتاؤ میں بھی ہنس لوں۔۔"

ہارون نے دروازے پر نمودار ہوتے آمنہ سے کہا تو ہنسی کو بریک لگی۔

"عزہ سے بات کر رہی تھی۔۔۔میرے سیالکوٹ جانے پر اعتراض ہے اسے۔۔۔"

ہارون اسکی بات پر بھنویں اچکاتا اسکی طرف آیا۔

"کیا خیال ہے پھر۔۔۔اسے بھی ساتھ لے چلیں۔۔۔"ہارون نے اسکے ساتھ بیٹھتے سوال کیا۔ "کیسے لے کر جاسکتے ہیں ساتھ۔۔۔؟"

"اب یہ بھی میں بتاؤں۔۔؟"

ہارون خائف ہوا تو آمنہ اسے دیکھتے ہوئے اسکی بات کے پیچھے چھپا مطلب سمجھنے لگی۔

"اوففف بھائی۔۔۔ حد ہوتی ہے۔۔۔" وہ سمجھ آنے پر اسے گھورنے لگی۔

"ممکن ہی نہیں ہے۔۔۔" آمنہ نے سر انکار میں ہلاتے ہوئے کہا۔

"کیوں؟ اتنی کچی محبت نہیں میری یہ تو ہو کر رہے گا۔۔"

ہارون پر اعتماد تھا۔

"مجھے نہیں لگتا۔۔۔ جیسے آپ کو اتنا یقین ہے کہ وہ آپ کو مل کر رہے گی ویسے ہی عزہ کو بھی یقین ہے کہ ارمغان اسے مل کر رہے گا۔۔"

" اور تمہیں کیا لگتا ہے۔۔۔؟"

ہارون کے سوال پر آمنہ پُر سوچ انداز میں بولی۔

"مجھے لگتا ہے وہ تھک جائے گی۔۔۔ ارمغان کبھی اسکی محبت قبول نہیں کر سکے گا اگر اسنے کر بھی لی تو وہ بدلے میں اسے محبت نہیں دے سکتا اور عزہ جنونی ہے۔۔۔وہ ابھی تو ایسا کہتی ہے کہ اسے صرف ارمغان چاہیے مگر اسے بعد میں احساس ہوگا کہ اسے ارمغان کے ساتھ ساتھ اسکی محبت بھی چاہیے۔۔۔اور ارمغان ساری محبت یَشل پر لُٹا چکا ہے۔۔۔وہ اسے کچھ نہیں دے سکتا سوائے ڈپریشن کے۔۔۔ اسے لگے گا کہ وہ ارمغان کا دل اپنی محبت سے بدل دے گی مگر اسکے دل میں عزہ سے پہلے ہمیشہ یَشل رہے گی کیونکہ پہلی محبت انسان کبھی نہیں بھولتا وہ بھی یشل اور ارمغان جیسی محبت۔۔۔ ممکن ہی نہیں ہے۔۔۔عزہ کو کبھی نہ کبھی اس حقیقت کو قبول کرنا ہی پڑے گا اور

مجھے ڈر ہے کہ تب بہت دیر نہ ہو جائے جب اسے سب سمجھ آئے۔ میں نہیں چاہتی وہ ساری محبت اس شخص پر لُٹا دے جو اس کا ہے ہی نہیں۔۔۔"

ہارون چند لمحے اسے دیکھتا چلا گیا جو اب خاموش ہو گئی تھی۔ اسے اندازہ نہیں تھا کہ آمنہ اتنی سمجھدار ہو گئی ہے۔ وہ تو اسے بھی عزہ جیسی امچیور لڑکی سمجھتا تھا مگر اب اسے اندازہ ہوا تھا وہ دونوں ایک دوسرے کا الٹ تھی مگر پھر بھی ان کی دوستی لاجواب تھی۔

"تو تم اسے سمجھایا کرو نہ۔۔۔" وہ بس اتنا ہی کہہ سکا تھا۔

"آپ کو لگتا ہے میں نہیں سمجھاتی۔۔۔؟ بھائی وہ نہیں سنتی، نہیں سمجھتی۔۔"

اسنے تھکے ہوئے انداز میں کہا جیسے اسے سمجھا سمجھا کر وہ خود بھی تھک گئی ہو۔۔۔

"تو چھوڑ دو۔۔۔ لاتوں کے بھوت باتوں سے نہیں مانتے۔۔ زندگی کے کچھ سبق سیکھنے کے لئے حادثہ ضروری ہوتا ہے۔۔۔"

وہ بولتا ہوا اٹھ گیا تو آمنہ خاموش رہی۔

☆☆☆☆☆

برستی آنکھیں، لرزتے ہونٹ اور کپکپاتے ہاتھوں کے ساتھ وہ پرئیر روم پہنچی اور تہجد ادا کرنے لگی۔ اسنے مشکل ترین کام انجام دے دیا تھا مگر آنکھوں کے ساتھ دل بھی رو رہا تھا۔ خود کو جتنا مظبوط بنائے وہ اس کے سامنے کھڑی تھی اسکی نظروں سے اوجھل ہوتی وہ اتنی ہی بری طرح سے ٹوٹ گئی تھی۔

بمشکل اسنے چار رکعت پڑھی اور اس دوران اسکی آنکھیں برستی رہی تھی۔ ہولے ہولے کانپتے ہوئے ہاتھوں کو دعا کے لیے اٹھایا اور ان میں چہرا چھپائے وہ بری طرح سے رو پڑی تھی۔

"یا اللہ تو اسکی زندگی آسان کردے، تو اس کے دل سے مجھے نکال دے میری محبت اسکے دل سے ختم کردے۔۔۔میں نہیں چاہتی میری وجہ سے اسکی زندگی مشکل بنی رہے ورنہ مجھے یہ پچھتاوا جینے نہیں دے گا۔۔۔میں اس کی

اذیتوں کی وجہ بنی ہوں میری وجہ سے وہ تکلیف میں ہے اسکی تکلیف ختم کردے۔۔۔ ہماری زندگیوں میں آسانیاں فرما دے میرے مالک اسے اس تکلیف اور مج۔۔مجھے اس پچھتاوے سے بچا لے جو اسے دیکھ کر میرے دل میں پیدا ہوتا ہے۔۔۔۔میں کبھی اسے اذیت میں نہیں دیکھ سکتی اور جب وہ اذیت میری طرف سے ملی ہوئی ہو، یہ بات میری سانسیں روک دیتی ہے۔۔میں تو یہ سب نہیں چاہتی تھی یہ سب تو تیرے فیصلے ہیں نہ۔۔اس کو روح کو سکون پہنچا دے میرے اللہ۔۔۔ہماری زندگیاں آسان کردے میرے مالک ہمیں اس تکلیف سے بچا لے۔۔ ہمیں ایک دوسرے کے دلوں سے نکال دے یا اللہ ہماری محبت ختم کردے۔۔۔"

وہ چہرا ہاتھوں میں چھپائے ہچکیوں سے روتی ہوئی مسلسل اسکے لیے دعائیں کر رہی تھی جو مسجد کے باہر کھڑا کشمکش کا شکار تھا کہ اندر جائے یا نہ جائے۔

تیزی سے دھڑکتے دل اور لڑکھڑاتے قدموں کے ساتھ وہ اندر بڑھا۔

وضو کرکہ وہ جائے نماز پر کھڑا ہوا تو ٹانگیں لرزنے لگی۔ جیسے جیسے وہ نماز پڑھتا جارہا تھا ویسے ویسے اسے دل ڈوبتا محسوس ہو رہا تھا۔ آنسوؤں کا سمندر

ٹھاٹھیں مارتا باہر آنے کو بیتاب ہورہا تھا اور وہ بار بار آنکھیں چھپکتا ان آنسوؤں کو اندر اتار رہا تھا۔

نماز مکمل کرتے اسنے دعا کے لیے ہاتھ نہیں اٹھائے تھے۔ وہ بے بس سا ہوتا سجدے میں ٹوٹ کر گر گیا اور وہ انسو جن کو وہ روکتا آرہا تھا، ان کو جیسے باہر نکلنے کا راستہ مل گیا تھا۔

وہ بچوں کی طرح بلک بلک کر رو پڑا اور کتنی ہی دیر روتا رہا یہاں تک کہ اسکا وجود ہچکولے کھانے لگا۔

"یا اللہ تو اس عورت کو میرا کردے میں تجھ سے کچھ نہیں مانگتا میں تجھ سے صرف وہ عورت مانگتا ہوں۔۔۔ میں نے خود سے بڑھ کر اس سے محبت کی ہے۔۔میں نے ہر بار تجھ سے اسے مانگا ہے۔۔تو اسے میرا کیوں نہیں کر دیتا؟ تُو تو دِلوں کے حال جانتا ہے نہ پھر تُو اسے میرا نصیب کیوں نہیں بنا دیتا؟ میری روح چھلنی ہوجاتی ہے اسے رائد کے ساتھ دیکھ کر۔۔۔یا تُو اسے میرا کردے یا میری سانسیں چھین لے۔۔۔ میں اس کے بغیر نہیں رہ سکتا میں پل پل مرتا ایک دن واقعی مرجاؤں گا۔۔۔ تُو یَشل ریحان کو میرا کردے، میری ذات مکمل کردے۔۔۔"

عجب فرق تھا محبت کا۔۔۔

وہ سجدے میں گرا شخص آنسو بہاتے خدا سے اس عورت کو مانگ رہا تھا جو تہجد میں اس شخص کو بھول جانے کی دعائیں کر رہی تھی۔۔

سالوں کی محبت اور پھر جدائی نے ان دونوں کی روح کو واقعی چھلنی کردیا تھا۔ ان دونوں کے نصیب میں جدائی لکھ دی گئی تھی مگر اس جدائی نے اس شخص کو دیوانہ بنا دیا تھا۔یہ تکلیف اور اذیت وہ چاہ کر بھی ختم نہیں کر سکتا تھا مگر شاید۔۔شاید وقت کی ستمگری اسے پتھر بنا دیتی۔ وہ مومی دل رکھنے والا شخص اسکے عشق میں سلگنے لگا تھا۔

☆☆☆☆☆

اسنے وقت دیکھا تو تین بج رہے تھے۔ عزہ کے صبر پیمانہ لبریز ہوا۔ اسنے ارمغان کو کال کرنے کے لیے فون اٹھایا ہی تھا جب باہر سے ہارن کی آواز آئی۔

وہ فوراً باہر ہی طرف بڑھی۔بیرونی دروازہ کھول کر وہ باہر نکلی تو ارمغان گاڑی کا دروازہ کھولتے باہر نکل رہا تھا۔

"کہاں رہ گئے تھے آپ۔۔۔" وہ اسکے پاس آتی پریشانی سے سوال کرنے لگی تو ارمغان نے چونک کر اسے دیکھا۔ رات کے تین بج رہے تھے اور وہ ابھی تک جاگ رہی تھی۔

"خیریت۔۔۔تم سوئی نہیں۔۔۔" وہ گاڑی لاک کرتا اسے دیکھ کر بولا پھر دروازے کی جانب بڑھا تو عزہ نے بھی اسکی پیروی کی۔

"میں انتظار کر رہی تھی آپ کا۔۔۔آپ جیکٹ پہنے بغیر گئے تھے؟" وہ دونوں دروازہ کھول کر اندر داخل ہوئے تو عزہ نے اسکو صرف ٹی شرٹ پہنے دیکھ کر سوال کیا۔

NOVEL HUT

"میرا انتظار۔۔۔؟ کیوں؟" ارمغان نے اسکے سوال کو نظر انداز کرتے پوچھا۔

"ویسے ہی۔۔۔ اتنی لیٹ کیوں آئے ہیں آپ۔۔۔؟" وہ دونوں اب سیڑھیاں چڑھتے اوپر جا رہے تھے۔

"کچھ دوستوں کے ساتھ تھا۔۔۔" وہ بغیر اسکی طرف دیکھے بولا۔

"اتنی دیر تک؟ میں تو پریشان ہوگئی تھی۔۔۔"

آخری زینہ چڑھ کر اسنے ہلکا سا چہرا موڑ کر ساتھ چلتی عزہ کو دیکھا۔

"پریشان ہونے والی کون سی بات ہے؟ میں بچہ تو نہیں۔۔۔"

وہ کمرے کا دروازہ کھولتا اندر داخل ہوا تو عزہ بھی پیچھے پیچھے چلتی اندر آگئی۔

"نہیں مگر بس۔۔۔" اسنے جملہ ادھورا چھوڑ دیا۔

ارمغان صوفے پر بیٹھ کر گھڑی اتارنے کے بعد جوتے اتارنے لگا۔

"ہیٹر آن کردو۔۔۔" وہ سر ہلاتی ہیٹر آن کرنے لگی۔

"کافی بنا دوں میں آپ کو۔۔۔؟" اسنے ہیٹر آن کرتے ہوئے سوال کیا۔

"نہیں۔۔۔ خود بنا لوں گا۔۔۔" عزہ نے اسکی طرف دیکھا جو صوفے سے اٹھ کر بیڈ پر آڑا ترچھا لیٹ گیا تھا۔

"میں بنا دیتی ہوں نہ۔۔۔"

"نہیں تم جاکر سو جاؤ دیر ہوگئی ہے۔۔۔" وہ سپاٹ لہجے میں بولا۔

"مگر میرا دل نہیں کر رہا نیند بھی نہیں آرہی میں دس بجے تو اٹھی ہوں۔۔۔"

وہ بولتی ہوئی اسکے پاس آگئی اور بیڈ پر بیٹھ گئی تو ارمغان نے لیٹے لیٹے اسے دیکھا۔

"تو تمہیں غلط وقت پر نہیں سونا چاہیے تھا۔۔۔ صبح کالج جانا ہے تم نے۔۔۔"

اسنے ایک ہاتھ سے اپنا سر ہلکا سا دبایا۔

"آپ کو سر درد ہو رہا ہے؟ میں سر دبا دوں۔۔۔؟"

بولتے ساتھ ہی اسنے ہاتھ آگے کرتے اسکے ماتھے پر رکھنا چاہا جو ارمغان نے بڑی نرمی سے پرے کیا۔

"نہیں عزہ میں ٹھیک ہوں۔۔۔تم جاؤ سو جاؤ مجھے بھی نیند آرہی۔۔۔"

ارمغان سیدھا ہو کر بیٹھا وہ حد سے زیادہ سنجیدہ تھا۔ عزہ کا دل اسکے روئیے پر دُکھ گیا۔

"ارمغان۔۔۔" ارمغان بیڈ سے اٹھا ہی تھا جب عزہ نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔ ارمغان نے چہرا موڑ کر پہلے اسے پھر اپنی کلائی پکڑے اس کے ہاتھ کو دیکھا۔

"کیا ہوا۔۔۔۔؟" اسکا ہاتھ پکڑنا ارمغان کو بہت عجیب لگا تھا۔

"آپ بتائیں۔۔۔کیا ہوا ہے؟" وہ خود بھی اٹھ کھڑی ہوئی۔

"تمہیں کس نے کہا کچھ ہوا ہے۔۔۔؟"

"آپ کے رویے سے اندازہ ہو رہا ہے۔۔۔"

ارمغان چند لمحے سنجیدگی سے اسے دیکھے گیا۔

"کچھ نہیں ہوا عزہ۔۔۔ تم غلط اندازہ لگا رہی ہو۔۔۔"

ارمغان نے نرمی سے اسکا ہاتھ اپنے ہاتھ سے ہٹایا۔

"نہیں مجھے یقین ہے کہ کچھ ہوا ہے۔۔۔" وہ اٹل لہجے میں بولی۔

"ارے۔۔۔ عجیب باتیں کر رہی ہو۔ تم خود سوچو کیا ہو سکتا ہے۔۔۔؟ جا کر سو جاؤ تمہیں نیند آ رہی۔۔۔"

وہ اپنی بیزاریت چھپاتے عام سے لہجے میں بولا۔

"اگر آپ بتائیں گے نہیں تو میں سونے بھی نہیں جاؤں گی۔۔۔"

وہ ضدی بچوں کی طرح بولتی واپس بیڈ پر بیٹھ گئی۔

"عزہ۔۔۔۔" ارمغان کا لہجہ سختی اختیار کر گیا جو عزہ کو بھی محسوس ہوا۔

"تم بچی نہیں ہو کہ ہر بات تمہیں سمجھانی پڑے۔۔۔ تمہارا آدھی رات میرے کمرے میں ہونا ٹھیک نہیں ہے۔۔۔! اگر کوئی تمہیں ابھی یہاں دیکھ لے گا تو کیا سوچے گا۔۔۔؟"

عزہ کا چہرا تاریک ہوا۔ چند لمحے وہ سانس روکے اسے دیکھتی رہی۔

"کوئی کچھ نہیں سوچے گا۔۔۔"

"سوچے یا نہ سوچے مگر مجھے نہیں پسند تمہارا آدھی آدھی رات کو میرے کمرے میں آنا۔ تمہیں اندازہ بھی ہے کہ یہ کتنی غیر مناسب بات ہے۔۔؟"

وہ غصے کو دبا رہا تھا مگر لہجے کی سختی اور اسکی بات پر عزہ کا تاریک چہرا مارے شرمندگی سرخ ہوا۔

"ارمغان یہ۔۔۔اتنی بڑی۔۔بات بھی نہیں ہے۔۔۔"

وہ رُک رُک کر بولی۔

"تمہارے لئیے ہے چھوٹی بات مگر میرے لئیے نہیں اور پلیز عزہ۔۔۔تم مجھے "بھائی" ہی بولا کرو۔ تمہارے منہ سے "ارمغان" سن کر میں ان-کمفرٹیبل ہوتا ہوں۔۔۔"

عزہ کا چہرا الٹھے کی مانند سفید پڑ گیا۔۔ اسے لگا جیسے گڑھوں پانی اس کے اوپر آگِرا ہو۔

"میں۔۔۔ آپ کو بھائی نہیں بول سکتی۔۔۔"

چند لمحوں کی خاموشی کے بعد اسکے حلق سے بامشکل ہلکی سے آواز نکلی۔

ارمغان نے اسے ایسے دیکھا جیسے سننے میں غلطی ہوئی ہو۔

"کیا کہا تم نے۔۔۔۔؟" عزہ کا سانس سوکھنے لگا۔

اسنے تھوک نگلتے تھوڑی سی ہمت جمع کی۔

"میں آپ کو بھائی نہیں بول سکتی۔۔۔" وہ تیزی سے بولتی چہرا جھکا گئی۔

ارمغان نے بے یقینی سے عزہ کو دیکھا۔ "کیوں۔۔۔؟"

آواز میں بھی حیرت اور نا سمجھی تھی۔ عزہ کی آنکھوں کے سامنے دھند چھانے لگی۔

"میں بتاؤں گی تو آپ غصہ کریں گے۔۔۔" وہ منمناتے ہوئے بولی۔

"نہیں کروں گا بتاؤ مجھے۔۔۔"

عزہ کی بھرائی ہوئی آواز پر ارمغان نے لہجہ نارمل رکھنے کی کوشش کی مگر عزہ چاہ کر بھی منہ سے ایک لفظ ادا نہ کر سکی۔

"عزہ۔۔۔۔!" وہ پھر بھی خاموش رہی۔ شاید ہمت جمع کر رہی تھی مگر اس کی خاموشی پر ارمغان کا غصہ عود آیا۔

"کچھ پوچھ رہا ہوں میں تم سے۔۔بتاؤ مجھے۔۔۔"

وہ شیر کی طرح دھاڑا تو عزہ کی بچی کچی ہمت بھی ہوا ہو گئی۔ اٹکے ہوئے سانس کے ساتھ وہ بے اختیار سر انکار میں ہلانے لگی۔ ارمغان کے غصے سے اس پر خوف تاری ہوا۔

ارمغان نے شعلہ برساتی نگاہوں سے اسکے جھکے سر کو دیکھا۔

"جاؤیہاں سے۔۔۔" وہ تراش لہجے میں بولتا واشروم جانے کے لیے مُڑا۔

"ارمغان۔۔۔" اسکی بھیگی آواز پر ارمغان رکا اور گہرا سانس لیتے خود کو کول ڈاون کرنا چاہا۔

"میں۔۔۔میں آپ کو۔۔۔"

وہ اسکی پشت کو دیکھتی بولنے کی کوشش کر رہی تھی مگر جملہ مکمل نہ کر سکی۔ ارمغان ویسے ہی اسکی طرف پشت کئیے کھڑا رہا۔

"میں آپ کو پسند کرتی ہوں۔۔۔"

ارمغان صدمے کی حالت میں اسکی طرف مُڑا جو دوبارہ چہرا جھکا کر باقاعدہ رو رہی تھی۔

"کیا کہا تم نے۔۔۔؟" وہ درشتگی سے بولتا اسکی جانب بڑھا تو وہ خوف زدہ ہوتی پیچھے ہونے لگی مگر پیچھے بیڈ تھا۔ وہ لڑکھڑاتی ہوئی بیڈ پر بیٹھ گئی۔

"تمہارا دماغ جگہ پر ہے۔۔۔؟" آواز دھیمی مگر لہجہ غصیلہ تھا۔

عزہ کے رونے میں شدت آئی۔

بالوں میں ہاتھ پھیرتے ارمغان نے غصہ دبانا چاہا۔

"عِزہ تمہیں پتا ہے تم کیا کہہ رہی ہو۔۔؟"

وہ اسکے جھکے سر کو دیکھنے لگا جس کو ارمغان کے سوال پر وہ اثبات میں ہلانے لگی۔

"نہیں۔۔ اگر تمہیں پتا ہوتا تو تم یہ بکواس کبھی نہ کرتی۔۔۔"

اسکی ڈھٹائی پر ارمغان کا پارا ہائی ہوگیا۔

"اٹھو نِکلو یہاں سے۔۔۔۔"

ارمغان نے اسکو بازو سے پکڑ کر اٹھایا اور دروازے کی طرف جانے لگا۔

"ارمغان۔۔۔" عزہ نے روتے ہوئے اپنا بازو اسکی گرفت سے آزاد کروانے کی کوشش کی۔

"پلیز ایسا نہیں کریں۔۔۔میں واقعی آپ کو پسند کرتی ہوں۔۔"

ارمغان رک کر ساکت سا اسے دیکھے گیا جو بری طرح رو رہی تھی۔

"مجھے نہیں پتا کب کیسے کیوں لیکن بس ہوگیا۔۔میں سچ کہہ رہی ہوں۔۔۔"

وہ بھیگی آنکھوں سے اسے دیکھنے لگی۔ ارمغان نے اسکی بازو کو چھوڑ دیا۔

"ارمغان پلیز۔۔۔میں واقعی آپ سے محبت کرتی ہوں۔ میں نے آپ کا بہت انتظار کیا ہے میں چاہ کر بھی خود کو روک نہیں پاتی۔۔ میں صرف محبت نہیں بلکہ۔۔۔۔"

وہ ابھی بول ہی رہی تھی جب ارمغان کا ہاتھ اٹھا اور اسکے چہرے پر اپنی چھاپ چھوڑ گیا۔ عزہ کے کان سائیں سائیں کر اٹھے۔ وہ رخسار پر ہاتھ رکھے ساکت ہوگئی۔

"محبت۔۔؟" پرتپش لہجے میں کہتے ارمغان نے اسکو بازو سے اتنی سختی سے پکڑا کے اسے ارمغان کی انگلیاں اپنی بازو میں دھنستی محسوس ہوئی اور وہ کراہ کر گئی۔

"تم میری بہن ہو۔۔۔ آئیندہ کے بعد اگر تم نے یہ واحیات سی بکواس کرنے کی کوشش بھی کی تو میں تمہیں اچھے سے محبت کا مطلب سمجھا دوں گا۔۔۔"

شعلے برساتے لہجے پر عزہ کا وجود کانپ گیا۔

"دفع ہو جاؤ اب یہاں سے۔۔۔"

ارمغان نے ویسے ہی اسکو بازو سے پکڑے کمرے سے باہر دھکیلا اور دھڑام سے دروازہ بند کردیا۔

☆☆☆☆☆

NOVEL HUT

اسکی فلائیٹ لینڈ ہوچکی تھی۔ اپنا سامان اٹھائے اسکی تلاش میں یہاں سے وہاں نظریں دوڑاتی وہ باہر آرہی تھی جب ایک جگہ وہ اسے کھڑا نظر آیا۔ وائٹ ہڈی کے اوپر جیڈ گرین جیکٹ پہنے بلیک پینٹ نے ملبوس جیبوں میں ہاتھ ڈالے وہ اسی کا منتظر تھا۔ یَشل پر نظر پڑتے ہی اسکے ہونٹوں پر مسکراہٹ

ابھری۔ وہ اسکی طرف بڑھا۔ چند قدم چلتے یَشل رک گئی اور رائد کو اپنی طرف آتے دیکھنے لگی۔ اسکے پاس آتا رائد بھی دو قدم کے فاصلے پر رک گیا۔ یَشل نے گہری مسکراہٹ لئیے اسے دیکھا تو رائد نے دونوں بازوؤں کو کھول کر اسے پاس آنے کا اشارہ کیا۔ وہ بغیر دیر کئیے اسکے سینے سے جا لگی اور رائد نے اسے خود میں بھینچ لیا۔ ایسے جیسے وہ مہینوں بعد اس سے ملا ہو۔

"ویلکم بیک جانِ من۔۔۔"

یَشل اسکے سینے سے لگی کھلکھلا اٹھی اور چہرا اوپر کرتے نم آنکھوں سے اسے دیکھا۔

اپنا ماضی اس شہر میں چھوڑ کر وہ واپس آگئی تھی۔ زندگی کی نئی شروعات کرنے۔ اسے اپنانے اور اسکی محبت کو قبول کرنے۔

اب اسے آگے بڑھنا تھا۔ وہ اس شخص کے ساتھ زیادتی نہیں کر سکتی تھی جو اسکی محبت میں ڈوب گیا تھا اور اپنی محبت اُس پر نچھاور کر رہا تھا۔ وہ یوں بھی محبتیں سمیٹتی تھی۔۔۔اسے اس شخص کی محبت کو بھی سمیٹنا تھا اور اسے بھی محبت دینی تھی کیونکہ وہی اس کا محرم تھا، وہی اسکی محبت کا حقدار تھا۔

اسے گناہوں کی اس دلدل سے نکلنا تھا جس میں وہ اتر گئی تھی۔ اسے اس پاک رشتے کو پاک ہی رکھنا تھا۔ وہ ملاوٹ نہیں کر سکتی تھی۔ وہ اپنے دل سے کسی کو نکال نہیں سکتی تھی مگر اپنے محرم کے لیے اس میں جگہ بنا سکتی تھی۔ اسے یہ کرنا تھا۔۔۔ اسے اب ہارنا نہیں تھا۔ رائد کی محبت میں اسے جیت جانا تھا۔

☆☆☆☆☆

ہفتہ گزر گیا تھا۔ نہ ارمغان اور عزہ کے درمیان کچھ ٹھیک ہوا تھا نہ ہی ہادی اور آمنہ کے درمیان کچھ نارمل تھا۔

NOVEL HUT

ارمغان سے تھپڑ کھانے کے بعد عزہ تین دن کمرے سے نہیں نکلی تھی اور نہ ہی کالج گئی تھی۔ اڑتی اڑتی خبر ارمغان تک پہنچ گئی تھی کہ اس کو بخار ہے۔ چوتھے دن وہ اپنے تخت سے اٹھ کر کمرے سے باہر آئی تھی مگر ارمغان نے زیادہ دھیان نہ دیا۔ ان دونوں کے درمیان پھر کوئی بات نہ ہوئی مگر یہ بھی حقیقت تھی

کہ غصے میں آکر اسے تھپڑ مار دینے پر ارمغان شرمندہ تھا اور وہ اس سے معذرت کرنے کا بھی ارادہ رکھتا تھا مگر نہ تو اسے ایسا کرنے کا موقع ملا نہ ہی اسنے موقع تلاش کیا مگر آج اسے عزہ کا کالج سے پِک کرنا تھا کیونکہ اس کے وین والے نے آج چھٹی کرلی تھی۔ وہ آفس میں تھا جب اسے عدنان صاحب کی کال آئی تو وہ اپنے باس کو صورتحال بتاتا اسے پک کرنے چلا گیا کیونکہ اس سے کھل کر بات کرنے کا اس سے بہترین موقع شاید دوبارہ نہ ملتا۔

عزہ آمنہ کے ساتھ گیٹ سے باہر نکلی تو فاصلے پر اسے ارمغان گاڑی میں بیٹھا نظر آیا۔ ہونٹوں کی مسکراہٹ پل میں سمٹ گئی اور چلتے ہوئے قدم رک گئے۔

"ہارون بھائی آگئے ہیں۔۔میں چلتی ہوں۔۔"

اسکے تاثرات پر غور کیئے بغیر آمنہ اس سے بغلگیر ہوتی اپنی گاڑی کی طرف بڑھ گئی۔ تھوک نگل کر چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی وہ بھی گاڑی کے پاس پہنچتی فرنٹ سیٹ کا دروازہ کھول کر اندر بیٹھی۔

"تمہارے وین والے نے آج چھٹی کرلی ہے۔۔۔"

گاڑی سٹارٹ کرتے ارمغان نے اسے بتانا ضروری سمجھا مگر عزہ نے کوئی جواب نہ دیا اور بیگ سے فون نکال کر استعمال کرنے لگی۔

"کچھ کھاؤ گی۔۔۔؟" ارمغان نے چند لمحوں بعد اس سے سوال کیا تو وہ سر انکار میں ہلانے لگی پھر فون سے نظریں ہٹا کر راستہ دیکھا تو یہ راستہ گھر کی طرف نہیں جاتا تھا۔

کچھ دیر بعد ایک جوس سٹال کے سامنے گاڑی رُکی تو عِزہ کو اندازہ ہوگیا کہ ارمغان اس سے ضرور اس معاملے پر بات کرنا چاہتا تھا اور یہ سوچ کر اسکی ہتھیلیاں بھیگنے لگی۔

"میں نہیں پیئوں گی۔۔۔"

وہ بھی آرڈر لکھوانے ہی لگا تھا جب عزہ نے کچھ بھی کھانے پینے سے انکار کردیا۔

"اچھا۔۔۔۔اصل بات پر آتا ہوں پھر۔۔" ارمغان ہلکا سا رخ اسکی طرف کرکہ بیٹھا اور اسے دیکھنے لگا تو عزہ کا دل دھک دھک کر اٹھا۔

"ویسے تو سوری کرنے میں پہلے تمہیں کرنی چاہیے مگر میں جانتا ہوں تم ایسا کرو گی نہیں۔۔۔"

لہجہ طنزیہ نہیں تھا مگر کچھ تھا جس پر عزہ چہرا موڑے اسے دیکھنے پر مجبور ہو گئی۔

"لیکن اگر آج اور ابھی میں تمہیں سوری کہوں گا تو صرف اور صرف اس تھپڑ کے لئیے۔۔۔کیونکہ اس کے علاوہ مجھے نہیں لگتا کہ میں نے کچھ غلط کیا ہے۔۔۔"

عزہ کا چہرا کچھ سفید پڑ گیا۔ نہ تو اس نے ارمغان سے اس بات کی توقع کی تھی نہ ہی وہ ایسا کچھ سننا چاہتی تھی۔ اسے وہ سننا تھا جس سے اسکی روح کو سکون ملتا۔

NOVEL HUT

"آئی ایم سوری۔۔۔!" ارمغان کے منہ سے یہ جملہ سن کر وہ شرمندہ ہوتی سر دوبارہ جھکا گئی۔

"لیکن عزہ تمہیں نہیں لگتا کہ اس دن جو کچھ بھی ہوا اس کے لیے تمہیں شرمندہ ہونا چاہیے۔۔۔؟"

وہ سوالیہ نظروں سے اسے دیکھنے لگا۔

"تم اندازہ بھی نہیں لگا سکتی کے پچھلے چھ، سات دن کتنی بری طرح الجھن کا شکار رہا ہوں میں۔۔۔کسی ایک چیز پر بھی میں فوکس نہیں کر پا رہا۔۔"

وہ ٹھہرے ہوئے لہجے میں سنجیدگی سے بول رہا تھا۔

عزہ کی آنکھوں میں آنسوں چمکنے لگے۔

"سب ٹھیک چل رہا تھا ایوری تھنگ واز فائین لیکن اب ہم دونوں کے درمیان سب کچھ اتنا آکورڈ اور اتنا عجیب ہوگیا ہے صرف ایک جملے کی وجہ سے۔۔۔میں تمہارے ساتھ ڈائننگ ٹیبل پر بیٹھ کر کھانا تک نہیں کھا سکتا۔۔۔!"

وہ بے بس لگ رہا تھا جیسے اس سب کو ہینڈل کرنا مشکل ہو رہا تھا اس کے لیے۔ گاڑی میں چند لمحے خاموشی چھا گئی اور عزہ خاموش آنسو بہانے لگی۔

"پوری زندگی میں نے کسی عورت پر ہاتھ نہیں اٹھایا اور نہ ہی کبھی ضرورت پیش آئی لیکن تمہاری وجہ سے۔۔۔"

تیز لہجے میں بولتے اسنے جملہ ادھورا چھوڑ دیا تو عزہ سسکنے لگی، جبڑے سختی بھینچے وہ ضبط کر رہا تھا۔

"میں نہیں جانتا تم نے وہ بات جزبات میں کہی تھی یا تم سیریئس تھی لیکن جو بھی تھا بہت غلط۔۔۔"

"جزبات میں کچھ نہیں کہا تھا میں نے۔۔۔"

اب کے وہ سنبھل کے بولا تو عزہ نے روتے ہوئے اسکی بات کاٹی۔
ارمغان خاموشی سے اسے دیکھنے لگا جیسے مزید کچھ کہنے کی مہلت دے رہا ہو۔

"آپ کو لگتا ہے کہ ایک تھپڑ کے بعد میں اپنی بات سے مکر جاؤں گی۔۔۔؟" انداز سوالیہ تھا۔۔۔

"ہرگز نہیں۔۔۔ میں اتنی بھی بزدل نہیں ہوں۔۔ اگر میں نے کہا ہے کہ مجھے آپ سے محبت ہے تو ہے۔۔!"

اس کا انداز ضد لیے ہوئے تھا۔ ارمغان اس کا چہرہ دیکھتا رہا۔

"آپ کو یقین نہیں ہے نہ۔۔؟ رکیں آپ۔۔"

اس کی خاموشی پہ وہ اپنے پیچھے پڑا بیگ اٹھا کر سامنے کرتی اس میں کچھ تلاشنے لگی پھر مطلوبہ چیز ملنے پر اسے نکال کر ارمغان کی طرف بڑھا دیا۔

ارمغان نے رونے کے باعث اسکی سرخ ہوتی آنکھوں کو دیکھتے ڈائیری تھام لی۔ عزہ کو مزید کچھ کہنے کی ضرورت نہ پڑی۔ ارمغان خود ہی صفحے پلٹتا اس کر لکھے لفظوں کو پڑھنے لگا اور عزہ کے دل کی دھڑکن بے ترتیب ہونے لگی۔

دو، تین صفحے پڑھ کر ارمغان نے ڈائیری بند کرتے ڈیش بورڈ پر پٹخ دی۔

چند گہرے سانس لیتے اسنے اندر کا غبار دبایا۔ ضبط سے چہرے پہ سرخی چھانا شروع ہو گئی تھی۔

"عزہ۔۔ آئی ایم سپیچ-لیس۔۔۔!"

"!...Izzah... I'm speechless"

وہ دنگ رہ گیا تھا، یہ اس کا بچپنا تھا یا کوئی مذاق۔۔۔ اس کے پاس الفاظ نہیں تھے۔

"تم ابھی بچی ہو۔۔۔۔!"

سمجھانے کی ایک ناکام کوشش کی لیکن وہ برا مناتے ٹوک گئی۔

"میں آپ کے ساتھ بڑی ہونا چاہتی ہوں۔۔۔"

وہ فوراً سے یہ جملہ بولتی ہوئی بھی معصوم بچی ہی لگی تھی۔ ارمغان استہزاء سے ہنسا۔

"میرے پاس حقیقتاً الفاظ ختم ہوگئے ہیں۔۔۔"

اسنے ہاتھ کھڑے کئیے تھے۔ وہ حیران تھا اس لڑکی پر اور اسکی بیوقوفی پر۔۔۔

"عزہ تم سب کچھ جانتے ہوئے بھی یہ کیسے کہہ سکتی ہو۔۔۔؟"

وہ دونوں ہاتھوں سے سٹیئرنگ وہیل پکڑتا اسے بے یقینی سے دیکھنے لگا۔

"اس میں میری تو کوئی غلطی نہیں ہے نہ۔۔۔ میرے دل پر میرا اختیار نہیں ہے ارمغان میں بے بس ہوگئی ہوں۔۔۔یہ سوچ ہی مجھے اذیت دیتی ہے کہ آپ مجھ سے دور ہو جائیں گے۔۔۔"

عزہ جیسے اپنا دل کھول کے اس کے سامنے رکھنے لگی۔

"میں تمہارے قریب ہی کب تھا عزہ۔۔۔۔؟"

ارمغان جھلا اٹھا۔ اس کا دماغ ماؤف ہونے لگا تو اسنے سر اسٹیئرنگ وہیل پر ٹکا دیا۔ عزہ نے ہونٹ بھینچ کر آنسوؤں کو کنٹرول کرنے کی کوشش کی۔ وہ ٹھیک کہہ رہا تھا۔۔ وہ کبھی بھی اس کے قریب نہ رہا تھا۔

"میں نے تمہیں ہمیشہ قرت جیسا سمجھا ہے۔۔تم سوچ بھی کیسے سکتی ہو یہ سب۔۔؟ بندہ بندہ جانتا ہے کہ میں یَشل سے محبت کرتا ہوں پھر تم یہ بات کیسے بھول گئی۔۔۔؟"

ارمغان کو بے بسی کے ساتھ اب غصہ آنے لگا جبھی وہ تھوڑا سخت لہجہ اختیار کر گیا۔

"مگر اب تو یَشل کی شادی ہو گئی ہے نہ۔۔۔"

عزا نے اپنی جانب سے ایک راہ دکھاتے تالی دی۔

"تو تمہیں یہ لگتا ہے کہ تم اسکی جگہ لے سکتی ہو۔۔۔؟" اس کے ابرو اوپر اٹھے جیسے وہ تمسخر اڑا رہا ہو اس کا۔ اس کے انداز میں جتانا تھا کہ یشل کی جگہ کوئی نہیں لے سکتا اور نہ ہی وہ کوشش کرے یہ سب کرنے کی۔

"تم عزہ ہو۔۔۔تم یَشل ریحان نہیں ہو سکتی۔۔!"

"ارمغان پلیز۔۔۔! میں نے بہت چاہا ہے آپ کو۔ آپ میری محبت کو قبول تو کریں یَشل کو بھول جائیں گے۔۔۔"

عزا ارمغان کے بازو کو تھامتی ہوئی بولی جیسے اگر ابھی نہ کہا تو ہمیشہ کے لیے اس کو کھو دے گی۔

"نہیں کر سکتا میں تمہاری محبت کو قبول۔۔! ! تم۔۔۔تم سوچ بھی کیسے سکتی ہو؟"

ارمغان اس کے ہاتھ جھٹکتا ہوا بولا، ماتھے پہ تیوری واضح تھی اب جیسے عزہ کے الفاظ اس کو بالکل بھی پسند نہیں آرہے تھے۔ وہ اس لڑکی کی سوچ اور اسکی باتوں پر ابھی بھی دنگ تھا۔۔

"نہیں سوچنا چاہتی تھی میں ایسا کچھ لیکن بس۔۔۔میں خود کو نہیں روک پاتی۔۔ آپ کی محبت نے میرے ہاتھ کاٹ دیئے ہیں۔ آپ مجھے بتائیں میں ایسا کیا کروں کہ آپ کو میری محبت پر یقین آجائے۔۔۔"

وہ روہانسا ہوئی جبکہ آنسوں اس کے رخساروں پہ ابھی بھی بہہ رہے تھے۔ اس وقت وہ ایک دیوانی لگ رہی تھی۔

"عزہ۔۔۔! نہیں کرنا مجھے تمہاری محبت پر یقین اور کر بھی لوں تو کیا ہوگا؟ نہیں چاہیے مجھے تمہاری محبت۔ تم میرے لیے ہمیشہ چھوٹی سی عزہ ہی رہو گی۔۔!"

وہ اپنی سانس روک گئی تھی۔۔

"یہ تمہاری بھول ہے کہ میں یَشل کو بھول جاؤں گا۔۔۔ میں اپنا آپ بھول سکتا ہوں یَشل ریحان کو نہیں بھول سکتا۔۔"

عِزہ کو لگا تھا وہ اب سانس نہیں لے سکے گی۔ وہ کسی مجسمے کی طرح ساکت سی اسے دیکھتی چلی گئی۔

"اور میری محبت کا کیا۔۔۔؟" بہت دیر کی خاموشی کے بعد ارمغان کو اسکی ہلکی سی آواز سنائی دی۔

"محبت نہیں ہے یہ عزہ۔۔۔! بچپنہ ہے تمہارا۔۔ تمہیں میں نہیں میری محبت چاہیے، وہ محبت جو میں یشل سے کرتا ہوں اور تمہیں وہ محبت کبھی نہیں مِل سکتی کیونکہ میں نے ساری محبت یَشل سے کرلی ہے۔۔۔ میرے پاس تمہیں دینے کے لیے کچھ بھی نہیں ہے عزہ۔۔"

اسکا لہجہ نرم اور بے بس سا تھا۔ جیسے وہ اسے سمجھا رہا ہو۔۔۔مگر یہ اس کی غلط فہمی تھی کہ عزہ سمجھ جائے گی۔۔۔

وہ کتنی ہی دیر ارمغان کو دیکھتی رہی تھی پھر ارمغان کے گاڑی سٹارٹ کرنے پر وہ اس پر سے نظر ہٹا گئی اور باقی کا سارا راستہ روتی رہی۔ ارمغان نے دوبارہ اسے کچھ نہیں کہا تھا۔ گھر کے باہر اسنے گاڑی روکی تو وہ آنسو رگڑتی بغیر اسکی طرف دیکھے گاڑی سے اتر گئی۔

☆☆☆☆☆

"عزہ میری جان کیا ہوا ہے کچھ تو بتاؤ۔۔۔"

قرت کب سے اس کے پاس بیٹھی اسے خاموش کروانے کی کوشش میں ہلکان ہو رہی تھی مگر عزہ تھی کے روئے چلی جارہی تھی اور وجہ بھی نہیں بتا رہی تھی۔

"عزہ میں آخری بار پوچھ رہی ہوں۔۔اب نہ بتایا تو پھپھو کو بلا لاؤں گی۔۔۔!"

قرت نے اسے دھمکی دی مگر وہ بھی کارآمد ثابت نہ ہوئی۔

"کالج میں کسی سے لڑائی ہوئی ہے؟ آمنہ سے لڑائی ہوئی ہے؟ کسی نے کچھ کہہ دیا ہے کیا؟ پچھلے کچھ دنوں سے تم ویسے ہی اتنی عجیب ہوئی ہو۔۔۔ اب بتاؤ گی نہیں تو پتا کیسے لگے گا۔۔۔"

قرت جھنجھلاہٹ چھپاتی نرمی سے اس سے پوچھنے لگی۔ دو گھنٹے ہو گئے تھے اسے کالج سے آئے نہ تو اسنے کھانا کھایا تھا نہ ہی ابھی تک کپڑے بدلے تھے بس کمرے میں بیٹھی روئے جا رہی تھی۔ اب قرت اس کے رونے سے تنگ آنے لگی تھی۔

NOVEL HUT

"قرت یار۔۔۔مجھے چائے بنا دو گی سر بہت درد کر رہا۔۔"

انوشہ نے کمرے میں داخل ہوتے ہوئے قرت کو مخاطب کیا تو وہ پلٹ کر اسے دیکھنے لگی جبکہ عزہ بیڈ پر لیٹ کر لحاف میں چہرا چھپا گئی مگر نشہ نے رونے کے باعث سرخ ہوتی ناک اور آنکھیں دیکھ لی تھی۔

"اسے کیا ہوا ہے۔۔؟" وہ ان دونوں کی طرف آئی۔

"اللہ جانے کون سا غم لگ گیا ہے اسے۔۔۔پوچھو تم ہی مجھے تو نہیں بتا رہی۔ میں تب تک چائے بنا لیتی۔۔۔"

وہ عزہ کے پاس سے اٹھ کر کمرے سے نکل گئی تو نشہ کھڑی چند لمحے اسے دیکھتی رہی پھر اسکے پاس بیٹھ گئی۔

"عزہ کیوں رو رہی ہو؟ ادھر دیکھو میری طرف۔۔۔"

نشہ نے اسکے چہرے سے لحاف ہٹا کر اسکا رخ اپنی طرف کرنا چاہا۔ عزہ آنکھیں رگڑتی خود پر کنٹرول کرنے لگی۔

"عِزہ پریشان نہیں کیا کرو تم۔۔۔ پچھلے دنوں سے تمہاری طبیعت بھی اتنی خاص ٹھیک نہیں ماما کو بھی پریشان کیا ہوا۔۔مجھے بتاؤ تو سہی کیا ہوا ہے؟"

نشہ نے سائڈ ٹیبل پر رکھے ٹشو باکس سے ٹشو نکال کر اسکے بھیگے رخسار صاف کیئے۔

"کچھ نہیں ہوا۔۔۔"

"پھر مسئلہ کیا ہے؟ ایک منٹ۔۔۔ اس دن تم ارمغان کے کمرے کے باہر کھڑی رو رہی تھی میرے تو ذہن سے ہی نکل گئی ہے وہ بات۔۔۔ تمہاری کوئی لڑائی ہوئی ہے کیا اس سے؟"

نِشہ کو اچانک یاد آیا۔ اس دن اسے ارمغان کے چیخنے کی آواز آئی تو وہ کمرے سے باہر نکلنے لگی تھی پر تھوڑا سا دروازہ کھولتے ہی اسے عزہ نظر آئی جو ارمغان کے کمرے کے باہر کھڑی رو رہی تھی اور پھر فوراً ہی اپنے کمرے میں بھاگ گئی۔ انوشہ نے سوچا تھا وہ اس سے پوچھے گی مگر یاد ہی نہ رہا۔

"نہیں تو۔۔۔ میں کب رو رہی تھی۔۔"

وہ فوراً ہی آنسو روک کر بھرائی ہوئی آواز میں نفی کرنے لگی۔

"جھوٹی۔۔۔ میں نے خود دیکھا تھا تم ہی تھی۔۔۔"

نِشہ کو یقین تھا کہ اسنے عزہ کو ہی دیکھا تھا۔

"ہاں۔۔۔ میں ہی تھی مگر رو تو نہیں رہی تھی۔۔ اس دن وہ بہت دیر سے گھر آئے تھے اور کمرے میں چیخ رہے تھے تو میں ڈر کر ادھر گئی تھی دیکھنے کے

انہیں کیا ہوا ہے مگر انہوں نے دروازہ ہی نہیں کھولا تو اسی لیے میں دروازے کے باہر کھڑی تھی۔۔۔"

عِزہ فوراً سے بغیر لڑکھڑائے سفید جھوٹ بولتی چلی گئی اور نشہ نے اس کی بات پر یقین بھی کرلیا۔

"اوہ اچھا۔۔۔ یَشل کو ائیرپورٹ چھوڑنے گیا تھا اس دن وہ ضرور دونوں کے درمیان کوئی بات ہوئی ہوگی اور میں بھی نیند میں تھی تو مجھے لگا تم رو رہی ہو۔۔۔"

عِزہ نے بے اختیار ہی پرسکون سانس خارج کیا۔ نِشہ اتنی بے وقوف نہ تھی اگر اسے ذرا بھی شک پڑ جاتا تو وہ بات کی گہرائی تک باآسانی پہنچ جاتی۔

"اچھا اب یہ تو بتاؤ کہ رو کیوں رہی ہو۔۔۔؟"

نِشہ نے دوبارہ وہی سوال کیا جس سے وہ بچنا چاہتی تھی۔

"وہ۔۔۔ وہ آمنہ ہے نا۔۔۔ سیالکوٹ جارہی ہے۔۔"

اسکی آنکھوں میں موٹے موٹے آنسو آنے لگے۔

"چچہ چچہ عزہ۔۔۔ تم اس لیے روئے جارہی؟ مرجاؤ۔۔۔!"

انوشہ اسکے رونے کی وجہ جان کر سلگ گئی۔ عزہ خفگی سے انوشہ کو دیکھنے لگی۔

"اچھا بتاؤ کب جارہی ہے۔۔۔؟" نِشہ کے سوال پر عِزہ سوچ میں پڑ گئی۔

یہ بات تو آمنہ کو خود بھی نہیں معلوم تھی کہ وہ کب جارہی ہے۔۔

"بب۔۔۔بہت جلد۔۔" آنسو رخساروں پر پھسلنے لگے تو عزہ نے انہیں صاف کیا۔

"اچھا سہی ہے ماما سے کہہ کر میں تمہیں سیالکوٹ کے کسی پاگل خانے میں جمع کروا دیتی۔۔روونے کی کیا بات ہے یار۔۔۔"

وہ اسکا موڈ بحال کرنے کی کوشش کرتی اسکے بال سنوارنے لگی۔

"آپی۔۔۔۔! " عزہ اسکی بات پر غصہ ہوتی اسکے ہاتھ جھٹک گئی تو نِشہ نے قہقہہ لگایا۔

☆☆☆☆☆

"عزہ کہاں ہے۔۔؟" وہ سیڑھیاں چڑھتا اوپر آیا تو قرت کو افہام کے کمرے کی طرف جاتا دیکھ کر سوال کرنے لگا۔

"کمرے میں دیکھ لو۔۔۔"

وہ اپنے اور عزہ کے مشترکہ کمرے کی طرف اشارہ کرتی ہوئی بولی۔

"آپ اسے بلا دیں نہ باہر۔۔اب میں رات گیارہ بجے اکیلی لڑکی کے کمرے میں جاتا اچھا لگوں گا؟ اچانک اماں ابا آگئے تو فلمی سین کریئٹ ہوجائے گا۔۔ایک تھپڑ یہاں سے اور ایک تھپڑ وہاں سے پھر نکاح۔۔۔"

ہادی ڈرامائی انداز میں کہتا چلا گیا تو قرت منہ کھولے اسے دیکھنے لگی۔

"کتنے واحیات ہو تم۔۔لعنت ہے تم پر۔۔"

قرت پھاڑ کھانے والی نظروں سے اسے دیکھتی اندر چلی گئی تو ہادی قہقہہ لگاتا عزہ کے کمرے کی طرف بڑھا مگر کمرہ خالی تھا۔

وہ واپس نیچے آیا تو اسے صبیحہ کے کمرے سے نکلتے ہوئے دیکھا۔

"اوہ تم یہاں تھی۔۔۔میں سارے گھر میں تمہیں ڈھونڈ رہا تھا۔۔۔"

"کیوں ڈھونڈھ رہے تھے۔۔۔"

عزہ ایک نظر اس کے چہرے پر ڈالتی لاونج میں آگئی۔ اس دن کے بعد سے دونوں کے درمیان آج بات ہورہی تھی۔

"میں نے کچھ پوچھنا تھا تم سے۔۔۔"

وہ اسکے ساتھ چلتا صوفوں تک آگیا تو عزہ نے ایک سوالیہ نگاہ اس کے چہرے پر ڈالی پھر ٹی وی آن کی اور سردی محسوس کرتی خود میں سمٹ کر بیٹھی۔

"پوچھو۔۔۔"

"اتنا گندا منہ کیوں بنایا ہوا ہے۔۔۔؟"

ہادی نے ساتھ والے صوفے پر بیٹھتے ہوئے سوال کیا تو عزہ نے خون خوار نظروں سے اسے گھورا۔

"منہ ہی ایسا ہے میرا۔۔۔تم کام کی بات کرو۔۔۔"

ہادی نے سلگ کر اسے دیکھا مگر یہ وقت لڑائی کرنے کا نہیں تھا۔

"وہ۔۔۔آمنہ۔۔۔اس کو کچھ ہوا ہے کیا۔۔؟"

وہ تھوڑا ہچکچا کر سوال کرنے لگا تو عزہ پل میں ساری بات سمجھتی محظوظ ہوئی۔

"اسے کیا ہوگا۔۔۔" وہ ٹی وی پر نظریں جمائے بولی۔

"وہی پوچھ رہا ہو میں تم سے۔۔۔بات نہیں کر رہی وہ۔۔۔ عجیب۔۔"

اسکا لہجہ آخر میں بیزاریت اختیار کر گیا کیونکہ وہ ایک ہفتے میں اسکی وجہ جاننے کی ہر ممکن کوشش کر چکا تھا۔۔۔

"مجھے تو نہیں پتا اور کچھ نہیں ہوا ہوگا کالج کی وجہ سے بزی ہوگی میری بھی بات نہیں ہو رہی آجکل۔۔۔"

عزہ دلچسپی نہ لیتے ہوئے چینل سرفنگ کرنے لگی۔

"تو وہ بتا دے نہ کہ کالج کی وجہ سے بزی ہے۔۔۔میں اسے ملنے کے لیے بھی کئی بار کہہ چکا ہوں مگر اسکی تو مصروفیات ہی ختم نہیں ہو رہی اور پتا نہیں کیسی مصروفیات ہیں کہ جب دیکھو آنلائین ہوتی ہے ہر ایپ پر۔۔مجھے سمجھ نہیں

آرہا کالج والوں نے بھی کون سی گھر داری اس کے سر کردی ہے؟ اور تم کیوں مصروف نہیں ہو تم بھی تو اس کے ساتھ ہی پڑھتی ہو۔۔۔"

وہ مضطرب نظر آرہا تھا ساتھ ہی اسے عزہ کے اطمینان سے کوفت ہوئی جو ابھی بھی اسکی باتوں کو نظر انداز کیے ٹی وی کے چینل چینج کرنے میں مشغول تھی اور پھر اسکی اتنی لمبی چوڑی بات کا جواب دینے کی توفیق بھی نہ تھی۔

ہادی کو تو آگ ہی لگ گئی۔

"عزہ دفع ہو جاؤ تم۔۔۔" وہ جل کر کہتا اٹھ کر چلا گیا تو عِزہ نے بامشکل ہنسی کو کنٹرول کیا اور ہادی کو روکنے کی کوشش نہ کی۔

توقع کے عین مطابق وہ کچھ دیر بعد دل کے ہاتھوں مجبور ہوتا واپس آیا تھا۔ عزہ کو ہنسی تو بہت آئی جسے وہ کنٹرول کرتی اسے نظر انداز کر گئی۔

"عزہ پلیز نہ یار کیا مسئلہ ہے تمہیں۔۔۔بتاؤ نہ کیا ہوا ہے؟"

وہ اسکے پاس بیٹھ کر منت کرنے والے انداز میں بولا۔

"کیا ہے بھئی کِس کو کیا ہوا ہے۔۔۔؟" عزہ جان کر انجان بنتی ہوئی بولی۔

"آمنہ کو۔۔۔۔" وہ زچ ہو کر دانت پیستا ہوا بولا تو عِزہ نے ہنسی دبائی کی مگر ہونٹوں پر ناچتی مسکراہٹ ہادی کے غصے کو ہوا دے گئی۔

"عِزہ تم جان بوجھ کر مجھے غصہ دِلا رہی ہو۔۔۔!"

وہ پیچ و تاب کھاتا اسکے ہاتھ سے رموٹ چھین کر ٹی وی بند کر گیا۔ عزہ نے گہرا سانس لیا اور مکمل طور پر اسکی طرف متوجہ ہوئی۔

"بکو اب۔۔۔!"۔ہادی کا دل کیا اسکی منڈھی گھما دے مگر خیر۔۔۔وہ ایسا کرنے کا صرف سوچ ہی سکتا تھا۔

"تمہیں ہر بات بتاتی ہے وہ، مجھ سے بات نہ کرنے کی وجہ بھی بتائی ہوگی۔۔۔"

"ہادی کیا ہوگیا ہے وہ صرف بات ہی تو نہیں کر رہی۔۔۔اتنا بھی کوئی بڑا مسئلہ نہیں کہ تم یوں پریشان ہو رہے ہو۔۔۔کر لے گی وہ بات جب اسے ضرورت محسوس ہوگی۔۔۔"

عزہ سنجیدہ ہوتی ہوئی بولی۔

"کیا مطلب ضرورت محسوس ہوگی تو بات کرے گی؟ پہلے کون سی ضرورت پوری کر رہا تھا میں اس کی۔۔تم۔۔تم فضول کی بکواس نہیں کرو ناں۔۔۔"

اسنے آخری جملہ کہتے عِزہ کو تیز نظروں سے گھورا۔

"وہ ناراض ہوگی مجھ سے۔۔اس دن میں نے اسکی کال کاٹ دی تھی بغیر کچھ کہے اور وہ اتنے میسجز کرتی رہی مجھے اگلے دن مگر میں نے بات ہی نہیں کی۔۔"

عزہ نے بغور اسکی بات سنی اور سر ہلایا۔

"ظاہر ہے ناراض ہوگی۔۔۔ کتنی بے عزتی محسوس ہوئی ہوگی اسے تمہاری حرکت پر۔۔"

NOVEL HUT

اسکی بات پر ہادی کے چہرے پر ندامت چھانے لگی۔

"یار میں نے اسے اتنا سوری کہا ہے۔۔۔مجھے لگ رہا ہے اسنے میری ریپلیسمنٹ ڈھونڈ لی ہے۔۔"

اسنے اپنا خدشہ ظاہر کیا

"مطلب۔۔۔؟" عزہ نے نا سمجھی سے اسے دیکھا۔

"مطلب وہ ہر وقت واٹسیپ پر آنلائن رہ کر کیا کرتی ہے؟ ضرور کسی سے بات کرتی ہوگی اسی لئیے تو اسے میری کمی محسوس ہی نہیں ہورہی اور کچھ دن پہلے بڑا بول رہی تھی کہ مجھے تمہاری عادت ہوگئی ہے۔۔"

ہادی کے باقاعدہ نقل اتارنے پر عِزہ نے قہقہہ لگایا تو ہادی کو خود بھی ہنسی آگئی۔

"بہت بدتمیز ہو تم۔۔۔کتنا یقین ہے تمہیں کہ وہ کسی اور سے بات کرتی ہے حالانکہ میں نے تمہیں پہلے ہی بتایا تھا کہ وہ کسی سے بات نہیں کرتی تمہارے علاوہ۔۔"

عزہ کچھ خائف ہوگئی۔

"تو یار بندہ اور کیا سمجھے؟ وہ تین گھنٹے بعد کہیں جا کر ریپلائی دیتی ہے آگے سے کہتی ہے میں نے میسج ہی نہیں دیکھا۔۔۔ جھوٹی آنلائن رہ کر میسج کیسے نہیں دیکھا ہوگا۔۔؟"

ہادی اس وقت لڑکی لگا تھا جس کا محبوب اس سے روٹھ گیا ہے اور اس بات کو اسنے ذہن پر سوار کرلیا ہے۔

"اچھا۔۔۔تم نے کال کی؟"

"کال پک ہی نہیں کرتی وہ۔۔وہ بیزار ہوگئی ہوگی مجھ سے۔۔۔"

ہادی پُر سوچ انداز میں بولا

"ایسا کچھ نہیں ہے تم زیادہ سوچ رہے ہو۔۔۔" عزہ نے اس کو ہلکا پھلکا کرنا چاہا۔

"تو اور کیا کروں؟ سارا دن وہ ملکہ عالیہ میرے دماغ میں ناچتی رہتی ہے اگر مزید کچھ دن یہی چلتا رہا تو اس کے گھر پہنچ جانا میں نے۔۔"

وہ جزباتی ہوتا ہوا وہ بولا تو عزہ محظوظ ہوئی۔ شاید تیر نشانے پر جا لگا تھا۔

"ہاں ہاں جاؤ۔۔۔چھتر کھا کر واپس آؤ گے تو عقل بھی ٹھکانے آئے گی۔۔"

وہ تمسخرانہ انداز میں بولی اور ریموٹ اٹھا کر دوبارہ ٹی وی آن کی۔ ہادی نے بھی نظریں ٹی وی پر جمائی مگر ذہن میں آمنہ ہی گھومے جا رہی تھی۔

"یار عزہ۔۔۔" کچھ دیر بعد اسکی بیزار اور بے بس سی آواز پر عزہ نے آئی برو اچکاتے اسے دیکھا۔

"تم۔۔۔اس دن۔۔۔" وہ ہچکچاہٹ کا شکار ہورہا تھا۔ عزہ نے پوری طرح سے چہرا اسکی طرف موڑا۔

"تم ٹھیک کہہ رہی تھی۔۔۔" اسنے ہار ماننے والے انداز میں کہا۔

"کیا کہا تھا میں نے۔۔۔؟" وہ تھوڑی الجھ گئی کیونکہ وہ تو ہر بات ہی ٹھیک کہتی تھی۔۔ایسا عزہ کا خیال تھا۔

"یہی کہ میں اس کو صرف دوست نہیں سمجھتا۔۔۔میں اس کو پسند کرنے لگا ہوں۔۔۔"

عزہ کی آنکھیں چمک اٹھی

"تو تم نے یہ بات اس کو بتائی۔۔؟" اپنی کیفیت چھپاتے اسنے سوال کیا ورنہ تو دل کر رہا تھا خوشی سے بھنگڑا ہی ڈال دے۔

"بات تو کرے پہلے محترمہ۔۔۔تم کہو نہ اس سے۔۔"

اسکی بات پر عزہ نے احسان کرنے والے انداز میں سر ہلایا۔

"اسے یہ مت بتا دینا کہ میری تم سے بات ہوئی ہے یا ایسا ویسا کچھ بھی۔۔۔ خود بتا دوں گا میں۔۔"

وہ صوفے سے اٹھتا ہوا بولا تو عزہ نے اچھے بچوں کی طرح سر ہلا دیا۔

"ٹھیک ہے۔۔۔" ہادی کے لاونج سے باہر جاتے ہی عزہ نے فوراً اپنا فون اٹھایا اور میسج ٹائپ کرنے لگی۔

"ہادی سیدھا ہوگیا ہے اب اس سے بات کر لو مجھے اس پر ترس آرہا۔ مجھے تو کمزور بھی لگ رہا۔۔۔"

اپنے میسج پر اس نے خود ہی قہقہہ لگایا

NOVEL HUT

☆☆☆☆☆

"بابا۔۔۔ میں ایم کام کرنا چاہتا ہوں۔۔۔"

وہ کھانا کھانے کے دوران بولا تو ڈائننگ ٹیبل پر بیٹھے سب نفوسوں نے اسکی طرف دیکھا۔ عدنان صاحب کو اب اسکا سب کے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھانے کا مقصد سمجھ آیا۔

"ماسٹرز۔۔؟ مگر کیوں؟"

انہوں نے کچھ حیران ہوتے پوچھا کیونکہ اسنے پہلے کبھی ماسٹرز میں دلچسپی ظاہر نہ کی تھی۔

"بس کوئی ایسی خاص وجہ نہیں ہے اور۔۔۔"

وہ کچھ بولتے بولتے ٹھہر گیا پھر کھانے کی پلیٹ سے نظر ہٹا کر انہیں دیکھا۔

"میں یو ایس اے جاکر ماسٹرز کی ڈگری کرنا چاہتا ہوں۔۔"

عِزہ کو حلق میں نوالہ پھنستا محسوس ہوا۔

"یو ایس اے جاکر؟ اگر ماسٹرز کرنا ہے تو یہیں سے کرو۔۔"

عطیہ کو یقیناً اسکی یہ بات کچھ خاص پسند نہ آئی تھی۔ ارمغان دوبارہ پلیٹ پر جھک گیا۔

"نہیں مجھے پاکستان سے باہر جانا ہے۔۔۔یہاں پڑھائی نہیں کر سکوں گا میں۔۔"

سکون سے کھانا کھاتا وہ سب کی نظریں خود پر اچھے سے محسوس کر سکتا تھا۔

"بعد میں بات کرتے ہیں اس بارے میں۔۔۔"

عدنان صاحب کے کہنے پر سب اپنے کھانے کی طرف متوجہ ہو گئے۔

"اب بتاؤ۔۔۔ ماسٹرز کرنے کا خیال کہاں سے آگیا تمہیں۔۔"

کھانا کھانے کے کچھ دیر بعد لاؤنج میں بیٹھ کر عدنان صاحب نے ارمغان سے سوال کیا جو ان کے سامنے والے صوفے پر براجمان تھا۔ باقی سب بھی وہیں تھے سوائے قرت اور نشہ کے۔ نشہ کچن صاف کر رہی تھی جبکہ قرت سب کے لیے گرین ٹی کا پانی چڑھا چکی تھی۔

"بس ویسے ہی آگیا اور میرے خیال سے تو اس میں کوئی برائی نہیں۔۔"

اسنے ٹھہرے ہونے لہجے میں کہا تو عدنان صاحب سر ہلانے لگے۔

"مگر ایسے کیسے تم چلے جاؤ گے؟ ہرگز نہیں میں تمہیں اتنی دور کسی صورت نہیں جانے دوں گی۔۔پہلے ہادی ہاسٹل میں رہا اور اب تم ملک سے ہی باہر جانے کی بات کر رہے۔۔۔ خبردار اگر آپ نے اس کو اجازت دی تو۔۔۔"

عطیہ نے اختلاف کرتے ہوئے پہلے ارمغان سے اور پھر آخری جملہ عدنان صاحب سے کہا۔

"ماما۔۔۔اب ایسی باتیں تو نہیں کریں آپ میں بس یہاں نہیں رہنا چاہتا ہوں فلحال پاکستان میں تو کسی صورت ماسٹرز نہیں کر سکتا میں۔۔۔"

"تو ماسٹرز کرنے کے لیے کہہ ہی کون رہا ہے؟ نوکری کر تو رہے ہو اچھی بھلی۔۔"

عطیہ کہ بات سنتے ارمغان نے ٹھنڈی سانس ہوا کے حوالے کی اور اٹھ گیا۔

"میں یو ایس اے جانا چاہتا ہوں اور میں فیصلہ کر چکا ہوں۔۔"

وہ حتمی لہجے میں کہتا لاونج سے نکل گیا تو عدنان صاحب نے سر پکڑ لیا۔

"ممانی جان جزباتی مت ہوں۔۔۔ ٹھنڈے دماغ سے سوچیں۔ ارمغان کا یہاں سے جانا ہی بہتر ہے۔۔وہ یہاں سے چلا جائے گا تو اسکے لیے آسانی رہے گی۔ اسکی حالت کو سمجھیں۔۔۔ باہر جاکر وہ مصروف رہے گا اور وقت گزرنے کے ساتھ ٹھیک بھی ہو جائے گا۔۔"

افہام نے عطیہ کو سمجھانا چاہا

"کیا سمجھیں؟ تمہاری ماں جانے دے گی تمہیں؟ وہ یہاں رہ کر بھی ٹھیک ہوسکتا ہے۔۔۔میں کیسے اسے اتنی دور جانے دوں پرائے ملک؟ ہرگز نہیں۔۔"

عدنان صاحب کے ساتھ ساتھ ہادی اور افہام نے بھی سر پکڑ لیا۔

"میرے خیال سے افہام کی بات ٹھیک ہے۔۔"

عطیہ ابھی بیڈ پر آکر بیٹھی ہی تھیں جب عدنان صاحب بولے۔

"کونسی بات ٹھیک کردی اس نے۔۔؟ میں بتا رہی ہوں میں اس کو شہر سے باہر جانے کی اجازت بھی نہیں دوں گی۔۔ خیال کون رکھے گا اس کا؟ ملک

سے باہر رہنا حلوا بنانے جیسا آسان نہیں ہوتا اور جوان جہاں بچہ ہے میرا خدا نخواستہ بیمار ہوگیا تو؟"

ارمغان کے باہر جانے سے وہ پہلے ہی نالاں تھیں۔

"عطیہ کیسی باتیں کر رہی ہو۔۔۔اپنے جوان جہاں بچے کی حالت دیکھی ہے تم نے؟ وہ جب تک اس گھر میں اس شہر میں رہے گا اسکے لیے آگے بڑھنا مشکل ہی ہوگا۔ اس کا دماغ کھلنے دو تھوڑا۔۔تم ماں ہوتے ہوئے اس کو نہیں سمجھ رہی؟"

عدنان صاحب سنجیدگی سے بولتے سیدھے ہوکر بیٹھ گئے اور عطیہ کو دیکھنے لگے کو ٹھنڈے دماغ سے کام نہیں لے رہی تھی۔

"آپ مجھے بھی تو سمجھیں نہ۔۔۔ماں ہوں میں اسکی اسی لئیے کہہ رہی ہوں کہ میں اس کو جانے نہیں دونگی۔۔۔ مذاق ہے کیا اپنے گھر سے دور کسی انجان ملک میں رہنا؟"

وہ ماں تھیں اور اپنے لاڈلے بیٹے کو خود سے دور نہیں کر سکتی تھیں۔

عدنان صاحب نے گہرا سانس بھرا اور ان کے قریب چلے آئے۔

"اپنے بیٹے کا بھلا چاہتی ہو نا۔ چاہتی ہو نا کہ وہ جسمانی اور زہنی طور پہ ٹھیک رہے؟"

انہوں نے اپنائیت بھرے لہجے میں پوچھا جس پہ عطیہ خاموش ہی رہی

"تو پھر اس کو جانے دو۔ یہاں سے دور رہے گا تو اپنا دھیان کہیں اور لگا پائے گا۔ وہاں مصروف رہے گا ایسے۔۔یہاں وہ سب نہ ہوتے ہوئے بھی فراموش نہیں کر پائے گا اور خود کو ازیت دیتا رہے گا۔ وہاں اس کو یہ خیال تو ہو گا کہ کچھ کرنا ہے تبھی ذہن بٹا رہے گا۔۔۔ اس کی حالت کو سمجھو! وہ خود کو تباہ کر لے گا اگر یہاں رہا تو۔۔ آگے نہیں بڑھ پائے گا۔ اپنے بیٹے کی حالت پہ رحم کھاؤ۔۔"

عدنان صاحب نے تحمل سے ایک بار پھر سمجھانے کی کوشش کی۔۔

"یہی تو مسئلہ ہے عدنان صاحب کہ وہ ابھی ٹھیک نہیں ہے دکھ میں ہے۔۔۔مجھے ڈر ہے کہیں ہم سے دور جانے کے بعد اسکا یہ دکھ اس سے کچھ غلط نا کروا دے۔۔"

عطیہ نے اپنا ڈر سامنے رکھا۔

"خدا کا کچھ خوف کرو عطیہ بیگم۔۔" عدنان صاحب بھڑک اٹھے۔

"کیوں اتنا غلط سوچ رہی ہو؟ ارمغان کبھی کچھ ایسا نہیں کر سکتا جس پر ہمارا سر جھک جائے مجھے یقین ہے اپنی اولاد پر۔۔"

"میرا دل نہیں مان رہا میں کیسے اپنے بچے کو سات سمندر پار بھیج دوں۔۔۔"

انہوں نے بے بسی سے سر ہاتھوں میں گرا لیا چاہتی تو وہ بھی ارمغان کا بھلا تھی پر اس طرح خود سے دور نہیں کرنا چاہتی تھی۔۔۔

"دل کو منانے میں کتنا وقت لگتا ہے؟ تھوڑی دیر اس بات کو ہر پہلو سے سوچو سمجھے پھر فیصلہ کرلو۔۔"

عدنان صاحب بات مکمل کرتے لیٹ گئے۔ عطیہ کی آنکھوں میں نمی اترنے لگی۔

ارمغان ان کا لاڈلہ بیٹا تھا۔ وہ واقعی ان کے جگر کا ٹکڑا تھا۔ اس کو دیکھے بغیر تو عطیہ کا دن بھی نہ گزرتا تھا۔

عطیہ کے لیے یہ ایک بہت مشکل فیصلہ تھا مگر فیصلہ تو ان کو کرنا تھا ہی نہیں۔۔۔وہ تو ارمغان پہلے ہی کر چکا تھا۔ انہیں بس اپنے دل کو مضبوط کرنا تھا۔

☆☆☆☆☆

"کیا مسئلہ ہے۔۔۔؟ بات کیوں نہیں کر رہی تم مجھ سے؟"

آمنہ کے کال اٹینڈ کرتے ہی وہ بول پڑا

"بات کرنے کے لیے ہی تو کال اٹینڈ کی ہے۔۔"

آمنہ اسکے انداز پر مسکراہٹ روک کر بولی۔

"بڑا احسان کر دیا ہے مجھ پر۔۔۔" ہادی جل بھن کر رہ گیا۔

"ہاں تو اور۔۔۔۔خیر کوئی بات کرنی تھی کیا تم نے؟"

وہ بغیر کسی فضول بات کے اصل مدعے پر آئی۔

"تم مجھ سے بات کیوں نہیں کر رہی بتانا پسند کرو گی؟"

"کر تو رہی ہوں ہادی۔۔۔" اسنے خود کو بیزار ظاہر کیا۔

"ہاں پانچ گھنٹے بعد ریپلائی کر کہ۔۔۔اسے بات کرنا کہتے ہیں؟ ضرورت ہی کیا تھی اسکی بھی؟" وہ جز بز ہو گیا۔

"مجھے تو ضرورت نہیں تھی مگر تم پر ترس آرہا تھا تو بس۔۔"

آمنہ نے بے نیازی سے بولتے جملہ ادھورا چھوڑا۔۔ہادی کا تو منہ ہی کھل گیا پھر اسنے دانت پیسے۔

"فضول نہیں بولو تم۔۔۔مجھے بتاؤ مسئلہ کیا ہے۔۔۔؟ کون سا ایٹم بم بنا رہی ہو تم کہ بات کرنے کا وقت ہی نہیں؟"

وہ عاجز آچکا تھا اگنور ہو ہو کر۔

"میں نے کب کہا کہ میرے پاس بات کرنے کا وقت نہیں؟ میں تو دیکھ رہی تھی کہ تم سے بات کیئے بغیر گزارہ ہو سکتا ہے کہ نہیں۔۔۔"

آمنہ نے اپنی مسکراہٹ بامشکل روکتے سنجیدگی سے کہا مگر ہادی اتنا بھی بچہ نہ تھا۔

"دیکھ لیا؟ نہیں ہوا نہ گزارہ؟"

وہ ایسے بولا جیسے یقین ہو کہ آمنہ کا وقت بہت مشکل سے کٹا ہوگا۔

"ہو گیا بلکہ بہت اچھا وقت گزرا تم سے بات کئیے بغیر۔۔۔ایسے جیسے زندگی سے نحوست کا خاتما ہوگیا ہو۔۔"

ہادی کا منہ ایک بار پھر کھل گیا۔

"اب تم نے کال کرلی ہے نہ۔۔۔باقی کا دن خراب ہی گزرے گا۔۔۔"

اسے ابھی سے افسوس ہونے لگا کہ اسنے ہادی کی کال کیوں اٹینڈ کرلی۔ ہادی نے مٹھی بھینچتے دانت کچکچائے۔یہ لڑکی جان بوجھ کر اسکا دماغ خراب کر رہی تھی۔چند لمحے لائین پر خاموشی رہی۔

"تمہارے گزارہ ہورہا ہوگا مگر میرا نہیں ہورہا سمجھی تم۔۔!"

غصے کو لات مارتے اسنے گھٹنے ٹیک دئیے۔آمنہ کی دھڑکن بے ترتیب ہوئی اور ہونٹوں پر تبسم بکھرا۔

"تو اس میں میری کیا غلطی؟" وہ ابھی بھی خاصے ٹھنڈے پن کا مظاہرہ کر رہی تھی۔

"اگر تم مجھے اچھی لگنے لگ گئی ہو تو اس میں میری بھی کوئی غلطی نہیں۔۔"

اسکی اتنی صاف گوئی پر تو آمنہ کا دل دھک دھک کرنے لگا۔ اسے ہرگز یہ توقع نہیں تھی کہ وہ ایسا کچھ کہہ دے گا۔

"اب کیوں چپ ہوگئی ہو؟ بول تو دیا ہے میں نے وہ جو تم سننا چاہ رہی تھی۔۔"

اسکی خاموشی پر ہادی محظوظ ہوا تھا۔

"تت۔۔۔ تمہیں کس نے کہا کہ میں یہ سننا چاہ رہی تھی؟ بہت خوش فہم ہو تم۔۔!"

وہ صاف مکرنے والے انداز میں بولی تو وہ دلکشی سے مسکرایا۔

"اچھا واقعی یہ نہیں سننا چاہ رہی تھی؟ پھر دس دن سے یہ ڈرامہ کس خوشی میں کر رہی تھی تم؟"

اسکی بات پر آمنہ کی آنکھوں میں حیرت اتری۔

"تمہیں کس نے بتایا۔۔۔؟" وہ تقریباً چلا اٹھی ساتھ ہی پہلا خیال عزہ کی طرف گیا۔

"بتایا تو کسی نے نہیں میں نے تو ویسے ہی کہہ دیا۔۔۔ تم واقعی ڈرامہ کر رہی تھی؟"

ہادی نے شاک کی کیفیت میں کہا۔

"نن۔۔ نہیں تو۔۔" وہ فوراً مکر گئی۔

"اوفف آمنہ کتنی بدتمیز عورت ہو تم۔۔۔ تمہیں پتا بھی ہے کہ تم نے میرا چین اور سکون کیسے برباد کیا ہے؟"

وہ ابھی بھی صدمے کی کیفیت میں تھا۔ اسے آمنہ سے کسی ایسی حرکت کی توقع نہیں تھی۔

NOVEL HUT

"یہ بدتمیز عورت کیا ہوتا ہے؟ میں نے تم سے بات کرنا چھوڑی تبھی تمہیں احساس ہوا اور مت بھولو جو تم نے سارا دن مجھے اگنور کیا تھا۔ اس کا بدلہ بھی لینا تھا میں نے۔۔۔"

آمنہ کے اطمینان سے بولنے پر وہ عش عش کر اٹھا۔یہ لڑکی واقعی اس کے سر پر چڑھ کر ناچ رہی تھی۔

"تم میرے سامنے ہوتی تو میں تمہیں گنجا کردیتا۔۔۔"

ہادی نے دانت پیسے تو آمنہ نے قہقہہ لگایا۔

"خیر۔۔۔مجھے ملنا ہے اب تم سے۔۔"

آمنہ کے کچھ بھی بولنے سے پہلے اسنے اپنی خواہش ظاہر کی۔

"مل لیتے ہیں۔۔ تمہیں کچھ بتانا بھی ہے میں نے۔۔۔"

"کیا بتانا ہے۔۔۔؟" ہادی کو تجسس نے گھیرا۔

"مل کر بتاؤں گی۔۔کب ملنا ہے کہاں ملنا ہے ڈسائیڈ کرکہ مجھے بتا دینا ابھی میں جارہی شاید بابا آگئے ہیں۔۔"

مزید چند ایک باتوں کے بعد اسنے کال منقطع کردی۔

کچھ دیر بعد ہی ہادی نے اسے کل چار بجے ایک پارک میں بلا لیا۔

"بابا کا ٹرانسفر ہوگیا ہے۔۔اگلے ہفتے وہ سیالکوٹ جارہے ہیں اور ہوسکتا ہے نیکسٹ منتھ تک ہم بھی چلے جائیں۔۔"

وہ اسکے ساتھ ساتھ چلتی ہوئی بولی تو اسکی بات سن کر ہادی رک گیا اور چہرا موڑ کر اسے دیکھا۔

"کیا؟ سیالکوٹ جارہی ہو تم۔۔۔؟"

وہ حیرانگی سے بولا تو آمنہ اداس سی ہوتی سر اثبات میں ہلانے لگی۔

"مگر کیوں۔۔۔۔؟" اسے آمنہ کی بات بلکل پسند نہ آئی۔

"کیا کیوں؟ کتنے عجیب سوال کرتے ہو تم لوگ۔۔۔ بابا جارہے اور بابا کے ساتھ ماما بھی تو میں نے یہاں رک کر کیا کرنا؟"

وہ اکتاہٹ سے کہتی ہوئی ایک بینچ کی طرف بڑھ گئی۔

"اور ہارون۔۔۔؟" ہادی نے اسکے پیچھے پیچھے چلتے ہوئے سوال کیا۔

"ظاہر ہے یار ہارون بھائی بھی جائیں گے۔۔۔انہوں نے تمہیں بتایا نہیں ہے کیا؟"

وہ ٹھنڈے بینچ پر بیٹی تو ہادی بھی اسکے ساتھ بیٹھ گیا۔

"نہیں میری ہارون سے بات نہیں ہوئی مگر۔۔۔تم چلی جاؤ گی تو میرا کیا ہوگا ؟" وہ مضطرب ہوگیا۔

"وہی جو منظورِ خدا ہوگا۔۔"

"آمنہ یار۔۔۔بہت جلدی نہیں کردی تم نے مجھے یہ بات بتانے میں؟"

وہ اب اسے گھورنے لگ گیا۔

"یار سب کچھ اتنا اچانک اور جلدی ہوا مجھے خود اندازہ نہیں تھا کہ ہم بھی جائیں گے اور پھر ہماری بات بھی تو نہیں ہورہی تھی نہ۔۔"

وہ آخر میں چہرے پر معصومیت سجا گئی تو ہادی کچھ کہہ ہی نہ سکا اور بس اسے دیکھ کر رہ گیا جیسے کہہ رہا ہو "تمہارا کچھ نہیں ہوسکتا۔۔"

آمنہ نے گہری مسکراہٹ اسکی طرف اچھالی اور پھر اپنے یخ بستہ ہاتھوں کو آپس میں رگڑتے منہ سے لگایا۔

"آمنہ۔۔۔ تم چلی جاؤ گی تو میں تمہیں دیکھوں گا کیسے؟"

اسنے آمنہ کے دونوں ہاتھ پکڑ کر اپنے ہاتھوں میں چھپاتے انہیں گرماہٹ بخشی۔ آمنہ کی دھڑکن بے ترتیب ہوئی۔

"تو تم مجھے کیوں دیکھو گے۔۔۔؟"

وہ مسکراہٹ دبا کر سوال کرنے لگی۔

"کیونکہ میرا دل کرتا ہے تمہیں دیکھنے کا۔۔"

وہ اسکے ہاتھ کی پشت کو انگوٹھے سے سہلا کر بولا۔

"تمہارا دل کیوں کرتا ہے؟"

وہ اپنی گھبراہٹ پر قابو پاتے ہوئے شرارتًا سوال کرنے لگی۔ ہادی نے اسکے مسکراتے ہوئے چہرے کو گھورا۔

"اور کتنے صاف لفظوں میں بولوں۔۔۔؟ میرے دل پر قبضہ کر لیا ہے تم نے۔۔"

ہادی محبت پاش نظروں سے اسے دیکھ کر بولا تو آمنہ بلش کرتی قہقہہ لگا گئی اور اپنے ہاتھ چھڑوانے کی چھوٹی سی کوشش کی۔

"بتاؤ مجھے اب تم چلی جاؤ گی تو میں کیا کروں گا۔۔"

وہ چہرے پر معصومیت سجائے سوال کر رہا تھا۔

"کچھ نہیں ہوگا۔ تم مجھے کال کر لینا۔۔۔"

آمنہ نے بیکار سا حل پیش کیا۔

"وہ تو میں ابھی بھی کرتا ہوں۔۔۔ اوف اتنا ظلم کیوں کر رہی ہو تم مجھ پر۔۔"

آمنہ پھر سے ہنس دی۔

"میں تو نہیں کر رہی۔۔ میری بھی تو مجبوری ہے میں یہاں تھوڑی نہ رک سکتی ہوں۔۔۔"

ہادی چند لمحے اسے دیکھتا رہا پھر اس کے ذہن میں ایک خیال آیا۔ آمنہ نے اس کے ہونٹوں طر مسکراہٹ آتی دیکھی۔

"کیا ہوا۔۔۔؟" وہ اس کے مسکرانے کی وجہ پوچھ رہی تھی۔

"ایک سال۔۔۔انتظار کرلوں گا میں۔ پھر تمہارے گھر آجاؤں گا۔۔"

وہ اپنے ارادے سے اسے آگاہ کر رہا تھا۔ آمنہ کچھ الجھی۔۔

"میرے گھر۔۔۔؟ ابا تمہیں آنے دیں گے نا۔۔۔؟"

"کیوں نہیں آنے دیں گے۔۔۔؟ گھر والوں کے ساتھ آوں گا ان کی بیٹی کا ہاتھ مانگنے۔ دیکھتا ہوں کیسے منع کریں گے۔۔"

اس کی بات سنتی آمنہ کا چہرا بے اختیار سرخ پڑا۔ وہ ہونٹوں پر آنے والی مسکراہٹ روک نہیں سکی تھی۔

"انشاء اللہ۔۔" اس نے آہستگی سے سرگوشی کی تو ہادی کے ہونٹوں پر اطمینان بھری مسکراہٹ بکھری۔

☆☆☆☆☆

"میں چاہتی ہوں جانے سے پہلے تم بھی شادی کرلو۔۔۔ منگنی یا نکاح کچھ بھی۔۔اسکے بعد چلے جانا ایو ایس۔۔"

ارمغان عطیہ کی گود میں سر رکھے لیٹا تھا جب عطیہ نے اسکے بالوں میں نرمی سے ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا تھا۔

بلآخر وہ ارمغان کے یو ایس اے جانے ہر راضی ہوگئی تھیں۔ عطیہ کی بات سنتے ارمغان نے ناراضگی سے ماں کو دیکھا۔

"میری شادی کے خواب دیکھنا چھوڑ دیں ماما۔۔۔"

"تو تمہارا کیا مطلب ہے تم شادی نہیں کرو گے۔۔؟"

انہوں نے حیرت سے ارمغان کو دیکھا تو وہ خاموش رہا۔

"تم پاگل تو نہیں ہوگئے۔۔۔؟"اونہوں نے اسکے بالوں سے ہاتھ ہٹایا۔

"ماما پلیز۔۔۔مجھے اس ٹاپک پر بات نہیں کرنی۔۔۔"اسنے ان کا ہاتھ واپس اپنے بالوں پر رکھا۔

"یہ ٹاپک نظر انداز کرنے جیسا ہے کیا؟"

وہ دوبارہ اس کے بالوں میں نرمی سے ہاتھ پھیرنے لگی۔ ارمغان خاموش ہی رہا۔

"ارمغان کب تک ایسے رہو گے؟ آگے بڑھنے کی کوشش تو کرو۔۔۔"

"میں نہیں بڑھنا چاہتا۔۔۔"وہ سیدھا ہو کر بیٹھا۔

"یہی تو مسئلہ ہے کہ تم نہیں چاہتے۔۔۔اگر تم چاہو تو کیا نہیں ہو سکتا؟ اسے بھول جاؤ ارمغان۔۔۔۔"

"کتنا آسان ہے نہ آپ کے لیے یہ کہنا کہ اسے بھول جاؤ۔۔۔ امی میں مر جاؤں گا۔۔"

اسنے کمزور سی آواز میں کہتے بے بسی سے ماں کو دیکھا۔ آنکھوں میں نمی اترتی محسوس ہوئی تھی۔ عطیہ کا چہرا دھندلانے لگا تھا۔

"اللہ نہ کرتے ارمغان۔۔۔ کسی کے جانے سے موت نہیں آتی۔۔"

انہوں نے قرب سے کہتے اسکے چہرے پر ہاتھ رکھا۔

"وہ "کسی" نہیں ہے امی۔۔۔ وہ میری زندگی ہے۔۔۔ اسکے بغیر یہ سانسیں بھی بوجھ لگتی ہیں مجھے۔۔ وہ مِل جائے گی تو جی اُٹھوں گا۔۔۔"

اس کی آنکھوں میں آئی نمی دیکھتے عطیہ کے دل کو کچھ ہوا تھا۔ اس کا بس چلتا تو وہ ساری دنیا سے لڑ جاتی مگر ارمغان کو اسکی خوشی دے دیتی۔

اس وقت وہ چوبیس سال کا مرد نہیں بلکہ چھوٹا سا بچہ لگا تھا جس کا پسندیدہ کھلونا کھو گیا ہو۔۔۔ عطیہ کا دل کیا وہ اسکے سارے غموں کو مٹا دے۔ وہ اس وقت میں واپس چلی جائے جب نکاح ہو رہا تھا اور وہ اس نکاح کو ہونے سے روک دے مگر وہ ایسا کچھ نہیں کر سکتی تھی۔

"صبر کرو میرے بچے۔۔۔ صبر کرنا آسان نہیں ہوتا لیکن صبر آ جائے تو کچھ مشکل نہیں رہتا۔۔۔"

عطیہ کی آنکھوں سے موتی ٹوٹ کر گرنے لگے۔

"نہیں ہوتا صبر۔۔۔ میں نے زندگی میں بہت کچھ برداشت کر لیا ہے مگر اسکی جدائی برداشت نہیں ہوتی۔۔۔"

وہ ماں کے سامنے اپنے آنسوؤں کو روک نہیں پا رہا تھا۔ اس کا چہرا بھیگنے لگا تھا۔

"تم کوشش کرو نہ۔۔۔ کب تک ایسے رہو گے؟ اسکا انتظار تو نہیں کر سکتے نہ۔۔۔"

وہ ماتھے پر بکھرے اسکے بال ٹھیک کرتے ہوئے خود کو رونے سے بدقت روک رہی تھی۔

انہوں نے ارمغان کے رخسار صاف کیئے۔

"کر سکتا ہوں۔۔۔ اور میں موت آنے تک اس کا انتظار کروں گا۔۔"

عطیہ کا ہاتھ تھما تھا۔ وہ یہ بات جزبات میں نہیں کہہ رہا تھا، اپنے پورے ہوش و حواس میں تھا مگر یہ بھی حقیقت تھی کہ اسنے موت تک انتظار ہی کرتے رہنا تھا کیونکہ وہ اس کا نصیب نہیں تھی اور وہ خدا سے ضد نہیں باندھ سکتا تھا۔

عطیہ ڈوبتے ہوئے دل کے ساتھ اپنی لاڈلی اولاد کو دیکھ کر رہ گئی۔ اس کی بے بسی کی انتہا تھی کہ وہ ماں ہو کر بھی اس کا درد کم نہیں کر سکتی تھی۔

☆☆☆☆☆

"یَشل۔۔۔ اٹھ جاؤ یونیورسٹی کے لیے لیٹ ہو جاؤ گی۔۔۔"

شیشے کے سامنے کھڑے رائد نے ٹائی باندھتے ہوئے کہا مگر یَشل ٹس سے مس نہ ہوئی۔

رائد ٹائی باندھ کر کالر ٹھیک کرتا اسکی طرف مُڑا جس کا صرف سر نظر آرہا تھا۔ وہ پوری طرح سے لحاف میں چھپی ہوئی تھی۔ رائد اس کے پاس آیا اور لحاف ہٹایا۔

"رائد سونے دو مجھے۔۔۔" وہ دوبارہ لحاف اوپر ڈالتی اسے مٹھیوں میں بھینچ گئی۔ اب کی بار اس کا سر بھی چھپ گیا۔

"یَشل۔۔۔ میں کہہ رہا ہوں اٹھو ابھی کہ ابھی۔۔ ! ! لیٹ ہو جاؤ گی یونیورسٹی کے لیے یار صرف ایک گھنٹا رہتا ہے تمہاری یونیورسٹی بھی دور ہے تیار ہونے میں بھی تم نے آدھا گھنٹا لگا دینا ہے۔۔"

رائد لحاف کے اوپر سے اسکا کندھا ہلاتا ہوا بولا اور ساری بات بولتے ٹائم اسنے ایک لمحے کے لیے بھی اسکا کندھا نہ چھوڑا جس پر یَشل کا پارا ہائی ہوگیا۔

"تمہیں مسئلہ کیا ہے میری نیند سے، نہیں جانا مجھے یونیورسٹی۔ نیند کے دشمن بنے بیٹھے ہو تم۔۔"

اپنی نیند میں خلل محسوس کرتے وہ چہرا باہر نکال کر پھاڑ کھانے والے انداز میں بولی کہ رائد نے اس کو حیرت سے دیکھا جو دوبارہ چہرا لحاف میں چھپا گئی تھی۔

"میری جان بات کہنے سے پہلے غور کر لو، دشمنی ابھی میں نے نبھائی نہیں۔۔"

رائد اس کے پاس ہی بیٹھ گیا۔

"جب نبھاؤں گا تب یہ جملہ کہنا بھی بنتا ہے تمہارا۔۔ فلحال اٹھ جاؤ اس سے پہلے میں اپنے طریقے سے اٹھاؤں۔۔۔۔"

رائد نے اسے دھمکی دی مگر وہ ویسے ہی پڑی رہی۔ رائد چند لمحے اسے دیکھتا رہا پھر پوری قوت لگا کر اسکے اوپر سے اوپر سے لحاف ہٹایا اور یَشل کو کچھ

سمجھانے کا موقع دیئے بغیر اسے کندھے سے پکڑ کر سیدھا کرتے اس کے اوپر جھکا۔ اچانک ہونے والے حملے پر یَشل کے منہ سے بے اختیار ہی چیخ نکل گئی۔

یَشل نے دونوں ہاتھ سینے پر رکھتے اسے پیچھے کرنا چاہا لیکن رائد اسکی دونوں کلائیاں پکڑ کر بیڈ سے لگاتا بے بس کر چکا تھا۔

"رائد۔۔۔پیچھے ہٹو۔۔۔"

رائد نے اپنا چہرا اسکی گردن کے قریب کیا تو یَشل کی ساری نیند بھک سے اڑ گئی۔ داڑھی کی چبھن محسوس کرتی وہ اپنا آپ چھڑوانے لگی۔

"نہیں تمہیں نیند آرہی نہ اب تم سوجاؤ اور مجھے میرا کام کرنے دو۔۔"

وہ اسکے کان کے قریب ہوتا ہوا بولا تو اسکے سانس کی گرماہٹ کان کی قریب محسوس کرتی وہ کانپ کر رہ گئی۔

"نن۔۔۔نہیں مجھے نہیں سونا۔۔"

اسنے کلائیاں چھڑوانے کی بھرپور کوشش کی مگر ناکام رہی۔

"ہمم۔۔۔تو جاگتی رہو مگر مجھے تنگ نہیں کرو۔۔"

اسکے خمار آلود لہجے پر یَشل نے دانت پیسے۔ اس سے تو اچھا تھا وہ رائد سے بھی پہلے اٹھ جاتی جو صبح صبح امران ہاشمی بن رہا تھا۔

"میں یونیورسٹی کے لیے لیٹ ہو جاؤں گی۔۔۔"

یَشل نے معصومیت کے سارے ریکارڈ توڑ دیئے۔

"وہ تم نے ویسے بھی ہونا ہی تھا اپنی نیند پوری کرنے کے چکر میں۔۔۔"

رائد نے بولتے ساتھ ہی اسکی ٹھوڑی پر پمس چھوڑا تو یَشل سانس روک گئی۔ وہ اس کے چہرے کو جا بجا چوم رہا تھا جس پر یَشل نے مزاحمت روک دی۔ رائد کے نیچے دبا وجود ہلکا ہلکا کسمسانے لگا۔

چند لمحوں بعد رائد نے اسکی ایک کلائی اپنی گرفت سے آزاد کی مگر اگلے ہی لمحے اسے کندھے پر رائد کی انگلیاں محسوس ہوئی جس پر یَشل کی جان ہوا ہوئی۔۔

"رائد پلیز ناں۔۔۔مجھے فریش ہونے جانا ہے۔۔۔"

وہ رونی صورت بناتی ہوئی اسے ایک ہاتھ سے دور کرنے لگی۔ رائد ہونٹوں پر آنے والی مسکراہٹ چھپا کر سنجیدگی کا لبادہ اوڑھتا اسے دیکھنے لگا۔

"پہلے نہیں یاد آرہا تھا فریش ہونا ؟ اب مجھے ڈسٹرب مت کرو۔۔۔"

وہ اسکے گلابی چہرے کو گھور کر بولا۔

"آپ نے آفس جانا ہے۔۔۔"

یشل نے فوراً یاد دہانی کروائی۔

"یو ڈونٹ ہیو ٹو وری ڈارلنگ۔۔۔میرے باپ کا آفس ہے۔۔"

وہ اسکے چہرے پر آئی لٹ کو پیچھے کرتا ہوا بولا۔

"مگر یونیورسٹی میرے باپ کی نہیں ہے۔۔۔"

یَشل کے تیزی سے بولنے پر رائد نے ہنسی روکتے اسے دیکھا جس کا سرخ ہوتا سویا سویا سا چہرا بہت دلکش لگ رہا تھا۔

وہ اسکے چہرے کو تکتا اس میں گم ہونے لگا۔ یَشل کی دوسری کلائی پر اسکی گرفت کچھ ڈھیلی پڑی جس کا بھرپور فائدہ اٹھاتے یَشل نے ایک ہاتھ اسکے سینے پر رکھا اور پورا زور لگاتے اسے دور کرکہ کلائی آزاد کروائی۔ وہ فوراً بیڈ سے چھلانگ مار کر اتری اور اسی طرح واشروم میں بند ہوگئی۔

رائد چند لمحے حیران سا بیڈ پر لیٹا رہا۔ اتنی اچانک جو بھی ہوا اسے پروسیس کرنے میں رائد کو کچھ وقت لگا تھا پھر وہ ہنستا ہوا بیڈ سے اٹھ کر اپنی شرٹ ٹھیک کرنے لگا۔

☆☆☆☆☆

وہ آج یو ایسے اے جا رہا تھا۔ جب سے اسنے ٹکٹ کنفرم ہوئی تھی تب سے عزہ کا رونا بھی شروع ہوا تھا مگر اس کے رونے کی وجہ ارمغان کے علاوہ اور کوئی نہیں جانتا تھا۔ آمنہ کو اس نے سارے قصے سے بے خبر رکھا تھا مگر ارمغان کے جانے والی بات بتا دی تھی۔

اسنے کئی بار ارمغان سے بات کرنے کی کوشش کی مگر وہ تو جیسے میلوں دور ہو گیا تھا۔

ایک گھر میں رہتے ہوئے جیسے وہ دو انجان وجود تھے جن کا آپس میں کوئی تعلق نہ تھا۔ واشروم میں ڈھیروں آنسو بہاتے وہ سیدھا اسکے کمرے میں آئی تھی

جو بلیک ہڈی اور بلیک ہی ٹراؤزر پہنے شیشے کے سامنے کھڑا خود پر پرفیوم چھڑکتا جانے کے لیے تیار تھا۔

آہٹ پر اسنے چہرا موڑ کر عزہ کو دیکھا۔ اسکی سرخ ہوتی آنکھیں دیکھ کر ارمغان نے گہرا سانس لیا۔

"عزہ تم۔۔۔۔" اسنے کچھ کہنے کی کوشش کی مگر عزہ پہلے ہی بول پڑی۔

"آپ نے کہا تھا کے یہ بچپنا ہے۔۔ آپ کے واپس آنے تک تو میں بڑی ہو جاؤں گی ناں؟ اب جب آپ واپس آئیں گے ناں تو میں آپ کو بتاؤں گی کہ دیکھیں۔۔۔ مجھے آج بھی آپ سے وہی محبت ہے جس کو آپ نے بچپنے کا نام دیا تھا۔۔"

ارمغان چند لمحے اسے دیکھتا رہا پھر مسکرا دیا۔

"اللہ تمہارے نصیب اچھے کرے۔۔۔۔بہنا۔۔۔"

ارمغان ہلکا سا اسکی طرف جھک کر تیکھی مسکراہٹ لئیے بولا۔ عزہ کے تو تن بدن میں آگ ہی لگ گئی جس کا اندازہ ارمغان کو اس کے سرخ ہوتے چہرے سے ہوگیا تھا۔ وہ ایک آخری نگاہ اس پر ڈالتا کمرے سے نکل گیا کیونکہ

افہام، عطیہ اور عدنان گاڑی میں اس کا انتظار کر رہے تھے۔۔ عزہ نے مٹھی بھینچ کر اسے جاتے دیکھا تھا۔ وہ نظروں سے اوجھل ہوا تو آنکھیں نمکین پانیوں سے بھر گئی۔

وہ تیزی سے سیڑھیاں پھلانگتا نیچے آیا تو قرت آنکھوں میں ڈھیروں آنسو لئیے اسی کی منتظر کھڑی تھی۔

"میری جان۔۔۔۔" ارمغان نے آگے جاتے اسے اپنے سینے سے لگایا تو بچوں کی طرح رونے لگ گئی۔

"ارے میرا بچہ۔۔۔پاگل ہو گیا۔۔۔؟"

ارمغان نے اسکا چہرا اوپر کرتے آنسو صاف کئیے مگر وہ اور زیادہ رونے لگی۔

"قرت بہنا، افہام نہیں جارہا جو اس طرح رو رہی ہو۔۔۔فکر نہیں کرو وہ ارمغان بھائی کو چھوڑ کر واپس آجائے گا۔۔۔"

ہادی نے اسے ہلکا پھلکا کرنا چاہا تو وہ روتے روتے ہنس دی۔

"عزہ کہاں ہے۔۔۔؟" صبیحہ نے یہاں وہاں دیکھتے سوال کیا۔

"میں اس سے مل چکا ہوں۔۔" ارمغان نے اپنے سینے سے لگی قرت کے بال سہلاتے ہوئے کہا۔ قرت ارمغان سے دور ہوتی بھیگے رخسار صاف کرنے لگی۔

"اب میں جاؤں۔۔۔؟" ارمغان نے نرمی سے سوال کیا تو وہ سر اثبات میں ہلانے لگی۔

ارمغان نے نشہ کی طرف دیکھا تو وہ مسکراتی ہوئی اسکی طرف آئی۔

"خیال رکھنا اپنا اور ہمیشہ ہمیشہ کے لیے وہاں کے مت ہوکر رہ جانا یہ گھر تمہارے بغیر ادھورا ہے۔۔۔"

دونوں نے اپنے ایک ایک ہاتھ کی مٹھی بنائے ایک دوسرے سے ٹکرائی

"تم بھی میرے پیٹھ پیچھے دلہن مت بن جانا۔۔۔"

نشہ بلش کرتی قہقہہ لگا گئی۔

"ڈونٹ وری باس۔۔۔ تم بغیر شادی کر ہی نہیں سکتی میں۔۔"

وہ ہلکی مسکراہٹ اسکی طرف اچھلاتا صبیحہ اور ہادی کی طرف بڑھ گیا۔
نشہ نے گہرا سانس بھر کر اسکی پشت کو دیکھا تھا۔ وہ نہیں جانتی تھی کہ ارمغان نے واقعی وہیں کا ہو کر رہ جانا تھا۔

اُن دونوں سے مل کر وہ بیرونی دروازے سے باہر نکلا اور چہرا اٹھا کر ٹیرس کی طرف دیکھا جہاں وہ آنکھوں میں آنسوؤں کا سمندر لئیے اسے دیکھ رہی۔

اس کے حق میں بہتری کی دعا کرتا وہ گاڑی میں بیٹھ گیا اور عزہ ٹیرس سے ہٹتی بلک بلک کر رونے لگی۔

☆☆☆☆☆

NOVEL HUT

"ارمغان۔۔۔" اسنے کانپتی ہوئی آواز میں اسکا نام لیا تو ارمغان کے دل کی دھڑکن رکنے لگی۔

"میں آپ سے یہ نہیں کہوں گی کہ مجھے بھول جائیں۔۔۔میں یہ نہیں کہہ سکتی۔۔۔ میں جانتی ہوں آپ کے لیے یہ ممکن نہیں ہے مگر۔۔۔"

وہ اپنی آواز کو با مُشکل نارمل رکھتی ہوئی بولی تو ارمغان کا دل ڈوبنے لگا۔

"آپ آگے بڑھنے کی کوشش تو کر سکتے ہیں۔۔"

اسنے نظریں اٹھا کر ارمغان کا چہرا دیکھا۔

"محبت نہ دیں۔۔۔مگر کسی کی محبت قبول تو کر سکتے ہیں۔۔۔"

ارمغان کا چہرا دھندلانے لگا تو اسنے بار بار آنکھیں چھپکائی۔ وہ بغور اسے چہرے کو دیکھ رہا تھا۔ جانتا تھا وہ ایسا ہی کچھ کہے گی۔

"محبت تو ویسے بھی قربانی دینے کا نام ہے نہ۔۔۔"

ارمغان نے اسکی آنکھوں کے کونے چمکتے ہوئے دیکھے۔ وہ اس وقت خود پر ضبط کررہی تھی، اس بات سے وہ بے خبر تو نہ تھا۔

NOVEL HUT

"آگے بڑھ جائیں۔۔پلیز۔۔۔"

اسکی خاموشی پر وہ مشکل ترین جملہ بولی۔

"تمہارے اندر اتنا حوصلہ ہے۔۔۔ میرے اندر نہیں ہے۔۔"

وہ دونوں ہاتھ جیکٹ کی جیبوں میں ڈالتا ہوا بولا۔ اس نے یشل کے چہرے سے نظر ہٹا لی۔

"حوصلہ کرنا پڑے گا۔۔۔"

یشل اسے کہہ نہیں سکی تھی کہ آگے بڑھنا اس کے لیے تو آسان نہ تھا۔ وہ تو اس کے ساتھ نہ ہوتے ہوئے بھی اس کے ساتھ رہی رہی تھی۔

"نہیں کرنا چاہتا۔۔۔"

وہ فوراً بولا تھا۔ یَشل چند لمحے خاموش ہو گئی۔

"مگر کیوں۔۔۔۔؟" اس نے بے بس سے ٹوٹے ہوئے لہجے میں سوال کیا۔

NOVEL HUT

"ممکن نہیں ہے۔۔۔"

"ہر چیز کا نعمل بدل ہوتا ہے۔۔۔"

"تمہارا کوئی نعمل بدل نہیں ہے۔۔۔ میری محبت تمہارے علاہ اور کوئی نہیں ہوسکتا۔۔۔"

یَشل نے بھاری دل کے ساتھ ہلکا سا سانس بھرا تھا۔ اپنی باتوں سے وہ اسے کمزور کر رہا تھا اور وہ اسکا دل نہیں بدل سکتی تھی۔

"تم خوش ہو رائد کے ساتھ۔۔۔؟"

اسنے بے اختیار سوال کیا۔ یشل چند لمحے اسے دیکھتی رہی پھر ارمغان نے اس کا سر اثبات میں ہلتے دیکھا۔

"ہاں۔۔۔میں خوش ہوں۔۔۔"

وہ اب ٹھیک تھی مگر خوشی کا اندازہ اسے بھی نہ تھا۔

"زندگی میں پہلی بار میرے دل میں کوئی اور ہونے کی خواہش پیدا ہوئی ہے۔۔کاش میں رائد خٹک ہوتا۔۔ تمہیں کسی سے چھین لیتا مگر اپنا بنا لیتا۔۔"

یَشل کا دل کسی نے مٹھی میں جکڑ لیا۔ وہ سانس روک گئی تھی۔ اسے اب خود پر ضبط کرنا مشکل لگ رہا تھا۔ اس نے تو نہیں سوچا تھا کہ وہ ایسی

باتیں کرنے لگے گا۔۔۔اسے تو اندازہ نہ تھا کہ یہ ملاقات اسے اس قدر بھاری پڑے گی۔

"نہیں۔۔۔آپ ارمغان ہیں اور ہمیشہ ارمغان ہی رہیں گے۔۔۔ آپ کبھی بھی رائد خٹک نہیں ہوسکتے اور نہ ہی کوئی ارمغان قریشی ہوسکتا ہے۔۔۔ میری زندگی میں آپ جیسا کوئی نہیں اور نہ ہی اس دنیا میں ہے، مجھے کوئی دوسرا ارمغان چاہیے بھی نہیں۔۔۔"

یشل نم لہجے میں بولی کہ محبت سے پھرنا بھی خود کو کاٹنے کے برابر تھا۔

"چاہنے کی بات بھی کر رہی ہو اور نہ چاہے جانے کا عندیہ بھی پیش کر رہی ہو۔یہ تو زیادتی ہوئی ناں۔۔اور اب تو میں تمہاری زندگی میں رہا بھی نہیں۔"

ارمغان زخمی سا مسکرایا تھا۔یہ وہ حقیقت تھی جو یَشل اسے ابھی بتلا چکی تھی، کڑی اور تلخ حقیقت جو گلے کا کانٹا بن گئی تھی۔

یَشل خاموش سی ہوئی۔ہاں۔۔۔وہ اسکی زندگی میں ہو کر بھی نہ رہا تھا۔۔۔یَشل نے سرد ہونٹوں پر زبان پھیرتے آنسوؤں کا روکنا چاہا۔

"ارمغان۔۔۔۔" اسنے بھیگے لہجے میں پکارا تو ارمغان کا دل جیسے کمزور سا ہوا۔

"میں قسمت سے جتنا لڑ سکتی تھی لڑ چکی ہوں۔۔۔ مگر میں حقیقت کو جھٹلا نہیں سکی۔۔۔ مجھے سب کچھ قبول کرنا پڑا آپ کو بھی کرنا ہوگا۔۔"

اسکی آنکھوں سے آنسوں گرنے لگے۔

"اتنا آسان ہے کیا۔۔؟" آواز نے نکلنے سے انکار کر دیا تھا۔ دل جیسے ایک دم زخمی ہوا کہ ٹھیس سی اٹھی تھیں۔

"نہیں مگر آسان ہو سکتا ہے اگر آپ چاہیں تو۔۔۔ میں آپ کا نصیب نہیں ہوں۔۔ خدا نے ہمارے راستے جدا کر دیے ہیں اور انہی راستوں پر چلنا ہے چاہے پاؤں زخمی ہو جائیں یا کٹ جائیں۔۔۔"

وہ اسے دیکھتا رہ گیا تھا۔ اس نے بھلا کب سوچا تھا کہ وہ اپنی محبت کے ساتھ کبھی ایسی گفتگو کرے گا۔

"تم میری کیوں نہیں ہو سکتی۔۔۔؟"

وہ کسی بچے کی طرح بڑا بے معنی سا سوال کر گیا تھا۔

"کیونکہ خدا نے ہماری کہانی ادھوری لکھی ہے۔۔اور اسے ادھورا چھوڑ دینا ہی بہتر ہے۔۔۔"

اسکی آواز بھرا گئی۔۔

"کاش میں اسے مکمل کر سکتی مگر میں نہیں کر سکتی۔۔"

وہ کہنا چاہتی تھی مگر کہہ نہ سکی۔

"ہر چیز ہماری پسند کے مطابق نہیں ہو سکتی۔۔۔جو چیزیں ہمارے مقدر میں نہیں ہوتی اُنہیں چھوڑنا پڑتا ہے۔ہر کسی کے نصیب میں ایک ہونا نہیں لکھا ہوتا۔ میں اب اللہ سے شکوہ نہیں کرونگی۔۔۔آپ بھی مت کرنا۔۔۔مجھے اس بات کی خوشی ہے کہ میں آپ کی محبت کے قابل بنی۔۔۔میں ارمغان قریشی کی محبت بنی۔۔۔آپ۔۔۔آپ میری زندگی کی سب سے خوبصورت اور معصوم یاد رہیں گے اور۔۔۔میری دعاؤں میں آپ کا ذکر ہمیشہ رہے گا۔۔۔میں جانے سے پہلے آپ کو اللہ کی آمان میں دیتی ہوں۔۔۔"

وہ بھری ہوئی آنکھوں سے خود کو رونے سے باز رکھے ہوئے تھی۔
ارمغان کو اسکے ضبط پر رشک آیا تھا۔ وہ کبھی بھی اسے اتنا کچھ نہیں کہہ سکتا

تھا۔ وہ اسے حوصلہ نہیں دے سکتا تھا۔۔۔اسے یَشل کی ہمت پر رشک آیا تھا۔

"میں تا عمر آپ کی محبت میں قید رہوں گی۔۔۔"

وہ کہنا چاہتی تھی مگر وہ یہ بھی نہیں کہہ سکی تھی۔ وہ اسے ہمت دینے کے لیے، آگے بڑھنے کا کہنے کے لیے اس کے سامنے کھڑی تھی۔۔۔وہ ایک جملے سے اس شخص کو کمزور نہیں کر سکتی تھی۔ ایک جملے سے اسکی دنیا ختم نہیں کر سکتی تھی مگر وہ نہیں جانتی تھی۔ آج وہ سہی معنوں میں اس کی دنیا ختم کر رہی تھی۔

"في أمان اللہ۔۔"

ارمغان نے اپنی جیکٹ اتارتے اس کے کندھوں پر ڈالی تو یَشل کو لگا وہ سانس نہیں لے سکے گی۔

"اللہ حافظ۔۔۔"

آنکھ سے ایک موتی ٹوٹ کر گرا تھا۔ وہ بھیگی آنکھوں سے اسکے چہرے پر آخری نظر ڈالتی درمیان میں پڑا سفری بیگ تھامے اسکے پہلو سے گزرتی آگے چلی گئی تھی۔

ارمغان نے پلٹ کر اسے دیکھا۔ اسے لگ رہا تھا وہ اسکی روح بھی کھینچے جارہی تھی۔

اسکا دل جیسے دھڑکنا بھول گیا تھا۔

آج وہ حقیقتاً دور، بہت دور جاتی محسوس ہوئی تھی۔ وہ دھندلائی آنکھوں سے اسے دور جاتا دیکھ رہا تھا۔

یہ سب اتنا آسان نہیں تھا۔۔وہ اسے یہ سب کہہ کر جا تو چکی تھی مگر یہ محض ایک خام خیالی تھی کہ سب ٹھیک ہو جائے گا۔۔۔

یہ ریاضی کا کلیہ نہیں تھا جس میں دو میں سے ایک نکالو تو ایک بچتا ہے۔۔یہ محبت کا کلیہ تھا۔۔۔یہاں دو میں سے ایک نکالو تو ایک بھی نہیں بچتا۔۔۔

وہ بھی نہیں بچا تھا۔۔۔ٹوٹ گیا تھا۔۔۔مرجھا گیا تھا۔۔۔بکھر گیا تھا اور اندر ہی اندر مر گیا تھا۔

Ladies and gentlemen, we have begun our descent"
into United States of America. Please turn off all portable electronic devices and stow them until we have arrived at
"...the gate

"خواتین و حضرات، ہم نے میں یو ایس اے میں اپنا نزول شروع کر دیا ہے۔ براہ کرم تمام پورٹیبل الیکٹرانک آلات کو بند کر دیں اور جب تک ہم گیٹ پر نہ پہنچ جائیں انہیں رکھ دیں۔۔"

ارمغان نے آنکھیں کھول دی۔ چند سیکنڈز کے لیے دماغ چکرا گیا اور ٹیسیں اٹھتی محسوس ہوئی۔ اسنے ایک ہاتھ سے چکراتا ہوا سر پکڑا۔

"آریو اوکے۔۔۔؟"نسوانی آواز پر انسے چہرا موڑ کر دیکھا تو ایک بدیسی لڑکی آنکھوں میں فکر لئیے اسے دیکھ رہی تھی۔

"آئی ایم فائین۔۔۔"

دماغ اب جگہ پر آگیا تھا۔ اسنے پانی کی چھوٹی بوتل اٹھا کر منہ سے لگائی اور ایک ہی سانس میں خالی کردی۔ ارمغان نے خالی بوتل کو دیکھا اور اسکا ڈھکن بند کردیا تبھی ساتھ بیٹھی لڑکی نے اپنی پانی کی بوتل اسکی طرف بڑھا دی۔

ارمغان نے پہلے بوتل کو دیکھا اور پھر اس لڑکی کو۔

گندمی صاف چمکتی رنگت اور گہرے بھورے لمبے بال۔۔چہرے پر نرم تاثر لئیے اسے دیکھتی ہوئی وہ لڑکی بلاشبہ حسین تھی۔

"نو تھینکس۔۔" اسنے بدقت مسکراتے ہوئے انکار کردیا۔

لڑکی نے بوتل واپس رکھ دی اور اسے دیکھنے لگی۔ سویا سویا سا چہرا چمک رہا تھا۔ ماتھے پر بکھرے بال، تیکھے نین نقش اور ہلکی سی داڑھی موچھ ۔۔۔ وہ بے حد پرکشش تھا۔

جب وہ سو رہا تھا تب بھی وہ اسے دیکھتی رہی تھی مگر اسکا جی نہ بھرا۔ شاید وہ بہت عرصے بعد کسی خوبصورت شخص کو اتنے قریب سے دیکھ رہی تھی۔

ارمغان خود پر ٹکی اسکی نظریں محسوس کرتا ان کمفرٹیبل ہوا جسے محسوسات کرتی وہ اس پر سے نظر ہٹاتی سیدھی ہو کر بیٹھی۔

اپنا سامان اٹھائے وہ ائیرپورٹ سے باہر نکل آیا۔ جسم کو ٹھٹھرا دینے والی سرد ہواؤں نے اسکا استقبال کیا۔ کسی کی تلاش میں وہ نظریں یہاں سے وہاں دوڑا رہا تھا جب کوئی ساتھ آکر کھڑا ہوا۔ اس نے چہرا موڑ کر دیکھا تو وہ وہی لڑکی تھی۔

ہوا چلنے پر اسکے لمبے بال اڑتے ارمغان کے چہرے سے ٹکرانے لگے۔

"اوہ آئی ایم سوری۔۔" اسنے ایک ہاتھ سے بال سنبھالتے اور ہینڈبیگ سے کلپ نکالتے بالوں کو قید کیا۔

"اٹس اوکے۔۔۔" وہ اس پر سے نظر ہٹاتا اپنا موبائل پاور آن کرنے لگا۔

"آپ کا تعارف۔۔۔؟" وہ اب کی بار اردو میں بولی اور ارمغان اسکے خالص پاکستانی لب و لہجہ پر چونک گیا۔ وہ نین نقش اور حلیے سے بریٹش پاکستانی لگی تھی مگر اسکا لہجہ عام سا تھا۔۔

"مجھے آیت کہتے ہیں۔۔۔"

ارمغان کی خاموشی پر اپنا نام بتاتے اسنے مخملی ہاتھ ارمغان کی طرف بڑھایا۔ وہ حیران سا اس لڑکی کو دیکھے گیا پھر نرم و ملائم ہاتھ تھاما۔

"ارمغان۔۔۔" ارمغان نے اپنا نام بتاتے اس کا ہاتھ چھوڑ دیا۔

"اوہ واؤ۔۔۔آپ کا نام بہت اچھا ہے۔۔"

وہ اسکا نام سنتی خود کو تعریف کرنے سے روک نہ سکی۔ ارمغان نے مخصوص مسکراہٹ کے ساتھ شکریہ کہا اور کسی کو جلدی جلدی میسج کرنے لگا۔

"آپ کو کوئی لینے آئے گا کیا؟ میرا ڈرائیور وہاں کھڑا ہے۔۔ آپ میرے ساتھ آجائیں میں آپ کو وہاں ڈراپ کردیتی جہاں آپ نے جانا ہے۔۔"

محمل نے ڈرائیور کی طرف اشارہ کرتے سہولت سے کہا۔

"ارے نہیں تھینک یو سو مچ لیکن میرا دوست لینے آیا ہے مجھے۔۔"

وہ انکار کرتا یہاں وہاں دیکھتا کسی کو تلاش کرنے لگا تبھی اسکی نظر دور لوگوں کے ہجوم میں کھڑے سبحان پر گئی تو وہ ہاتھ ہلانے لگا۔

"آپ سے مل کر اچھا لگا۔۔میں چلتا ہوں۔۔"

وہ ایک مسکراتی نظر اس پر ڈالتا آگے بڑھ گیا۔

"پھر ملیں گے اگر قسمت میں ہوا تو۔۔"

اسے آیت کی ہلکی سی آواز آئی تھی۔

"کبھی نہیں۔۔" ارمغان نے بڑبڑاہٹ کی۔ وہ اس لڑکی سے دوبارہ ملنے کا کوئی ارادہ نہیں رکھتا تھا

وہ سامان گھسیٹتا اشعر تک پہنچا اور اس سے بغلگیر ہوا۔

اشعر ارمغان کا سوشل میڈیا فرینڈ تھا جو کافی سالوں سے یو ایس اے ہی رہ رہا تھا۔ ان دونوں میں کافی اچھی دوستی تھی۔یہی وجہ تھی کہ وہ یہاں آنے پر کمفرٹیبل تھا اور فکر فاقے سے آزاد بھی۔

اشعر نے اس کا سارا سامان گاڑی میں رکھا تو ارمغان نے فرنٹ سیٹ کا دروازہ کھولا اور اس لڑکی کی طرف دیکھا جو ابھی بھی اسی جگہ کھڑی ارمغان کو ہی دیکھ رہی تھی۔

وہ سر جھٹکتا گاڑی میں بیٹھ گیا۔

کچھ دیر بعد وہ لڑکی اسکے ذہن سے نکل گئی اور وہ کھڑکیوں سے باہر دوڑتے مناظر کو دیکھنے لگا۔

وہ یہاں آگے بڑھنے کے لیے نہیں آیا تھا مگر نئی زندگی کی شروعات کرنے آیا تھا۔ وہ زندگی جو اسنے یَشل کا منتظر رہ کر گزارنی تھی۔

وہ اسکی یادوں سے بھاگ کر نہیں آیا تھا کیونکہ یہاں بھی اسنے یَشل کی یادوں کے زنداں میں قید رہنا تھا اور وہ باخوشی اس کی یادوں کا قیدی بن کے

موت کو بھی قبول کرسکتا تھا اور شاید۔۔۔شاید موت ہی اس کے مقدر میں لکھ دی گئی تھی۔

"تم کافی کمزور نہیں ہوگئے۔۔۔۔؟"

اشعر نے چہرا موڑ کر اسے دیکھا جو تصویروں میں اچھا بھلا لگتا تھا مگر اب وہ کافی کمزور لگتا تھا۔

"ہاں بس ویسے ہی۔ ہو جاؤں گا ٹھیک۔۔"

ارمغان نے پھیکی سی مسکراہٹ کے ساتھ کہا۔

"کافی ٹف روٹین ہونے والی ہے تمہاری۔۔۔ماسٹرز تو ویسے بھی مشکل ہوتا ہے اور پھر تم جاب بھی کرنا چاہتے ہو ساتھ اور تمہاری حالت دیکھ کر مجھے لگ رہا ہے کہ تمہیں جِم جوائن کرنے کی بھی اشد ضرورت ہے۔۔"

ارمغان بے اختیار ہی ہنس دیا۔

"جم جانے کی کبھی ضرورت پڑی نہیں مگر وہ بھی دیکھ لیں گے۔۔۔"

"دیکھیں گے نہیں۔۔۔میں ایک دن چھوڑ کر جاتا ہوں تم بھی ساتھ چل لینا۔ سٹریس کم ہوجاتا ہے تھوڑا۔۔"

اشعر نے اسے بتاتے ہوئے جیب سے اپنا فون باہر نکالا جو اتنی دیر سے وائیبریٹ ہورہا تھا۔ روڈ خالی دیکھتے اسنے اپنے باس کی کال اٹینڈ کرلی اور بات کرنے لگا۔

ارمغان نے بھی فون اٹھایا اور گھر والوں کو اطلاع دینے لگا کہ اس کا پلین لینڈ ہوگیا ہے اور وہ خیر خیریت سے تھا۔ اسنے واٹس ایپ کے فیملی گروپ چیٹ میں میسج چھوڑ کر سر اٹھایا تو اشعر نے ایک ٹرن لیا مگر اگلے ہی پل اشعر سامنے سے تیز رفتار میں آتے ٹرک کو دیکھ کر بری طرح بوکھلا گیا وہ ون وے روڈ تھا اور ٹرک ڈرائیور نے یقیناً غلط ٹرن لیا تھا۔

اشعر نے گاڑی کو جلدی سے دائیں جانب کرنا چاہا مگر شاید خدا کو کچھ اور ہی منظور تھا۔

وہ اس حد تک بوکھلا گیا کہ اسنے سائڈ لینے سے پہلے انڈیکیٹر بھی نہ لگایا اور ٹرک ڈرائیور نے بھی وہی سائڈ لی جہاں سے اشعر نے گزرنا چاہا۔

ایک زوردار دھماکے کی آواز آئی۔۔ایسی آواز جس کی گونج دور دور تک پھیلی۔ جس میں ان دونوں کی چیخیں دب گئی۔

آخری واضح منظر جو ان دونوں کی آنکھوں نے دیکھا تھا وہ اس ٹرک کا گاڑی سے ٹکرانا تھا۔ اور پھر ہر طرف اندھیرا چھانے لگی۔ درد کی شدید لہر ان کے وجود میں دوڑ گئی۔ ارمغانِ نے چہرا موڑتے اشعر کو دیکھنا چاہا جس کا وجود بری طرح سے کچل گیا تھا۔ وہ دھندلے سے منظر کو سمجھ نہ سکا۔

ارمغان کی آنکھوں کے آگے اندھیرا چھا گیا تھا۔ وہ آنکھوں کو کھلا رکھنے کی کوشش کرنے لگا مگر وہ اس کوشش میں ناکام ہورہا تھا۔ اب اندھیرا چھٹنے لگا تھا۔ مگر منظر پھر سے دھندلا تھا۔ ٹوٹی ہوئی ونڈ سکرین اسکے چہرے کے بلکل قریب تھی۔ اسے دور دور سے لوگوں کی آوازیں آرہی تھی۔

دھندلایا ہوا منظر اب گھومنے لگا تھا۔ اسے اپنی آنکھوں میں خون اترتا محسوس ہوا۔ سر میں درد کی شدید ٹیسیں اٹھی تو زخمی سن ہوتے ہاتھ سے اسنے سر کو تھامنا چاہا مگر وہ اسے ہلا نہیں سکا۔

"یشل۔۔۔۔" اسکے لب ہلے اور آنکھیں بند ہوگئی۔ ایک وہی تو تھی جو موت کے وقت بھی اس کے ذہن میں حفظ تھی۔ ارمغان کی دھڑکن سست ہونے لگی۔

"لاالہ الااللہ محمد رسول اللہ۔۔۔"

اسکی زبان ہلی تھی اور چند سیکنڈز بعد اسکی سانس رک گئی۔ خون سی لتی ہوئی گردن ایک طرف ڈھلک گئی۔ اسکا دل رک گیا تھا۔۔۔ہمیشہ ہمیشہ کے لیے۔۔۔

کہانی ادھوری رہ گئی تھی۔۔۔۔اسنے ادھورا ہی رہنا تھا۔

اگر کوئی ارمغان سے اسکی پہلی اور آخری خواہش پوچھتا تو وہ اس ادھوری کہانی کو مکمل کرنے کی خواہش ظاہر کرتا۔۔۔

وہ موت تک اسکا انتظار کرنے والا تھا اور خدا نے اسکا انتظار مختصر کردیا تھا۔ اسکی سانسیں چھین لی تھی۔۔اسے اذیت سے نجات دے دی تھی۔ ایسی

موت جو تکلیف دہ بھی تھی اور پرسکون بھی۔ وہ اسکی یادوں سمیت اس دنیا سے چلا گیا تھا مگر وہ سب کی زندگیوں کا حصہ رہنے والا تھا۔

کچھ کہانیوں کو اختتام لاحاصل پہ ہوتا ہے ان تینوں کی کہانی کو بھی خدا نے لاحاصل پہ چھوڑا تھا۔۔ وہ محبت کی بازی ہار گئے تھے۔ مگر ارمغان زندگی سے بھی ہار گیا تھا اور ان تکلیفوں سے نجات موت ہی تھی۔۔۔

اوڑھ کر مٹی کی چادر بے نشان ہو جائیں گے
ایک دن ہم بھی داستان ہو جائیں گے

NOVEL HUT

ملتے ہیں سیزن ٹو میں۔

CONTACT THE AUTHOR

If you want to contact the author we will mention her instagram here.

Novel-hut at your service

JazakAllah

NOVEL HUT

Writer's instagram : neha imtiaz